

ردِّ قادیانیت

رسائل

- حضرت مولانا امجد علی دہلوی
- حضرت مولانا عبدالقادر امروہوی
- حضرت مولانا عبدالعزیز خان قزلباشی
- جناب ابوالحسن محمد راشدی
- جناب فیض احمد ربانی
- حافظ محمد اسحاق قزلباشی حبلی
- حضرت مولانا عبدالمجید منگھری
- ڈاکٹر حکیم نور علی صاحب دہلوی
- حضرت مولانا لادیس دہلوی
- علامہ عبدالرشید طاہر

احتساب قادیانیت

جلد ۳

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضور باغ روڈ، ملتان - فون: 4514122

ردِ قادیانیت

رسائل

احتیاب قادیانیت

۳۱

- حضرت مولانا احمد صدیق سونڈویؒ
- حضرت مولانا نور الحق علویؒ
- حضرت مولانا عبدالقدیر امرویؒ
- حضرت مولانا عبدالعزیز مناظر ملتانیؒ
- جناب ابوالحسن محمد ارشدؒ
- حضرت مولانا عبدالحمید منوگیؒ
- حافظ محمد اسحاق قریشی جہلمیؒ
- جناب فصیح احمد مہاریؒ
- ڈاکٹر حکیم محمد علی صاحب دہلویؒ
- حضرت مولانا سید لاریس دہلویؒ
- علامہ عبدالرشید طاہرؒ

عالمی مجلس اہل حدیث و سنیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نام کتاب :	احساب قادیانیت جلد اکتیس (۳۱)
مصنفین :	مولانا احمد صدیق سوئڈوی ڈاکٹر نور حسین صابر کربلائی جعفری خان حبیب الرحمن خان کابلی قادیانی جناب عبداللطیف گجراتی جناب عبدالقدیر امروہی جناب ابوالحسن محمد ارشد جناب حافظ محمد اسحاق قریشی حکیم ڈاکٹر محمد علی امرتسری علامہ عبدالرشید طالوت حضرت مولانا نور الحق علوی حضرت مولانا عبدالمجید مولانا ابوالحریز عبدالعزیز جناب فصیح احمد بہاری سیکرٹری انجمن تائید الاسلام لاہور سیکرٹری دارالاشاعت رحمانی موگیلیر مولانا سید محمد ادریس دہلوی
صفحات :	۵۵۲
قیمت :	۳۰۰ روپے
مطبع :	ناصر زین پریس لاہور
طبع اول :	جنوری ۲۰۱۰ء
ناشر :	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4514122

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ!

فہرست رسائل مشمولہ..... احتساب قادیانیت جلد ۳۱

عرض مرتب	۴
۱..... اسلامی دزہ المعروف کذبات مرزا	جناب احمد صدیق سوہدوی
۲..... خاتم البجوة	ڈاکٹر نور حسین صابر کربلائی سیالوی
۳..... قادیان دارالامان میں انقلاب	خان حبیب الرحمن خان کابلی قادیانی
۴..... کچھنواں نبی، بشیر پتر، محکم مسلم، بخاری داؤنڈا	جناب عبداللطیف گجراتی
۵..... مرزائی احمدیوں کی شرمناک رسوائی	جناب عبدالقدیر امروہی
۶..... رشد و ہدایت، بجواب کفر و ضلالت	ابوالحسان محمد ارشد
۷..... کشف التلبیس	جناب حافظ محمد اسحاق قریشی
۸..... اظہار الحق	// //
۹..... سوائے مرزا	حکیم ڈاکٹر محمد علی امرتسری
۱۰..... مضمون چور	علامہ عبدالرشید طاووت
۱۱..... قادیانیت اور اس کے مقتداء	حضرت مولانا نور الحق علوی
۱۲..... التعرف بیوڈ آسف	// //
۱۳..... الشہاب علی الرحیم اکاذب، یعنی اسلام اور مرزائیت کا تضاد	// //
۱۴..... مجلس مستشار العلماء کا قیام	// //
۱۵..... تعبیر روئے حقانی، ردہ غفوات قادیانی	حضرت مولانا عبدالحمید
۱۶..... اکاذیب مرزا	مولانا ابوالحریز عبدالعزیز
۱۷..... پنجابی مسیح موعود پر ایک سرسری نظر	فصح احمد بہاری
۱۸..... خدمات مرزا	سیکرٹری انجمن تائید الاسلام لاہور
۱۹..... آئینہ کمالات مرزا	سیکرٹری دارالاشاعت رحمانی موگیٹر
۲۰..... حقیقت مرزا	مولانا سید محمد ادریس دہلوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ!

عرض مرتب

الحمد لله وكفى وسلام على سيد الرسل وخاتم الانبياء . اما بعد!
اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے احتساب قادیانیت کی جلد انکتیس قارئین کے لئے
حاضر خدمت ہے۔ اس جلد میں کل بیس رسائل شامل اشاعت ہیں۔

۱..... اسلامی درّہ۔ (المعروف کذبات مرزا) یہ رسالہ حضرت مولانا احمد
صدیق سوئڈوی کا مرتب کردہ ہے۔ مولانا احمد صدیق سوئڈوی کے والد گرامی شاہ محمد ابراہیم
مجددی نقشبندی کراچی تھے جو حضرت شاہ رفیع الدین عثمانی کے خلیفہ مجاز تھے۔ مولانا احمد
صدیق کے مرشد مولانا شاہ عزیز الرحمن صاحب تھے جو دارالعلوم دیوبند کے مفتی اعظم تھے۔ اس
رسالہ میں مرزا قادیانی کے کذبات درج ہیں جو اس رسالہ کو یاد کرے گا وہ ہمیشہ مرزائیوں پر
غالب رہے گا اور جو مرزائی اس کو ایمان و انصاف سے دیکھے گا اس کو انشاء اللہ! ضرورتاً توبہ کی توفیق
نصیب ہوگی۔

۲..... خاتم النبوة۔ جناب ڈاکٹر نور حسین صابر گورنمنٹ پبلسٹر جعفری کربلائی
جھنگ سیالوی نے یہ رسالہ تحریر فرمایا۔ مولانا علی الحائری نے اس کی تقریظ تحریر کی۔ جناب علی
الحائری وہ شخصیت ہیں جو مرزا قادیانی ملعون کے مقابلہ میں میدان عمل میں ثابت قدم رہے۔ مرزا
قادیانی ان کی تردید کرتا رہا۔ لیکن مولانا علی الحائری نے مرزا قادیانی کا ناطقہ بند کئے رکھا۔ اس
رسالہ کی آپ نے تقریظ تحریر فرمائی۔ رسالہ شیعہ نقطہ نظر سے رد قادیانیت پر لکھا گیا ہے۔ تاہم مرزا
قادیانی کی ”بولورام“ کردی گئی ہے۔

۳..... قادیان دارالامان میں انقلاب۔ خان حبیب الرحمن خان کابلی الافغانی
نے ۱۹۳۷ء نے یہ رسالہ ترتیب دیا۔ خان حبیب الرحمن خان کابلی اس نام کے دو آدمی گزرے
ہیں۔ ایک حبیب الرحمن خان کابلی مجلس احرار اسلام کے ممتاز رہنما تھے۔ انہوں نے سید عطاء اللہ
شاہ بخاری کی سوانح عمری تحریر فرمائی۔ دوسرے خان حبیب الرحمن خان کابلی قادیانی تھے۔ انہوں
نے ”قادیان دارالامان میں انقلاب“ نامی یہ رسالہ تحریر کیا۔ مصنف قادیانی تھا۔ اس نے مرزا محمود
قادیانی خلیفہ کے ظلم و ستم کی اس رسالہ میں کہانی سپرد قلم کی۔ عبدالرحمن مصری جو لاہوری مرزائی
تھا۔ اس نے مرزا محمود کے کردار اور ظلم و ستم کی کہانی اس رسالہ میں بیان کر کے مرزا محمود کے ظلم و ستم

و بدکرداری کو چیلنج کیا۔ اس رسالہ میں عبدالرحمن و حبیب الرحمن خان کا بلی قادیانی کے قلم سے حقائق شائع ہوئے۔ مرزا محمود کو کھلے الفاظ میں قادیانیوں نے چیلنج کیا۔ مرزا محمود نے کمال ڈھیٹ پن کا عملاً مظاہرہ کیا۔ تفصیل اس رسالہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

۴..... محکوم مسلم، کھینچواں نبی، بشیر پتر، بخاری کا ڈنڈا۔ جناب عبداللطیف گجراتی نے چار نظمیں پنجابی زبان میں تحریر کیں۔ پہلی نظم کا نام ”کھینچواں نبی“ ہے۔ دوسری نظم کا نام ”بشیر پتر“ ہے۔ یہ نظم مولانا سید داؤد غزنوی کی زیر صدارت احرار تبلیغ کانفرنس لائل پور میں پڑھی گئی۔ تیسری نظم کا نام ”محکوم مسلم“ ہے۔ یہ نظم حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی زیر صدارت راولپنڈی کے اجتماع میں پڑھی گئی۔ چوتھی نظم کا نام ”بخاری دا ڈنڈا“ ہے۔ چار نظموں پر مشتمل یہ رسالہ تقسیم سے قبل شائع ہوا۔ محترم جناب کامریڈ عبدالکریم احراری وزیر آبادی نے اسے شائع کیا۔

۵..... مرزائی احمدیوں کی شرمناک رسوائی۔ جناب عبدالقادر امرہوی کا مضمون جو پہلے القاسم دیوبند رجب ۱۳۳۹ء میں شائع ہوا۔ پھر رسالہ کی شکل میں شائع ہوا۔ اس میں ۱..... موریشس افریقہ کی مسجد سے قادیانیوں کی قانونی بے دخلی ۲..... سیدنا مہدی، سیدنا مسیح علیہم السلام اور قادیانی ملعون ۳..... محمدی بیگم کا نکاح اور قادیانی ملعون ۴..... سلطان بیگ اور مرزا قادیانی۔ ان چار طریقوں پر مرزائیوں کی رسوائی اور مرزا ملعون قادیانی کے کذب کو واضح کیا گیا ہے۔ نوے سال بعد دوبارہ شائع کرنے کی مجلس کو سعادت نصیب ہو رہی ہے۔

۶..... رشد و ہدایت۔ ابوالحسن محمد ارشد نے یہ رسالہ قادیانی عبدالرحیم مرزائی کے جواب میں تحریر فرمایا۔ جناب محمد ارشد صاحب، حضرت مولگیڑی کے حلقہ ارادت سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے عبدالرحیم قادیانی کے جواب میں یہ رسالہ تحریر کیا۔ اس میں حضرت مولانا سید محمد علی مولگیڑی کی خدمات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

۷..... کشف التلبیس۔ مصنفہ حافظ محمد اسحاق قریشی جہلم۔ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب بانی و مہتمم جامعہ حنفیہ جہلم اکابر علماء حق میں تھے۔ آپ کے بیان سے مسجد و منبر کے درو دیوار سے حق کی گونج ایسے بلند ہوتی تھی جو قادیانی کفر کو گرم توے پر رقص کرا دینے کے مترادف تھی۔ جہلم قادیانی جماعت کے سیکرٹری نے ستمبر ۱۹۶۶ء میں رسالہ تحریر کیا ”ہمارا نقطہ نظر“ جس میں قادیانی عقائد کو پیش کرتے ہوئے حضرت مولانا عبداللطیف کو نشانہ تنقید بنایا گیا۔ جناب محمد اسحاق قریشی نے اس رسالہ میں قادیانی رسالہ کا منہ توڑ جواب دیا۔

۸..... اعجاز الحق بجواب اظہار الحق۔ مصنفہ محمد اسحاق قریشی جہلم۔ قادیانی رسالہ ہمارا نقطہ کا جواب حافظ محمد اسحاق قریشی نے کشف التلبیس کے نام سے شائع کیا۔ قادیانیوں نے اس کا جواب ”اظہار الحق“ کے نام سے ایک رسالہ کی شکل میں شائع کیا۔ جناب قریشی صاحب نے قادیانی رسالہ اظہار الحق کا جواب ”اعجاز الحق“ کے نام سے اس رسالہ میں دیا۔ اس کے بعد قادیانی کی بولتی بند ہو گئی۔

۹..... سودائے مرزا۔ حکیم ڈاکٹر محمد علیؒ۔ یہ رسالہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۱ء میں امرتسر سے شائع ہوا۔ ڈاکٹر حکیم محمد علیؒ صاحب طیبہ کالج دہلی کے سند یافتہ تھے۔ طیبہ کالج امرتسر کے ہیڈ پروفیسر بھی تھے۔ آپ نے اس رسالہ میں طبی دلائل اور مرزا قادیانی کی تحریرات سے ثابت کیا ہے کہ مرزا ملعون قادیان، نہ نبی تھا نہ مسیح نہ مجدد اور نہ ہی ولی و مسلم بلکہ مرض المانچو لیا کا مریض تھا۔ اس کے کل الہامات و دعاوی محض مرض المانچو لیا کے باعث تھے۔

۱۰..... مضمون چور۔ علامہ ابوالفضل جبروتی۔ یہ رسالہ ۱۹ فروری ۱۹۵۰ء میں حضرت علامہ عبدالرشید طاہرؒ نے تحریر کیا۔ ابوالفضل جبروتی آپ کا قلمی نام تھا۔ اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی دوسرے حضرات کے مضامین کو چوری کر کے اپنی کتابوں میں شامل کیا کرتا تھا۔

۱۱..... قادیانیت اور اس کے مقتداء۔ حضرت مولانا محمد نور الحق علویؒ۔ ۲۲ جولائی ۱۹۳۳ء کو حضرت مصنف نے یہ رسالہ تحریر فرمایا۔ مولانا نور الحق صاحب معروف دانشور جناب غلام جیلانی برق کے بڑے بھائی تھے۔ دارالعلوم دیوبند میں مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ سے آپ نے دورہ حدیث کیا۔ لاہور میں رد قادیانیت کے لئے ایک جماعت مستشار العلماء پنجاب قائم کی۔ حضرت مولانا محمد خلیل صدر اور مولانا نجم الدین پروفیسر اور نیشنل کالج لاہور نائب صدر، مولانا نور الحق ناظم عمومی مقرر ہوئے۔ مستشار العلماء کے تحت پہلا رسالہ یہ شائع ہوا۔

۱۲..... التعرف بیوڈ آسف۔ حضرت مولانا نور الحق علویؒ نے یہ رسالہ تحریر فرمایا۔ مرزا قادیانی ملعون نے یوڈ آسف کو یسوع مسیح ثابت کرنا چاہا۔ پھر یوڈ آسف کی قبر کشمیر کو مسیح علیہ السلام کی قبر ثابت کرنے کے درپے ہوا۔ دجل درد جمل، کذب در کذب، فراڈ در فراڈ کے بعد ایک ایسا موقوف پیش کیا۔ مسلمان، مسیحی، یہودی، تینوں آسمانی مذاہب کے پیروکاروں میں سے ایک شخص نے بھی مرزا قادیانی کے موقوف کو تسلیم نہ کیا۔ نتیجتاً مرزا قادیانی ملعون کے حصہ میں سوائے دھوکہ دہی کی ابدی لعنت کے اور کچھ نہ آیا۔

مولانا نورالحق علویؒ نے اس رسالہ میں ثابت کیا کہ یوز آسف مرزا قادیانی کی طرح خود ایک جھوٹا مدعی نبوت تھا۔ یوز آسف شہزادہ نبی نہ تھا بلکہ ایک ملعون تھا۔ یہ اس رسالہ کا موضوع ہے۔ اس عنوان پر بہت سارے حضرات نے بہت کچھ تحریر فرمایا۔ فقیر کی رائے میں اس موضوع پر یہ رسالہ حرف آخر کا درجہ رکھتا ہے۔

۱۳..... الشہاب الثاقب علی الرجم الکاذب۔ یعنی اسلام اور مرزائیت کا تضاد، حضرت مولانا نورالحق علویؒ نے ستمبر ۱۹۳۴ء میں یہ رسالہ تحریر فرمایا تھا۔ چھبیس سال گزرنے کے بعد اس رسالہ کی اہمیت اور ضرورت باقی ہے۔

۱۴..... مجلس مستشار العلماء کا قیام۔ پنجاب کے دارالحکومت لاہور میں مجلس مستشار العلماء کا قیام عمل میں لایا گیا۔ مولانا قاضی محمد ظلیلؒ سابق مفتی مالیر کوٹلہ کو اس کا صدر اور مولانا نورالحق علویؒ کو اس کا جنرل سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ سرپرست اس کے حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ قرار پائے۔ اس تنظیم کے تحت میں رد قادیانیت کے کام کے لئے مختلف شعبہ جات قائم کئے گئے۔ اس جماعت کے اراکین کے اسماء اور اغراض و مقاصد پر مشتمل تعارفی پمفلٹ مولانا نورالحق نے شائع کیا۔ جو شامل اشاعت ہے۔ یہ وہی مستشار العلماء ہے جس کا مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے اپنے رسالہ دعوت حفظ ایمان نمبر ۲ میں تذکرہ کیا ہے اور ساتھیوں کو اس تنظیم کے ساتھ مدد کرنے کی نصیحت فرمائی ہے۔

۱۵..... تعبیر رویائے تھانی۔ رد ہفوات قادیانی۔ تحریر جناب مولانا عبدالجیدؒ کتاب ہذا میں قادیانی رسالہ ”اسرار نہانی“ کا محققانہ و مفصل جواب دیا گیا ہے۔ حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادیؒ اور مولانا سید محمد علی موگیلیؒ کے متعلق قادیانی خرافات کا ایسا جواب دیا گیا کہ قادیانیوں کے دانت کھٹے کر دیئے گئے۔

۱۶..... ”اکاذیب مرزا“ مولانا ابوالحریر عبدالعزیزؒ مناظر ملتانی نے یہ رسالہ تحریر فرمایا ہے۔ اس میں مرزا قادیانی کے پچاس جھوٹ ان کی کتابوں سے لکھے گئے ہیں اور ثابت کیا گیا ہے کہ ایسا شخص نبی تو بجائے خود صحیح معنوں میں مسلمان بھی نہیں ہو سکتا اور جو قادیانی ان حوالہ جات کو غلط ثابت کر لے۔ ہر حوالہ پر انعام کا اعلان کیا گیا ہے۔

۱۷..... پنجابی مسیح موعود۔ یہ رسالہ جناب فصیح احمد بہاریؒ کا مرتب کردہ ہے۔ فصیح احمد بہاری رائل پاکستان ایئر فورس ناشر مکتبہ تحفظ ختم نبوت پشاور اس کے ٹائٹل پر لکھا ہے۔ اس رسالہ میں مرزا قادیانی کے دجل و فریب طشت از بام کئے گئے ہیں۔

۱۸..... خدمات مرزا۔ انجمن تائید الاسلام لاہور کے ماہواری رسالہ تائید الاسلام سے ایک مضمون لے کر اسے اس کتابچہ کی شکل میں شائع کیا گیا۔ مکمل نام یہ ہے۔ ”مرزائی نبوت کا آخری سہارا۔ خدمات مرزا۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت غیر اللہ کے دروازے پر مرزائی مذہب کے بنیادی اصول پر محققانہ تبصرہ۔“

۱۹..... آئینہ کمالات مرزا۔ ناظم دارالاشاعت رحمانی مونگیر کا مرتب کردہ ہے۔ خانقاہ رحمانیہ مونگیر سے صحیفہ رحمانیہ شائع ہوتا تھا۔ اس کے کل چوبیس شمارے شائع ہوئے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ! کہ مجلس تحفظ ختم نبوت نے صحیفہ رحمانیہ کی مکمل فائل جو چوبیس رسائل پر مشتمل تھی۔ احتساب قادیانیت کی جلد پانچ میں اسے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس طرح خانقاہ عالیہ رحمانیہ مونگیر شریف سے ایک رسالہ صحیفہ محمدیہ کے نام پر بھی شائع ہوتا تھا۔ اس کے کل کتنے شمارے شائع ہوئے۔ ان کی فائل کہاں سے مل سکتی ہے۔ اعتراف کرتا ہوں کہ اس سلسلہ کی معلومات کے حاصل کرنے میں ناکام رہا۔ جس کی سخت ندامت ہے۔ صحیفہ محمدیہ کے تمام شمارے اتنے اہم موضوعات پر مشتمل ہوتے تھے کہ ان رسائل کے پہلے پانچ شمارہ جات کو ”آئینہ کمالات مرزا“ کے نام پر خود خانقاہ مونگیر کے حضرات نے شائع کیا۔ لیجئے۔ صحیفہ محمدیہ شمارہ ۵ تا ۱۵ کا مجموعہ ”آئینہ کمالات مرزا“ پیش خدمت ہے۔ اس کا مزید تعارف خود ناشرین نے کر دیا ہے۔ جو قارئین پڑھ لیں گے۔ تاہم اتنا عرض کئے بغیر چارہ نہیں کہ اس کا شمارہ نمبر ۳ بطور خاص پڑھنے کی چیز ہے۔ اس میں مختلف حضرات نے مرزا قادیانی کے متعلق خواب دیکھے۔ وہ انہوں نے شائع کر دیئے۔ قادیانی گروہ خواب پرست ہے۔ تو لیجئے۔ یہ خواب بھی ان کے پڑھنے کی چیز ہیں۔ تاکہ ان پر اتمام حجت ہو جائے۔ یہی ناشرین کے سامنے شائع کرنے کا مقصد تھا۔

۲۰..... حقیقت مرزا۔ مولانا سید محمد ادریس صاحب جو انجمن اصلاح المسلمین دہلی کے سیکرٹری تھے۔ انہوں نے یکم دسمبر ۱۹۳۱ء کو یہ رسالہ دہلی سے شائع کیا۔ قادیانی عقائد کو مختصراً جمع کر دیا گیا ہے۔ یوں سولہ حضرات کے بیس رسائل احتساب کی اس جلد میں شائع کرنے کی اللہ رب العزت نے توفیق سے سرفراز فرمایا۔ فلحمد للہ!

فقیر اللہ وسایا!

۱۷ صفر الخیر ۱۴۳۱ھ

۲۳ جنوری ۲۰۱۰ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مَنْ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ سَمْعِیْ فَیَسْمَعْ مِنْ سَمْعِیْ
مَنْ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ سَمْعِیْ فَیَسْمَعْ مِنْ سَمْعِیْ
مَنْ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ سَمْعِیْ فَیَسْمَعْ مِنْ سَمْعِیْ

اسلامی درہ المعروف کذبات مرزا

جناب احمد صدیق سونڈوی

اسلامی درہ حصہ اول

باسمہ تعالیٰ حامداً ومصلياً ومسلماً

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم . لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم!
ناظرین! منشی غلام احمد قادیانی آنجہانی کو آپ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس نے اپنے لئے بہت سے دعوے کئے۔ لیکن سب ہی غلط ثابت ہوئے۔ مجدد، محدث، ولی، آدم، نوح، موسیٰ، عیسیٰ، ابراہیم، محمد، احمد، غرض جس قدر بھی دنیا میں انبیاء علیہم السلام تشریف لائے وہ سب ہی مرزا قادیانی (معاذ اللہ) ہوئے ہیں۔

جری اللہ فی حلال الانبیاء بھی الہام ہے۔ آریوں کے بادشاہ بھی بنے تو ہندوؤں کے کرشن بھی۔ عیسائیوں کے یسوع مسیح بھی ہوئے تو مسلمانوں کے لئے مسیح موعود، پھر مردوں کے مراتب طے فرما کر عورت بھی ہوئے، حائضہ و حاملہ بھی ہوئے، دردزہ بھی شروع ہوئے، بچے بھی جنے گئے اور خود ہی مریم پھر ابن مریم بھی ہوئے۔ ہم بستری کس کے ساتھ ہوئی اور حمل کس سے ٹھہرا اس کو بھی مرزا قادیانی نے خود ہی بیان فرما دیا۔ غور سے پڑھئے۔

مرزا قادیانی کے ایک خاص مرید قاضی یار محمد صاحب پلیڈر لکھتے ہیں کہ: ”حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا۔ سمجھنے والے کے واسطے اشارہ کافی ہے۔ (استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ)“

(ٹریک نمبر ۳۳ ص ۱۲، موسوم بہ اسلامی قربانی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر)

غرض کہ مرزا قادیانی سب کچھ ہوئے مگر ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کا بھی ایمان ان کو نصیب نہ ہوا۔

صوفی و فقیہہ و عالم و دانشمند

این جملہ شدی و لے مسلمان نشدی

آخر میں نبی بروزی، ظلی، مجازی، لغوی ہو کر نبی حقیقی شرعی پر بس نہیں کی۔ بلکہ صاحب شریعت بھی ہوئے۔ لیکن ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹیالوی، مولوی ثناء اللہ امرتسری اور سلطان محمد کی موت اور محمدی بیگم کے نکاح کے ہو جانے کو مرزا قادیانی نے اپنی صداقت اور کذب کا معیار

قرار دیا تھا۔ ان سب سے پہلے خود ہی بمرض ہیضہ لاہور میں مر کر اپنی ناکامی و نامرادی اور اپنا کذاب ہونا ایسا ثابت کر گئے کہ نہ موافقوں کو دم مارنے کی جگہ باقی رہی نہ مخالفوں کو زیادہ گفت و شنید کی ضرورت۔ جھوٹ بولے تو ایسے ایسے ڈبل بولے کہ زمین و آسمان تو ان کا تحمل کر نہیں سکتے۔ ہاں مرزا قادیانی کی قبر ہی میں ان کو تلاش کیا جائے تو ضرور ملیں۔

حضرات! ہماری تحقیق تو یہ ہے کہ ولایت میں کوئی مشین کتنی ہی تیز چلنے والی ہو اتنا کپڑا نہیں بن سکتی۔ جتنا قادیانی مشین میں دروغ بنایا جاتا ہے اور ہمارا دعویٰ ہے کہ منشی غلام احمد قادیانی آنجہاں عام انسانوں پر تو جھوٹ اور افتراء کرتے ہی تھے۔ لیکن خدا اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی جھوٹ اور افتراء لگانے سے ان کو پرہیز نہ تھا اور اس کی مثالیں ہم نے کئی دفعہ بذریعہ اخبار شائع کی ہیں۔ جن کا جواب قادیانی امت نے بجز خاموشی کے اور کچھ نہ دیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سب قادیانی کا بل تشریف لے گئے ہیں۔ کسی مرزائی کی تجھیز و تکفین کرنے۔

مرزائیوں کی غفلت سے بیچاری مرزائیت کا تو بڑی طرح تڑپ تڑپ کر خاتمہ ہوا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس جنازہ کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی کا جنازہ تو لاہور سے دجال کے گدھے پر سوار کر کے قادیان پہنچایا گیا تھا۔ دیکھئے بیچاری مرزائیت قادیان سے لاہور آتی ہے۔ یا لاہور سے قادیان جاتی ہے یا لاہور ٹی میں عیسائیت کے سپرد ہوتی ہے۔

کل تیرے عاشق کی جاناں کیا ہی رسوائی ہوئی
ٹھوکریں کھاتی پھرے تھی نعش کفنائی ہوئی

سلطان القلم کے مریدو! اگر آپ لوگ منشی جی کو سچا ثابت نہیں کر سکتے۔ تو پھر یہ کہہ دو کہ ہم مرزا قادیانی کے کس قدر جھوٹ ثابت کر دیں تو آپ بھی ان کو جھوٹا کہیں گے۔ مناظروں کا دعویٰ، مباحلوں کا شور تھا۔ مگر سب ہی سیٹی پٹانے بھول گئے اور کوئی جواب نہیں بنتا۔

کیوں نہیں بولتے صبح کے طیور
کیا شفق نے کھلا دیا سیندور

مرزائیو! تمہاری غیرت و شرم و حیا کہاں چلی گئی یا اسلام کے ساتھ اخلاق سے بھی

خارج ہو گئے۔

گم ہوئی جاتی رہی کھوئی گئی آئی ہوئی
بے وفا تیری وفا میری شکلیبائی ہوئی

روزانہ اخبار و اشتہار و رسائل نکلتے ہیں۔ مگر ایک صفحہ جواب کا نہیں لکھ سکتے۔ قلم، دوات، کاغذ، پریس، مشینیں سب ہی کچھ موجود ہیں۔ مگر کوئی مرزائی ہے جو ہمارے مقابلہ میں قلم اٹھائے۔

مرزائیت کی پوری خانہ ویرانی کے بعد ہندوستان کے تمام قادیانیوں کو چیلنج دیا۔ اس کو کس نے نہیں دیکھا۔ مگر کوئی مرزائی بولا یا بول سکتا ہے؟ پھر کس منہ سے مرزائیت کی تبلیغ کرتے ہو اور کس حق کو دنیا کے سامنے پیش کرتے ہو۔ تم تو ابھی ابھی اسلام سے خارج ہوئے ہو۔ انصاف سے بات کرو۔

افسوس کا مقام ہے کہ یہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہم سے اصولی بحث کر لو۔ جب اصولی بحث شروع ہوتی ہے تو جان چھڑ جاتے ہیں۔ کیا یہی اعلیٰ اصولی بحث ہے کہ جھوٹ بولنے والا بھی خدا کا مخاطب یا ملہم ہو سکتا ہے؟ دوستو! دیکھنا تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے دنیا میں آ کر کس قدر جھوٹ بولے، اگر مرزا قادیانی کا ایک جھوٹ بھی ثابت ہو جائے تو اس قصہ ہی ختم۔

حیرت کا مقام ہے کہ یہ مرزائی کس طرح آستینیں چڑھا چڑھا کر مخالفین اسلام سے بحثیں کرنے جاتے ہیں اور وہاں اسلام کے دلائل سے فتح پا کر احمدیت کی فتح مشہور کرتے ہیں۔ مگر جب احمدیت پر حملہ ہوتا ہے تو ایسے خاموش ہو جاتے ہیں جیسے ”کالمفغتنی علیہ من الموت“

مرزائیو! ہم تمہارے بھلے کی بات کہتے ہیں کہ جھوٹوں کا ساتھ چھوڑ دو اور بحکم خدا ”کونوا مع الصادقین“ سچوں کا ساتھ دو۔

قادیانی دوستو! آپ لوگوں پر بہت ہی افسوس ہے کہ تم لوگ مرزا قادیانی کے تحت و تاج کے وارث بن کر ”مرزا قادیانی“ کے جھوٹ کو خاموشی سے سن رہے ہو اور ادھر ادھر کی فضول باتوں میں اپنا وقت ضائع کر رہے ہو اور جھوٹی گپیں مشہور کر کے ناواقفوں کی آنکھوں میں خاک ڈالتے ہو۔ مگر مرزا آنجمانی سے کذبات کا الزام دور کرنے کی طرف نہیں آتے۔

مجھے امید قوی ہے کہ اگر کوئی مرزائی خالی الذہن ہو کر خلوص نیت سے اس کتاب کا مطالعہ کرے گا تو وہ ضرور کذاب قادیانی سے قطع تعلق کر کے دوبارہ سرکار مدینہ ﷺ کے جھنڈے تلے پناہ لے گا۔

دوستو! میرا اور تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی مسیح موعود و نبی تو کیا ہوتے وہ تو ایک سیدھے سادھے مسلمان بلکہ حق بات تو یہ ہے وہ ایک سچے انسان بھی نہ تھے۔ عیسائیوں اور یہودیوں پر نظر ڈالئے، پارتی اور ہندوؤں کو دیکھئے کہ باوجود ان کے کفر کے بہت سے ایسے انسان آپ کو ملیں گے جنہوں نے عمر بھر کبھی جھوٹ نہیں بولا ہوگا۔ خاص کر وہ جھوٹ جو دوسرے انسانوں کو دھوکہ دینے والا ہو۔

ناظرین! اب ہم ششی غلام احمد قادیانی آنجہانی کے کذبات کے ایک طویل فہرست درج کرتے ہیں۔ تاکہ مرزا قادیانی کے اسلام اور مجددیت اور نبوت سے پہلے ان کے کذبات کو دیکھا جائے کہ آیا وہ اس قابل انسان تھے کہ ان کی بات یا دعویٰ کو سنا بھی جائے۔

خادم العلماء: بندہ احمد صدیق سوٹروی

جھوٹ دھوکہ اور افتراء

..... امام مہدی علیہ السلام کی بابت مرزا قادیانی ایچی ٹیشن قرآن یعنی کتاب (ازالہ اوہام ص ۲۳۵، خزائن ج ۳ ص ۲۱۸) پر لکھتے ہیں کہ: ”میں کہتا ہوں کہ مہدی کی خبریں ضعف سے خالی نہیں۔ اسی وجہ سے امامین حدیث نے ان کو نہیں لیا۔“

پھر اسی کتاب کے (ص ۵۱۸، خزائن ج ۳ ص ۳۷۸) پر بہت زور دے کر لکھتے ہیں کہ: ”مہدی کے بارہ میں جو بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے امام مہدی آویں، اور بعد اس کے ظہور مسیح ابن مریم کا ہو یہ خیال قلت تدبر کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ اگر مہدی کا آنا مسیح ابن مریم کے زمانہ کے لئے ایک لازم غیر منفک ہوتا اور مسیح کے سلسلہ ظہور میں داخل ہوتا تو دو بزرگ شیخ اور امام حدیث کے یعنی حضرت محمد اسماعیل صاحب صحیح بخاری اور حضرت امام مسلم صاحب صحیح مسلم اپنی صحیحوں سے اس واقعہ کو خارج نہ رکھتے۔ لیکن امام مہدی کا نام تک بھی تو نہیں لیا۔“

ہر دو اقتباس ظاہر کر رہے ہیں کہ مرزا قادیانی نے کس زور و شور سے اس امر کو بیان کیا ہے کہ مہدی کے بارہ میں کوئی بھی حدیث صحیح بخاری میں نہیں ہے۔ (کتاب تمہیمات شیطانیہ، مصنف ابو الخطا جلد نری قادیانی)

حضرات! دیکھا آپ نے کہ ۱۳۱۰ھ تک مرزا قادیانی یہی رٹ لگاتے رہے کہ امام مہدی علیہ السلام کے بارہ میں جو احادیث ہیں وہ سب کی سب ضعیف ہیں۔ اس لئے کہ امام محمد اسماعیل نے صحیح بخاری شریف میں امام صاحب علیہ السلام کا نام تک نہیں لیا۔ لیکن جب ماہ

رمضان ۱۳۱۱ھ میں سورج اور چاند کو گرہن لگا تو جھٹ سے مرزا قادیانی نے انہیں ضعیف حدیثوں کو صحیح مان کر کتاب (شہادۃ القرآن ص ۴۰، خزائن ج ۶ ص ۳۳۷) پر ایک افتراء امام بخاریؒ پر اس طرح تصنیف کیا۔ لکھتے ہیں کہ: ”اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ اس کے لئے آسمان سے آواز آئے گی کہ ”ہذا خلیفۃ اللہ المہدی“ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے۔ جو ”اصح الکتاب بعد کتاب اللہ“ ہے۔“

یہ حدیث صحیح بخاری شریف میں اگر کوئی مرزائی دکھائے تو وہ مرزائی پچاس روپیہ انعام پائے ورنہ جھوٹے کی نسبت ہم وہی کہیں گے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں اس پر اعتبار نہیں ہوتا۔“

(چشمہ معرفت ص ۲۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۲۳۱)

۲..... دجال کا دوسرا دجل دیکھئے۔ کتاب (تحفہ گولڈویہ ص ۷۲، خزائن ج ۱۷ ص ۲۱۱) پر ایک حدیث اس طرح لکھتے ہیں کہ: ”نسائی نے ابو ہریرہؓ سے دجال کی صفت میں آنحضرت ﷺ سے یہ حدیث لکھی ہے۔“ ”یخرج فی آخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالذین یلبسون لناس جلود الضان السنتمہ احلی من العسل وقلوبہم قلوب الذیاب یقول اللہ عن دجل ابی یفترون ام علی یخبرون“ اور اگر کوئی مرزائی ہمت کر کے یہ حدیث نسائی (یا کسی اور صحیح حدیث کی کتاب میں) دکھائے تو چالیس روپیہ انعام پائے۔“ ورنہ جھوٹے کی نسبت مرزا قادیانی نے صاف لکھا ہے کہ: ”ایمانداروں کی یہی علامت ہے کہ جب ایک موقعہ پر ایسا خیال جھوٹا ثابت ہو گیا تو پھر چاہئے کہ عمر بھر اس کا نام نہ لیں۔“

(تمتہ حقیقت الوحی ص ۳۳۲، خزائن ج ۲۲ ص ۳۶۷)

۱۔ حالانکہ ایسے گرہن پہلے بھی کئی دفعہ سورج اور چاند کو لگ چکے ہیں اور تعجب ہے کہ ایک جھوٹی روایت کو یہ کہتے ہوئے خدا کا خوف نہیں اور رسول سے شرم بھی نہیں آتی کہ یہ حدیث ہے۔ دوستو! آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔ ”من کذب علیّ متعمداً فلیتنبوا مقعدہ فی النار“ جو کوئی مجھ پر جھوٹ لگائے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔ (حدیث)

۳..... حضرت ابو ہریرہؓ ایک جلیل القدر صحابی گذرے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آسمان سے نازل ہونے کی نسبت ایک حدیث آنحضرت ﷺ سے بیان فرما کر اس کی تائید میں ایک آیت قرآنی پیش کی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے مرزا قادیانی کا اگر کوئی تصور کیا ہے تو وہ یہی ہے کہ حدیث کی تائید میں آیت قرآنی کیوں چسپاں کر دی۔ یہ آیت دیکھنے کے بعد مرزا قادیانی اور وہ مرزا جس کی بدزبانی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی پاک ہستی نہ بچ سکی تو اس کے مقابلہ میں حضرت ابو ہریرہؓ کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔ ان کی نسبت برا بھلا کہہ کر اور پھر طرفہ یہ کہ وہ الفاظ صاحب تفسیر مظہری کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مرزا یونس اور کان کھول کر سنو! کتاب (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۳۴، خزائن ج ۲۱ ص ۴۱۰) پر مرزا قادیانی اس طرح لکھتے ہیں کہ: ”دیکھو تفسیر ثنائی کہ اس میں بڑے زور سے ہمارے اس بیان کی تصدیق موجود ہے اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ابو ہریرہؓ کے نزدیک یہی معنی ہیں۔ مگر صاحب تفسیر لکھتا ہے کہ ابو ہریرہؓ کا فہم قرآن میں ناقص ہے اور اس کی روایت پر محدثین کو اعتراض ہے۔“ ارے دجال کے مریدو! صاحب تفسیر نے کہاں لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کا فہم قرآن میں ناقص ہے۔ یہ الفاظ تفسیر ثنائی میں اگر کوئی مرزائی دکھائے تو وہ تمہیں روپیہ انعام پائے۔ ورنہ ہم تو وہی کہیں گے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے بدذات اور شریروں کی نسبت لکھا ہے کہ: ”غلط بیانی اور بہتان طرازی نہایت شریر اور بدذات آدمیوں کا کام ہے۔“ (آریہ دھرم ص ۱۹، خزائن ج ۱۰ ص ۱۳)

۴..... حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم جنگ تبوک سے واپس آئے تو ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ قیامت کب ہوگی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ: ”تمام نبی آدم پر سو سال نہ گذرے گا۔ مگر آج کے زندوں میں کوئی روئے زمین پر نہ ہوگا۔“

(عجم صغیر طبرانی مطبوعہ مطبع انصاری دہلی ص ۱۵، وجامع ترمذی کتاب الفتن ج ۲ ص ۴۹، صحیح مسلم کتاب الفتن) حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ ان کی عمروں کے لئے غالب امر یہی تھا کہ وہ اس مدت سے تجاوز نہ کریں۔ جس کی تعیین آنحضرت ﷺ نے فرمادی تھی اور تب اس زمانہ کے تمام لوگوں پر قیامت آگئی۔ (منقول از تجلیات شیطانیہ مؤلفہ ابو الخطاب جلدنری)

۱! کسی بزرگ نے سچ کہا ہے کہ دماغ مرزا کا صحیح نہیں اور بیوقوف لوگ ہو گئے۔

یعنی جس وقت آنحضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی تھی اس وقت جتنے لوگ دنیا میں زندہ تھے ان کی بابت فرمایا کہ سو سال تک ایک بھی نہ رہے گا۔ اب ذرا سو دیشی نبی قادیانی کی بھی سنئے۔ کتاب (ازالہ اوہام ص ۲۵۲، خزائن ج ۳ ص ۲۲۷) پر اس طرح لکھتے ہیں کہ: ”ایک اور حدیث بھی مسیح ابن مریم کے فوت ہو جانے پر دلالت کرتی ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی تو آپ نے فرمایا کہ آج کی تاریخ سے سو برس تک تمام بنی آدم پر قیامت آئے گی۔“

آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے سو برس تک قیامت آنے والی حدیث اگر کوئی مرزائی دکھائے تو وہ بیس روپیہ انعام پائے۔ ورنہ جھوٹ بولنے کی نسبت مرزا قادیانی نے صاف لکھا ہے کہ: ”اے بے باک لوگو! جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔“

(حقیقت الوحی ص ۲۰۶، خزائن ج ۲۲ ص ۲۱۵)

۵..... حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ: ”طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل کی ایک جماعت پر نازل کیا گیا تھا۔ اگر تم کو معلوم ہو جائے کہ کسی جگہ طاعون ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر کسی جگہ طاعون پیدا ہو جائے اور تم وہاں موجود ہو تو بھاگ کر وہاں سے نہ چلے جاؤ۔“ (صحیح بخاری صحیح مسلم)

اب مسیح قادیانی کے بھی عقائد سنئے! لکھتے ہیں کہ: ”ہم نہ شریعت میں کچھ بڑھاتے ہیں اور نہ کم کرتے ہیں اور ایک ذرہ کی کمی بیشی نہیں کرتے اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے ہم کو پہنچا ہے اس کو قبول کرتے ہیں۔ چاہے اس کو ہم سمجھیں یا اس کے بھید کو نہ سمجھیں۔“

(نور الحق حصہ اول ص ۵، خزائن ج ۸ ص ۷)

پھر لکھتے ہیں کہ: ”ہمارا عقیدہ ہے کہ نجات صرف اسلام میں ہے۔ جو حضرت محمد ﷺ کی فرمانبرداری سے حاصل ہو سکتی ہے اور جو امور اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ ہم ان سے بالکل بیزار اور بری ہیں اور ہمارے پاک رسول محمد ﷺ جو کچھ لائے ہیں اس پر ہمارا پختہ ایمان ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۸۷، ۳۸۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

حضرات! دیکھا آپ نے کہ مرزا قادیانی کا احادیث پر کیسا پکا ایمان ہے۔ اب ذرا اس ایماندار کا پختہ ایمان بھی ملاحظہ فرمائیے۔ (اشہار اگست ۱۹۰۷ء، ریویو قادیان ج ۶ ص ۳۶۵) پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ایک افتراء اس طرح بیان کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ وائسرائے

اس تجویز کو پسند فرماتے ہیں کہ: ”جب کسی گاؤں یا اس شہر کے کسی محلہ میں طاعون پیدا ہو تو یہ بہترین علاج ہے کہ اس گاؤں یا اس شہر کے محلہ کے لوگ جن کا محلہ طاعون سے آلودہ ہے فی الفور بلا توقف اپنے مقام کو چھوڑ دیں اور باہر جنگل میں کسی ایسی زمین میں جو اس تاثیر سے پاک ہے، رہائش اختیار کریں۔ سو میں دلی یقین سے جانتا ہوں کہ یہ تجویز نہایت عمدہ ہے اور مجھے معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔ ورنہ خدا سے لڑائی کرنے والے ٹھہریں گے۔“

ارے کذاب کے مریدو! آنحضرت ﷺ نے کہاں فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔ اگر کوئی مرزائی یہ حدیث دکھائے تو وہ دس روپیہ انعام پائے۔ ورنہ ہم تو وہی کہیں گے جیسا کہ خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”سچ بات تو یہ ہے کہ جب انسان جھوٹ بولنا رو کر رکھ لیتا ہے تو حیا اور خدا کا خوف بھی کم ہو جاتا ہے۔“

(تتمہ حقیقت الوجی ص ۱۳۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۳)

۶..... منشی غلام احمد قادیانی آنجمانی کے مخالف ایک بزرگ مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری تھے۔ انہوں نے ایک کتاب ”فتح رحمانی“ منشی جی کے رد میں لکھی تھی اور دوسرے بزرگ مولوی اسماعیل صاحب علی گڑھی تھے۔ انہوں نے بھی مرزا قادیانی کے رد میں ایک کتاب ”اعلان الحق الصریح بتلخیص مثیل المسح“ لکھی تھی اور اس بزرگ نے تو مرزا قادیانی کی یا اپنی موت کا ذکر تک نہیں کیا۔

اب ان یزیدی صفت لوگوں کے مرشد اعظم کا سفید جھوٹ ملاحظہ ہو۔ (اربعین نمبر ۳ ص ۹، خزائن ج ۱۷ ص ۳۹۴) پر لکھتے ہیں کہ: ”مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسماعیل علی گڑھی والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا ہے کہ وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور پہلے مرے گا۔ کیونکہ کاذب ہے۔ مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح ان کی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا۔“

مرزا یو! مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری اور مولوی اسماعیل صاحب علی گڑھی والے کی کتاب میں سے مذکورہ بالا الفاظ نکال کر اگر کوئی مرزائی دکھائے تو وہ پانچ روپیہ انعام پائے۔ ورنہ جھوٹے کی نسبت ہم وہی کہیں گے جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”جھوٹ بولنا ایک شیطان اور لعنتی کا کام ہے۔“

(حقیقت الوجی ص ۲۰۹، خزائن ج ۲۲ ص ۲۱۸)

..... ے ”مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”میں ایمان لاتا ہوں اللہ پر، ملائکہ پر، رسولوں پر۔“
(اشتہار ۲۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۱)

اس ایماندار کارسولوں پر کیسا ایمان تھا وہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔
ناظرین! جب مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں غلط ثابت ہوتی رہیں تو ایک طرف سے عیسائیوں اور ہندوؤں نے لے گھسیٹا، تو دوسری طرف سے دیوبندیوں نے دھر دیا کہ آپ کیسے نبی اور کیسے مسیح موعود ہیں کہ آپ کی ایک پیش گوئی بھی سچی نہیں نکلتی۔ تو مولویوں کا منہ بند کرنے کا یہ طریقہ مرزا قادیانی اختیار کرتے ہیں اور رسولوں پر جو ایمان تھا اس کو اس طرح ظاہر کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ اگر ہم نے پیش گوئیوں کے سمجھنے میں غلطی گئی کھائی تو ہوا کیا۔ بلکہ: ”کوئی نبی دنیا میں ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی پیش گوئی سمجھنے میں غلطی نہ کھائی ہو۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۸۶، خزائن ج ۲۱ ص ۱۶۸)
حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ تک کسی ایک نبی کی پیش گوئی اگر کوئی مرزائی غلط ثابت کر دکھائے تو وہ مرزائی چار روپیہ انعام پائے۔ ورنہ ہم تو وہی کہیں گے۔ جیسا کہ خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”خدا کا نام لے کر جھوٹ بولنا سخت بدذاتی ہے۔“

(تزیاق القلوب ص ۶، خزائن ج ۱۵ ص ۱۴۰)
۸..... حضرت پیر صاحب العلم پیر صاحب جھنڈے والے عالم باعمل، بزرگ، درویش، صوفی، ولی اللہ، حسنی و حسینی جن کے لاکھوں مرید ہیں۔ آپ کے ملفوظات و مکتوبات شائع شدہ ہیں۔ حضرت پیر صاحب نے قرآن شریف کی ایک تفسیر بزبان سندھی بھی لکھی ہے۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا اور پھر دوبارہ دنیا میں آنا عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کیا ہے۔ ان کی نسبت مرزا قادیانی اپنی مایہ ناز کتاب (حقیقت الوحی ص ۲۰۲، خزائن ج ۲۲ ص ۲۱۰) پر لکھتے ہیں کہ: ”میری نسبت پیر صاحب العلم سندھی نے جس کے ایک لاکھ مرید تھے اور وہ اپنی نواح میں مشہور بزرگ تھے خواب میں دیکھا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ (مرزا قادیانی) سچا ہے اور ہماری طرف سے ہے۔“

پھر وہی مرزا قادیانی آنجمنی کتاب (ضمیمہ انجام آتھم ص ۶۰، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۳) پر اس طرح لکھتے ہیں کہ: ”پیر صاحب العلم (قدس سرہ) جو بلا سندھ کے مشاہیر مشائخ میں سے ہیں۔“

جن کے مرید ایک لاکھ سے کچھ زیادہ ہوں گے اور باوجود اس کے وہ علوم عربیہ میں مہارت تامہ رکھتے ہیں اور علماء راسخین میں سے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے جو میری نسبت گواہی دی ہے وہ یہ ہے۔ یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ کو عالم کشف میں دیکھا۔ پس میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ شخص جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کیا یہ جھوٹا مفتری ہے یا صادق ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ صادق ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس میں نے سمجھ لیا کہ آپ حق پر ہیں۔ اب بعد اس کے ہم آپ کے امور میں شک نہیں کریں گے اور آپ کی شان میں ہمیں کچھ شبہ نہ ہوگا اور جو کچھ آپ فرمائیں گے ہم وہی کریں گے۔ پس اگر آپ یہ کہو کہ ہم امریکہ ۱ میں چلے جاویں تو ہم وہیں جائیں گے۔“

اگر کوئی مرزائی یا سیٹھ اسماعیل آدم مبین پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ بمبئی حضرت پیر صاحب العلم کا خط دکھائے تو وہ تین روپیہ انعام پائے۔ ورنہ ہم تو وہی کہیں گے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے جھوٹے کی نسبت لکھا ہے کہ: ”جھوٹے پر اگر ہزار لعنت نہیں تو پانچ سو سہی۔“

(ازالہ اوہام ص ۸۶۶، خزائن ج ۳ ص ۵۷۲)

۹..... قادیانی دوستو! ہمارا دعویٰ ہے کہ مرزا قادیانی کا رسولوں پر تو کیا ایمان تھا۔ بلکہ سید المرسلین، خاتم النبیین شفیع المذنبین ﷺ پر بھی اس کذاب کا ایمان نہ تھا۔ یقین نہ آئے تو سنئے۔ (ازالہ اوہام ص ۴۰۰، خزائن ج ۳ ص ۳۰۷) پر دشمن رسول لکھتا ہے کہ: ”میرا تو یہی مذہب ہے۔ جس کو دلیل کے ساتھ پیش کر سکتا ہوں کہ تمام نبیوں کی فراست اور فہم آپ کی فراست کے برابر نہیں۔ مگر پھر بھی بعض پیش گوئیوں کی نسبت آنحضرت ﷺ نے خود اقرار کیا ہے کہ میں نے ان کی اصلی حقیقت سمجھنے میں غلطی کھائی۔“

اگر کوئی مرزائی ایک پیش گوئی بھی آنحضرت ﷺ کی ایسی بتائے جس میں آپ نے یہ فرمایا ہو کہ پیش گوئی سمجھنے میں میں نے غلطی کھائی ہے تو وہ مرزائی دور روپیہ انعام پائے۔ ورنہ ہم تو وہی کہیں گے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔“

(تمتہ حقیقت الوحی ص ۱۱۶، خزائن ج ۲۲ ص ۵۵۲)

۱۔ مرزائیو! جیسے مرزا قادیانی نے قادیان کو دمشق بنا دیا تھا ویسے آپ کہیں طاغوت کو طاعون نہ بنا لینا۔

۱۰..... کتاب (کشتی نوح ص ۵، خزائن ج ۱۹ ص ۵) پر ایک افتراء خدا تعالیٰ پر اس طرح تصنیف کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ: ”قرآن شریف میں یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔“ کوئی مرزائی یہ آیت دکھائے تو وہ ایک روپیہ انعام پائے۔ ورنہ ہم تو وہی کہیں گے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”جس امر میں قرآن اور رسول کریم پر زد پڑتی ہو تو ایماندار کا کام نہیں کہ اس پلید پہلو کو اختیار کر لے۔“ (ضمیمہ تحفہ گولڈ ویس، ۵، خزائن ج ۱۷ ص ۴۱)

مسیح موعود کے وقت کا نشان

بندہ نے ایک دفعہ مرزا قادیانی کو پوچھا کہ جناب والا اگر دجال پادری ہیں تو ان کا گدھا کون سا ہے؟ فرمانے لگے کہ دجال کا گدھا یہی ریل کی سواری ہے۔

(ازالہ اوہام ص ۱۶۴، خزائن ج ۳ ص ۱۷۴)

ناظرین! غور کیجئے کہ اس ریل کی ایجاد ۱۸۰۰ء سے بھی پہلے کی ہے۔ جب کہ مرزا قادیانی کے آباؤ اجداد بھی پیدا نہیں ہوئے تھے اور پھر تماشہ یہ کہ اسی گدھے پر خود بھی سوار ہوتے رہے اور پنجاب میں سیر کرتے رہے۔ لیکن کبھی آپ نے یہ نہیں کہا کہ یہ ریل بھی مسیح موعود کے وقت کا نشان ہے۔ بلکہ اسی ریل کو دجال کا گدھا ہی ظاہر کرتے رہے۔

حضرات! جب سلطان عبدالحمید خان مرحوم نے حاجیوں کی تکلیف دور کرنے کے لئے اسلامی دنیا میں تحریک کی کہ حجاز میں ریل بنائی جائے تو مرزا قادیانی نے سوچا کہ جب حجاز میں ریل تیار ہوگی تو ضرور ہے کہ دمشق سے مدینہ اور مدینہ سے مکہ پھر جدہ تک بھی ریل تیار ہو جائے گی۔ اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر آپ نے بھی اپنی صداقت کا نشان دکھانے کے لئے یہ اعلان کر دیا کہ یہ ریل جو حجاز میں تیار ہو رہی ہے یہ بھی میری صداقت کا نشان ہے۔ مگر مرزا قادیانی اس فن میں کمال حاصل کر چکے تھے کہ جب کبھی کوئی پیش گوئی یا کسی کی نسبت اعلان کرتے تھے تو دونوں پہلوؤں کو پہلے سوچ لیتے تھے اور اپنے بچاؤ کی صورت کوئی نہ کوئی رکھ لیتے تھے۔ کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ اگر مولویوں کے رگڑے میں آگیا تو پٹیں کر ہی رکھ دیں گے۔ چنانچہ آپ نے یہ سوچا کہ اگر مدینہ اور مکہ کے درمیان ریل تیار ہوگی اور لوگوں کی آمد و رفت شروع ہوگی تب تو پانچوں انگلیاں فلاں ابن فلاں میں اور اگر ریل نہ تیار ہوئی تو یہ کہہ کر جان چھڑاؤں گا کہ یہ ایڈیٹر ان اخبار کا مقولہ ہے جو میں نے نقل کیا ہے اور اس وقت ریل تیار ہو رہی تھی۔ اس لئے مجھ پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا اور اگر ریل تیار نہ ہوئی تو نہ سہی۔ اس کی جگہ پر موٹریں تو چل رہی ہیں اور یہ دجال کے چھوٹے گدھے ہیں۔ اللہ اللہ خیر سلا!

اصل الفاظ ۱۔ مرزا قادیانی کے یہ ہیں۔ سنئے کتاب (اعجاز احمدی ص ۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۸) پر لکھتے ہیں کہ: ”آسمان نے بھی میرے لئے گواہی دی۔ مگر دنیا کے اکثر لوگوں نے مجھے قبول نہ کیا۔ میں وہی (کاذب) ہوں جس کے وقت میں اونٹ ۲ بیکار ہو گئے اور پیش گوئی آیت کریمہ ”واذا العشار عطلت“ پوری ہوئی اور پیش گوئی حدیث ”ولیترکن القلاص فلا یسعی علیہا“ نے اپنی پوری پوری چمک دکھلا دی۔ یہاں تک کہ عرب و عجم کے ایڈیٹران اخبار اور جراند والے اپنے پرچوں میں بول اٹھے کہ مدینہ اور مکہ کے درمیان جو ریل تیار ہو رہی ہے یہ بھی اس پیش گوئی کا ظہور ہے جو قرآن اور حدیث میں ان لفظوں سے کی گئی تھی کہ مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے۔“

اگر کوئی مرزائی مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے درمیان ریل کی سواری دکھائے تو وہ مرزائی ماہ دسمبر میں ظلی حج ادا کرنے کے لئے کراچی سے قادیان تک ریٹرن ٹکٹ ریل کی ہم سے پائے۔ ورنہ ہم تو وہی کہیں گے جیسا کہ مرزا قادیانی نے کافروں کی نسبت لکھا ہے کہ: ”بڑے کافر وہی ہیں۔ ایک خدا پر افتراء کرنے والا دوسرا خدا کے کلام کی تکذیب کرنے والا۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷)

۱۲..... تین عورتوں کے نکاح والا لنگڑا الہام۔ مرزا قادیانی کی پہلی شادی غالباً ۱۸۵۲ء یا ۱۸۵۳ء میں حرمت بی بی سے ہوئی۔ جس کے لطن سے دو بیٹے ایک مرزا سلطان احمد اور دوسرا مرزا فضل احمد پیدا ہوئے۔ مگر محمدی بیگم جس کا نکاح مرزا قادیانی کے ساتھ خدا نے آسمان پر پڑھا تھا اور گواہ فرشتہ ٹیچی ٹیچی تھا۔ جب اس منکوحہ آسمانی کا نکاح سلطان محمد آف پٹی سے ہوا تو مرزا قادیانی نے اپنی زوجہ اول حرمت بی بی کو طلاق دے دی اور بیٹوں کو بھی عاق کر دیا۔ دوسری شادی ۱۸۸۲ء میں بمقام دہلی نصرت جہاں بیگم سے ہوئی اور تیسرا نکاح محمدی بیگم سے ہونا تھا۔ ان تین عورتوں کی نسبت مرزا قادیانی اپنا لنگڑا الہام اس طرح ظاہر کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ: ”براہین احمدیہ میں بھی اس وقت سے ۷ برس پہلے اس پیش گوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ جو

۱۔ یہ معمہ اب تک سمجھ میں نہیں آیا کہ گدھا تو دجال کا اور نشان مرزا قادیانی کا، اور ہنسی اس بات پر آتی ہے کہ دجال ہندوستان میں مسیح موعود قادیان میں اور دجال کا گدھا عرابستان میں اور لطف یہ کہ مدینہ اور مکہ کے درمیان میں یہ دین کی تجدید ہو رہی ہے یا قرآن اور حدیث کی تردید ہو رہی ہے۔

۲۔ اچھا مسیح آیا کہ بے روزگاری بڑھ گئی۔

اس وقت میرے پرکھولا گیا ہے اور وہ الہام یہ ہے جو (براہین احمدیہ ص ۴۹۷، جزائن ج ۱ ص ۵۹۰) میں مذکور ہے۔ ”یادم اسکن انت وزوجك الجنة، یا مریم اسکن انت وزوجك الجنة، یا احمد اسکن انت وزوجك الجنة“ اس جگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا ہے اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے ہیں۔ پہلا نام آدم..... اس وقت پہلی زوجہ (حرم تبی بی) کا ذکر فرمایا۔ پھر دوسری زوجہ (نصرت جہاں بیگم) کے وقت میں مریم ۲ نام رکھا..... اور تیسری زوجہ (محمدی بیگم) جس کا انتظار ہے۔ اس کے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا۔“

ناظرین! اس تیسری بیوی نے تو مرزا قادیانی کو دنیا میں تاقیامت ایسا رسوا۔ ذلیل اور بدنام کیا ہے۔ جس کی انتہا نہیں۔ حتیٰ کہ پنڈت لکھرام نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ: ”جب پچاس سال تک محروم تو اب کیا مقوم۔“ آگے لکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد کی عمر پچاس برس کی تو ہو چکی۔ مگر اب تک عورتوں کی خواہش باقی ہے۔ (کتاب فقہیات شیطانیہ ص ۱۰۵، مصنف مولوی ابوالخطا جلد نوری) اب تیسری شادی کے متعلق مرزا قادیانی کی پیش گوئی سنئے۔ (اشہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشہارات ج ۱ ص ۱۰۲) میں لنگڑا الہام اس طرح شائع کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ: ”اور خواتین مبارکہ سے جن میں تو بعض کو اس (نصرت جہاں بیگم) کے بعد پائے گا۔“

اس الہام کے بعد نہ کوئی نکاح ہوا اور نہ کوئی خواتین مبارکہ یا مبارکہ ہی ملی۔ محمدی بیگم والا نکاح شاید لنگڑے الہام کو سچا کر دیتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے نہ چاہا کہ جھوٹے کو سچا کر دکھائے۔ اس الہام کے بعد کسی عورت سے مرزا قادیانی کا نکاح اگر کوئی مرزائی ثابت کر دکھائے تو وہ آٹھ آٹھ اناعام پائے۔ ورنہ ہم تو وہی کہیں گے جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”خدا پر افتراء کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر ہے۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۶۳، جزائن ج ۲ ص ۱۶۷)

۱۳..... حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اپنے (مکتوبات جلد ثانی ص ۹۹) میں ایک مکتوب بنام محمد صدیق صاحب لکھتے ہیں اور اسی مکتوب کو (جب کہ مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت نہیں کیا تھا) کتاب (ازالہ اوہام ص ۹۱۵، جزائن ج ۳ ص ۶۰۰) پر اس طرح لکھتے ہیں کہ: ”اے دوست تمہیں معلوم ہو کہ اللہ جل شانہ کا بشر کے ساتھ کلام کرنا کبھی روبرو اور ہم کلامی کے رنگ میں ہوتا ہے..... اور جو شخص کثرت سے شرف ہم کلامی کا پاتا ہے۔ اس کو محدث بولتے ہیں۔“ ازالہ اوہام

۱۔ وہ عورت تو مطلقہ ہوگئی۔ یہ الہام تو کا نا نکلا۔

۲۔ یہ وہی مرزائی مریم ہے جس سے خدا نے مرد بن کر ہم بستری کی تھی۔

میں مرزا قادیانی نے یہ ثابت کیا ہے کہ جس شخص کو بکثرت مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے وہ محدث کہلاتا ہے۔

دجالوں کے کام اور کون سے ہوتے ہیں۔ غور کیجئے کہ جب مرزا قادیانی کھلم کھلا اپنی نبوت کا اعلان کرتے ہیں تو حضرت امام مجدد صاحب کی اسی تحریر کو یوں نقل کرتے ہیں اور یہودی کی مثل ”یحر فون الکلم عن مواضعه“ کا مصداق اس طرح خود کو ثابت کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ: ”بات یہ ہے کہ جیسا مجدد صاحب سرہندی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الہیہ سے مخصوص اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔ لیکن جس شخص کو بکثرت مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۳۹۰، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

یہ عبارت امام مجدد صاحب کے مکتوبات میں اگر کوئی مرزائی دکھائے تو وہ چار آ نہ انعام پائے۔ ورنہ ہم وہی کہیں گے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”ایمانداروں کی یہی علامت ہے کہ جب ایک موقعہ میں ایسا خیال جھوٹا ثابت ہو گیا تو پھر چاہئے کہ عمر بھر اس کا نام نہ لیں۔“ (تمتہ حقیقت الوحی ص ۳۴، خزائن ج ۲۲ ص ۴۶۷)

۱۴..... برادران اسلام! میں نہایت پختہ طور سے آپ پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ خود مرزا قادیانی کے اقراروں سے ان کی حالت سے ان کے وجود کے بے سود ہونے سے ان کے علانیہ جھوٹ بولنے سے ہم نے سنداً قادیان کو کاذب ثابت کر دیا ہے۔ اب غضب یہ ہے کہ ایسے شخص کو حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظل کہا جاتا ہے۔ بلکہ حضرت سرور عالم ﷺ کا دوسرا جنم قرار دیا جاتا ہے۔ کیا ایسے علانیہ جھوٹ بولنے والے کا سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ سے کچھ واسطہ ہو سکتا ہے؟ اگر ایسے شخص کو واسطہ ہو سکتا ہے تو نبوت و رسالت بلکہ خدائی درہم برہم ہو جائے اور دہریوں کو بغلیں بجانے کا موقع ملے۔ ایک اور سنئے! مرزائیوں کا خوابی! خدا (حقیقت الوحی ص ۸۴، خزائن ج ۲۲ ص ۸۷) پر لکھتا ہے کہ: ”قرآن شریف خدا کا کلام میرے منہ کی باتیں ہیں۔“

کیا یہ الفاظ کوئی لاطینی یا عبرانی ہیں۔ جن کو کوئی نہ سمجھتا ہو، یا عربی ہیں جو آپ یہ کہہ کر جان چھڑائیں گے کہ الف لام استغراقی ہے یا قال کا صیغہ ماضی کا ہے اور اس کے اول از موجود ہے۔ یہ تو صاف اردو کے الفاظ ہیں۔ ایک جاہل سے جاہل بلکہ ایک سکول کے لڑکے سے بھی

۱۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اللہ ہو گیا اور میں نے یقین کر لیا کہ ہاں واقعی میں خدا ہوں۔ پھر میں نے آسمان بنایا اور زمین بنائی۔ (آئینہ کمالات ص ۵۶۲، خزائن ج ۵ ص ۵۶۲)

پوچھیں گے تو یہی کہے گا کہ یہ الفاظ کفریہ ہیں اور ایسا شخص ہرگز ہرگز مسلمان کہلائے جانے کا مستحق نہیں۔ اگر کوئی مرزائی قرآن شریف کو مرزا قادیانی کے منہ کی باتیں ثابت کر دکھائے تو وہ مرزائی دو آنہ انعام پائے۔ ورنہ کیا اب بھی نہ کہیں کہ: ”لعنة الله على الكاذبين“

(ضمیمہ تحفہ گولڈ ویب ص ۲۲، خزائن ج ۷ ص ۵۸)

۱۵..... مرزا قادیانی نے ۵ جون ۱۸۹۳ء کو امرتسر میں عیسائیوں کے مباحثہ کے خاتمہ پر اپنے حریف مقابل ڈپٹی آتھم کی نسبت یہ پیش گوئی کی تھی کہ: ”آتھم پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔“

اچھا جناب اگر ڈپٹی آتھم پندرہ ماہ کے عرصہ میں نہ مرا تو پھر مرزا قادیانی کو کون سی سزا دی جائے۔ اس کا فیصلہ بھی مرزا قادیانی نے خود ہی فرمایا۔ لکھتے ہیں کہ: ”اگر آتھم پندرہ ماہ کے عرصہ میں نہ مرا تو مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ روسیہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں (سوادا نچ کا) رسہ ڈال دیا جاوے۔ (اور پھر) مجھ کو پھانسی دیا جاوے ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔“

(جنگ مقدس ص ۲۱۱، خزائن ج ۶ ص ۲۹۳)

ناظرین! جب ڈپٹی آتھم پندرہ ماہ کے عرصہ میں نہ مرا تو عیسائیوں نے بڑی خوشیاں منائیں اور ڈپٹی آتھم کا امرتسر میں ایک بڑا جلوس نکالا اور جلوس کے آگے آگے یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔

ایسی مرزا کی گت بنائیں گے
سارے الہام بھول جائیں گے
خاتم ہووے گا نبوت کا
پھر فرشتے کبھی نہ آئیں گے

لیکن مثل مشہور ہے کہ مرزائی آن باشہ کہ چپ نہ شود۔ مرزا قادیانی تو جھوٹوں کے مائی باپ تھے ہی فوراً کتاب (کشتی نوح ص ۶، خزائن ج ۱۹ ص ۶) پر اس طرح لکھ دیا کہ: ”آتھم والی پیش گوئی میں یہ بیان تھا کہ فریقین میں سے جو شخص اپنے عقیدے کی رو سے جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔“ یہ الفاظ پیش گوئی میں اگر کوئی مرزائی دکھائے تو وہ مرزائی ایک آنہ انعام پائے۔ ورنہ ہم تو وہی کہیں گے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”جھوٹ بولنا بے ایمانی اور گوہ کھانے کے برابر ہے۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۰، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۳)

۱۶..... ہم نے پوچھا کہ جناب والا آپ کہاں میں گئے۔ تو مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”ہم مکہ میں میں گئے یا مدینہ میں۔“ (میگزین ۱۳ جنوری ۱۹۰۶ء، البشری ج ۲ ص ۵) دوستو! یہ تو آپ ہی جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کی ہوا بھی نصیب نہ ہوئی۔ لاہور میں مرے اور خردجال پر سوار کر کے قادیان پہنچا دیئے گئے اور وہاں ہی گاڑ دیئے گئے۔ مثل مشہور ہے کہ: ”جیسا منہ ویسے تھپڑ“ سچے ہوتے تو مدینہ میں مرتے۔ اگر کوئی مرزائی منشی غلام احمد قادیانی کا مرنا مکہ یا مدینہ میں ثابت کر دکھائے تو وہ مرزائی ۹ پائی انعام پائے ورنہ جھوٹے کی نسبت ہم وہی کہیں گے۔ جیسا کہ خود آجناب نے لکھا ہے کہ: ”جیسا بت پوجنا شرک ہے ویسے ہی جھوٹ بولنا شرک ہے۔“ (الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۵ء)

۱۷..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کے بارے میں کئی احادیث ہیں۔ مگر کسی حدیث میں یہ نہیں آیا کہ وہ فلاں سن میں نازل ہوں گے یا ظہور ہوں گے۔ لیکن منشی قادیانی نے سچ بولنے کی قسم کھائی ہے جو بات بھی کہیں گے وہ لا جواب ہوگی۔ چنانچہ (ریویو ج ۲ نمبر ۱۱، ص ۱۲، ۱۳) پر لکھتے ہیں کہ: ”حدیثوں سے ثابت ہے کہ اس مسیح موعود کی تیرہویں صدی میں پیدائش ہوگی اور چودھویں صدی میں اس کا ظہور ہوگا۔“

جل تو جلال تو اس بلا کو نو مسندہ سے ٹال تو

اگر کوئی مرزائی بہت حدیثیں نہیں بلکہ ایک ہی حدیث دکھائے تو وہ مرزائی دو پیسہ انعام پائے۔ ورنہ جھوٹے کو ہم وہی کہیں گے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”جھوٹے پر خدا کی لعنت ہے۔“ (تمتہ حقیقت الوحی ص ۱۴۲، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۰)

۱۸..... مرزا نیو! دل و جگر کو سامنے کیجئے اور مرزا قادیانی کے معارف قرآنیہ سنئے۔ جن کو مرزا قادیانی لے کر آئے ہیں۔ (اربعین نمبر ۳ ص ۱۷، خزائن ج ۱ ص ۴۰۴) پر فرماتے ہیں کہ: ”لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ:

۱..... مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔

۲..... اس کو کافر قرار دیں گے۔

۳..... اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے۔

۴..... اس کی توہین کی جائے گی۔

۵..... اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج کیا جائے گا۔

۶..... اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔

ان چھ مضمونوں کی نسبت مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ قرآن شریف میں لکھے ہیں۔ یہ چھ مضامین اگر کوئی قرآن شریف میں دکھائے تو وہ مرزائی ایک پیسہ انعام پائے۔ ورنہ اے دوستو! اتنا ہی کہہ دو کہ مرزا قادیانی دجال ہیں، کذاب ہیں، مفتی علی اللہ ہیں، محرف قرآن ہیں، جھوٹے ہیں۔ یہ انہوں نے جھوٹ کہا ہے۔ اب ہمیں دیکھنا ہے کہ مرزائی ایمان اور قرآن کو چاہتے ہیں یا مرزائیت اور خسران کو۔

۱۹..... نبیوں کی تعداد تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار گذری ہے۔ لیکن کلام اللہ میں پچیس انبیاء علیہم السلام کا صراحتاً ذکر موجود ہے۔

ناظرین! صحاح ستہ میں یہ حدیث متعدد مرتبہ آئی ہے کہ دجال کے ذکر پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”انسی لا نذر کموہ وما من نبی الا وقد انذر قومہ ولقد انذرہ نوح قومہ“ یعنی میں تمہیں دجال سے ڈراتا ہوں اور کوئی نبی نہیں گذرا۔ مگر اس نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا۔ (مسلم، ترمذی، ابواب الفتن)

کیا مطلب کہ ہر نبی اپنی اپنی قوم کو دجال کے فتنہ کی خبر دیتے رہے۔ لیکن وہی ہے چال بے ڈھنگی جو پہلے تھی۔ سواب بھی ہے۔ کتاب (اربعین نمبر ۲ ص ۱۳، خزائن ج ۱ ص ۴۴۲) پر لکھتے ہیں کہ: ”اے عزیزو تم نے وہ وقت پایا ہے۔ جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص (دجال) کو تم نے دیکھ لیا۔ جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی ہے۔“ اسی دوستو! تمام نبیوں کی نہیں بلکہ پچیس نبیوں کی بشارت اور ان کے اسمائے گرامی جن کو مرزا قادیانی کے دیکھنے کی خواہش تھی۔ اگر کوئی مرزائی بتائے تو دو پائی انعام پائے۔ ورنہ جھوٹ بولنے والے کی نسبت مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ اے مرزائیو! جھوٹ بولنے سے مرنا بہتر ہے۔

(تخلیج رسالت ج ۷ ص ۳۰، مجموعہ اشہارات ج ۳ ص ۳۴)

۲۰..... مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ نبی کی خواب تو ایک قسم کی وحی ہوتی ہے۔ اچھا اگر یہی بات ہے تو سنئے، لکھتے ہیں کہ: ”تین شہروں کے نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کئے گئے ہیں۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔“ (ازالہ اوہام ص ۷۷، خزائن ج ۳ ص ۱۴۰)

مرزا قادیانی کے لنگر خانہ کی روٹیاں کھانے والو! تھوڑی سی تکلیف اٹھا کر قرآن شریف میں قادیان کا نام اگر کوئی مرزائی دکھائے تو وہ مرزائی ایک پائی انعام پائے۔ ورنہ اے دوستو!

آئیے تو بہ کیجئے اور سیدھے سادھے مسلمان ہو جائیے اور ہر کاذب کو لاکھ کی ایک بات سنائیے کہ نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہو چکی۔ اب آپ کے بعد جو کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ بموجب صحیح حدیث کے دجال ہے، کذاب ہے۔ بس اس میں آپ کو کوئی مشکل نہیں پڑے گی۔ کفر آپ کے نزدیک نہیں بھٹکے گا۔ عقل آپ کی قائم رہے گی۔ علم آپ کا صحیح و سالم رہے گا اور آپ انصاف پر ہو کر ایسے سب کاذب، مدعیوں کو ایک ہی حکم سنائیں گے۔ قیامت کے دن رسول کریم ﷺ کے جھنڈے تلے ہو کر شفاعت کے امیدوار ہو سکیں گے۔ خدا کرے کہ آپ لوگوں کو سمجھ آ جائے۔

گونالہ نار سا ہو نہ ہو آہ میں اثر
میں نے تو درگذر نہ کی جو مجھ سے ہوسکا

مرزائیوں کی تمام جماعتوں کو چیلنج

مرزائیت کا جنازہ بے گور و کفن

تمام مرزائی جماعتیں مل کر تجنیز و تکفین کریں۔ کفن ارزاں، قبر مفت ورنہ میت پولیس کے حوالے۔ حضرات! عرض یہ ہے کہ مرزائی مرزا قادیانی کو مسیح صادق کہتے ہیں اور مسلمان منشی غلام احمد قادیانی کو کاذب کہتے ہیں۔ جب مرزائی مرزا قادیانی کو سچا ثابت نہیں کر سکتے تو مسلمان مرزا قادیانی کو کاذب ثابت کرتے ہیں۔ چونکہ ہم کو مرزائیوں پر اعتماد نہیں۔ نہ ہمارے تجربہ میں وہ طالب حق ثابت ہوئے۔ بلکہ ہم کو یقین ہے کہ ان دنیاوی منافع کی بناء پر جو ان کو مرزائی ہونے میں حاصل ہیں اور مسلمان ہونے یا رہنے میں حاصل نہیں ہو سکتے اور دلائل قاہرہ کے باوجود بھی مرزائیت سے تائب نہیں ہوتے ہیں۔

تاہم بطور اتمام حجت تمام مرزائی جماعتوں کی خدمت میں بہت مختصر اور آسان فیصلہ پیش کرتے ہیں کہ وہ مشورہ کر کے یا علیحدہ علیحدہ بذریعہ اشتہار مطبوعہ فرمائیں کہ مرزا قادیانی کے کاذب اور جھوٹا ہونے کے اس قدر قطعی یقینی جھوٹ ثابت کرنے کی ضرورت ہے۔ بس جو تعداد مرزائی مشتہر کریں گے خدا چاہے اسی قدر مرزا قادیانی کے ایسے جھوٹ جن میں مرزائی کوئی معقول تاویل بھی نہ کر سکیں وہ ہم پیش کر دیں گے اور ایک غیر مسلم حکم بھی مقرر ہو سکتا ہے اور بڑا حکم تو مرزائیوں کا اس کے جواب سے سکوت ہے۔ کیونکہ کسی کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ اس کے جھوٹ ثابت کئے جائیں۔ ورنہ جھوٹ بول کر بھی انسان جھوٹا ثابت نہ ہو تو پھر اسے کس طرح جھوٹا ثابت کیا جائے۔

بس اب زیادہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں۔ مرزا قادیانی کے جھوٹا ثابت ہونے کے لئے جس قدر بھی جھوٹوں کی ضرورت ہو وہ تعداد دل مضبوط کر کے تحریر فرمادی جاوے۔ پھر خدا چاہے جھوٹ ہم بتاویں گے اور اگر یہ کہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اگر کروڑ جھوٹ بھی ثابت کر دو تو بھی مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ثابت ہی نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ مرزا قادیانی کے خاص دعاوی مختصہ میں جھوٹا ہونا ثابت نہ کیا جاوے تو بہت اچھا۔ اس مضمون کو صاف لکھ کر پھر یہ لکھ دو کہ مرزا قادیانی کے خاص دعاوی فلاح فلاح ہیں۔ ان میں سے اس قدر جھوٹ ثابت ہو جائیں تو مرزا قادیانی جھوٹے ہیں۔ پھر آپ ملاحظہ کریں کہ کیسے تعمیل ارشاد ہوتی ہے اور مرزا قادیانی کے مختصہ دعاوی کو کیسے جھوٹا ثابت کر دیا جائے گا۔ بحول اللہ و قدرتہ۔ ہم مرزائیوں کو قبر کے دروازہ تک پہنچا کر رہیں گے۔ مگر کیا کریں ہم کو اس فرقہ سے اس قدر بدگمانی ہے کہ توبہ کی ان سے پھر بھی امید نہیں۔

مسلمانو اور مرزائیو! پھر تمام اہل عقل سے عرض ہے کہ اس سے بڑھ کر اور فیصلہ کیا صورت ہو سکتی ہے۔ اگر مرزائیوں نے اس کا صحیح جواب نہ دیا تو پھر مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے جھوٹے ہونے میں کیا کلام ہے؟

خدا کے فضل و کرم اور اسلام کی حقانیت پر بھروسہ کر کے کہتا ہوں کہ مرزائی اس کا جواب بھی نہ دے سکیں گے۔ کیونکہ وہ خود بھی جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی جھوٹے ہیں۔ ویسے بھی جھوٹ بولتے تھے اور ان کے دعاوی بھی جھوٹے ہیں اور اگر ہمارا یہ خیال غلط ہے تو بسم اللہ، مرزائی خلفاء، امیر و لشکر سب مل کر ہمارے سوال کا جواب دیں۔ مگر خدا چاہے جواب نہیں دے سکتے، نہیں دے سکتے۔

حضرات! جو بھی مرزائی ملے تو اس سے اسی کا مطالبہ ہو کہ اس کا کیا جواب ہے۔ کہو کہ مرزا قادیانی کے کس قدر جھوٹ چاہئیں۔ پھر بھی جواب نہ دیں تو سمجھ لو کہ وہ خود بھی مرزا قادیانی کو جھوٹا اور کاذب جان کر بھی کسی خاص مصلحت سے اتباع کرتے ہیں۔

”وأخردعوانا ان الحمد لله رب العلمين وصلى الله تعالى على خير خلقه ونور عرشه سيدنا ومولانا محمد وآله وصحبه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين“

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مَنْ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ سَمْعِیْ فَکَانَ مِنْ عَمَلِیْ
سَمْعِیْ اَسْمَعُیْ سَمْعِیْ فَکَانَ مِنْ عَمَلِیْ
سَمْعِیْ اَسْمَعُیْ سَمْعِیْ فَکَانَ مِنْ عَمَلِیْ

خاتم النبوة

ڈاکٹر نور حسین صابر کربلائی سیالوی

تمہید

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ والہ الکریم!

”الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام علیٰ

خیر خلقہ سیدنا محمد آخر الانبیاء والمرسلین وخاتم النبیین لا نبی بعدہ

الیٰ یوم الدین وعلیٰ آلہ الطیبین الطاہرین اجمعین“

حضرات مؤمنین پر روشن ہے کہ مقام خم غدیر پر ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کبار کے

روبرو اونٹوں کے پالانوں کے ممبر پر جناب سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سیدنا و مولانا علی

المرتضیٰ علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر بحکم خدا تعالیٰ جل شانہ فرمایا تھا۔ ”من کننت مولا . فعلی

مولا . اللهم وال من وال . او عاد من عادا“ اور تمام صحابہ کرام نے اس کا اقرار کر کے

بیعت امیری کی تھی منشاء ذات پاک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی تھا کہ امت کا شیرازہ اتفاق

بندھا رہے اور یہ متفرق نہ ہو جائیں اور سب کے سب ایک ہی راستہ و دین اسلام پر قائم رہیں

جھوٹے مدعیان نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل دعویٰ نبوت و رسالت کر دیا۔ سب سے

اول مدعی نبوت مسیلہ کذاب تھا۔ کئی مدعیان مہدویت پیدا ہوئے چوبیس جھوٹے کاذب نبی اور

مہدی ہوئے۔ ان کے بعد ہمارے زمانہ میں قادیان ملک پنجاب میں مرزا غلام احمد قادیانی نے کئی

دعوے کئے۔ سب سے اول مجدد کہلائے۔ رفتہ رفتہ مہدی مسعود مسیح موعود، محدث، ملہم بروزی

و ظلی بنے۔ آخر کار حقیقی نبی کا دعویٰ کر کے اپنی جماعت میں تفرقہ ڈال کر تمام امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافر

بنا کر بے نیل و مرام دنیا سے کوچ کر گئے۔ قادیان کو دارالامان بنایا۔ مسجد کو مسجد اقصیٰ اور قبرستان کو

جنت البقیع قرار دیکر لاکھوں کی جائیداد اپنی اولاد کے واسطے چھوڑ گئے اور اسلام کا نام تو ڈبو گئے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

چونکہ ان دنوں خلیفہ قادیان گدی نشین کے ایماء و حکم سے اہل بیت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر ان

کے اخباروں اور رسالوں میں یک بیک حملے ہوتے رہتے ہیں اور یہ لوگ تو بین و تذلیل مذہب

امامیہ سے باز نہیں آتے اور مسلمانوں کو راہ حق و صراط مستقیم اور حقیقی اسلام سے بہکانے کی ہر طرح

کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے میں نے دفاعی طور جماعت قادیانی کے واسطے یہ رسالہ ”خاتم النبوة“ لکھا ہے۔ تاکہ احقاق حق و ابطال باطل ہو اور سعید روح اور نیک فطرت مسلمان اس سے فائدہ اٹھائیں اور مرزائیوں کے جال مکرو فریب میں ہرگز نہ پھنسیں اور چند روزہ زندگانی کو خراب نہ کریں۔ اس سے پیشتر ایک رسالہ ”تحفہ نورانی انعامی ایک ہزار روپیہ“ شائع کر چکا ہوں۔ جس کا جواب آج تک خلیفہ صاحب قادیان سے نہ بن سکا۔ مجھے فخر حاصل ہے کہ آج تک کوئی مرزائی میرے مقابلہ میں تاب مقابلہ نہ لاسکا۔ جو آیامنہ کی کھا کر فرار ہوا۔ ”ذالك فضل الله يوتيه من يشاء“ ہندو پنجاب میں کوئی مرزائی ہے جو اسلام و ایمان مرزا قادیانی کو کتاب اللہ اور ان کی تحریرات سے ثابت کر دکھائے۔ یہ ہمارا چیلنج ہے۔ میں نے آج تک کبھی بھی پیش قدمی نہیں کی اور نہ کسی کے مذہب سے سروکار رکھا ہے۔ لیکن جب ہم پر ہمارے مذہب حقہ پر ناجائز حملے ہوں۔ ہم کو گالیاں دی جائیں اور ہم کو خواہ مخواہ چھیڑا جائے تو پھر چپ کر رہنا اور جواب نہ دینا اور اظہار حق نہ کرنا سراسر گناہ و بزدلی و بے غیرتی ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم!

تعریف نبوت

جس طرح انسان حیوانات و نباتات کی پرورش و بالیدگی و نشوونما سرسبزی کے واسطے غذائے لطیف کی ضرورت ہوتی ہے اور جس طرح ممالک میں فتنہ و فساد کے روکنے اور حفظ امن کے قائم رکھنے کے واسطے بادشاہ کی حاجت ہوتی ہے۔ ویسا ہی انسانی تزکیہ نفس اور ان کی روحانی زندگی کی تازگی اور دنیا و آخرت کے فلاح و بہبودی و نجات ابدی اور خالص مؤمن کامل کے لئے روحانی غذا کی ضرورت پڑتی ہے اور فسق و فجور زناء شراب قتل چوری و فسادات کے دور کرنے کے واسطے اور معرفت الہیہ کے لئے ایک روحانی بادشاہ کی حاجت پڑتی ہے۔ جس طرح غذا کا پہنچانا خدا تعالیٰ کی طرف ہونا لازمی ہے۔ اسی طرح روحانی غذا پہنچانے کے واسطے بھی لیڈر، ریفا رمر، نیک و خالص موحد پاک و مقدس انسان کا مقرر کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ جن کو مذہبی اصطلاح میں نبی یا رسول یا خلیفۃ اللہ کہتے ہیں۔ جس طرح خداوند کریم جلسانہ انسانی صورت و شکل کو شکم مادر میں بناتا ہے۔ قول تعالیٰ ”هو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء“ وہ اللہ جو رحم میں جس طرح چاہتا ہے صورت بناتا ہے۔ ویسا ہی نبوت رسالت کا درجہ جس کو چاہتا ہے عطاء کرتا ہے۔ قول تعالیٰ ”اللہ اعلم حیث یجعل رسلته“ یعنی خدا ہی کو معلوم ہے جو

نبوت رسالت کے قابل ہے اور تقرر، رسول نبی کا خدا ہی کے اختیار میں ہوتا ہے۔ کیونکہ خداوند کریم ان کو اپنا مظہر اوصاف و خلاق بنا کر مخلوق پر بھیجتا ہے اور اپنے جلال و جمال کا آئینہ بناتا ہے۔ قولہ تعالیٰ ”ربك يخلق ما يشاء ويختار ما كان لهم الخيرة سبحان الله وتعالى عما يشركون (قصص)“ ﴿تیرا پروردگار جو کچھ چاہتا ہے خلق کرتا ہے۔﴾
 ”يلقى الروح من امر على من يشاء من عباده“ ﴿اپنے حکم سے جس بندہ پر چاہتا ہے القائے روحانی کرتا ہے۔﴾

جس طرح خاص پہاڑوں میں سے سونا چاندی و جواہرات نکلتے ہیں اور چمکتے دکتے ہیں۔ خاص حیوان سے مشک کستوری پائی جاتی ہے۔ خاص زمین کشمیر میں زعفران پیدا ہوتا ہے۔ خاص خاص پھول زیادہ خوشبودار ہوتے ہیں، دکتے ہیں اور ان کی رنگت، خوشبو، چمک و دمک سب قدرتی ہوتی ہیں۔ اسی طرح نبی یا رسول میں پیدا آئی و فطرتی نبوت رسالت کا مادہ موجود ہوتا ہے۔ تمام کمالات انسانی ان میں ختم ہوتے ہیں۔ وہ تمام مخلوق سے برگزیدہ و منتخب ہوتے ہیں۔ وہ ایک منور روشن چراغ ہوتے ہیں۔ جن کی روشنی و نور سے ظلمت دور ہو کر جہان دنیا جگمگا اٹھتا ہے۔ ان میں معرفت الہیہ و روحانیت و نورانیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔ نفسانیت تمام، عیوب ظاہری و باطنی سے پاک و منزہ ہوتے ہیں۔ وہ سراپا نور و مظہر اتم الوہیت ہوتے ہیں۔ مکالمات، مخاطبات و مکاشفات الہیہ و حقیقی وحی و رؤیائے صادقہ و عرفان الہی کے فوارے ان کے قلب سلیم سے ہر وقت موجزن رہتے ہیں۔ ان سے کسی قسم کی غلطی یا کوئی برائی سرزد ہو ہی نہیں سکتی اور نہ ہی ان کی کوئی کلام یا پیشین گوئی غلط ہوتی ہے۔ کیونکہ۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

عوام الناس کی عقل و دانائی اور فطرت سے نبوت و رسالت کی فطرت اعلیٰ و برتر ہوتی ہے۔ چونکہ یہ منصبی عطیہ خداداد وہی ہے۔ اکتسابی نہیں جو کوشش یا تعلیم یا عبادت و ریاضت سے حاصل ہو۔ کوئی شخص کیسا ہی زاہد عابد متقی پرہیزگار ہو۔ وہ اپنے زہد، عبادت، ریاضت و اتقا کے ذریعہ نبی یا رسول نہیں بن سکتا۔ نہ کوئی شخص کسی نبی یا رسول کی کامل اتباع پیروی سے رسول یا نبی بن سکتا ہے۔ کیونکہ مدرسہ نبوت کا حقیقی معلم خود خداوند کریم جل شانہ ہے۔ وہی سرسٹھقلیٹ عطاء فرماوے تو نبی یا رسول ہو سکتا ہے۔ ورنہ کوئی نبی یا رسول کسی کو سرسٹھقلیٹ نبوت دے کر نبی یا رسول نہیں بنا سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو ہر زمانہ میں کروڑوں انبیاء و مرسلین ہی ہوتے اور عام امتی بہت کم

رہتے۔ ہاں فیضان و انوار نبوت سے انسان، قطب، ولی، غوث، ابدال، اصحاب، مؤمن، صدیق و صالح کا درجہ حاصل کر سکتا ہے اور ان کی معیت میں شامل ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں دنیا میں انسان کو پیدا کیا اور اسی نے انسان کی باطن عارفانہ زندگی بسر کرنے کے واسطے قانون بھی بنا دیئے۔ اس قانون کے بتانے والے اور انسان کو سیدھے راستے پر چلانے والے مذہب میں رسول اور نبی کے نام سے پکارے گئے۔ جب دنیا میں جہالت ظلم و شرک، فسق و فجور، فساد بد امنی کی تاریکی چھا جاتی ہے اور تمام مخلوق بادشاہ سے لے کر رعایا تک اس میں مستغرق ہو جاتی ہیں۔ قدرتی و فطرتی قوانین کو توڑا جاتا ہے۔ عبادت الہی سے منہ موڑ کر مخلوق پرستی و دنیا پرستی اختیار کی جاتی ہے۔ تب نبی یا رسول یا امام کی آمد آدھوتی ہے۔ جو دنیا میں مبعوث ہو کر خدائی نصرت و مدد سے لوگوں کو ہدایت کرتا ہے۔ بس دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ تک ایک لاکھ چوبیس ہزار معصوم نبی و رسول ہدایت خلق کے واسطے مبعوث ہوئے اور آخری نبی ہمارا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“

اول..... معیار نبوت

قرآن شریف میں ایسے سچے حقیقی نبی یا رسول کی شناخت و معیار نبوت مفصلہ ذیل ہے۔

..... نبی یا رسول خدا کا خلیفہ قائم مقام ہے

اور خدا ہی کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے۔ لوگ کمیٹی کر کے نبی یا رسول نہیں بنا سکتے۔

”قوله تعالىٰ واذ قال ربك للملائكة انى جاعل فى الارض خلیفة قالوا اتجعل فیها من یفسد فیها ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك قال انى اعلم ما لا تعلمون (البقرہ)“ ﴿اور اپنے پیغمبر لوگوں سے اس وقت کا تذکرہ کرو۔ جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں اپنا ایک نائب بنانے والا ہوں۔ تو فرشتے بولے کیا تو زمین میں ایسے شخص کو نائب بناتا ہے۔ جو اس میں فساد پھیلائے اور خونریزیوں کرے اور بناتا ہے تو ہم کو بنا کہ ہم تیری حمد و ثناء کے ساتھ تیری تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں۔ خدا نے فرمایا میں وہ مصلحتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔﴾ (ترجمہ مولوی نذیر احمد دہلوی)

ف..... جب مقدس و پاک نورانی مخلوق فرشتوں کا اجماع و کمیٹی نام منظور ہوئی اور

خداوند کریم جلشانہ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنا دیا تو بھلا غیر معصوم ناقص العقل انسان کے اجماع و شورئی سے کب نبی، رسول یا امام بن سکتا ہے۔ اگر لاکھوں اندھے جمع ہو جائیں تو ایک بینا آنکھوں والا نہیں بنا سکتے۔ کروڑوں جاہل و ناقص العقل لوگ کمیٹی کر کے ایک عقلمند نہیں

بناسکتے۔ جاہلوں و ناقصوں کا مجموعہ ناقص ہوتا ہے۔ اجماع و کمیٹی والے ہمیشہ انتخاب میں دھڑبندی پارٹی فیلنگ اور دوستی و رشتہ داری کا لحاظ کرتے ہیں اور رعب و لحاظ سے ووٹ دیا کرتے ہیں۔

الف..... قولہ تعالیٰ ”واذ بتلیٰ ابراہیم ربہ بکلمت فاتمہن قال انی جاعلك للناس اماما قال ومن ذریتی قال لاینال عہدی الظالمین (البقرہ)“
 ﴿اے پیغمبر بنی اسرائیل کو وہ وقت یاد دلا جب ابراہیم کو ان کے پروردگار نے چند باتوں میں آزما یا اور انہوں نے ان کو پورا کر دکھایا تو خدا نے رضا مند ہو کر فرمایا کہ ہم تم کو لوگوں کا امام یعنی پیشوا بنانے والے ہیں۔ ابراہیم نے عرض کیا اور میری اولاد میں سے، فرمایا ہاں مگر ہمارے اس اقرار میں وہ داخل نہیں جو برسرِ ناسخ ہوں گے۔﴾

ب..... ”ولقد بعثنا فی کل امة رسولا (النحل)“ ﴿اور ہم نے ہر ایک امت میں کوئی نہ کوئی رسول بھیجا۔﴾

ج..... ”انما انت منذر ولكل قوم ہاد (الرعد)“ ﴿تحقیق تو ڈرانے والا ہے اور ہر قوم کے واسطے ہدایت کرنے والا بھیجا۔﴾

د..... ”وان من امة الا خلا فیہا نذیر (فاطر)“ ﴿اور کوئی امت ایسی نہیں ہوئی کہ اس میں کوئی ڈرانے والا نہ گذرا ہو۔﴾

ہ..... ”یاد اؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض“ ﴿اے داؤد ہم نے تجھ کو زمین میں خلیفہ یا نائب بنا کر بھیجا ہے۔﴾

و..... ”اللہ یصطفیٰ من الملئکة رسلاً ومن الناس ان اللہ سمیع بصیر (انبیاء)“ ﴿اللہ تعالیٰ فرشتوں اور آدمیوں سے رسول چھانٹ لیتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سنتا اور دیکھتا ہے۔﴾

ز..... ”انا ارسلناک بشیراً ونذیراً ولا تسئل عن اصحاب الجحیم (بقرہ)“ ﴿اے پیغمبر ہم نے تجھ کو دین حق دے کر مسلمانوں کو نجات کی خوش خبری دینے والا اور کافروں کو عذابِ آخرت سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور تم سے دوزخیوں کی کوئی باز پرس نہ ہوگی۔﴾

ح..... ”انا ارسلنا الیکم رسولا شہداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا (مزل)“ ﴿لوگو! جس طرح ہم نے فرعون کی طرف موسیٰ کو پیغمبر بنا کر بھیجا تھا۔ تمہاری طرف بھی جناب محمد کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔﴾

۲..... امور غیبیہ کی خبر دینا

نبی یا رسول وہ ہے جو بڑے امور غیبیہ کی خبر دے۔ خداوند کریم سے مکالمہ و مخاطبہ وحی رکھتا ہو، راست باز، سچی خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا ہو۔ ”عالم الغیب فلا ینظر علی غیبہ احداً الا من ارتضى من رسول فانه یسئلك من بین یدیه ومن خلفه رصداً لیعلم ان قد ابغوا رسلت ربهم واحاط بما لدیهم واحصى کل شیء عدداً (الجن)“ ﴿اسی کو غیب کی خبر ہے تو وہ اپنی غیب کی باتیں کسی پر ظاہر نہیں کیا کرتا۔ مگر ہاں اپنے برگزیدہ پیغمبروں پر مصلحتاً کوئی بات ظاہر کرنی چاہتا ہے تو وہ بھی اس احتیاط سے کہ ان کے آگے اور ان کے پیچھے فرشتوں کا پہرہ ان کے ساتھ رکھتا ہے۔ تاکہ دیکھ لے کہ پیغمبروں نے اپنے پروردگار کے پیغام لوگوں کو ٹھیک ٹھیک پہنچا دے اور ان کے سارے معاملات اسی کے احاطہ علم میں ہیں اور اس نے تمام چیزوں کی گنتی تک اپنی نظر میں کر رکھی ہے۔﴾ (ترجمہ جمال شریف مولوی نذیر احمد دہلوی)

ب..... ”ذالك من ابناء الغیب نوحیہ الیک (یوسف)“ ﴿یہ اخبار غیب

تیری طرف وحی ہوئی۔﴾

بشیر و نذیر

الف..... ”وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین (الانعام)“ ﴿رسولوں کو، ہم نہیں بھیجا کرتے۔ مگر وہ خوشخبری دینے والے اور عذاب سے ڈرانے والے ہوتے ہیں۔﴾

ب..... ”یا ایہا النبی انا ارسلناک شاهدآ ومبشراً و نذیرآ وداعیآ السی اللہ باذنہ وسراجاً منیرآ (الاحزاب)“ ﴿اے پیغمبر، ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور نیکوں کو خوشنودی خدا کی خوشخبری دینے والا اور بدوں کو اس کے غضب سے ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف لوگوں کو بلانے والا اور ہدایت کا روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔﴾

۳..... مطاع و صاحب امر ہونا

نبی و رسول وہ ہے جس کی تمام لوگ بادشاہ سے لے کر رعایا تک تابعداری و اطاعت کریں۔ نبی و رسول مطاع، حاکم سردار ہو اور باقی تمام مخلوق ان کے احکام کی فرمانبردار ہوں جو رسول کسی بادشاہ کی تابعداری کرے یا لوگوں کا محتاج ہو لوگ یا حاکم یا بادشاہ اس پر حکومت کریں تو وہ نبی یا رسول نہیں ہو سکتا۔ ”ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ“ ﴿ہم نے رسولوں میں سے ایسا رسول کوئی نہیں بھیجا کہ جس کی اطاعت اللہ کے حکم سے نہ کی گئی ہو۔﴾

ب..... تمام مخلوق خدا کو نبی و رسول کی اطاعت و تابعداری فرض ہے۔ نبی و رسول کسی کا تابع محتاج نہیں ہوتا اور نہ وہ اشاعت دین و احکام میں کسی کی رعایت و پاس خاطر کرتا ہے۔ نہ لحاظ کرتا ہے۔ ”من يطع الرسول فقد اطاع الله ومن توليٰ فمما ارسلناك عليهم حفيظا (النساء)“ ﴿جو رسول کا کہا مانے اس نے اللہ کا کہا مانا اور جو کوئی نہ مانے تو ہم نے تجھ کو ان پر سزا دل نہیں بنایا۔﴾

ج..... ”واطيعوا الله واطيعوا الرسول واحذروا فان توليتم فاعلموا انما علىٰ رسولنا البلع المبين (المائدہ)“ ﴿اور اللہ تعالیٰ کا کہا مانو اور رسول کا کہا مانو اور بچے رہو۔ اگر تم نہ مانو تو یہ سمجھ لو کہ ہمارے رسول کا کام یہی ہے۔ (اللہ کا حکم تم کو) کھول کر پہنچا دینا۔﴾

د..... ”واطيعوا الله ورسوله ان كنتم مؤمنين (الانفال)“ ﴿اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا کہا مانو اگر تم ایماندار ہو۔﴾

ه..... ”يا ايها الذين امنوا اطيعوا الله ورسوله تولوا عنه وانتم تسمعون ولا تكونوا كالذين قالو سمعنا وهم لا يسمعون (الانفال)“ ﴿مسلمانو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا کہا مانو اور رسول کا حکم سن کر اس سے منہ نہ پھیرو اور ان لوگوں کی طرف مت ہو جو منہ سے کہہ دیتے ہیں ہم نے سنا اور وہ سنتے نہیں۔﴾

و..... ”ومن يطع الله ورسوله فقد فاز فوزاً عظيماً (الاحزاب)“ ﴿جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے کہے پر چلے اس نے بڑی مراد پائی۔﴾

ز..... ”ومن يعص الله ورسوله فان له نار جهنم خالدين فيها ابدًا (الجن)“ ﴿اور جو لوگ اللہ اور اس کی نافرمانی کریں۔ ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے۔ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔﴾
اخلاق حسنہ

ہر ایک نبی و رسول کے واسطے خوش خلقی، اعلیٰ چال چلن اور نیک زندگی کا بسر کرنا لازمی ہے۔ تاکہ اس کی امت اس کی پیروی کر کے نیک نمونے بنیں اور زندہ مثالیں ہوں۔ ”انك لعلیٰ خلق عظیم“ ﴿اے نبی تحقیق تیرا بڑا ہی خلق ہے۔﴾ نبی و رسول نقش گوگالی گلوچ دینے والا اور مہکلو باز نہیں ہوتا اور کسی کی توہین نہیں کرتا۔

ب..... ”لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رؤف الرحيم (التوبة)“ ﴿لوگو تمہارے پاس تم ہی میں کا ایک پیغمبر آچکا۔ تمہاری تکلیف اس کو ناگوار ہے۔ تمہاری بھلائی کی اس کو لوگی ہے۔ مسلمانوں پر بہت شفقت کرتا ہے۔﴾

ج..... ”لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة فمن كان يريد الله واليوم الآخره وذكره الله كثيرا (الاحزاب)“ ﴿مسلمانوں تحقیق تمہارے واسطے رسول خدا میں نیک نمونے موجود ہیں۔ ان لوگوں کے واسطے جو اللہ اور پچھلے دن سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرتے ہیں۔﴾

اخلاق قادیانی

مرزا قادیانی کے اخلاق کا نمونہ ان کی تصانیف اعجاز احمدی وغیرہ میں کہ الف سے لے کر یہ تک کوئی گالی نہیں جو نہ نکالی ہو۔ بد ذات، بے ایمان، نجاست خور، شیطان، مفسد، بھیڑیا، کمینہ، مکار، کتا، جاہل، فریبی، پلید، ابن المواء، مجھڑ، کشر دم، حیض والی عورت، کذاب، خبیث، مشرک، دیو، پاخانہ، فاسق، گھوڑا، شریر وغیرہ الفاظ علماء کرام کی نسبت نکالے ہیں۔ جو مرزا قادیانی کی تہذیب، اخلاق حسنہ، مسیحیت، مہدویت، ونبت کا بین ثبوت ہیں۔

الف..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے۔ معجزات عیسوی مسمریزم ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باب یوسف درکھان کہاں ہے۔ کذاب، ناپاک خیال، شرابی، متکبر، شریر، راست بازوں کا دشمن، یہودی کا شاگرد کہا ہے۔

ب..... ”مسح کا خاندن نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھی۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظاہر ہوا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱ حاشیہ)

ج..... ”مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔“

(کشتی نوح ص ۱۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸)

۴..... عصمت و طہارت

شرائط و معیار نبوت میں سے سب سے بھاری شرط عصمت الانبیاء ہے۔ نبی و رسول و امام معصوم ہوتے ہیں۔ ان سے گناہ کبیرہ و صغیرہ کا کسی وقت عمداً و سہواً بلکہ کسی کام کا جو خلاف

رضائے خدا ہو قبل نبوت یا بعد نبوت مرتکب نہیں ہوتا۔ جیسے ہیرا، لعل، جواہر، سونا کی اصلی رنگت و چمک و دمک ہوتی ہے اور وہ ان کی ذات کے ساتھ طے رہتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء کی سرشت و فطرت میں پیدائش ہی سے بلکہ روح ہی میں نورانیت عصمت پیوستہ ہوتی ہے۔ اگر نبی معصوم نہ ہوں تو ان سے مخلوق کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اور خوشن گم است کرار ہبری کند۔ جب خود گنہگار ہوگا تو دوسروں کو کیسے ہدایت کر سکتا ہے۔ اس کے امر و نہی وعدہ و وعید احکام الہی میں اس کے کہنے پر ہرگز بھروسہ نہیں ہو سکتا۔ نبی و رسول کی اطاعت فرض ہے۔ اگر ان سے کوئی گناہ سرزد ہوگا تو اس گناہ کی بھی اطاعت کرنی پڑے گی اور یہ مجال ہے۔ اگر انبیاء گناہ کے مرتکب ہوں تو ان کی سزا اور ایذا واجب ہوگی۔ حالانکہ یہ پیغمبروں کے ساتھ حرام ہے اور ان کی شہادت مقبول نہ ہوگی۔

”انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیراً“ کے خطاب میں جناب رسول اللہ ﷺ مخاطب ہیں اور ”وما ینطق عن الہوی ان ہوالا وحی یوحی“ کی سند عصمت کے واسطے کافی ہے اور ”انا فتحناک فتحاً مبیناً لیغفرک اللہ ما تقدم عن ذنبک ویتم نعمتہ علیک ویہدیک صراط مستقیماً وینصرک اللہ نصراً عزیز (فتح)“ شاہد ہے انبیاء علیہم السلام پیدائشی پاک ہیں۔ ان کی فطرت میں عصمت و طہارت ہے۔ جو پاک اور معصوم ہو وہی دوسرے کو پاک و صاف کر سکتا ہے۔ اصلی غرض نبوت ہدایت و تزکیہ نفس ہوتی ہے۔ جس سے مؤمنین کے ہر نفس پاک ہو کر وہ کامل انسان بن جاتے ہیں اور مقررین بارگاہ الہی میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ ”لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین (آل عمران)“ ﴿تحقیق اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں پر احسان کیا کہ ان کے درمیان ان ہی میں سے پیغمبر بھیجا۔ ان پر اللہ کی آیات پڑھتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے۔ ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور تحقیق اس سے پہلے ظاہر گمراہی میں تھے۔ قرآن شریف سنانا، اور تزکیہ نفس کرنا اور تعلیم قرآن اور حکمت دینا اصلی منشاء نبوت ہے۔﴾

عصمت قادیانی

مرزا قادیانی آنجنہانی معصوم و پاک نہ تھے۔ اس لئے نبی و رسول نہ تھے۔ (کرامات الصادقین ص ۵، خزائن ج ۷ ص ۴۷) پر مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”نہ مجھے اور نہ کسی انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کا دعویٰ ہے۔“

ب..... ”مگر ایک اور قوم بھی ہے جو چھیلوں کی طرح اس دریا میں ہی پیدا ہوتی ہے اور اس دریا میں ہمیشہ رہتی ہے اور ایک دم بھی اس دریا کے بغیر جی نہیں سکتی۔ وہ وہی لوگ ہیں جو پیدائشی پاک ہیں اور ان کی فطرت میں عصمت ہے۔ انہیں کا نام نبی اور رسول اور پیغمبر ہے۔“

(رسالہ ست چکن ص ۸۶، خزائن ج ۱۰ ص ۲۱۰)

ج..... جناب مرزا قادیانی کو حیض آتا تھا اور ان میں پلیدی موجود تھی۔ وہ حیض بچہ کی صورت میں منتقل ہو گیا اور عیسیٰ علیہ السلام بن گیا۔ دیکھو یریدون ان یرو طمشک بابوا الہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔

(حقیقت الوحی ص ۱۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۱)

۵..... معجزہ

ہر نبی و رسول کے واسطے معجزہ کا ہونا ضروری ہے۔ معجزہ وہ فعل ہے جس کے کرنے سے اور لوگ عاجز ہوں اور عادت کے خلاف اور دعوائے پیغمبری اور مقابلہ کے ساتھ ساتھ ہو۔ اس کی ضرورت اس وجہ سے ہے کہ جب کوئی شخص کسی بڑے عہدے کا دعویٰ کرے تا وقتیکہ کوئی سند دلیل و اختیارات نہ رکھتا ہو۔ ہرگز قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ مثلاً کوئی شخص دعویٰ کرے کہ وہ بادشاہ یا گورنر ہے۔ جب تک کوئی شاہی پروانہ پیش نہ کرے یا سزا دینا، معاف کرنا انعام و اکرام اس کے اختیار نہ ہو تو دعویٰ بے دلیل، قبول نہیں۔ اگر کوئی رسالت کا جھوٹا دعویٰ کرے یا سحر اور شعبدہ بازی، مکر و فریب سے لوگوں کو بہکائے تو خداوند کریم پر واجب ہے کہ اس کا دعویٰ جھوٹا کرے۔ ورنہ اصلی و نقلی نبوت میں شناخت نہ ہوگی۔ جیسا کہ ان دنوں مرزا قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور کوئی معجزہ یا کرامت نہ دکھا سکا۔ وہ شرمسار ہو کر دنیا فانی سے چل بسا۔ اللہ کے پیارے والوالعزم انبیاء مرسلین نے سک و معجزے مخلوق خدا کو دکھائے۔ عصاء، وید بیضا سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو عطاء ہوا اور لشکر فرعون دریائے نیل میں غرق ہو گیا۔ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر آگ گل زار ہو گئی۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام ذبیح اللہ کے پاؤں مارنے سے چشمہ زمزم جاری ہو گیا۔ سیدنا داؤد علیہ السلام کے ہاتھ سے لوہا و فولاد نرم ہوا۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام کے تابع جنات وحوش و طیور رہے اور ان کے تحت کوہ اٹھائے پھری۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کو زندہ کیا۔ کوڑھوں، مبروص، مادرزاد اندھوں اور بیماروں کو اچھا کیا۔ سیدنا حضرت صالح علیہ السلام کو پتھر سے اونٹنی ملی۔ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر میں کنکروں سے کفار کو بھگا یا۔ چاند کے

دو ٹکڑے کر ڈالے۔ انگلیوں سے چشمے جاری کئے۔ مردوں کو زندہ کیا۔ آفتاب کو غروب کے وقت دوبارہ لوٹایا۔ قرآن شریف کا زندہ معجزہ اب تک موجود ہے کہ آج تک کوئی ایک سورت تو کجا ایک آیت بھی مقابلہ میں نہیں بنا سکا۔

الف..... ”ان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداءکم من دون اللہ ان کنتم صدقین (الم، البقرہ)“ ﴿اور وہ جو ہم نے اپنے بندے محمد ﷺ پر قرآن اتارا ہے اگر تم کو اس میں شک ہو اور سمجھتے ہو کہ یہ کتاب خدا کی نہیں بلکہ آدمی کی بنائی ہوئی ہے اور اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو تو اس جیسی ایک سورۃ تم بھی بنالو اور اللہ تعالیٰ کے سوا اپنی جماعتوں کو بھی بلا لاؤ۔﴾ (ترجمہ مولوی نذیر احمد دہلوی)

ب..... ”قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل هذا القرآن لایاتون بمثلہ ولو کان بعضهم لبعض ظہیرا“ ﴿کہو اگر انسان اور جن جمع ہو کر اس قرآن کی مانند بنالادیں تو اس کی مثل ہرگز نہ بنا سکیں گے۔ اگر ایک دوسرے کے مددگار کیوں نہ ہو جاویں۔﴾

اعجاز قادیانی

غلط الہامات شائع کرنا تو بہن رسالت کرنا اور گالیاں دینا کوئی قادیانی یا پنجابی غیر مسلم مسلمان نہ ہوا۔ محمدی بیگم کا آسانی نکاح ٹوٹ گیا۔ کوئی زلزلہ عظیم نہ آیا۔ نہ قادیان سے طاعون دور ہوا نہ کوئی آسانی نشان ظاہر ہوا۔ تمام مخالفین مرزا قادیانی متجلی بجاتے رہے ان کے سامنے کوئی دشمن فوت نہ ہوا۔ نہ کوئی مردہ زندہ ہوا۔ نہ مریض اچھا ہوا۔ خود مرزا قادیانی دائم المرض رہے۔ مفرح معونات و مقویات کھاتے رہے۔ مگر فائدہ نہ ہوا۔ آخر کار ہیضہ تھمہ کی موت سے فوت ہوئے۔ چونکہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کے ذکر کو معاذ اللہ گوہ کے برابر کہا کرتا تھا۔ اس لئے خود مرزا کو اسپتال کی بیماری لاحق ہوئی۔

۶..... امتی ہونا

شرائط و معیار نبوت میں یہ بھی ایک شرط ہے۔ نبی کسی مدرسہ یا کالج کا طالب العلم و گریجویٹ نہ ہو۔ نہ کسی ملاں و مولویوں کے ہاں اس نے سبق پڑھا ہو۔ وہ لکھ پڑھ نہ سکتا ہو۔ بلکہ خداوند کریم کی طرف سے اس کو علم لدنی حاصل ہو۔ وہی اس کا معلم حقیقی ہو۔ نبی کو علم وہی ہوتا ہے۔ علم اکتسابی کچھ علم نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہر ایک عالم سے زیادہ اور عالم بھی ہوتا ہے۔ ”فوجدنا

عبداً من عبادنا اتينہ رحمة من عندنا و علمنہ من لدنا علما (کہف) ﴿انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے (خضر) کو پایا۔ جس کو ہم نے اپنی خاص مہربانی سے ایک حصہ دیا اور اپنی طرف سے اس کو ایک خاص علم سکھایا تھا۔﴾

ب..... ”الذین يتبعون الرسول النبى الامى الذى يجدونه مكتوباً عندهم فى التورۃ والانجيل (الاعراف)“ ﴿وہ لوگ اس رسول اکتسابی علوم سے ناواقف کی تابعداری کرتے ہیں۔ جن کا ذکر وہ توریت اور انجیل میں پاتے ہیں۔﴾
 ے..... ہدایت و تزکیہ نفس

نبی ہدایت غلق کے واسطے آتے ہیں اور لوگوں کو حقانی تعلیم دے کر ان کا تزکیہ نفس کرتے ہیں۔ ہادی و مہدی و رہبر کامل ہوتے ہیں اور خود ہدایت یافتہ ہوتے ہیں۔ ”ولکل قوم ہاد“ ﴿ہر قوم کے واسطے ہدایت کرنے والا بھیجا گیا ہے۔﴾

ب..... حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی لغزش کا ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
 ”فاما یاتینکم منى ہدی فمن تبع ہدی فلا خوف علیہم ولا هم یحزنون .
 والذین کفروا و کذبوا بایتنا اولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون (البقرہ)“
 ﴿اگر ہماری طرف سے تم لوگوں کے پاس کوئی ہدایت پہنچے تو اس پر چلنا۔ کیونکہ جو ہماری ہدایت کی پیروی کریں گے۔ آخرت میں ان پر نہ تو کسی قسم کا خوف طاری ہوگا اور نہ وہ کسی طرح پر از راہ خاطر رہیں گے اور جو لوگ نافرمانی کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے۔ وہی دوزخی ہوں گے اور وہ ہمیشہ دوزخ ہی میں رہیں گے۔﴾

ج..... ”هو الذى بعث فى الاميين رسولا منهم يتلوا عليهم آیاتہ و یزکیہم و یعلمہم الکتاب و الحکمۃ (جمعہ)“
 ہدایت قادیانی

شُرک فی الذات و شُرک فی الصفات اور شُرک فی الطاعات کا سبق پڑھا گئے۔ تمام انبیاء علیہم السلام اور خاص کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی سخت توہین کر گئے۔ ائمہ اطہار اولاد سیدنا احمد مختار علیہ السلام پر بیک بیک حملے کئے۔ عذاب قبر، وجود ملائکہ، یا جوج ماجوج، نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور امام محمد مہدی آخر الزمان سے صاف انکار کیا۔ (تحفہ نورانی)

الہامات مرزا

.....۱ ”انت اسمی الاعلیٰ“ تو میرا سب سے بڑا امام ہے۔

(اربعین ص ۳۲، جزائن ج ۱ ص ۴۲۳)

.....۲ خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشین گوئی میں میرے پر ظاہر رکھا ہے کہ میری ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جس کو کئی باتوں میں مسیح علیہ السلام سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دے گا۔ وہ امیروں کو دستگیری بخشے گا اور ان کو جو شہادت کے زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔ فرزند دلہند گرامی وار جند مظہر الحق واللاء ”وكان الله نزل من السماء“ گویا اللہ تعالیٰ آسمان سے نازل ہوا۔

(ازالہ اوہام ص ۱۵۶، جزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

.....۳ مرزا خدا کا بیٹا۔ الہام ”اسم ولدی“ اے میرے بیٹے سن۔

(البشری ج ۱ ص ۴۹)

.....۴ خدا کا نماز پڑھنا اور سونا اصلی واصوم رسم وانام۔ میں نماز پڑھوں گا۔ روزے رکھوں گا۔ جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔

(البشری ج ۲ ص ۷۹)

.....۵ ”کل لك ولا مراك“ سب تیرے لئے اور تیرے حکم کے لئے ہیں۔

(البشری ج ۲ ص ۱۴۰)

.....۶ ”كان الله نزل من السماء“ گویا خدائے تعالیٰ آسمان سے اتر۔

(حقیقت الوحی ص ۹۵، جزائن ج ۲۲ ص ۹۹)

.....۷ ”انسی مع الرسول اجیب واخطی واصیب“ میں رسول کے ساتھ جواب دوں گا۔ کبھی خطا بھی کروں گا اور کبھی صواب بھی۔ (حقیقت الوحی ص ۱۰۳، جزائن ج ۲۲ ص ۱۰۶)

.....۸ دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں

لفظی معنی میکائیل کے ہیں۔ خدا کے مانند۔ (اربعین نمبر ص ۸۱، حاشیہ، جزائن ج ۱ ص ۴۱۳)

.....۸ صاحب کتاب ہونا

ہر ایک نبی و رسول کے واسطے صاحب کتاب وصیفہ وشریعت کا ہونا ضروری ہے۔ جو نبوت ورسالت کا دعویٰ کرے اور اس کے پاس کوئی کتاب وشریعت الہیہ نہ ہو یا خدائی ہدایت نہ ہو۔ وہ کاذب نبی ورسول ہوتا ہے۔ وہ درخت بے ثمر و انسان بے بصر ہوتا ہے اور اس کی نبوت سے کیا فائدہ ہے۔

الف..... ”الم الله لا اله الا هو الحي القيوم ، نزل عليك الكتاب بالحق مصدقاً لما بين يديه وانزل التوراة والانجيل من قبل هدى للناس وانزل الفرقان ، ان الذين كفروا بايت الله لهم عذاب شديد والله عزيز ذوانتقام (آل عمران)“ ﴿الم اللہ وہ ذات پاک ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ زندہ کارخانہ عالم کا سنبھالنے والا۔ اے پیغمبر اسی نے تم پر یہ کتاب برحق اتاری۔ جو ان آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہیں اور اسی نے اور چیزوں کو بھی نازل کیا۔ جن سے حق و باطل کا فرق ظاہر ہوتا ہے جو لوگ خدا کی آیتوں سے منکر ہیں۔ بیشک ان کو سخت عذاب ہوگا اور اللہ زبردست ہے بدلہ لینے والا۔﴾

ب..... ”لقد ارسلنا رسلنا بالبينت وانزلنا معهم الكتاب (حديد)“ ﴿ہم نے اپنے رسولوں کو نشانیاں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اتاری۔﴾
ب..... صاحب شریعت ہونا

”شرع لكم من الدين ما وصى به نوحاً والذى اوحينا اليك وما وصينا به ابراهيم وموسى وعيسى ان اقيموا الدين ولا تتفرقوا فيه (الشورى)“ ﴿لوگو! اس نے تمہارے لئے دین کا وہی رستہ ٹھہرایا ہے۔ جس پر چلنے کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور اے پیغمبر تمہاری طرف بھی ہم نے اسی رستے کی وحی کی ہے اور اسی کا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو بھی حکم دیا تھا کہ اسی دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔﴾ زبور، توریت، انجیل، فرقان مجید یہ مشہور الہامی کتابیں ہیں اور ان میں اپنے اپنے وقت کے لئے شریعت تھی اور تمام انبیاء و مرسلین صاحب شریعت تھے اور کوئی نبی یا رسول صاحب شریعت کسی دوسرے کے ماتحت نہ تھا اور نہ کسی کا خلیفہ تھا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام صاحب الکتاب و صاحب الشریعت بلا واسطہ رسول اور اولوالعزم تھے۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ یا نائب ہرگز نہ تھے۔ قادیانیوں کا دعویٰ مخالف کتاب اللہ ہے۔ سنو!

ج..... ”تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجات و اتينا عيسى ابن مريم البينت و ايدناه بروح القدس (بقرة)“ ﴿یہ پیغمبر جو ہم نے بھیجے ان میں سے بعض کو بعض پر برتری دی۔ ان میں سے کوئی تو ایسے ہیں جن کے ساتھ خود اللہ نے کلام کیا اور بعض کے درجے اور طرح پر بلند کئے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ کو ہم نے کھلے کھلے معجزے دیئے اور روح القدس یعنی جبرئیل سے ان کی تائید کی۔﴾

..... ”قال انى عبد الله ، اتينى الكتاب وجعلنى نبيا وجعلنى مباركاً اين ما كنت واوصنى بالصلوة والزكوة مادمت حياً وبرا بوالدتى ولم يجعلنى جباراً شقياً (مريم)“ ﴿فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھ کو کتاب انجیل عنایت فرمائی اور مجھ کو پیغمبر بنایا اور کہیں بھی رہوں مجھ کو بابرکت کیا اور مجھ کو حکم دیا کہ جب تک زندہ ہوں نماز پڑھوں اور زکوٰۃ دوں اور نیز مجھ کو اپنی ماں کا خدمت گزار بنایا اور مجھ کو سخت گیر اور بدراہ نہیں کیا۔﴾

ف..... حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحیفہ نازل ہوا۔

۹..... وحی، نزول جبرئیل علیہ السلام

ہر ایک نبی و رسول کے واسطے صاحب الوحی ہونا ضروری ہے۔ وحی کی تین اقسام ہیں۔ جو اللہ کی طرف سے بندوں کے واسطے احکام و ہدایت نبی و رسول کو پہنچاتے ہیں۔ گویا نبی و رسول درحقیقت خالق اور مخلوق کے درمیان ایک واسطہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس طریق پر اپنے مقدس و پاک برگزیدہ انبیاء، و مرسلین سے کلام کرتا ہے اس کا نام وحی ہے۔ ”انما انابشر مثلکم یوحى الیٰ انما الہکم الہ واحد“ ﴿کہہ دو کہ میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں۔ میری طرف یہ وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔﴾

”وماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحى باذنه ما یشاء (الشوری)“ ﴿کسی بشر کے لئے یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ اللہ اس سے کلام کرے۔ سوائے اس کے اشارہ کے طور یا پردہ کے پیچھے یا اپنے رسول (وحی جبرائیل) کو بھیجے۔﴾ اس آیت شریف سے اشارہ (رویا، کشف) مکالمہ و جبریل علیہ السلام پر تین قسم کے وحی کا ہونا معلوم ہوا اور سب سے اعلیٰ درجہ کی وحی اکبر حضرت جبرئیل علیہ السلام کا رسولوں پر نازل ہونا ہے جو تمام قسم کی وحیوں سے اعلیٰ اور غلطیوں کو دور کرنے والی ہے۔ کیونکہ اس کا محافظ حقیقی خود حق تعالیٰ ہوتا ہے۔ ”انا او حینا الیک کما او حینا الیٰ نوح والنبیین من بعد او حینا الیٰ ابراہیم واسماعیل واسحق و یعقوب والاسباط و عیسیٰ ایوب و یونس و ہارون و سلیمان و اتینا داؤد زبوراً و رسلاً قد قصصنہم علیک من قبل و رسلاً لم نقصصہم علیک و کلم اللہ موسیٰ تکلیماً رسلاً مبشرین و منذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجة بعد الرسل و کان اللہ عزیزاً

حکیماء (النساء) ”اے پیغمبر ہم نے تمہاری طرف اس طرح وحی بھیجی ہے جس طرح ہم نے نوح اور دوسرے پیغمبروں کی طرف۔ جو ان کے بعد ہوئے۔ وحی بھیجی تھی اور جس طرح ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف وحی بھیجی تھی اور ہم نے داؤد کو زبور دی تھی اور تمہاری طرف ہم کتنے پیغمبر بھیج چکے ہیں۔ جن کا حال ہم اس سے پہلے تم سے بیان کر چکے ہیں اور کتنے پیغمبر اور جن کا حال ہم نے تم سے اب تک بیان نہیں کیا اور اللہ نے موسیٰ سے تو باتیں بھی کیں۔ یہ سب پیغمبر نیکوں کو جنت کی خوشخبری دینے والے اور بدوں کو عذاب سے ڈرانے والے تھے۔ تاکہ پیغمبروں کے آگے پیچھے لوگوں کو خدا پر کسی طرح کا چھدار کھنے کا موقع باقی نہ رہے اور خدا غالب اور حکمت والا ہے۔“

ب..... ”قل من كان عدواً للجبريل فانه نزل على قلبك باذن الله مصداقاً لما بين يديه وهدي للبشرى للمؤمنين (البقر)“ اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ جو شخص جبریل فرشتے کا دشمن ہو (ہوا کرے) یہ قرآن اسی فرشتے نے خدا کے حکم سے تمہارے دل میں ڈالا ہے اور قرآن ان کتابوں کی تصدیق کرتا ہے جو اس کے زمانہ نزول سے پہلے موجود ہیں اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور فلاح دارین کی خوشخبری ہے۔ پس نبوت و رسالت کے واسطے نزول وحی جبریل علیہ السلام ضروری ہے۔“

۱۰..... اجابت دعا

نبی و رسول مستجاب الدعوة ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے جو دعا چاہا قبول ہوتی ہے۔ سیدنا نوح علیہ السلام نے نو سال برابر کفار و مشرکین کو دعوت تو حید فرمائی۔ مگر سوائے چند آدمیوں کے باقی سب کے سب کافر و مشرک رہے۔ جس پر جناب نوح علیہ السلام کو التجا کرنی پڑی۔ ”وقال نوح رب لا تذر على الارض من الكافرين ديارا (نوح)“ اور نوح نے ان کے حق میں یہ بدعا کی کہ اے میرے پروردگار ان کافروں میں سے ایک کو بھی زمین پر نہ چھوڑ۔“ سو اللہ تعالیٰ نے ان کو طوفان میں غرق کر دیا۔

”انهم كانوا قوم سوء فاغرقناهم اجمعين“ اے اس بدکار تمام قوم کو ہم نے

غرق کر دیا۔“

ب..... ”وايوب اذ نادى ربه انى مسنى الضر وانت ارحم

الراحمين فاستجبنا له فكشفنا ما به من ضررنا اتيناه اهلهم ومثلهم معهم رحمة

من عندنا وذكري للعبدين (انبیاء)“ ﴿اے پیغمبر ایوب کی وہ حالت یاد کر جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھ کو یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے تو میرے حال پر رحم فرما۔ تو ہم نے ان کی فریاد سن لی اور جو دکھ ان کو تھا اس کو دور کر دیا اور ان کو ان کے اہل و عیال عطاء فرمائے۔ بلکہ ان کے ساتھ اتنی ہی اور یہ محض ہماری مہربانی تھی۔ جو ہم نے ان پر کی اور عبادت کرنے والوں کے لئے یہ واقعہ قابل یادگار ہے تاکہ ان کو عبادت کی طرف زیادہ ترغیب ہو۔﴾

ج..... ”وَالنَّوْنُ اِذْ هَبَّ مَغْضَبًا فظن ان لن نقدر عليه فنادى فى الظلمت ان لا اله الا انت سبحانك انى كنت من الظلمين . فاستجبنا له ونجيناه من الغم وكذلك نجى المؤمنين (انبیاء)“ ﴿اور ذوالنون یعنی یونس کو یاد کر جب خنفا ہو کر چل دے اور جاتے وقت غصے میں بہ تقاضائے بشریت ان کو ایسا واہمہ گذرا کہ ہم ان پر قابو نہیں پاسکیں گے تو آخر کار عاجز آ کر اندھیروں کے اندر چلا اٹھے کہ اے خدا تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ذات ہے۔ میں نے بڑا ظلم کیا تو ہم نے ان کی فریاد سن لی اور ان کو نعم سے نجات دی اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح بچالیا کرتے ہیں۔﴾

د..... ”وذكرى اذ نادى ربه لا تذرنى فرداً وانت خير الوارثين فاستجبنا له وهبنا له يحيى واصلحنا له زوجة (الانبیاء)“ ﴿اور زکریا کو یاد کرو جب انہوں نے اولاد کی طرف سے مایوس ہو کر اپنے پروردگار کو پکارا کہ اے میرے پروردگار مجھ کو اکیلا یعنی بے اولاد نہ چھوڑ اور یوں تو سب وارثوں سے بہتر وارث ہے۔ تو ہم نے فریاد سن لی اور ان کو بھی فرزند عنایت کیا اور ان کی بی بی کو ان کے لئے بھلا چنگا کر دیا۔﴾

اجابت دعا قادیانی

مرزا قادیانی اور ان کی امت ہمیشہ اپنے مخالفین کے واسطے دعاء مانگتے رہے۔ مباہلے کرتے رہے۔ مگر ہمیشہ الٹا اثر ہوتا رہا۔ مسٹر عبداللہ آتھم پیشین گوئی کے موافق وقت مقررہ پر فوت نہ ہوا اور مرزائی شرمندہ ہوئے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان وفاضل امرتسری مولوی ثناء اللہ صاحب اور پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی وغیرہ زندہ رہے اور مرزا قادیانی ان کے سامنے فوت ہوا۔ صادقین کے بالمقابل کاذب چل بسا۔ نہ صلیب ٹوٹی نہ دجال مارا گیا اور نہ مرزائیوں کو بادشاہت ملی۔ قادیان کے آریہ و ہندو مسلمان نہ ہو سکے۔ کوئی دشمن اس دنیا سے ہلاک ہو کر مرا۔ نہ ہی مکہ معظمہ و مدینہ

منورہ کے درمیان ریل جاری ہوئی اور نہ اونٹ بیکار ہوئے۔ نہ عیسائیوں کو کبھی شکست ہوئی۔ بلکہ سلطنت عثمانیہ کا تہ وبالا ہوا۔ خلافت پر جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا۔ نہ مرزا قادیانی کی جماعت میں روحانیت پیدا ہوئی۔ لاہوری پارٹی اور قادیانی پارٹی علیحدہ ہو گئی۔ دونوں میں ہمیشہ جھگڑا فساد رہا۔ کفر و تکفیر کے فتوے چھپے ایک دوسرے سے اصولاً علیحدہ ہو گئے۔ مرزا قادیانی نے فرزند ارجمند ایک لڑکے کے واسطے دعاء مانگی۔ مگر صاحبزادی پیدا ہوئی۔ براہین احمدیہ غیر مکمل چھوڑ گئے۔ وعدہ ایفانہ کیا۔ محمدی بیگم کا آسانی نکاح پورا نہ ہوا۔ مرزا قادیانی اسی ہوس میں فوت ہوئے۔

۱۱..... نصرت الہی

ہر ایک نبی و رسول کے ساتھ تائید و برکات الہی ہمیشہ شامل ہوتی ہیں۔ نبی و رسول صاحب نصرت و فتح ہوتے ہیں۔ خدا کی حفاظت ان کے ساتھ ہوتی ہے۔ آخر کار برہان و صداقت کا غلبہ ہو کر رہتا ہے۔ نبی و رسول برگزیدہ و منتخب ہوتے ہیں۔ ان کی تعلیم الہیہ سب سے اعلیٰ و افضل ہوتی ہے۔ وہ اپنے زمانہ کے صالحین و مؤمنین سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔ نبی کا علم، فہم اور دانش بلکہ تمام صفات، کمال، مکارم اخلاق، عزت، مروت، شجاعت، عفت، امانت اور دیانت میں تمام اہل زمانہ سے افضل ہوتے ہیں۔

ب..... انبیاء سہو، نسیان، غلطی اور امراض دماغی جنوں سے پاک ہوتے ہیں۔

ج..... انبیاء و مرسلین کے دین براہین و دلائل میں سب مخالف مذاہب پر غلبہ

رکھتے ہیں۔

۱..... ”نصر من اللہ فتح قریب“

۲..... ”واللہ یعصمک من الناس“

۳..... ”هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی

الدین کلہ ولو کرہ الکافرون“ ﴿وہ اللہ تعالیٰ جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر روانہ کیا تاکہ تمام مذاہب پر اس کا غلبہ ہو اور اگرچہ کفار کڑھتے رہیں﴾۔

۴..... ”النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم“ ﴿نبی مؤمنین سے افضل

و اعلیٰ ہوتا ہے اور ان کا حاکم و سردار ہوتا ہے﴾۔

۵..... ”اولئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین من ذریۃ ادم

ومن حملنا مع نوح ومن ذریۃ ابرہیم و اسرائیل و ممن ہدینا و اجتبینا (مریم)“ ﴿یہ پیغمبر وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا آدم کی اولاد میں سے اور ان لوگوں کی

اولاد میں سے جن کو ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) چڑھا لیا تھا اور ابراہیم اور یعقوب کی اولاد میں سے اور یہ لوگوں میں سے ہیں جن کو ہم نے ہدایت کی سچی راہ بتلائی اور ان کو ساری خلقت میں سے چن لیا۔ ﴿

۶..... ”وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ اِنَّهُمْ لَمَمَ الْمُنْصُورُونَ وَاِنْ جُنَدْنَا لَهُمُ الْغَلْبُونَ (الصفۃ)“ ﴿ اور ہم تو پہلے ہی پیغمبروں کے باب میں فرما چکے ہیں کہ آخر ایک روز ضرور ان کو ہماری مدد پہنچے گی اور ضرور ہمارا ہی لشکر غالب ہوگا۔ ﴿

۷..... ”وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رَسَالًا لِّىْ قَوْمِهِمْ فَجَاؤَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَاَنْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اٰجْرَمُوْا وَاٰكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ (الروم)“ ﴿ اور اے پیغمبر، تم سے پہلے کئی پیغمبر، ان کی قوم کی طرف بھیج چکے ہیں۔ وہ نشانیاں (معجزے لے کر آئے مگر انہوں نے نہ مانا) آخر گنہگاروں سے ہم نے بدلہ لیا اور ایمان والوں کی مدد ہم کو ضرور تھی۔ ﴿

۸..... ”اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَاَرَاْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا“ ﴿ جب اللہ تعالیٰ کی نصرت اور فتح آوے گی تو لوگوں کو دین الہی میں فوج در فوج ہو کر داخل دیکھے گا۔ ﴿

۹..... ”مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى وَمَا يَنْطِقُ عَنِ اللّٰهِ اِنْ هُوَ اِلَّا وْحٰى يُوْحٰى (النجم)“ ﴿ تمہارا ساتھی یعنی پیغمبر نہ تو بہکا ہے نہ بھٹکا اور نہ اپنے دل کی خواہش سے وہ کوئی بات کرتا ہے۔ اس کی جو بات ہے وہ وحی ہے جو اس پر بھیجی جاتی ہے۔ ﴿

۱۰..... ”وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ وَّلَقَدْ رَآهُ بِالْاٰفَاقِ الْمُبِيْنِ وَمَا هُوَ عَلٰى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ (التكوير)“ ﴿ اور اے مکہ والو تمہارا ساتھی محمد دیوانہ نہیں اور اس نے اس فرشتے کو آسمان کے صاف کھلے ہوئے کنارے میں دیکھا اور وہ جو باتیں غیب کی اس کو معلوم ہوتی ہیں اور بتلاتا ہے۔ ان کے بیان کر دینے میں بخیل نہیں۔ ﴿

نصرت قادیانی

جناب مرزا قادیانی نے جس مشن کا بیڑا اٹھایا تھا۔ وہ پورا نہ ہوا۔ نہ اسلام کا بول بالا ہوا۔ نہ ہی پنجاب سے کفر و شرک مٹا۔ وہی صلیبی جھنڈے لہرا رہے ہیں اور عیسائیت کا دن بدن غلبہ ہو رہا ہے۔ وہی کالی دیوی کی بے پکاری جاتی ہے۔ بت پرستی، پیر پرستی، گور پرستی، قوالی، ناچ،

مجرے، رنگ رلیاں ہو رہی ہیں۔ مسلمان اپنا اسلام چھوڑ بیٹھے اور دن بدن مسلمانوں کی حالت ابتر ہوتی جاتی ہے۔ عالمان دین مسلمانوں کو کافر بناتے پھرتے ہیں اور بائیکاٹ کر رہے ہیں۔ مسلمان عورتیں اہل ہنود کے گھر آباد ہیں۔ مسلمان عورتیں و مرد عیسائی ہوتے جاتے ہیں۔ قحط سالی کمال درجہ پر ہے۔ یہ ہیں قادیانی پنجابی نبی کے برکات اور نصرت کہ بجائے ترقی اسلام کے تنزلی ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

۱۲..... دعویٰ نبوت و رسالت و امامت

نبی و رسول نبوت و رسالت کا پہلے خود دعویٰ کرتے ہیں اور اس دعویٰ پر دلیل معجزہ و صداقت پیش کرتے ہیں۔ کل انبیاء و مرسلین نے دعویٰ رسالت کیا۔ ”قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمعیاً (اعراف)“ ﴿کہو اے لوگو میں تم تمام کی طرف رسول ہو کر آیا ہوں﴾۔

ب..... حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام فرعون کے پاس جا کر دعویٰ رسالت و نبوت فرماتے ہیں۔ ”فاتینہ فقولا انا رسولا ربک فارسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبہم قد جنک بایۃ من ربک والسلام علی من اتبع الهدی (طہ)“ ﴿تم دونوں مل کر فرعون کے پاس جاؤ۔ اس سے کہو کہ ہم تیرے مالک کے بھیجے ہوئے ہیں۔ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کر دے اور ان کو مت ستا۔ ہم ایک نشانی تیرے مالک کی لے کر تیرے پاس آئے ہیں اور خداوند کے عذاب سے وہی بچے گا جو سیدھے رستے پر چلے گا﴾۔

ج..... ”ولقد ارسلنا موسیٰ بایتنا الیٰ فرعون وملائتہ فقال انی رسول رب العالمین فلما جاؤہم بایتنا اذا ہم منها یضحکون (الزخرف)“ ﴿اور ہم تو موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیج چکے ہیں تو موسیٰ نے کہا میں اس کا بھیجا ہوا ہوں۔ جو سارے جہاں کا مالک ہے۔ جب موسیٰ ہماری نشانیاں لے کر ان کے پاس پہنچا دیکھا تو وہ ہنسی میں اڑاتے ہیں﴾۔

د..... جناب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو فرماتے ہیں۔ ”انسی قد جینکم بایۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیراً باذن اللہ و ابری الاکمہ والابرص و احی الموتیٰ باذن اللہ و انبتکم بماتاکلون و ماتدخرون فی بیوتکم ان فی ذالک لایۃ لکم ان کنتم مؤمنین (آل عمران)“ ﴿میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں۔ میں

مٹی کا ایک پتلہ چڑیا کی شکل پر بناتا ہوں۔ پھر اس پر پھونک مارتا ہوں اور خدائی قدرت سے اڑنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑھے کو بھلا چنگا کر دیتا ہوں اور مردے کو جلا دیتا ہوں اور تم جو کھا کر آؤ اور جو اپنے گھروں میں رکھ چھوڑو وہ سب میں تم کو بتا دیتا ہوں۔ اگر تم میں ایمان ہے تو یہ تمہارے لئے بڑی نشانی ہے۔ ﴿

۱۳..... نبی یا رسول شاعر نہیں ہوتا

”انہ لقول رسول کریم وما هو بقول شاعر (الحاقہ)“ ﴿یہ قرآن شریف رسول کریم کا فرمان ہے۔ وہ شاعر کا قول نہیں ہے۔﴾ مرزا قادیانی شاعر تھا۔

۱۴..... نبی و رسول اپنے آپ کو امتی نہیں کہتا

نبی کا دعویٰ مضبوط و پکا ہوتا ہے۔ لوگوں سے نہیں ڈرتا۔ مرزا قادیانی امتی تھے۔ حکام وقت سے ڈرتے رہے۔ عدالت میں معافی نامہ پیش کیا۔ علماء اسلام کے روبرو مباحثہ و مناظرہ کو نہ نکلے۔ قادیانی چار دیواریوں میں محبوس رہے۔

۱۵..... کتب الہامی

سابقہ میں آنے والے نبی و رسول کے واسطے پیشین گوئیاں درج ہوتی ہیں۔

۱۶..... نبی و رسول

نبی و رسول وہ ہے جو گذشتہ انبیاء و مرسلین کی تصدیق کرے۔ ان کی نبوت میں فرق نہ کرے۔ ”لا نفرق بین احد من رسلہ“ کا مصداق ہو اور آنے والے نبی و رسول کی پیشین گوئی فرمائے۔ ”وان قال عیسیٰ ابن مریم انی رسول اللہ الیکم مصداقاً لما بین یدیہ من التورات و مبشراً برسول یأتی من بعدہ اسمہ احمد ، فلما جاؤہم البینات قالوا هذا سحر مبین“ ﴿اور جب عیسیٰ ابن مریم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف خدا کا بھیجا ہوا ہوں اور کتاب تورات جو مجھ سے پہلے نازل ہو چکی ہے اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبر کی تم کو خوشخبری سناتا ہوں۔ جو میرے بعد آئیں گے اور ان کا نام ہوگا احمد۔ پھر جب وہ احمد جن کا دوسرا نام محمد ہے بنی اسرائیل کے پاس کھلے کھلے معجزے لے کر آئے۔ وہ کہنے لگے کہ صریح جادو ہے۔﴾ کیا غضب ہے کہ اس آیت شریف کو مرزا قادیانی نے غضب کر کے اپنا نام احمد رکھ لیا ہے۔ جناب رسول خدا ﷺ نے بھی احمد ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے اور مرزا قادیانی نے بھی غلامی چھوڑ کر احمد کے نام کا دعویٰ کیا ہے۔

۱..... توہین اہل بیت رسالت

کسی مجدد نبی نے کسی بزرگ دین و خاندان رسالت کی ہتک نہیں کی اور نہ ہی بدزبانی، زبان درازی و سخت کلامی سے کام لیا ہے۔ خاندان رسالت ﷺ کی اللہ تعالیٰ آیت تطہیر میں عصمت و طہارت بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی مکرم اور ان کی اولاد معظم پر درود شریف پڑھتے ہیں اور مومنین کو حکم ہوتا ہے کہ تم لوگ بھی اللہ کے پیارے رسول اللہ ﷺ اور اس کی اولاد مقبول پر صلوة و سلام بھیجو۔ بغیر درود شریف نماز بھی قبول نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اہل بیت رسالت ﷺ کی محبت و مودت کو فرض گردانتا ہے۔ بے جب اہل بیت عبادت حرام ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ قرآن شریف اور عترت اہل بیت کو مسلمانوں میں امان اور قابل تمسک کر کے چھوڑتے ہیں۔ مگر چودہویں صدی کا مصنوعی پنجابی رسول قادیانی اہل بیت رسالت ﷺ پر رکیک حملہ کرتا ہے اور ان کی سخت توہین و ہتک کرتا ہے اور خارجیانہ خیالات کر کے اپنے اسلام اور ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ سنو:

۱..... اے شیعو پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو اور ایک زندہ علی (مرزا) تم میں موجود ہے۔ اس کو چھوڑتے ہو اور ایک مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔

(اخبار الحکم قادیان مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۰ء، ملفوظات ج ۲ ص ۱۳۲)

۲..... اور انہوں نے کہا کہ اس شخص (مرزا قادیانی) نے امام حسنؑ اور حسینؑ سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا۔

(اعجاز احمدی ص ۵۲، جزائن ج ۱۹ ص ۱۶۴)

۳..... ”کیا تو اس (امام حسینؑ) کو دنیا سے زیادہ پرہیزگار خلیفہ ہے اور یہ تو بتلاؤ کہ اس سے (امام حسینؑ) سے تمہیں دینی فائدہ کیا پہنچا، اے مبالغہ کرنے والے۔“

(اعجاز احمدی ص ۶۸، جزائن ج ۱۹ ص ۱۸۰)

۴..... اور میں محمد ﷺ کے مال کا وارث بنایا گیا ہوں۔ پس میں اس کی آل برگزیدہ ہوں۔ جس کو ورثہ پہنچ گئی۔

۵..... اسی طرح اسلام میں شیعہ مذہب پھیل گیا۔ چوروں کی طرح بہتوں کو ہلاک کر چکے ہیں۔ تم گمان کرتے ہو کہ حسینؑ تمام مخلوق کا سردار ہے۔

(اعجاز احمدی ص ۸۰، جزائن ج ۱۹ ص ۱۹۲)

۶..... تم نے اس کشتہ (حسینؑ) سے نجات چاہی جو نو میدی (نا امید) سے مر گیا اور بخدا سے (حسینؑ) مجھ سے کچھ زیادت نہیں۔ میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں اور میں خدا کا کشتہ ہوں۔ لیکن تمہارا حسینؑ دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔

(اعجاز احمدی ص ۸۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳)

۷..... تم نے حسینؑ کو تمام انبیاء سے افضل ٹھہرا دیا..... مصیبتوں اور دکھوں کے وقت تم اسی کو یاد کرتے ہو۔ گویا حسینؑ تمہارا رب ہے۔ اے بد بخت جھوٹ بولنے والے۔

(اعجاز احمدی ص ۸۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۴)

۸..... اور اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسینؑ تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک (مرزا قادیانی) ہے جو اس حسینؑ سے بڑھ کر ہے اور اگر میں اپنی طرف سے یہ باتیں کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں۔ لیکن اگر میں ساتھ اس کے خدا کی گواہی رکھتا ہوں تو تم خدا سے مقابلہ مت کرو۔

۹..... یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسینؑ کو رتبہ ابیت (پسر سرور عالم) کا بھی نہیں دیا۔ بلکہ نام تک مذکور نہیں۔ ان سے زید ہی اچھا رہا۔ جس کا نام قرآن شریف میں موجود ہے۔

۱۰..... ہاں یہ سچ ہے کہ وہ (حسینؑ) بھی خدا کے راست باز بندوں میں سے تھے۔ لیکن ایسے بندے تو کروڑ ہا دنیا میں گذر چکے ہیں اور خدا جانے آگے کس قدر ہوں گے۔

(نزول المسیح ص ۲۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۶)

۱۱..... کر بلائے است سیر ہر آنم..... صد حسینؑ است در گریبانم۔

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۲۷۷)

۱۲..... کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن اور احادیث اور تمام نبیوں کی شہادت سے مسیح موعود (مرزا قادیانی) حسینؑ سے افضل ہے اور جامع کمالات متفرقہ ہے۔

(نزول المسیح ص ۴۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۷، ۴۲۸)

۱۳..... تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا اور صرف حسینؑ ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔

(اعجاز احمدی ص ۸۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۴)

۱۸..... نبی و رسول کی قومی زبان ہوتی ہے

جتنے نبی و رسول گذرے وہ اپنی قوم میں اسی کی زبان میں تبلیغ کرتے رہے اور اسی قوم کی زبان و محاورات میں صحائف و کتابیں نازل ہوتی رہیں۔ جیسے عبرانی، فارسی، سنسکرت و عربی مگر مرزا قادیانی پنجابی رسول ہو کر کبھی انگریزی غلط الہام شائع کرتے رہے۔ کبھی فارسی، کبھی اردو اور کبھی عربی اور جو قصیدہ عربی لکھا اس میں کئی غلطیاں نکلیں۔ ”و ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لهم (ابراہیم)“ اور ہم نے جو کوئی پیغمبر بھیجا تو اس کی قوم کی بولی والا تاکہ ان کو سمجھا سکے۔ ﴿

ف..... عجب پنجابی رسول آیا کہ جس نے پنجابی امت کے سامنے عربی و انگریزی

وعظ سنایا۔

۱۹..... نبی و رسول خود مؤمن کامل ہو

”امن الرسول بما انزل الیہ من ربه والمؤمنون“ ﴿ ہمارے پیغمبر (محمد ﷺ) اس کتاب کو مانتے ہیں جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر اتری ہے اور پیغمبر کے ساتھ دوسرے مسلمان بھی وہ سب کے سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے کہ سب پیغمبروں کا دین ایک ہی ہے اور کہتے ہیں کہ ہم خدا کے پیغمبروں میں سے کسی ایک کو بھی جدا نہیں سمجھتے۔ یعنی سب کو مانتے ہیں۔ ﴿

ب..... ”انا اول المسلمین“ اور ”انا اول المؤمنین“ کا اظہار جناب رسالت مآب ﷺ کی طرف سے قرآن شریف میں موجود ہے۔

اسلام قادیانی

مرزا قادیانی آنجہانی کے عقائد اور ان کے ملفوظات اور تصانیف والہامات سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے عقائد اسلامیہ ہرگز نہ تھے اور ان کا ایمان رسول مقبول ﷺ پر کامل نہ تھا۔ ان کو اللہ و رسول کی معرفت حاصل نہ تھی۔ ان کے عقائد سے شرک شکتا ہے۔ ان کے خیالات سے اللہ تعالیٰ مجسم و مشبہ قرار پاتا ہے۔ قرآن شریف و نبوت کی وہ توہین کرتے ہیں۔ مفصل عقائد قادیانی کتاب تحفہ نورانی میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس سے چند عقائد لکھے جاتے ہیں اور ان کے اسلام اور ایمان پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ جس بزرگ کے اسلام اور ایمان میں بھی خلل ہو اور وہ مؤمن کامل نہ ہو اور نہ اسلامی عقائد رکھتا ہو تو وہ مسیح موعود اور نبی کسی طرح بن سکتا ہے۔

اوّل.....توحید باری تعالیٰ

۱..... ”ہمارا خدا عاجی ہے۔“ (ہاتھی دانت کا)

(برائین احمدی ص ۵۵۶، حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۶۶۳)

۲..... الہام و کشف مرزا ”میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ پھر میں نے آسمان اور دنیا کو پیدا کیا اور انازین السماء الدنیا بمصاحیح پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔“ (کتاب نضال البریہ ص ۸۵ تا ۸۷، خزائن ج ۱ ص ۱۰۳ تا ۱۰۵)

۳..... ”رائت ربی علی صورت ابی۔ میں نے اپنے باپ غلام مرتضیٰ کی صورت پر اپنے رب کو دیکھا۔“ (پیغام صلح ص ۱۴، ۱۹)

۴..... ”گو یا خدا تعالیٰ اس کے قلب پر اتر اہوا ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۷۱، خزائن ج ۵ ص ۷۱)

۵..... ”انت مننی بمنزلة ولدی“ تو مجھ سے میرے فرزند کی مانند ہے۔

(حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

۶..... ”انی بایعتک با یعنی ربی“ میں نے تیری بیعت کی مجھ سے اللہ تعالیٰ نے بیعت کی۔ (دافع البلاء ص ۶، خزائن ج ۱ ص ۲۲۷)

۷..... ”یحمدک اللہ من عرشہ“ اے مرزا اللہ تعالیٰ عرش سے تیری حمد کرتا ہے۔ (ضمیمہ تریاق القلوب ص ۶۳، خزائن ج ۱ ص ۲۶۸ حاشیہ)

۸..... اور جیسا اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر ابیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ (توضیح المرام ص ۲۷، خزائن ج ۳ ص ۶۴)

۹..... ”یحمدک اللہ ویمشی الیک“ خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔ (انجام آختم ص ۵۵، خزائن ج ۱ ص ۵۵، حقیقت الوحی ص ۷۸، خزائن ج ۲۲ ص ۸۱)

۱۰..... ”انت منی بمنزلة اولادی، انت منی وانا منک“ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری اولاد۔ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

(دافع البلاء ص ۶، خزائن ج ۳ ص ۶۴)

ب..... ”انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی“

(حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

۱۱..... قادیانی خدا کلرک ہے۔ مرزا قادیانی خداوند کریم کی تمثیلی طور پر زیارت کرتے ہیں۔ اس کو کلرک بناتے ہیں اور ایک کاغذ پر دستخط کراتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ دوات کی سیاہی اس کے کپڑوں پر چھڑکتا ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۲۵۵، خزائن ج ۲۲ ص ۲۶۷)

ب..... ”انت منی بمنزلة ولدی“

(حقیقت الوحی ص ۸۹، ۱۴۳، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

۱۲..... ”انت من مائنا وهم من فئیل“ تو ہمارے لفظ سے ہے اور وہ خشکی

سے۔ (اربعین نمبر ص ۳۳، خزائن ج ۱ ص ۲۲۳)

۱۳..... زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک گالی ہے۔ لیکن

قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے۔

(ازالہ اوہام حصہ اول ص ۱۵، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۱۵)

۱۴..... قرآن شریف خدا کی کتاب اور میری منہ کی باتیں ہیں۔

(ضمیمہ تریاق القلوب ص ۶۱، خزائن ج ۱ ص ۲۶۷)

۱۵..... ”انا انزلناہ قریباً من القادیان“ قرآن شریف میں دائیں صفحہ

شاید قریب نصف کے موقع پر ہے۔ (خلاصہ ازالہ اوہام ص ۷۷، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۴۰)

دوم..... تو ہیں نبوت

۱۶..... ”مگر یہ بات الزام کے لائق نہیں۔ کیونکہ امور اخباریہ کشفیہ میں اجتہادی

غلطی انبیاء سے بھی ہو جاتی ہے۔ حضرت موسیٰ کی بعض پیشین گوئیاں بھی اسی صورت پر ظہور نہیں

ہوئیں۔“ (ازالہ اوہام حصہ اول ص ۷، خزائن ج ۳ ص ۱۰۶)

۱۷..... ”جناب رسول خدا ﷺ کی پیشین گوئیوں میں بھی غلطی واقع ہوئی۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۴۴ حصہ دوم)

۱۸..... ”جناب رسول خدا ﷺ کا سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہ تھا۔ بلکہ

(ازالہ اوہام حصہ اول ص ۴۷، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)

وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔“

۱۹..... ”ہر ایک نبی کا نام مجھے دیا گیا ہے۔ چنانچہ ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی

گذرا ہے۔ جس کو رودر گوپال بھی کہتے ہیں۔ یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا۔ اس کا نام

(تمہ حقیقت الوحی ص ۸۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۱)

بھی مجھے دیا گیا۔“

.....۲۰ ”جناب رسول خدا ﷺ کے الہام اور وحی غلط نکلے۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۸۸، ۶۸۹، خزائن ج ۳ ص ۴۱)

سوئم..... توہین عیسوی

.....۲۱ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تمام معجزے شعبدہ بازی کے طور تھے۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۲، انحص، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴)

.....۲۲ ”مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں۔ جیسا کہ عوام

الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت مینیت تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمایوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۵۷، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۵۷)

.....۲۳ جس قدر مسیح کی پیشین گوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نہ نکلیں۔

(ازالہ اوہام ص ۷، خزائن ج ۳ ص ۱۰۶)

.....۲۴ اتنی مدت گزرنے پر پیر فرقت ہو گئے ہوں گے۔

(ازالہ اوہام ص ۵، خزائن ج ۳ ص ۱۲۷)

.....۲۵ اگر تو یہ کذب ہے تو یسوع سے زیادہ دنیا میں کوئی کذاب نہیں گذرا۔

(رسالہ فتح مسیح ص ۱۹)

.....۲۶ کیا یسوع کی بزرگ دادیوں نانیوں نے متعہ کیا تھا۔ یا صریح زنا کاری

(فتح مسیح نمبر ۲ ص ۵۱)

تھی۔

.....۲۷ آپ کا خاندان نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی

زنا کار اور کسی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔

(انجام آتھم ص ۷، حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۲۹۱)

.....۲۸ پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلا

مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۹، حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۲۹۳)

.....۲۹ اس رسول کے ادنیٰ خادم مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں۔

(حقیقت الوحی ص ۱۵۰، انحص، خزائن ج ۲ ص ۱۵۴)

۳۰..... مریم کا بیٹا کوشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔

(انجام آتھم ص ۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ۴۱)

۳۱..... یہود عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی

جواب دینے سے حیران ہیں۔ بغیر اس کے یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہیں۔ کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلیلیں قائم ہیں۔

(اعجاز احمدی ص ۱۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۰)

۳۲..... یسوع شریر، چور، شیطان کے پیچھے چلنے والا، مکار۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۳ تا ۲۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸ تا ۲۸۹)

۳۳..... حضرت ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک

نجاری (ترکھان) کا کام بھی کرتے رہے۔ (ازالہ اوہام ص ۱۵۴، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴)

۳۴..... ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

الغرض ان عقائد کو پڑھ کر کوئی مسلمان صاحب ایمان مرزا قادیانی کو مسلمان اور مؤمن ہرگز خیال نہیں کرتا۔ چہ جائیکہ ان کو مہدی، مسیح اور نبی مانا جائے۔

دوم..... بشارات نبوت سیدنا احمد مجتبیٰ و محمد مصطفیٰ ﷺ

جب ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و مرسلین علیہم السلام دنیا جہاں میں مختلف اقوام کی ہدایت کے واسطے مختلف مقامات و ممالک میں تشریف فرما چکے تو سب سے آخر ہمارے سردار ہمارے آقائے نامدار سرور دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ حسب بشارات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام و دعا سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام مکہ معظمہ میں مبعوث ہوئے۔ سید المرسلین، خاتم النبیین و شفیع المذنبین کا تاج آپ کے سراقہ پر رکھا گیا۔ کیونکہ حضور انور ﷺ کی بعثت کی پیشین گوئیاں تمام اولوالعزم نبی و رسول فرماتے چلے آتے تھے۔ چنانچہ تورات و اناجیل مروجہ گو محرفہ ہیں۔ اب تک یہ بشارات موجود ہیں۔

بشارت اول..... بارہ سردار

اور اسماعیل کے حق میں میں نے تیری سنی۔ دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور اسے بردمند کروں گا اور اسے بہت بڑھاؤں گا اور اس سے بارہ سردار ہوں گے اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا۔ (کتاب پیدائش، پرانا عہد نامہ، باب ۱۷، آیت ۲۰، ص ۲۶، سن ۱۹۰۸ء)

بشارت دوم..... فاران

خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ ایک آتش شریعت ان کے لئے تھی۔ ہاں وہ اس قسم سے بڑی محبت رکھتا ہے۔ اس کے سارے مقدس تیرے ہاتھ میں ہیں۔ وہ تیرے قدموں کے نزدیک بیٹھے ہیں اور تیری باتوں کو مانیں گے۔

(کتاب استثناء پرانا عہد نامہ باب ۲۳ آیت دوم، ۱۸۹۵ء)

ب..... اے خداوند میں نے تیری خبر سنی اور ڈر گیا۔ اے خداوند تو برسوں کے درمیان اپنے نئے کام کو نئے سرے رونق بخش، برسوں کے درمیان اسے شہرت دے۔ قہر کے درمیان رحم کو یاد کر۔ خدایا تم سے اور وہ جو قدوس ہے۔ کوہ فاران سے آیا۔ سلاہ اس کے شوکت سے آسمان چھپ گیا اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوئی۔ اس کی جگمگاہٹ نور کی مانند تھی۔ اس کے ہاتھ سے کرنیں نکلتیں۔

فائدہ: سینا سے کوہ طور سینا مراد ہے۔ جس کا تعلق سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ہے اور شعیر وہ پہاڑ ہے جو بیت اللحم اور ناصرت کے پاس ہے۔ جس کا تعلق سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے ہے اور فاران مکہ معظمہ کا پہاڑ ہے۔ جس کے معنی وادی غیر ذی ذرع ہیں۔ جس میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے حضرت بی بی ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بسایا اور جن کی اولاد مقدس سے ہمارے نبی مکرم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے۔

۱..... فاران کا ذکر

توریت شریف میں کئی جگہ آیا ہے۔ تب خدا نے اس لڑکے (حضرت اسماعیل علیہ السلام) کی آواز سنی اور خدا کے فرشتے نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا اور اس سے کہا کہ اے ہاجرہ تجھ کو کیا ہوا۔ مت ڈر کہ اس لڑکے کی آواز جہاں وہ پڑا ہے۔ خدا نے سنی اٹھ اور لڑکے کو اٹھا اور اسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کہ میں اسے ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ پھر خدا نے اس کی آنکھیں کھولیں اور اس نے پانی کا ایک کنواں دیکھا اور جا کر اس مٹھک کو پانی سے بھر لیا اور لڑکے کو پلایا اور خدا اس لڑکے کے ساتھ تھا اور وہ بڑھا اور بیابان میں رہ گیا اور تیرا انداز ہو گیا اور وہ فاران کے بیابان میں رہا اور اس کی ماں نے ملک مصر سے ایک عورت اس سے بیابان کو لی۔

فاران کا پہاڑ مکہ معظمہ میں ہے۔ جہاں پانی کا کنواں چاہ زمزم پیدا ہوا اور بی بی ہاجرہ کا چڑھنا اترنا صفا و مردہ کی پہاڑیاں ہیں اور بڑی قوم سے قوم بنی اسماعیل مراد ہیں۔

۲..... تو بنی اسماعیل دشت سینا سے اپنے سفر میں چلے اور بدلی دشت فاران میں جاٹھری۔

۳..... اور پھر کے موسیٰ اور ہارون اور بنی اسرائیل کی ساری جماعت کے پاس دشت فاران کے قافس میں آئے۔

ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ وادی سینا اور ہے اور وادی فاران اور ہے اور یہ مکہ معظمہ میں ہے۔ جس کو زبور اور قرآن شریف میں بکہ نام سے پکارا گیا ہے۔ ”ان اول بیت وضع للناس للذی ببکة مبارک وهدی للعلمین فیہ آیات بینت مقام ابراہیم ومن دخلہ کان اٰمنا“ ﴿پھر گھر جو خدا کی عبادت کے لئے بنا ہوا ہے وہ (بکا) بکہ کی وادی میں ہے۔ مبارک اور لوگوں کے واسطے اس میں کھلے کھلے معجزے ہیں۔ ابراہیم کا مقام جو اس میں داخل ہوا۔ امن میں آ گیا۔﴾

زبور میں وادی بکا (بکہ) کا اس طرح ذکر ہے۔ مبارک وہ ہیں جو تیرے گھر میں بستے ہیں۔ وہ سدا تیری ستائش کریں گے۔ سلاہ، مبارک وہ انسان جس میں قوتہ تجھ سے ہے۔ ان کے دل میں تیری راہیں ہیں۔ وہ بکا کی وادی میں گذر کرتے ہوئے اسے ایک کوآ بناتے۔

قرآن شریف میں فاران کی پیشین گوئی کا اس طرح ذکر ہے۔ ”والتینون، والذیتون، وطورسنین، وھذا البلد الامین“

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اسی وادی بکہ کوہ فاران میں یہ دعاء فرمائی تھی اور قرآن مجید نے اس کو عیسائیوں اور یہودیوں میں شائع کیا۔ لیکن زمانہ نبوت کے یہود و عیسائی اس کی تردید و تکذیب نہ کر سکے۔ ”واذ قال ابراہیم رب اجعل هذا البلد اٰمنا وارزق اہلہ من الثمرات من اٰمن منهم باللہ والیوم الاخرۃ (البقرہ)“ ﴿اور جب ابراہیم نے اپنے مالک سے عرض کیا پروردگار اس جگہ کو ایک امن کا شہر بنا دے اور وہاں کے رہنے والوں میں سے جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاویں۔ ان کو میرے کھانے کو دے۔﴾

ب..... ”ربنا وابعث فیہم رسولا منهم یتلوا علیہم آیتک ویعلمہم الكتاب والحکمۃ ویزکیہم، انک انت العزیز الحکیم (البقرہ)“ ﴿پروردگار ہمارے اس گروہ میں انہی میں سے ایک پیغمبر بھیج۔ جو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور کتاب قرآن شریف اور حکمت (حدیث شریف) ان کو سکھلائے اور شرک سے ان کو پاک کرے۔ بیشک تو زبردست اور حکمت والا ہے۔﴾

ج..... ”ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند

بیئتک المحرم ربنا لیقیمو الصلوٰۃ فاجعل افدة من الناس تهوی الیہم وارزقہم من الثمرات لعلہم یشکرون (ابراہیم) ﴿﴾ مالک ہمارے، میں نے اپنی کچھ اولاد کو ایک ایسے میدان میں لا کر بسایا۔ جس میں کھیتی نہیں ہوتی۔ تیرے ادب والے گھر کے پاس مالک ہمارے۔ یہاں میں نے ان کو اس لئے بسایا کہ وہ تیرے گھر کے پاس نماز کو درستی سے ادا کریں تو ان کی گذران کے لئے کہ کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف جھک جائیں اور ان کو طرح طرح کے میوے کھلاتا کہ وہ شکر کریں۔ ﴿﴾ پس تورات و زبور کا الہی وعدہ اور دعاء خلیل اسی طرح پوری ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے وادی فاران مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ کے ارد گرد نبی اسماعیل کو آباد کیا اور ان میں سے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرما کر ان کو بڑی قوم بنایا کہ وہ قبلہ کی طرف نمازیں پڑھتے ہیں اور خدا کی حمد کرتے ہیں۔ کوئی شرک نہیں کرتا اور اگرچہ خاص مکہ معظمہ میں کوئی باغ نہیں مگر تمام دنیا کے میوہ جات تر ہمیشہ وہاں ملتے ہیں اور تمام اسلامی دنیا کے دل اہل مکہ کی طرف جھکے ہوئے ہیں۔ عیسائیو، یہودیو، بتاؤ ایسی صاف و صریح پیشین گوئی کسی اور کے واسطے ہو سکتی ہے۔

بشارت سوم..... مماثلت موسوی

خداوند تیرا خدا تیرے ہی لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میرے مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ تم اس کی طرف کان دھریو۔ اس سب کے مانند جو تو نے خداوند اپنے خدا سے صواب میں مجمع کے دن مانگا اور کہا کہ ایسا نہ ہو کہ میں خداوند اپنے خدا کی آواز سنوں اور ایسی شدت کی آگ میں پھر دیکھو۔ تاکہ میں مرنہ جاؤں اور خداوند نے مجھے کہا کہ انہوں نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا۔ میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اس سے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا۔ (استثناء بات ۱۸ آیت ۱۹ تا ۲۲ ص ۳۲۲)

ف..... اللہ تعالیٰ نے ہر ایک نبی و رسول سے نبوت و رسالت محمد ﷺ کے اقرار کا وعدہ لیا تھا۔ اسی واسطے ہر ایک نبی اپنی امت کو نبی آخر الزمان ﷺ کی تصدیق نبوت کے واسطے حکم دیتا آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ”واذ اخذ اللہ میثاق النبیین مما اتیتکم من کتاب و حکمة ثم جاء کم رسول مصدقاً لکم معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال

اقررتم واخذتم علیٰ ذلکم اصری قالوا اقررنا (آل عمران) ﴿اے پیغمبر جب اللہ نے پیغمبروں سے اقرار لیا۔ میں جو تم کو کتاب اور شریعت دیتا ہوں تو اگر کوئی رسول ایسا آئے جو تمہاری کتاب کو سچ بتائے تو اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تم نے یہ اقرار کیا اور میرے اس عہد کو قبول کیا۔ انہوں نے عرض کیا ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا گواہ رہو۔ میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ پھر اس کے بعد جو پھر جائے تو ایسے ہی لوگ نافرمان ہیں۔﴾

دوم..... پس توبہ کرو اور رجوع لاؤ تا کہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں اور اس طرح خداوند کے حضور سے تازگی کے دن آئیں اور وہ اس مسیح کو جو تمہارے واسطے مقرر ہوا ہے۔ یعنی یسوع کو بھیجے ضرور ہے کہ وہ آسمان میں اس وقت تک رہے۔ جب تک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں۔ جن کا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے۔ جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں۔ چنانچہ موسیٰ نے کہا کہ خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا۔ جو کچھ وہ تم سے کہے اس کے سننا اور یہ ہوگا کہ جو شخص اس نبی کی نہ سنے گا وہ امت میں سے نیست و نابود کر دیا جائے گا۔ بلکہ سمائل سے لے کر پچھلوں تک جتنے نبیوں نے باتیں کہیں۔ ان سب نے ان دونوں کی خبر دی ہے۔

(انجیل مقدس ۱۹۰۸ء، رسولوں کے اعمال باب ۳ آیات ۱۹ تا ۲۳ ص ۲۲۵)

نوٹ: یہ ہر دو پیشین گوئیاں ہمارے نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے صاف ہیں کہ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسماعیل تھے۔ ان میں جناب سرور عالم ﷺ مبعوث ہوئے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں کوئی ایسا اولوالعزم نبی یا رسول نہیں پیدا ہوا اور جناب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے خود فرما دیا ہے کہ جب تک وہ نبی آخر الزمان ﷺ پیدا نہ ہوں وہ آسمان میں ہی رہیں گے۔ وہ دوبارہ نہیں آسکتے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسماعیل میں پیدا ہوتے تو وہ بیشک اس بشارت تو ریت کے مصداق ہو سکتے تھے۔ مگر وہ بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے۔ دوسرا سوائے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے جناب مسیح علیہ السلام مثل موسیٰ بھی نہیں۔ سنو:

۱..... جناب موسیٰ علیہ السلام نے دشمنوں کے خوف سے ہجرت فرمائی۔ اسی طرح ہمارے نبی مکرّم ﷺ نے کفار و مشرکین عرب کے شر سے بچنے کے واسطے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

۲..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی یثرب کی طرف کوچ کیا تھا۔ اسی طرح حضور سرور عالم ﷺ نے بھی یثرب کو کوچ کیا۔

- ۳..... حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دس احکام توریت بہ لفظ نازل ہوئے تھے۔ اسی طرح حضور انور رسول اکرم ﷺ پر قرآن شریف عربی زبان میں نازل ہوا جو اب تک موجود ہے۔
- ۴..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون و مصر کا مقابلہ کرنا پڑا۔ اسی طرح جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰت کو ابو جہل فرعون مکہ سے واسطہ پڑا۔ فرعون مصر تو پانی (دریائے نیل) میں غرق ہوا۔ مگر فرعون مکہ معظمہ خون کے دریا میں غرق کیا گیا اور جنگ بدر میں مارا گیا۔
- ۵..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم و ستم سے چھڑایا اور شام میں آ کر بسایا۔ اسی طرح جناب سرور دو عالم ﷺ نے بنی اسماعیل کو فرعون مکہ معظمہ کے جور و ستم سے چھڑا کر مدینہ میں آ کر بسایا۔
- ۶..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر جوتیاں اتار کر جانا پڑا۔ مگر حضور انور سید البشر ﷺ کو جوتیوں کے ساتھ عرش معلیٰ پر معراج ہوا۔ بلکہ قاب قوسین اودائی کا درجہ ملا۔
- ۷..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کفار و مشرکین سے جہاد کیا۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ نے بھی دفاع (ڈیفنس) طور جہاد فی سبیل اللہ کیا۔
- ۸..... حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے خلفاء کو ظاہری سلطنت و بادشاہت بھی ملی۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ تمام دنیا اسلامی کے دینی اور دنیاوی بادشاہ اور نبی و رسول ہوئے اور آپ کے اصحاب کبار بادشاہ ہوئے۔
- ۹..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت کے ذریعہ شریعت عطاء ہوئی۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کو بھی قرآن شریف کے ذریعہ شریعت کاملہ عطاء ہوئی۔
- ۱۰..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے منہ میں توریت خدا کا کلام دیا گیا۔ اسی طرح ہمارے نبی مکرم ﷺ کے منہ میں قرآن کریم خدا کا کلام دیا گیا۔
- ۱۱..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معاون و مددگار شریک نبوت حضرت ہارون بنایا گیا۔ اسی طرح ہمارے نبی مکرم ﷺ کا مونس و نمگسار، وصی و وزیر و خلیفہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام بنایا گیا۔ پڑھو ”یا علی انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ“
- ۱۲..... جس طرح سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے نزدیک آسمانوں سے نازل ہوں گے۔ اسی طرح سیدنا امام محمد مہدی آخر الزمان علیہ السلام کا بھی ظہور ہوگا۔
- ۱۳..... جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معجزات ید بیضا، عطاء ہوا ہے۔ اسی طرح سرور عالم ﷺ کو معجزہ شق القمر عطاء ہوا۔ حضور انور ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ حضور انور ﷺ کے

دست مبارک میں کنکریوں نے کلمہ شہادت پڑھا۔ جانور ہم زبان ہوئے۔ مردے زندہ ہوئے۔ انگلیوں سے چشمے جاری ہوئے۔ قرآن شریف نے بھی اس مماثلت و بشارت کا ذکر اس طرح فرمایا ہے۔ ”انا ارسلنا الیکم رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً فعصیٰ فرعون الرسول فاخذنه اخذاً ویبلاً (المزمل)“ ﴿لوگوں جیسا پیغمبر ہم نے فرعون کی طرف بھیجا تھا۔ ویسا ہی تمہارے پاس بھی ایک پیغمبر یعنی حضرت محمد ﷺ کو بھیجا ہے جو قیامت کے دن تم پر گواہی دے گا۔ تو فرعون نے اپنے پیغمبر کا کہنا نہ مانا۔ آخر ہم نے اس کو بڑے وبال میں دھر پکڑا۔﴾

۱۴..... جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور جانے کے بعد خلیفہ قوم مقرر ہوئے تھے۔ اسی طرح جناب امیر المؤمنین علی علیہ السلام غزوہ تبوک میں جانفین قرار پائے اور دعوت قریش، شب ہجرت، تبلیغ یمن، سورہ برأت اور خم عذیر میں مقرر ہوئے۔

۱۵..... حضرت ہارون علیہ السلام کے تین فرزند، شبر، شبیر اور مبشر تھے۔ ویسا ہی جناب امیر علی علیہ السلام کے تین فرزند، امام حسن، اور امام حسین اور محسن تھے۔ جو شبر شبیر اور مبشر کے نام سے مشہور ہوئے۔

۱۶..... حضرت ہارون علیہ السلام کو سیدکل موسوی میں معہ فرزند ان جگہ ملی تھی۔ اسی طرح جناب امیر علیہ السلام کو معہ حسنین الشریفین علیہم الصلوٰۃ والسلام مسجد نبوی میں رہنے کی اجازت حاصل ہوئی اور دیگر کے دروازے بند کئے گئے۔

چہارم..... مکاشفہ یوحنا

انجیل مقدس، نیا عہد نامہ، کتاب مکاشفہ، یوحنا باب ۱۳ میں یہ بشارت موجود ہے۔

۱..... اور ایک بڑا نشان آسمان پر نظر آیا۔ ایک عورت سورج کو اوڑھے ہوئے اور چاند اس کے پاؤں تلے اور اس کے سر پر بارہ ستاروں کا تاج تھا اور وہ عورت حاملہ تھی اور درد سے چلاتی اور جننے کو بیٹھتی تھی۔ پھر ایک اور نشان آسمان پر دکھلائی دیا اور دیکھو ایک بڑا سرخ اژدھا جس کے سات اور دس سینگ اور اس کے سروں پر سات تاج تھے۔ ظاہر ہوا۔ اس کی دم نے آسمان کے تہائی ستارے کھینچے اور انہیں زمین پر ڈالا اور وہ اژدھا اس عورت کے آگے جو جننے پر تھی جا کھڑا ہوا۔ تاکہ جب وہ جنے تو اس کے بچے کو نگل جاوے اور وہ فرزند زینہ جنی جو کہ لوہے کا عصا لے کے سب قوموں پر حکومت کرے گا اور اس کا لڑکا خدا کے اور اس کے تخت کے آگے اٹھالیا

گیا اور وہ عورت بیابان میں جہاں اس کی جگہ ہے خدا نے تیار کی تھی بھاگ گئی۔ تاکہ وہاں والے ایک ہزار دو سو ساٹھ دن تک پرورش کریں۔ پھر آسمان پر لڑائی ہوئی۔ میکائیل اور اس کے فرشتے اژدھے سے لڑے اور اژدھا اور اس کے فرشتے لڑے۔ لیکن غالب نہ ہوئے اور نہ آسمان پر ان کی پھر جگہ ملی۔ سو بڑا اژدھا نکالا گیا۔ وہی پرانا سانپ جو ابلیس اور شیطان کہلاتا ہے اور جو سارے جہاں کو دغا دیتا ہے۔ وہ زمین پر گر آیا گیا اور اس کے فرشتے بھی اس کے ساتھ گرائے گئے۔

(مکاشفہ یوحنا ص ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، انجیل مقدس از کتاب مقدس ۱۸۹۵ء)

پنجم..... بشارت داؤدی

کتاب مقدس، پرانا عہد نامہ، زبور نمبر ۴۵ ص ۱۰۸۴ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۵ء پر سردار مغنی کے لئے نبی قرح کا مشکیل کے عنوان میں حضرت داؤد علیہ السلام فرماتے ہیں۔

۱..... تو حسن میں نبی آدم سے کہیں زیادہ ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ دنیا جہاں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔

۲..... تیرے ہونٹوں میں لطف بٹایا گیا ہے۔ یعنی قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت دی گئی ہے۔ اس لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا۔ یعنی تو خاتم النبیین ہے۔ تیرا نام قیامت تک رہے گا۔

۳..... اے پہلوان اپنی تلوار کو جو تیری حشمت اور بزرگواری ہے۔ حائل کر کے ران پر لٹکا۔ یعنی تلوار سے جہاد کر۔

۴..... اور اپنے بزرگوار سے سوار ہو اور سچائی اور ملامت اور صداقت کے واسطے اقبال مندی سے آگے بڑھ۔ یعنی تیرا لقب صادق، امین ہے اور تیرا خلق عظیم ہے اور تو رؤف الرحیم ہے۔

۵..... تیرا داہنا ہاتھ تجھ کو سب کام سکھلا دے گا۔ یعنی جناب علی المرتضیٰ شیر خدا تیرا قوت بازو ہوگا۔ تیرے تیر تیز ہیں۔ لوگ تیرے نیچے گرے پڑے ہلن دے بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگ جاتے ہیں۔

۶..... تیرا تخت اے خدا ابدال باد ہے۔ تیری سلطنت کا عصاراستی کا عصار ہے۔

۷..... تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہے۔ اس سبب خدا کے تجھ کو خوشی کے تین سے تیری مصاحبوں سے زیادہ مسح کیا۔ یعنی تجھ کو سید المرسلین و سید الصادقین اور افضل النبیین بنایا۔

۸..... بادشاہوں کی بیٹیاں تیری عزت والیوں میں ہیں۔ بلکہ اوفیر کے سونے سے آراستہ ہو کے تیرے داہنے ہاتھ کھڑی ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے جناب بی بی خدیجہ الکبریٰؓ شہزادی عرب سے نکاح کیا تو آپ مالا مال ہو گئے۔ شام تک تجارت کے اونٹ چلتے تھے۔ سونے کے زیورات و اسباب بیشمار ہاتھ اور جناب بی بی صفیہ بنت حنیس سردار خیبر کی نوجوان لڑکی نو عروس زیورات سے آراستہ پیراستہ جناب کے حرم سرائے میں داخل ہوئیں۔ بی بی شہر بانوؓ شہزادی ایران اولاد نوشیرواں سے سیدنا امام حسینؑ کے نکاح میں آئیں۔

۹..... تیرے بیٹے باپ دادوں کے قائم مقام ہوں گے تو انہیں تمام زمین کے سردار مقرر کرے گا۔ میں ساری پشتوں کو تیرا نام یاد دلاؤں گا۔ پس سارے لوگ ابدال باد تیری ستائش کریں گے۔

تفسیر..... جناب علی المرتضیٰؑ تو آنحضرت ﷺ کے ابن عم چچا زاد بھائی اور داماد تھے اور جناب رسول اللہ ﷺ نے آپؐ کی پرورش کی تھی اور حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ اور ان کی اولاد امام مہدیؑ آخر الزمان علیہ الرضوان قرآن شریف کی نص سے آپ کے فرزند ہیں اور بنی فاطمہؑ ہیں۔ نواسے ہمیشہ بیٹے ہوا کرتے ہیں۔ یہ بارہ ائمہ اطہار اولاد سیدنا احمد مختار علیہ السلام بعد وفات النبی ﷺ حضرت ہاشم، حضرت عبدالمطلب، حضرت ابوطالب کی وراثت کے ذریعہ حجاز کے وارث ہوئے اور جناب سرور عالم ﷺ نے مقام خرم غدیر ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کبار کے روبرو جناب علی المرتضیٰؑ کو ان کا سردار مقرر کیا۔ فرمایا: ”من کنت و مولاه فعلی مولاه“ جس کا میں سردار ہوں اس کا علیؑ بھی سردار ہے اور حدیث ثقلین کے ذریعہ باقی ائمہ اطہار علیہم السلام کے ساتھ تمام امت کو تمسک کرنے کا حکم دیا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر میں حضرت جابر انصاریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک بارہ سردار خلیفہ اس دین اسلام میں نہ ہو لیں۔ یہ دنیا برابر قائم رہے گی اور وہ سب قریش اور بحدیث مودۃ القربیٰ بنی ہاشم ہوں گے۔ پس حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ بشارت جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کی اولاد ائمہ الہدیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام پر پوری صادق آتی ہے اور ایک حق پسند انسان کو راہ حق بتلاتی ہے۔ بشرطیکہ چشم بصیرت حاصل ہو۔ فقرہ سارے لوگ ابدال باد تک تیری ستائش کریں گے۔ یعنی قیامت تک سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا نام جاری رہے گا۔ کلمہ شہادت و اذان قیامت تک پکارے جائیں گے اور تمام دنیا جہاں میں سردار دو جہاں کی تعریف و ستائش ہوتی رہے گی۔ تمام مسلمان آپ پر اور جناب کی اولاد پر درود و صلوات پڑھتے رہیں گے۔

”اللهم صل على سيدنا محمد وآل سيدنا محمد وبارك وسلم“

اس سے صاف ثابت ہے کہ نبی آخر الزمان اسلام کا بادشاہ ایک ہی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ہے اور جو اب ان کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے۔ بروزی یا ظلی یا تشریحی یا غیر تشریحی نبی بن بیٹھے وہ کافر کا نادجال ہے۔
ششم..... معیار صداقت نبی

(استثناء باب ۱۸، آیت ۲۲، ۲۰ ص ۳۹۹ س ۱۸۹۵ء، کتاب مقدس، پرانا عہد نامہ) میں ہے۔
لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا یا اور مجبوروں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جاوے اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں۔ تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور وہ جو اس نے کہا ہے واقع نہ ہو یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کی بلکہ اس نبی نے گستاخی سے کہی ہے تو اس سے مت ڈر۔
(استثناء ص ۳۹۹ باب ۱۸)

تفسیر..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ بشارت و پیشین گوئی و جناب سیدنا احمد مجتبیٰ و محمد مصطفیٰ ﷺ نبی آخر الزمان پر صادق آتی ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسماعیل میں مبعوث ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے یہ بشارت نہیں۔ کیونکہ وہ بنی اسرائیل میں سے قوم بنی اسرائیل کے واسطے بھیجے گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ممالک محمدی ﷺ بھی ہے۔
جیسا کہ پیچھے گذرا، نبی آخر الزمان ﷺ کی بعثت و آمد آمد کے واسطے ہر ایک نبی و رسول اپنی اپنی امت کو اطلاع و خبر دیتا چلا آیا ہے کہ وہ تمام دنیا و جہاں کا سردار اکیلا ہی نبی ہوگا۔ سو اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو تمام رسولوں کے سردار اور خاتم النبیین بنایا۔ ان کے بعد کوئی نیا نبی و رسول نہیں آئے گا۔ جو دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہوگا۔

ب..... اسی باب کی آیات ۲۰ سے ۲۲ تک ہر ایک نبی و رسول کی صداقت کے معیار مقرر ہے اور یہ ایک اعلیٰ کسوٹی سچے اور جھوٹے نبی کی پہچان ہے کہ جھوٹے کاذب نبی و بناوٹی رسول کی تمام باتیں جھوٹی، بناوٹی ہوں گی اور اس کی تمام پیشین گوئیاں غلط ثابت ہوں گی۔ سابقہ تمام انبیاء و مسلمین کے فرمان اور پیشین گوئیاں صحیح و سچی نکلیں اور وہ نبی و رسول صادق و صدیق کہلائے۔ قرآن شریف گواہی دیتا ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے تمام احکام و پیشین گوئیاں ہو بہو سچی نکلیں۔ ایک بال بھر کافرق نہ آیا۔

مرزائی دوستو! آؤ آپ کے بناوٹی، مصنوعی پنجابی رسول کی صداقت پر کھیں کیا جناب

- مرزا قادیانی کے الہامات و مکاشفات و پیشین گوئیاں صحیح ثابت ہوئیں۔ سنو:۱
 ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب عیسائی کی موت کا وقت مقرر کیا تو وہ صاحب ہرگز فوت نہ ہوئے۔
- ۲..... فاضل امرتسری کے واسطے مباہلہ کیا اور اشتہارات چھاپے۔ گڑگڑا کر دعائیں مانگیں۔ مگر وہ دعا قبول نہ ہوئی۔ صادق کے سامنے کاذب فوت ہو گیا۔
- ۳..... ڈاکٹر عبدالکحیم خان مفسر قرآن مرید خاص کے واسطے پیشین گوئی کی۔ مگر پوری نہ ہوئی۔ بلکہ ڈاکٹر صاحب کی پیشین گوئی کے عین مطابق آپ کے مصنوعی نبی فوت ہو گئے۔
- ۴..... محمدی بیگم کے نکاح کا بڑے طعناق سے اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے روبرو مرزا قادیانی کا آسمان پر نکاح پڑھا۔ مگر محمدی بیگم نکاح میں نہ آئی اور مرزا قادیانی کی منکوہ آسمانی کو دوسرے صاحب نکاح کر کے لے گئے۔ مرزا قادیانی تاکتے رہے۔
- ۵..... قادیان دارالامان طاعون سے نہ بچ سکا۔ مرزا قادیانی کے خاص مرید پلگ سے مرے۔
- ۶..... ششی عبدالکریم سیالکوٹی دشمن خاندان رسالت ﷺ بڑے سخت عذاب میں مبتلا ہو کر اس جہاں سے چل بسا اور مرزا قادیانی کی پیشین گوئی غلط نکلی۔
- ۷..... مرزا نیوں کو آج تک کوئی سلطنت، کوئی حکومت، کوئی بادشاہت نہ ملی، ہوس ہی رہی۔
- ۸..... مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں آج تک ریل جاری نہ ہوئی۔ مرزا قادیانی کے کذب پر مہر لگ گئی۔
- ۹..... زلزلہ کی پیشین گوئی کی اور قادیان سے باہر باغ میں مصنوعی پنجابی رسول نے ڈیرے وخیمے لگائے۔ مگر نہ کوئی زلزلہ آیا اور نہ ہی زمین کو جنبش ہوئی۔ مرزا قادیانی کو شرمندہ ہونا پڑا۔
- ۱۰..... مرزا قادیانی نے ایک سعید الفطرت عالم کباب لڑکے کی ولادت کے واسطے پیشین گوئی فرمائی۔ مگر بجائے لڑکے کے صاحبزادی پیدا ہوئی۔ مرزا قادیانی کو کھسیانا ہونا پڑا۔
- ۱۱..... مشرقی لقنارہ اب تک مکمل نہ ہوا۔ کتاب براہین احمدیہ کے چندے خورد برد ہوئے۔ مگر وہ کتاب اب تک مکمل ہو کر نہ چھپی۔ مرزائی ہر ایک میدان مناظرہ سے بھاگتے رہے اور ان کو کتاب اللہ و سنت کے مقابلہ میں کبھی بھی فتح نہ ہوئی اور نہ ہی مرزا قادیانی کا ایمان ثابت سکے۔

الغرض جناب موسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور قرآن شریف کی تصدیق کے مطابق ”ولو تقول علينا بعض الاقاويل لا خذنا منه باليمين ثم لقطعنا منه الوتين (الحاقہ)“ اور اگر پیغمبر بر دستی کوئی بات ہمارے سرچکپتا تو ہم نے فوراً اس کی گردن اڑادی ہوتی۔ ﴿

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے ہر ایک دعویٰ میں صادق و سچے نہ نکلے اور نہ ہی اپنے کسی دعویٰ کو علماء کرام کے روبرو ثابت کر سکے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو مرض اسہام تخمہ یا ہیضہ میں مبتلا کیا کہ وہ اپنے مشن کو ادھورا چھوڑ کر لاہور میں اس جہان فانی سے کوچ کر گئے اور ہزار ہا لوگوں کو دوزخ میں دھکیل گئے۔

بشارت ہشتم..... محمد یم

”میرا محبوب سرخ و سفید ہے۔ دس ہزار آدمیوں کے درمیان وہ جھنڈے کے مانند کھڑا ہوتا ہے۔ اس کا سراپا ہے جیسا چوکھا سونا۔ اسکی زلفیں بیچ در بیچ ہیں اور کوئے کی سی کالی ہیں۔ اس کی آنکھیں ان کیبوتروں کے مانند ہیں۔ جوب دریا دودھ میں نہا کے تمکنت سے بیٹھے ہیں۔ اس کے رخسار سے پھولوں کے چمن اور بلسان کے ابھری ہوئی کیاری کے مانند ہیں۔ اس کی قامت نسان کی سی وہ خوبی میں رشک سرد ہے۔ اس کا منہ شیرینی ہے۔ ہاں وہ سراپا عشق انگیز (محمد یم) ہے۔ اے یروشلم کے بیٹو یہ میرا پیارا یہ میرا جانی ہے۔“

(غزل الغزوات باب ۵ آیات ۱۰۶ تا ۱۰۷، پرانا عہد نامہ ۱۹۰۸ء)

نوٹ: ضد و تعصب کا ستیاناس ہو۔ عیسائیوں نے جناب سرور عالم ﷺ کی عداوت اور حق کو چھپانے کے واسطے بائبل میں جگہ جگہ تحریف کر دی۔ حالانکہ عبرانی اصل کتاب میں ”وخلو محمدیم زہ ودوہی وزہ رعى بلوث يروشلائم“ اب تک موجود ہے۔ مگر محمد یم کا ترجمہ اردو عیسائیوں نے عشق انگیز کر دیا۔ عبرانی زبان میں حروف می اور م تعظیم اور جمع کے واسطے آتی ہیں۔ پس یہاں محمد یم بجائے محمد کے تعظیماً آیا ہے۔ بشارات میں آنحضرت ﷺ کا نام آجانا ثبوت نبوت کی نہایت قوی دلیل ہے۔ اس بشارت میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضور انور ﷺ کا حلیہ مبارک بیان فرمایا ہے۔ پس عیسائی و یہودی ضد سے باز آ کر جناب سرور عالم ﷺ پر ایمان لا کر زیادہ ثواب حاصل کریں۔

بشارت نهم..... عرب کی بابت الہامی کلام

عرب کے صحرا میں تم رات کو کاٹو گے۔ اے دانیوں کے قافلہ۔ پانی لے کے پیاسے کا استقبال کرنے آؤ۔ اے تہا کی سرزمین کے باشندو، روٹی لے کے بھاگنے والے کے ملنے کو نکلو۔

کیونکہ وہ تلواروں کے سامنے سے ننگی تلوار سے اور کھینچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں۔ کیونکہ خداوند نے مجھ کو یوں فرمایا۔ ہنوز ایک برس ہاں مزدور کے سے ایک ٹھیک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی اور تیر اندازوں کے جو باقی رہے قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائیں گے کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے یوں فرمایا۔

(پرانا عہد نامہ کتاب عہدہ نبی کے باب ۲۱ آیات ۱۳ تا ۱۷ ص ۱۰۹۵)

نوٹ تفسیری: یہ بشارت والہامی کلام جنگ بدر میں پوری ہوئی۔ ابو جہل قیداری کی حشمت جاتی رہی اور اس کے ساتھی عرب بھاگ نکلے۔ ”دوان“ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے، لقمان کے بیٹے اور سباء کے بھائی کا نام ہے۔ (پیدائش باب ۲۵) ”دوان“ کی اولاد ملک یمن میں آباد ہوئی۔ جن سے اوس و خروج کے قبائل ہیں۔ قیدار، حضرت اسماعیل کے بارہ بیٹے تھے۔ ان میں یہ آپ کے ولی عہد ہوئے۔ لفظ قیدار کے معنی صاحب الابل ہیں۔ اونٹ والے یہ ملک حجاز میں آباد ہوئے۔ یہ تمام قریش کے قبائل کے مواریث اعلیٰ تھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام تیر انداز تھے۔ (پیدائش باب ۲۱ آیت ۱۲) صحیح بخاری کے باب ”قول اللہ عزوجل واذ کرفی الکتب اسمعیل“ میں ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: ”ارمو بنی اسمعیل فان ابکم کان رامیا“ اے بنی اسماعیل تیر اندازی کرو۔ کیونکہ تمہارا باپ تیر انداز تھا۔

بشارت دہم..... وہ نبیؐ

یوحنا کی انجیل باب اول آیت ۱۹ اور یوحنا کی گواہی یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن اور لیوی یہ پوچھے کہ اس کے پاس بھیجی کہ تو کون ہے تو اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا۔ بلکہ اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں۔ انہوں نے اس سے پوچھا پھر کون ہے۔ کیا تو ایلیا ہے۔ اس نے کہا میں نہیں ہوں۔ کیا تو وہ نبی (آخر الزمان) ہے۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ پس انہوں نے اس سے کہا پھر تو ہے کون تا کہ ہم اپنے بھیجنے والوں کو جواب دیں۔ تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا میں جیسا یسعیاہ نبی نے کہا ہے بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ کو سیدھا کرو۔ یہ فریسیوں کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ انہوں نے اس سے یہ سوال کیا کہ اگر تو نہ مسیح ہے نہ ایلیا نہ وہ نبی تو پھر پتسمہ کیوں دیتا ہے۔ (انجیل یوحنا ص ۱۷۲)

بشارت یازدہم..... فارقلیط

میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں۔ لیکن مددگار وکیل، شفیع (پیری کلیوطاس، فارقلیط، احمد) جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا۔ وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا۔

جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلانے گا۔ (انجیل یوحنا باب ۱۴ آیت ۲۵، ۲۶)

ب..... اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا۔ کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔ (انجیل یوحنا باب ۱۴ آیت ۳۰ ص ۲۰۵ سن ۱۹۰۸ء)

ج..... مگر اب تو انہوں نے مجھے اور میرے باپ دونوں کو دیکھا اور دونوں سے عداوت کی۔ لیکن یہ اس لئے ہوا کہ وہ قول پورا ہو جو ان کی شریعت میں لکھا ہے کہ انہوں نے مجھ سے مفت عداوت کی۔ لیکن جب وہ مددگار (فارقلیط احمد) آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا۔ یعنی سچائی کا روح جو باپ کی طرف سے نکلتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا اور تم بھی گواہ ہو۔ کیونکہ شروع سے میرے ساتھ ہو۔ (انجیل یوحنا باب ۱۵ آیات ۲۳ تا ۲۷)

د..... (انجیل یوحنا باب ۱۶ آیات ۱۳ تا ۱۴ مطبوعہ ۱۹۰۸ء ص ۲۰۷) پر ہے۔ لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار (فارقلیط، احمد) تمہارے پاس نہ آئے گا۔ لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آ کر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارے میں قصور وار ٹھہرائے گا۔ گناہ کے بارے میں اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔ راست بازی کے بارے میں اس لئے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت کے بارے میں اس لئے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا ہے۔ مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں۔ مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ (احمد) یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہیں کہے گا۔ لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ وہ میرا جلال ظاہر کرے گا۔

تفسیری نوٹ: عیسائی اناجیل ہمیشہ تحریف کرتے رہتے ہیں اور مسلمان جو اعتراض کرتے ہیں اور جو بشارت احمدیہ ان کو دکھلاتے ہیں۔ یہ جھٹ بدل دیتے ہیں۔ جس قدر اناجیل آج تک چھپ چکی ہیں وہ ایک دوسری کے ساتھ نہیں ملتیں۔ عبارت میں بہت تغیر و تبدل ہے۔ جو ۱۹۰۸ء میں انجیل مقدس چھپی ہے۔ وہ ۱۸۹۳ء سے ۱۹۰۴ء تک تصحیح کر کے اب سو لوہیں بار چھپوائی گئی ہے۔ یہ تو عیسائیوں کی صداقت انجیل کا حال ہے۔ فارقلیط کا لفظ اڑا کر مددگار بنا دیا گیا ہے۔ سرولیم مور تسلیم کرتی ہیں کہ لفظ پیری کیلویٹاس (احمد) صحیح ہے۔ پھر تو یہ بشارت صاف اور کھلی ہے کہ جناب مسیح علیہ السلام کی تصدیق سرور عالم ﷺ نے فرمائی۔ یہودیوں کی تہمت اور بے جا گستاخانہ الزامات سے ان کو بری کیا۔ ”وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى“

حضور سرور عالم ﷺ کی شان میں فرمایا گیا اور ”نزله روح القدس من ربك بالحق“ آپ کی عزت میں اتری۔ آپ نے مسیح علیہ السلام کی عظمت و جلالت کو قائم رکھا اور ان کے منکروں پر سزا کا حکم جاری فرمایا۔ ان پر تہمت لگانے والوں کو کافر قرار دیا اور ان کی دوبارہ جاہ و جلال کے ساتھ آمد کی تصدیق فرمائی اور حضور انور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ہی سردار دو جہاں کہلائے۔ وہی دنیا کے سردار اور خاتم النبیین ہیں۔

الغرض توریت، زبور، انجیل میں بشارات احمدیہ موجود ہیں۔ اگر عیسائیوں اور یہودیوں کی متعصب آنکھ نہ دیکھے تو اس کا کیا علاج ہے۔ علاوہ اس کے ثبوت نبوت محمد ﷺ کے اور کئی دلائل ہیں۔

اول جو کمالات اور اوصاف فرداً فرداً انبیاء و مرسلین، رشی منی اتاروں میں موجود تھے۔ وہ سب کے سب جامع طور ہمارے آقائے نامدار اور رسولوں کے سردار میں پائے جاتے ہیں۔ عیسائی اور یہودی، ہندو آریہ اور بدھ مذہب کے پیرو جس معیار و شرائط سے اپنے اپنے نبیوں، ریفارمروں اور اتاروں کو پرکھیں گے۔ ہم تمام معیار و شرائط نبوت محمدیہ میں ثابت کر دیں گے۔

دوم حضور انور ﷺ کی پاک و مقدس زندگی آپ کے طرز معاشرت و تمدن عبادت و ریاضت آسوہ حسنہ۔ آپ کا توحیدی مشن، استقلال و استقامت، نبوت کے واسطے کافی ثبوت ہیں۔ آپ نے تن تنہا یتیمی و یتیمی کی حالت میں دعوی رسالت کیا اور ہزاروں روکا و ٹیس و مخالفتیں مصائب و تکالیف میں اس کو اخیر تک نبھا دیا اور باوجودیکہ آپ کو زرمال و دولت، ملک، حسین و خوبصورت عورتوں کے پیشکش ہونے کے بھی اپنا مشن جاری رکھا اور دنیاوی جاہ و جلال و لالچ و حکومت پر لات ماری اور فرمایا کہ اگر تمام دنیا کا مال و دولت مجھ کو دیا جائے آفتاب داہنے ہاتھ میں اور مہتاب بائیں ہاتھ میں رکھا جائے تو بھی اشاعت توحید الہی سے منہ نہ موڑوں گا۔

زمانہ جاہلیت

حضور انور ﷺ نے عرب کے وحشی لوگوں میں نشوونما پائی۔ انہیں میں رہے۔ باوجود ان کی اخلاق ضمیمہ و افعال ناپسندیدہ کے آپ تمام اخلاق حسنہ، علم، عفت، حلم، تواضع، جو در سخاوت، حیا و شجاعت، کرم، مروت، صدق، امانت، زہد تقویٰ، دیانت میں موصوف ہوئے اور قبل نبوت بھی صادق و امین کہلائے۔ تو یہ عطیہ خدا داد نعمت الہی نہیں تو اور کیا ہے۔

..... حضور انور سرور عالم ﷺ سے پیشتر کا زمانہ عرب میں ایام و زمانہ جاہلیت

کہلاتا ہے۔ کیونکہ بعثت نبوت سے پیشتر عرب تو کیا تمام دنیا میں جہالت، بطالت، شرک و ظلم کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ یورپ میں غلامی کا عام رواج تھا۔ فسق و فجور کا بازار گرم۔ تمام دین و دنیاوی اختیارات پوپ اعظم کے ہاتھ میں تھے۔ وہ معبود خلاق بنے ہوئے تھے۔ ایشیاء، ایران و ہند میں بت پرستی، شرک، دختر کشی، آتش پرستی اور زنا کاری کا بازار گرم تھا۔ مندروں و شوالوں میں عورتوں کی ننگی تصویریں نظر آتی تھیں۔ مخلوق پرستی و عناصر پرستی، دیوی، دیوتا پرستی، درخت پرستی غرض تینتیس کروڑ دیوتا کی پوجا ہو رہی تھی۔ ہند میں اب تک گائے کا پیشاب اور برگیں بھی پوتر، پاک گنا جاتا ہے اور گاؤ کو ماما کہہ کر پوجا جاتا ہے۔ عرب کے اعراب کا فحش، شعر، شاعری، بت پرستی و اوہام پرستی، زنا، جوا بازی، تیروں پر فال بازی، قمار بازی، سود خوری، لڑکیوں کو خرید کر لوٹڈی بنانا، نچوانا، گانا سکھانا، ان کے خرچے کھانا، رہزنی، قتل، غارت گری اور خونریزی کرنا بھی جنگ و جدل کرنا ایک عام مشغلہ تھا۔

۲..... مردہ کی قبر پر اس کے اونٹ کو باندھ دیتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ غریب جانور بھوک و پیاس سے ہلاک ہو جاتا۔ قحط سالی میں گائے کی دم میں گھاس و کانٹے باندھ کر اس کو آگ لگا کر پہاڑوں میں چھوڑ دیتے تھے تاکہ بارش ہو۔ یہ مینہ برسنانے کے واسطے ان کا ٹونکہ تھا۔

۳..... عورتیں شرم و ننگ و ناموس خاندان کے واسطے دودھیلی اونٹنی، گائے، بھیڑ، بکری کا دودھ نہیں دوہتی تھیں۔

۴..... خانہ کعبہ کے اندر تین سو ساٹھ بت تھے اور پیغمبروں کی تصاویر دیواروں پر تھیں۔ یہ لوگ برہنہ ہو کر بیت اللہ شریف کا طواف کرتے تھے۔ ہر ایک قبیلہ کا جدا جدا بت تھا۔ بت پرستی عام تھی اور ان بتوں پر ہر قسم کی قربانی چڑھائی جاتی تھی۔ سفر کی آمد و رفت کے وقت ان کو چومتے تھے۔ لات، منات، ود، سواع، یغوث، ہبل، عزی، یحوق، اساف، نائلہ، بتوں کے نام تھے۔

۵..... فاسق، زندیق، صابی، مشرق، یہودی، عیسائی، دہریہ، آتش پرست سب قوم کے لوگ تھے۔

۶..... عورتوں پر سخت ظلم ہوتا تھا۔ بات بات میں ظہار تھا۔ ان کے حقوق سلب کئے جاتے تھے۔ شوہر کے مرنے کے بعد سوتیلا بیٹا اس پر چادر ڈال دیتا تھا۔ ایام حیض میں عورت گھر سے علیحدہ رہتی اور نجس شمار ہوتی۔ لڑکیاں زندہ دفن کی جاتی تھیں۔ کیونکہ وہ خاندان کے واسطے باعث شرم و ننگ تھیں۔

۷..... جاہل عرب، بت پرست، لہجہ، قاطع الرحم، اللہ کے ذکر سے اعتراض کرنے والے، ٹوٹکے، شگون لینے والے ستاروں اور پتھروں کو پوجنے والے تھے۔ گوہ، بچھو، سانپ اور مردہ جانوروں کو کھاتے تھے۔ قحط و خشک سالی میں اونٹوں کو زخمی کر کے ان کا خون پیا کرتے تھے۔ ان کی عمدہ غذاؤں میں سے اونٹ کا گوشت تھا اور بڑی عزت ان کی اس میں تھی کہ وہ ملوک آل مند، آل بنو جعفر کے پاس سفیر ہو کر جاتے تھے۔ بدکاری سے نفرت نہ تھی۔ شراب نوشی اور عریقات نشی پینے کا از شوق تھا۔

کنواری اور بیاہی عورتیں زنا کو فخر سمجھتی تھیں اور نیوگ کی رسم بعض قبائل میں جاری تھی۔ یتیم بچوں کا مال کھالینے میں ذرا بھی تامل نہ کرتے تھے۔ حق ہمسائیگی کوئی چیز ہی نہ تھا۔ آخرت کو نہ جانتے تھے۔ مرنا جینا صرف اسی دنیا کے واسطے جانتے تھے۔ باوجود اس جہالت کے خاندان کے نسب نامے اور شجرے یاد رکھتے۔ خوابوں کی تعبیر کرنے اور راہٹ کا من کہلاتے۔ تمام قومیں آزادانہ گزارہ کرتی تھیں۔ خانہ بدوش تھیں، تاجر اور فصیح اللسان بھی تھیں۔ شعر و سخن کا چرچا عام تھا۔ اکثر مشاعرہ میں ابیات و اشعار عشقیہ بیان کئے جاتے۔

۸..... عرب میں بعض قبیلے ایسے بھی تھے جن میں تہذیب و تمدن و معاشرت اور قبائل کی نسبت زیادہ تھے اور ان میں شرافت و نجابت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ فتن و فجور و دیگر افعال جاہلیت ہرگز نہ تھی۔ مہمان نوازی، فیاضی وعدہ وفائی، تیز فہمی، طبیعت کی غواصی، شہسواری، بہادری، مروت، خدا پرستی، احسان، شجاعت میں مشہور تھے اور وہ سردار قوم شمار ہوتی ہے ان قبائل سے بنو ہاشم زیادہ ممتاز تھے۔

جناب ہاشم بن عبدمناف

قریش میں بہت مالدار اور ذی وجاہت و بااثر تھے۔ فیاض، رحم دل، تاجر، شجاع و سخی تھے اور وہ مکہ معظمہ کے حاکم و سردار تھے۔ ۵۱۰ء کو ہاشم نے انتقال فرمایا اور ان کی جگہ ان کے بیٹے حضرت عبدالمطلب کو اپنے چچا مطلب کے بعد جگہ ملی اور قریب ساٹھ سال تک مکہ پر حکومت کرتے رہے اور قریش کے دس بڑے قبیلوں کے سردار جو شیوخ کہلاتے تھے وہ سب ان کی حکومت میں مدد و معاون رہے۔ حضرت عبدالمطلب کے زمانہ میں ابرہہ حاکم یمن نے ساتھیوں کا لشکر اور پیشا فرج لے کر مکہ پر چڑھائی کی تاکہ معاذ اللہ خانہ کعبہ کو گرا کر برباد کرے اور قریش کو قتل کر ڈالے اور مکہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر قیام کر کے اسود بن مقصود کی ماتحتی میں ایک دستہ سواروں کا روانہ کیا کہ اونٹ اور آدمی بیکار پکڑ لائے۔ پس اسود اہل مکہ کے کچھ مویشی اور حضرت

عبدالمطلب کے دوسواونٹ پکڑ لایا۔ حضرت عبدالمطلب چند روز سائے قریش کو ساتھ لے کر ابرہہ کے پاس گئے۔ ابرہہ بڑے تپاک سے پیش آیا۔ تخت سے اتر کر ان کے ساتھ فرش پر بیٹھا۔ انشاء کلام میں جناب عبدالمطلب نے اپنے اونٹوں کی رہائی کی سفارش کی۔ ابرہہ نے متعجب ہو کر کہا۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ کعبہ کے بارے میں تم نے مجھ سے کچھ التجا نہ کی یہ تو تمہارے آباؤ اجداد کی مذہبی مکان ہے اور اونٹوں کا سوال کیا۔ جناب عبدالمطلب نے جواب دیا۔ میں اونٹوں کا مالک ہوں۔ اونٹوں کو مانگتا ہوں اور اس گھر کا بھی ایک مالک ہے۔ وہ غالباً روکے گا۔ ابرہہ نے یہ سن کر تھوڑی دیر تک سکوت کیا اور بلا تامل جناب عبدالمطلب کے اونٹ واپس کر دیئے۔

جب جناب عبدالمطلب گھر آئے تو تمام قریش کو پہاڑ پر روانہ کر دیا اور خود وقت روانگی خانہ کعبہ کا دروازہ پکڑ کر کھڑے ہو گئے اور گڑ گڑا کر دعائیں مانگیں۔

اللهم لا ارجو الهام لسواء کا

يارب فامنع عنهم حماء کا

ان عدوا البيت من عادا کا

فامنعهم ان يخربو قراکا

یہ اشعار فرما کر پہاڑ پر چلے گئے۔ ابرہہ بادشاہ ہاتھیوں کا لشکر لے کر خانہ کعبہ گرانے کو مکہ معظمہ کی طرف بڑھا۔ اللہ جل شانہ نے ابابیل پرندوں کا ایک جھنڈ دریا سے بھیجا جو ان پر کنکریاں برسانے لگا۔ جس پر وہ کنکر پڑ جاتا وہیں رہ جاتا۔ مقام حجر میں ان کے جسم میں چیچک کے سے دانے بھی نکل آئے۔ جس سے وہ ہلاک ہوئے۔ ابرہہ بادشاہ کے بھی اسی مرض سے اعضاء کٹ کٹ کر گر گئے اور جو ہاتھی محمود نامی آگے بڑھایا تھا وہ پیچھے کو ہٹتا تھا۔ آخر تمام ہاتھی کنکریوں اور چیچک سے مر گئے۔ تب اللہ جل شانہ نے ایک سیلاب بھیجا جو ان سب کو دریا میں بہا لے گیا۔

نوٹ: محمود نامی ہاتھی نے تو خانہ کعبہ کو نہ گرایا۔ مگر خلیفہ صاحب محمود ثانی نے دعویٰ اسلام کر کے اسلام کی بنیاد کو اکھیڑ ڈالا۔ حیوان اور انسان میں فرق خود کر لو۔

چونکہ ہاتھی کو عربوں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس لئے اس سال کا نام الفیل رکھا گیا۔ جس کا تذکرہ قرآن شریف میں اس طرح ہے۔ ”الم تر كيف فعل ربك باصحاب الفيل . الم يجعل كيدهم في تضليل . وارسل عليهم طيرا ابابيل . ترميهم بحجارة من سجيل . فجعلهم كعصف ماکول“ ﴿۱﴾ اے پیغمبر کیا تو نے اس بات پر نظر نہیں کیا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والے کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ کیا اس نے ان کے تمام داؤ

غلط نہیں کر دیئے اور ان پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے جو ان پر کنکر کی پتھریاں اوپر سے پھینکتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کو کھائے ہوئے خوید (بھوسہ) کی طرح تباہ کر دیا۔ ﴿

ولادت باسعادت

پس حضرت عبدالمطلب جیسے موحد و پابند ملت ابراہیمی حاکم و سردار مکہ معظمہ، شجاع و فیاض و سخی کے چھوٹے فرزند حضرت عبداللہ کے ہاں جناب سیدنا محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ ﷺ ۱۲ ربیع الاول عام الفیل ۴۰ جلوس نوشیرواں عادل مطابق ۲۹ اگست ۵۷۰ء کو یوم جمعہ بوقت صبح صادق شعب ابی طالب میں اس دار دنیا میں تشریف لائے۔ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم! اور ایک نور ظہور ہوا۔ جس کے اطراف کے ملک روشن ہو گئے۔ جھیل ساوہ جس کی پرستش ہوتی تھی خشک ہو گئی۔ خشک وادی ساوہ ملک شام میں پانی جاری ہو گیا۔ دجلہ طغیانی میں آیا۔ کسریٰ کے ایوان میں ایسا زلزلہ آیا کہ ۱۴ کنگرے اس کے گر پڑے اور طاق کسریٰ بیچ میں دو ہو گیا۔ آتشکد بے بجھ گئے۔ سطح کا ہن جس کی عمر نو سو سال کی تھی۔ بدن میں جوڑ کی ہڈیاں نہ تھیں۔ سر گردن نہ تھی۔ منہ سینہ میں تھا۔ جابہ میں رہتا تھا۔ گھڑی باندھ کر اٹھاتے تھے وہ غیب کی خبریں بیان کرتا تھا۔ یہ عجیب الخلق انسان اوندھا ہو کر غیب کی باتیں سنایا کرتا تھا انتقال کر گیا۔ تمام دنیا کے بت سرگلوں ہو گئے۔ شیطان اور اس کی اولاد کا آسمان پر جانا بند ہو گیا۔

(تاریخ الاسلام ص ۳۱)

خداوند کریم نے جناب سرور عالم نبی مکرم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں تاج نبوت و رسالت دے کر تاریکی و ظلمت شرک و ظلم جہالت کو دور کرنے کے لئے حضور انور ﷺ کو سراخ مزیر بنا کر بھیجا۔ ”هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیہم آیاتہ و ینزکیہم و یعلمہم الکتاب و الحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین (جمعہ)“ وہ خدا ہی تو ہے جس نے عرب کے جاہلوں میں ان ہی میں سے (حضرت محمد ﷺ) کو پیغمبر بنا کر بھیجا کہ وہ ان کو خدا کی آیتیں پڑھ کر سناتے اور ان کو سفر و شرک کی گندگی سے پاک صاف کرتے اور ان کو کتاب الہی اور عقل کی باتیں سکھاتے ہیں۔ ورنہ اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔ وہ عرب کے بدو جو فاسق و فاجر، زانی، شرابی اور بت پرست اکھڑا جہل مشرک و وحشی تھے اور ہر وقت اونٹ کی مہار پکڑے رہتے تھے۔ یہ برکت و فیض نبی مکرم ﷺ عابد و زاہد متقی پر ہیہ زگار، عالم، متدین، موحد، خالص و مؤمن ہو کر مہذب بن گئے اور اونٹ کی مہار چھوڑ کر سلطنت و حکومت کی ایسی باگ پکڑ لی کہ تمام یورپ، ایشیا و دیگر قوموں کو مہذب بنا دیا۔

چکا ہے جب جہاں میں ستارا محمدیؐ
لاکھوں ہوئے یہود و نصاریٰ محمدیؐ

جناب سرور عالم ﷺ اشاعت دین اسلام کے واسطے تیرہ سال برابر مکہ معظمہ میں رہے اور ہزار ہا قسم کی تکالیف و مصائب اعلیٰ کلمۃ اللہ کے واسطے اٹھائیں۔ آخر کفار و مشرکین کے جو رستم سے تنگ آ کر تیرہویں سال نبوت سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اور وہاں دس سال برابر دین اسلام پھیلاتے رہے اور کفار و مشرکین سے کئی جنگ و غزوات لڑے اور کل حجاز عرب کو مسلمان کر کے اس دنیا سے کوچ فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون . اللهم صل علی سیدنا محمد وال سیدنا محمد وبارک وسلم!

سوم ختم نبوت

کل کمالات و اوصاف جمیلہ و اخلاق حسنہ و درجات عالیہ و عنایات الہیہ و اسوۃ حسنہ جو تمام انبیاء کرام علیہم السلام میں تھیں۔ وہ سب کے سب جامع طور حضور انور سرور کائنات ﷺ کو عطاء کی گئیں اور حضور انور مظہر اتم الوہیت اور خاتم النبیین قرار پائی۔ کیونکہ انسانی کمالات کا خاتمہ آپؐ پر ہو چکا اور آپؐ سے گل ادیاں کی تکمیل ہوئی اور تمام نعمتہائے الہیہ ختم کر دی گئیں۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضاء داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

وہ نعمت بہ مرتبہ اتمام پہنچ چکی۔ جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ کسی چیز کا خاتمہ اس کی علت غائی کے اختتام پر ہوتا ہے۔ جیسے کتاب کے جب کل مطالب بیان ہو جاتے ہیں تو اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح رسالت اور نبوت کی علت غائی جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوئی اور یہی ختم نبوت کے معنی ہیں کیونکہ یہ سلسلہ نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے چلا آیا ہے۔ وہ اس کامل انسان سرور دو جہاں ﷺ پر آ کر ختم ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے جو کمالات سلسلہ نبوت میں رکھے تھے وہ مجموعی طور پر ہادی کامل پر ختم ہوئے اور دنیا میں جو غرض انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی بعثت سے تھی وہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی مقدس ذات سے پوری ہو گئی۔ تمام نبیوں و رسولوں کے صحیفوں اور کتب الہیہ کا خلاصہ قرآن شریف میں درج کیا گیا اور دنیا، ریل، تار، جہاز رانی کے ذریعہ ایک دوسری سے مل گئی۔ اس لئے یہ مکمل کتاب قرآن شریف تمام دنیا کے واسطے کافی ہوا اور دین کی اس سے تکمیل ہوئی۔ اب کسی نبی و رسول کی آنے کی ضرورت نہیں۔ سرچشمہ ہدایت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے فیض جاری ہے۔

بین کتفیه العلامہ

خاتم الرسل الکرام

ب..... ”اور تمام کتابیں اور تمام نبوتیں جو پہلے گزر چکیں۔ ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی۔ کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اس کی سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں۔ اس کے اندر ہیں۔ نہ اس کے بعد کوئی سچائی آئے گی اور نہ اس کے پہلے ایسی کوئی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں۔ اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ جس چیز کے لئے آغاز ہے اس کے لئے انجام بھی ہے۔“

(الوصیت مرزا غلام احمد قادیانی ص ۱۰، خزائن ج ۲۰ ص ۳۱۱)

آیت ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بكل شیء علیما (احزاب)“ لوگو تمہارے مردوں میں سے محمد کسی کا باپ نہیں (توزید کے کیوں ہوں) اور اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کے حال سے واقف ہے۔ خداوند کریم نے جناب سرور ﷺ کے صلیبی فرزند حضرت ابراہیم، طیب طاہر وقاسم کو اس جہاں سے اٹھا لیا۔ کیونکہ سلسلہ نبوت ختم ہو گیا تھا۔ ورنہ وہ سنت اللہ کے موافق نبی ہوتے۔ ہاں فیضان نبوت باقی ہے کہ اتباع رسول مقبول سے انسان کامل انسان ہو سکتا ہے اور یہ فیضان قیامت تک جاری ہے کہ سب سے اوّل خلیفہ رسول مقبول سے شروع ہو کر آخر قیامت تک سیدنا امام محمد مہدی علیہ الرضوان پر ختم ہوگا اور ان کے فیض و برکت سے تمام امت محمدیہ فیضیاب ہوتی رہی اور ان نورانی چشموں سے سیراب ہوتی رہی۔ خلیفہ دوم ہمیشہ ”لولا علی لہلک عمر“ فرماتے رہے اور حضرت نعمان بن ثابت کوئی نے اعتراف کیا کہ ”لولا السنن لہلک النعمان“ اگر نعمان حضرت امام جعفر صادق کی صحبیت نہ گذارتا تو ہلاک ہو جاتا۔ تمام اولیاء اکرام و صوفیائے عظام کے سلسلے حضرت علی المرتضیٰ تک ختم ہوتے ہیں۔ امت محمدیہ کی یہ سب سے زیادہ عالم زیادہ قاضی، زیادہ عابد، زاہد اور عارف و امام و پیشوا ہیں۔ یہ شریعت میں اور مرزا غلام احمد قادیانی کا بھی اعتراف ہے کہ انہوں نے فیضان علم جناب علی المرتضیٰ شیر خدا سے حاصل کیا ہے۔

..... ”۷ دسمبر ۱۸۹۲ء کو ایک اور روایا دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بن گیا ہوں۔ یعنی خواب میں ایسا معلوم کرتا ہوں کہ وہی ہوں اور رسول اللہ میرے پاس ہیں۔ جو مجھے یا علیؑ کے نام سے بلاتے ہیں۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱۸ حاشیہ، خزائن ج ۵ ص ۲۱۸)

.....۲ ”نماز مغرب کے بعد عنایت میں جناب پیغمبر خدا ﷺ حضرت علیؓ و حسینؓ و فاطمہؓ سامنے آگئے۔ بعد اس کے مجھے تفسیر قرآن دی گئی۔ جس کو (حضرت) علیؓ نے تالیف کیا ہے۔“
.....۳ ”رہ مولیٰ کہ کم کردند مردم۔ بجواز آل و اعموان محمد۔“

(حقیقت الوحی ص ۲۹۳، خزائن ج ۲۲ ص ۳۰۵)
.....۴ ”جن کے (جناب علیؓ) کے ایمان کو آسمان کے فرشتے بھی تعجب کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور جن کی صافی عرفان میں سے اس قدر علوم و انوار و برکات و شجاعت و استقامت کے چشمے نکلے تھے کہ جن کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔“

(ازالہ اوہام حصہ اول ص ۵۳، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۵۳)
.....۵ ”میں نے جناب علیؓ کو خواب میں نہیں بلکہ بیداری میں دیکھا کہ انہوں نے مجھے کتاب اللہ کی تفسیر عطاء کی۔ میں نے شکر یہ ادا کیا۔“ (سر الخلافہ ص ۳۲، خزائن ج ۸ ص ۳۵۸) جب جناب علی المرتضیٰؓ استاد و مرشد حضرت مرزا قادیانی تھے تو ہم جناب علی المرتضیٰؓ کو چھوڑ کر مرزا قادیانی کو کس طرح مرشد، مہدی، مسیح و نبی اللہ مان لیں۔ جب کہ ان کے مرشد و استاد نے خود نبوت کا دعویٰ نہ کیا اور نہ ہی ختم نبوت کو جاری رکھا۔

تفسیر قادیانی

.....۱ ”آنحضرت ﷺ نے بار بار فرمادیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لانی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے۔ اپنی آیت کریمہ ”لکن رسول اللہ و خاتم النبیین“ سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔“ (کتاب البریہ ص ۱۹۹، حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص ۲۱۷، ۲۱۸)

.....۲ ”قرآن شریف جیسا کہ آیت ”الیوم اکملت لکم دینکم“ اور ”ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین“ میں صریح نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم کر چکا ہے اور صریح لفظوں میں فرما چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔“

(تحفہ گولڑویہ ص ۸۹، خزائن ج ۱۷ ص ۱۷۴)
.....۳ ”نبوت تامہ کاملہ تمام کمالات وحی کی جامعہ ہمارا ایمان ہے۔ اس روز سے ختم ہو چکی۔ جب یہ آیت اتری ”ماکان محمد ابا احد“ (توضیح مرام ص ۱۳، خزائن ج ۳ ص ۶۱)

.....۴ ”غرض قرآن شریف میں خدا تعالیٰ آنحضرت ﷺ کا نام خاتم النبیین رکھ کر اور حدیث میں خود آنحضرت ﷺ نے لانی بعدی فرما کر اس امر کا فیصلہ کر دیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے آنحضرت ﷺ کے بعد نہیں آ سکتا۔“

(کتاب البریہ ص ۲۰۰ حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص ۲۱۸)

خاتم النبوة

نباض دہر، حجۃ الاسلام، صدر المفسرین، سرکار علامہ حائری قبلہ مجتہد العصر دامت برکاتہم نے نہایت قابل دید معرکہ الآراء لاجواب تقریر کی ہے۔ ہم اس کو کتاب ”عین الیقین“ مطبوعہ شوکت الاسلام پریس مصنفہ علامہ السید فیض حسین صاحب حیدرآباد دکن ص ۱۹۶ سے بعینہ اس جگہ نقل کرتے ہیں۔ جس سے بہتر کوئی تقریر اس موضوع خاتم النبوة پر نہیں ہو سکتی۔ قولہ اور عمدۃ المفسرین ربدۃ المستحکمین جناب علامہ سید علی الحائری صاحب دام ظلہ العالی نے اپنے بعض مصنفات (مراد فلسفۃ الاسلام وغیرہ ہے) میں خاتم النبیین کے متعلق ایک عمدہ بحث کی ہے۔ جس کا اقتباس افادہ مؤمنین کے لئے یہاں لکھا جاتا ہے۔ وهو هذا!

دنیا میں بعثت انبیاء کی ضرورت یہ ہے کہ وہ منجانب اللہ ہدایت پا کر بندگان خدا کو پہنچائیں اور یہ ہدایت جیسا کہ دنیا کی مختلف اقوام کی ضرورت تقاضا کرتی تھی۔ ہر قوم کی حالت اور ہر زمانے کی ضرورت کے موافق نازل ہوتی رہی، مگر جامع طور پر کسی پیغمبر پر اس کا نزول نہ ہوا اور معلوم ہے کہ جب تک ہدایت جامع کامل نہ ہو۔ انبیاء کی آمد کا سلسلہ جاری رہنا ضروری ہے اور بعد تکمیل ہدایت عبث اور بے فائدہ۔ پس خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہونے کا دعویٰ اسی کو سزاوار ہے جو تکمیل ہدایت کر دے اور شریعت کے ایسے جامع اصول بیان فرما دے کہ ان کے بعد اور اصول کی ضرورت نہ ہو اور دنیا کی ہر قوم ہمیشہ کے لئے اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ جناب مسیح مقرر ہیں کہ ان سے ہدایت جامعہ کی تکمیل نہیں ہو سکی۔ اس کے ساتھ اپنے اس عظیم الشان ضرورت کو بھی بیان فرما دیا کہ جب روح حق آئے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائے گی اور پھر ارشاد کیا کہ ابھی ایک کی ضرورت ہے جو سچائی اور ہدایت کی مکمل راہیں بتائے۔ اب دیکھ لو کہ جب وہ روح حق آئی تو اس نے پکار کر کہہ دیا جاء الحق۔ یعنی وہ روح حق آگئی۔ جس کی دنیا کو ضرورت تھی۔ جس کے بغیر انسان کی پیدائش عبث ٹھہرتی ہے۔ کیونکہ انسان اپنے اعلیٰ سے اعلیٰ کمال کو نہ پاسکتا اور اس روح حق نے جیسا کہ چاہئے تھا اپنا پیغام پورے طور پر دنیا کو پہنچا دیا اور ایسے شرائع جامعہ اور احکام

کاملہ کی تبلیغ کی کہ تمام قوموں کے حالات اور تمام زمانوں کے لحاظ سے وہ حقیقی طور پر مکمل اور کافی ہیں۔ اب قیامت تک نہ ان کی تفسیح ہو سکتی ہے نہ ترمیم۔ پس ایسے پیغمبر کے بعد کسی اور نبی کے آنے کی ضرورت کہاں باقی رہی جو حضرات چاہتے ہیں کہ قادیانی رسول کو شریک فی النبوة قرار دے کر ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین“ کی ختم نبوت کو توڑ دیا جائے۔

یاد رہے کہ ایک چیز جب تک اپنے حقیقی کمال کو نہ پہنچے وہ من جمیع الوجوہ کامل نہیں اور ایک چیز جب کمال کو پہنچ جائے۔ مگر اس میں پھر نقص پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو پھر وہ کمال کی محتاج ہوگی۔ اس لئے جب تک یہ دونوں صورتیں جمع نہ ہوں ختم نبوة کا منشاء پورا نہیں ہو سکتا۔ مگر وہ خدا جس نے شروع سے حضور ختمی نبوت کے ذریعہ سے نبوت کو اس کے کمال تک پہنچانے کا ارادہ فرمایا تھا اور پھر اس کمال کو قائم رکھنا چاہا تھا۔ تاکہ اس کامل انسان کے بعد سب اسی کی شاگردی میں زانو تہہ کریں۔ اس نے نہ چاہا کہ ایک پہلو سے ختم نبوت کر کے دوسرے پہلو کو یوں ہی چھوڑ دے اور نبوت کی ضرورت جیسی کہ دیسی باقی رہے۔ بلکہ اس نے ختم نبوت کو خوب پختہ کیا اور اس میں کسی قسم کے نقصان کا احتمال باقی نہ چھوڑا۔ جب ہر طرح سے اس کی تکمیل فرمادی تو پھر اس کے سلسلہ کو بند کر دیا۔ اس امر سے کسی کو انکار نہیں کہ قرآن مجید نے جملہ ضروریات کے اصول کو پورا کر دیا۔ اس کا ایک ایک لفظ ہدایت ہے۔ ”ذالک الکتاب لا ریب فیہ ہدیٰ للمتقین“ اس نے ہر پہلو سے تزکیہ نفس تصفیہ قلب اور تکمیل روح فرمادی ہے۔ اس لئے آئندہ نہ ضرورت کسی اور نبی کی ہے اور نہ کسی کتاب کی۔

یہ سچ ہے کہ لفظ خاتم کے معنی مہر کے بھی ہیں اور خاتم کے بھی اس لئے اس کی دوسری قرأت خاتم بھی آئی ہے۔ جس سے غرض بھی ہے کہ تمام انبیاء اور ان کے کام بند کر دیئے گئے اور معلوم ہے کہ مہر ہر چیز کے آخر میں ہوتی ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ چیز موقوف بھی ہے اور آخر بھی ہوگئی ہے۔ اب سب کام قیامت تک آپ ہی کے افاضہ کمال سے ہوا کریں گے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی پر حکمت کلام نے ایک ایسا عجیب اور جامع لفظ اختیار کیا۔ جس میں دونوں امر مضمحل ہیں۔ آپ تمام نبیوں کے خاتم ہیں۔ یعنی ان کی تصدیق کرنے والے اور ان کی تعداد کی زیادتی اور ان کے کاموں کو بند کرنے والے۔ یعنی اب جو کام ہدایت کا ہوگا۔ وہ ہمیشہ آپ کے افاضہ کمال سے ہوتا رہے گا اور آپ انبیاء کے خاتم ہیں۔ یعنی آپ کے زمانہ میں اور آپ کے بعد قیامت تک

کوئی نبی نہ آئے گا۔ اسی بناء پر حضور ختمی نبوت فداہ امی وابی نے ارشاد فرمایا۔ ”یا علی انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی“ اس جملہ لانی بعدی کے کہنے کی اس لئے ضرورت ہوئی کہ موسیٰ و ہارون میں نسبت اور نسبتوں کے سوا ایک یہ بھی تھی کہ نبی تو دونوں تھے۔ مگر موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت تھے اور ہارون غیر صاحب شریعت اور تابع موسیٰ علیہ السلام۔ اب غور کا مقام ہے کہ آنحضرت ﷺ جناب امیر علیہ السلام کا اپنی نسبت وہی مرتبہ قائم کرتے ہیں جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ مگر ایک استثناء فرماتے ہیں۔ اگر یہ استثناء نہ ہوتا تو جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام غیر صاحب شریعت پیغمبر تھے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کے ساتھ جناب امیر غیر صاحب شریعت پیغمبر ہوتے۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ حضرت امیر علیہ السلام بھی ایک غیر تشریحی نبی ہوں۔ مگر جملہ ”الا انه لا نبی بعدی“ نے آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اور آپ کے بعد نبوت غیر تشریحی کے بھی امکان کو دور کر دیا۔ کیونکہ اگر یہ نہ مانیں تو حدیث بے معنی ٹھہرتی ہے۔ پس اس استثناء نے قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ حضور خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد تشریحی اور غیر تشریحی کسی قسم کا نبی نہیں آ سکتا۔ اسی لئے خود حضور لامع النور نے قطعی طور پر فرما دیا ہے۔ ”وانہ سیکون فی امتی ثلاثون کذاباً کلہم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی“ یعنی میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک کا یہ دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں تمام پیغمبروں کا ختم کرنے والا ہوں کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں۔ انتھی بلفظ! شہید کل: ”فکیف اذا جئنا من کل امة بشہید وجئنا بک علی ہولاء شہیدا، یومئذ یود الذین کفروا و عصوا الرسول لوتسوی بہم الارض ولا یکتون اللہ حدیثا (النساء)“ پھر اس وقت کیا حال ہوگا۔ جب ہم ہر امت پر ایک گواہ بنا کر لائیں گے اور تجھ کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لائیں گے۔ اس دن جن لوگوں نے کفر کیا اور پیغمبر کی نافرمانی کی وہ آرزو کریں گے۔ کاش وہ زمین میں سما جائیں اور زمین ان پر برابر ہو جائے اور اللہ سے کوئی بات نہ چھپا سکیں گے۔ ان کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے۔ بولو مرزائیو! جناب سرور عالم ﷺ تو تمام مخلوق کے قیامت کو شہید کل ہوں گے تو تمہارے پنجابی نبی قادیانی کہاں جائیں گے۔ کیا وہ مخلوق میں داخل ہیں یا نہیں۔

۲ ”ویوم نبعث فی کل امة شہیداً علیہم من انفسہم وجئنا

بك شهيداً على هولاء (النحل) ﴿ اور وہ دن یاد کر جس دن ہم ہر امت میں انہی میں سے ایک گواہ اٹھائیں گے اور تجھ کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لائیں گے۔ ﴿

۳..... ”قل يا ايها الناس انى رسول الله اليكم جميعاً ان الذى له ملك السموات والارض لا اله الا هو يحيى ويميت فامنوا بالله ورسوله النبى الامى الذى يؤمن بالله وكلمته واتبعوه لعلكم تهتدون (الاعراف) ﴿ اے پیغمبر کہہ دے میں تم سب لوگوں کی طرف عرب ہوں یا عجم اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں جس کی آسمان اور زمین سب جگہ بادشاہت ہے۔ اس کے سوا کوئی سچا خدا نہیں وہی جلاتا ہے وہی مارتا ہے تو لوگو اللہ پر اور اس کے ان پڑھ پیغمبر پر جو اللہ تعالیٰ اور اس کی کلاموں پر یقین رکھتا ہے اور اس کی پیروی کرو۔ تاکہ تم راہ پاؤ۔ ﴿

نوٹ: سابقہ نبی و رسول علیحدہ علیحدہ متفرق طور اپنی اپنی قوم یا ایک دو شہروں کے واسطے آتے رہے اور ان کی تعلیم متفرق طور پر تھی۔ جب قوم اور ملک کی حد بندیاں ٹوٹ گئیں اور تمام قومیں ایک دوسرے سے ملنے لگ گئیں تو کامل تعلیم نازل ہوئی اور کل دنیا کے واسطے رسول کریم مبعوث ہوئے۔ جہاں جہاں انسان پایا جاتا ہے تو اب قادیانی نبی و رسول کون سی دنیا کا رسول و نبی بن کر آیا ہے۔

۴..... ”هو الذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون (التوبه) ﴿ وہی خدا ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت کی باتیں اور سچا دین اسلام دے کر بھیجا۔ اس لئے کہ ہر دین پر غالب کرے۔ گو مشرک برا جانیں۔ ﴿ جب تمام ادیان باطلہ پر دین اسلام کا غلبہ رہا تو اب دوسرے نبی و رسول کی آنے کی کیا ضرورت ہے اور وہ اپنا دین کا غلبہ کس پر کرے گا۔

۵..... ”تبرك الذى نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيراً (الفرقان) ﴿ بڑی برکت والا ہے وہ خدا جس نے اپنے بندے (حضرت محمد ﷺ) پر قرآن اتارا۔ اس لئے کہ سارے جہاں کا ڈرانے والا ہو۔ جب سرور عالم ﷺ نذیر کل ہوئے تو پھر کسی اور نبی کی کیا ضرورت ہے اور وہ کس جہاں کا نذیر و بشیر ہوگا۔ ﴿

۶..... ”وما ارسلناك الا كافة للناس بشيراً و نذيراً ولكن اكثر الناس لا يعلمون (الاسباء) ﴿ اور اے پیغمبر ہم نے تو تجھ کو ساری دنیا کے لوگوں کو خوشخبری سنانے اور عذاب سے ڈرانے کے لئے بھیجا ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ ﴿ یہ آیت شریف

محمودی مرزائیوں کے واسطے خاص تازیانہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جناب سرور عالم ﷺ کو نذیر و بشیر کل دنیا فرمایا ہے۔

۷..... ”وما ارسلناک الا رحمة للعالمین“ ﴿اور نہیں بھیجا تجھ کو مگر رحمت دونوں جہاں کی﴾

ف..... ہم کو کیا ضرورت ہے کہ دنیا و آخرت کی رحمت کو چھوڑ کر زحمت خریدیں۔ طاعون، جنگ و جدل، اسلام میں نفاق و فرقہ بندی، قحط سالی، شور و شر، بغاوت الحاد و بیدینی، اسلامی خلافت کا مٹ جانا۔ قتنہ مرزائیت کا نتیجہ ہے۔

۸..... ”قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم . واللہ غفور رحیم . قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکفرین (آل عمران)“ ﴿اے پیغمبر کہہ دے اگر تم کو اللہ کی محبت ہے تو میری راہ پر چلو۔ اللہ بھی تم سے محبت رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔﴾ (اے پیغمبر) کہہ دے اللہ اور رسول کا کہا مانو اگر وہ نہ سنیں تو اللہ کافروں سے محبت نہیں رکھتا۔ اس آیت شریف سے خاص اطاعت و فرمانبرداری جناب سرور عالم ﷺ کی فرض ہوئی اور قیامت تک کسی اور شخص کی اطاعت جائز نہیں اور جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور فرمان کو چھوڑ کر جھوٹے اور کاذب نبی و مہدی کے پیرو ہوئے ہیں۔ اس نص جلی کے حکم سے کافر ہیں۔ ﴿

۹..... ”والذین آمنوا وعملوا الصالحات وامنوا بما نزل علی محمد وهو الحق من ربهم کفر عنهم سیئاتهم واصلح بالہم (سورة محمد)“ ﴿اور جو لوگ ایمان لاوے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے اور قرآن جو محمد پر نازل ہوا ہے۔ اس پر بھی ایمان لائے اور وہ برحق ہے اور ان کے پروردگار ہی کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ خدا نے ان کے گناہ ان پر سے اتار دینے اور ان کی دینی و دنیوی حالت بھی درست کر دی۔﴾ اب قرآن شریف کی موجودگی میں الہامات مرزا کی کیا ضرورت ہے۔

ایمان قادیانی

خود خدا، خدا کا بیٹا، خدا کا ہم سر، تثلیث کا قائل بنا، انبیاء و مرسلین کے مراتب مدارج کا کچھ خیال نہ رکھا۔ ان کا ختم نبوت کرنا، معجزات عیسوی و حیات مسیح سے صاف منکر ہو گئے۔ خاندان نبوت کو گالیاں سنائیں اور قرآن شریف کی بے ادبی کی اور خود نبوت کا دعویٰ کرنا ان آیات قرآنی کو جو شان رسول مقبول ﷺ میں نازل ہوئی تھیں۔ وہ اپنی ذات کی طرف

منسوب کیں۔ جنت البقیع کے بالمقابل مقبرہ بہشتی بنایا۔ نبی زینبؓ کے نکاح آسمانی کے بالمقابل محمدی بیگم کا نکاح بنایا۔ حضرت ابو عبیدہ امین الامتہ کے مقابلہ حکیم نور دین کو خطاب حکیم الامتہ دیا اور خاندان رسول مقبول ﷺ کے بالمقابل مرزا قادیانی کا کنبہ خاندان رسالت قرار پایا۔ یہ تھا ایمان قادیانی۔ (دیکھو تحفہ نورانی)

۱۰..... ”الم ، ذلك الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين ، الذين يؤمنون بالغيب ويقيمون الصلوة مما رزقنهم ينفقون ، والذين يؤمنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك وبالاخرة هم يوقنون ، اولئك على هدى من ربهم واولئك هم المفلحون (البقر)“ ﴿الم! یہ وہ کتاب ہے جس کے کلام الہی ہونے میں کچھ بھی شک نہیں۔ پرہیزگاروں کی رہنما ہے۔ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دئے رکھا ہے اس میں سے راہ خدا میں بھی خرچ کرتے ہیں اور اے پیغمبر جو کتاب ان پر اتری اور جو کتاب تم سے پہلے اتریں ان سب پر ایمان لاتے اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے پروردگار کے سیدھے رستے پر ہیں اور یہی آخرت میں منمائی مراد پاویں گے۔ ﴿جس طرح ہمارے نبی مکرم ﷺ سے پہلے کسی نبی و رسول علیہ السلام نے کل دنیا کی طرف مبعوث ہونے کا دعویٰ نہیں فرمایا۔ اسی طرح کسی نبی و رسول نے یہ بھی ضروری قرار نہیں دیا کہ تم دنیا کے سارے پہلے نبیوں پر ایمان لاؤ۔ درحقیقت یہ بھی ختم نبوت کا ایک امتیازی نشان ہے۔ اگر کوئی نبی و رسول جناب سرور عالم ﷺ کے بعد آنے والا ہوتا تو ما انزل من بعدک فرمان بھی ہوتا۔ غرض اس آیت نے قطعی طور پر ثابت کر دیا کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی و رسول ہیں اور جو شخص کہ اب نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا مفتری اور کذاب ہے۔

۱۱..... ”اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام ديناً“ ﴿آج کے دن تمہارے واسطے تمہارا دین میں نے کامل کیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے واسطے دین اسلام کے لئے میں راضی ہوا۔ قرآن شریف نے پکار کر کہا کہ ہدایت و تزکیہ نفس اور دین اسلام کو مکمل کر دیا گیا۔ ﴿

یہ دعویٰ قرآنی ختم نبوت کی تائید کرتا ہے۔ قرآن شریف مکمل ہو چکا۔ شریعت مکمل ہوئی۔ وحی بند ہوئی۔ تو اب دوسرے نبی کے آنے کی کیا ضرورت رہی۔ قرآن شریف آخری کتاب ہے۔ اس لئے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ جو قرآن شریف کو لائے۔ آخری نبی ہیں۔ جن پر نعمت الہی کا خاتمہ ہوا۔ اگر دنیا میں کوئی عید کا دن کہلا سکتا ہے تو مسلمانوں کے واسطے یہی دن عید کا

ہے۔ جب کہ خم غدیر میں جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کو نیابت و ولایت کا درجہ عطاء ہوا۔ تو یہ آیت شریف نازل ہوئی۔ اس وقت ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرامؓ کا مجمع تھا۔ سو مسلمانوں کے لئے ضرور یہ عید کا دن تھا۔ لیکن اگر سچ پوچھو تو یہ نسل انسانی کے لئے عید کا دن تھا۔ اگر ساری نسل انسانی کبھی کوئی حقیقی عید منائے گی تو وہ یہی عید ہوگی۔ جس دن دین کے کمال کو پہنچ جانے کا، ہدایت کی نعمت پورا ہو جانے کا اعلان دنیا میں ہو گیا اور انسان کو خدا کی طرف سے یہ مبارک بادی گئی کہ اب تمہارے کمال حاصل کرنے کا وقت آ گیا اور تمہارے دنیا میں پیدا کئے جانے کی غرض پوری ہو گئی۔ پس یہ شرف و فخر تمام مسلمانوں کے مذاہب میں سے صرف مذہب شیعہ ہی کو حاصل ہے کہ وہ اس روز ۱۸ رزی الحج کو تکمیل دین اسلام و ولایت و نیابت جناب علی علیہ السلام کے واسطے عید غدیر مناتے ہیں اور نسل بعد نسل خوشی کرتے جائیں گے۔ مگر باقی فرقے مخالف اور قادیانی وغیرہ اس عید سے جلتے ہیں۔

چہارم..... احادیث خاتم النبوة

..... احادیث شریف ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین“ اس آیت شریف کی صحیح تفسیر جناب رسول خدا ﷺ نے خود فرمائی ہے۔ ہر مسلمان کو اس کا مان لینا فرض ہے۔ ”قال النبی ﷺ لعلیٰ اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلة ہارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی (متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف باب مناقب علی علیہ السلام)“ ﴿جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔ حضرت علی علیہ السلام سے کیا تم اس سے خوش نہیں ہوتے۔ تمہارا درجہ میرے پاس ایسا ہو جیسے ہارون کا درجہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس تھا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔﴾

ف..... اس حدیث شریف سے سوا کمال نبوت کے اور تمام کمالات کا مجمع حضرت علی علیہ السلام ثابت ہوتے ہیں کہ ایک نبی حضرت ہارون علیہ السلام سے مشابہت دی گئی ہے۔ جناب امیر علیہ السلام میں اوصاف نبوت پائے جاتے تھے۔ مگر چونکہ نبوت کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ اس لئے آپ نبی نہ ہوئے۔ اگر دروازہ نبوت بند نہ ہوتا تو بعد سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ آپ ضرور نبی ہوتے۔ جب جناب امیر علیہ السلام کو درجہ نبوت نہ ملا اور وہ نبی تشریحی یا غیر تشریحی نہ ہوئے تو مرزا قادیانی جو ایک معمولی مسلمان کا سا بھی درجہ نہیں رکھتے تھے۔ کس طرح نبی و رسول ہو سکتے ہیں۔ خلیفہ نور الدین صاحب آنجمانی ہمیشہ جناب مرزا قادیانی کو ولی اور مجدد ہی فرماتے رہے اور جناب مرزا قادیانی کا پہلے پہل خود دعویٰ مجددیت کا تھا۔

۲..... حدیث شریف ”قال رسول اللہ ﷺ ان لی خمسة اسماء انا

محمد واحمد وانا الماہی الذی یحو اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب (صحیح بخاری ص ۲۶)“ ﴿جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میرے واسطے پانچ نام ہیں۔ میں محمد ہوں، اور احمد اور ماہی یعنی مٹانے والا کفر کو۔ اللہ کفر کو میرے ہاتھ سے مٹوائے گا اور حاشر یعنی لوگ میرے بعد حشر کئے جائیں گے اور عاقب یعنی میرے بعد دنیا میں کوئی نیا پیغمبر نہیں آوے گا۔﴾

ف..... جناب رسول خدا ﷺ کا نام محمد جلالی ہے اور احمد جمالی ہے اور مرزا قادیانی کا نام تو غلام احمد ہے۔ یعنی احمد کا غلام وہ غلامی چھوڑ کر احمد کس طرح بن گئے اور ادھر جناب سرور عالم ﷺ کا دعویٰ کہ ان کا نام احمد ہے ادھر جناب مرزا محمود قادیانی کا دعویٰ کہ یہ نام احمد ان کے والد کو دیا گیا ہے تو فرمائیے دونوں مدعیوں سے کون سچا ہے؟

۳..... حدیث شریف ”قال النبی ﷺ مثلی ومثل الانبیاء کرجل

بنی داراً فاکملها واحسنها الاموضع لبنۃ فجعل الناس یدخلونها ویتعجبون ویقولون لولا وضع اللبنة (بخاری ص ۲۷، کتاب المناقب باب خاتم النبیین، صحیح مسلم ص ۲۳۱۸، باب ذکر کونہ خاتم النبیین)“ ﴿آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ میرے اور دوسرے پیغمبروں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک گھر بنایا۔ اس کو خوب آراستہ پیراستہ کیا۔ مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ تو لوگ اس گھر میں جانے لگے اور تعجب کرنے لگے۔ یہ اینٹ کی جگہ اگر خالی نہ ہوتی۔ (تو کیسا مکمل اچھا گھر ہوتا)﴾

ف..... مکان نبوت میں ختم رسالت کی نورانی اینٹ لگا کر وہ مکان مکمل کیا گیا

ہے۔ اگر قادیانی محمودی پارٹی کا اختیار ہے تو یہ اینٹ اکھاڑ کر مرزا قادیانی کی اینٹ لگا دیں۔

۴..... حدیث شریف ”عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال ان

مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتاً فاحسنه واجمله الاموضع لبنة من زاویة فجعل الناس یطوفون به ویعجبون له ویقولون ہلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبیین (بخاری ص ۲۷، باب خاتم النبیین)“ ﴿حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ میرے اور اگلے پیغمبروں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا۔ اس کو خوب آراستہ پیراستہ کیا۔ مگر ایک

کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس گھر میں پھرتے ہیں۔ تعجب کرتے ہیں۔ ایسا آراستہ گھر یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی تو اینٹ میں ہوں۔ میں نیبوں کے ختم کرنے والا ہوں۔ ﴿ (زیادہ دیکھو مشکوٰۃ ج ۳ باب فضائل سید المرسلین ﷺ فصل اول ص ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ج ۵ ص ۳۵۸، لمعات ج ۳ ص ۴۹۲، مظاہر حق ج ۳ ص ۵۰۱، المعلم ترجمہ صحیح مسلم ص ۲۳۱۹، ۲۳۲، ۲۳۳، باب خاتم النبیین)

۵..... حدیث شریف ”عن النبی ﷺ قال كانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبي خلفه نبي وانه لا نبی بعدی وسيكون خلفاء فيكثرون (بخاری ص ۱۱۴، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، خصائص اکبری ج ۲ ص ۱۱۳، فتح الباری ج ۱۳ ص ۲۸۳، قسطلانی ج ۵ ص ۴۲۱، عمدۃ القاری ج ۷ ص ۴۵۶)“ ﴿ جناب رسول خدا ﷺ سے ہے کہ بنی اسرائیل کے لوگوں پر پیغمبر حکومت کیا کرتے۔ جب ایک پیغمبر گزر جاتا۔ دوسرا اس کا قائم مقام ہوتا۔ مگر میرے بعد تو کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ البتہ خلیفہ ہوں گے۔ ﴿

۶..... اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل میں جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو اس کے بعد دوسرا نبی مبعوث کیا جاتا۔ مگر امت محمدیہ میں ایسا نہ ہوگا کہ آپ کے بعد کسی کو نبوت ملے۔ البتہ خلفاء ہوں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں جو نبی علیہم السلام گذرے ہیں وہ توریت ہی پر عمل کرتے تھے۔ جناب صاحب شریعت نبی نہ تھے۔ پس فرمان ”انہ لا نبی بعدی“ نے صاف فیصلہ کر دیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو تشریحی یا غیر تشریحی نبوت نہ ملے گی۔ اس پر لفظ نبی کا اطلاق نہ ہوگا۔ بلکہ وہ خلیفہ کہلائے گا۔ جب نبوت کا لفظ ہی اڑ گیا تو مرزا قادیانی نبی کی کس طرح ہو سکتے ہیں۔ فافہم وتدبر!

۶..... حدیث شریف ”عن انس بن مالك قال، قال رسول الله ﷺ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت ولا رسول بعدی ولا نبی بعدی قال فشق ذلك على الناس فقال المبشرات فقالوا يارسول الله وما المبشرات قال رؤیاء المسلم وحي جزء من اجزاء النبوة (سنن ترمذی ص ۲۷۰۱، المعلم ترجمہ صحیح المسلم)“ ﴿ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت تمام ہو گئی۔ پس اب نہ کوئی رسول اور نہ کوئی نبی میرے بعد ہوگا۔ پس لوگوں پر یہ بات گراں گذری۔ تب آپ نے فرمایا لیکن

مبشرات باقی ہیں۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ مبشرات کیا چیز ہیں۔ فرمایا آپ نے مسلمان کا خواب اور یہ نبوت کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے۔ ﴿

ف..... لفظ انقطع نے فیصلہ کر دیا ہے کہ رسالت و نبوت کا سلسلہ قطع ہو گیا، ٹوٹ گیا، بند ہو گیا۔ ”ولا رسول بعدی ولا نبی بعدی“ کے فرمان نے مدعیان نبوت کی جڑ کاٹ دی۔ ہاں روایات صادقہ سچے خواب باقی ہیں۔ وہ ہر ایک مسلمان کو آسکتے ہیں۔ اس میں کسی کی خصوصیت نہیں۔

۷..... ”عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجداً وطهوراً وارسلت الی الخلق كافة و ختم بی النبیون (رواہ مسلم، مشکوٰۃ الربع الرابع باب فضائل سید المرسلین ص ۲۲۸، ۲۲۹، امرتسری مرقاة ج ۵ ص ۳۶۱، لمعات ج ۴ ص ۴۹۵، مظاهر حق ج ۴ ص ۵۰۳، خصائص الكبرى ج ۲ ص ۱۹۳)“ ﴿حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں نبیوں پر چھ خصلتوں سے فضیلت دیا گیا ہوں۔ ساتھ کلمے جامع قرآن شریف اور دشمنوں کے دل میں رعب ڈالنے کے ساتھ فتح دیا گیا ہوں اور میرے واسطے مال غنیمت حلال ہوا اور زمین میرے واسطے مسجد اور پاک کرنے والی کی گئی اور تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور میرے ساتھ نبوت ختم ہو گئی۔ ﴿

۸..... مدعی نبوت کذاب ہے۔ حدیث شریف ”قال رسول اللہ ﷺ ولا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریباً من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول اللہ (بخاری ص ۵۳، کتاب المناقب، ترمذی ج ۲ ص ۱۱۲، ابواب الفتن)“ ﴿جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی۔ جب تک کہ تیس جھوٹے (دجال و مکار) نہ گذریں۔ ہر ایک یہی کہے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ ﴿

ف..... جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ حیات النبی ہیں وہ نبی آخر الزمان ہیں۔ یہ زمانہ قیامت تک انہی کی بادشاہت کا ہے۔ پانچوں وقت اذان تمام اسلامی دنیا میں ”اشہد ان محمد رسول اللہ“ کی منادی کرتی رہتی ہے کہ کل مخلوق کا ایک ہی رسول ہے۔ اب جس نے بالمقابل دعویٰ نبوت و رسالت کا کیا وہ جھوٹا کذاب دجال قرار پایا۔ جناب مرزا قادیانی کے دعویٰ

سے پیشتر چوبیس جھوٹے مدعیان نبوت و رسالت گذر چکے ہیں اور اس حدیث شریف کے ماتحت آچکے ہیں۔ اب مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت و رسالت کو اس حدیث شریف سے مقابلہ کرلو۔

۹..... مدعی نبوت کذاب ہے۔ حدیث شریف ”قال رسول اللہ ﷺ لا تقوم الساعة حتى تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتى یعبدوا الاوثان وانه سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی هذا حدیث صحیح (ترمذی ج ۲ ص ۱۱۲، ابواب الفتن، سنن ابوداؤد ج..... ص ۲۳۳، مشکوٰۃ ج ۴ ص ۸۱، مرقاہ ج ۵ ص ۵۱، لمعات ج ۴ ص ۳۱۴، مظاہر حق ج ۴ ص ۳۲۹، ابوداؤد ص ۱۰۷۱، کنز العمال ج ۷ ص ۱۷۳)“ ﴿جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ کچھ قبیلے میری امت سے مشرکوں کے ساتھ نہ مل لیں اور تاکہ بتوں کی پرستش نہ ہو لے اور جلدی ہی میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ ہر ایک کہے گا کہ میں نبی ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾

۱۰..... جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میری امت میں ۲۷ جھوٹے فریبی دجال پیدا ہوں گے۔ ان میں چار عورتیں دعویٰ نبوت کریں گی اور میں نبیوں کے ختم کرنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (رواہ احمد، طبرانی، بحوالہ کنز العمال ج ۷ ص ۱۷۰)

ف..... اس سے معلوم ہوا کہ خاتم النبیین سے مراد لانی بعدی ہے اور تمام مدعیان نبوت کو آنحضرت ﷺ جھوٹا اور دجال فرماتے ہیں۔ چونکہ ان مدعیان نبوت سے بعض نے نبوت تشریحی اور بعض نے نبوت غیر تشریحی کا دعویٰ کیا ہے اور آنحضرت ﷺ نے مدعیان نبوت کو جھوٹا کہا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ الفاظ لانی بعدی میں ہر دو طرح نبوت کے اجرا کی نفی ہے۔

(اخبار اہل حدیث ج ۱۹ ص ۲۲۳ سن ۱۴۰ھ)

..... حدیث شریف ”عن ابی امامة الباهلی قال خطبنا رسول اللہ ﷺ فکان اکثر خطبة حدیثاً حدثناہ عن الدجال وحذرناہ فکان من قوله ان قال انه لم تکن فتنة فی الارض منذر اللہ ذریة ادم اعظم من فتنة الدجال وان اللہ لم یبعث نبیناً الا حذر امة الدجال وانا اخر الانبیاء وانتم اخر الامم (رفع الحجاجہ، ابن ماجہ ج ۲ ص ۳۳۳، سنن ابن ماجہ ص ۳۰۷، تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۳۸، کنز العمال ج ۷ ص ۱۹۳)“ ﴿ابو امامہ باہلی سے روایت ہے کہ

آنحضرت ﷺ نے خطبہ سنایا تو بڑا خطبہ آپ کا دجال سے متعلق تھا۔ آپ نے دجال کا حال ہم سے بیان کیا اور ہم کو ڈرایا۔ فرمایا اس سے تو کوئی فتنہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی اولاد کو پیدا کیا۔ زمین میں دجال کے فتنے سے بڑھ کر نہیں ہو اور اللہ جل جلالہ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور میں تمام انبیاء کے آخر میں ہوں اور تم سب امتوں کے آخر میں ہو۔ ﴿

۱۲..... آنحضرت ﷺ نے فرمایا قیامت سے پہلے دجال اور دجال سے پہلے تمیں یا زیادہ جھوٹے کذاب ہوں گے۔ وہ ہمارے طریق کے برخلاف چلیں گے۔ دین و سنت کو مٹائیں گے۔ (کنز العمال ج ۷ ص ۱۷۱)

نتیجہ: ان دلائل سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ جناب سرور عالم ﷺ سب انبیاء سے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ ملے گی۔ خواہ تشریحی ہو۔ خواہ غیر تشریحی اور جو دعویٰ نبوت کرے گا وہ جھوٹا کذاب دجال ہو کر مرے گا۔ پس جب جناب سرور دو جہاں ﷺ نے خود فیصلہ تھانی فرمادیا تو آپ اس میں چون و چرا کرنی اور بے جاتا ویل کرنی سراسر بطلان و جہالت و ضلالت ہے۔

معانی خاتم

تمام تفاسیر اہل سنت میں خاتم النبیین کے معنی تمام نبیوں کے ختم کرنے والا آخر آنے والا ہے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری ج ۲۲ ص ۱۱، تفسیر درمنثور ج ۵ ص ۲۰۴، لسان الیوب ج ۱۵ ص ۵۵، تفسیر کشاف ج ۲ ص ۲۱۵، مدارک ج ۳ ص ۴۷۰، جامع البیان ص ۳۶۴، ارشاد الساری شرح صحیح بخاری ج ۶ ص ۱، لمعات ج ۴ ص ۳۱۴، اخبار اہل حدیث ج ۱۹ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۳ شعبان ۱۴۳۰ھ)

ب..... اگر مہر کے معنی لئے جائیں تو ہمیشہ خطوط، اسٹامپ اور پارسلوں پر مہر (سیل) بند کرنے کے واسطے لگائی جاتی ہے۔ اگر خاتم کے معنی نگینہ یا تصدیق کے لئے جائیں تو قرآن شریف کی ان آیات شریف کے کیا معنی ہوں گے۔

الف..... ”ختم اللہ علیٰ قلوبہم وعلیٰ سمعہم“

ب..... ”الیوم نختم علیٰ افواہہم (یسین)“

ج..... ”وختم اللہ علیٰ قلوبکم من الہ غیر اللہ یاتیکم (انعام)“

د..... ”وختم علیٰ سمعہ وقلبہ“

ہ..... ”فان یشاء اللہ یختم علیٰ قلبک“

ان تمام آیات بینات میں ختم کے معنی بند کرنے کے ہیں۔ مہر لگانا ایک عربی محاورہ ہے۔ اگر حقیقی معنی لئے جائیں تو کوئی مرزائی قادیانی ہو یا لاہوری کسی کافر و مشرک کے دل، کان اور منہ پر مہر لگی ہوئی دکھا سکتا ہے۔ یا کسی ڈاکٹر صاحب نے پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے کسی دل پر مہر لگی ہوئی دیکھی ہے۔ پس خاتم النبیین کے معنی ہیں۔ نبیوں کے بند کرنے والا۔ یعنی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو کر یا رسول ہو کر قیامت تک دنیا میں نہیں آئے گا۔

اگر ختم کے معنی جاری ہونے کے لئے جائیں تو عبارت یوں ہونی چاہئے کہ وحی رسالت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر جاری ہوگئی۔ پس ختم نبوت کے بعد اسلام میں کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

پنجم..... خاتم النبیین کی معانی مرزا قادیانی کی زبانی

۱..... ”نبوت جو تامہ کاملہ ہے اور سارے کمالات وحی کو اپنے اندر جمع رکھتی ہے۔ ہم ایمان لائے ہیں۔ اس کے منقطع ہو جانے پر اس دن سے جب یہ اترا۔“ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین

(توضیح المرام ص ۱۳، خزائن ج ۳ ص ۶۱)

۲..... ”حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں۔ جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی۔ جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۳۷، ۱۳۸، خزائن ج ۳ ص ۱۷۰)

۳..... ”بجز جناب ختم المرسلین احمد عربی ﷺ کے اور کوئی ہمارے لئے ہادی اور مقتدا نہیں۔ جس کی پیروی ہم کریں یا دوسروں سے کرانا چاہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۸۲، خزائن ج ۳ ص ۱۸۸)

۴..... ”اللہ (وہ) وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۸۶، خزائن ج ۳ ص ۴۱۶)

۵..... ”اکیسویں آیت یہ ہے۔“ ماکان محمد ابا احمد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین ”یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے۔ مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۱۴، خزائن ج ۳ ص ۴۳۱)

۶..... ”چہارم قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے اور باب نزول جبرئیل یہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممنوع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔“ (ازالہ اوہام ص ۶۱، خزائن ج ۳ ص ۵۱۱)

۷..... ”آحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جاننا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔“ (حمامۃ البشری ص ۲۰، خزائن ج ۷ ص ۱۹۹، ۲۰۰)

۸..... ”اور اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو ہمارے رسول کے ساتھ ختم کر دیا اور وحی نبوت منقطع ہوگئی۔“ (تحفہ بغداد ص ۷، خزائن ج ۷ ص ۹)

۹..... ”اللہ تعالیٰ کو یہ شایاں نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایاں اس کو کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے۔ بعد اس کے اسے قطع کر چکا ہے اور بعض احکام قرآن کو منسوخ کر دے یا ان پر بڑھا دے۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۷، خزائن ج ۵ ص ۳۷۷)

۱۰..... ”اور نبوت بعد نبی کریم کے منقطع ہوگئی ہے اور نہیں ہے کوئی کتاب بعد

فرقان کے اور وہ پہلے سب صحیفوں سے بہتر ہے اور نہیں کوئی شریعت بعد شریعت محمدیہ کے۔“ (ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۶۲، خزائن ج ۲۲ ص ۶۸۹) میں ختم نبوت کے معنی دیکھو شاید صراط مستقیم نصیب ہو۔ یہ چند اقوال جناب مرزا قادیانی طالبان حق کے واسطے کافی ہیں اور محمودی عقائد کے ابطال کے واسطے شافی ہیں۔

نوٹ: مرزا قادیانی کی تحریرات و عقائد، تاویلات، استعارات، سب متضاد متناقض مخالف کتاب اللہ و سنت ہیں۔ آپ کے لٹریچر سے ایک محقق انسان کوئی نتیجہ اخذ نہیں کر سکتا اور نہ کوئی روحانیت حاصل کر سکتا ہے۔ بلکہ ایک گمراہی دگورکھ دھندے میں پڑ کر اپنا اسلام اور ایمان خارج کر بیٹھتا ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنے عقائد کے مختلف رنگ بدلے، مجدد، ملہم، مہدی، مسیح موعود، بروزی وظلی نبی، حقیقی نبی بنتے گئے۔ کبھی خدا کا ہمسر، کبھی خدا کا باپ، کبھی خدا کا بیٹا، کبھی خدا کا محبوب، آخر سب چھوڑ کر کوشن اوتار کا دعویٰ کر دیا۔ مرزا قادیانی کی ہر ایک تحریر میں اختلاف عظیم ہے۔ ان کے عقائد و تعلیمات کے دیکھنے سے ان کے اسلام اور ایمان پر کافی روشنی پڑ سکتی ہے۔ جو آیات الوہیت نبوت و امامت وغیرہ کے قرآن شریف میں ہیں۔ وہی دعاوی

مرزا قادیانی نے کر دیئے ہیں۔ شریک فی الذات والصفات الہی اور شریک نبوت محمد ﷺ بن کر نہ خدا تعالیٰ سے کم رہے اور نہ جناب رسول اللہ ﷺ سے کچھ بھاری ہیں۔ ”قرآن شریف خدا کی اور ان کی منہ کی باتیں ہیں۔“ (حقیقت الوحی ص ۸۴، خزائن ج ۲۲ ص ۸۷)

..... ”کیا نہیں جانتے کہ خدائے رحیم کریم نے ہمارے نبی ﷺ کو بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء قرار دیا اور ہمارے نبی ﷺ نے بطور تفسیر آیت مذکور فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور طالبین حق کے لئے یہ بات واضح ہے اور اگر ہم اپنے نبی ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کی جواز قبول کریں تو گویا ہم نے وحی نبوت کا دروازہ کھول دیا۔ حالانکہ وہ بند ہو چکا ہے اور ہمارے رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی طرح کوئی نبی آ سکتا ہے۔ جبکہ ان کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا۔“ (حملۃ البشری ص ۲۰، خزائن ج ۲ ص ۲۰۰)

۱۲..... ”اگر کوئی کہے کہ فساد اور بد عقیدگی اور بد اعمالیوں میں یہ زمانہ کم نہیں۔ پھر اس میں کوئی نبی کیوں نہیں آیا۔ تو جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ توحید اور راست روی سے بالکل خالی ہو گیا تھا اور اس زمانہ میں چالیس کروڑ لا الہ الا اللہ کہنے والے موجود ہیں اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالیٰ نے مجدد کے بھیجے سے محروم نہیں رکھا۔“

(نور القرآن ص ۱۰، خزائن ج ۹ ص ۳۳۹ حاشیہ، بابت جون، جولائی، اگست ۱۸۹۵ء)

براہین صابریہ

..... آیات پینات واحادیث سرور کائنات ومرزا قادیانی کی تحریرات سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام میں نبوت کا دروازہ بند ہے اور اسلام کا سردار اور سیدالابرار سیدنا محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ ﷺ نبی آخر الزمان ہے۔ ان کے بعد کوئی شخص رسول یا نبی ہو کر نہیں آئے گا۔ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اس کا نام کذاب، دجال رکھا گیا۔ اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق واجماع ہے۔

کرنیں ہیں اک مشعل کی خاتون و شہر شبیر علی

ہیں جزو بدن اور جان نبی ہے نور نبی ان چاروں میں

تمام معارف و نکات قرآنی و علوم مظاہر و باطن و حقائق حقانی اور اصلی اسلام کی شعاعیں انہی انوار نبوت سے چمکیں اور جہاں کی جہالت و شرک و کفر کی تاریکی دور ہو گئی۔ نیک اور سعید لوگ وہ ہیں جو ائمہ اطہار اولاد سیدالابرار ﷺ کے کامل پیروی کر کے معرفت الہی حاصل کرتے ہیں اور ہر ایک کا ذہن مدعی کو چھوڑ کر صراط مستقیم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں جو اصلی راہ نجات ہے۔ ان ائمہ اطہار نے دنیا میں آ کر اسلام کا حقیقی راستہ بتلایا کہ من کل الوجوه دروازہ نبوت بند ہو گیا اور

قطعاً طور پر وحی رسالت منقطع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی و رسول ہرگز نہیں آئے گا۔ ان کے بعد ہر ایک مدعی نبوت کا کذب اور کافر ہے۔

۲..... جبکہ مرزا قادیانی نبی اللہ نہیں۔ نہ ان کا کلمہ، نہ درود، نہ اذان، نہ شریعت، نہ احکام، نہ وحی نہ ان کے انکار سے کوئی کافر ہو سکتا ہے۔ بلکہ پکا مسلمان رہتا ہے۔ نہ ان کا ماننا کوئی جزور کن دنیائے اسلام ہے، نہ ہی غیر مسلم کو مسلمان بناتے وقت ان کا کوئی کلمہ پڑھا جاتا ہے۔ بلکہ کلمہ ”توحید“ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ سکھایا جاتا ہے۔ اسلام مکمل، شریعت محمدیہ مکمل، قرآن شریف مکمل، نبی مکرم اکمل و افضل، ائمۃ الطاہرین کے فرمان مکمل، آثار صحابہ عظام مکمل تو ان سب کو چھوڑ کر خواہ مخواہ مرزا قادیانی کے دور از قیاس مخالف کتاب اللہ و سنت، الہامات و تحریرات کو مان کر اپنا اسلام کیوں ضائع کریں اور اپنا روپیہ چندوں میں کیوں خراب کریں۔

۳..... اگر فرض کر لیا جائے کہ نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا اور امت محمدیہ کے واسطے کھڑکی کھلی ہوئی ہے اور امتی لوگ اس کھڑکی کی مشین سے بنی ڈھلکر نکلتے رہیں گے تو کیا وجہ ہے کہ تیرہ سو سال میں پہلے ایک بھی ایسا مکمل باکمال شخص پیدا نہیں ہوا جو اس کھڑکی سے بنی بن کر نکلتا۔ کیا اہل بیت کرام و صحابہ عظام و جناب علی علیہ السلام جو استاد مرزا قادیانی ہیں۔ سب کے سب اس فیضان نبوت سے محروم گئے۔ جنہوں نے تمام عمر اپنی جاں نثاری رسول مقبول ﷺ میں فدا کر دی۔ کفار کے ساتھ جہاد کئے اور ہمیشہ حضور انور ﷺ کے فیضان صحبت سے فیضیاب ہوتے رہے اور وحی رسالت ﷺ کو دیکھا گئے اور کامل مطیع و تابع رہے اور اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ جن پر صلوات و رحمت الہی بستی رہی۔ وہ تو نبی و رسول نہ بن سکے اور اس مدرسہ نبوت میں سے سب فیصل ہو گئے۔ مگر چودھویں صدی میں مرزا قادیانی اس فرضی کھڑکی کو جھونگ کر سند نبوت کی آئی۔ حالانکہ آپ نے جناب سرور عالم ﷺ کے دیدار فیض آثار تو کجا روضہ مطہرہ کی زیارت بھی حاصل نہیں کی اور نہ ہی آپ کو حج بیت اللہ شریف نصیب ہوئے۔

۴..... اگر یہ مان لیا جائے کہ سنت اللہ اور فطرۃ الہی کے موافق گذشتہ امتوں میں نبی و رسول ہر بستی ہیں۔ اپنی قوم میں اتار رہا ہے۔ اب بھی آنا چاہئے تو آپ صاحبان کو بتلانا پڑے گا کہ گذشتہ تیرہ سو سال میں امت محمدیہ ﷺ میں کہاں کہاں اور کتنے نبی و رسول آئے۔ ان کا کیا نام ہے اور کس قوم میں مبعوث ہوئے۔ اگر مرزا قادیانی کو نبی اللہ مانتے ہو تو پادری ڈوٹی صاحب مدعی نبوت امریکہ کو کیوں جھٹلاتے ہو اور بہاء اللہ بانی ایرانی سے کیوں شرماتے ہو۔

۵..... دراصل اسلام کی بنیاد توحید باری تعالیٰ اور ختم نبوت پر منحصر ہے کہ تمام

مخلوق زمین و آسمان دنیا جہاں کا ایک ہی خالق مالک رازق اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے۔ تاکہ تمام مخلوق ایک ہی مالک و حقیقی رب کی اطاعت و عبادت کریں۔ اگر دو خدا مالک ہوتے تو ہمیشہ زمین پر فسادات رہتے اور دو خدا ان کے بندے ہمیشہ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ اسی طرح منشاء حق تعالیٰ یہی تھا کہ ”واعتصموا بحبل اللہ جمعياً ولا تفرقوا“ پر عمل کر کے تمام مخلوق جہاں ایک ہی سردار نبی و رسول اکرم کے ماتحت ہو کر حقیقی وحدت حاصل کریں۔ سب کے سب ایک ہی رستہ پر ہو کر چلیں اور خدا تعالیٰ کے بندے ایک ہی دین پر رہیں۔ تاکہ ان میں فساد و جھگڑا نہ ہو۔ اس لئے دین اسلام کو مکمل کر کے کلمہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کے نورانی زنجیر میں جکڑ دیا اور قیامت تک تو حید و رسالت کا اقرار امت محمدیہ ﷺ کا لے لیا کہ دنیا کا سردار محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔ پس اس کلمہ طیبہ کی موجودگی میں ہم کو کسی دوسرے نبی و رسول کی ضرورت نہیں ہے اور قرآن شریف اور سنت نبوی ﷺ کی موجودگی میں ہم کو اور کسی کتاب اور اقوال کی ضرورت نہیں۔ کامل کو چھوڑ کر ناقص کیوں اختیار کریں۔ نور کے عوضہ میں اندھیر خرید کریں اور اسلام سے خارج ہوں۔

۶..... ہر ایک مسلمان پانچوں وقت نماز میں اسلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پڑھا کرتا ہے۔ جس سے ظاہر و باطن اول آخر النبی سے مراد سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ لیتا ہے اور ہمیشہ فنا فی الرسول ہو کر حضور انور ﷺ کو اپنا سردار و آقائے نامدار سمجھ کر درود شریف پڑھتا ہے۔ اس لفظ نے بتا دیا ہے کہ دوسرا کوئی نبی اس امت کا ولی نہیں۔ اگر کوئی ہوتا تو لفظ النبی بے معنی و بے محل تھا۔ اسی النبی پر روز بیثاق میں تمام ارواح انبیاء مرسلین علیہم السلام سے وعدہ نصرت لیا تھا۔ یہی لفظ النبی یا وہ نبی یا آنحضرت ﷺ تمام امت سابقہ میں مشہور و معروف چلا آیا ہے۔ مگر خلیفہ صاحب قادیانی ہم کو سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے چھڑا کر اور اقرار نبوت مرزا قادیانی کرا کر کافر بنانا چاہتا ہے اور تمام اسلام کی جڑ اکھاڑنا چاہتا ہے۔ جو امر محال ہے۔ قرآن شریف میں الفاظ النبی، الرسول (یا ایہا النبی یا ایہا الرسول) کا استعمال بکثرت ہوا ہے اور النبی کو سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے نام نامی و اسم گرامی سے مخصوص کر دیا ہے۔ تاکہ کوئی دوسرا جھوٹا نبی اس سے فائدہ نہ اٹھائے۔ ”ان اللہ وملتکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما“ یہ فرمان ایزد منان قیامت تک ہے اور صلوة اور درود شریف اس نبی مکرم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر امت مرحومہ پڑھتے رہیں گے جو اسلام کے اکیلے بادشاہ اور نبی و رسول اور اللہ والی امت اور گنہگاروں کے شفیع ہیں۔ یہی ختم نبوت کی اعلیٰ دلیل ہے۔

۷..... اس ختم نبوت کی حفاظت خداوند تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔ ”انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون“ کے فرمان سے جس کا ذب، جھوٹے شخص نے دعویٰ نبوت کیا وہ کاذب ٹھہرایا گیا۔ جیسے مسیلمہ کذاب اور جو مقابلہ میں آیا وہ مارا گیا اور اسلام سے خارج ہو کر قوم کافرین میں شمار ہوا۔

۸..... مسلمانوں کی ہر ایک مسجد میں پانچوں وقت اذان میں اشہدان محمد رسول اللہ کے منادی بڑے زور و شور سے ہوتی رہتی ہے۔ جب تک یہ اذان قائم ہے۔ جب تک ہر مسلمان کی گواہی ہوتی رہے گی کہ وہ رسول ﷺ جس کی رسالت کے اقرار سے انسان مسلمان ہوتا ہے۔ صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہے اور کوئی نبی و رسول نہیں جس نے محمد رسول اللہ ﷺ سے منہ موڑا۔ اس نے خدا تعالیٰ کو چھوڑا۔ وہ کافر و دوزخی ہو کر مرا۔ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“

۹..... ”کیا ایسا بد بخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ”ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین“ کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے اور وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے بعد رسول اور نبی ہوں..... ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا اور جس نے ہمارے رسول اللہ ﷺ اور سردار کے بعد کہا کہ میں نبی اور رسول حقیقی ہوں۔ اس نے افتراء باندھا۔ قرآن کو ترک کیا۔ احکام شریعت کو چھوڑا۔ وہ کافر کذاب ہے۔“ (حاشیہ انجام آقہم ص ۲۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۷)

۱۰..... ”نبی کا لفظ صرف دو ہی قوموں کے نبیوں میں مشترک تھا۔ یعنی مسلمانوں اور بنی اسرائیل کے نبیوں میں اور اسلام میں تو آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔“

(راز حقیقت ص ۱۶، خزائن ج ۱۳ ص ۱۶۸)

پس مسلمانو! تم صراط مستقیم کو چھوڑ کر قادیانی گورکھ پھندے میں مت پھنسو اور ائمہ اطہار و اولاد سیدالابراہیم ﷺ حقیقی پیشویان و وارثان مذہب اسلام کی پیروی کرو تا کہ حیات ابدی راہ حق حاصل ہو۔

جعفری باش گر خدا خواہی
ورنہ درہر طریق گمراہی
تمت بالخیر!

سید احمد علی شاہ شاہی، سکول، اسپر سے لے کر کولمبیا یونیورسٹی
لاہور، پاکستان

قادیان دارالامان

میں
انقلاب

خان حبیب الرحمن خان کابلی قادیانی

تمہید

قادیان میں جو موجودہ نظام قائم کیا گیا ہے اس سے احمدیت کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ مسیح موعود نے جماعت احمدیہ کی بنیاد اس لئے رکھی تھی کہ دنیا میں اس کے ذریعہ اشاعت اسلام ہو اور خدا کی مخلوق کا اخلاق درست ہو۔ دنیا میں امن قائم ہو اور سب سے بڑی بات یہ ہے۔ ایسی پر یقین اور محکم جماعت قائم ہو۔ جس کے ذریعہ ملک اور ملت کی آزادی کے لئے بھی بوقت ضرورت کام کیا جاسکے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے ہمیشہ ہندو مسلم اتحاد پر زور دیا۔ آپ کا آخری لیکچر پیغام صلح اس بات کا بین ثبوت ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کانگریس جو ملک کی آزادی کی جنگ لڑ رہی ہے۔ اس کی کبھی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ اپنے آخری لیکچر پیغام صلح میں آپ نے نہایت لطیف پیرائے میں کانگریس کے مطالبات کی حمایت کی ہے۔

لیکن قادیان کا موجودہ نظام انگریزوں کی آکھٹی سکھاتا ہے اور احمدیوں کو مذہب سے بیگانہ کرتا ہے اور لاندہ بیت کی طرف لے جاتا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ کانگریس کی مخالفت اور ذاتی اقتدار پر سب سے زیادہ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اور اس موجودہ نظام کے ماتحت اشاعت احمدیت اور اشاعت اسلام کے لئے قطعاً کوئی کام نہیں کیا جاتا۔ اس لئے جماعت احمدیہ کے اس حصہ میں جس کو اسلام اور احمدیت اور اپنے وطن سے محبت ہے۔ ہمیشہ موجودہ نظام کے خلاف احتجاج بلند ہوتا رہا ہے۔ مگر روپے اور بیچارے دواب سے مخلصین کو دبانے کی کوشش کر کے کامیابی حاصل کی گئی۔

۱۹۳۳ء کے آخر میں ریفارم لیگ نے بھی جماعت کے موجودہ نظام کے خلاف احتجاج کیا۔ لیکن اس احتجاج کو بھی پراسرار طریقوں سے بند کرانے کی کوشش کی گئی۔ آج بھی یہی کوشش ہے اور اس بات کی طرف قادیان کے ارباب اقتدار اور خود جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد ہرگز آمادہ اور تیار نہیں ہوتے کہ قادیان کے موجودہ نظام کو درست کیا جائے اور جماعت میں وہ روح قائم کی جائے جو مسیح موعود قائم کرانا چاہتے تھے۔ قادیان کے ارباب بست و کشاد اور خود جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد کی اس تغافل کیشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ جماعت میں کئی دفعہ انتشار پیدا ہوا اور ابھی اس انتشار میں کمی پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ یہ انتشار ایک خوفناک انقلاب کی صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔

میں نے اور احمدیہ ریفرام لیگ نے کبھی جناب مرزا بشیر الدین محمود کے کریکٹر پر گندے الزامات نہیں عائد کئے اور نہ کبھی جماعت کو ابتلاء میں پھنسانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن قادیان کے ارباب اقتدار ہمیشہ اپنی فریب کاریوں کے ذریعہ اس کوشش میں مصروف رہے ہیں اور یہ ان کی آرزو رہی ہے کہ کسی طرح میں اور ارکان احمدیہ ریفرام لیگ ترک احمدیت کا اعلان کر دیں۔ اس کے لئے کئی قسم کے پاؤں پیلے گئے۔ مگر خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ قادیان کے ارباب اقتدار اور جناب مرزا بشیر الدین محمود کو اس بات میں سخت ناکامی ہوئی اور ہم سے باوجود سخت ناموافق حالت میں بھی وہ ترک احمدیت کا اعلان نہیں کر سکے۔ ان کی ہی روش سے بیزار ہو کر مقتدر احمدیہ ریفرام لیگ کے نصب العین اور خیالات کے حامی ہوئے شیخ عبدالرحمن صاحب مصری اور نشی فخر الدین اور دیگر متعدد احمدیوں کی علیحدگی ریفرام لیگ کی کامیابی کا نمایاں نشان ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ قادیان کے صاحب اقتدار اور جناب مرزا بشیر الدین محمود ٹھنڈے دل اور دماغ سے کام لیں۔ منہج فساد کو تلاش کر کے اس کو بند کرنے کی کوشش کریں۔ ریفرام لیگ کو نشی فخر الدین ملتانی اور شیخ عبدالرحمن مصری کی علیحدگی جماعت پر قطعاً مسرت نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ رنج محسوس کیا ہے اور کوشش کی کہ وہ جماعت سے علیحدہ نہ ہوں۔ لیکن جماعت کے موجودہ رویہ نے میری اور ریفرام لیگ کی کوششوں کو ناکام بنایا۔ مگر پھر بھی میں نے اور ریفرام لیگ نے ان لوگوں سے ملاقات اس لئے مناسب نہ سمجھی کہ مبادا ہماری ملاقات سے زیادہ برے نتائج مرتب ہو جائیں۔

لیکن اب میں نے اور ریفرام لیگ نے اس بات کو بہت بری طرح محسوس کیا کہ ہمارے نہ ملنے کی وجہ سے سخت نقصان ہم کو بھی اور ان کو بھی پہنچا ہے۔ اس لئے کہ قادیان والوں نے ان کو تنگ کیا اور میں نے اور ریفرام لیگ نے بھی بجائے ہمدردی کے ان کو خاموش کرنے کی کوشش کی۔ جس کا نتیجہ اس صورت میں رونما ہوا کہ یہ لوگ مسیح موعود کے گندہ دہن دشمن کی پناہ میں چلے جائیں۔ مجھے اور ریفرام لیگ کو اس غلطی کا افسوس ہے اور اب میری اور ریفرام لیگ کی انتہائی کوشش یہ ہوگی کہ نشی فخر الدین صاحب اور شیخ عبدالرحمن صاحب جیسے فاضل افراد کو مسیح موعود کے دشمنوں سے نہ ملنے دیا جائے۔ اپنے ساتھ ملائیں اور اس طرح ان کی امداد سے قادیان کے موجودہ ظالمانہ نظام کے ٹکڑے ٹکڑے کئے جائیں۔ یا اس کی اصلاح کی جائے اور غریبوں اور مسکینوں اور خدا کی ہزار ہا مخلوق کو قادیان کے موجودہ مظالم سے آزاد کر کے خدا تعالیٰ کی خوشنودی کا شہوقیہٹ حاصل کریں۔ خدا تعالیٰ اس نیک مقصد میں ہمیں کامیابی عطا کرے۔ آمین!

نوٹ: اس پمفلٹ میں قادیان کے مظالم کی جو کیفیت درج ہے اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قادیان میں مظلومین قادیان کی زندگیوں کس قدر مصیبت میں ہیں۔ مظلومین قادیان کی پشت پر کوئی طلائی طاقت اہل قادیان کی طرح نہیں۔ اس لئے ہر مذہب و ملت کے ایسے افراد سے اپیل ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ مظلومین کی امداد کرنا بہترین خدمت ہے۔ وہ مظلومین قادیان کی امداد کریں۔ امداد کی کم سے کم صورت یہ ہے کہ ہمارے لٹریچر کو سینکڑوں کی تعداد میں خرید کر مفت تقسیم کیا جائے۔ اس سے زیادہ امداد کو شکر یہ کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔

انچارج دفتر ریفارم لیگ لاہور!

حقائق و معارف

دعا میں دے بشیر الدین محمود اس گورنر کو کہ جس کے فیض سے ارض حرم ہے قادیان سارا
خدا رکھے حکومت کو کہ آڑے وقت کام آئی خلافت کا وگرنہ ہو چکا تھا سازنا کارا
اشارہ چشم ارزق گوں کا اہل دل سمجھتے ہیں حکومت کی نظر میں قادیان ہے آنکھ کا تارا

زمین قادیان ارض حرم ہے کیا حقیقت میں؟

ہوئے ارض حرم میں کیا میاں صاحب سریر آرا

یہاں ملتانى و مصرى بھی رہتے ہیں گران کو نہیں دم مارنے کا سامنے محمود کے یارا
انہیں ہندو مسلمان اور سکھ محروم آزادی؟ قیامت ہے نہ ہو مظلوم کی فریاد کا یارا

حقائق اور معارف قادیان کے کھل نہیں سکتے

سمجھ سکتا نہیں اس چیتاں کو فہم بے چارا

یہاں ادراک و دانش کام کیا دیں اے خرد مندو ہے کب الہام کے آگے کسی عاقل نے دم مارا
یہاں علم و عمل فکر رسا بیکار ہیں سارے کہ یہ چالیں سیاسی کھیل ہیں اعجاز کا سارا

یہ اسرار و غوامض معترض پہ کھل نہیں سکتے

کہ کس نکشود نکشاند بحکمت این معمارا

راست گوئی کی سزا

یہ کیوں سمجھا کہ امکان خطا بھی ہے خلیفہ سے بس اتنی بات پر راندے گئے مصرى و ملتانى
صلہ اچھا خلافت سے ملا اخلاص مندی کا وہی پٹھرے منافق جن میں کچھ غیرت تھی ایمانی
خدا نا کردہ کیوں ہو محصیت سے آپ کو نسبت کہ ہر دھبہ ہے دامن پر گواہ پاک دامانی

یہ کہہ کر جی کو خوش کر لو منافق بڑھ نہیں سکتے
 سنہ ہے قادیاں میں جو خدا کے نیک بندے ہیں
 یہ حالت ہے اسی دارالامان میں حرف حق کہہ کر
 ہوئی ہیں جمع بائیکاٹ کی کوشش کے مرکز پر
 کوئی مصری سے پوچھے کیل کہا حق اس زمانے میں
 یہ فتنہ اب قیامت بن نہیں سکتا بہ آسانی
 خلیفہ کے غضب سے ان کو مشکل ہے اماں پانی
 نہ دانہ عبد الرحمن کو نہ فخر الدین کو پانی
 خلیفہ کی نظر میں طاقتیں جتنی تھیں روحانی
 چرا کارے کند عاقل کہ باز آند پشمانی

ڈاکٹر احسان علی اور محمد اسماعیل رکن ریفارم لیگ کے

مقدمہ کا دلچسپ فیصلہ

نوٹ: قادیان میں جو جدید انقلاب نشی فخر الدین ملتانی اور جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کی صورت میں رونما ہوا ہے۔ اس کی ابتداء احسان علی اور اس کے بھائیوں سے متعلق ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ احسان علی کے متعلق عدالت کے فیصلہ کو ذیل میں درج کیا جائے۔ تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ نشی فخر الدین اور جناب شیخ عبدالرحمن مصری اور ان کے مخالفین کو جن کی پشت پناہ جماعت احمدیہ بنی ہوئی ہے، میں کس قدر فرق ہے۔

احسان علی بنام محمد اسماعیل زبردفعہ نمبر ۵۰۰ ہنگ عزت، احسان علی خان کابلی جو کہ قادیان میں ایک ڈاکٹر (معالج) ہے۔ اس نے ایک شکایت زبردفعہ نمبر ۵۰۰ محمد اسماعیل کے نام کی ہے جو کہ اسی جگہ (یعنی قادیان) میں ڈاکٹر ہے۔ فریقین جماعت احمدیہ کے افراد ہیں۔ ملزم اسماعیل کے خلاف یہ الزام تھا کہ اس نے پولیس حکام گورنمنٹ کے ساتھ ساز باز کر رکھی تھی۔ جو کہ مذہبی اور اخلاقی طور پر ناواجب تھی۔ اس وجہ سے جماعت احمدیہ کو نقصان پہنچا تھا۔ فرزند علی ناظر امور عامہ قادیان نے اس مقدمہ کی دیکھ بھال کی۔ اس نے متعدد گواہوں کے بیانات بھی سنے۔ ناظر صاحب نے ملزم محمد اسماعیل کو بھی بیان دینے کے لئے کہا۔ ملزم نے ایک تحریری بیان دیا۔ یہ بیان تقریباً تمام ان گواہوں کے متعلق ہے۔ جنہوں نے ملزم کے خلاف شہادتیں دی تھیں۔ اس بیان کا ایک حصہ احسان علی کو بطور گواہ ذکر کرتا ہے اور موجودہ مقدمہ صرف بیان کے اس حصہ کے متعلق ہے۔ ملزم نے بیان کیا کہ احسان علی ایک جھوٹا دھوکہ باز اور باتونی شخص ہے اور تمام باتوں میں ریا کاری سے مدد لیتا ہے اور پھر یہ کہا ہے کہ احسان علی کی اخلاقی حالت سخت خراب ہے اور اپنی پوزیشن سے ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس طرح وہ ان عورتوں کو جو ہسپتال میں علاج کرانے آتی ہیں۔ عصمت دری کرتا ہے۔ اس ضمن میں مسماٹ سلمیٰ کا خاص ذکر ہے۔ اس طرح اسے ناظر اعلیٰ

کی رپورٹ پر ہسپتال سے خارج کر دیا گیا تھا۔ ناظر اعلیٰ ذوالفقار علی خان نے لکھا تھا کہ ایسے آدمی کی موجودگی میں یہ سخت خطرہ تھا کہ ہماری بہو بیٹیاں ہسپتال میں علاج کرائیں۔ ایک اور الزام یہ تھا کہ آب کاری کے انسپکٹر کو خبر دی تھی کہ حشمت اللہ کے پاس کوکین ہے۔

ملزم اسماعیل نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ اوپر والے الزامات اس کی طرف سے عائد کئے گئے ہیں۔ احسان علی مستغیث کے بیان کے مطابق یہ بیانات جھوٹے ہیں اور صرف احسان علی کو بدنام کرنے کی غرض سے بنائے گئے ہیں۔ ڈاکٹر احسان علی اپنے آپ کو ایک باعزت آدمی ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ باعزت لوگوں کے گھروں پر جاتا ہے اور ان الزامات سے اس کی شہرت اور عزت کو نقصان پہنچتا ہے۔ احسان علی اپنی طرف سے غلام محمد ہیڈ ماسٹر گریڈ سکول قادیان اور قاضی محمد عبداللہ ٹیچر اور نذر حسین کے بیانات پیش کرتا ہے کہ اسے بڑی عزت اور شہرت حاصل ہے۔

دوسری طرف اسماعیل ملزم یہ کہتا ہے کہ اس نے یہ الزام صرف اپنی پوزیشن کو صاف کرنے کی غرض سے لگائے اور مقصد یہ تھا کہ وہ گواہ جنہوں نے اس کے خلاف الزام لگائے ہیں۔ کسی طرح بھی اعتبار کے قابل نہیں ہیں۔ یعنی اسماعیل کے یہ الزام صرف اپنے بچاؤ کی خاطر عائد کئے ہیں۔ اپنے الزامات کی تائید میں اس نے دس گواہ پیش کئے ہیں۔

۱..... ایک لڑکی سلمیٰ بھر ۲۲ سال نے بیان دیا کہ وہ نور ہسپتال قادیان میں بغرض علاج گئی تھی اور احسان علی نے اسے لیٹ جانے کو کہا اور پھر عصمت درمی کی۔ لڑکی نے شور مچایا اور مرزا محمود قادیانی سے رپورٹ کی۔

۲..... زینب ایک اور نوجوان عورت تھی۔ اس نے بھی بیان دیا کہ احسان علی نے اس کی عصمت درمی کی ہے۔

۳..... میاں غلام قادر قریشی نے بھی بیان دیا اور کہا کہ احسان علی ایک بد اخلاق شخص ہے اور زینب اور سلمیٰ کی اس نے اپنے روبرو عصمت درمی کا مرتکب احسان کو بتایا۔

۴..... مسٹر ہرنس لال کھنہ اور خاں خالق داد خاں بٹالہ کے مجسٹریٹ تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسماعیل نے کبھی ہم سے قادیان کے متعلق بات نہیں کہی۔ جس میں کہ مرزا محمود قادیانی کی مخالفت کی گئی ہو۔

۵..... سید ولی اللہ شاہ صاحب سیکرٹری دعوت و تبلیغ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ..... شکایت کی تھی کہ احسان علی نے اس کی عصمت درمی کی ہے۔ اس بات کی تفتیش کی گئی۔ لیکن جرم غلط ثابت ہوا۔

۶..... دہرت رام نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ڈاکٹر عبداللہ اور اسماعیل دونوں احسان علی کے خلاف باتیں کر رہے تھے۔ محمد یعقوب کمپونڈر نور ہسپتال نے ایک خط اسماعیل کو لکھا تھا۔ جس میں بیان کیا گیا تھا کہ احسان علی کا اخلاق برا ہے اور اس نے ایک عورت کے ساتھ براسلوک کیا ہے۔

ایک ملزم جو اپنے بچاؤ کی خاطر دوسرے پر الزام عائد کرے وہ سزا سے نہیں بچ سکتا۔ یہ بات کسی حد تک درست ہے کہ ملزم کا خیال ان الزامات کے عائد کرنے سے اپنے آپ کو بچانے کا تھا اور اس کا مقصد ضرور یہ تھا کہ احسان علی ایک ناقابل اعتبار شخص ہے اور اس کے اخلاق ٹھیک نہیں ہیں۔ بہر حال یہ الزام ثابت کرتے ہیں کہ اس کا اخلاق ٹھیک نہیں ہے۔ ایک اور بیان سے ظاہر ہے کہ احسان علی کا ایک نام سان ہے۔ جس کے معنی عورت کے پیچھے بھاگنے والے کے ہیں۔

میں محسوس کرتا ہوں کہ ملزم اسماعیل چونکہ احمدیہ جماعت سے خارج کر دیا گیا ہے اور مرزائی اس کا ساتھ نہیں دیتے۔ اس لئے کئی احراری لوگ جو قادیان میں ہیں۔ اس کا ساتھ نہیں دیتے۔ بہر حال ملزم سے اس بات کی توقع نہیں کی جاتی کہ وہ اس حد تک ثبوت بہم پہنچائے۔ جہاں تک کہ احسان علی کو اس کی سزا مل سکے۔ ایک اور الزام چونکہ احسان علی پر عائد کیا گیا تھا۔ وہ بہر حال ثابت نہیں ہوتا۔ الزام یہ تھا کہ احسان علی جھوٹا اور مکار ہے۔ ان باتوں کا صحیح ثبوت نہیں ملتا۔ اس لئے میں سمجھ سکتا ہوں کہ ملزم اپنے ثبوت کے لئے کوئی ٹھوس ثبوت نہیں پیش کر سکا۔ ہو سکتا ہے کہ اسماعیل نے کسی خاص نقصان پہنچانے کی غرض سے یہ الزامات عائد نہ کئے ہوں۔ لیکن ملزم اس بات کا انکار نہیں کر سکتا کہ احسان علی کی عزت اور شہرت کو اس سے نقصان پہنچا ہے۔ اس وجہ سے ملزم زبردفعہ نمبر ۵۰۰ مجرم ہے۔ میں ان تمام وجوہات کے پیش نظر پچاس روپے جرمانہ کرتا ہوں اور بصورت عدم ادائیگی تین ماہ قید بامشقت کی سزا دیتا ہوں۔ جرمانہ بصورت ادائیگی احسان علی کو بطور جرمانہ دیا جائے گا۔

ویشنو بھگوان ایڈیشنل مجسٹریٹ ۲۱ ستمبر ۱۹۳۵ء

نوٹ: محمد اسماعیل صاحب کی طرف سے ریفارم لیگ نے ۵۱ روپے جرمانہ ادا کر دیئے تھے اور بعد ازاں معلوم ہوا ہے کہ محمد اسماعیل اپیل میں بالکل بری ہو گئے۔ محمد اسماعیل اب معافی مانگ کر ریفارم لیگ سے علیحدہ ہو چکے ہیں۔

خان کالمی

قادیان میں انقلاب عظیم

ہر احمدی کو اس امر کا اقرار ہے کہ تقویٰ و طہارت پیدا کرنے اور اخلاق فاضلہ کا سبق دینے کے لئے احمدیت کا ظہور ہوا۔ مسیح موعود نے اپنی ساری زندگی جماعت میں نیکی و تقویٰ پیدا

کرنے میں صرف فرمادی۔ مگر ہماری بد قسمتی سے خلافت ثانیہ کا عہد احمدیت کی بدنامی کا باعث ہو رہا ہے۔ خلیفہ صاب جماعت کو مذہب سے ہٹا کر سیاست اور مادیت کی طرف لے جا رہے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو یہی وجہ ہے کہ جماعت سے نیکی کا اصل جوہر مفقود ہو رہا ہے۔ خلیفہ صاحب کی تمام تر توجہ جاندا پیدا کرنے اور امیر و کبیر ہستی بننے میں مرکوز ہے۔ رات دن بلڈنگیں بنوانے اور زمینیں خریدنے کی فکر ہو رہی ہے۔ تبلیغ احمدیت بطور نمائش رہ گئی ہے۔ آج خلیفہ صاحب کے نزدیک احمدیت نام ہے۔ مقدمہ بازی، ڈپلومیسی، حکمت عملی، چال بازی، دعوت وٹی پارٹی، حکام سے اعلیٰ تعلقات کا، اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ بہشتی مقبرہ اور تبلیغ کے نام پر موصول ہونے والا تمام روپیہ کہاں صرف ہو رہا ہے۔ کیا، روپیہ میں سے ایک آنہ بھی تبلیغ پر صرف ہوتا ہے؟

جناب خلیفہ قادیان کی ذات پر اعتراضات

عرصہ دراز سے خلیفہ صاحب کی ذات پر اس نوعیت کے اعتراضات ہو رہے ہیں کہ آپ کی زندگی منصب خلافت کے منافی ہے۔ یہ سلسلہ آپ کے عہدہ خلافت پر فائز ہونے سے قبل کا جاری ہے۔ چونکہ خلیفہ صاحب کو یہ حقائق بخوبی معلوم ہیں۔ اس لئے اپنے کاروبار کو محفوظ رکھنے اور بیرونی مریدوں کے اخلاص کو برقرار رکھنے کے لئے اپنے حفظ مآئدہ کے طور پر احتیاطاً مختلف طریقے اختیار کئے۔ مثلاً:

۱..... احمدیہ جماعت لاہور کے خلاف اپنی جماعت میں انتہائی نفرت، بغض و کینہ پیدا کیا گیا۔ تاکہ سچے اعتراضات کو اس جماعت کا فعل کہہ کر پناہ حاصل کی جائے۔ درآنحالیکہ اس اعتراض کا جماعت لاہور سے کوئی دور کا بھی تعلق نہ ہو۔ (نی زمانہ اس حربہ میں یہ اضافہ ہو گیا ہے کہ سچے معترض کو احراری بتا کر جماعت کی توجہ ہٹائی جاتی ہے)

۲..... وقتاً فوقتاً جماعت میں یہ خیال پیدا کیا گیا کہ ہماری جماعت میں منافق پیدا ہو گئے ہیں۔ حتیٰ کہ خلیفہ صاحب نے یہ بھی کہا کہ روڈیا میں تمام منافقین جن کی تعداد ۵۰۰ ہے، کی شکلیں دکھائی گئی ہیں۔ تاکہ ہر معترض کو منافق بتا کر خلاصی حاصل کی جائے۔

۳..... اپنے اعتراضات پر اصرار کرنے والے کو جماعت سے خارج اور بائیکاٹ کر کے مریدوں کو قطع کلام کا حکم دے کر اسے جو روہم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ تاکہ نہ مرید اس سے کلام کریں اور نہ سچے اعتراضات سے متاثر ہوں۔

۴..... ہر سچے معترض کے خلاف چند وجوہات تراش کر یہ پراپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ یہ اعتراضات بغض و کینہ کا نتیجہ ہیں۔

۵..... ہر مہاجر احمدی کو مفلس و قلاش بنانے کا پروگرام اختیار کیا گیا ہے۔ تاکہ حقیقت حال معلوم ہونے پر وہ اس قابل نہ رہیں کہ قادیان سے باہر جا کر زندگی کے دن پورے کر سکیں۔

۶..... قادیان کو ریاست کی شکل دی گئی۔ تمام مقامی پبلک کو مرعوب رکھنے کے لئے زد و کوب، مار پیٹ، قتل و عارت کی وارداتیں رونما کی گئیں۔ تاکہ معترض پر خلیفہ صاحب کی ہیبت کا سکہ بیٹھ جائے۔

۷..... معترضین کو بعض مقدمات میں مبتلا کر کے خاموش کرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

آہ! یہ طریق اس جماعت میں اختیار کئے گئے۔ جو نیکی و تقوے پیدا کرنے کے لئے پیدا کی گئی تھی۔ جو غیر احمدیوں کو اس لئے طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا کرتے تھے کہ وہ احمدیت کا لٹریچر پڑھنا گناہ سمجھتے ہیں۔ بعض مقامات پر احمدیوں کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔ احمدیوں سے کلام کرنا نہیں چاہتے۔ ہم غیر احمدیوں کے اس طریق کو کمینگی، عدم رواداری، بے حوصلگی اور اوجھاپن، ایمانی کمزوری وغیرہ کے نام سے یاد کیا کرتے تھے۔ مگر افسوس کہ آج خود ہمیں ان امراض میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔

اعتراضات کا غیر متناہی سلسلہ

باوجود خلیفہ صاحب کی ان احتیاطی تدابیر کے وقتاً فوقتاً دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی جماعت کے حقیقی ہمدرد اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال کر خلیفہ صاحب قادیان کی ذات پر اعتراضات کر کے خلیفہ صاحب سے یہ مطالبہ کرتے رہے کہ آپ اپنی زندگی کو خلافت کا اہل ثابت نہیں کر سکتے۔ اس لئے آپ اس عہدہ سے دست بردار ہو جائیں اور جماعت کے حال پر رحم کھا کر اسے اپنی غلامی سے آزاد کر دیں۔ مگر انہیں دبانے کے لئے انتہائی تشدد اور دنیاوی وسائل سے کام لیا گیا۔ کسی کو لاہوری، کسی کو منافق کا خطاب دیا گیا۔ قتل جیسے قابل نفیرین فعل سے اجتناب نہ کیا گیا۔ وہ بہشتی مقبرہ جو پاک و نیک انسانوں کی یادگار قائم رکھنے کے لئے تجویز ہوا تھا۔ وہاں قاتلوں کو جگہ ملنے لگی۔ قادیان میں حقیقت حال سے واقف اصحاب اس جو روتشدد سے سہم جاتے رہے اور وہ ہمیشہ اس غلطی میں مبتلا رہے کہ اپنے بعض بھائیوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بننے دیکھتے رہے۔ مگر خود ہمت نہ کی کہ تمام کے تمام یکدم بیعت سے علیحدہ ہو کر جماعت میں اصلاح کریں اور خلیفہ صاحب بھی ہمیشہ نہایت ہوشیاری سے اعتراضات کے زمانہ میں حقیقت حال سے واقف لوگوں پر عنایات کی بارش کرتے ہوئے ان کو خوش کر کے اپنا وقت نکالتے رہے۔ غرض کہ جماعت میں

مختلف اوقات میں ایسے مخلص حضرات پیدا ہوتے رہے۔ جنہوں نے جماعت کی سچی خدمت کے خیال سے خلیفہ صاحب پر سچے اعتراضات کر کے آزاد تحقیقاتی کمیشن کا مطالبہ کیا۔ مگر بجائے کسی نیک طریقہ اختیار کرنے کے ان کی آواز کو ظلم و جور سے دبانے کی کوشش کی گئی اور دعویٰ یہ کیا جاتا رہا کہ خلیفہ صاحب مثیل عمر ہیں۔ یعنی وہ عمر ہیں جو برسر اجلاس اعتراض ہونے پر خطبہ دینے سے پہلے اعتراض کا جواب دیتے ہیں۔

قدرت خداوندی کا ظہور

جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری بی۔ اے اور جناب مولانا فخر الدین صاحب ملتانی کی بیعت سے علیحدگی۔

بالآخر گذشتہ مظلوموں کی گریہ و زاری کو اللہ جل شانہ نے سنا۔ اس کی رحمت جوش میں آئی اور ان مقتدر حضرات کی بیعت سے علیحدگی ظہور پذیر ہوئی۔ جن پر منافقت کا الزام عائد کرنا ناممکن ہے۔ جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری ایک جید عالم، تبلیغ یورپ کے لئے خلیفہ صاحب کے ہمراہ رہے۔ مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر، امیر جماعت قادیان، پریزیڈنٹ لوکل جماعت، شمال ٹاؤن کمیٹی کے ممبر، غرضیکہ وہ ہستی جو ان عہدوں پر فائز رہی جو عرصہ بیس سال سے جماعت کے بچوں کی تربیت کرنے کے نازک کام پر مامور رہے۔ ان پر آج خلیفہ صاحب منافقت کا الزام نہیں لگا سکتے۔ خصوصاً اس لئے کہ یکم اپریل ۱۹۳۰ء کے ”الفضل“ میں خلیفہ صاحب کا وہ خطبہ درج ہے جس میں آپ کا ارشاد ہے کہ تمام منافقین بچوں، بوڑھوں، نوجوانوں اور عورتوں کی شکلیں انہیں رویا میں دکھائی گئی ہیں۔ اگر اس رویا میں محترم شیخ صاحب اور مولانا فخر الدین صاحب کی شکلیں دکھائیں گئی تھیں تو ان کو ہرگز ان عہدوں پر مامور نہ کیا جاتا۔ اسی مولانا فخر الدین صاحب کا اخلاص جماعت میں کسی تشریح کا محتاج نہیں۔

آج ان اصحاب کی علیحدگی سے خلیفہ صاحب کی تمام سابقہ احتیاطی تدابیر فیل ہو گئیں۔ البتہ اشتعال انگیزی کا سلسلہ جاری ہے۔ جو روتشہد کیا جا رہا ہے۔ قانون شکنی کے لئے انگریزوں کی بیعت سے خلیفہ صاحب نے قادیان میں اپنے ملازمین کی جو مختلف ناموں سے انجمنیں بنا رکھی ہیں۔ ان سے نفرت کے ریزولوشن پاس کروائے جا رہے ہیں۔ تاکہ ان کو دیکھ کر بیرونی جماعتیں بھی جو بیچاری حالات سے بے خبر ہیں ریزولوشن پاس کر کے خلیفہ صاحب کی ڈھارس بندھائیں۔ مگر یہ حربہ بھی بے سود ثابت ہو رہا ہے۔ کیونکہ اپنے ملازمین سے ریزولوشنز منظور کرانا بالفاظ دیگر خود خلیفہ صاحب کی اپنی آواز ہے۔ لطف جب تھا کہ ملازموں سے ریزولوشن پاس نہ

کرواتے اور بیرونی آواز کی انتظار کی جاتی۔ رہے قادیان کے احمدی، سوائے معلوم ہے کہ جان نثاروں کا حشر محمد امین مجاہد بخارا کا حشر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اشتعال انگیزی کا جواب یہ مل رہا ہے کہ اگر پھانسی چڑھنا سلسلہ کی عزت ہے تو اپنی اولاد مبارک احمد، منور احمد، ناصر احمد، (تیسری خلافت کے امیدوار) کو قتل و غارت کے لئے آمادہ کیجئے۔ تاکہ وہ پھانسی کے تختہ پر گوردا سپور جیل میں شہادت کا مرتبہ حاصل کریں۔ یہ نخر صرف سادہ لوح یا کرایہ داروں کے حصہ میں ہی نہیں آیا۔

”میں مسیح موعود کی پیش گوئیوں کا مصداق ہوں۔ اگر مجھ پر اعتراض کرو گے تو مسیح موعود کی پیش گوئیوں کو جھٹلاؤ گے۔“ یہ وہ ڈھال ہے جو بھولے بھالے مریدوں کے سامنے اندھی تقلید کے جواز میں پیش کی جاتی ہے۔ حالانکہ:

۱..... حضرت مسیح موعود کی پیش گوئی کے الفاظ بتاتے ہیں کہ وہ لڑکا ابھی پیدا ہونا تھا اور پیش گوئی کے وقت مرزا محمود احمد صاحب پیدا ہو چکے تھے۔

۲..... اگر مسیح موعود کے نزدیک مرزا محمود احمد ہی آپ کی پیش گوئیوں کے مصداق تھے تو فرمائیے حضور کی زندگی میں جب خلیفہ صاحب پر الزام لگا تو کیوں ایک کمیشن بٹھایا گیا۔ یہی جواب کیوں نہ دیا گیا کہ میرا بیٹا ایسا نہیں ہو سکتا۔ وہ تو ہماری پیش گوئیوں کا مصداق ہے۔ کیا مسیح موعود نے یہ فرمایا تھا کہ اگر محمود ایسا ہی ثابت ہو تو میں اسے عاق کر دوں گا۔ پس یہ ثابت ہے کہ کمیشن کا تقرر ہو سکتا ہے اور ہونا چاہئے۔

جناب خلیفہ صاحب کی خدمت میں مخلصانہ مشورہ

موجودہ حالات میں یہ ہے کہ اشتعال انگیزی کو چھوڑیئے۔ کیونکہ یہ ۱۹۳۷ء ہے اور وہ ۱۹۳۰ء تھا۔ نقص امن اور قانون شکنی کی تمام تر ذمہ داری جو اشتعال انگیزی کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوگی آپ کی گردن پر ہوگی۔ مخلص اور ہمدرد بے سود ہے۔ کیونکہ آپ خوب جانتے ہیں کہ یہ مخلص اصحاب نبی الواقعہ مخلص ہیں۔ جو رستم چھوڑ کر کوئی معقول طریق فیصلہ کو منظور کیجئے۔ اگر حیات و ممات مسیح علیہ السلام یا مسئلہ ختم نبوت پر شرائط طے کر کے مخالفین سے مناظرے ہو سکتے ہیں تو آئیے۔ فیصلہ کن مناظرہ میں طے کیجئے۔ آزاد تحقیقاتی کمیشن آپ پر بیٹھ سکتا ہے یا نہیں۔

جناب خلیفہ صاحب! محمد امین مجاہد بخارا کی روح قادیان کے گرد چکر لگا رہی ہے۔ ذرا سوچیں کہ حضرت مولانا نوردین خلیفہ اول کے فرزند ارجمند میاں عبدالحی مرحوم اور آپ کی دختر نیک اختر صاحبہ زادی امتہ الحی صاحبہ کی روحیں اب کو کیا نصیحت کر رہی ہیں؟ شیخ عبدالعزیز نو مسلم کی روح کیا پکار رہی ہے؟ لاپتہ شیخ مفتی محمد میجر احمد یہ اسٹور کیا آواز دے رہا ہے؟ قاضی محمد علی کا

بٹالوی مشغول کیا کہہ رہا ہے؟ اور خود محمد علی کیا چیخ رہا ہے اور بھی بے شمار ارواح آپ کو کیا آوازیں دے رہی ہیں؟ سوچیں! سوچیں! علیحدگی میں خوب سوچیں!!

آپ ٹھنڈے دل سے غور کرتے ہوئے جماعت کو ہلاکت سے بچائیں۔ خدا کی لالچی میں آواز نہیں ہوتی۔ ذرا خیال فرمائیے کہ غیر احمدیوں کی جماعت مجلس احرار کا قادیان میں درود آپ کے کن افعال و حرکات کا نتیجہ ہے اور کیا قادیان میں اس جماعت کا درود عذاب خداوندی نہیں؟

اگر آپ کو نواب یار لاجہ بننے کا شوق ہے تو خدا را اس کے لئے جماعت کو استعمال نہ کیجئے۔ بہتر یہی ہے کہ کوئی فیصلہ کن راہ اختیار کیجئے۔ یہ دھمکیاں، یہ مذہبی اشتعال انگیزی، یہ جور و تشدد اب کام نہ دے گا۔ جماعت کو دعا اور روزوں کی تلقین کا حربہ بھی اعتراضات سے توجہ ہٹانے کا ذریعہ نہیں ہو سکے گا۔ یہ ہتھیار بھی پرانا ہو چکا ہے۔ کیونکہ محمد علی کو چالیس روزے اور دعائیں بچانہ سکی تھیں۔ خدا را غور کیجئے کہ آج جماعت کے تقدس کا وہ رعب کہاں ہے جو مسیح موعود کے وقت تھا۔

جماعت کے مخلصین سے اپیل

قادیان کے ان حضرات سے جو حالات سے واقف ہیں اور اعتراضات کی سچائی سے آگاہ ہیں۔ ہماری یہ اپیل ہے کہ خدا پر بھروسہ کرو۔ وہ رازق ہے جو سب کو دیتا ہے اور دے گا۔ جانوروں کو جنگل میں رزق پہنچانے والے اور غاروں میں رزق دینے والے خدا پر یقین پیدا کرو اور سچائی کی حمایت کرتے ہوئے آزاد تحقیقاتی کمیشن کا مطالبہ کریں۔

بیرونی احمدی اصحاب سے گزارش ہے کہ موجودہ حالات پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ انہیں حالات کا علم نہیں۔ ان کا مبلغ علم ”الفضل“ ہے جو خلیفہ صاحب کی آواز ہے۔ آزاد تحقیقاتی کمیشن کے ذریعہ فیصلہ کی راہ پیدا کیجئے۔ تحقیقات تمام حقائق کو آشکارا کر دے گی۔ جناب خلیفہ صاحب سے مطالبہ کیجئے کہ جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کی تین چٹھیاں جن کو خواہ مخواہ گندی، گندی کہہ کر اصل واقعات پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ شائع فرمائیں۔ تاکہ جماعت ان چٹھیوں کی معقولیت سے آگاہ ہو کر کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ جائے۔

نوٹ: خلیفہ صاحب قادیان کی طرف سے شیخ مصری صاحب سے ایک سو دہریوں کے ناموں کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ مگر اس سے پیشتر خلیفہ صاحب فرما چکے ہیں کہ جماعت قادیان میں مجھے پانچ سو منافقین دکھائے گئے ہیں۔ مہربانی کر کے ان منافقین میں سے کم از کم ایک سو کے نام مشہور کئے جائیں۔ اس کے بعد دہریوں کے ناموں کا مطالبہ کیا جائے۔

سیکرٹری انجمن انوار احمدیہ قادیان!

قاتلانہ حملہ

قادیان ۷ اگست تقریباً پانچ بجے ٹیٹھی فخر الدین ملتانی اور حکیم عبدالعزیز جبکہ پولیس چوکی میں ایک اطلاع دینے کے لئے جا رہے تھے۔ قاتلانہ حملہ ہو گیا۔ حملہ آور احمدی بیان کیا جاتا ہے اور گرفتار ہو گیا۔ ہر دو مجروحین گوردا سپور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ ذیل میں ٹیٹھی فخر الدین صاحب ملتانی نے اخراج کے بعد جو پہلا بیان شائع کیا ہے اس کو درج کیا جاتا ہے۔

پراسرار اخراج کی حقیقت

میرے اخراج کے اعلان میں یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ دو تین روز تک تفصیلی بیان شائع کیا جائے گا۔ اس لئے میں مطمئن تھا کہ تفصیلی بیان کے پڑھنے پر دوستوں کو میرے ان جرائم کا اندازہ ہو جائے گا۔ جن کی پاداش میں میرے جیسے تیس سالہ خادم سلسلہ و مہاجر کو ایسی سنگین سزا دی گئی ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے آج دو ہفتہ سے زیادہ گزر رہا ہے کہ کسی خاص مصلحت کے ماتحت تفصیلی بیان شائع نہیں کیا جاسکا۔ مگر اس وقفہ خاموشی میں میرے متعلق طرح طرح کے جھوٹے اور مکروہ پروپیگنڈے کر کے میرے خلاف خواہ مخواہ منافرت اور حقارت عامہ پھیلائی جا رہی ہے کہ گویا میں چھپا ہوا احراری یا پیغامی یا بابی وغیرہ تھا۔ یا اب ہوں۔ یا ان سے کسی طرح کی سازش ہے۔ العیاذ باللہ!

پھر اسی سزا کے دوران میں جب کہ ۲۴ گھنٹہ میرے گھر کی چاروں طرف سے ناکہ بندی کی ہوئی ہے اور میری ہر حرکت و سکون پر کڑی نگرانی ہے۔ میرے گھر سفید پوش آدمی آتے ہیں اور میرے گھر کی تاک توڑی گئی۔ بد قسمتی سے وہ سفید پوش سودیشی چور ہاتھ سے نکل گیا۔ مگر اس کے متعلق یہ مشہور کیا جا رہا ہے کہ گویا ہم نے خود تا کی توڑ کر شور ڈال دیا۔ ان دونوں امور کے متعلق مکروہ پروپیگنڈا کرنے والے احمدی دوستوں کو مسیح موعود کے اصول و معیار صداقت کے ماتحت چیلنج کرتا ہوں کہ ان میں سے ایک یا دو یا سب اپنے اپنے اہل و عیال لے کر میرے مقابل میدان میں نکلیں۔ میں بھی اپنے اہل و عیال لاکر اور اپنے شیر خوار بچہ کو گود میں لے کر خدا کے حضور میں تریاق القلوب کی قسم کھاتا ہوں اور وہ بھی قسم کھاویں۔ میں اپنے بیان کی تصدیق میں اور وہ اپنے بیان کی تصدیق میں۔ پھر اس کے نتیجے کے لئے خدائی فیصلہ کا انتظار کریں۔ اس فیصلہ کن طریق سے جو حضرت مسیح موعود کا بیان فرمودہ ہے کسی احمدی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ میرا یہ بیان ہے کہ میں تادم تحریر ہذا نہ احراریوں اور نہ پیغامیوں سے ملا اور نہ احراریوں سے بذریعہ تقریر و تحریر کسی قسم کی سازش کی۔ حالانکہ بعد اخراج مجھے ان سے ملنے میں کوئی روک نہ تھی۔ اس طرح تا کی توڑنے والے سودیشی سفید پوش آدمی، میں نے اور میرے لڑکے نے اپنی آنکھوں سے صرف دو تین فٹ

کے فاصلہ پر سے دیکھیے۔ یعنی کھڑکی کے آر پار کا فاصلہ تھا اور ہم نے نہیں توڑی یا تڑوائی۔ اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں تو یا اللہ العالمین مجھے ایک سال کے اندر اندر جھوٹوں کی سزا دے۔ اسی طرح مد مقابل بھی دعا کرے اور ہم سب مل کر آمین کہیں اور اگر اس طریق فیصلہ پر آنے کے لئے کوئی تیار نہ ہو تو پھر دوستو! ایسے مکروہ پروپیگنڈے سے اپنے ایمانوں کو خارج مت کرو۔ کیونکہ اس طریق سے ممکن ہے کہ انسان کو چند روز کے لئے خوش کر لو۔ مگر خدا ناراض ہوگا۔

میرے اخراج کے اعلان میں سزا صرف یہ ظاہر کی گئی تھی کہ کلام سلام پیام نخر الدین سے بند۔ مگر اس کی سزا کی جو عملاً تشریح کی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ:

-۱ میری اہلیہ اور میرے بچوں کا بھی بائیکاٹ کیا گیا ہے۔ اس جرم میں کہ وہ میرے بچے ہیں۔
-۲ میرے شیر خوار اور بیمار بچے کا دودھ بند کر دیا گیا ہے۔ اس جرم میں کہ میرا بچہ ہے۔
-۳ میری معذور بیوی کو نہلانے والی عورت کو میرے گھر آنے سے روک دیا گیا ہے۔
-۴ میرے نہایت ہی عزیزوں، پیاروں کو میرے گھر آنے سے روک دیا گیا ہے۔
-۵ میرے مکانوں کے کرایہ داروں کو مجبور کر کے مکان خالی کر دیا گیا ہے۔
-۶ میری دوکان پر سے شمس الدین معذور کو محض اس لئے اٹھا دیا گیا ہے کہ ان کے خیال میں وہ میری دوکان کی نگرانی کرتا تھا۔
-۷ میرے مکان کے ارد گرد ۲۴ گھنٹہ بیسیوں آدمیوں اور لڑکوں کا سپرہ رکھ کر میرے اہل و عیال کو اور مجھے بے جا تنقیف اور ہیبت کا تختہ مشق بنایا گیا ہے۔
-۸ احمدی دوکانداروں کو مجھے ضروریات زندگی دینے سے روکا گیا ہے۔
-۹ میرے کاروبار کو مطلقاً بند کر کے مجھے اور میرے اہل و عیال کو نان شبینہ کا محتاج اور مفلوک الحال بنانے کی اسکیم بنائی گئی ہے۔
-۱۰ میرے مکان کی ناکہ بندی کرنے سے ۱۳، ۱۴ کی درمیانی شب میرے گھر میں سفید پوش سودیشی چوروں نے گھس کر میرے جان و مال پر حملہ کرنا چاہا۔ مگر تا کی توڑنے میں وہ یہ دیکھ کر کہ ہم ہوشیار ہیں بھاگ گئے۔ مگر اس دن سے ہم سب رات بھر بے چین اور خوف زدہ اپنے کوٹھے پر جاگتے رہتے ہیں اور ہمارے سب دوست ہمسایہ وغیرہ ہمسایہ اس وقت آرام کی میٹھی نیند سوتے ہیں۔ تیرہ برس سے میرا مکان آباد ہے۔ مگر اب ان کی ناکہ بندی میں یہ فعل کیا گیا۔

.....۱۱ میرے مکان کی بیرونی کھڑکیوں کے سامنے ۲۴ گھنٹہ ایسی قسم کے لڑکوں کو بٹھایا جاتا ہے۔ جن میں سے بعض لڑکے رات کو ہمارے احتیاطی ٹارچ روشن کرنے پر سامنے الف ننگے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس وقت میری اہلیہ اور لڑکی بھی سامنے کھڑی ہوتی ہے۔

.....۱۲ میرے متعلق منافرت، احراریت، پیغامیت اور بابیت، مکروہ اور جھوٹا پروپیگنڈہ کر کے عوام کو مشتعل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ میں خدا کے فضل سے احمدی تھا۔ احمدی ہوں، اور انشاء اللہ احمدی مروں گا۔ خواہ مجھے اس سے بھی زیادہ تکلیفیں اور دکھ کیوں نہ پہنچائے جائیں۔ احمدیت میری خوراک، احمدیت میری پوشاک، میرا اوڑھنا اور چھوٹا، احمدیت، اور انشاء اللہ احمدیت ہی میرا کفن بنے گی۔ احمدیت خدا کے فضل سے میرے رگ و ریشہ اور روح و جسم میں جزو لاینفک بن چکی ہے۔ یہ جوہر میں نے براہ راست مسیح موعود کے ہاتھوں سے پایا ہے۔

.....۱۳ میرے معصوم بچوں کو اسکول میں تعلیم دینے سے انکار کر کے نکال دیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ میرے بچے ہیں۔

.....۱۴ چھوٹے چھوٹے بچوں اور عوام کو ہمارے اوپر پہرہ دار مقرر کر کے ہمیں انتہائی طور پر بے عزت اور حقیر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

.....۱۵ اعلان میں بے جا اتہام کا لفظ لکھ کر اور تفصیلی بیان باوجود وعدہ کرنے کے اب تک شائع نہ کر کے لوگوں کو یہ یقین دلانے کی کوشش کی گئی ہے کہ واقعی سنگین جرم کا ارتکاب ہوا ہے۔ حالانکہ دراصل نہایت معمولی بات ہے۔ اس میں ایمانیات یا اتہام کا کوئی دخل نہیں۔ یعنی اخویم ڈاکٹر فضل الدین صاحب آف کپالہ کے گھر کی چوری کے واقعہ کے متعلق چنانچہ ایک ذاتی شکوے تھے۔ جن کو بہ نیت صفائی قلب صاف صاف بیان کر دیا گیا۔ مگر اس صاف بیانی کو اتہام سے موسوم کر لیا گیا ہے اور اسے اتنی بڑی وسعت اور اہمیت دی گئی ہے۔

.....۱۶ ہمارے کہیں ادھر ادھر آنے جانے پر سایہ کی طرح آدمی اور لڑکے لگا رکھے ہیں۔

.....۱۷ سلام، کلام، پیام، بذریعہ تحریر و تقریر بند کر کے میرے ڈیفنس اور اصل حالات اور معاملہ کو جماعت کے لوگوں سے مخفی رکھا گیا ہے اور اپنے یکطرفہ بیانات پر یقین کر لینے کے لئے جماعت کو مجبور کیا گیا ہے۔

اب دوست اور وہ دوست جو کبھی احمدیت کی وجہ سے غیر احمدیوں کے بائیکاٹ کے تحتہ مشق رہ چکے ہیں۔ اندازہ لگائیں کہ آیا اس بائیکاٹ اور اس بائیکاٹ میں کوئی فرق ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو دوستو! فکر کرو کہ ان زیادتیوں کی وجہ سے جلد کوئی عذاب آنے والا نہ ہو۔ اگر مجھے صفائی سے یہ کہہ دیا جائے کہ ان حرکات سے ہمارا منشاء یہ ہے کہ تم قادیان سے نکل جاؤ تو خدا کی قسم ایک لمحہ بھی نہ ٹھہروں گا۔ چابیاں یہاں کے ذمہ دار کے سپرد کر کے فوراً چلا جاؤں گا۔

اس اعلان اخراج کے بعد میں نے حضرت اقدس کے فرمان کے ماتحت کہ: ”سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو۔“ ایک خواب کی بناء پر سچے دل سے معافی بھی مانگی ہے۔ جس کا جواب تاحال خاموشی ہے۔

پیارے دوستو! قادیان کے ہو یا باہر کے۔ آپ لوگ جانتے ہو کہ میں نے آج تک کبھی کسی سے برائی نہیں کی۔ جہاں تک ہوسکا خدمت کی، نیکی کی اور وفا کی، دغا نہیں کی۔ بہ نیت ثواب اور خوشنودی خدا، احسان اور مروت کی، کیوں؟ محض اپنے پیارے مسیح کی تعلیم کے طفیل۔ انہی کے ماتحت۔ اب بھی ان تمام زیادتیوں کو برداشت کر رہا ہوں۔ تو بھی محض اپنے پیارے مسیح موعود کی خاطر۔ اس قادیان اور قادیان کے رہنے والوں کی عظمت اور محبت میں۔ ورنہ آپ جانتے ہیں کہ مندرجہ بالا زیادتیوں میں سے ہر ایک کا جواب زبردست سے زبردست ہو سکتا ہے۔ عملی بھی اور علمی بھی۔ مگر میں ابھی تک ان کے جواب کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ یہ بدناما ہوئی فوراً ختم کر دی جائے اور سلسلہ احمدیہ کی من پسندی اور سلامت روی والی روایت کی عزت و عظمت برقرار رکھی جاوے۔ غیر لوگ یہ حالت دیکھ کر اور سن کر سلسلہ حمدیہ کی نیک نام روایت کو افسانہ سمجھنے لگ گئے ہیں۔ پس سزا کو سزا کے الفاظ تک محدود رکھو۔ ان اللہ لا یحب المعتدین! خدا سے ڈرو، ذاتی جوش اور کدورتوں اور انتقامی جذبہ سے بچو۔ ورنہ خدا کی پکڑ بہت سخت ہے۔

مراد ما نصیحت بودہ کر دیم

میں سمجھ لوں گا کہ دوسرے احمدیوں کو ابتداءً احمدیت میں بیگانوں کے جور و مظالم کا تحتہ مشق بننا پڑا اور مجھے انتہائے احمدیت میں اپنوں کے جور و ستم کا شکار بننا پڑا۔

پس اے خدائے علیم و خبیر جو دلوں کے مخفی بھیدوں کو جاننے والا ہے۔ تو خوب جانتا ہے کہ میں دل و یقین سے اپنی طرف سے مخلص احمدی ہوں۔ گو میں بہت سی عصیان، و کفران اور نسیان کا مجموعہ ہوں۔ مگر میری محبت اور سچی محبت حضرت مسیح موعود سے اور حضرت مسیح موعود کے

طفیل اور واسطہ سے ان کے خاندان کے افراد سے ہے اور ان کی ہر جائز خدمت کا شوق اور تڑپ ہے اور احمدیت کے لئے تیرے ہی فضل سے میرے اندر خاص جوش اور عزت بخشی گئی ہے اور یہ اسی کی برکت ہے کہ ہر صورت میں صاف گوئی اور راست گفتاری کو مقدم رکھتا ہوں۔ خواہ دوسرا کتنا ہی برہم کیوں نہ ہو۔ اس راست گفتاری کے باعث میرا خواہ کتنا سے کتنا عزیز اور بزرگ ناراض اور کبیدہ خاطر کیوں نہ ہو۔ میرا دل ہرگز جنبش نہیں کرتا۔ پس اے میرے محافظ حقیقی خدا تو نے محض اپنے فضل سے اس عاصی پر معاصی بندے کو ابتداء میں بیگانوں کے فتنہ و شر سے محفوظ رکھ کر دارالامن میں پناہ دی تھی۔ اس طرح بھی ان بیگانوں کی تازہ کرم فرمائیوں سے جن کا مختصر سا خاکہ اوپر دے چکا ہوں۔ محفوظ و مامون رکھ کر دارالامن میں پرسکینت سکونت عطا فرمایا۔ میرے چھوٹے چھوٹے معصوم بچے اور میری معذور بیوی تن تنہا محض تجھ اکیلے ہی کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ ہمارے اوپر زمین تنگ کی جا رہی ہے۔ لاہور، امرتسر یا دوسرا شہر نہیں لے کر گورنمنٹ برطانیہ کے دروازے پر پناہ گزینی کی درخواست دی جائے۔ قادیان ہے جہاں صرف تیری آسمانی گورنمنٹ ہی ہم عاجزوں کی حفاظت کر سکتی ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا خاکہ مصائب سے ظاہر ہے۔ جماعت سے اخراج گویا انسانیت سے ہی اخراج ہے۔ عام انسانیت کا سلوک بھی ہم عاجزوں اور بے کسوں سے روا نہیں رکھا جاسکتا۔ انسانیت چھوڑ حیوانیت کے دائرے سے بھی نکالا جا رہا ہے۔ بھلا شیرخوار بچے کے لئے دودھ دینے سے روک دینا طوفان، آندھی سے ایک دیوار گر گئی۔ اس کے بنانے کے لئے راج کو منع کر دینا کس مذہب اور کس سوسائٹی میں جائز ہے یا کس قانون و آئین میں سزا کی قسم ہے۔

اس حالت پر تین ہفتے گزرنے کو ہیں اور معلوم نہیں کہ عرصہ مصائب کتنا لمبا اور وسیع ہوگا۔ دارالامن والا مان میں یہ حالت کہ پرندوں کے بسیرے کے لئے درخت موجود، جنگل کے پرندوں کے لئے بھٹ موجود، مگر ابن آدم اور اس کے معصوم اور ننھے ننھے بیمار معذور بچوں کے لئے یہ بدامنی کہ نہ رات چمپن سے گذرتی ہے اور نہ دن کو قرا ملتا ہے۔ ڈنڈا فوج کے ہر وقت کا بظاہر میری بیوی اور بچوں کے دلوں پر عجب حیرت طاری کر رہا ہے۔ اس جرم کی پاداش میں کہ میں نے چند ایک شکوے پیش کئے۔ جن کو نا واجب اتہام سے موسوم کر کے تمام احمدی جماعت کو میرے خلاف ابھارا گیا ہے۔

کس قدر انفسوں کا مقام ہے کہ قادیان جیسے مقدس خطہ میں جو ایک صلح و آشتی اور

سلامتی کے شہزادہ کا تخت گاہ ہے۔ جہاں سے روحانی علوم کے چشمے پھوٹ پڑے ہیں۔ جہاں سے تمام دنیا کو سلامتی پہنچانے کا پیغام جاری ہوا ہے۔ وہاں ایسے پر جہانم زاکار روائیاں۔ پھر اس پر روا رکھی جا رہی ہیں۔ جو وفادار اور خدمت گزار احمدی ہے۔ اس کے اوپر یہ ظلم و ستم، الہی تیری پناہ! جماعت میری آرزو سے متفق ہو یا نہ ہو۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ کیونکہ میں احمدی ہوں۔ محض اپنی نجات کے لئے میرے خدا تیری رضا جوئی کے لئے۔ میں یہ بیان اس لئے نہیں شائع کر رہا کہ جماعت کے لوگ مجھ پر خوش ہو جائیں یا میرا رزق نہ روکیں۔ رازق ذی القوۃ المتین تجھ وحدہ لا شریک لہ کو سمجھتا ہوں۔ یہ مصائب اور ابتلا آتی ہیں۔ مجھے یہ تسکین قلب حاصل ہے کہ میں حق پر ہوں اور حق پر ہی مرنے کا آرزو مند ہوں۔ میں نے ایمانی جرأت سے کام لے کر جو جو شکوے میرے دل میں تھے صاف صاف عرض کر دیئے تھے۔ اب اگر اس صاف گوئی کا کوئی بزرگ یا خود رو پسند نہیں کرتا تو پرواہ نہیں۔ تو میرا خدا میرا ولی میرا رب اس کو ضرور پسند کرتا ہے۔ مسیح موعود کی غلامی سے میں نے یہی ایک جوہر پایا۔ کیا میں اسے ضائع کر کے خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق ہوں۔ العیاذ باللہ!

اے میرے خدا تو جانتا ہے کہ میں منافق نہیں۔ میرے سر پر کوئی تلوار لئے نہیں کھڑا کہ میں جھوٹ بول کر اپنے تئیں احمدی ظاہر کروں۔ لیکن میں درپردہ غیروں سے ملا ہوا ہوں۔ کیونکہ تیرے پاک کلام میں منافق کی یہی جامع و مانع تعریف ہے کہ: ”وَإِذِ الْقَوَّامُ الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَاوُا إِلَىٰ شِيَا طِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِؤْنَ“ کہ جب مومنوں کو ملتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور جب غیروں کے پاس جاتے ہیں تو انہیں کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ مگر اب تو منافقت کی تعریف کو اس قدر وسعت دی گئی ہے کہ بات بات پر اور معمولی سے معمولی ذاتیات پر اچھے بھلے مومن کو منافق کہہ کر ادنیٰ اور اعلیٰ کی نظروں سے گرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تو یہی ہمیں اس اندر کے پیدا شدہ فتنہ سے ہر طرح محفوظ رکھ۔ میرے خدا تو جانتا ہے کہ اس وقت بھی محض ذاتیات کی بناء پر مجھ پر اور میرے اہل و عیال پر ہر ممکن سے ممکن تکلیف اور مصیبت کو ڈالا جا رہا ہے۔ اس سے بڑھ کر سختی اور کیا ہوگی کہ ناراضگی مجھ پر ہے۔ مگر دودھ میرے شیر خوار بچہ کا بند کر دیا گیا۔ بھلا اس معصوم بچہ نے کسی کا کیا بگاڑا تھا۔ اس کا ایک بازو ٹوٹا ہوا ہے۔ اس کی معذور ماں کے پستانوں میں اس کی قسمت کا دودھ نہیں ہے۔ اس کا اگر قصور ہے تو صرف یہ کہ وہ مجھ بد نصیب انسان کا بیٹا کہلاتا ہے۔ اس جرم کی

پاداش میں یہ حکم نافذ فرمایا گیا کہ ان کو دودھ دینا بند کر دو۔ کیونکہ یہ ہمارے فلاں مجرم کا نخت جگر ہے۔ حضرت عثمانؓ پر بھی جب باغیوں نے پانی بند کر دیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ یہ فعل نہ کافروں کا ہے اور نہ مومنوں کا۔ مگر یہاں شیر خوار بچہ کا مدار زندگی بند کر دیا جاتا ہے۔ پھر مومن کے مومن۔ مگر وہ شیر خوار بچہ منافق زادہ۔

ہمیں تفاوت رہ از کجاست تاہ کجا

میرے پیارے خدا تو جانتا ہے کہ میں نے وطن چھوڑا محض حق کی خاطر۔ عزیز واقارب سے منہ موڑا محض حق کی خاطر۔ قادیان میں کنبہ چھوڑا محض حق کی خاطر۔ پچھلے رشتہ ناطوں کو توڑا محض حق کی خاطر۔ تو اب قادیان میں حق کی خاطر رہ کر پھر اگر ہمارا جذبہ ایمانی اور طاقت روحانی اس قدر گر چکے ہیں کہ حق گوئی کے لئے محض ہم اس لئے جرأت نہیں کرتے کہ کہیں ہمارے دنیوی اغراض ضائع ہوں گی یا سوشل تعلقات میں فرق پڑے گا۔ یا بائیکاٹ اور اخراج کا بھوت سر پر سوار ہو جائے گا۔ تو بس پھر ہماری ایمانی ترقی معلوم شد، صحابہ کرام سے ہماری روحانی کیفیت نہیں بڑھ سکتی۔ وہ ہمارے لئے نظیر ہے۔ حق کی خاطر نہ فساد وقتہ کی خاطر۔ اگر ان تکالیف کے لئے موتو قبل ان تموتو پر عمل کر کے طبیعت کو تیار کر لیا جاوے تو پھر بس کوئی ڈر نہیں۔

پس اے خدا تو ہماری بے بسی اور بے یاری و مددگاری کو خوب جانتا ہے۔ تو آپ ہی ہماری حفاظت کر۔ ”رب کل شئ رب واحفظنی وانصرنی وارحمنی“ ایک مہجور مقہور خاکسار فخر الدین ملتانی قادیان۔

بجواب الفضل

میرے معافی نامہ کی اہمیت

اولاً میں الفضل کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ جس نے خواہ اپنے اغراض کی تکمیل کے لئے ہی سہی مگر میرے اوپر احسان کر کے میرے اس معافی نامہ کو من و عن شائع کر کے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا۔ جو میں نے اپنے ایک خواب کے مفہوم کو بھی مسیح موعود کے فرمان ”سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تدلل اختیار کرو۔“ کے ماتحت اور مطابق کر کے صحیح اور حقیقی رنگ میں بلا خوف لومتہ لائم اور نہایت ایمانی جرأت سے لکھا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خواہ ان واقعات پیش آمدہ کے نتائج کیسے ہی بد سے بد کیوں نہ نکلیں۔ مگر مجھے ہمیشہ کے لئے یہ بجا فخر حاصل ہو گیا ہے کہ حضرت اقدس کے اس قول کی جو ۱۹۰۲ء میں کشتی نوح کے ذریعہ ہم تک پہنچا۔ آج ۱۹۳۷ء میں پورے

۳۵ سال کے بعد اس قدر عمدگی اور وضاحت اور خوبی سے اس پر عمل کرنے کی توفیق محض اور محض خاکسار جیسے سیہ کار کو ملی۔ آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے یہ ایک سبق ہے کہ حضرت اقدس کے اس فرمان ”سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلّل اختیار کرو۔“ کی لفظ بہ لفظ اور حرف بحرف صداقت سے تعمیل کس طرح ہو سکتی ہے۔ میں سچے دل سے عرض کرتا ہوں کہ اس معافی نامہ کے الفاظ کی بندش اور ترکیب ایک طرح القائے خداوندگی اور عجیب بات یہ ہے کہ میرے مخدوم و مکرم حضرت حافظ صاحب مرحوم آف منصور کی اہلیہ محترمہ کے خواب میں یہ اشارہ ہے کہ تین دن کے اندر اندر معافی مانگ لوں اور یہ خواب مجھے ۲۰ جون یعنی اعلان اخراج سے بارہ تیرہ روز بعد پہنچایا جاتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اس خواب کی تعمیل قبل از اطلاع خواب اخراج کے تین ہی روز کے اندر اس معافی نامہ کے ذریعہ کرادی۔ میرا معافی نامہ ۱۰ جون ۱۹۳۷ء کا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس فضل و احسان پر میں جس قدر بھی سجدات شکر بجلاؤں کم ہیں۔ ایک طرف اپنے پیارے مسیح موعود کے قول کی تعمیل بدرجہ احسن اتم کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ دوسری طرف اس خواب کے اشارہ کی تعمیل بھی عین وقت معین کے اندر کرائی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانه بخشد خدائے بخشندہ

مگر اس کے بالمقابل اسی کشتی نوح کے اندر حضرت مسیح موعود کا یہ ارشاد بھی ہے کہ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے تصور وار کے گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اب جو شخص حضرت اقدس کے اس فرمان کی تعمیل نہیں کرتا وہ اس عدم تعمیل کے نتائج کا آپ ہی ذمہ وار ہے۔ ”انسی بری مما تعملون“ میں نے اپنی آنکھوں سے مسیح موعود کو دیکھا ہے کہ سخت سے سخت تصور واروں کو نہایت ادنیٰ بلکہ بناوٹی عذر داری اور لجاجت پر ہی نہایت فراخ دلی سے معاف فرما دیا کرتے تھے۔

پس اس صورت میں میرے خواب یا معافی نامہ یا کسی اور ہمدرد کے خواب کا حوالہ دے کر ان پر جفا واقعات پر پردہ ڈالنا یقیناً یقیناً تقویٰ کی راہ نہیں ہے۔ بھلا الفضل کے پندرہ سولہ کالم یونہی ادھر ادھر کی ملاقاتوں اور خوابوں وغیرہ کے ذکر اذکار میں سیاہ کر دینا اور اصل واقعات سے تجاہل عارفانہ کے رنگ میں گذر جانا یہ کہاں کا تقویٰ اور دیانت ہے۔ کیا مسیح موعود نے ہمیں اسی قسم کے تقویٰ کی تعلیم دی ہے؟

ایڈیٹر صاحب الفضل یا اور کوئی مستور مضمون نگار زندہ خدا اور جبار قہار اور علیم خبیر خدا

کی ہستی پر ایمان لا کر ذرا اس پر ٹھنڈے دل سے سوچے اور غور کرے کہ کیا اس قسم کے ڈپلومیٹک مضامین سے اصلیت چھپ سکتی ہے۔

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

میں نے جفا کاریوں میں سے بطور نمونہ سولہ سترہ واقعات پیش کئے تھے۔ دیانت اور امانت کا تقاضا تھا کہ ان میں ایک ایک کا انکار کیا جاتا۔ یا اقرار یا جھوٹی سچی تاویل۔ پھر جن دو امور کے متعلق میں نے بددعا کے لئے عرض کیا تھا اس چیلنج کی منظوری کا اعلان کیا جاتا۔ بجائے میرے چیلنج کو منظور کرنے کے اپنی طرف سے ایک تیسرا چیلنج کر دیا کہ شیر خوار بچہ کا دودھ بند نہیں کیا گیا۔ ”لعنت اللہ علی الکاذبین“ اس کے متعلق ایک بے تعلق دوکاندار جس سے عرصہ تین چار سال سے شیر خرید کیا۔ اپنے گھر کے دودھ کی باندھ بھی بندھے۔ اس کی بے سرو پا شہادت بنا کر پیش کر دی کہ میری دوکان سے شیر خوار بچہ کا دودھ بند نہیں کیا گیا۔ میں نے کب لکھا تھا۔ محمد یوسف دوکاندار کی دوکان سے شیر خوار بچہ کا دودھ بند کیا گیا۔ یہ بھول بھلیاں احمدیہ جماعت کے سرکاری آرگن الفضل کو زیب دیتی ہیں۔ مجھے تو خود ہی اندر ہی اندر شرم محسوس ہو رہی ہے کہ غیر کیا کہتے ہوں گے اور اس بے چارے ان پڑھے محمد یوسف شیر فروش پر رحم آ رہا ہے کہ اناپ شناپ لکھ کر اس کے سامنے رکھ دیا۔ اس نے ایمان بالغیب لا کر اور کار ثواب سمجھ کر اوپر جو کچھ نشان انگوٹھا یا شانہ دستخط کر دیئے ہوں گے۔ ورنہ مختصراً حقیقت یہ ہے کہ ۷۰ جون کو میرا بایکٹا ہوا۔ اس شام ہم نے جو کچھ بھی روکھا سوکھا ہوسکا۔ بچوں کا پیٹ بھر کر رات کو تھپک کر سلا دیا۔

۸ جون کی صبح میں نے ایک عریضہ ناظر صاحب امور عامہ کی خدمت میں بھیجا کہ رات تو خدا خدا کر کے کاٹ لی ہے۔ اب پھر دن نکلا ہے۔ اگر اس مقاطعہ میں احمدی دوکانداروں کو مجھے ضروریات زندگی دینا جائز ہے تو آپ اس اعلان میں اس اجازت کا اضافہ کر دیں۔ تاکہ وہ مجھے ضروریات زندگی دے دیا کریں۔ اس کا جواب ناظر صاحب امور عامہ نے بعد استصواب حضرت خلیفۃ المسیح ایڈہ اللہ بنصرہ یہ دیا کہ احمدی دوکانداروں کو خرید و فروخت کی اجازت بوجہ اس کے تعلقات کی نگرانی ناممکن ہو جاتی ہے۔ نہیں دی جاسکتی۔ اب ناظر صاحب امور عامہ کے اس واضح حکم نامہ کی رو سے اگر کوئی مجھے یا میرے بچہ کو کچھ دیتا ہے تو گویا حکم عدولی کا مرتکب ہوتا ہے۔ مگر اس کے بعد کے حالات بد سے بدتر ہوتے گئے۔ خصوصاً میرے معافی نامہ کے بعد بجائے نرمی اور زیادہ جارحانہ اقدامات شروع ہو گئے اور جہاں سے میرے شیر خوار بچہ کا دودھ بطور مستقل

باندھ کے آتا تھا۔ ان کو سخت مجبور کر کے روک دیا گیا۔ پہلے وہ باوجود میرے اخراج کے اور اشاروں کنایوں کے امتناعات کے میرے معصوم بچے پر رحم کھا کر دودھ دیتے رہے۔ مگر ۱۳ جون کو جب کہ اگلی شب میرے مکان میں سودیشی سفید پوش چور آئے۔ یکدم دودھ بند کر دیا گیا۔ پھر ہم دو روز تک بڑی مشکل سے ادھر ادھر بندوبست کرتے رہے۔ آخر ۱۵ جون کو دوسرے گاؤں سے دودھ کا بندوبست کیا گیا۔ اب پبلک خود اندازہ لگالے کہ ناظر صاحب امور عامہ کا اصل حکم جس کی اندرونی سرکلروں کے ذریعہ تعمیل کرائی جاتی ہے۔ تو مندرجہ ذیل احمدی دوکانداروں کو خرید و فروخت کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ مگر افضل کے موقر مضمون نگار کے معلومات دفتری کی رو سے یہ ہے کہ جو چیز آسانی سے غیر احمدی یا اور ہندو دوکانداروں سے مل سکتی ہیں۔ احمدی دوکاندار نہ دیں۔ لیکن باقی چیزیں ضرور دے دیں۔

بہیں تفاوت رہ از کجاست تاہ کجا

اس بعد المشرقیں فرق اور اختلاف کی مطابقت کر کے دکھانا کارے دار والا معاملہ ہے۔ ہائے میں کس قدر بد بخت اور بد قسمت واقعہ ہوا ہوں کہ میری وجہ سے موقر افضل یا اس کا مستور مضمون نگار ایسے راہ پر چلنے کے لئے مجبور ہوا ہے جو تقویٰ اور دیانت سے کوسوں دور ہے۔ کہاں تو یہ کہ اجازت نہیں دی جاسکتی اور کہاں یہ کہ باقی چیزیں ضرور دے دیں۔ یہ ہر دو فقرے معمولی ابجد خواں کے سامنے ہی رکھ کر دیکھ لے کہ وہ کیا نتیجہ نکالتا ہے۔ یہی تو میں نے اپنے پہلے پوسٹر میں رونارویا تھا کہ اعلان اخراج میں تو صرف کلام، سلام، پیام، بند ظاہر کیا گیا ہے۔ مگر عملاً اس کی یہ تعمیل کی جا رہی ہے کہ ہر ممکن سے ممکن تکلیف اور ایذا رسانی جو ایک شخص کی موت کا موجب ہو سکتی ہے دی جا رہی ہے اور جہاں تک کہ روحانی اختیارات میں ممکن ہے ہمیں نیست و نابود کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ نہ معلوم مضمون نگار افضل نے کس طرح یہ لکھ دینے کی جرأت کی کہ مفروضہ مظالم کی بے بنیاد داستان۔ سچ ہے کہ ہماری جان گئی اور آپ کی ادا ٹھہری۔ ابھی تو روحانی حکومت ہے اور گورنمنٹ برطانیہ کی جسمانی حکومت کا برائے نام دور کا سایہ ہے۔ ورنہ اگر خدا نخواستہ جسمانی اختیارات بھی کلی طور پر حاصل ہوتے تو پھر خدا جانے کیا کیا ہوتا۔ موقر مضمون نگار نے پبلک کی توجہ اصل حقیقت سے پھیرنے کی خاطر میری ایک ملاقات کے طول طویل ذکر فرمایا ہے جو بالکل سوال از آسمان اور جواب از ریسمان کا مصداق ہے۔ میں احتجاج کر رہا ہوں کہ مجھ پر فلاں فلاں زیادتی کی جا رہی ہے۔ برائے خدا رحم کی نظر فرمائیے۔ مگر وہاں۔

من چه گوئم وطنبوره من چه سرائند

کاستم ظریفانہ مظاہر اختیار کیا جاتا ہے۔ میرے نہایت ہی مکرم اور محبت دوست میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب اور عزیز دوست سید عزیز اللہ شاہ صاحب جن کی ملاقات کو کسی نہ معلوم بنا پر خاص اہمیت دی گئی ہے۔ واقعی مجھ سے غیر معمولی محبت اور اخلاص رکھتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے بوقت ملاقات یہ بھی فرمایا کہ ہمارے قادیان آنے کے پروگرام میں ایک اہم مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ ہم آپ سے ملیں۔ محض للہی محبت ہے۔ جس کی میرے دل میں خاص قدر ہے کہ میں باوجود اس طرح کا نا اہل ہونے کے ان قدسیوں کے خاندان کا منظور نظر ہوں۔ انہیں نہ صرف محبت ہی ہے۔ بلکہ میری وہ عزت بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ جتنی دیر ان سے ملاقات رہی۔ نہایت محبت و عزت سے پیش آتے رہے اور کسی قسم کا ایسا طریق اختیار نہیں کیا گیا جو کسی نفرت یا حقارت یا تذلیل پر مبنی ہو۔ ان کی خاندانی شرافت و نجابت ہی اس قسم کی حرکات کے سخت مخالف ہے۔ مگر اخبار میں اس ملاقات کے بیان میں جو رویہ تحقیرانہ اختیار کیا گیا ہے۔ اس کا عشرِ شیر بھی ان ہر دو عزیزوں سے ظاہر نہیں ہوا۔ تم تم کے الفاظ کو ان کی میٹھی اور شائستہ زبان سے دور کی نسبت بھی نہیں۔ وہ واقعی سچی محبت اور تڑپ سے بلا کسی خارجی تحریک کے آئے ہوں گے۔ انہوں نے زبانی بھی اور اب اس بیان ملاقات کے دوران میں بھی بار بار اس امر پر زیادہ زور دیا ہے کہ ہم بغیر کسی کی تحریک کے آئے ہیں۔ حالانکہ میں پہلے ہی سے ان کی فطرت سے اور اپنے باہمی تعلقات سے یہی توقع رکھتا تھا۔ اگرچہ ایک موقع پر ان کی زبان سے یہ بھی نکل گیا کہ فلاں تیسرا آدمی بھی ہمارے ساتھ آئے کو تھا۔ بلکہ اس فلاں تیسرے آدمی کا نام لیتے وقت اخویم میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب کے چہرے پر اسے کسی قدر اجنبیت اور ناواقفیت کے آثار بھی ظاہر ہوتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی ان کے منہ سے یہ بھی نکل گیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اید اللہ بنصرہ العزیز نے فون میں اطلاع کر دی ہے کہ وہ فلاں تیسرے صاحب پرسوں سے چلے گئے ہیں۔ اس لئے ہم صرف دو ہی آئے ہیں۔ اس پر میں نے کہا کہ آپ کے اور فلاں تیسرے صاحب کے میرے ساتھ تعلقات میں گوزمین و آسمان کا فرق ہے۔ آپ دونوں میں سے ایک بھی آجاتا تو دوسرے سو سے بھی زیادہ ہے۔ بہر حال ملاقات ہوئی۔ میں نے اپنے تمام شکوے باوجود ان کے منع کرنے کے جبراً بیان کر دیئے۔ مجھے ان دونوں پیاروں نے کہا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ معافی نامہ کے بعد جو ۱۵ جون ۱۹۳۷ء کو بھیجا گیا تھا۔ فخر الدین کے متعلق رپورٹیں بڑی خلاف آ رہی ہیں اور اس نے کوئی اصلاح نہیں کی اور آپ کی پارٹی نے فلاں فلاں باتیں لکھی ہیں۔ میں نے کہا کہ میری کوئی پارٹی نہیں اور نہ ہی میں کسی کی تحریک کا ذمہ دار ہوں۔ میری کھڑکی توڑ دی گئی۔ چور آئے۔ مگر اس کو

انہوں نے جعلی کارروائی مشہور کر دیا۔ ایسی ایسی باتوں پر میں سوائے لعنت اللہ علی الکاذبین کے اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ غرضیکہ جو کچھ اس ملاقات کا بیان شائع ہوا ہے مجھے اس کی تصدیق کرنے میں کوئی تامل نہیں۔ سوائے اس دست برد کے جو مضمون نگار نے مرتب کرتے وقت حسب منشاء کر لی ہے۔ یا سوائے ایک آدھ موقعہ کے جہاں میں سمجھتا ہوں کہ وہ حافظہ کی غلطی ہے۔ ورنہ ان کی ذات سے مجھے ایک آن کے لئے بھی دروغ کی توقع نہیں۔ مثلاً مکرم میجر صاحب نے پوچھا کہ تم نے کوئی اشتہار نکالا ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں اور اس دن یعنی ۲۲ جون ۱۹۳۵ء کو کہنا صحیح تھا۔ کیونکہ اشتہار ۲۲ جون کو نکلا ہے۔ مگر موقر مضمون نگار نے اپنے تشریح نوٹ میں یوں تدبیر کر لی۔ ”فخر الدین نے کہا کہ میں نے کوئی اشتہار نہیں لکھا۔“ حالانکہ اصل سوال وجواب میں لکھنے کا لفظ نہیں۔ بلکہ نکالنے کا لفظ ہے۔ اسی طرح لعنت اللہ علی الکاذبین کا فقرہ اصل سوال وجواب میں عام الزامات اور جھوٹی رپورٹوں پر عرض کیا گیا۔ مگر موقر مضمون نگار نے دھینگا دھینگے کھینچ تان کر لعنت اللہ کو میرے اس انکار سے ملحق کر دیا۔ میں حیران ہوں کہ لفظ جیسے مذہبی اخبار میں موقر مضمون نگار کو تقویٰ اور راستی سے الگ ہو کر اس قسم کی لفظی اور ترتیبی تصرف کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ پیارو میں پھر کہتا ہوں تقویٰ کو ہاتھ سے نہ جوئے دو اپنے بغضوں اور کینوں پر قابو پاؤ۔ اس طرح تحریر و تقریر میں بغض و عناد سے مغلوب ہو کر گالیاں دینا اور تحقیر تذلیل کرنا متقی اور شریف انسان کے شایاں نہیں۔ بھلا اس اشتہار میں اور کون سی بات تھی جو کسی معافی نامے کے منافی تھی۔ ایک احتجاج تھی جو نہایت مؤدبانہ اور مہذبانہ رنگ میں کی گئی۔ اس پر اس قدر فعل در آتش ہونا کیا معنی۔ آخر قادیان کے نظام کی طرف سے بھی اس اثناء میں کئی ایک سرکلر شائع ہو چکے ہیں۔ باہر کی جماعتوں کو میرے خلاف اس نے اور بھڑکانے کی ان تھک کوشش کی جا رہی ہے۔ یا ہماری ناکہ بندی اور ناطقہ بندی زوروں پر کی جا رہی ہے۔ اگر میں ایک احتجاج نامہ دکھوں سے تنگ آ کر نکال دیا تو کون سا اندھیرا آ گیا۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

ایک موقعہ پر میری طرف منسوب کر کے ایک فقرہ یہ لکھا ہے کہ حضرت صاحب کو ہی خلیفہ ماننے والا ہوں۔ یہ ہی کا لفظ مجھے ہرگز یاد نہیں کہ میں نے اس کے بولنے کی ضرورت کیوں سمجھی۔ یہ تو بالکل بے معنی اور بے تعلق لفظ ہے۔ کیونکہ جب اور کوئی خلیفہ ہی سامنے نہیں تو پھر میں ہی کا لفظ خواہ مخواہ بولتا۔ اسی طرح مجھے میجر صاحب کے یہ فرمانے پر کہ تمہاری پارٹی کے بعض ممبروں

نے یہ بھی حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو ٹوٹس دیا ہے کہ مباہلہ والوں کو تو اپنی پوزیشن وغیرہ کے رعب سے دبایا تھا۔ مگر جب ہم سے معاملہ پڑے گا تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ پارٹی بہت زبردست ہے۔ اس کا میں نے نفی اور قطعاً لاعلمی میں جواب دیا تھا۔ اگر شاہ صاحبان کی مراد پارٹی سے شیخ صاحب وغیرہ تھے تو اب ان کے نسخ بیعت کے اعلان کے بعد ملنے پر میں نے دریافت کیا تو انہوں نے پر زور الفاظ میں اس کی تردید کی کہ ایسی دھمکی یا الفاظ میں نے ہرگز نہیں لکھے۔

البتہ مکرمی شاہ صاحب نے فرط محبت میں مجھے یہ ضرور کہا کہ اس سابقہ مسل پر جس میں آپ کے شکوے شکایات ہیں۔ مٹی ڈال دو اور دل پاک صاف کر کے توبہ کر لو۔ یا شائد کہا کہ معافی مانگ لو۔ اس پر میں نے انہیں عرض کیا کہ وہ شکوے واقعات پر مبنی ہیں۔ ان واقعات کی تغلیط یا تردید کئے بغیر میرا دل پر اتنا زور نہیں کہ لایکلف اللہ نفساً الا وسعہا کے خلاف میں دل کو کہوں کہ تو پاک صاف ہو جا اور وہ بغیر کسی معقول دلیل یا حجت کے میری زبان کے ساتھ ہو جائے۔ اس لئے مجھے حضرت کے حضور لے چلیں۔ میں سب کچھ عرض کر کے معاملہ صاف کرالوں گا۔ اس پر وہ تیار نہ ہوئے۔

غرضیکہ میں نے اپنے پوسٹر کی قریباً تمام شکایات ایک ایک کر کے مکرمی شاہ صاحبان کی خدمت میں بیان کر دیں اور سودیشی چوروں کے آنے جانے کے کھرے، کھڑکی وغیرہ سب مفصل سنائے دکھائے۔ کیونکہ میں انہیں حقیقی طور پر اپنا سچا ہمدرد اور خیر خواہ سمجھتا تھا۔ معافی نامہ کا ذکر میں نے بار بار کیا کہ آج تیرہ روز ہو گئے۔ مگر کوئی جواب سوال نہیں۔ مکرمی شاہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت صاحب بھی فرما رہے تھے کہ اس معافی نامہ میں جوش اور اخلاص پایا جاتا ہے۔ مگر اس کے بعد اس کے خلاف رپورٹیں بڑی آرہی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ سب بکو اس ہے اور سی۔ آئی۔ ڈی اپنا کچھ کر کے دکھانے کے لئے جھوٹ سچ لکھ دیتے ہیں۔ اس پر شاہ صاحب مجھے تسلی دے کر چلے گئے۔ مگر دوسری صبح موٹر پر لاہور جاتے وقت میرے مکان کے قریب رک کر مجھے بلایا اور فرمایا کہ آپ کا معافی نامہ تو حضرت صاحب تک پہنچا ہی نہیں۔ اپنے لڑکے سے دریافت کر کے اطلاع دیں کہ وہ کس کو دے آیا ہے۔ اب میں حیران ہوں کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ کیونکہ کل شام یہی شاہ صاحب مجھے فرما رہے تھے کہ معافی نامہ کے بعد آپ کے خلاف رپورٹیں آرہی ہیں۔ حضرت صاحب معافی نامہ میں اخلاص وغیرہ کا ذکر فرما رہے تھے۔ بہر حال یہ معمہ میں نے شاہ صاحب کے سامنے بھی رکھا۔ مگر اس وقت غالباً جلدی کی وجہ سے بھی شائد خود بھی اس معمہ کو سمجھنے سے قاصر رہنے کی وجہ سے حل نہ کر سکے اور معاملہ جوں کا توں رہا۔

کہتے ہیں کہ احراریوں سے تعلق ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس کا اشتہار احراریوں نے تقسیم کیا۔ کیا ہی خوش فہمی ہے ادھر احمدیوں سے بلکی مقاطعہ کر کے غیر احمدیوں سے لین دین کے تعلقات کرنے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے اور جب وہ اشتہار غیر احمدیوں کے ذریعہ تقسیم ہوا تو جھٹ یہ لکھ دیا کہ احراریوں سے تعلق ہے۔ میں نے ابتداء میں ہی اپنے دوستوں کو کہہ دیا تھا کہ احمدیوں سے بائیکاٹ اور غیر احمدیوں سے میل ملاپ پر مجبور کر کے آخر میں جماعت کو کہہ دیں گے کہ دیکھا ہم نے کہا نہ تھا کہ یہ احراریوں سے ملا ہوا ہے۔

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ
بازے گوئی کہ دامن ترکمن ہوشیار باش

پس میں اگر احراریوں یا ہندوؤں وغیرہ کے ذریعہ کوئی اشتہار تقسیم کرادوں تو انہیں کوئی شکوہ نہ ہونا چاہئے۔ حالانکہ امر واقعہ بھی اس کے خلاف ہے۔ میرے پاس ایک احمدی میاں عبدالجید احمدی سابق کباب فروش آئے جو کچھ عرصہ سے میری طرح جماعت سے خارج شدہ ہیں۔ مگر ہیں پختہ احمدی میں نے انہیں کہا کہ ان اشتہاروں کو تقسیم کرانے کا کوئی انتظام کر دو۔ چنانچہ انہوں نے جا کر اپنے طور پر انتظام کر دیا تو اس معمولی سے واقعہ سے تنکوں کے سہارے لے کر مؤقر مضمون نگار کا بے تحاشہ ہاتھ پیر مارنا حق و انصاف سے بالکل بعید ہے۔

نہایت افسوس اور رنج سے مجھے عرض کرنا پڑتا ہے کہ اب باوجود میری طرف سے تریاق القلوب والی بددعا کا چیلنج جماعت کے ذمہ دار کی طرف سے سکوت رہنے کے پھر اصلیت پر پردہ ڈالنے کے لئے اس مکروہ پروپیگنڈا کو پھیلا یا جا رہا ہے کہ گویا غیروں سے کسی طرح کی ساز باز تھی۔ لعنت اللہ علی اکاذبین میں معاملہ میں مکرم چوہدری فتح محمد صاحب ناظر اعلیٰ اور مکرم مولوی فضل الدین صاحب وکیل کو خدائے جبار قہار کی قسم دے کر عرض کرتا ہوں کہ وہ اس وقت اظہار حق کی خاطر بلا خوف لومتہ لائم اور بلا خوف ولحاظ کسی انسان ضعیف البیان کے گواہی دیں کہ کیا میں مخالفین کے خلاف نہایت ہی اشد بصیغہ راز امور میں ابھی چند ہی روز ہوئے راز دار نہیں رہا اور کیا میرے ذریعہ ایک اہم معاملہ میں آپ لوگوں کو مفید اور کامیاب کن مواد میسر نہیں آیا۔ اگر یہ درست ہے اور واقعی درست ہے تو پھر یہ کس قدر شرم کا مقام ہے کہ جماعت میں ابلبہ فریبی کے رنگ میں ایک ایسا خیال پھیلا یا جا رہا ہے جو بالکل جھوٹ و افتراء ہے اور اس پر اب باہر سے ریزولوشن بھی پاس کرانے شروع کر دیئے ہیں۔ دوستو! اگر مکروہ پراپیگنڈے کے پھیلانے میں حق پر ہو تو پھر کیوں

نہیں اس خدائی فیصلے کی طرف رخ کرتے۔ جسے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اپنی صداقت جیسے اہم معاملہ کے لئے دنیا میں پیش کیا ہے اور بار بار اس پر عمل بھی فرمایا ہے۔

ناکہ بندی کی عجیب و غریب مضحکہ خیز تشریح

ناکہ بندی کے پہرہ کی عجیب تاویل یہ فرمائی گئی کہ تناظام سلسلہ کے علم میں یہ بات آ جائے کہ کوئی شخص ایسا ہے جو باوجود مخالفت کے میاں فخر الدین سے ملتا اور ساز باز رکھتا ہے۔ اگر اس کا یہ خیال درست ہے کہ اس جیسے لوگوں کی کوئی پارٹی نہیں تو پھر پہرے سے ڈر کس بات کا۔ یہ تو اس کے مکان کی حفاظت ہو رہی تھی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء! میرے مکان کی خوب حفاظت ہوئی۔ تیرہ برس سے مکان آباد ہے۔ کبھی کوئی واردات سرقہ میرے گھر پر نہیں ہوئی۔ مگر اس حفاظتی پہرہ کی برکت سے عین ناکہ بندی کی صورت میں اس طرف سے جہاں سے بدیشی چور کبھی جرأت ہی نہیں کر سکتا۔ سودیشی سفید پوش (میرے ایمان اور مشاہدہ کے مطابق احمدی بھائی) بصورت چور خانہ واحد سمجھ کر نہایت بے تکلفی سے تشریف لائے اور اپنی کارروائی شروع کی۔ مگر بد قسمتی سے ہم جاگ اٹھے اور وہ ناکام گئے۔ بہر حال حفاظت کا خوب مظاہرہ ہو رہا ہے کہ اسی دن سے ہم رات کو ایک منٹ بھی آرام کی نیند نہیں سو سکتے اور دیکھنا تو صرف یہ تھا کہ میرے مکان پر کون کون آتا ہے۔ مگر لٹھ بندی میسوں کی تعداد میں والٹنیر اور بیچارے غریب طالب علم بچے، جنہیں والدین اس لئے یہاں بھیجتے ہیں کہ دینی و دنیوی تعلیم حاصل کر کے بچے مبلغ بن کر یہاں آویں۔ ان کے قیمتی اوقات کا اس طرح بیدردی سے خون کیا جا رہا ہے۔ اس امر کی نگرانی کے لئے تو ایک آدھ آدمی کافی ہوتا ہے۔ پھر رات بھر کسی کے پاس کون آتا رہتا ہے۔ مگر اس قدر کڑا پہرہ کہ میسوں کی تعداد میں میرے مکان کے ارد گرد رات بھر طواف کرتے ہیں اور اب شیخ مصری صاحب اور بیچارے بد نصیب اور بے گناہ اور بے زبان سردار مصباح الدین کے مکان کے ارد گرد قبل از مرگ واویلا مچا کر چھاؤنیاں ڈال رکھی ہیں۔ وہ پہرے دار کیا ہیں۔ ہمارے لئے تو علی بابا چالیس چور کے قائم مقام ہیں۔ کیونکہ وہ رات بھر حرکات اس قسم کی کرتے ہیں جو پہرہ داروں سے متوقع نہیں۔ چنانچہ شیخ مصری صاحب کے ساتھ بھی میری طرح وہی ظلم روا رکھا جا رہا ہے کہ ان کی شیر خوار بچی کا دودھ بھی بند کر دیا گیا ہے۔ ایک روز تو وہ معصوم بچی تمام کا تمام دن مارے بھوک کے ٹرپتی رہی۔ حالانکہ وہ اپنے پاس کے گاؤں بھینی دودھ لیتے تھے۔ مگر وہاں بھی قادیان کے رضا کار پہنچ گئے۔ اسی طرح ان کی بھنگن کو بھی ان کے گھر کام کرنے سے روکا جا رہا ہے اور طرح طرح کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ سخت رونے کا مقام ہے کہ ایک زمانہ تھا کہ یہ جھوٹے ہتھیار ادنیٰ اور بے

مہذب اور جاہل قوموں میں اور فرقوں میں استعمال کیا جاتا تھا۔ لیکن اب زمانہ کی کروٹ بدلنے پر وہ ادنیٰ قومیں بھی ان جھوٹے ہتھیاروں کو چھوڑتی جا رہی ہیں۔ مگر اب اس اولڈ فیشن مکروہ ہتھیار کو احمدیہ جماعت قادیان جیسی مہذب اور تازہ بہ تازہ تربیت یافتہ قوم اختیار کر رہی ہے۔ پس اصل حفاظت تو خدا ہی کی حفاظت ہے۔ جب زمینی گورنمنٹ میجاریٹی کے پراپیگنڈا سے لرزاں ہے تو یہاں کے دولت احباب عزیز و اقارب جن کا ہر طرح کا دار و مدار زندگی اور معاشرت قادیان کی لوکل گورنمنٹ پر ہے۔ کس طرح ہمارا ساتھ دے کر ان مصائب اور رنج و آلام کا تختہ مشق ہو سکتے ہیں۔ جو کسی زمانہ میں احمدیوں سے اٹھا چکے ہیں۔ پس اے میرے خدا تو آپ ہی ہماری حفاظت کر۔ آمین!

بالآخر ایڈیٹر الفضل کو عرض کرتا ہوں کہ بہتر ہوگا کہ زبان کو شستہ رکھنے کی کوشش کی جائے۔ ورنہ میں گنبد کی صدا استعمال کرنے پر مجبور ہوں گا۔ پھر نہ شرافت و تہذیب کی دہائی بچانے لگ جانا۔ خدا کے فضل سے مجھے ہر قسم کا لکھنا آتا ہے۔ فخر الدین ملتانی، ۲۹ جون ۱۹۳۷ء!

نا واجب اتہامات کا راز پشت از بام

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر پر مختصر سا تبصرہ

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست

آخر آمد پس پردہ تقدیر پدید

میرے اخراج کے اعلان میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ فخر الدین کا تعلق سلسلہ سے مخلصانہ نہیں ہے اور بعض ایسی باتوں کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ذات اور سلسلہ کے دوسرے کارکنوں پر نا واجب اتہام لگاتے ہیں۔ سلسلہ سے مخلصانہ تعلق کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ بظاہر یہ ہے کہ میں بغیر کسی قسم کے جبر اور طمع کے احمدی ہوں اور قادیان میں مقیم ہوں اور مقیم رہنے کا مصمم ارادہ ہے۔ خواہ اس سے بھی زیادہ سے زیادہ رنج و آلام کا تختہ مشق کیوں نہ بننا پڑے اور تا ایدم کسی غیر سے کسی قسم کا مذہبی تعلق اشارۃً یا کنایۃً بھی کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا۔ ”واللہ علیٰ ما اقول شہید“ دوسری شق تھی ان ذاتی شکوک کی جنہیں نا واجب اتہامات سے موسوم کر کے میرے اخراج کی وجہ قرار دی گئی۔ جماعت سے اخراج تو اب کوئی انسان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسیح موعود کا زمانہ پایا اور حضور کے ہاتھ سے احمدیت کا چولا پہنا۔ اب کون ہے جو اسے اتار سکے۔

چونکہ اس اعلان اخراج میں دو تین روز کے بعد مفصل بیان شائع کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اس لئے مجھے بھی اور دیگر دوستوں کو بھی انتظار تھا کہ ایسی کون سی وجوہات اور شکایات ہیں۔ جن کی بناء پر ایک اچھا خاصہ پر جوش مخلص احمدی جماعت سے خارج ہو جاتا ہے۔ آخر دس روز کی جدوجہد اور سوچ و پچار کے بعد ۲۶ جون کو خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے تقریر بیان فرمائی۔ جس میں وجوہات اخراج کے متعلق بہت کچھ تفصیل دیں۔ ابھی وہ تقریر چھپ کر میرے سامنے نہیں آئی کہ اس پر میں تبصرہ کر کے احباب کو اصلیت اور طریق تفتیش کی حقیقت کو ظاہر کر سکوں اور سردست اتنا ضرور عرض کرتا ہوں کہ میرے وہ شکوے جو حضرت صاحب اور سلسلہ کے دوسرے کارکنوں پر ناواجب اتہام کے مصداق تھے صحیح ثابت ہوئے۔

۱..... میں نے لکھا تھا کہ مال مسروقہ کے نوے روپے حضرت میاں شریف احمد صاحب نے اپنے پاس رکھے اور اس طرح اڑھائی تین ہزار روپیہ کی چوری کو ضائع ہونے کا موقع مل گیا۔ چنانچہ اس تقریر کے موقع پر برسرام حضرت میاں صاحب کی زبان سے اس کی تصدیق ہوئی۔ اگرچہ اس کی تصدیق عدالت کے بیانوں میں پہلے بھی موجود تھی۔

۲..... میں نے لکھا تھا کہ حضرت میاں شریف احمد صاحب نے احسان علی کو کہا کہ تم جا کر انچارج تھانہ بنا لہ کہو قابو کر لو۔ اس کے متعلق احسان علی نے ایک تحریر ناظر امور عامہ کو دے دی۔ اس کے متعلق احسان علی کا حلفی بیان نہ لیا گیا۔ دفتر امور عامہ کے اس کلرک سے بیان لیا گیا جو اس مقدمہ کی تمام روئیداد سے بالکل بے علمی کا پہلے ہی اظہار کر چکا تھا۔ مگر اس کے متعلق شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کا حلفیہ بیان ہے کہ وہ تحریر مجھے خان صاحب فرزند علی نے خود دکھائی اور میں نے اپنی آنکھوں سے پڑھی۔

۳..... میں نے لکھا تھا کہ حضرت میاں بشیر احمد صاحب نے منظور علی شاہ صاحب کو رقعہ دفتر سکول میں بھیج کر رخصت دلائی۔ تاکہ وہ جا کر ملزم کی ضمانت وغیرہ کی امداد کرے۔ اس پر مولوی محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر کی شہادت ہوئی کہ ہاں واقعی رقعہ اس کی رخصت کے متعلق گیا تھا۔ صرف اتنا فرق حضرت میاں صاحب کی شہادت میں ہوا کہ میاں صاحب موصوف نے اپنی شہادت میں فرمایا کہ میرے پاس احسان علی کا باپ ڈاکٹر فیض علی منظور علی شاہ صاحب کی رخصت کے لئے آیا تھا۔ پھر منظور علی شاہ صاحب نے شہادت میں یہ کہا کہ میں حضرت میاں بشیر احمد صاحب کے پاس گیا کہ ملزم کی ضمانت وغیرہ کے لئے جانا ہے۔ تو میاں صاحب نے فرمایا کہ ناظر

امور عامہ سے باقی امور دریافت کر لو۔ ناظر امور عامہ نے شہادت دی کہ ملزم کو قانونی فائدہ جو پہنچ سکتا ہے وہ ضرور پہنچاؤ۔

۴..... میں نے عرض کیا تھا کہ عبدالرحمن برادر احسان علی کو باوجود اس کے خلاف رپورٹیں آنے کے اس کو پچیس روپے ماہوار پر ملازم رکھ لیا۔ جب کہ اس سے زیادہ مستحق پندرہ بیس روپے پردھکے کھارہے ہیں۔ اس کو بھی حضرت صاحب نے تسلیم فرمایا۔ مگر اس کی بہت طول طویل وجوہات وغیرہ بیان کیں۔

۵..... اس طرح پٹرول خریدنے کے متعلق حضرت صاحب نے اپنے بیان میں تسلیم فرمایا۔

۶..... حضرت میاں بشیر احمد صاحب نے احسان علی کو قرضہ دینے کے متعلق تسلیم کیا۔ مگر ساتھ ہی بے تعلق اور بغیر پوچھے یہ بھی کہا کہ مجھ سے شیخ عبدالرحمن صاحب مصری اور اہلیہ ڈاکٹر فضل دین صاحب بھی قرضہ لیتے رہے ہیں۔

۷..... احسان علی کے مقدمہ کے متعلق میں نے لکھا تھا کہ ڈاکٹر اسماعیل کے خلاف احسان علی کی حمایت میں سینکڑوں روپیہ نظارت نے خرچ کیا تا کہ احسان علی بدنامی سے بچے اور ڈاکٹر اسماعیل قید ہو جائے۔ مگر معصوم اور مظلوم عورتوں کی عفت و عصمت اور جان مال کی خاطر نظارت نے اپنے نظام کے ماتحت بھی ایکشن نہیں لیا۔ اس کے متعلق بھی حضرت صاحب کی اپنی زبان سے تصدیق ہوگئی کہ واقعی احسان علی کے مقدمہ میں نظارت نے خرچ کیا۔ اگرچہ اس مقدمہ میں نہایت ذلیل طور پر شکست ہوئی اور احسان علی ہمیشہ کے لئے ہائیکورٹ تک داغدار اور بدنام قرار دیا گیا۔ حضرت صاحب نے اس مقدمہ پر خرچ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ وہ مقدمہ قوم کی خاطر کیا گیا۔ ڈاکٹر اسماعیل کے متعلق حضرت صاحب نے بیان فرمایا کہ وہ اس وقت جماعت سے نکالا ہوا تھا۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ وہ اس وقت جماعت میں شامل تھا۔ مقدمہ کے جاری ہونے کے کچھ عرصہ کے بعد اس کو ایک عذر نکال کر خارج کیا گیا۔ ورنہ جس وقت مقدمہ شروع ہوا تھا تو ڈاکٹر اسماعیل ہر طرف سے معافی مانگتا رہا اور بار بار درخواستیں دیتا رہا کہ نظام اس مقدمہ کو آپ سنے اور میں لکھ کر دیتا ہوں کہ جو بھی سزا تجویز کرے میں لینے کو تیار ہوں۔ مگر اس وقت اس کی ایک بھی نہ سنی گئی اور مقدمہ ہائیکورٹ تک لڑا گیا۔ بالآخر سینکڑوں روپیہ بے دریغ خرچ کرنے کے بعد خطرناک شکست اور ذلت میں اس کا انجام ہوا۔

برادران! یہ چند ایک شکوے تھے جن کو اتہامات قرار دیا گیا اور جن کی باوجود بڑی تان کھینچ اور احتیاطی و احتیاطی پہلو اختیار کرنے کے بھرے مجمع میں تصدیق ہوگئی اور تفتیش اور تحقیق کا دنیا سے نرالا اور انوکھا طریق تھا کہ ملزم یا مدعا علیہ کو ان گواہوں پر جرح قرح کا کوئی موقع نہیں دیا گیا۔ تاہم خدا کا شکر ہے کہ ان نا واجب اتہامات کی حقیقت طشت از باہم ہوگئی۔ باقی بعض تنخواہ دار اجارہ داروں کی ادھر ادھر کی بے تعلق اور بعض جھوٹی اور خلاف واقعہ باتوں کو دہرا دہرا کر پبلک میں اشتعال پھیلانے کی کوشش کی گئی۔ جن کو میں خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ بہر حال اصلیت یہ تھی جو کسی نہ کسی طرح ظاہر ہوگئی۔ اب احباب اندازہ لگالیں کہ کیا یہ شکوے تھے یا نا واجب اتہام اور کیا یہ ذاتی تھے یا نظام سلسلہ کے کارکنوں پر جیسا کہ اعلان میں ظاہر کیا گیا تھا۔ پس ان امور کو اتنی طوالت دی گئی کہ گویا سلسلہ سے میرا مخلصانہ تعلق نہیں رہا اور سلسلہ کے کارکنوں پر نا واجب اتہام بھی بن گئے اور میری احراریوں سے ساز باز بھی ہوگئی اور میں دشمن سلسلہ بھی سمجھا گیا وغیرہ وغیرہ۔ پھر اسی پر بس نہیں۔ تقریر کرتے وقت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو اس قدر غصہ اور اشتعال آجاتا تھا کہ بے حیا، کجخت اور خبیث الفطرت وغیرہ طرح طرح کے گندے الفاظ حضور کے منہ سے نکل رہے تھے اور میں اندر ہی اندر مارے شرم کے غرق ہوا جارہا تھا۔ کیونکہ اپنی جماعت کے دوست تو خیر محبت و اخلاص میں اس درشت کلامی اور دشنام دہی کا احساس نہیں کر سکتے۔ مگر اس دن بد قسمتی سے غیر احمدی کثرت سے تھے اور پولیس والے بھی تھے۔ ان کا ڈر تھا کہ کم بختوں پر کیا اثر پڑا ہوگا کہ جماعت احمدیہ جیسی پاک جماعت کے حضرت امام کی زبان سے محض اس وجہ سے کہ ان کے اور ان کے بہائیوں کے متعلق ایک شخص نے ذاتی شکوے بیان کئے ہیں۔ ایسے ایسے ناشائستہ اور غیر موزوں سخت الفاظ نکل رہے ہیں۔ حالانکہ اصولاً تو ان کو ذاتی معاملہ میں خود دخل بھی نہ دینا چاہئے تھا۔ بہر حال مختصر سی کیفیت عرض ہے۔ باقی مفصل تقریر شائع ہونے پر اگر ضرورت ہوئی تو عرض کروں گا۔ (خاکسار فخر دین ملتانی قادیان)

واہ میر صاحب واہ! (یعنی میر محمد اسحاق صاحب)

آپ نے میرے جیسے دیرینہ در دیرینہ مصاحب اور واقف رموز و اسرار نیاز مند کی اس نیاز مندانہ گذارش پر عمل نہ کیا جو میں نے چند روز قبل۔

تجھ کو پرانی کیا پڑی اپنی نیڑ تو

کے الفاظ سے آپ تک پہنچائی تھی۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ جیسے بزرگان ملت کو اپنی پوزیشن صاف کرنے کے لئے جبراً و قہراً اس طرح سرگرم حصہ لینا پڑ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے حال زار پر رحم فرمائے۔

آپ نے ۶ جولائی ۱۹۲۷ء کی شب کی تقریر میں فرمایا کہ: ”رسول کریم ﷺ کا یہ ارشاد کہ ”الکفر ملة واحدة“ اس موقع پر بھی پورا ہو رہا ہے۔ مصری صاحب جب تک جماعت میں تھے کوئی احراری کوئی غیر مبائع اور کوئی غیر احمدی ان کے پاس نہ آتا تھا اور نہ وہ ان لوگوں سے میل جول رکھتے تھے۔ لیکن ادھر ان کو جماعت سے علیحدہ کیا گیا۔ ادھر ڈاکٹر عبداللہ کالڑکان کے مکان پر پہنچ گیا۔ مہرالدین آتھباز ان کے لئے بیتاب ہو گئے۔ عمر دین پیغامی ان کے پاس دوڑا آیا۔ باوجود اختلاف عقائد کے ان کا آپس میں کیا تعلق پیدا ہو گیا۔ یہی کہ الکفر ملة واحدة“

سبحان اللہ کیا ہی عجیب و غریب نکتہ معرفت ہے۔ خود داد ملی ہوگی۔ میر صاحب اگر آپ نے ”الکفر ملة واحدة“ کا پرکھ نظارہ ملاحظہ کرنا ہو تو جاؤ اخبار زمیندار اور احسان کی گلیوں اور کوچوں میں اور دیکھو کہ کون غریب اور نادار احمدی قوم کے گاڑھے پسینے کی کمانی کی تھیلیاں لٹانے کے لئے پھر رہے ہیں۔ کبھی ایڈیٹر ”زمیندار“ کی ناصیہ فرسائی ہو رہی ہے تو کہیں احسان کے دفتر میں تملق بازی کی جا رہی ہے اور کہیں قادیان کے موقعہ شناس اور ضرورت مند غیر احمدیوں کو سنہری رو پہلی وعدے دیئے جا رہے ہیں۔ مولوی عبدالغنی خان صاحب ضرور گواہی دے دیں گے کہ یہی مہر دین آتش باز ان کے خلوت خانہ میں ان سے گھنٹوں راز و نیاز بازی کرتا رہتا تھا اور پھر بار بار اسی مہر دین کو بلوایا جاتا تھا۔ مولوی عمر دین شملوی آج نہیں۔ بلکہ ہمیشہ سے آتا اور میرے ہی ہاں رہتا ہے اور پھر سب چھوٹے اور موٹے بزرگوں اور خوردوں سے خوب میل جول رکھتا رہا ہے۔

ہاں میر صاحب! یاد آیا۔ یہ عمرالدین پیامی وہی تو ہیں جسے آپ نے اپنے رازدار خصوصی اجیری کو ایک کار خاص کے لئے دہلی بھیج کر بلوایا تھا اور وہ ایک خاص مخفی مہم کی سرانجامی کے لئے بہشتی مقبرہ کی سڑک والی مشہور و معروف تاریخی بلڈنگ میں بھیجے گئے۔ مگر افسوس کہ وہ مہم ناکام رہی۔

پس میر صاحب مکرم! ان احراریوں اور دشمنان احمدیت کی کوچہ گردی نذرانہ خاص کی تھیلیاں ہاتھ میں لے کر پھرنے پر ”الکفر ملة واحدة“ عائد نہیں ہوتا تو اب جماعت احمدیہ کی طرف سے اس قدر ناروا مظالم اور بیوفائی اور جور و استبداد کے مظاہرہ کے وقت اگر کوئی احراری یا غیر احمدی یا ہندو کسی روپیہ کے لالچ سے نہیں بلکہ انسانیت کے تقاضے سے ہمارے پاس از خود آتا

ہے تو آپ کی چشم مبارک میں ”الکفر ملة واحدة“ کا تنکا کیوں چھبا۔ واہ میر صاحب واہ۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

کے مشہور و معروف مقولہ کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھ کر ارشادات گرامی فرمایا کریں۔ ورنہ پھر ہم بھی آپ کی طرح جبراً دقہراً حصہ لینے پر مجبور ہوں گے اور پھر پرانی اور فراموش شدہ روایات، واقعات اور کہانیوں کی یاد چلتی پھرتی اور بوتی چالتی تصویروں کی طرح زندہ کی جائے گی اور پورے الفاظ میں کہتا ہوں کہ۔

رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو

تجھ کو پرانی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

(فخر الدین ملتانی، کتاب گھر قادیان، مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء)

الحب یعمی ویصم

فرمایا گیا ہے کہ محبت انسان کو اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔ مگر جہاں علاوہ محبت عمومی کے تعلقات و رشتہ داری خصوصی بھی شامل حال ہو جائیں وہاں تو نور علی نور کا معاملہ ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں تو انسان بس مطلق فنا در فنا کے مقام میں ہو کر روحانی اور جسمانی طور پر مجذوبیت کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ اس لئے اس وقت اس کا کوئی فعل اختیاری نہیں ہوتا۔ بالکل یہی کیفیت میرے نہایت ہی کرم فرما اور محبت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب پنشنر پر طاری ہے۔ حضرت میر صاحب موصوف چونکہ میرے نہایت ہی بے تکلف بزرگوں میں سے واقع ہوئے ہیں۔ اس لئے میں حق رکھتا ہوں کہ ان کے کسی ریمارک پر جو میرے متعلق ہو یا جس میں میرا کسی طرح کا اشتراک ہو بے تکلفانہ انداز میں جرح قدح کروں۔ حضرت قبلہ میر صاحب موصوف نے ۶ جولائی کی ریتی جملہ والی تقریر میں میرے متعلق اور مصری صاحب کے متعلق ارشاد فرمایا کہ:

”جب کہ وہ (یعنی ہم دونوں) قادیان میں نہایت غربت اور تنگدستی کی حالت میں آئے تھے تو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے کس طرح ذاتی طور پر ان پر بے حد احسان کئے۔“

میرا ظن غالب ہے کہ قبلہ میر صاحب موصوف نے یہ اظہار خیال اپنے ذاتی علم کی بناء پر نہیں فرمایا۔ کیونکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ شیخ صاحب مصری اور خاکسار ملتانی چند ماہ آگے پیچھے قادیان میں ۱۹۰۶ء میں حاضر ہوئے اور خدا نخواستہ ایسی ناداری کی حالت نہیں تھی جیسے دہلی کے غدر زدہ بے کس و بے نوافظ اپنی جانیں بصد مشکل بچا بچا کر پنجاب میں پناہ گزین ہوئے تھے۔ بلکہ خدا کے فضل سے ہم دونوں پیچھے سے اچھے کھاتے پیتے تھے۔ ہمارے والدین کسی وظیفہ یا

نذرانہ پر گزارہ نہ کرتے تھے۔ بلکہ تاجر تھے۔ محض صداقت کی وجہ سے سب کچھ قربان کر کے یہاں آئے۔ خود حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بھی اس وقت یعنی ۱۹۰۶ء میں زندگی کے ابتدائی مرحلہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سایہ عاطفت میں گزار رہے تھے۔ حسن اتفاق کی بات ہے کہ اس وقت کے ہمارے جیسے مہاجرین فی سبیل اللہ کے ان داتا وہ لوگ تھے جو روٹھ کر لاہور جا بیٹھے ہیں۔ میں مدرسہ میں پڑھا، قرض حسنہ لے کر جو پائی پائی وصول کر لیا گیا۔ اس کے بعد مختلف ملازمتیں قادیان اور باہر کرتا پھرا۔ اس کے بعد کتاب گھر محض توکل علی اللہ شروع کیا اور جماعت جانتی ہے کہ میں نے کیا کچھ کیا اور دوسرے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھ پر میری توقعات سے بڑھ کر برکت کا نزول فرمایا۔ کئی ایک مکان بنائے جب کبھی کسی دینی یا پولیٹیکل خدمت کے لئے بلاوا آیا۔ بلا تامل اپنے گھر سے کھا کما کر خدمات انجام دیں۔ کئی مرتبہ سرکو تھیلی پر رکھ کر خدمت کرنے کا موقعہ نصیب ہوا۔

ذاتی طور پر مجھے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا کوئی خاص قابل ذکر احسان یاد نہیں۔ سوائے دعاؤں کی درخواستوں کا جواب مثبت میں دینے کے یا کبھی کوئی کتاب یا قرآن شائع کیا تو اس پر کبھی نہ کبھی کوئی ریویو فرمایا گیا۔ حضرت میر صاحب نے ”ذاتی طور“ پر زیادہ زور دے کر مجھے ممنونیت اور مشکوریت کا اشارہ فرمایا ہے۔ مگر میں ایاز قدر خود شناساں پر عمل کرتا ہوا اپنے تئیں خوب پہنچانتا ہوں کہ میرے اندر اس وقت یا اس وقت کوئی خاص ایسے ذاتی جوہر اور لیاقت موجود نہیں۔ جن کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ذاتی طور پر مجھے خاص طور پر نوازتے یا احسان فرماتے۔ اس لئے میں بغیر کسی استحقاقی صفت کے حضرت صاحب سے کسی طرح ذاتی احسان کی توقع رکھ سکتا ہوں؟ اور یہی کیفیت شیخ مصری صاحب کی ہے۔ مصری صاحب فرمان خصوصی کے ماتحت انٹرنس اور مولوی فاضل پاس کر کے مع مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب مصر بغرض تعلیم گئے۔ مصری صاحب باقاعدہ عالم بن کر آئے اور مکرم شاہ صاحب موصوف ماشاء اللہ ہو کر واپس تشریف لائے۔ مگر بعض حالات و مجبوریات کے ماتحت مصری صاحب کم گریڈ والی تنخواہ پر مقرر ہوئے اور شاہ صاحب موصوف بعض حالات و ضروریات پیش آمدہ کے ماتحت آفیشل لائن میں اعلیٰ تنخواہ پر مقرر کئے گئے۔ مصری صاحب نے اپنی محنت اور ذاتی خرچ سے بی۔ اے پاس کیا۔ اپنے بچوں کو پڑھایا اور کسی قسم کی امداد حضرت صاحب سے نہ ذاتی اور نہ ہی صفاتی طور پر حاصل کی۔ باقی احسانات کی تفصیل پر خود مصری صاحب ہی روشنی ڈال سکتے ہیں۔

بایں ہمہ ہم تو پھر بھی حضرت صاحب کے بے حد مشکور ہیں کہ انہوں نے اب تک کے

ایام زندگی قادیان میں گزارنے دیئے۔ ورنہ یہی سلوک جو آج کل ہمارے ساتھ جاری ہے۔ شروع سے کرتے تو پھر ممکن تھا کہ یہ ایام بھی چین سے نہ گزار سکتے۔ اس میں ہم غنیمت است۔ ابھی میں الزامی جوابات سے اجتناب کرتا ہوں۔ ورنہ.....

پس مکرم میر صاحب! بچو قسم خلاف واقعہ باتیں آپ اللہ دتہ وغیرہ جیسے تنخواہ دار مجاہدین کے لئے رہنے دیجئے۔ آن مکرم کی علو مرتبت اور نجابت ان باتوں کی ہرگز محتمل نہیں۔ آپ چند صوفیانہ نکتے بیان فرما کر سامعین کو محظوظ فرمایا کریں۔ فقط والسلام!

خاکسار فخر الدین ملتانی، ۱۴ جولائی، ۱۹۳۷ء!

جناب شیخ صاحب عبدالرحمن مصری

شیخ عبدالرحمن صاحب مصری مولوی فاضل کے بیانات کو درج کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی شخصیت کو دنیا کے سامنے خود صاحب زادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی تحریر سے ہی ثابت کر کے پیش کیا جائے۔ ۱۹۳۵ء میں جب احرار اور جماعت احمدیہ میں جنگ مہابہ شروع ہوئی تو جناب شیخ صاحب صاحب زادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے ناظر دعوت و تبلیغ تھے اور احرار کے مقابلہ میں مستند نمائندے تھے۔ چنانچہ صاحب زادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی تحریر ملاحظہ ہو۔

۵ شعبان مطابق ۳ نومبر ۱۹۳۵ء

مکرمی ناظر صاحب دعوت و تبلیغ (شیخ عبدالرحمن صاحب مصری) السلام علیکم

ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

”میرے تازہ ٹریکٹ میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ آپ کو میں نے اپنی طرف سے مہابہ کی شرائط طے کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ سو یہ تحریر بطور سند دیتا ہوں کہ آپ میری طرف سے اس غرض کے لئے نمائندے ہیں۔ آپ جلد سے جلد احرار کے نمائندے سے شرائط طے کر کے مہابہ کی تاریخ کا اعلان کر دیں۔“

والسلام!

خاکسار: مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی

مندرجہ بالا تحریر سے ظاہر ہے کہ جناب شیخ صاحب کی شخصیت جماعت میں اور خود جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے نزدیک کس قدر نمائندہ اور مخلص شخصیت تھی۔ اس کے بعد بھی جناب صاحب زادہ صاحب کا یہ کہنا کہ آپ ۱۹۳۰ء میں اور ۱۹۳۱ء میں ہی منافق تھے۔ حقیقت پر پردہ ڈالنا ہے۔

اب جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد کا وہ اعلان درج کیا جاتا ہے جو شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کے متعلق افضل میں شائع کیا گیا ہے۔ اس بیان کی اشاعت سے مقصد یہ ہے۔ تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ شیخ صاحب خود جماعت سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ ان کو جماعت سے علیحدہ نہیں کیا گیا ہے۔ اس کے بعد جناب شیخ صاحب کے بیانات درج ہیں۔

فیصلہ قارئین کے فہم رسا پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ (خان کالمی)

شیخ عبدالرحمن مصری کا جماعت سے اخراج

”اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم . بسم اللہ الرحمن الرحیم .
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم“
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

هو والناصر

مکرم شیخ صاحب! السلام علیکم ورحمتہ اللہ

آپ کے تین خط ملے۔ پہلے خط کا مضمون اس قدر گندہ اور گالیوں سے پر تھا کہ اس کے بعد آپ کی نسبت یہ خیال کرنا کہ آپ بیعت میں شامل ہیں اور جماعت احمدیہ میں داخل ہیں۔ بالکل خلاف عقل تھا۔ پس میں اس فکر میں تھا کہ آپ کو توجہ دلاؤں کہ آپ خدا تعالیٰ سے استخارہ کریں کہ اس عرصہ میں آپ کا دوسرا خط ملا۔ جس میں فخر الدین ملتانی صاحب کی طرف سے معافی نامہ بھجوانے کا ذکر تھا۔ میں اس معافی نامہ کی انتظار میں رہا۔ مگر وہ ایک غلطی کی وجہ سے میری نظر سے نہیں گذرا اور کل دس گیارہ بجے اس کا علم ہوا اور اسی وقت ان کو اس کی اطلاع کر دی گئی۔ اس کے چند گھنٹے بعد آپ کا تیسرا خط ملا۔ کہ اگر چوبیس گھنٹہ تک آپ کی تسلی نہ کی گئی تو آپ جماعت سے علیحدہ ہو جاویں گے۔ سو میں اس کا جواب بعد استخارہ لکھ رہا ہوں۔ کہ آپ کا جماعت سے علیحدہ ہونا بے معنی ہے۔ جب سے آپ کے دل میں وہ گند پیدا ہوا ہے جو آپ نے اپنے خطوں میں لکھا ہے۔ آپ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں جماعت سے خارج ہیں۔ خدا تعالیٰ اب بھی آپ کو توبہ کی توفیق دے کہ جب سے آپ نے میرے خط میں ان خیالات کا اظہار کیا ہے اسی وقت سے آپ جماعت سے میری نگاہ میں بھی الگ ہیں۔ لیکن اگر آپ کو میری تحریر کی ہی ضرورت ہے تو میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ آپ خدا تعالیٰ کے نزدیک تو ان خیالات کے پیدا ہونے کے دن سے ہی جماعت احمدیہ سے خارج ہیں اور ان خطوط کے بعد جو حال میں آپ نے مجھے لکھے ہیں میں بھی آپ کو جماعت سے خارج سمجھتا ہوں اور اس کا اعلان کرتا ہوں۔ آپ نے مجھے بہت سی

دھمکیاں دی ہیں۔ میں ان کا جواب ابھی کچھ نہیں دیتا۔ میرا معاملہ خدا کے سپرد ہے۔ اگر میں اس کا بنایا ہوا خلیفہ ہوں۔ اگر وہ الہامات جو حضرت مسیح موعود کو میرے بارہ میں ہوئے ہیں اور وہ بیسیوں خوابیں جو اس بارہ میں مجھے آئی ہیں اور وہ سینکڑوں خوابیں جو دوسروں کو آئی ہیں۔ درست ہیں تو خدا تعالیٰ باوجود آپ کے ادعاء رسوخ و اثر کے آپ کو ناکام کرے گا۔ ”وما توفیقی الا باللہ العلیٰ العظیم“ خاکسار! مرزا محمود احمد، الفضل قادیان، مورخہ ۲۶ جون ۱۹۳۷ء!

جماعت احمدیہ کی خدمت میں ایک درد مند انہ اپیل

”بسم اللہ الرحمن الرحیم ، نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم“

قادیان ۲۹ جون ۱۹۳۷ء جب سے میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو اطلاع دی ہے کہ میں آپ کے بعض ایسے نقائص کی وجہ سے جو خلافت کے منصب کے منافی ہیں۔ (جن کی تفصیل میں نے اپنی تین چٹھیوں میں بیان کر دی ہے) آپ کی بیعت سے الگ ہوتا ہوں۔ ہاں اگر آپ اپنے نقائص کی اصلاح کر لیں اور مجھے یقین دلاویں کہ آئندہ پھر یہ نقائص پیدا نہیں ہوں گے تو میں اپنی فسخ بیعت کا اعلان نہیں کروں گا اور آپ کا خادم رہوں گا اور جس کو انہوں نے کسی خاص مصلحت کے ماتحت پبلک میں اس طرح ظاہر کیا ہے کہ گویا وہ مجھے خود جماعت سے خارج کر رہے ہیں۔ حالانکہ جماعت سے خارج کرنے کا انہیں کوئی اختیار ہی نہیں۔ ان باتوں کے متعلق انشاء اللہ مفصل بحث بعد میں کی جاوے گی۔ اس وقت سے جماعت میں سخت ہوجان اور اضطراب پھیلا ہوا ہے اور لوگ دریافت کر رہے ہیں کہ اس فسخ بیعت کی کیا وجہ ہے۔ خاکسار جسے حضرت صاحب سے اتنا اخلاص و محبت اور حضرت صاحب کو خاکسار سے اتنا تعلق و محبت اور خاکسار کے خاندان کو ان کے خاندان سے اور ان کے خاندان کو خاکسار کے خاندان سے گہرا تعلق رہا ہے اور جس نے اتنا لمبا عرصہ نہایت اخلاص کے ساتھ خدمت کی ہے۔ آج وہ ان کی بیعت سے الگ ہوا ہے اور اس علیحدگی میں اس نے اپنی تمام عزت جو اس کو جماعت میں حاصل تھی اس کے ضائع ہونے کی بھی پرواہ نہیں کی۔ اپنی ملازمت کو ایسی حالت میں جب کہ بظاہر اسے کوئی اور ذریعہ معاش میسر نہیں آسکتا۔ خطرہ میں ڈال دیا ہے اور یہ نقصان اور بھی اہمیت اختیار کر جاتا ہے جب کہ یہ دیکھا جاوے کہ پندرہ سولہ نفوس پر مشتمل کنبہ کی پرورش اس کے ذمہ ہے۔ دو بچے کالج میں بھی تعلیم پارہے ہیں۔ پس مال و عزت کی اتنی بڑی قربانی کسی معمولی بات کی وجہ سے نہیں ہو سکتی۔ اس کی تہ میں ضرور کوئی بڑی بات ہے۔ لوگوں کے اس استعجاب و حیرت کو دور کرنے کے لئے ایک نہایت ہی جھوٹا و مکروہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ گویا میں نے اپنی لڑکی

حضرت صاحب کی خدمت میں بغرض شادی پیش کی تھی اور حضرت صاحب نے اس کو اپنے عقد میں لینے سے انکار کر دیا۔ اس پر میں حضرت صاحب سے ناراض ہو گیا اور اس ناراضگی کے غصہ میں اس قسم کی حرکت کا مرتکب ہوا ہوں۔ میں اس پروپیگنڈا کو دیر سے سن رہا ہوں۔ لیکن خاموشی اور صبر کے ساتھ اس کی تکلیف برداشت کرتا چلا آ رہا ہوں۔ لیکن اب جب کہ تمام قادیان میں اور باہر دونوں جگہ یہی وجہ ذہن نشین کر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے اور مجھے خیال پڑتا ہے کہ یہ سب کچھ اس لئے کیا جا رہا ہے کہ تالوگوں کو وجہ دریافت کرنے کی جو طبعی خواہش ہے وہ اس وجہ کے بیان کر دینے سے پوری ہو جائے اور وہ اس سے تسلی پا کر وہ امر جو اس علیحدگی کا حقیقی باعث ہے اسے دریافت کرنے سے رک جائیں۔ میں یہ بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس غلط بیانی کی اب علانیہ تردید کروں۔ قادیان میں تو ہر ایک کی زبان پر یہی وجہ جاری ہے کہ لیکن مجھے اطلاع ملی ہے کہ لاہور میں بھی مولوی غلام رسول صاحب راجپلی نے بیان کیا کہ شیخ صاحب نے خاندان نبوت میں داخل ہونے کی کوشش کی مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اس لئے شیخ صاحب نے علیحدگی اختیار کر لی۔ گو مجھے یقین نہیں کہ مولوی غلام رسول صاحب راجپلی جیسے عالم آدمی نے اتنی بے احتیاطی سے کام لیا ہو کہ ایسی بے بنیاد بات بغیر تحقیق کہہ دی ہو۔ لیکن بہر حال چونکہ اس کا چرچا عام ہے۔ اس لئے میں اس کے متعلق اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ کیا دوستوں کا یہ فرض نہ تھا کہ ایسی بات منہ سے نکالنے سے قبل وہ ان سے بھی دریافت کر لیتے۔ جن کا اس معاملہ کے ساتھ تعلق تھا۔ یعنی خود حضرت صاحب سے یا اس خاکسار سے میرے نزدیک یقیناً ان کا مذہباً اور اخلاقاً دونوں لحاظ سے فرض تھا۔ پس انہوں نے ایک اہم فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کر کے اپنے ایک بھائی کے احساسات کو ناواجب طور پر مجروح کیا ہے اور اس کی طرف ایسی گندی اور کمینہ بات منسوب کی ہے کہ اس پر جتنی بھی نفرین کی جاوے کم ہے۔ یعنی ایک ادنیٰ سی دنیوی خواہش کے پورا نہ کئے جانے پر جماعت کے خلیفہ کے خلاف آواز اٹھا کر جماعت کے اتحاد کو خطرہ میں ڈالنے کے لئے تیار ہو گیا ہے۔ اس ذہنیت پر میں سوائے ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ کہنے کے اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ امید کرتا ہوں کہ جن دوستوں نے اس قسم کی وجہ گھڑنے میں جلد بازی سے کام لیا ہے وہ اپنی غلطی کی معافی اللہ تعالیٰ سے مانگیں گے اور آئندہ سے اس کی اشاعت سے اپنی زبان کو روک لیں گے۔

میں اس تحریر کے ذریعہ تمام دوستوں کو خواہ وہ قادیان کے ہیں یا باہر کے اطلاع دیتا ہوں کہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ میں نے کبھی بھی حضرت صاحب کی خدمت میں اپنی لڑکی کا رشتہ

پیش نہیں کیا۔ نہ تحریر آنے تقریر آنے اشارہ اور نہ کنایہ نہ بالواسطہ نہ بلاواسطہ۔ کسی کو میرے اس بیان میں شک ہو تو خود حضرت صاحب سے براہ راست دریافت کر لے۔ مجھے چند ماہ قبل ایک معزز دوست اور پھر چند دن قبل ایک دوسرے معزز دوست نے بتلایا کہ حضرت صاحب نے کہا ہے کہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ شیخ صاحب نے کبھی ایسا نہیں کہا۔ مجھے بھی یہ افواہ پہنچی ہے۔ مگر نہ معلوم کس شخص نے اسے پھیلا دیا ہے۔ پس دوستو! یاد رکھنا چاہئے کہ یہ وجہ بالکل غلط اور کسی شریک کی بنائی ہوئی ہے۔ اسی طرح پراگر کوئی اور وجہ جس کا تعلق کسی نفسانی غرض یا دنیوی مفاد کے ساتھ ہو۔ میری طرف منسوب کی جاوے تو اس کو بھی اسی طرح غلط سمجھیں اور میرے مفصل بیان کا انتظار کریں۔ جس میں اس اقدام کی اصل وجہ بیان کروں گا۔ اس مفصل بیان کو شائع کرنے کے لئے سردست میں متردد ہوں۔ کیونکہ جماعت کے شیرازہ کے بکھر جانے کا غم میرے دل کو کھائے جا رہا ہے۔ میں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح یہ معاملہ بغیر پبلک میں آئے۔ اندر ہی اندر طے ہو جائے۔ لیکن میری کوشش کامیاب نہیں ہوئی اور اس کی بھی اصل وجہ میرے مفصل بیان میں آجائے گی۔ اگر وہ شائع ہو۔ لیکن اس کے شائع کرنے سے قبل میں جماعت کے تمام ذمہ دار دوستوں کی خدمت میں پرزور اور دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ بہتر صورت یہی ہے کہ اس نازک معاملہ کو باہمی طور پر سلجھا لیں۔ مجھ پہ گالیوں اور گند اچھالنے اور کیننگی دکھانے کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ میں ان دوستوں کے سامنے اپنی تینوں چٹھیاں رکھ دوں گا اور تمام اپنے شکوے پیش کر دوں گا اور اگر ضرورت ہوئی تو ان کے دوست ہونے کے ثبوت بھی بتلا دوں گا۔ جن کی روشنی میں وہ خود دیکھ لیں گے کہ آیا میری تحریروں میں کسی قسم کی گالی ہے۔ میں نے جو قدم اٹھایا ہے محض خدا کے لئے اٹھایا ہے اور جماعت کے اندر ایک بہت بڑا بگاڑ مشاہدہ کر کے جو بہت سے لوگوں کو دہریت کی طرف لے جا چکا ہے اور بہتوں کو لے جانے والا ہے۔ اس کی اصلاح کی ضرورت محسوس کر کے بلکہ اس کو ضروری جان کر اٹھایا ہے اور اس سے میں پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ ممکن ہے کہ میرے خلاف نفرت کے ریزولوشن پاس کرادیئے جائیں۔ یا جماعت کو اور رنگ میں ابھار دیا جاوے۔ لیکن مجھے اس کی پرواہ نہیں میری آواز آج نہیں کل۔ کل نہیں پرسوں سنی جاوے گی اور ضرور سنی جاوے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ کیونکہ وہ آواز اپنے اندر حق رکھتی ہے اور حق کبھی دبایا نہیں جاسکتا۔ مجھے ناکامی سے ڈرایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس سے قبل بھی لوگ اٹھے اور ناکام رہے۔ ممکن ہے کہ پہلے اٹھنے والے کسی دنیوی غرض کے ماتحت یا انتقامی جذبہ کے ماتحت اٹھے ہوں۔ اس لئے ناکام رہے ہوں۔ لیکن مجھے اپنی کامیابی پر خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت اور تائید کے

ساتھ پورا یقین ہے۔ کیونکہ میں اس کی ذات پر بھروسہ کر کے اسی کے پیارے مسیح موعود کی لائی ہوئی تعلیم اور اس کی بنائی ہوئی مقدس جماعت میں جو بگاڑ پیدا ہو کر اسے تباہی کے گڑھے کی طرف لے جانے والا ہے۔ اس کی اصلاح کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ مجھے بعض دوستوں نے کہا ہے کہ ان کو جماعت پر بڑا اقتدار ہے۔ پھونک مار کر تمہیں اڑادیں گے۔ میں نے کہا کہ ان کے اقتدار اور اپنی بے بسی کو میں بھی سمجھتا ہوں۔ لیکن حق کی قوت بڑی زبردست قوت ہے۔ جو باطل کی تمام قوتوں کو مٹا ڈالتی ہے۔ ممکن ہے کہ میں کچلا جاؤں اور جماعت میری طرف توجہ نہ کرے۔ لیکن جو بات میں جماعت کے اندر قائم کرنا چاہتا ہوں اور جس سچائی کی طرف لانا چاہتا ہوں وہ ضرور قائم ہو کر رہے گی اور وہ نقائص جو گھن کی طرح سلسلہ کی چھتوں کی لکڑی کو کھار رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ دور ہو جائیں گے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

پس میں دوستوں کی طرف سے اس درد مندانہ اپیل کے جواب کا چند دن تک انتظار کر کے اپنے مفصل بیان کو شائع کرنے کے متعلق فیصلہ کر دوں گا۔ والسلام علی من اتبع الهدی!

خاکسار! عبدالرحمن مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان، مورخہ ۲۹ جون ۱۹۳۷ء!

جماعت کو خطاب

”ولا یجرمنکم شنان قوم علی“ (اے مومنو) لوگوں کی دشمنی ہمیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے۔ ”الا تعدلوا اعدلوا هو“ کہ تم انصاف کو ہاتھ سے دے دو۔ انصاف کرو۔ کیونکہ یہی!!! ”اقرب للتعوی“ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

اے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس اور صحابہ کرامؓ کی بروز جماعت میں آپ کو ارشاد الہی ذکر فان الذکرئ تنفع المؤمنین۔ (الہی ارشادات یاد دلاتا ہوں۔ کیونکہ یہ مومنوں کو نفع دیتا ہے) کے ماتحت آپ کو ایک عظیم الشان غلطی کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جس کا ارتکاب آپ سے نادانستہ اور بغیر سوچے سمجھے ہو گیا ہے اور یقین رکھتا ہوں کہ اس کا علم پانے پر آپ فوراً اس غلطی پر اظہار افسوس کرتے ہوئے اسے واپس لیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں مومنوں کی یہ صفت بیان فرمائی ہے۔ ”والذین اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسهم ذکرواللہ فاستغفر والذنوبہم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا علی ما فعلوا وهم یعلمون“ یعنی مومن سے اگر کوئی غلطی ہو جاوے۔ خواہ بڑی ہو

یا چھوٹی۔ وہ اللہ تعالیٰ سے فوراً اس کی معافی کا طالب ہوتا ہے اور علم پا کر اس پر کبھی اصرار نہیں کرتا اور پھر فرماتا ہے۔ ”انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم واذاتلیت علیہم آیاتہ زادتهم ایماناً وعلیٰ ربہم یتوکلون“، یعنی حقیقی مومن صرف وہی ہوتے ہیں جن کے سامنے جس وقت بھی اللہ تعالیٰ کا نام آجائے۔ ان کے دل فوراً ڈر جاتے ہیں اور جس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے احکام ان کو سنائے جاتے ہیں ان پر عمل کرنے کی وجہ سے ان کے ایمانوں میں زیادتی شروع ہو جاتی ہے اور جس کے نتیجہ میں ان کو ماسوائے اللہ کا کوئی خوف نہیں رہتا۔ بلکہ محض اللہ تعالیٰ پر ہی توکل ہو جاتا ہے۔ میرے عزیزو! میرے بزرگو! آپ نے اپنے ایک بے قصور بھائی، ہاں اس بھائی کو جو محض آپ لوگوں کو ایک خطرناک ظلم جس سے آپ میں سے اکثر بے خبر ہیں کے پنجے سے چھڑانے کے لئے اپنی عزت اپنا مال اپنی سبیل معاش، اپنا آرام، اپنے اہل و عیال کا آرام، اپنے عزیز بچوں کی تعلیم سب کچھ قربان کر کے محض ابتغاء لمرضات اللہ آپ کی خدمت کے لئے نکلا۔ (مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے میری اس قربانی کو ضائع نہیں کرے گا اور ضرور اس کے نیک نتائج پیدا کرے گا اور میری تمام ضروریات کا بھی وہ خود ہی متکفل ہوگا۔ انشاء اللہ) دشمن قرار دے کر بغیر کسی قسم کی تحقیق کئے اس کے خلاف نفرت و حقارت کے زیرو لیوشن پاس کرتے ہوئے بے شمار گالیوں کا اسے نشانہ بنایا ہے۔

عزیزو! بے شک اس سب و شتم سے آپ نے ایک انسان کو تو خوش کرنے کا سامان کر لیا ہے۔ لیکن یہ بھی تو سوچ لیتے کہ جزا و سزا کے دن کے لئے جس کی شان میں ”لا تزر وازرة وزرا اخری“ وارد ہوا ہے۔ کیا جواب تیار کیا ہے۔ میں نے تو دل سے یہ سب گالیاں آپ کو معاف کر دی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”فیبستغوا“ (یعنی تحقیق کر لیا کرو) اور رسول کریم ﷺ کے فرمان ”المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ“ (مسلم وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان کی ایذا رسانی سے تمام مسلمان محفوظ رہیں) کو جو آپ نے توڑا ہے۔ اس لئے مجھ کو ڈر ہے کہ اس کی وجہ سے کہیں آپ گرفت کے نیچے نہ آجائیں۔

عزیزو! آپ خشیت اللہ کو دل میں رکھتے ہوئے غور تو کریں کہ تمہیں اپنے ایک مومن بھائی کو منافق بناتے ہوئے منافق کے متعلق رسول کریم ﷺ کی بیان کردہ علامتوں میں سے اس علامت کے ماتحت ”اذا خاصم فجر“، یعنی منافق کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ جب اس کا کسی کے ساتھ جھگڑا ہو جائے تو گالیاں دیتا ہے۔ آپ نے اپنے اندر تو کوئی علامت نفاق پیدا نہیں کر لی۔

میرے پیارے بھائیو! آپ نے اپنے تمام ریزولیوشنز کی بنا اس بناء پر رکھی ہے کہ میں نے خلیفہ وقت کے مقابل جماعت میں اپنے اثر و رسوخ کا دعویٰ کیا ہے اور یہ کہ اس اثر و رسوخ سے کام لے کر میں خلیفہ کو گرا دینے کا مدعی ہوں۔ لیکن آپ سے نہایت ادب سے یہ دریافت کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ کیا آپ نے ریزولیوشنز پاس کرنے سے قبل میرے اس دعویٰ کو میرے خطوط میں خود پڑھ لیا تھا۔ یا میرے وہ الفاظ جس میں میرا یہ دعویٰ صراحتاً مذکور ہونے لئے تھے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو پھر آپ ہی خدا کے خوف کو مد نظر رکھتے ہوئے بتائیں کہ اپنے ایک بھائی کے خلاف اتنا خطرناک قدم اٹھانے میں اللہ تعالیٰ اور تمام منصف مزاج لوگوں کے نزدیک آپ کس طرح حق بجانب ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ کہیں کہ خلیفہ وقت کے اعلان میں اس عاجز کی طرف یہ دعویٰ منسوب کیا گیا تھا۔ اس لئے آپ لوگوں نے اسے صحیح تسلیم کر لیا تو میں نہایت ادب سے عرض کروں گا کہ اپنے ایک بھائی کو منافق، مرتد، بد باطن، فتنہ پرور، ابلیس، بے شرم وغیرہ کے خطاب عنایت کرنے میں یہ عذر قطعاً قابل سماعت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خلیفہ، خدا نہیں۔ آخر وہ بھی انسان ہے۔ جس کی طرف گو عمداً غلط بیانی منسوب نہ کی جائے۔ لیکن اس سے غلطی، نسیان و سہو وغیرہ کے وقوع میں آنے کا تو ہر وقت احتمال موجود ہے۔ پس مذہباً اور اخلاقاً یہ فرض تھا کہ آپ مکمل تحقیق کے ذریعہ، علی وجہ البصیرت ہونے سے قبل بالکل خاموش رہتے اور میرے اصل الفاظ کے شائع کرنے کا مطالبہ کرتے اور ساتھ ہی مجھ سے بھی حقیقت دریافت کرتے۔ اس کے بعد آپ کا حق تھا کہ اخلاق کی حدود کے اندر رہتے ہوئے جو قدم آپ چاہتے اٹھاتے۔

میرے مومن بھائیو! ایمان کے ثمرات میں سے ایک یہ بھی ثمرہ ہے کہ اس نعمت عظمیٰ کو حاصل کر لینے والا انسان حق گوئی، حق بینی، حق فہمی میں کسی شخصیت کے دباؤ کے نیچے نہیں آتا۔ خواہ وہ کتنی عظیم الشان ہی کیوں نہ ہو۔ بلکہ وہ ”لا یخافون لومة لائم“ کا مصداق ہوتا ہے۔ پس آج میں اپنے اس اشتہار کے ذریعہ آپ کی خدمت میں اس ایمان کا واسطہ دے کر جو خدا کے مرسل حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے ذریعے آپ لوگوں کو ملا ہے عرض کرتا ہوں کہ میرے اصل الفاظ کو دکھلانے کا مطالبہ کریں۔ جن میں میں نے اثر و رسوخ اور اس کی بناء پر خلیفہ کو گرانے کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر وہ نہ دکھاسکیں اور یقیناً نہیں دکھاسکیں گے۔ تو پھر خود ہی فیصلہ کر لیں کہ مجھ پر کس قدر ظلم کیا گیا ہے اور ان تمام گالیوں کی ذمہ داری کس پر آتی ہے جو تمام اکتاف عالم سے مجھے دی گئی ہیں یا دی جائیں گی۔ خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ انہیں علم بھی دے دیا گیا ہے کہ اس عاجز کے تینوں خطوط نہ صرف یہ کہ وہ اس دعوے سے خالی ہیں۔ بلکہ اس کے برعکس ان میں اس حقیقت

کا کھلے الفاظ میں اظہار ہے کہ آپ کے اقتدار کی وجہ سے شروع میں جماعت اس عاجز کی طرف بالکل توجہ ہی نہیں کرے گی اور یہ کہ یہ عاجز بالکل بے بس اور بیکس ہے۔ باوجود یہ علم پانے کے وہ اب تک خاموش ہیں اور اس کی تردید نہیں کرتے۔ اب میں ذیل میں دو ستوں کے علم کے لئے بھی اپنے خط میں سے چند الفاظ نقل کر دیتا ہوں تاکہ احباب کو اصل حقیقت تک پہنچنے میں آسانی ہو۔

”بے شک ان باتوں کی وجہ سے کہ جو اقتدار آپ کو حاصل ہو چکا ہے۔ اس پر آپ کو ناز ہے اور آپ یقین رکھتے ہیں کہ میں (آپ) اپنے مد مقابل کا سر ایک آن میں کچل سکتا ہوں اور اس میں بھی شک نہیں کہ میں جو آپ کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہونا چاہتا ہوں۔ ایک نہایت ہی کمزور، بے بس، بیکس، بے مال، بے مددگار ہوں اور جہاں آپ کو اپنی طاقت پر ناز ہے وہاں مجھے اپنی کمزوریوں کا اقرار ہے۔ ہاں میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ حق کی قوت میرے ساتھ ہے اور غلبہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی کو ہوتا ہے جو حق کی تلوار لے کر کھڑا ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ابتداء میں میری بات کی طرف توجہ نہ کی جائے اور میں اس مقابلہ میں کچلا جاؤں۔ لیکن حق کی تائید کے لئے اور باطل کے سرکچلنے کی غرض سے کھڑے ہونے والے علماء اس قسم کے انجاموں سے کبھی نہیں ڈرتے۔“

”پس اس مقابلہ میں مجھے اس بات کی قطعاً پروا نہیں کہ میرا انجام کیا ہوگا اور میری بات کوئی سنے گا یا نہیں۔ میری تقویت اور ہمت بڑھانے کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ میں حق پر ہوں اور آپ باطل پر ہیں۔“

میری مندرجہ بالا عبارتیں ایسی واضح ہیں کہ ان پر ایک سرسری نظر ڈالنے والا بھی بآسانی اس نتیجے پر پہنچ سکتا ہے کہ ان میں اثر و رسوخ کا دعویٰ تو کجا، بلکہ اثر و رسوخ کی صریح الفاظ میں نفی کی گئی ہے اور کھلے الفاظ میں اقرار کیا گیا ہے کہ ابتداء میں جماعت توجہ نہیں کرے گی اور میں کچلا جاؤں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو قدم میں نے اٹھایا ہے اس کے اٹھاتے وقت یہ سب کچھ میرے سامنے تھا۔ جواب وقوع میں آ رہا ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے اشتہار درد مندانہ اپیل میں جو ۲۶ جون کو لکھا گیا تھا۔ صاف الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔ ممکن ہے میرے خلاف نفرت کے ریزولیوشن پاس کر دیئے جائیں یا جماعت کو اور رنگ میں ابھار دیا جائے۔ لیکن مجھے اس کی پروا نہیں۔ میری آواز آج نہیں کل، کل نہیں پرسوں سنی جائے گی اور ضرور سنی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ کیونکہ وہ آواز اپنے اندر حق رکھتی ہے اور حق کبھی دبا یا نہیں جاسکتا۔ پس یہ ریزولیوشنز خدا کے فضل سے میرے دل میں ذرا بھی گھبراہٹ پیدا نہیں کر سکتے اور

نہ میری ہمت کو پست کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جب ناقابل تردید حقیقت سامنے آئے گی اس وقت ان ریزولیوشنز کو کس نے پوچھنا ہے اور اظہار حقیقت کے ان دعوؤں کی کس نے پرواہ کرنی ہے۔ جو روزانہ الفضل میں چھپتے رہتے ہیں۔ یہ جماعت چونکہ مؤمنوں کی جماعت ہے اور اس کا تعلق خواہ کسی شخص کے ساتھ ہو محض خدا کے لئے ہے۔ اس لئے مجھے اطمینان ہے کہ جب وہ اس شخص کو خدائے تعالیٰ کے احکام کے صریح خلاف چلتے دیکھے گی اور اس پر یہ بات دلائل سے ثابت ہو جائے گی تو وہ اس تعلق کو توڑنے میں ایک سیکنڈ کی بھی دیر نہیں لگائے گی۔

میری طرف جو دعویٰ اثر و رسوخ منسوب کیا گیا ہے۔ میری طرف سے اس کے ثبوت کے مطالبہ پر میرے خط میں سے ایک عبارت ”الفضل“ میں شائع کی گئی ہے۔ گو اس عبارت کا اس دعویٰ کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں۔ لیکن یہ خیانت ہوگی۔ اگر میں اس جگہ اس کا بھی ذکر نہ کر دوں اور وہ عبارت یہ ہے۔

”کیونکہ آپ اچھی طرح سے جانتے تھے کہ اس شخص کو جماعت میں عزت حاصل ہے۔ مستریوں کے متعلق تو اس قسم کے عذر گھڑ لئے گئے تھے کہ ان کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ کیا تھا۔ یا ان کی لٹکی پر سوت کے لانے کا مشورہ دیا تھا۔ مگر یہاں اس قسم کا کوئی عذر بھی نہیں چل سکتا۔ اس کے اخلاص میں کوئی دھبہ نہیں لگایا جاسکتا۔ اس کی بات کو جماعت مستریوں کی طرح رد نہیں کر دے گی۔ بلکہ اس پر اسے کان دھرنا پڑے گا اور وہ ضرور دھرے گی۔“ اب قطع نظر اس کے کہ اس عبارت کو پیش کرتے وقت تشابہ کو محکم کے ماتحت کرنے کے مسلمہ اصول کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اور قطع نظر اس کے کہ اس سے پہلی اور اس کے بعد کی عبارت کو کاٹ کر اسے پیش کیا گیا ہے۔ پھر بھی اس عبارت میں سے نہ ہی اثر و رسوخ کا لفظ دکھلایا جاسکتا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا لفظ بتایا جاسکتا ہے جو اثر و رسوخ پر دلالت کرتا ہو۔

گو میری عبارت میں کوئی ایسا لفظ موجود نہیں۔ لیکن ”الفضل“ میں جن الفاظ سے غلط طور پر ایسا نتیجہ نکالا گیا ہے وہ یہ ہیں۔ ”بلکہ اس پر اسے کان دھرنا پڑے گا اور وہ ضرور دھرے گی۔“ اب احباب خود ہی غور فرمائیں کہ میری عبارت میں کیا کان دھرنے کی وجہ اثر و رسوخ بتائی گئی ہے یا اس کی یہ وجہ بتائی گئی ہے کہ میری طرف نہ تو کوئی دنیوی غرض منسوب کی جاسکتی ہے۔ جیسے کہ مستریوں کی طرف گئی تھی اور نہ کوئی ایسی بات پیش کی جاسکتی ہے جو میرے اخلاق کو مشتبہ کر سکے۔ پس جب خود میری عبارت میں اصل وجہ موجود تھی تو اس کو چھوڑ کر کوئی دوسری وجہ نکالنے کی کوشش کرنا کیا حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کے مترادف نہیں۔ کیا تقویٰ اسی کا نام ہے؟

عزت کے لفظ سے بھی یہ استدلال کیا گیا ہے۔ مگر میں اس استدلال کو سمجھنے سے قاصر ہوں۔ کیا جماعت میں بہت سے احباب عزت کی نظر سے نہیں دیکھے جاتے تو کیا عزت کرنے والے یا وہ جن کی عزت کی جاتی ہے۔ ان میں سے کوئی ایک شخص بھی یہ خیال دل میں لاسکتا ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ خلیفہ کے مقابل اسے جماعت میں اثر و رسوخ حاصل ہے۔ اگر نہیں تو پھر میرے اس لفظ کے استعمال سے یہ کیوں سمجھ لیا گیا کہ میں کسی اثر و رسوخ کا مدعی ہوں۔ میں اس جگہ اس امر کو بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ عبارت موجودہ وقت کے ساتھ تعلق ہی نہیں رکھتی۔ بلکہ اس کا تعلق دو سال قبل کے زمانہ کے ساتھ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جس نقص کو دیکھ کر میں موجودہ خلیفہ کی بیعت سے علیحدہ ہوا ہوں۔ اس کا علم مجھے قریباً دو سال قبل ہوا تھا اور میں نے اسی وقت سے اس کی تحقیق شروع کر دی۔ خلیفہ صاحب کو بھی علم ہو گیا کہ مجھے علم ہو گیا ہے اور میں اس کی تحقیق میں لگا ہوا ہوں۔ تو اسی وقت اندر ہی اندر میرے خلاف جماعت میں ایسا پروپیگنڈا شروع کر دیا گیا جس کی غرض احباب کی نظر میں مجھ گرانہ تھا تا کہ اگر یہ خاکسار کسی وقت اس نقص کو ظاہر کرے تو کہا جاسکے۔ جیسا کہ اب کہا جا رہا ہے کہ فلاں دنیاوی غرض کو پورا نہ کرنا اس علیحدگی کا محرک ہوا ہے۔ پس میں نے اس عبارت سے قبل یہی بات لکھی ہے کہ میرے خلاف یہ پروپیگنڈا شروع کیا گیا ہے۔ کیونکہ آپ اچھی طرح سے جانتے تھے۔ چنانچہ ”کیونکہ“ کا لفظ بتا رہا ہے کہ اس سے قبل کوئی بات ہے۔ جس کی علت اور وجہ اب بتائی جانے لگی ہے۔ اور ”جانتے تھے“ کا لفظ بتا رہا ہے کہ یہ بات کسی گذشتہ زمانہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ نہ کہ موجودہ وقت کے ساتھ۔ اگر میں اس نقص کا اظہار اسی وقت کر دیتا جس وقت مجھے اس کا علم ہوا تھا۔ یعنی دو سال قبل تو اس وقت چونکہ میرے خلاف آپ کے ہاتھ میں کوئی بات نہ تھی۔ جس کو پیش کر کے آپ جماعت کو میری بات پر کان دھرنے سے روک سکتے۔ اس لئے جماعت ضرور میری بات پر کان دھرتی۔ چنانچہ نقل کردہ عبارت کے بعد کی عبارت اس مفہوم کو اچھی طرح سے واضح کر رہی ہے۔ اس لئے آپ نے اس میں اپنی خیر سمجھی کہ آہستہ آہستہ اندر ہی اندر اس شخص کو جھوٹے پروپیگنڈا کے ذریعہ جماعت کی نظر سے گرایا جائے اور اس کو اس مقام پر لے آیا جائے کہ اگر یہ میرے اس نقص کو فاش کرے تو جماعت توجہ نہ کرے اور اس کی بات کو بھی اس طرف منسوب کرنے لگ پڑے کہ اس شخص کی بھی کچھ ذاتی اغراض اور خواہشات تھیں۔ جن کو چونکہ پورا نہیں کیا گیا۔ اس لئے یہ بھی ایسا کہنے لگ پڑے ہیں اور ادھر سے آپ شور مچانا شروع کر دیں کہ دیکھا میں نہیں کہتا تھا کہ یہ اندر سے مستریوں

یا بیغامیوں یا احراریوں سے ملے ہوئے ہیں اور ایسے تمام لوگوں کے منہ بند کرنے کے لئے جن کو آپ نے ان (نفاٹس) کا علم ہو جاتا ہے۔ آپ کے پاس زیادہ تر یہی ایک زبردست حربہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کے سامنے میں نے کھول کر اس امر کو رکھ دیا ہے کہ میری طرف جو اثر و رسوخ کا دعویٰ منسوب کیا گیا ہے اور جس موہوم اور فرضی دعویٰ کو میری طرف سے جماعت کو چیلنج قرار دے کر جماعت سے میرے خلاف ریزولوشنز پاس کر دیئے گئے ہیں۔ وہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں اور اس بات کا فیصلہ کرنا کہ اس معاملہ میں کہاں تک تقویٰ اللہ اور دیانتداری سے کام لیا گیا ہے۔ جماعت کا کام ہے اور جماعت کا یہ بھی فرض ہے کہ اس کے نتیجہ میں جو ظلم مجھ پر ہوا ہے۔ اس کی تلافی رسول کریم ﷺ کے ارشاد مبارک ”انصر اخاک ظلما او مظلوما“ کی تکمیل میں کرے اور یہ اب جماعت کا کام ہے کہ وہ اپنے فرض کو پھیلانے یا نہ پھیلانے۔ میں نے اس کے سامنے حقیقت رکھ دی ہے۔

ایک اور غلط بات جو اعلان میں میری طرف منسوب کر کے جماعت کو بھڑکایا گیا ہے اور اس کو بھی جماعت نے میرے خلاف ریزولوشنز کی بناء ٹھہرایا ہے کہ اعلان میں یہ لکھا گیا ہے۔ اس کے چند گھنٹہ بعد آپ کا تیسرا خط ملا کہ اگر چوبیس گھنٹہ تک آپ کی تسلی نہ کی گئی تو آپ جماعت سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ حالانکہ میرے کسی خط میں بھی نہ صرف یہ کہ جماعت سے علیحدہ ہونے کا ذکر ہی نہیں۔ بلکہ برعکس اس کے ان خطوں میں جماعت کے ساتھ وابستہ رہنے کو ضروری قرار دیئے جانے پر زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ ذیل کی عبارتیں میرے اس بیان کی پوری طرح تصدیق کر دیں گی۔

”میں آپ سے الگ ہو سکتا ہوں۔ لیکن جماعت سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جماعت سے علیحدگی ہلاکت کا موجب ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے اور چونکہ دنیا میں کوئی ایسی جماعت نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لائے ہوئے صحیح عقائد و تعلیم پر قائم ہو۔ بجز اس جماعت کے جس نے آپ کو خلیفہ تسلیم کیا ہوا ہے۔ اس لئے میں دورا ہوں میں سے ایک کو ہی اختیار کر سکتا ہوں۔ یا تو میں جماعت کو آپ کی صحیح حالت سے آگاہ کر کے آپ کو خلافت سے معزول کر کرانے خلیفہ کا انتخاب کر اؤں اور یہ راہ پر از خطرات ہے اور یا جماعت میں آپ کے ساتھ ملک کر اس طرح رہوں جس طرح میں نے اوپر بیان کیا ہے۔“

پس اگر آپ توبہ کرنے کے لئے تیار نہیں تو مجھے آپ اپنی بیعت سے علیحدہ سمجھ لیں۔

کیونکہ میں ایسے آدمی کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دے سکتا جو ایسے نقائص میں مبتلا ہو۔ ہاں جیسا کہ میں پہلے بھی مفصل عرض کر چکا ہوں۔ میں جماعت کا باقاعدہ فرد ہوں۔ جماعت سے میں الگ نہیں ہو سکتا۔ آپ کی بیعت کا جو اپنی گردن سے اتارنے کی یہ بھی وجہ ہے کہ میں آزاد ہو کر جماعت کو دوسرے خلیفہ کے انتخاب کی طرف جلد توجہ دلا سکوں۔

”اگر آپ اس توبہ پر راضی ہوں تو میں آپ کا خادم ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ رہوں گا۔ ورنہ جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ میں آپ کے ساتھ قطعاً نہیں رہ سکتا۔“

.....۱ مندرجہ بالا عبارتوں میں سے سات باتیں عیاں ہیں۔
میں جماعت سے علیحدگی کو ہلاکت یقین کرتا ہوں۔

.....۲ میں جماعت کا باقاعدہ فرد ہوں۔

.....۳ موجودہ خلیفہ کے وجود میں بعض اہم نقائص کی وجہ سے میں ان کی بیعت میں نہیں رہ سکتا۔

.....۴ وہ نقائص ایسے ہیں جو ان کی معزولی کے متقاضی ہیں۔

.....۵ میری بیعت سے علیحدگی بدیں وجہ ہے کہ میں آزاد ہو کر جماعت کو نئے خلیفہ کے انتخاب کی طرف توجہ دلا سکوں۔

.....۶ میں خلافت کا قائل ہوں (جو لوگ مجھے خلافت کا منکر قرار دے رہے ہیں۔ وہ میری مندرجہ بالا تحریر کو غور سے پڑھیں)

.....۷ میری انتہائی کوشش ہے کہ اگر موجودہ خلیفہ ہی رجوع کرے تو خلافت کو نہ بدلا جائے۔ اس کی تائید میری مندرجہ ذیل عبارت سے یہی ہوتی ہے۔ ”میں ہرگز اس بات کو نہیں چاہتا کہ سلسلہ کے موجودہ نظام کو توڑ دیا جائے اور اس وقت تک کہ آپ کی اصلاح ہو جائے۔ آپ کے (نقائص) کے معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں یہ سمجھ لوں گا۔“

اب ان واضح تحریروں کے ہوتے ہوئے یہ اعلان میں ظاہر کرنا کہ میں نے یہ لکھا کہ میں جماعت سے علیحدہ ہو جاؤں گا۔ کس قدر جسارت اور جماعت کے عقول اور اس کے اخلاص کے ساتھ کھیلنا ہے۔ میں اس جگہ بعض دوستوں کے اس خیال کے متعلق بھی کہ خلیفہ سے علیحدگی جماعت سے علیحدگی کے ہی مترادف ہے۔ کچھ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ بات بالکل غلط ہے کہ جو شخص خلیفہ کی بیعت نہیں کرتا یا بیعت سے علیحدگی اختیار کرتا ہے۔ وہ اصل سلسلہ سے

بھی الگ ہو جاتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت ابو بکرؓ کی چھ ماہ تک بیعت نہیں کی تھی تو کیا کوئی ان کے متعلق یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ وہ اس وقت تک اسلام سے خارج تھے۔ حضرت علیؓ کی بیعت مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ نے نہیں کی تھی تو کیا وہ سب اسلام سے خارج تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کی تھی۔ تو کیا انہیں اسلام سے خارج سمجھتے ہو۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ جیسے جلیل القدر صحابہؓ نے حضرت علیؓ کی بیعت کر لینے کے بعد بیعت کو فسخ کر لیا۔ مگر کوئی ہے جو جرأت کر کے انہیں اسلام سے خارج قرار دے۔ دوستو! یہ خیال کسی مصلحت کے ماتحت آج پیدا کیا جا رہا ہے۔ ورنہ قرآن کریم احادیث نبویؐ عمل صحابہ کرام میں اس کا نام و نشان بھی نہیں ملتا۔ امور مندرجہ اعلان سے میں اس وقت صرف انہیں دو امروں کی وضاحت پر اکتفا کرتا ہوں۔ کیونکہ جماعت کو میرے خلاف مشتعل کرنے کے لئے یہی دو باتیں تراشی گئی ہیں۔ مفصل تنقید اس اعلان پر انشاء اللہ الگ ٹریکٹ میں کروں گا۔ اس وقت احباب کو اور بھی وضاحت سے معلوم ہو جائے گا کہ کس عجیب و غریب ڈھنگ سے جماعت کو اصل حقیقت سے تاریکی میں رکھا گیا ہے۔ میرے پیارے بھائیو! آپ خود ہی غور فرمائیں کہ ایک ایسے شخص کو جو خلافت جیسے عظیم الشان منصب پر سرفراز ہے اور جس کا توکل تمام تر محض اللہ تعالیٰ پر ہی ہے۔ مجھ جیسے ناچیز اور بے حیثیت انسان سے جماعت کو بدظن کرنے کے لئے ایسا طریق اختیار کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ (مجھے معاف فرمایا جائے اگر میں یہ کہوں) کہ یقیناً یہ تقوے سے کوسوں دور ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ میرے خطوط میں سے اثر و رسوخ کا دعویٰ دکھلایا جائے اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اگر تمام وہ علماء جو میرے خلاف آج کل لیکچر دینے اور منافرت پھیلانے میں مشغول ہیں۔ اکٹھے ہو کر بھی کوشش کریں تب بھی وہ باتیں نہیں دکھلا سکیں گے اور ہرگز نہیں دکھلا سکیں گے۔

ہاں مجھے یاد آیا کہ میرا محمد اسحاق صاحب نے قادیان میں تقریر کرتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ عاجز اپنے خطوں میں عہدہ کا طلبگار ہوا ہے۔ میں اس امر کو بھی اپنے چیلنج میں شامل کر لیتا ہوں۔ اب احباب ہی مجھے بتائیں کہ ان کھلی کھلی تحریروں کے ہوتے ہوئے جن میں نہ صرف یہ کہ اثر و رسوخ کا ذکر تک نہیں بلکہ اس کے خلاف عدم اثر و عدم رسوخ کا پر زور الفاظ میں اقرار ہے اور جن میں نہ صرف یہ کہ جماعت سے علیحدگی کا اشارہ تک بھی نہیں۔ بلکہ برعکس اس کے جماعت کا باقاعدہ فرد ہونے پر زور ہے۔ کیوں اعلان میں اس عاجز کی طرف غلط طور پر یہ دونوں باتیں منسوب کی گئیں ہیں۔ مہربانی فرما کر مجھے بتلایا جائے کہ یہ فعل خلیفہ صاحب کے شایان ہے

اور مجھے یہ بھی جماعت بتلائے کہ اگر میں اس طریق کو خلاف تقویٰ طریق کے نام سے موسوم کروں تو میں حق بجانب ہوں یا نہیں۔ کیا خلیفہ کی طرف سے اس قسم کی صریح غلط بیانی کا ارتکاب حیرت میں ڈالنے والا نہیں۔ میرے نزدیک تو ایک غور کرنے والے شخص کے لئے میرے سچا ہونے پر ان کا یہ فعل ہی زبردست دلیل ہے۔ کیونکہ یہ اظہر من الشمس ہے کہ اثر و رسوخ کے ادعاء کے الفاظ زائد کرنے سے بغیر اس کے اور کوئی غرض نہیں ہو سکتی کہ جماعت یہ دیکھ کر کہ ایک شخص خلیفہ کے مقابل اثر و رسوخ کا دعویٰ کرنا ہے۔ فوراً بھڑک اٹھے اور نفرت کا اظہار شروع کر دے۔ چنانچہ اشارہ پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس اعلان کے بعد افضل میں یہ اعلان کر کے کہ عبدالرحمن مصری کا جماعتوں کو کھلا چیلنج ہے۔ اب دیکھیں جماعتیں اس چیلنج کا کیا جواب دیتی ہیں۔ اس غرض کی وضاحت کر دی گئی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ غیر مستحسن طریق کیوں اختیار کیا گیا اور کیوں جماعت میں منافرت پھیلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ سو یاد رہے کہ اس کی وجہ صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ یہ سب کارروائی محض اس لئے کی گئی ہے کہ جماعت کی توجہ اس اصل وجہ کی تحقیق سے ہٹ جائے۔ جو میرے بیعت سے علیحدگی کا باعث ہوئی ہے۔ کیونکہ اس بات کو ہر شخص باسانی سمجھ سکتا ہے کہ جس شخص کے خلاف دل نفرت کے جذبات سے بھر جائے۔ اس کی بات خواہ کتنی ہی سچی کیوں نہ ہو۔ اثر نہیں رکھتی۔ پس انہوں نے بھی انسانی فطرت کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جماعت کو میرے خلاف مشتعل کر کے احباب کے دلوں میں نفرت کے جذبات پیدا کر دیئے۔ تاکہ جس وقت یہ عاجز ان بنی برحقیقت نقائص کو بیان کر دے تو جماعت کے دل اسے رد کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اگر وہ نقائص سچے نہ ہوتے تو انہیں اس فریب کے راستہ کو اختیار کرنے کی کبھی ضرورت پیش نہ آتی۔ بلکہ مومنانہ سادگی صاف گوئی اور تقویٰ سے کام لیتے ہوئے مجھے جرأت اور دلیری کے ساتھ یہ جواب دیتے کہ جو نقص تم نے میری طرف منسوب کئے ہیں وہ بالکل غلط ہیں۔ بیشک علانیہ ان کی تحقیق کر لو۔ چاہئے تو یہ تھا کہ فوراً ایک آزاد کمیشن بٹھانے کی رائے کا اظہار کرتے۔ لیکن ایسا کرنے کی بجائے تسلی چاہنے والے کے متعلق جماعت سے اخراج کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔

اے صحابہ کرامؓ کے بروز کہلانے والی جماعت ایسے مواقع پر صحابہ کرامؓ کا جو طرز عمل ہوا کرتا تھا وہ آپ لوگوں کے سامنے رکھتا ہوں اور وہ یہ تھا کہ جب کسی مسلمان کو کوئی شکایت پیدا ہوئی اور خلیفہ وقت نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ تو وہ حضرت نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ کو توجہ دلاتے تھے اور وہ فوراً خلیفہ وقت کے پاس جاتے اور ان شکایات کو پیش کرتے اور اگر انہیں درست پاتے تو خلیفہ

وقت سے ان کی تلافی کراتے اور خلیفہ وقت بھی علی الاعلان اپنی غلطی کا اقرار کرتا اور اس سے رجوع کا اعلان کراتا۔ پس صحابہ کرامؓ کے اس طرز عمل کو پیش کر کے میں بھی اپنی جماعت سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ میری شکایات کو سننے کے لئے فوراً ایک آزاد کمیشن مقرر کرے، اگر وہ کمیشن میری شکایات کو سن کر میرے ساتھ متفق ہو جائے کہ ان شکایات کی موجودگی میں خلیفہ، خلیفہ نہیں رہ سکتا تو پھر وہ ان شکایات کی تحقیق میں اگر وہ شکایات صحیح ثابت ہو جائیں تو موجودہ اور آئندہ خلیفہ کے متعلق اپنا فیصلہ کرے۔ میں جماعت کو یقین دلاتا ہوں کہ جن نقائص کی وجہ سے میں بیعت سے علیحدہ ہوا ہوں وہ یقیناً خلیفہ میں موجود ہیں اور ان کے اثبات کے لئے میرے پاس کافی دلائل ہیں اور وہ ایسے نقائص ہیں کہ جن کی موجودگی میں کوئی شخص خلیفہ نہیں رہ سکتا۔ پس جماعت کا یہ فرض ہے کہ ان کی تحقیق کی طرف فوراً توجہ کرے۔ ورنہ وہ مجرمانہ خاموشی کی مرتکب ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی اس غفلت کی جوابدہ ہوگی۔ جب تک انہیں علم نہیں تھا۔ اس وقت تک وہ معذور تھے۔ لیکن اب جب کہ ان کے علم میں بات آگئی ہے تو اب خاموشی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں انہیں قصور وار بنا دے گی۔

پس دوستو! اٹھو اور خوف کی چادر اتار کر مومنانہ دلیری سے کام لیتے ہوئے تحقیق شروع کر دو۔ خلیفہ کی اجازت کی اس میں قطعاً ضرورت نہیں۔ خلیفہ اور خاکسار کا مقدمہ جماعت کے سامنے پیش ہے۔ جماعت کا فرض ہے کہ وہ فریقین کے بیانات سن کر انصاف کے ساتھ اپنا فیصلہ کر دے۔ نہ کہ یکطرفہ بیان سن کر ہی ایک بھائی کے خلاف ڈگری دے دے۔ جیسا کہ اس وقت تک کیا گیا ہے۔ درست یاد رکھیں کہ اگر انہوں نے اس وقت دلیری سے کام لے کر تحقیق نہ کی تو وہ خلیفہ کو ان نقائص میں مبتلا رکھنے میں ان کے مدد و معاون بن کر اللہ تعالیٰ کے حضور خود مجرم قرار پائیں گے اور ان نقائص کی وجہ سے جو خطرناک نتائج جماعت میں پیدا ہو رہے ہیں۔ ان تمام کی ذمہ داری خود جماعت پر ہوگی۔

اے خدا تو گواہ رہ کہ میں نے وما علینا الا البلاغ کے ماتحت جماعت کو اس کے فرض سے آگاہ کر دیا ہے اور اب اگر وہ اپنے فرض کو شناخت نہیں کرتی تو یہ اس کا قصور ہے۔ میں اب بری الذمہ ہوں۔ ہاں میں اللہ تعالیٰ کے دوسرے ارشاد ذکر کی تعمیل میں حسب توفیق و حسب استطاعت پھر بھی یاد کراتا ہوں گا۔ ”وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب والسلام علی من اتبع الهدی“

خاکسار: عبدالرحمن مصری، مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۳۷ء!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مَنْ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ سَمْعِیْ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ حَقِّیْ
سَمْعِیْ اَنْتُمْ سَمْعِیْ فَتَوَلَّوْا اَسْمٰرَکُمْ اَنْتُمْ لَمْ تَسْمَعُوْا مِنْ نَبِیِّیْ
لَا یَسْمَعُ مِنْ نَبِیِّیْ

کھینچواں نبی

پیشتر، محکوم مسلم

بخاری داد ڈنڈا

جناب عبداللطیف گجراتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کھینچواں نبی

پہلے نبی سارے گویا چمکدے ستارے سن
 گویا اپنی قوم دی ہدایت لئی سارے سن
 اک دوجے نالوں چنگے اللہ دے پیارے سن
 ٹھنڈک ساڈے دل دی تے اکھیاں دے تارے سن
 ساریاں تے لیاواناں ایمان ساڈا فرض اے
 شرط اے ایمان دی تے دین دی ایہہ غرض اے
 آمدرفت نبیاں دی انج سی جہان تے
 برجی تارے جویں پھرن آسمان تے
 آفتاب نکلیا جاں عرب دے میدان تے
 جھک گئے انوار اوہدے دنیا دے آسمان تے
 چن تارے سارے اوہدی تاب اگے مات ہوئے
 آب دار موتی اوہدی آب اگے مات ہوئے
 غور کرو دوستو گل ایہہ ایمان دی
 اکو گل کافی سارا جھگڑا مکان دی
 صبح ویلے لوڑ کاہدی شمع نوں جگان دی
 سارا جگ جان دا اے لوڑ نہیں سان دی
 دن دی روشنائی وجہ دیوا جنہیں بالیا
 ایمان دا دیوالہ اوہیں کڈھ کے دکھالیا
 عالماں نے پھول پھول ویکھیا قرآن وچہ
 غور خوض کیتا بڑا نبی دے فرمان وچہ
 کوئی نہیں حدیث نبی ظلی دے بیان وچہ
 فیر کتھوں جمیا اے نبی ایہہ جہان وچہ

آیتاں نوں آگوں چکھوں کٹیا تے وڈھیانے
 کھینچواں ایہہ نبی دھکو دھکی چک کڈھیانے
 حدیث دیکھو ختم نبوت دے بیان وچہ
 اٹ دی سی تھاں جو نبوت دے مکان وچہ
 اودہی تھاں تے آئے نبی آخری جہان وچہ
 اودوں بعد آیا جھیرا نبی قادیان وچہ
 رہندی کھوندی کثر اوہنے کڈھ کے دکھائی اے
 نظر پٹو کالی ہانڈی بوہے نال لائی اے
 کہندائے جہاں رب نال میری ملاقات ہوئی
 موسیٰ دی وی شان اودوں میرے اگے مات ہوئی
 الہاماں دی فراودوں پچھے بڑی بہتات ہوئی
 انج جویں میرے اتے وحی دی برسات ہوئی
 بھل کے الہام جھیرا میرے اتوں رہ گیا
 رہندا کھوندا پھانڈا میری امت اتے پے گیا
 نواں نواں بیت اک ہویا سی جناب دی
 ہڈورتی اوس نے سنائی گل خواب دی
 جنت وچہ وہناں بوتل بھری اے شراب دی
 خوشبو کیوڑے دی تے رنگت اے گلاب دی
 لاکے میں ڈیک اوہنوں غٹ غٹ پی گیا
 چھڈیا نہ اک گھٹ جھٹ پٹ پی گیا
 پیندیاں شراب آیا عجب سرور مینوں
 نشے اتے نشہ آیا نشے کیتا چور مینوں
 بھل گئے دنیا دے اتار تے انگور مینوں
 مذہب اتے آیا بڑا ناز تے غرور مینوں

سوچیا مرزائی ہو کے مذہب میرا سوتریائے
 اکھ کھلی وہیہناں کتے منہ وچہ موتریائے
 دعویٰ کی نبوت دا ایہہ پچیاں دی چھڑ اے
 تھاں تھاں اج ہوندی نییاں دی بھیڑ اے
 مار دائے ڈھاک کوئی ماردا او کھیڑ اے
 جیہو جیہا منہ اے تے اوہو جیہی چھڑ اے
 جیہو جیہینے کوہن والے تہو جیہے نے کھان والے
 جیہو جیہے نبی تہو جیہے نے ایمان والے
 میرے جیہا نبی کوئی ہویا نہیں جہان وچہ
 سو سو حسین کہندا میرے گریبان وچہ
 ایہہ وصف ہون یارو جیہڑے مسلمان وچہ
 باقی دسو فرق کھیڑا کفر تے ایمان وچہ
 غور کرو دوستو کجھ تے انصاف کرو
 کافر تائیں کافر آکھو گل صاف صاف کرو
 اک دن بیٹھیاں خیال مینوں آیا سی
 نقطہ عجیب رب دل وچہ پایا سی
 نحویاں مدینے اگوں ”ت“ نوں اڈایا سی
 ادہی تھاں تے نسبت والی ”سی“ نوں لگایا سی
 مدینے تھیں قانون نال بن گیا اے مدنی
 قادیان وچوں کیوں بن گیا اے قدنی
 یاد اس ڈڈی والی تانہی داستان آئی
 ڈھگے دی جورلیں نال کھریاں لوان آئی
 نعلبند کہیا تینوں سوچ کی نادان آئی
 توں بھلا کیوں اینویں پیراں نوں ونہان آئی
 لیاری تے آئی بھلا دودھ چوان نوں
 پھرڑ بھلا چکھو آئی اے گئے بھنان نوں

حقیقت الوحی دے الہام دیکھے سارینے
 معنی خیز جملے نہ سورتاں سپارے نے
 بھارتاں نے ساریاں یا گونگے دے اشارینے
 تپ دی یا گھوکی نال کیتے ہوئے بکارے نے
 ٹٹے پھٹے جملے نہ سرائے نہ پیراے
 جے ایہو جیہا وحی اے تاں اللہ تیری خیر اے
 آخری جو فیصلہ ثناء اللہ نال سی
 اوہدے وچہ سچے اتے جھوٹے دا سوال سی
 سچا سی تے زندہ رہندا ایڈی کاہدی کابل سی
 اہدے واسطے رب کو لے زندگی دا کال سی
 حق اتے باطل وچہ آپے فرق ہو گیا
 پہلے کمترین دا ای بیڑا غرق ہو گیا
 عرشاں اتے سنیاں سی جس دا نکاح ہو یا
 آخر کار پٹی وچہ اس دا ویاہ ہو یا
 رن اوہ دیندا لیندا ہور کوئی راہ ہو یا
 ایناں ایس نبی دا نہ رب خیر خواہ ہو یا
 حق دار تائیں اوہدا حق تے دوا دیندا
 اک وار مرزے تائیں صاحبان تے ملا دیندا
 ہال ہال کر دے بھج جانڈے نے سرکار اگے
 جنت وچہ جانا نئیں آو جھک جاؤ احرار اگے
 کراں گے سفارش تہاڈی پرور دگار اگے
 سرنوں جھکانڈے او مراق دے پیار اگے
 تھوڑیاں ہی دناں توں کجھ مت گئی ماری نے
 ڈنڈا جدوں چوڑے کے چا پھیریا بخاری نے

عبداللطیف گجراتی!

بشیر پتر

مولانا سید داؤد غزنوی کی صدارت میں احرار تبلیغ کانفرنس لائل پور میں پڑھی گئی۔
 کہہ کے نبی ہاں میں آپ مر گئے پچھوں وختاں نوں پھڑیائے بشیر پتر
 فوجاں دیکھ امیر شریعت دیاں ہويا لالیوں چٹا امیر پتر
 گیا وچہ عدالت پو پچھے کچھ کھڑیا احرار دلگیر پتر
 ڈپھر آزادی نال سکدا نہیں جھوٹھے نبی دا جھوٹھا کبیر پتر
 جدا بیڑا احرار اٹھا لیائے تددی آئی اے تیری تقصیر پتر
 چلنا قادیان وچہ حکم اساں دا اے رہ گئی اے کجھ تاخیر پتر
 پھسی تیرے توں ودھ کے جرأت والی جٹی جھنگ سیالاں دی ہیر پتر
 بن کے عمر ثانی بیٹھائیں قادیان وچہ اپنے آپ بنائیں بے نظیر پتر
 جدوں ڈنڈا بخاری نے پھیریا چاہو جاسیں ولایت نوں تیر پتر
 تیرے پوتے عیش سی خوب کیتی الٹ گئی اے تیری تقدیر پتر
 دنیا سب دشمن تیرے مذہب دی اے کرہن کوئی ہور تدبیر پتر
 آکے سامنے گل نہیں اک کردا گھر بیٹھائیں سوربیر پتر
 تیرا ساتھ نہیں ہند وچہ کسے دینا کلا پھریں گا تھاں تھاں بے پیر پتر
 مددگار تیرا کبھڑا وچہ دنیا اکوہے ظفر اللہ شہتیر پتر
 آبن مسلم چھا جادیا اتے کیوں ہو یائیں ذلیل حقیر پتر
 دیکھ سبق آزادی دا اساں تائیں پیوالانہ رکھ ضمیر پتر
 کتھے نبی دے پتر غلام رہندے توں کیوں غیراں دا ہوا اسیر پتر
 آکے توڑ غلامی دے جال تائیں پھڑکے طارق دے وانگ شمشیر پتر
 ماں دے پیٹ وچہ گلاں این کرن والا پہلاں جن توں پیودا مشیر پتر
 کبھڑے نبی جہاد حرام کیتا ذرا پیو دی دیکھ تحریر پتر
 کرنائیں کم توں جیہڑے وچہ قادیان دے سب کجھ دیکھدائے رب بصیر پتر
 لکسی عیش آرام دا پتہ اودوں جدوں سڑیں گا وچہ سعیر پتر

مسلمان ہو جائیں پیونوں جھڈ جائیں ڈنڈے والے دی سنیں تفریر پتر
مالی نہ ہوے بوٹا لان والا تیری نہ لھے لیر لیر پتر
بھولے مسلم مرتد توں کر لئے نے دس کے مومنناں والی تصویر پتر
ڈر جا قادر کریم تھیں ہو مسلم کر لے اپنی اچھی اخیر پتر
متے غم یا فکر دے نال کدھرے تینوں لگ جائے بو اسیر پتر

محکوم مسلم

یہ نظم امیر شریعت کی صدارت میں مقام راولپنڈی میں پڑھی گئی۔
دل بے چین بے سرت ہوندائے مسلم دیکھ کے حالت زار تیری
کدی رہی نہ کتے محکوم ہو کے جتھے رہی جماعت احرار تیری
دیکھ لے تاریخ اسلام بھانویں کدی ایہو جیہی تیرے نال ہوئی نہیں سی
قبضے تیر یوچہ ملاں دے ملک ہسن کتھے دس ملی تینوں ڈھوئی نہیں سی
اج جناں کھناں تینوں گھور لیند آ اوندا تیرے مقابلے کوئی نہیں سی
جیہوی قوم بھل تیرے نال لڑن آئی ہو ذلیل خوار اوہ موئی نہیں سی
دشمن دیکھ تینوں قد میں ڈگدے سن ایسی ہوندی سی ہیبت جرار تیری
اج غلاماں دا ہو یا غلام ہس توں پھڑکے بردے نوں تحت بٹھان والے
اج تیرے تے یار دے سب چھاپا شکل لکھاں نوں دس ہٹان والے
ڈرناکیں اج توں وکھ ٹینیاں نوں بلدی اگ چوں لگھ جان والے
اج وے اپنی جان دا فکر تینوں کدی غیراں دی جان بچان والے
بانگاں تیریاں ہویاں نے بند کدھرے ہوئی مسجد اے کتے سمار تیری
سن لے چودھویں صدی دیا مسلماناں تینوں سچ گلاں اج ستانیاں نے
گلاں دساں گاتینوں میں تیریاں کی ایپر تیراں سو سال پرانیاں نے
اج توں باطل پرستاں دا ساتھ دینا کیں حق دل نکلیں نظراں کانیاں نے
پاگل کدوں کو آدے گی سمجھ تینوں گلاں بریاں تو کدوں گوانیاں نے

ہو جا رہا توں رب تیرا ہوسا اوہو وجے گی فیر لکار تیری
 اج برچھے دکھاندائے کوئی تینوں بند کرائی اے تیری زبان کردا
 گھیرا پا کے لکھاں نوں پھڑن والے تیرا پچھا اے اج جہان کردا
 کاہدا نشہ پی کے ہویا مست ہیں تو کیوں نہیں بچن دا کجھ سامان کردا
 ہوندا کریم آزاد دل کھول کے تے دسدا فیر میں کجھ بیان کردا
 تیرے وچہ اج غیرت نہ نظر آوے کتھے گئی مجاہدا اے خار تیری

بخاری دا ڈنڈا بطرز چھئی

جے چاہیں توں جان بچانی او مرزیا چاہیں تو جان بچانی
 احراریاں دے آکھے لگ جا چھئی
 تینوں تیز چھریاں نالوں دن او مرزیا احرار دیاں سچیاں گلاں چھئی
 آیا ویلا تے دساں گے تینو او مرزیا تے گن گن لیساں بدلے چھئی
 کر گل میدان وچہ آ کے او مرزیا کیوں اندر وڑ رولا پاناں ایں چھئی
 ایہہ صدا راج نہیں رہنا او مرزیا توں اچھی طرح جانائیں چھئی
 تینوں باپ وخت گیا پا او بشیر دینا نبوت دا دعویٰ کر کے چھئی
 توں چیلیاں دے کولوں مروانائیں او مرزیا احرار دیاں غازیاں نوں چھئی
 تینوں مسلمان کر مرنائیں بشیر دیناں احرار دیاں بر شیراں نے چھئی
 نبی وکھراتے سکھ تیرا وکھرا بشیر دیناں توں مسلمان باقی کاہدا ایں چھئی
 پڑھو کلمہ مدینے والے نبی دا مرزیا توں جھوٹا نبی چھڈ وی دیہو چھئی
 ناں نبی نہ نبی دے نے چیلے او بھائیو تجارتاں دی ایہہ دے کیننی چئی
 توں چھڈ دے پودا کھاہڑا او بشیر دیناں جے جنت وچہ جاوانائیں چھئی
 توں جے پیونوں نہیں چھڈنا بشیر دیناں تے بسترا گول کر لے چھئی
 توں ڈنڈا بخاری دانائیں جانیں بشیر دیناں جنہیں تیرے وٹ کڈھنے چھئی
 دنوں دن پیا ہلکا ہونا ایں بشیر دینا پتر نبی کھینچویں دیا چھئی

ت م ت

نوٹ: پہلے شعر کی طرح ہر مصرعہ کو نصف (او مرزیا) تک پڑھ کر دوبارہ پڑھنا چاہئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مکتبہ اہل سنت، سہیل پور، لاہور

مرزائی احمدیوں

کی
شرمنگاہ رسوائی

جناب عبدالقدیر امروہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

صحفہ رحمانیہ نمبر ۲۲ کے شروع میں شریعت محمدیہ اور اقوال مرزائیہ میں جو مخالفت دکھائی گئی ہے یہ اس وقت دکھائی ہے کہ شہر مونگیر کی ایک مسجد سے قادیانی بحکم حاکم نکالے گئے ہیں اور ان کی طرف سے ہائی کورٹ پٹنہ میں یہ مقدمہ پیش ہوا ہے اور علمائے اسلام کی طرف سے مرزا کی مخالفت، اسلام سے دکھائی گئی ہے اور حکام عالیہ نے ملاحظہ کر کے مرزائیوں کے مسجد سے نکالے جانے کا حکم بحال رکھا اور ان کی رسوائی پر خوب روغن چڑھادیا۔ مونگیر کے قریب بھاگلپور ہے۔ وہاں کے قادیانی مولوی عبدالماجد نے پورینی کے عید گاہ پر دعویٰ کیا کہ یہ عید گاہ ہماری ہے۔ اس میں مسلمان نہ آئیں۔ مگر حاکم نے مقدمہ خارج کر دیا۔ اب اس میں مسلمان نماز پڑھتے ہیں۔ مرزائی جماعت وہاں منہ بھی نہیں دکھاتی۔ یہ قدرتی حکم اور جگہوں کے لئے نظیر ہو گیا اور دو جگہ انہیں اسی قسم کی اور رسوائی ہوئی۔ چنانچہ کلک میں بھی مرزائیوں کے مسجد سے نکالے جانے کا مقدمہ اہل اسلام نے دائر کیا اور وہی مونگیر والے مقدمہ کی مثل منگا کر پیش کی۔ وہاں کی مسجد سے بھی مرزائی نکالے گئے اور مرزائیوں کو تین جگہ رسوائی ہوئی۔

موریسش افریقہ کی مسجد سے مرزائیوں کا نکالا جانا

افریقہ جنوبی کے شہر موریسش میں قادیانیوں نے غلبہ کیا تھا اور تیس چالیس مسلمانوں کو بہکا کر مرزائی بنالیا تھا اور کئی مسجدوں پر قابض ہو گئے تھے۔ مولانا عبداللہ رشید صاحب امام جامع مسجد نے مسلمانوں سے مقدمہ دائر کرایا اور مرزائیوں نے بڑے زور سے دعویٰ کیا کہ ہم اہل حق ہیں۔ ضرور جیتیں گے۔ اگر نہ جیتیں تو ہم جھوٹے ہیں۔ تقریباً دو سال تک مقدمہ چلتا رہا۔ اس میں مولانا عبداللہ رشید صاحب نے بڑا کام کیا۔ مونگیر سے مقدمہ مذکور کی نقل منگا کر پیش کی۔ وہاں کا قادیانی مولوی انگریزی دان بی۔ اے تھا اور اپنے پیر سٹر کو سوالات لکھ کر دیتا تھا۔ مگر جناب مولانا عبداللہ رشید صاحب نے وہ محنت اور توجہ کی کہ اس کی انگریزی دانی سب رد ہو گئی۔ جناب امام صاحب کے اظہار چہ مہینے سے زیادہ ہوتے رہے۔ یعنی مسلمانوں کے دعویٰ کا ثبوت بیان کرتے

رہے اور مونگیر میں ان کے خطوط برابر آتے تھے اور حضرت مولانا مونگیریؒ کا میا بی کی دعاء فرماتے تھے۔ قادیانیوں کی طرف سے ہر طرح کے دھوکے دیئے گئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مولانا کی ہمت و کوشش اور حضرت مولانا کی دعاء سے گروہ حقہ اہل اسلام کو فتیاب کیا اور فرقہ گمراہ مرزا سیہ اپنے اقرار اور جھوٹے دعویٰ کے بموجب ذلیل و خوار ہوا اور جس روز مقدمہ فتح ہوا۔ اس کے دوسرے روز اس فتح یابی کا تار مونگیر پہنچا۔ جس مسجد پر پانچ سال سے مرزائیوں کا قبضہ تھا اس سے نکالے گئے اور وہاں کی تمام مسجدوں میں جانے سے قطعی ممانعت کر دی گئی۔ اب وہاں مرزائیوں کا نہ وعظ ہے اور نہ کچھ تذکرہ ہے۔ یہ چار رسوائیاں یکے بعد دیگرے قادیانیوں کو ہوئیں اور مرزائے قادیان کی کذابی کا کامل ثبوت ان کے اقرار کے بموجب ہو گیا۔

جناب مولانا عبداللہ رشید صاحب نے ایک رسالہ رد قادیانی میں خود لکھ کر وہاں شائع کیا۔ اس کا نام ”الفرقان بین وحی الرحمن و وحی الشیطان“ ہے اور ایک رسالہ جسے خلاصہ فیصلہ آسمانی کہنا چاہئے۔ انگریزی زبان میں لکھا ہوا مونگیر میں تھا۔ اسے منگا کر چھپوایا اور شائع کیا۔ اب وہ مکرر بنگال میں چھپا ہے۔ وہ مونگیر سے ملے گا۔ چونکہ اس کے مؤلف عربی اور انگریزی دونوں میں کامل تھے۔ اس لئے نہایت عمدہ رسالہ لکھا ہے۔ افریقہ میں ایک قادیانی نے اپنے جاہلانہ خیال کے بموجب صحیفہ رحمانیہ نمبر ۱۴ کے جواب میں ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا تھا۔ مولانا عبداللہ رشید صاحب نے اسے مونگیر بھیجا۔ اس کا جواب صحیفہ رحمانیہ نمبر ۲۱ میں دیا گیا۔ جس کا عنوان خاتم النبیین ہے اور بہت شائع ہو چکا ہے۔ جس میں ختم نبوت کے سوا مرزا کی دہریت ثابت کی گئی ہے۔

دوسرے طریقے سے مرزائیوں کی رسوائی

اور امام مہدی اور مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر

مرزائی عام مسلمانوں کو اس طرح فریب دیتے ہیں کہ امام مہدی اور مسیح موعود کا آنا سب مسلمان جانتے ہیں۔ وہ مہدی اور مسیح موعود آ گئے۔ قصبہ قادیان ملک پنجاب میں ان کا مکان ہے۔ ان پر ایمان لاؤ۔

مسلمانو! اس پر ایمان رکھو کہ امام مہدی اور مسیح موعود جن کے آنے کی خبر ہے۔ وہ ہرگز نہیں آئے جو کوئی کہتا ہے کہ آگئے وہ محض جھوٹا ہے اور مسلمانوں کو فریب دیتا ہے اور اس کا بھی پورا یقین کر لو کہ جسے یہ امام مہدی اور مسیح موعود کہتے ہیں۔ وہ بڑا جھوٹا اور فریبی اور بے دین و ہر یہ شخص ہے۔ اب میں مختصراً ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل بیان کرتا ہوں۔ اچھی طرح غور سے دیکھئے اور ان کے جھوٹے ہونے کو ملاحظہ کیجئے۔

سچے امام مہدی اور مسیح موعود کے آنے کی علامت یہ ہے کہ جس وقت وہ آئیں گے اس وقت تمام دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔ یہ بات حدیث میں آئی ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی بھی کہتا ہے۔ چنانچہ (ایام صلح ۱۳۶، خزائن ج ۱۴ ص ۲۸۱) میں لکھتے ہیں کہ ”اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا میں پھیل جائے گا۔ مل باطلہ ہلاک ہو جائیں گے۔ راست بازی ترقی کرے گی۔“ قادیانی مسیح نے تین علامتیں مسیح موعود کے آنے کی بیان کیں اور اس پر خیال رہے کہ یہ تینوں علامتیں حضرت مسیح کے نزول کے وقت بیان کر رہے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ان کے نزول کا یہ اثر دنیا پر ہوگا کہ تمام دنیا کے کافر مسلمان ہو جائیں گے اور ایمان لے آئیں گے۔ یہ بات نہیں ہے کہ ان کی برسوں کی سعی اور کوشش اور ان کی خونریزی اور ان کے خلفا کے کوشش سے کافر مسلمان ہوں گے۔ اب دیکھا جائے کہ قادیانی مسیح کے نزول کو تیس برس سے زیادہ ہو گیا۔ بارہ برس انہیں مرے ہو گئے اور ان کے خلیفہ بے انتہاء کوشش کر رہے ہیں۔ مگر ان کی کوشش سے ایک گاؤں میں بھی اسلام نہیں پھیلا بلکہ کروڑوں مسلمان عیسائی ہو رہے ہیں۔ آریہ ہو رہے ہیں۔ قادیانی ہو رہے ہیں۔ کسی دین باطل کے سو پچاس کافر بھی مسیح قادیان کی وجہ سے اور نہ ان کے خلیفہ کی کوشش سے مسلمان ہوئے۔ بلکہ مسلمانوں کو کافر کر رہے ہیں۔

نہایت ظاہر ہے کہ راست بازی کی جگہ مرزائے قادیان کے وقت سے جھوٹ اور فریب اور ہر قسم کی آفتیں اور امراض ہندوستان پر آ رہے ہیں۔ کوئی وقت خالی نہیں جاتا۔ اس سے بالیقین معلوم ہو گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے قول سے مہدی اور مسیح ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ یقینی

جھوٹا ہے اور اس کے ماننے سے یہ سب بلائیں پھیل رہی ہیں۔ تفصیل اس کی چشمہ ہدایت میں دیکھئے اور اسی خانقاہ رحمانیہ مونگیر سے منگائیے۔ (نوٹ: چشمہ ہدایت احتساب قادیانیت کی جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔ مرتب)

تیسرے طریقے سے مرزائیوں کی رسوائی

مرزا احمد بیگ مرزائے قادیان کا ایک رشتہ دار ہے۔ اس کی لڑکی محمدی بیگم، مرزا کے لڑکے کی سالی تھی۔ اسے مرزانے کہیں دیکھ لیا اور پسند آگئی۔ اس کے باپ سے نکاح کا پیغام کیا۔ یہ پیغامی خط ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء کے اخبار نور افشاں میں چھپا ہے اور مرزا قادیانی نے اپنے رسالہ (کمالات اسلام ص ۵۷۲، خزائن ج ۵ ص ۵۷۲) میں نقل کیا ہے۔ اس کے باپ نے دو وجہ سے انکار کیا۔ ایک یہ کہ اس کا مذہب خراب ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ کم سن لڑکی تھی اور یہ سن رسیدہ اور بیوی بچے رکھنے والے تھے۔ اس لئے مرزا احمد بیگ نے نکاح سے انکار کیا اور دوسرے شخص سے نکاح کر دیا۔ اب مرزا قادیانی نے اس کے ڈرانے دھمکانے کے لئے پیشین گوئیاں کرنا شروع کیں اور اس لڑکی کو منکوحہ آسمانی مشہور کیا۔ یعنی اس کا نکاح آسمان پر اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ پڑھا دیا ہے۔ مرزا قادیانی کی یہ دھمکی تھی۔ اس الہام سے عوام یہ سمجھیں گے کہ جب اللہ نے اس کا نکاح پڑھا دیا ہے تو وہ ضرور مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی۔ اس کی تائید میں اس کی نسبت اٹھارہ انیس برس تک نہایت اعتماد اور وثوق سے اپنا الہام بیان کرتے رہے کہ وہ میرے نکاح میں ضرور آئے گی۔ کوئی اسے روک نہیں سکتا۔“

اور ۲ مئی ۱۸۹۱ء کے اشتہار مطبوعہ حقانی پریس لدھیانہ میں لکھتے ہیں کہ: ”خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی قرار پا چکا ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۱۹) مگر وہ ان کے نکاح میں نہ آئی اور نہایت علانیہ طور سے تمام دنیا پر مرزا قادیانی کو جھوٹا ثابت کر کے تمام مرزائیوں کو رسوا کر دیا۔ یہ یقینی رسوائی ہوئی کہ مرزائی بھی اس کا اقرار کرتے ہیں۔ اب یہ مرزائی اپنا کفر اسلام میں پھیلا کر اپنی سرخ روئی دیکھنا چاہتے ہیں۔ افسوس اس بے

حیاتی پراس کی پوری تفصیل فیصلہ آسمانی حصہ اوّل سے معلوم ہوگی۔ جس سے ظاہر ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا توریت مقدس اور قرآن مجید سے بالیقین ثابت ہے۔

چوتھے طریقے سے ان کی رسوائی

مرزا قادیانی نے اس فرضی منکوحہ کے نکاح سے پہلے اس کے شوہر کے مرجانے کے لئے ڈھائی برس کی میعاد مقرر کی تھی۔ یعنی یہ پیشین گوئی کی کہ اگر مرزا احمد بیگ اس سے نکاح کر دے گا تو ڈھائی برس کے اندر اس کا یہ شوہر مرجانے گا۔ مگر اس مدت میں وہ نہ مرا اور مرزا جھوٹے ہوئے اور مسلمانوں نے ان کے جھوٹے ہونے کا شہرہ کیا۔ اس پر انہوں نے بہت باتیں بنائیں اور دوسری پیشین گوئی کی کہ اس کا شوہر میری زندگی میں ضرور مرے گا اور اس کی بیوی میرے نکاح میں بالیقین آئے گی۔ اس پر انہیں اس قدر وثوق تھا کہ اپنے رسالہ (انجام آتھم ص ۳۱، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱) میں لکھا ہے کہ: ”اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آ جائے گی۔“ یعنی اگر میں جھوٹا ہوں تو منکوحہ آسمانی کا شوہر میرے سامنے نہ مرے گا اور میں اس کے سامنے مرجاؤں گا اور اس کے (ضمیمہ ص ۵۴، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸) میں یہ لکھا ہے کہ: ”اگر یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی۔ (یعنی منکوحہ آسمانی کا شوہر میرے سامنے نہ مرا) تو میں ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افتراء نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔“

اب قدرت خدا ملاحظہ کیجئے کہ مرزا قادیانی نے اس پیشین گوئی کی صداقت چار طریقوں سے بیان کی ہے اور اسے خدا کا سچا وعدہ کہا ہے۔ مگر یہ پیشین گوئی بھی پوری نہ ہوئی۔ یعنی احمد بیگ کا داماد نہ مرا اور مرزا قادیانی اپنے پختہ اقرار سے بدترین خلائق اور جھوٹے ثابت ہوئے۔ اور اپنے خدا کو جھوٹا اور وعدہ خلاف ثابت کیا اور جھوٹ کا ثبوت بھی اس طرح ہوا کہ مرزا قادیانی کو مرے ہوئے بارہ برس سے زیادہ ہو گئے اور اس منکوحہ آسمانی کا شوہر اب تک زندہ رہ کر

مرزا قادیانی کا اقرار جھوٹا ہونا دنیا کو دکھا رہا ہے اور مرزائیوں کو دنیا میں رسوا کر رہا ہے اور انہیں کچھ شرم نہیں آتی۔ ایسے بیجا جو ایسے علانیہ کذاب کو بعض مجدد اور اس کی جائے موت لاہور کو (نعوذ باللہ) مدینہ اور قادیان کو مکہ مان رہے ہیں اور بعض نبی اور رسول مقتدی مان رہے ہیں اور ایسی علانیہ کذابوں کو نہیں دیکھتے جو آفتاب کی طرح چمک رہی ہیں۔ با-انہمہ مسلمانوں میں اشاعت اسلام کے مدعی ہو کر ان سے روپیہ لوٹ رہے ہیں۔ ”استغفر اللہ“ اس علانیہ جھوٹ اور فریب کو ہمارے بہت مسلمان بھائی غور نہیں کرتے اور روپیہ برباد کر رہے ہیں۔

بھائیو! مرزا قادیانی کی کذابی اور مرزائیوں کی رسوائی بہت طریقوں سے ثابت کی گئی ہے اور مشہور ہو رہی ہے۔ مگر یہاں بغرض اختصار صرف چار طریقے بیان کئے گئے جو حیا دار کے لئے بہت کافی ہیں۔ اگر زیادہ تفصیل دیکھنا ہو تو رسالہ فیصلہ آسمانی ہر سہ حصہ، دوسری شہادت آسمانی، محکمت ربانی، مسیح کاذب اور صحائف رحمانیہ بائیس نمبر تک خانقاہ رحمانیہ مونگیر میں چھپ چکے ہیں اور بہت رسالے مطبع اہل حدیث امرتسر میں چھپے ہیں۔ مثلاً تاریخ مرزا، نکاح مرزا وغیرہ انہیں منگا کر دیکھئے اور نہایت خیر خواہانہ کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی سے علیحدہ ہو جئے۔ خصوصاً فاضل مبلغ قادیانی کلکتہ سے التماس ہے۔ ورنہ ان کتابوں کا محققانہ جواب لکھیں۔ مگر یہ یقینی بات ہے کہ ان رسالوں کا جواب تو آپ کیا دیں گے۔ تمام دنیا کے مرزائی جواب سے عاجز ہیں۔ اس مختصر تحریر کے جواب سے آپ بالکل عاجز ہیں۔ آپ کے اشتہار عیدی کے جواب میں خیر خواہانہ دور رسالے بھیجے گئے ہیں۔ دوسری شہادت آسمانی اور محکمت ربانی انہیں دیکھ کر تو آپ کے یہاں محرمی ماتم زور شور سے ہوا ہوگا۔ اگر آپ خوف خدا کو دل میں لا کر ان حقانی رسالوں کو ملاحظہ کریں گے۔ بالیقین مرزا قادیانی کو جھوٹا جانیں گے۔ پہلا رسالہ ایک سو سولہ صفحہ میں ہے۔ اس میں نہایت مدلل طرز سے مرزا کا جھوٹ اور فریب اور جہالت ثابت کی گئی ہے اور دوسرا رسالہ ایک سو آٹھ صفحہ میں ہے۔ یہ رسالہ بھی نہایت قابلیت کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

مولوی عبدالماجد قادیانی بھاگلپوری نے حصہ دوم فیصلہ آسمانی کے جواب میں ایک رسالہ لقاے ربانی لکھا تھا۔ اسی کے رد میں یہ رسالہ لکھا گیا ہے۔ اس میں علاوہ دندان شکن جواب ہونے کے مولوی عبدالماجد قادیانی بھاگلپوری کی جہالت فریب دہی، دروغ بیانی بھی کھول کھول کر دکھائی گئی ہے اور اس القا کے جواب میں اور رسالے بھی لکھے گئے ہیں۔ مثلاً صحیفہ رحمانیہ نمبر ۱۰ جس میں القا کے چند سطروں میں دس عظیم الشان غلطیاں دکھائی ہیں اور صحیفہ رحمانیہ نمبر ۱۱، ۱۲ اس میں ان کی بددیانتیاں اور نا فہمیاں دکھائی ہیں اور مولوی صاحب نے اس وقت تک کسی کا جواب نہیں دیا اور نہ دے سکتے ہیں۔

مسلمانو! غور کرو اور سمجھو! مرزا غلام احمد قادیانی کا فتنہ معمولی فتنہ نہیں ہے۔ جس سے غفلت برتی جاسکے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے اپنے ان عقائد سے اسلام کی بنیادوں کو منہدم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ حامیان اسلام اور معاونان دین محمدی اس غارت گردین و ایمان کا پوری قوت سے مقابلہ کریں اور سمجھ لیں کہ اس قسم کے مفتری اور فتنہ پرداز سابق زمانوں میں بھی ہوتے رہیں اور ان کے زمانہ کے اہل اسلام نے بھی پوری قوت سے احقاق حق کیا ہے۔ اگر تم نے اس جماعت سے غفلت برتی یا اس کے فتنہ کو معمولی فتنہ سمجھا تو یاد رکھو کہ خداوند عالم اس دین کی حمایت کرے گا اور اس کو اس جماعت کی ابلہ فریبیوں سے محفوظ رکھے گا۔ مگر تم حمایت اسلام کے اجر جزیل سے محروم رہ جاؤ گے۔

ہمارا کام سمجھانا ہے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی ایسی کھلی کھلی غلطیاں دکھائیں جن سے معمولی فہم والا بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی کذابی اور دروغ پر مطلع ہو کر اس دام فریب سے محفوظ رہے۔ لیکن اگر تم اس پر بھی غور نہ کرو تو تم جانو اور تمہارا کام۔

الراقم: محمد عبدالقدیر امروہی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مکتبہ اہل سنت، مسعودی روڈ، کراچی۔
پتہ: ۷۷۷۷۷۷

رشد و ہدایت بجو اب کفر و ضلالت

ابوالحسن محمد ارشد

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نحمد اللہ العظیم ونصلی علی رسولہ الکریم!

مہربان، مخلصان، دشمن ایمان۔ السلام علی من اتبع الهدی! میں نے بنظر خیر خواہی آپ کے پاس ہدایت نما رسالے بھیجے تھے تاکہ آپ اس وقت کے دجالی فتنہ کی واقعی حالت کا معائنہ کر کے اس سے علیحدہ ہو جائیں اور راہ مستقیم اختیار کریں۔ مگر آپ کے نامہ پر غضب سے معلوم ہوا کہ آپ ”ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم“ کے گروہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ جنہیں خدا اور رسول کے کلام سے بھی ہدایت نہیں ہوئی اور اس تیرہ سو برس کے عرصہ میں متعدد نفس پرست بظاہر قرآن وحدیث کو مان کر ”فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً“ کے مصداق بنے اور بہت مخلوق کو اپنا پیرو بنا کر انہیں جہنم کا مستحق بنایا۔ اسی طرح آپ کے گمراہ کرنے والے نے حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چالیس کروڑ امت کو جسے اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ”خیر امتہ“ یعنی بہترین امت کا خطاب دے چکا تھا۔ انہیں کافر اور جہنم کا مستحق ٹھہرا کر صداقت کلام الہی اور عظمت و شان محمدی کو پامال کیا۔ اب آپ اس کی تائید میں مخصوص امت محمدیہ یعنی سچے حضرات صوفیائے کرام اور اولیاء اللہ جن میں حضرت جنید، حضرت شبلی، حضرت غوث جیلانی، حضرت معین الدین چشتی، حضرت بہاؤ الدین نقشبندی علیہم الرحمۃ داخل ہیں ان مقبولان خدا پر جھوٹے الزام لگا کر وعید ”من عادئ ولیا فقد اذنتہ بالحرب“ کے مستحق ہو گئے۔ بایں ہمہ اپنے مقتدا دجال وقت کے کسی الزام کا جواب نہ دے سکے اور ان کے جھوٹا ہونے اور بے انتہاء کذابی کو تسلیم کر کے الزامی جواب یہ دیا کہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ خدا اور اس کا رسول یہاں تک کہ حضرت سرور انبیاء علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام (جن کی پیروی کے لئے ارشاد خداوندی ہوا) ”واتبعوا ملۃ ابراہیم حنیفا“ وہ بھی جھوٹ بولتے ہیں۔ پھر اگر دوسرا جھوٹ بولے تو اس کی الزام ہے۔ (اس میں جو کچھ اسلام کی بیخ کنی ہے وہ ہر ذی عقل پر ظاہر ہے) یہ تو آپ کی تمام تحریر کا نتیجہ ہے۔ اب میں آپ کے الزامات کا مختصر جواب بھی آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جو آپ نے اپنی کور باطنی سے ایک علامہ زمان، مجدد دوران، ہادی مصلحان، رہنمائے گم گشتگان پر لگائے ہیں۔ جس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ میں نے جو بغرض خیر خواہی بعض رسالے آپ کے پاس بھیجے تھے اس سے آپ کو غصہ ہوا اور اس غصہ نے ان رسالوں کو سمجھنے نہ دیا اور اپنے مقتدا گمراہ کنندہ کی صداقت بھی ثابت نہ کر سکے۔ اس لئے طیش میں آ کر ایک ایسے بزرگ پر جھوٹے الزام لگائے جن کے فیض ہدایت سے ایک عالم مستفیض ہوا اور

ہورہا ہے۔ معلوم کر لیجئے کہ ان کے فیض سے ہزاروں مسلمان عیسائی ہونے سے محفوظ ہیں۔ کتنے کر شان مسلمان ہوئے اور پادریوں کا وہ زور شور اور ہر شہر و دیہات میں جا بجا بہکانا بند ہو گیا۔ یہ تو اس صدی کے شروع میں ہوا اور اب صدی کے تہائی پر جدید مسیح کاذب اور اس کے پیروں کے فریب سے ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمان محفوظ رہے اور ایک جگہ کے نہیں، اکثر ہندوستان کے، بنگال کے، عرب شریف کے، برہما اور رنگون کے، ملک افریقہ کے، مسلمان آپ کے لاجواب رسائل اور خطوط دیکھ کر اس گمراہی سے بچے اور بہت ناواقف جوان کے دام میں آ کر اپنا ایمان تباہ کر چکے تھے وہ توبہ کر کے پھر مسلمان ہوئے۔ آپ کی ہدایت اور اثر صحبت سے ہزاروں بے نمازی، نمازی ہو گئے۔ بہت رند مشرب نشہ خوار نہایت راست باز صالح دیندار ہو گئے۔ مگر آپ کے مرشد مرزا قادیانی کے وجود سے ساری دنیا کے مسلمان کافر ہو گئے۔ کوئی کافر کی جماعت مسلمان نہ ہوئی جو مسلمان ان پر ایمان لائے۔ وہ پہلے اگر نیک تھے تو ان کے فریب میں آ کر احکام اسلام سے آزاد ہو گئے اور جھوٹ و فریب اور ترک صوم و صلوة کے عادی ہو گئے۔ یہ قدرت الہی کا نمونہ اللہ تعالیٰ نے سچے اور جھوٹے میں فرق دکھانے کے لئے ظاہر کیا۔ ہمارے حضرت پر آپ کا پہلا الزام یہ ہے کہ پادری فنڈر عماد الدین وغیرہا نے جو الزامات حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لگائے ہیں ان کا جواب نہیں دیا اور اپنے اس انکار پر قسم کھائی ہے۔ ”لعنة الله على الكاذب الشقي“ اب اس کے جوابات ملاحظہ کیجئے۔ مگر زرادل کو ٹھنڈا کر کے انصاف سے دیکھئے۔ (افسوس ہے کہ آپ کو انصاف اور حق طلبی سے کیا واسطہ۔ مگر میں اپنا کام کرتا ہوں۔ کوئی حق طلب دیکھے گا) پہلا جواب یہ فرمائیے کہ جن پادریوں کا نام آپ نے لکھا ہے ان کے اعتراضوں کے جواب آپ کے مرزایا ان کے خلیفہ وغیرہ نے دیئے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں دیئے تو اس الزام کے بڑے مورد آپ اور آپ کی جماعت اور مقتدا ہیں۔ کیونکہ انہیں دعویٰ اسلام کے علاوہ تثلیث پرستی کے ستون کو توڑنے کا بھی دعویٰ ہے۔ ذرا ہشمتہ ہدایت کو ملاحظہ کیجئے اور دوسروں کو الزام نہ دیجئے اور اگر آپ کی جماعت میں کسی نے جواب دیئے ہیں تو ہمارے اہل حق کے ذمہ اب یہ فرض نہیں رہا۔ خدا نے اپنی قدرت کا نمونہ دکھا کر جو درحقیقت مخالف اسلام تھے ان سے تائید اسلام کا کام لیا اور علماء حقانی کو ایک فرض سے سبکدوش کر دیا۔ ”ذالك فضل الله يوتيه من يشاء“ دوسرا جواب فرائض اسلامی دو قسم کے ہیں۔ ایک فرض عین، دوسرا فرض کفایہ۔ یعنی بعض فرائض اسلام وہ ہیں جن کا ادا کرنا ہر مسلمان کو ضرور ہے۔ جیسے نماز روزہ اور بعض وہ ہیں جو بعض کے کرنے سے سب کے ذمہ سے اس کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے اور ان کے ذمہ وہ فرض نہیں

رہتا۔ جیسے نماز جنازہ اور حمایت اسلام۔ اب آپ اس کو معلوم کر کے اپنی بیخبری پر افسوس کیجئے کہ پادریوں کے جواب دینے کا فرض بہت اہل علم نے ادا کیا ہے۔ اس وقت میرے سامنے رسالہ مراسلات مذہبی اور پیغام محمدی رکھا ہے۔ اول رسالہ کے شروع میں صفحہ ۱۵ سے لے کر صفحہ ۵۳ تک ایک سو ستاسی رسالوں کے نام اور ایک اخبار منشور محمدی کا ذکر ہے۔ یہ کل رسائل مخالفین اسلام کے جواب میں ہیں۔ اکثر رسائل پادریوں کے جواب میں اور بعض ہنود وغیرہ کے رد میں اور دوسرے رسالہ میں ستر رسالوں کے نام اور ان کی اجمالی حالت لکھی ہے اور ان کے مصنفین کے چھتیس نام بتائے ہیں۔ اس کے بعد صفحہ ۷۳ میں اجمالاً دو سو گیارہ رسالوں کی تعداد لکھی ہے اور اخبار منشور محمدی کا بھی ذکر کیا ہے۔ جو بنگلور علاقہ مدراس سے عرصہ تک صرف پادریوں کے جواب میں نکلتا رہا ہے۔ اس میں مضامین آپ کے چھپے ہیں۔ ۱۲۸۹ھ سے اس کا اجراء ہوا تھا اور عرصہ تک جاری رہا ہے۔ رسائل کے مؤلفوں میں مرزا قادیانی اور حکیم نور الدین کا بھی نام ہے۔ مگر یہ اسلامی خدمت ان دونوں صاحبوں کی اس زمانہ کی ہے کہ اسلامی حد سے متجاوز نہیں ہوئے تھے۔ یعنی حکیم نور الدین مرزا قادیانی کے گروہ میں داخل نہیں ہوئے تھے اور مرزا قادیانی کو دعویٰ مسیحیت اور نبوت نہیں ہوا تھا۔ البتہ کچھ دلی خیال معلوم ہوتا تھا۔ جس کا ثبوت ان کے اس جھوٹے اشتہار سے ہوتا ہے۔ جو براہین کے پہلے حصہ میں بہت موٹے حروف میں لکھا ہے۔ اس بیان سے پوا در اور ہنود کا تو خاتمہ ہو گیا اور کامل طور سے ان دونوں گروہوں کا قلع و قمع مذکورہ رسائل سے ہو گیا۔ دیانتدار تمام گروہ آریہ کی بیخ کنی بھی بخوبی ہو چکی ہے۔ مولانا امرتسری اور مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب مناظروں میں شکست پر شکست دے رہے ہیں اور آریہ عاجز ہو رہے ہیں۔ کانپور کے مدرسہ الہیات میں یہی کام ہوتا ہے۔ چند رسالوں کے نام ملاحظہ کیجئے۔

رسائل حامیان اسلام ورد کفریات آریہ

نمبر	نام کتاب	نام مصنف کتاب	کیفیت
۱	حدوث وید	مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری	آریہ وید کو قدیم کہتے ہیں۔ لیکن اس رسالہ میں مصنف موصوف نے خود وید سے وید کا حدوث ثابت کیا ہے۔
۲	بحث تناخ	فاتح قادیان	آریہ آداگون کے قائل ہیں۔ اس کا غلط ہونا اس رسالہ میں ثابت کیا ہے اور چونکہ مرزا محمود کا بھی اسلام کے خلاف یہی خیال ہے۔ لہذا ان کے خیال کا بھی رد ہو گیا۔

۳	الہام	//	الہام کی تشریح اور آریوں کا رد ہے
۴	جہاد وید	//	
۵	سوامی دیانند کا علم و عقل	//	
۶	تیمرا اسلام	//	دھرم پال کے رسالہ نخل اسلام کا جواب لائق دید ہے
۷	الہامی کتاب	//	ویدا اور قرآن مجید کے الہام پر بحث ہے
۸	حق پرکاش	//	دیانند کے ستیا رتھ پرکاش کا مکمل جواب ہے
۹	ترک اسلام	//	رسالہ ترک اسلام کا جواب ہے
۱۰	تغلیب اسلام جلد..... (۱) جلد..... (۲) جلد..... (۳) جلد..... (۴)	فاتح قادیان جناب مولوی ابوالوفائے اللہ امرتسری	یہ دھرم پال آریہ کے رسالہ تہذیب الاسلام کا جواب ہے
۱۱	مناظرہ نگینہ	//	یہ مشہور مناظرہ ہے جو نگینہ میں مولانا فاتح قادیان سے ہوا تھا اور آریہ کو فاش شکست ہوئی تھی

یہ گیارہ رسالے آریہ کے رد میں مولانا فاتح قادیان کے ہیں۔ جنہوں نے خاص قادیان کے اندر پہنچ کر مسیح قادیان پر فتح حاصل کی تھی اور جناب مسیح کاذب مارے خوف کے گھر سے باہر نہ نکلتے تھے تو دیانند اور اس کے پابند آریوں کی کیا ہستی ہے اور پھر یہ ایک رسالہ نہیں جو ایک توجہ کا نتیجہ ہو بلکہ گیارہ رسالے ہیں۔ میرے علم میں یعنی آریوں کے قلعہ پر گیارہ مرتبہ پورا حملہ آپ نے کیا ہے اور آریوں کے قلعہ پر دلائل حقانی کی گولہ باری کی ہے۔ مگر یہ دیکھ کر اور فاتح قادیان کا نام سن کر ہمارے مہربان میاں عبدالرحیم قادیانی کے حواس پر اگندہ ہو گئے ہوں گے اور ان کے حواس بجانہ رہے ہوں گے۔ اب یہ تو بتائیے کہ آپ کے مرشد یا ان کے کسی مرید نے اتنے رسالے آریہ کے رد میں لکھے ہیں۔ اگر لکھے ہوں تو پیش کیجئے۔ ورنہ شرمندہ ہو کر مرزا قادیانی کی نسبت حمایت اسلام کا نام نہ لیجئے گا۔ اب میں رد آریہ میں دوسرے حضرات کے نام اور ان کے رسالے پیش کرتا ہوں اور دکھاتا ہوں کہ آریوں کا قلعہ واقع پورے طور پر کر دیا گیا ہے۔ اب ہمارے کسی ذی علم کو ضرور نہیں ہے کہ دیانند اور دھرم پال کو پامال کرے۔

بقیہ رسائل رد آریہ

نمبر	نام کتاب	نام مصنف کتاب	کیفیت
۱۲	اصلی ستیا رتھ پرکاش مع تنقید	میاں عبدالغفور دھر مپال	اصل کتاب دیانند بانی مذہب آریہ کی ہے اور سوامی دھرم پال عبدالغفور صاحب نے آریہ کے اصول کے موافق اس کی ہر بات کا رد کیا ہے۔ انہوں نے آریہ ہو کر ان کے مذہب سے خوب واقفیت حاصل کی اور پھر اس کا رد کیا
۱۳	رسائل اندر مجموعہ رسائل المسلم	میاں عبدالغفور صاحب غازی محمود دھرم پال	غازی صاحب نے رسالہ نکالا تھا جس کا نام المسلم ہے۔ پھر ان رسائل کے مضامین کو ایک کتاب میں جمع کیا جس کا نام رسائل اندر ہے۔
۱۴	ست پرکاش	مولوی عبدالغفور دانا پوری	
۱۵	آریہ کا بول تین حصہ	میاں عبدالعزیز عرف جگد مہا پرشاد دہلوی	آریوں کے رد میں نہایت عمدہ رسالہ ہے۔ تین حصوں میں۔
۱۶	ٹریکٹ مدرسہ الہیات کانپور از نمبر ۱ تا ۶		اس مدرسہ میں زبان بھاشا اور سنسکرت کی تعلیم کے لئے ایک پنڈت نوکر ہیں جو آریوں کے نہایت مخالف ہیں وہ طالب علموں کو پڑھاتے اور اسی زبان میں ان سے بیان کرایا جاتا ہے اور جا بجا انہیں بیان کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ یہ چھ ٹریکٹ بمذولہ چھ رسالوں کے ہیں
۱۷	مجادلہ حسنہ	مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب مناظر بینظیر	اس میں وہ مناظرہ ہے جو امر وہ ہے میں بالورام چند دہلوی آریہ اور مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب سے ہوا تھا اور آریہ کو شکست فاش ہوئی تھی۔ ان کے سوا اور بھی رسائل ہیں۔

یہ سترہ رسالے آریوں کی گمراہی کو نیست و نابود کرنے کے لئے بہت کافی ہیں۔ ان میں ایک رسالہ سرمہ چشم آریہ بھی ہے جسے مرزا قادیانی نے اپنی شہرت اور روپیہ کمانے کے لئے لکھا تھا۔ بہر حال اور حامیان اسلام نے دس دس گیارہ گیارہ رسالے لکھے۔ اب اگر مرزا قادیانی نے ایک رسالہ لکھا تو کون سے فخر کی بات ہوئی۔ دوسرے حامیان اسلام اس بات میں بھی ان سے

افضل و بہتر رہے۔ مگر مرزائی حضرات ایسے ضعیف الایمان ہیں کہ اتنے رسالوں کو کافی نہیں سمجھتے اور حضرت اقدس کو الزام دیتے ہیں کہ آپ نے کوئی رسالہ آریوں کے رد میں نہیں لکھا۔ کیسی بدحواسی یا دلی عداوت ہے کہ غیر ضروری بات کا الزام دے رہے ہیں۔ جب اس قدر رسالوں میں جن کا ذکر اوپر کیا گیا پادری فنڈر وغیرہ اور آریوں کے اعتراضوں کا جواب دیا گیا تھا تو اسلامی حمایت کا فرض ادا ہو چکا تھا۔ اب حضرت ممدوح اس طرف توجہ نہ کریں تو شریعت اسلام کے رو سے آپ پر کوئی الزام نہیں ہے۔ بلکہ اب جو آپ پر الزام لگائے وہ مجرم ہے۔ اس وقت میں مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے دجل و فریب سے مسلمانوں کو بچانا بڑا فرض اسلامی ہے۔ اس کو آپ پورے طور سے ادا کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو بہت کچھ فائدہ پہنچ رہا ہے۔ تیسرا جواب میاں عبدالرحیم خوب متوجہ ہو کر اور آنکھیں کھول کر اچھی طرح دیکھئے اور اپنی پیغمبری اور بیجا تعصب پر افسوس کیجئے۔ حضرت ممدوح (مولانا محمد علی مونگیریؒ) عم فیضہم نے ایسی حمایت کی ہے اور متعدد پادریوں سے مناظرے کئے ہیں اور ان کے جواب میں وہ نادر رسالے لکھے ہیں کہ آپ کے مرزا قادیانی تو کیا لکھتے۔ کسی ذی علم نے آپ کے وقت میں نہیں لکھے۔ ایک وقت تھا کہ پادریوں نے بہت زور کیا تھا۔ رسائل و اخبارات میں اسلام پر اعتراض برابر کرتے تھے۔ شہروں میں اکثر جگہ ہر ایک گلی کوچہ میں پادری پر پچر اسلام پر اعتراض کرتے تھے۔ اس وقت آپ مستعد ہوئے اور کئی پادریوں سے آپ نے مناظرہ کر کے انہیں نہایت عاجز کیا۔ یہ واقعے کانپور اور علی گڑھ میں ہوئے۔ بڑے بڑے دعویٰ کر کے پادری آئے اور تھوڑی دیر میں بالکل عاجز ہو گئے۔ علی گڑھ کی جامع مسجد کا اور کوتوالی کے قریب کا واقعہ بہت مسلمان اور ہنود کے سامنے کا ہے۔ کانپور کے مدرسہ فیض عام میں دو مرتبہ دو پادری آئے اور تھوڑی دیر میں دونوں عاجز لا جواب ہو کر گئے۔ مگر حضرت صاحب نے جو کچھ کیا اللہ کے واسطے کیا۔ مرزا قادیانی کی طرح بذریعہ اخبارات و اشتہارات کے غل نہیں مچایا اور اپنی تعریف نہیں کی۔ مرزا قادیانی نے صرف ایک پادری آتھم سے کئی روز بحث کی اور نہایت برائی نتیجہ ہوا۔ حضرت ممدوح نے علاوہ تقریر و تحریر کے بعض احباب کو تیار کیا تھا۔ وہ جا بجا شہر کانپور میں جا کر پریچروں سے مناظرہ کرتے تھے اور انہیں بیان کرنے نہیں دیتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پادریوں نے جا بجا کا وعظ کہنا چھوڑ دیا اور بھی تدبیریں کیں۔ جس سے پادری تنگ ہو گئے اور جس طرح مولانا رحمت اللہ مرحوم نے پادری فنڈر کا ناطقہ ہندوستان اور قسطنطنیہ میں بند کیا تھا۔ اسی طرح جناب ممدوح نے صفدر علی عیسائی اور پادری عماد الدین اور پادری فیلڈ بیر لو اور ٹھا کر اس پادری کا ناطقہ بند کیا تھا۔ آپ کے مرزا قادیانی کئی روز تک پادری آتھم سے مناظرہ

کرتے رہے اور اس میں جھوٹی پیشین گوئی کر کے آلہ آباد سے لے کر لاہور تک کے پادریوں کو خوشیاں کرنے اور مرزا قادیانی پر مضحکہ اڑانے کا موقع دیا۔ اس کا ذکر الہامات مرزا کے شروع میں کیا گیا ہے اور نہایت پر لطف اشعار لے بھی لکھے گئے ہیں اور جہاں تک مجھے علم ہے۔ آپ کے رسائل پادریوں کے رد میں حسب ذیل ہیں۔

رسائل محمدیہ بجواب کفریات مسیحیہ

۱.....ترانہ حجازی

پادری عماد الدین نے نغمہ مظنوبوری میں چودہ سوال کئے ہیں اور ان کا جواب قرآن مجید سے مانگا تھا۔ اس رسالہ میں اس کے حسب خواہ قرآن مجید سے ان کا جواب دے کر آخر میں حضرت سرور انبیاء ﷺ کی نبوت کو نہایت خوبی سے ثابت کیا ہے اور پھر عماد الدین سے سوالات کئے ہیں اور وہ ان کے جواب سے عاجز رہا ہے۔ اس پر مرزا قادیانی کے بڑے صاحبزادے نے حاشیہ لکھا ہے۔ یہ رسالہ پہلے ۱۳۹۵ھ میں مطبع کوہ نور لاہور میں چھپا تھا اور دوسری مرتبہ ۱۳۳۷ھ

۱۔ الہامات مرزا مطبوعہ بار چہارم کا ص ۲۸ سے ۳۰ تک ملاحظہ ہو۔ اس کے چند اشعار ہیں۔ جن میں پہلا شعر بہت ہی مناسب حال ہے۔

نمائے بہ صاحب نظرے گوہر خود را

عیسیٰ نتوان گشت بتصدیق خرے چند

ارے او خود غرض خود کام مرزا

ارے منحوس نافر جام مرزا

غلامی چھوڑ کر احمد بنا تو

بچھائے تو نے کیا کیا دام مرزا

عیسائیوں کی طرف سے جواشتہارات نکلے ان میں ایک یہ تھا۔

ایسی مرزا کی گت بنائیں گے

سارے الہام بھول جائیں گے

خاتمہ ہوگا اب نبوت کا

پھر فرشتے کبھی نہ آئیں گے

اب زیادہ اشعار لکھنے سے ہمارے مخاطب زیادہ ناخوش ہوں گے اس لئے اور اشعار نہیں لکھتا۔

میں مطبع رحمانیہ مولگیر میں چھپا ہے۔ مطبع رحمانیہ مولگیر سے منگا کر دیکھ لیجئے اور اس کے مثل اپنے مرزیا کسی مرزائی کا رسالہ دکھائیے۔
۲..... مرآة الیقین لا غلط ہدایت المسلمین

پادری عماد الدین نے ایک رسالہ ہدایت المسلمین لکھا ہے۔ جس میں اس نے اسلام پر اعتراضات کئے ہیں۔ اس کی غلطیاں اور اس کے جھوٹ اس رسالہ میں دکھائے ہیں۔ ۱۳۰۰ھ میں مطبع نامی کانپور میں یہ رسالہ چھپا ہے۔ یہ دونوں رسالے چھپنے کے بعد عماد الدین اور دوسرے پادریوں کے پاس بھیجے گئے اور جواب کے لئے پانچ سو روپیہ کا اشتہار بھی دیا گیا تھا۔ مگر سب پادری جواب سے عاجز رہے۔

۳..... تکمیل الادیان باحکام القرآن یعنی آئینہ اسلام
پادری صفدر علی نے رسالہ نیاز نامہ میں تعلیم عیسوی کی تعریف کی تھی اور تعلیم محمدیہ کا نقص دکھایا تھا۔ اس رسالہ میں اس کا جواب دیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ تعلیم موسوی اور عیسوی کی تکمیل تعلیم محمدی یعنی قرآن مجید سے ہوئی۔ ۱۳۰۱ھ میں مطبع نامی کانپور میں چھپا ہے۔
۴..... دفع التلکسیات

اس میں نہایت خوبی سے حضرت سرور انبیاء ﷺ کی نبوت کو ثابت کیا ہے اور عیسائیوں کی انجیل کو انہیں کے اقوال سے غیر معتبر ہونا نہایت تحقیق سے ثابت کیا ہے اور درحقیقت تثلیث پرستی کے ستون کو توڑ دیا ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کے خیال میں تثلیث کا ثبوت ان کی انجیل سے ہوتا ہے اور جب اس کا بے اصل اور بے سند ہونا ثابت کر دیا گیا تو بالضرور تثلیث پرستی کا ستون توڑ دیا گیا اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ مسیح قادیان نے کچھ نہیں کیا اور مسیح موعود ہونے اور ستون توڑنے کا محض غلط دعویٰ کیا اور اس دعویٰ کی غلطی رسالہ چشمہ ہدایت میں کامل طور سے بیان کی گئی ہے اور ہم نہایت دعویٰ سے کہتے ہیں کہ کوئی مرزائی اس کا جواب نہیں دے سکتا۔

۵..... پیغام محمدی

اس بینظیر کتاب میں عجیب و غریب تحقیق سے عیسائیوں پر اعتراضات اور تعلیم محمدی کی خوبیاں بیان کر کے نبوت محمدیہ کو ثابت کیا ہے۔ تین حصوں میں لکھی گئی ہے اور صفدر علی عیسائی کے نیاز نامہ اور پادری ٹھا کر اس کے رسالہ عدم ضرورت قرآن کا نہایت عمدہ جواب ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۳۰۸ھ میں مطبع نامی کانپور اور دوسری مرتبہ بریلی میں پہلا حصہ چھپا ہے اور صفدر علی وغیرہ

عیسائیوں کے پاس بھیجا گیا ہے۔ اس کے لاجواب ہونے کو عیسائی پادریوں نے تسلیم کر لیا ہے۔ ابھی دو واقعے ہوئے۔ ایک مونگیر میں اور ایک مظفر پور میں۔ مظفر پور کے پادری نے اس رسالہ کو دیکھ کر کہا کہ اس رسالے نے ہمارے تمام شہادت کو دور کر دیا جو ہمیں اسلام پر تھے۔ مگر نوکری سے مجبور ہیں۔ سو روپیہ کون دے گا جو ہم قبول اسلام کر لیں۔ یہی حال جدید مسیحیوں (قادیانیوں) کا ہے کہ دام میں پھنسنے کے بعد جب ترلقمہ کھانے کو ملے لگا تو اس سے کیسے علیحدہ ہوں۔ یہ رسائل اگرچہ پادریوں کے مقابلہ میں لکھے گئے ہیں۔ مگر متعدد طریقہ سے اس خوبی سے نبوت حضرت سرور انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ اور حقانیت مذہب اسلام کو ثابت کیا ہے کہ عیسائی، ہنود، آریہ وغیرہ تمام مخالفین کو لاجواب کر دیا ہے۔ البتہ پادریوں کے لئے تحقیقی اور الزامی دونوں طرح کے جواب ہیں اور دوسرے مخالفین کے لئے صرف تحقیقی جواب ہے اور حق پسند اور طالین حق کے لئے اسی کی ضرورت ہے۔ اس لئے ان رسائل میں جس طرح پادریوں کے مقابلہ میں اسلام کی حقانیت ثابت کی گئی ہے۔ اسی طرح آریہ وغیرہ کے مقابلہ میں بھی ثابت کی گئی ہے۔ ہر ایک کے اعتراضات کا ان میں جواب ہے۔ البتہ کچھ سمجھ اور انصاف پسندی کی ضرورت ہے۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ نواب مرشد آباد صاحب نے ایک میم سے نکاح کر لیا تھا اور وہ مونگیر ہی میں مقیم تھے۔ ان کی میم انہیں عیسائی ہونے کو کہتی تھی۔ نواب صاحب محلہ دلاور پور کے معززین کے پاس آئے اور عیسائیوں کے رد کا رسالہ طلب کیا۔ انہیں یہی رسالہ پیغام محمدی دیا گیا۔ وہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور رسالہ اپنی میم کو دیا اور اس میم نے پادری کو دیا۔ پادری نے دیکھ کر کہا کہ یہ رسالہ تو ایسا ہے کہ لاٹ پادری بھی اس کا جواب نہیں دے سکتے۔ اب آپ بتائیے کہ مرزا قادیانی نے کون سی کتاب لکھی جس میں یہ خوبیاں ہوں۔ ہرگز ہرگز نہیں البتہ لن ترانیاں اور جھوٹی تعلیمات بہت کی ہیں اور جو کچھ لکھا وہ روپیہ کمانے کے لئے لکھا۔ اس کی شرح آئندہ کی جاوے گی۔

۶.....ساطع البرہان

اس میں قرآن مجید کا کلام الہی ہونا ثابت کیا گیا ہے اور پادری عماد الدین کے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔

۷.....براہین ساطعہ

اس میں عیسائیوں کے عقائد کو دلائل قاطعہ سے رد کیا ہے۔

۸.....مراسلات مذہبی

کانپور میں ایک بڑا زبردست مدعی اور مناظر پادری فیلڈ پیر لو آیا تھا۔ حضرت ممدوح (حضرت مونگیریؒ) نے اپنے خاص آشنا چوہدری مولانا بخش مرحوم کو اس کے پاس بھیجا اور تحریری مناظرہ اس سے قرار پایا۔ اس کے بعد چوہدری صاحب روزانہ حضرت کے پاس آتے تھے اور حضرت اقدس ان سے مضمون لکھواتے تھے۔ یعنی آپ بولتے جاتے تھے اور وہ لکھتے جاتے تھے اور لکھا ہوا مضمون پادری کے پاس جاتا تھا اور پھر اس کا جواب وہ بھیجتا تھا اور پھر حضرت اقدس اس کا رد لکھوا کر بھیجتے تھے۔ انہیں تحریرات کا مجموعہ دو حصوں میں مطبع نامی کانپور میں ۱۸۸۸ء میں چھپا ہے۔ اس میں بھی اہم اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں اور الوہیت مسیح اور تثلیث اور کفارہ کا بطلان کیا گیا ہے۔ چونکہ چوہدری صاحب مرحوم نے اس میں محنت کی تھی اور تعلیم یافتہ تھے۔ اس لئے آپ نے انہیں کے نام سے چھپوایا ہے۔ حضرت اقدس مرزا قادیانی کی طرح شہرت پسند نہیں تھے۔ اس لئے متعدد رسالے اپنے لکھے ہوئے دوسروں کے نام سے چھپوائے ہیں۔

۹.....اسکات المعتمدین بجواب امہات المؤمنین

شہر باند میں ایک سخت دشمن اسلام اور نہایت غیر مہذب پاجی عیسائی تھا۔ اس نے رسالہ امہات المؤمنین لکھا تھا۔ اس میں نہایت فضیحت کن طریقہ سے ازواج مطہرات امہات المؤمنین پر اعتراضات کئے تھے اور حضور سرور عالم ﷺ پر بھی اور ہندوستان کے بہت علماء کے نام اس نے یہ رسالہ بھیجا تھا۔ یہ وہ جوش دلانے والا رسالہ تھا کہ اگر مسلمانوں میں کامل قوت، قوت ایمانی ہوتی تو خدا جانے اس کے مؤلف کی کیا حالت کرتے۔ حضرت ممدوح نے اس رسالہ کے جواب میں یہ دندان شکن جواب دیا ہے۔ سرسید احمد خان وغیرہ نے بھی اس کا جواب دیا تھا۔ مگر اس کا جواب الجواب اس نے دیا اور ہمارے حضرت کے رسالہ کا جواب نہیں دے سکا۔ مؤلف امہات کا باپ کرشان ہوا تھا۔ عماد الدین کی طرح یہ بھی عربی پڑھا تھا۔ عبدالعلی اس کا نام تھا۔ یہ بھی بڑے دعویٰ سے مناظرہ کے لئے آیا اور چوہدری مولانا بخش مرحوم کے مکان پر جلسہ عام میں حضرت ابوالاحمد صاحب عم فیضیہم مؤلف اسکات المعتمدین نے اس سے مناظرہ کیا اور دو تین گھنٹہ میں وہ بالکل عاجز ہو گیا اور تمام حاضرین جلسہ نے اسے بہت کچھ نفرین کی اور یہی کہا کہ تمہیں لالچ اور اس تنخواہ نے کرشان بنایا جو تمہیں ملتی ہے۔ یہی حال ہمارے مخاطب کا ہے۔ اگر قادیان سے تنخواہ بند ہو جائے اور کوئی مسلمان ان کا کفیل ہو جائے تو مرزا بیت پر سولہ لعنتیں برسائیں گے۔

میاں عبدالرحیم ملاحظہ کیجئے۔ حامی اسلام یہ بزرگ ہیں جنہوں نے مخالفین اسلام کے مقابلہ میں اتنے رسالے لکھے اور متعدد پادریوں سے مناظرہ کر کے انہیں عاجز کیا ہے۔ ایک کا ذکر تو ابھی ہوا اور کئی پادریوں کے مناظرہ کا پہلے ذکر لکھ آیا ہوں۔ آپ کے مرزا نے صرف ایک پادری آتھم سے مناظرہ کر کے کس قدر غل مچایا ہے اور آپ بھی اسے دکھا رہے ہیں اور یہ شرم نہیں آتی کہ حامیان اسلام نے کتنے پادریوں سے مناظرہ کیا ہے اور کتنے رسائل حقانیت اسلام پر لکھے ہیں اور عیسائیوں کا رد کیا ہے اور مرزا قادیانی نے فقط ایک پادری سے مناظرہ کیا اور اس میں جھوٹی پیشین گوئی کر کے ذلیل ہوئے اور بالفرض باتیں بنا کر اسے سچا مانا جائے تو پیشین گوئی کا پورا ہو جانا رسالت و نبوت کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ کسی نبی نے ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ پنجاب میں بہت سے رمال پیشین گوئیاں کرتے ہیں اور پوری بھی ہوتی ہیں۔ انہیں میں مرزا قادیانی بھی ہوئے۔ رسالہ مذکور یعنی اسکاٹ المعتقدین رسالہ تحفہ محمدیہ کے مطبع میں چھپا تھا۔ یہ رسالہ بھی حضرت ہی نے تائید اسلام کے لئے جاری کیا تھا اور مطبع اس کے لئے کر کے اس کے مہتمم مولوی محمد احسن مرحوم بہاری کو کیا تھا۔ مرزا نے یا کسی مرزائی نے تو اس کا جواب نہیں دیا۔ ایک اور بات یاد آئی۔ غالباً ۱۹۱۰ء تا ۱۹۲۰ء میں راجہ کشمیر کے وزیر کرپارام اور اس کے بیٹے امت رام کے مضامین خلاف اسلام اخبار کوہ نور لاہور میں چھپا کرتے تھے اور حضرت ممدوح ان کا جواب دیتے تھے۔ آخر میں کرپارام کا رسالہ تناخ کے ثبوت میں شائع ہوا۔ جس میں سولہ دلیلیں اس نے تناخ کے ثبوت میں لکھی تھیں۔ حضرت نے اس کا کامل جواب لکھ کر اخبار پنجابی لاہور میں شائع کرایا۔ وہ پورا ایک ہی مرتبہ صاحب اخبار نے چھاپ دیا تھا۔ اس کا جواب بھی کسی نے نہیں دیا۔ مرزا نے کیا کیا؟ بجز اس کے کہ دور سالے لکھ کر بہت کچھ روپیہ کمایا اور بہت رسالے اپنی تعریف اور علمائے امت کی برائی میں لکھ کر شائع کئے۔ میاں عبدالرحیم صاحب اب بھی آپ کو اپنی جھوٹی قسم پر شرم نہ آئے گی۔ مگر جب آپ کے نبی بیشمار جھوٹ بول چکے ہیں اور آپ کے نزدیک خدا اور رسول کا جھوٹ بولنا کوئی عیب کی بات نہیں ہے تو آپ کو جھوٹ بولنے میں کیا شرم آئے گی۔ بلکہ اپنے مرشد کی سنت سمجھ کر بہت دلیری سے جھوٹ بولیں گے۔ مگر یہ تو فرمائے کہ مرزا قادیانی کے پادریوں کو جواب دیا ہے اور کئی رسالوں کا جواب لکھا ہے۔ براہین احمدیہ کے حصہ اول میں روپیہ کمانے اور اپنے آپ کو مشہور کرنے کے لئے اسلام کی حقانیت پر ایک دلیل نہ لکھی اور بڑے زور و شور سے خوب موٹے موٹے حروف میں کئی جز کا اشتہار دیا۔ جس کے ہر صفحہ میں چار سطریں اور ہر سطر میں چار لفظ تھے۔ اس میں لکھا کہ میں حقانیت اسلام پر ایک دلیل لکھتا ہوں۔ اسی طرح کی تین سو دلیلیں لکھ کر شائع کروں گا۔ اس کی پیشگی قیمت مجھے دو پہلے اس کی قیمت کم رکھی تھی۔ مگر جب لوگوں کی توجہ دیکھی اور روپیہ آنا شروع

ہوا تو قیمت بڑھاتے گئے۔ غالباً آخر میں اس کی قیمت پچیس روپیہ رکھی تھی۔ کیونکہ اس وقت ہندوستان میں اشتہارات کا سلسلہ اس قدر نہیں ہوا تھا۔ جیسا اب ہے اور جھوٹے اشتہارات ایسے شائع نہیں ہوئے تھے۔ جیسا اب تجربہ ہو رہا ہے۔ اس وجہ سے لوگوں نے بہت روپیہ بھیجا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی جو اس وقت مرزا قادیانی کے بڑے دوست تھے۔ اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں لکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اس ذریعہ سے دس ہزار روپیہ کمایا۔ پھر آخر عمر تک تین سو دلیلوں کی جگہ تین دلیلیں بھی نہ لکھیں اور جب تقاضہ کیا تو سختی کے ساتھ یہ کہہ دیا کہ قرآن مجید تو تیس برس میں اترا ہے اور ہم سے یہ لوگ اس قدر جلد دلائل لکھنے کا تقاضہ کر رہے ہیں۔ جب زیادہ مدت گزر گئی اور روپیہ دینے والوں نے روپیہ مانگا تو روپیہ کے عوض انہیں گالیاں دیں اور یہ کہہ دیا کہ جس قدر مشیت الہی تھی اس قدر لکھا گیا اور جھوٹی باتیں بنا دیں۔ کوئی سچا ہمدرد اسلام ایسا فریب نہیں دے سکتا۔ اب کس قدر افسوس اور حیرت کی بات ہے کہ جو شخص ایسے علانیہ جھوٹ بولے اور مسلمانوں کو فریب دے اور ان کا روپیہ لے کر ہضم کر جائے۔ اسے تو مجدد اور مسیح۔ یہاں تک کہ خدا کا رسول مانا جائے اور جس بزرگ نے حمایت اسلام میں اپنی عمر صرف کی ہو اور مخالفین اسلام کو تقریراً اور تحریراً عاجز کیا ہو جس کی تائیدی مضامین متعدد رسالوں میں متعدد اخباروں میں شائع ہو چکے ہوں اور انہوں نے کسی وقت کسی بہانہ سے اپنی تعریف نہ کی ہو اور روپیہ کی طلب میں اشتہار نہ دیا ہو اور ”من یتوکل علی اللہ فهو حسبہ“ پر عمل کرتے رہے ہوں۔ ان پر اعتراض کئے جائیں اور ایک بہت بڑے دنیا طلب کو رسول و نبی مانا جائے۔ افسوس! یہاں تک کہ جو کچھ میں نے ذکر کیا وہ تائید اسلام اور تجدید دین متین حضرت ممدوح کی ابتدائی صدی میں تھی اور قدیم مسیحیوں کے فریب سے آپ نے امت محمدیہ کو بچایا تھا اور صدی کی تہائی پر ان کی ذات مبارک سے اسلام کی حفاظت اور امت محمدیہ کی نہایت عظیم الشان خیر خواہی یہ ہوئی کہ اس وقت کے مسیح کا ذب اور جدید مسیحیوں کی سخت گمراہی سے آپ کے رسالوں نے بہت دنیا کو محفوظ رکھا۔ جو رسالے مسیح جدید کے کذب میں آپ نے لکھے اور بعض اہل علموں سے لکھوائے۔ ان کی تعداد پچاس سے زیادہ ہوگی۔ بطور مثال بعض رسالوں کے نام لکھتا ہوں۔

مسیح قادیان کی کذابی کے بیان میں بعض رسائل

۱..... فیصلہ آسمانی (حصہ اول)

۱۶ صفحوں کا یہ رسالہ ہے۔ اس میں مرزا قادیانی کی نہایت ہی عظیم الشان پیشین گوئی کو جھوٹی ثابت کر کے دکھایا ہے اور ان کی صداقت کے نشان کو خاک میں ملایا ہے اور تو ریت مقدس

کے صریح بیان اور قرآن شریف کے نصوص قطعہ سے مرزا قادیانی کو جھوٹا ثابت کیا ہے اور جس قدر بیہودہ اور لچر جواب خود انہوں نے اور ان کے خلیفہ وغیرہ نے دیئے تھے۔ ان سب کو محض غلط ثابت کر کے ان کا یقینی جھوٹا ہونا ثابت کیا ہے۔

۲..... فیصلہ آسمانی (حصہ دوم)

اس میں احمد بیگ کے داماد والی پیشین گوئی کا جھوٹا ہونا اور حضرت سرور عالم ﷺ کی حدیبیہ والی پیشین گوئی کا ہر طرح سچا ہونا ثابت کر کے مرزا قادیانی کا جھوٹا اور گستاخ و بے ادب ہونا دکھایا ہے اور قطع و تین کی نہایت عمدہ بحث کر کے مرزا قادیانی کی عظیم الشان دلیل کو فریب اور جہالت کا نمونہ دکھایا ہے۔

۳..... دلائل حقانی

یہ گیارہ جز کا رسالہ ہے۔ اس میں نصوص قطعہ اور احادیث صحیحہ سے مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ثابت کر کے وعدہ اور وعید الہی کے پورا ہونے پر بینظیر تحریر کی ہے اور مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کے علاوہ درپردہ مخالف اسلام اور دہریہ ثابت کیا ہے۔ نہایت قابل دید ہے۔

۴..... حقیقت رسائل اعجازیہ

جس میں رسالہ اعجاز مسیح و اعجاز احمدی کی حالت کو دکھا کر پندرہ دلیلوں سے مرزا قادیانی کے دعویٰ کو جھوٹا ثابت کیا ہے۔

۵..... آئینہ کمالات مرزا

جس میں مرزا قادیانی کے جھوٹ و فریب اور انبیاء کی توہین دکھائی ہے۔

۶..... چشمہ ہدایت

جس میں مسیح قادیان پر ۱۹ ڈگریاں اقراری ہیں۔ یعنی مرزا قادیانی اپنے اقراروں سے جھوٹے ملعون، مردود اور ہر بد سے بدتر ثابت ہوئے۔

۷..... دوسری شہادت آسمانی

جس میں مرزا قادیانی کی آسمانی شہادت کو خاک میں ملایا ہے اور مرزا قادیانی کی کذابی کو دکھایا ہے۔ رمضان میں چاند و سورج گہن کے اجتماع کی حقیقت کو کھولا ہے اور مرزا قادیانی کی جہالت اور کذب و فریب کو خوب دکھایا ہے۔

۸.....رسالہ عبرت خیز

جس میں بعض مدعیان کاذب کی فایز المرامی اور بعض انبیاء علیہم السلام کی دنیاوی ناکامی کے عبرت خیز واقعات ہیں۔ جس سے مرزا قادیانی کی عظیم الشان دلیل بیکار ہوگئی اور مرزا قادیانی ذلیل ہوئے۔ یہ رسالہ نہایت قابل دید ہے۔

رسالہ حفاظت ایمان میں ۹۰ رسالوں کا نام لکھا ہے جو آپ کے مرشد کی کذابی کے ثبوت میں لکھے گئے ہیں۔ میاں عبدالرحیم خوب یاد رکھے کہ حضرت اقدس نے قدیم مسیحی اور جدید مسیحی مرزائی کی بیخ کنی کر کے ان کا خاکہ اڑا دیا ہے اور امت محمدیہ کا خیر الامم ہونا اور حضرت سرور انبیاء علیہم السلام والثناء کی عظمت و شان کو قائم رکھا ہے۔ جسے مرزا قادیانی اور مرزائی ان مٹا رہے ہیں اور حضور سرور عالم ﷺ کی چالیس کروڑ امت کو جہنمی بنا کر سرور امت کی عظمت کو مٹانا چاہتے ہیں۔ یہ بھی لکھنا ضرور ہے کہ رسائل مذکورہ کی نسبت عوام کے فریب دینے کی غرض سے لکھ دیا ہے کہ توجہ کے لائق نہیں ہیں۔ ایسی جھوٹ و فریب سے اپنے دام گرفتوں کو سنبھال رہے ہو۔

رسائل حقانی کی نسبت چیلنج

میاں عبدالرحیم یہ وہ رسالے ہیں جن سے مرزا قادیانی کا جھوٹ اور فریب آفتاب کی طرح روشن ہو گیا۔ کس کس خوبی سے اور کیسے کیسے طریقوں سے مرزا قادیانی کا دجال اور مفتری ہونا نہایت ظاہر کر کے دکھایا ہے۔ کیا دیکھنے والے یہ نہیں دیکھتے کہ صرف رسالہ فیصلہ آسمانی مرزا قادیانی کی کذابی کے ثبوت میں واقعی آسمانی فیصلہ ہے۔ اس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ کلام الہی کے نصوص قطعہ نے انہیں جھوٹا اور مفتری ثابت کر دیا۔ کلام رسول اللہ ﷺ انہیں جھوٹا فرماتا ہے اور دجال کا لقب دیتا ہے۔ ان کے اقوال ان کی کذابی کے شاہد ہیں۔ مرزا قادیانی اپنے پختہ اقرار سے جھوٹے اور ہر ایک بد سے بدتر قرار پاتے ہیں۔ ان کا بیان بازاری شہدوں کی طرح انہیں جھوٹا ٹھہراتا ہے۔ ہم اس کے ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں۔

چیلنج

ہم عام جلسہ کریں گے اور ہر مذہب کے تعلیم یافتہ حضرات کو جمع کر کے ہر ایک رسالہ پیش کریں گے اور اس کے مضامین سنائیں گے اور رسالوں کو دکھائیں گے اور پھر قطعی فیصلہ ان سے لیں گے کہ اس رسالہ سے مسیح قادیان مرزا غلام احمد کا کذاب اور مفتری ہونا کافی طور سے ثابت ہو گیا یا نہیں اور حضرات قادیانی کو بھی بلائیں گے اور ان کی کذابی کی ہر ایک دلیل کو پیش کر کے اس کا جواب طلب کریں گے۔ مگر ہم یقینی اور قطعی طور سے کہتے ہیں کہ یہاں سے لے کر

قادیان تک کوئی جواب نہیں دے سکتا اور نہ تا قیامت کوئی دے سکے گا۔ اس وقت ہم ہر ایک دلیل کے جواب کے لئے انعام بھی مقرر کریں گے اور بہ آواز بلند کہیں گے کہ ہمارا یہ اعتراض ہے۔ اس کا جواب دو۔ یہ اعتراض اسی رسالہ میں ہے جسے تم بے حقیقت اور کمزور کہتے ہو۔ اس وقت اظہر من الشمس ہو جائے گا کہ وہ ہدایت نما رسالہ بے حقیقت و کمزور ہے یا تم اس کے جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔ تم کیا اگر قادیان کے تمام سرگروہ زور لگائیں اور کسی طرح مرزا قادیانی کو قبر سے اٹھالائیں تو بھی جواب نہیں دے سکیں گے۔ ہرگز نہیں دے سکیں گے۔ خوب یاد رہے۔

آپ کا دوسرا اعتراض جو ایک جاہل بندہ درہم و دینار کا نکالا ہوا ہے۔ اس کا جواب دور سالوں میں چھپ چکا ہے۔ ایک کا نام تعبیر رویائی حقانی ہے۔ یہ رسالہ بہتر (۷۲) صفحوں کا ہے۔ ۱۳۳۲ھ میں چھپا ہے۔ اس میں نہایت تحقیق و تہذیب سے اس بندہ درہم و دینار کے اعتراضات کا جواب دیا ہے اور نہایت روشن کر کے دکھا دیا ہے کہ جس خواب پر یہ شیطانی گروہ اعتراض کرتا ہے اور شیطانی اثر بتاتا ہے۔ اگر یہ سچ ہو تو جناب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ پر بلکہ صوفیائے کرامؓ پر بھی وہی اعتراض ہوگا۔ جو حضرت اقدس پر یہ شیطانی گروہ کرتا ہے۔ اس رسالہ کو اچھی طرح دیکھو اگر آنکھیں ہیں۔ دوسرے رسالہ کا نام آمینہ صداقت ہے۔ یہ رسالہ سواتین جز کا ہے اور اس وقت کلکتہ میں شائع ہو رہا ہے۔ اسے بھی ملاحظہ کیجئے۔ میں یہاں چار قول بہت بڑے اولیاء اللہ کے نقل کرتا ہوں۔ حضرت مخدوم الملک قطب الاقطاب وقت مولانا شرف الدین بہاری قدس سرہ اپنی کتاب ارشاد السالکین میں تحریر فرماتے ہیں۔ تا سا لک سر بردار خود را نہ برد مسلمان نشود و تا بما در خود جفت نشود مسلمان نشود۔ یعنی مسلمان کامل نشود و مرتبہ ولایت نیابد۔ اس قول کی شرح حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات کے جلد سوم میں کی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ شیخ المشائخ حضرت شرف الدین یحییٰ منیریؒ نے ولایت کے ایک درجہ کا بیان کیا ہے۔ مگر چونکہ قادیانی گروہ کو اللہ اور رسول سے اور اولیاء اللہ سے واسطہ نہیں ہے۔ بلکہ دلی عداوت ہے۔ اگرچہ ظاہر نہ کریں۔ اس لئے آپ بھی عام صوفیائے کرام کی سخت برائی بیان کرتے ہیں اور عداوت و تارکی قلب کی وجہ سے ان کی خوبیوں کو بڑا عیب سمجھتے ہیں۔

ہنر پچشم عداوت بزرگ تر عیب است

سچا مقولہ ہے۔ اب یہ بھی ملاحظہ کر لیجئے کہ بزرگوں کے خواب میں جفت مادر ہونے کو کون شخص بزرغیث ہے۔ اسے بھی بزرگوں نے بیان فرمایا ہے۔ حضرت مولانا یعقوب چرخنی جو اکبر اولیاء اللہ میں ہیں۔ اپنے رسالہ السنہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

ازان مادر کہ من زادم در گرباره شدم جفتش
از انم گبر میخوانند کز مادر زنا کردم

یعنی بزرگوں کے جفت مادر پر اعتراض کرنے والے گبر ہیں۔ کوئی مسلمان اس پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ یہی شعر حضرت سید جہانگیر اشرف سمنانی کچھو چھوٹی بھی اسرار اولیاء اللہ میں بعینہ بیان کر کے فرماتے ہیں۔ این شعر نیز منسوب بحضرت مولوی قدس سرہ است و از اشعار رنا درہ ایشان است۔ (لطیفہ شاہزادہ، لطائف اشرفی مطبوعہ نصرۃ المطالع دہلی ملاحظہ ہو)

ان دونوں اولیاء اللہ کے کلام سے بلکہ تین بزرگوں کے بیان سے ثابت ہوا کہ جفت مادر سے اشارہ خاص مقام ولایت کی طرف ہے۔ اس پر کوئی مسلمان اعتراض نہیں کر سکتا۔ البتہ جس کو اسلام سے واسطہ نہیں ہے۔ یعنی گبر، بت پرست ہے۔ وہ ایسا اعتراض کرے گا۔ جیسا کہ قادیانی حضرات کرتے ہیں۔ اس بیان سے پانچ اولیاء اللہ کی شہادت اس پر معلوم ہوئی کہ مادر سے جفت ہونا مرتبہ ولایت کو پہنچنا ہے اور دو شہادتیں یعنی قطب زمان حضرت مولانا فضل رحمان اور حضرت ہادی اعظم شاہ محمد آفاق علیہما الرحمۃ کے ارشاد رحمانی میں لکھے ہیں۔ ان کے سوا اور بھی شہادتیں ہیں۔ رسالہ کامل التعمیر میں دیکھا جائے۔ غرضیکہ حضرت اقدس کے خواب کی عمدگی اور ان کا مرتبہ ولایت پر پہنچنے کی شہادت بہت بزرگوں نے دی ہے۔ اب گبر یا مسیح دہریہ انہیں کچھ بیہودہ کہے تو ایسا ہی ہے۔ جیسے پادری اور آریہ حضرت سرور انبیا علیہ السلام پر اعتراض کرتے ہیں۔ اب اعتراض کرنے والے کوئی ذلیل ہوں یا رنجیم ہوں یہ تو فرمائیے کہ اولیاء اللہ کی باتیں آپ کی سمجھ میں نہ آئیں اور مرزا قادیانی (کشتی نوح ص ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰) میں فرماتے ہیں کہ میں مرد سے عورت ہوا۔ یعنی مریم بن گیا اور دس مہینہ حاملہ رہا اور پھر مجھ سے داڑھی مونچھ والا مسیح پیدا ہوا اور پھر سنت اللہ کے خلاف کچھ نہ ہوا۔ اب یہ تو کہنے کہ وہ مرد سے عورت کیسے ہو گئے اور پھر کس مرد نے ان سے صحبت کی اور کتنے روز تک مرزا قادیانی اس کے ساتھ ہم بستر رہے اور حمل کی حالت میں کتنا بڑا پیٹ ہو گیا تھا۔ جس سے ایک بڑا آدمی پیٹ سے نکلا۔ اس پر کوئی اعتراض آپ کے خیال میں نہیں آتا۔ افسوس دوسرا جواب ملاحظہ کیجئے ان علانیہ شہادتوں کے علاوہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جن بزرگ پر آپ اپنی شقاوت قلبی اور عداوت دلی سے ایک بیہودہ اعتراض کر کے مرزا قادیانی کے کذب پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ انہیں کوئی رسالت یا نبوت کا دعویٰ نہیں ہے۔ وہ یہ تو نہیں کہتے کہ مجھ پر ایمان لاؤ۔ ورنہ جہنمی ہو گے۔ پھر ان پر اعتراض کیا، تم انہیں بزرگ نہ مانو اور کسی کذاب کے فریب میں مبتلا ہو کر مگر اپنے مرزا کی تو خبر لو کہ اس کی دھجیاں اڑادی گئیں۔ اس کی کذابی کو چکا

کر مثل آفتاب دنیا کو دکھا دیا۔ ذرا اس قدرت خدا کو ملاحظہ کیجئے کہ جسے انبیاء سے افضل ہونے کا دعویٰ ہو۔ ”انت بمنزلۃ ولدی“ (حقیقت الوحی ص ۱۰۵، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۸) اور کن فیکون کا مجھے الہام ہوا ہے۔ ایسا مدعی اپنے

جس کا الہام ہو۔ جو یہ کہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے خدائی اختیارات مجھے دیئے ہیں۔ (حقیقت الوحی ص ۱۰۵، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۸) اور کن فیکون کا مجھے الہام ہوا ہے۔ ایسا مدعی اپنے غریب کنبے والوں سے لڑکی طلب کرے اور اپنے نکاح میں لانے کے لئے ملتجی ہو اور اقسام کی ترغیبیں انہیں دے اور انکار پر طرح طرح کے خوف سے انہیں ڈرائے اور برسوں بار بار الہام اتار کر سنائے اور دھمکائے اور کہے کہ اللہ تعالیٰ وعدہ کر چکا ہے کہ یہ لڑکی ہر طرح تیرے نکاح میں آئے گی اور ضرور آئے گی۔ کوئی اسے روک نہیں سکتا۔ (ازالہ اوہام ص ۳۹۷، خزائن ج ۳ ص ۳۰۵) اور اٹھارہ بیس برس تک یہی کہتے رہے اور اس کو اپنی صداقت کا نہایت عظیم الشان نشان بناتے رہے۔ مگر ان کی معشوقہ جس کا نام محمدی ہے ان کے آغوش میں نہ آئی اور دنیا سے ترستے ہوئے آغوشِ لحد میں چلے گئے اور ان کے خدائی اختیارات کچھ کام نہ آئے اور ان کے قرب و فضیلت کے الہامات ان کی کذابی اور افتراء پر دازی کے نشانات ثابت ہوئے۔ خفا نہ ہو جیئے گا۔ واقعی بات کہتا ہوں۔ خیال کیجئے کہ مرزا قادیانی نے اپنی عظمت و شان میں کس قدر الہامات اتارے اور خاص منکوحہ آسمانی والی پیشین گوئی کے متعلق برسوں بہت کچھ الہامات انہیں ہوئے۔ مگر سب کا نتیجہ یہی ہوا جو میں نے بیان کیا۔ جس معزز مرزائی کو حوصلہ ہو اس بات پر مناظرہ کرے۔ اسی معشوقہ کے ذکر میں بہت باتیں مرزا قادیانی نے بیان کی ہیں۔ جنہیں ہر ایک مسلمان معلوم کر کے یہی کہے گا کہ مرزا قادیانی باوجود دعویٰ نبوت کے بہت بڑے بڑے گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں جو خیالی زنا سے ہزار گنا زیادہ ہیں۔ بطور نمونہ چند باتیں پیش کرتا ہوں۔ ایک یہ کہ (شہادت القرآن ص ۸۰، خزائن ج ۶ ص ۳۷۶) میں آپ کے مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ”پیشین گوئی ایسی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔“ میں دریافت کرتا ہوں کہ آپ کے نزدیک مرزا قادیانی کا یہ کہنا سچ ہے؟ کیا یہ بات دنیا پر اور بالخصوص اہل پنجاب پر پوشیدہ ہے کہ دنیا میں اور بالخصوص پنجاب میں رمل جاننے والے بہت ہیں اور وہ جا بجا کر پیشین گوئیاں کرتے ہیں اور بالخصوص عوام ان سے شادی بیاہ وغیرہ کی نسبت دریافت کرتے ہیں اور وہ خبریں دیتے ہیں اور بہت خبریں صحیح بھی ہوتی ہیں۔ اکثر اخباروں میں پیشین گوئیاں مشہور ہوتی ہیں۔ کیا اس کا علم مرزا قادیانی کو نہیں تھا۔ ضرور تھا۔ مرزا قادیانی ایسے نادان نہ تھے کہ دنیا کی مشہور باتوں سے

ناداقت ہوں۔ پھر علانیہ واقعات کے خلاف یہ کہنا کہ پیشین گوئی اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ کسی خاص غرض سے ہے۔ صرف جھوٹ ہی نہیں بلکہ علانیہ فریب ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی اپنی صداقت کا معیار اپنی پیشین گوئیوں کا پورا ہونا بیان کر چکے ہیں۔ (آئین کمالات اسلام)

اس لئے ایک معمولی بات کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور نادانوں کو فریب دیتے ہیں۔ اس کے سوا اس کذب بیانی کی وجہ اور کیا ہو سکتی ہے۔ اسے بیان کیجئے۔ یہ بھی آپ کو معلوم ہوگا کہ ان کے اوّل خلیفہ شعبدہ مسمریزم کے استاد تھے۔ دس روپیہ فی سبق تعلیم کا لیتے تھے۔ چنانچہ اس طرف بھی ان کے شاگرد موجود ہیں۔ مسمریزم کے جاننے والے بھی پیشین گوئی کرتے ہیں۔ اگر کچھ پڑھا ہے تو آپ نے یہ حدیث دیکھی ہوگی کہ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ حضرت مسلمان چوری کر سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں پھر دریافت کیا کہ مسلمان زنا کر سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ آخر میں دریافت کیا کہ مسلمان جھوٹ بول سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں اب دیکھ لیا جائے کہ صرف جھوٹ کتنا بڑا گناہ ہے کہ مسلمان اسے نہیں کر سکتا۔ دوسری بات یہ کہ مقام مذکور پر منکوہ آسمانی والی پیشین گوئی کو بہت ہی عظیم الشان نشان کہتے ہیں۔ اسکا مطلب تو ظاہر الفاظ سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ اگر وہ حسینہ خوبصورت لڑکی جو مرزا قادیانی کے غریب عزیز داروں کی تھی اور مرزا قادیانی نے اس سے نکاح کا پیام دیا تھا۔ وہ اگر مرزا قادیانی کے پہلو میں آجاتی تو ان کا بہت ہی عظیم الشان نشان ہوتا۔ مگر یہ فرمائیے کہ اس میں عظیم الشان نشان کیا ہوتا۔ یہ مانا کہ وہ لوگ مخالف تھے۔ مگر غریب تھے۔ لڑکی کا باپ ایک سخت حاجت لے کر مرزا قادیانی کے پاس آیا تھا۔ اگر وہ نکاح کر دیتا تو اس میں نشان و معجزہ کیا ہوتا۔ پھر اس پر طرہ یہ کہ عظیم الشان نشان سے بھی بہت اعلیٰ و اشرف بہت ہی عظیم الشان نشان اسے فرماتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ ہمارے خیال میں تو یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ اس لڑکی پر مرزا قادیانی عاشق تھے۔ بسبب کمال محبوب ہونے کے اس کی عظمت اور اس کی ملنے کی مسرت مرزا قادیانی کے قلب میں بہت کچھ تھی۔ اس لئے اس سے ہم آغوش ہونے کو بہت ہی عظیم الشان بات سمجھتے تھے اور غلبہ عشق کی یہ کامل نشانی ہے کہ عاشق کو اپنے معشوق سے ملنے سے کبھی مایوسی نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے مرزا قادیانی کو مرتے دم تک یاس نہیں ہوئی۔ اس کے نکاح ہو جانے کے بعد مرزا قادیانی کا نہایت پختہ خیال یہی رہا کہ اس کا شوہر مرے گا اور ہماری معشوقہ ہمارے آغوش میں ضرور آئے گی۔ ازالۃ الاوہام، انجام آٹھم اور اس کے ضمیمہ میں مختلف اوقات میں مختلف طور سے اس کے نکاح میں آنے اور اس کے شوہر کے مرنے

کے الہام اتارے اور اپنا یقین ظاہر کیا ہے۔ اس کے سوا آپ کوئی وجہ بیان کریں۔ جس سے آپ کے نبی کا معجزہ ظاہر ہو۔ عظیم الشان نہ سہی معمولی معجزہ سہی۔ مگر میرے خیال میں اس قول کی عظمت کی وجہ یہ ہے کہ آپ معلوم کر کے پھڑک جائیں گے۔ یہ واقعہ مرزا قادیانی کی کذابی کا بہت ہی عظیم الشان نشان ہوا کہ نہایت معمولی بات جس کے لئے مرزا قادیانی تمام عمر ترستے رہے۔ مگر اس کا ظہور نہ ہوا اور مرزا قادیانی کے فریب سے بہت مخلوق خدا محفوظ رہی۔ کہنے کیسی باریک بات میں نے نکالی ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی معشوقہ کو منکوحہ آسمانی کیوں کہتے ہیں۔ دنیا میں تو کسی وقت نکاح میں نہیں آئی۔ کیا مرزا قادیانی آسمان پر گئے تھے اور اسی ذات نے نکاح پڑھایا تھا۔ جس نے بقول مرزا سرخ روشنائی کا چھیننا مرزا قادیانی پر ڈالا تھا۔ یہ فرمائیے کہ یہ آسمانی نکاح کس وقت ہوا۔ اس کے دنیاوی نکاح سے پہلے یا بعد اگر پہلے ہوا تھا تو وہ مرزا قادیانی کی بیوی ہو چکی تھیں۔ جس طرح حضرت زینب رسول اللہ ﷺ کی بیوی تھیں۔ اب تو ان پر فرض تھا کہ اس کا نکاح ہونے نہ دیتے اور فریاد کر کے اپنی بیوی کو لیتے۔ مگر مرزا قادیانی تو کچھ نہیں کہا اور اپنی بیوی کو دوسرے کے پاس چھوڑ دیا اور مرزا قادیانی دیوث ہوئے اور اگر اس کے نکاح کے بعد یہ آسمانی نکاح ہوا تو اللہ تعالیٰ نے دوسرے کی بیوی سے نکاح پڑھا دیا۔ کیا اسے اس کا علم نہ تھا کہ یہ منکوحہ آخر عمر تک اپنے اسی شوہر کے نکاح میں رہے گی اور کسی وقت بیوہ نہ ہوگی۔ اس کا شوہر مرزا قادیانی کی زندگی میں نہ مرے گا۔ اگر علم نہ تھا تو مرزا قادیانی کا خدا عالم الغیب نہیں ہے اور اگر عالم الغیب تھا تو کیوں۔ ایسی حماقت ظاہر کی کہ دوسرے کی بیوی سے نکاح پڑھایا اور اس کا نتیجہ بجز اس کے کہ اس کے نبی کی ذلت اور رسوائی ہو اور کچھ نہ ہوا۔ اس کی تفصیل فیصلہ آسمانی حصہ اوّل میں ملاحظہ کر کے کچھ تو شرمائیے۔ مگر آپ یہ فرمائیں گے کہ شرم و حیا چہ کتی ست کہ پیش مرزا نیاں بیاید۔ یہ تو آپ کو اختیار ہے۔ مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ ایسے شخص کو آپ کا دل بزرگ تو ہرگز معیث ہوگا اور نبوت رسالت تو بہت بڑی بات ہے۔ مگر اس دروغ بانی اور تبلیغ کذبی میں ترلقہ ملتا ہے۔ اگر چھوڑ دیں تو کوئی مسلمان تو توجہ نہ کرے گا۔ پھر پیٹ کیسے بھرے گا۔ یہ خیال آپ کا صحیح ہے۔ اس پر ہم بھی صاد کرتے ہیں۔ آپ یہ شعر بھی کبھی پڑھ لیتے ہوں گے۔

اتویان چین سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

ابوالحسن محمد ارشد!

کتاب الفہم لابی بعلری
سید آتشہری سہمی ہفتون، مسیو کے بعد مہول نہی تہوہ

گفتا
گفتا

جناب حافظ محمد اسحاق قریشی

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد خاتم

النبيين وعلى اله وصحبه اجمعين!

جہلم کی مرزائی پارٹی نے ایک ٹریک سیکرٹری اصلاح و ارشاد جماعت مرزائیہ کی طرف سے ختم نبوت اور بعض دیگر مسائل کے بارے میں ”ہمارا نقطہ نظر“ کے نام سے ستمبر ۱۹۶۶ء کے مہینہ میں شائع کیا تھا۔ جس میں نہ صرف یہ کہ عالم حقانی حضرت مولانا عبداللطیف صاحب فاضل دیوبند خطیب جامع مسجد گنبد والی زید مجدہم کے خلاف کچھ اچھا لگا گیا ہے۔ بلکہ تمام ان مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ ہونے اور پھر قیامت سے پہلے زمین پر نازل ہونے کے معتقد ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کو تسلیم نہیں کرتے۔ چنانچہ ٹریک مذکور ص ۶ پر مرزائی سیکرٹری نے لکھا ہے کہ: ”ایک اور بات جو بڑے تکرار سے کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ختم نبوت کا منکر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ اصول ہمارے نزدیک بالکل درست اور صحیح ہے۔ اسی وجہ سے ہم یہ صحیح سمجھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے مبارک دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے معتقد اور ان کا انتظار کرنے والے ختم نبوت کے منکر اور اپنے مسلمہ عقیدہ کے مطابق دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“ یہ پرفریب عبارت تمام مسلمانوں کے لئے انتہائی اشتعال انگیز تھی اور حضرت مولانا عبداللطیف صاحب موصوف کے متعلق ٹریک مذکور ص ۱ کے یہ الفاظ بھی کچھ کم فتنہ انگیز نہیں تھے کہ:

”چند دنوں سے گنبد والی مسجد کے خطیب مسلسل جماعت احمدیہ کے خلاف معاندانہ پروپیگنڈہ اور اشتعال انگیزی میں مصروف ہیں۔ ہم ان کی اشتعال انگیزی کو خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔ البتہ خطیب صاحب مذکور کے اعتراضات والزامات کی حقیقت اس غرض سے بیان کی جاتی ہے کہ عوام الناس کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائیں۔“

علاوہ اشتعال انگیزی کے مرزائی سیکرٹری نے حضرت مولانا موصوف کی تقاریب کو بہانہ بنا کر از خود بعض مابہ النزاع مسائل کو چھیڑا ہے۔ اس لئے اس کا جواب دینا ضروری تھا۔ تاکہ عامتہ المسلمین مرزائیت کے دجل و فریب سے بچ جائیں۔ لیکن ان دنوں میں چونکہ مرزائیوں ہی کی مفسدانہ حرکات کی وجہ سے ضلع جہلم کے حالات تشویش ناک تھے۔

چکوال میں بھی انہوں نے لاؤٹھیلک پر اشتعال انگیز تقاریر کی تھیں اور اشتہار میں ایک تقریر کا موضوع ”وفات مسیح“ مقرر کر کے اہل اسلام کے قلوب کو مجروح کیا تھا اور جہلم میں ان کی دیگر شرانگیز کاروائیوں کے علاوہ گورنمنٹ ہائی سکول کے ایک مرزائی ٹیچر فضل داد نے ایک نابالغ لڑکے نعیم احمد متعلم کلاس نہم کو ڈنڈے مار مار کر اس کے بازو کی ہڈی اس بناء پر توڑ دی تھی کہ اس نے بلیک بورڈ پر ”ختم نبوت زندہ باد“ کے الفاظ لکھے تھے۔ چنانچہ مرزائی مذکور نے اس بات کو تحریری طور پر تسلیم بھی کر لیا تھا کہ نعیم احمد کو اس نے اسی وجہ سے سزا دی ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ باوجود مسلمانوں کے احتجاجات اور قراردادوں کے محکمہ تعلیم کی طرف سے اس ٹیچر کو بالکل معاف کر دیا گیا ہے۔ بہر حال ایسے مکدر حالات میں ہم نے اس مرزائی ٹریکٹ کا جواب شائع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ ہم نمبر دار مرزائی سوالات کی عبارت درج کر کے اس کا مدلل جواب دیں گے۔ قارئین پڑھنے والوں کی خدمت میں ہم گزارش کرتے ہیں کہ وہ اس جوابی ٹریکٹ کو بغور پڑھیں۔ انشاء اللہ مرزائیوں کی تلمیحات کا پردہ چاک نظر آئے گا۔ ”واللہ المستعان وعلیہ التکلان“

مرزائی سوال نمبر ا

خطیب صاحب مذکور کے اعتراضات میں سے ایک یہ ہے کہ: ”کسی نبی کا استاد نہیں ہوتا اور نہ نبی کسی سے تعلیم حاصل کرتا ہے۔“

اس کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن مجید میں کسی جگہ ایسے کسی معیار کا ذکر نہیں۔ بلکہ خود ساختہ معیار ہونے کی وجہ سے ناقابل التفات ہے۔ نیز یہ کہ قرآن مجید نے آنحضرت ﷺ کی نمایاں غیر معمولی صفت کے طور پر آپ کو امی قرار دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر واسطہ استاد خدا تعالیٰ سے براہ راست علم حاصل کر کے دنیا کی رہنمائی کرنا حضور ﷺ کی امتیازی شان تھی اور اس میں کسی اور کو شریک کرنا آنحضرت ﷺ کی توہین اور ہتک ہے۔ اس جگہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ جس شخص نے اپنی زندگی میں ایک دفعہ بھی قرآن مجید یا بخاری شریف پڑھی ہو۔ وہ ایسا لغو اور بے بنیاد اعتراض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تحصیل علم کی خاطر ایک لمبا سفر کر کے اللہ تعالیٰ کے ایک بندے سے تحصیل علم کی درخواست کرنا اور پھر اپنے معلم کے ساتھ شاگردوں کی طرح رہنا اور اس سے بعض باتیں سیکھنا مذکور ہے۔ (الکہف) اسی طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق بخاری شریف میں یہ واضح ذکر موجود ہے کہ آپ نے بنو جرہم سے ادب عربی کی تعلیم حاصل کی۔

(مرزائی ٹریکٹ ص ۲۱)

الجواب نمبر ۱

مرزائی سیکرٹری نے یہاں جو الزامات حضرت مولانا عبداللطیف صاحب موصوف پر لگائے ہیں۔ وہ سب مرزا غلام احمد قادیانی پر صادق آتے ہیں۔ جس نے خود یہ لکھا ہے کہ: ”لاکھ لاکھ حمد اور تعریف اس قادر مطلق کی ذات کے لائق ہے کہ جس نے ساری ارواح اور اجسام بغیر کسی مادہ اور بیوی کے اپنے ہی حکم اور امر سے پیدا کر کے اپنی قدرت عظیمہ کا نمونہ دکھلایا اور تمام نفوس قدسیہ انبیاء کو بغیر کسی استاد اور تالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوض قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا۔ (براہین احمدیہ حصہ اول ص ۷، خزائن ج ۱ ص ۱۶) اور براہین احمدیہ وہ کتاب ہے جس کے متعلق خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم اور مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے۔“

(اشتبہ مرزا محمداً یزید کلمات اسلام، خزائن ج ۵ ص ۶۵)

بتلائیے جب براہین احمدیہ میں جو اس درجہ کی کتاب ہے مرزا قادیانی نے صاف لکھ دیا ہے کہ تمام نفوس قدسیہ انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی استاد کے خود ہی تعلیم دی ہے تو اب مرزائی سیکرٹری کو مرزا قادیانی کے متعلق بھی وہی فیصلہ دینا چاہئے جو اس نے حضرت مولانا عبداللطیف صاحب کے متعلق دیا ہے۔ یعنی:

- الف..... مرزا غلام احمد کی یہ بات خود ساختہ معیار ہونے کی وہ سے ناقابل التفات ہے۔
 ب..... مرزا قادیانی نے دوسرے انبیاء کرام کو حضور ﷺ کی صفت خاصہ ”امی“ میں شریک کر کے آنحضرت ﷺ کی توہین اور ہتک کی ہے۔
 ج..... مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں ایک دفعہ بھی قرآن مجید یا بخاری شریف نہیں پڑھی۔
 د..... مرزا قادیانی نے یہ لغو اور بے بنیاد اصول پیش کیا۔
 س..... مرزا قادیانی نے چونکہ قرآن و حدیث کے علوم دوسرے استادوں سے پڑھے ہیں۔ اس لئے وہ اپنے پیش کردہ اصول کے تحت نبی نہیں ہے۔

چنانچہ مرزا قادیانی نے یہ بھی تصریح کی کہ: ”رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل علیہ السلام حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۱۴، خزائن ج ۳ ص ۴۳۲)

کیا مرزائی سیکرٹری مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق یہ باتیں تسلیم کرے گا۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

۲..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دینی و شرعی علوم حضرت خضر علیہ السلام سے حاصل نہیں کئے۔ وہ تو چند جزئی واقعات تھے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو بتلا دیئے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہ بتلائے۔ نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت خضر علیہ السلام کے پاس گئے تھے۔ بتلائیے مرزا قادیانی نے جن اساتذہ سے قرآن و حدیث پڑھے ہیں۔ کیا اس میں اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوا تھا کہ ان استاد سے پڑھو۔

بہ میں تقادت راہ از کجا ست تا کیجا

۳..... اگر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عربی زبان، جو جرہم قبیلہ سے سیکھی ہے تو اس کا دین و شریعت کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ ہر نبی اپنے قبیلہ کے لوگوں سے مادری زبان حاصل کرتا ہے۔ کسی نبی کا استاد نہ ہونے کا مطلب تو یہ ہے کہ ہر نبی اپنے شرعی علوم و احکام حق تعالیٰ سے اخذ کرتا ہے۔ نہ کہ دنیوی استادوں سے، قرآن مجید میں تصریح ہے کہ حق تعالیٰ وہی طور پر انبیاء کرام کو دین و شریعت کی خصوصی تعلیم و ہدایت دیتا ہے۔ چنانچہ سورۃ انعام میں اٹھارہ انبیاء کرام کے اسماء مبارکہ ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ”واجتبیناھم وھدینھم الی صراط مستقیم“ آخر میں امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کو خطاب فرمایا۔ ”اولئک الذین ھدی اللہ فبھدھم اقتدہ“ یعنی ان تمام انبیاء کو اللہ نے ہی (خصوصی) ہدایت فرمائی ہے۔ سو آپ بھی انہیں کے طریقہ پر چلیں۔ (الانعام) اور یہ تو معمولی علم والا بھی جانتا ہے کہ رسول وہی ہوتا ہے جو اللہ کی طرف سے پیغام لائے اور نبی وہی ہوتا ہے جو اللہ کی طرف سے خبر لا کر امت کو بتائے۔ انبیاء کرام کو حق تعالیٰ بذریعہ وحی علوم و احکام عطا فرماتے ہیں۔ وہ دنیوی اساتذہ کے محتاج نہیں ہوتے اور مرزا قادیانی کی تو قابلیت یہ ہے کہ وہ مختاری کے امتحان میں فیل ہو گئے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے مہدویت، مسیحیت اور نبوت کا ڈھونگ رچایا۔

مرزائی سوال نمبر ۲

یہ بھی اعتراض کیا گیا ہے کہ ہر نبی نے خانہ کعبہ کاج کیا ہے اور یہ کہ دجال کے متعلق احادیث میں بیان ہوا ہے کہ اسے خانہ کعبہ میں گھسنے نہیں دیا جائے گا۔ اس کا اصولی جواب بھی یہی ہے کہ قرآن مجید میں کسی جگہ یہ اصول بیان نہیں کیا گیا کہ نبی وہی ہوتا ہے جو حج کرے۔ لہذا یہ بھی خود ساختہ اصول ہے جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حج نہ کرنے کا تعلق ہے۔ اسلامی شریعت میں حج کی جو شرائط بیان ہوئی ہیں۔ اس کے مطابق آپ پر حج فرض نہیں تھا۔

(مرزائی ٹریکٹ ص ۳)

الجواب نمبر ۲

یہاں بھی مرزائی سیکرٹری نے تلبیس سے کام لیا ہے۔ اصلی اعتراض یہ ہے کہ احادیث میں تصریح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حج کریں گے۔ چونکہ مرزا غلام احمد نے حج نہیں کیا۔ اس لئے وہ مسیح موعود نہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ ”یحدث ابوہریرہ عن النبی ﷺ قال والذی نفسی بیدہ لیہلن ابن مریم بفتح الروحاء ہاجاً او معتمراً او یسئینہا (مسلم شریف باب جواز التمتع فی الحج والعمرة)“ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قسم ہے۔ اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ حضرت ابن مریم ضرور حج روحا سے حج کے لئے احرام باندھیں گے یا عمرہ کے لئے یا حج اور عمرہ دونوں کے لئے یہاں نبی کریم ﷺ نے قسم اٹھا کے فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم ضرور حج یا عمرہ کے لئے احرام باندھیں گے اور چونکہ مرزا قادیانی کو حج یا عمرہ کے لئے بالکل احرام نصیب نہیں ہوا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں ہے۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ قسم کے متعلق خود مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”والقسم یدل علی ان الخبر محمول علی الظاهر لا تاویل فیہ ولا استثناء“ (حملۃ البشری ص ۱۳، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲)

یعنی قسم اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ خبر ظاہر معنی پر ہی محمول ہے۔ اس میں تاویل اور استثناء کی گنجائش ہیں۔ قارئین اندازہ لگائیں کہ مرزائی اپنے نبی کے کذب پر پردہ ڈالنے کے لئے کس طرح فریب کاری سے کام لیتے ہیں۔

اور طرفہ یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی نے بھی حضرت مسیح کے حج کرنے کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ (ایام الصلح ص ۱۶۸، ۱۶۹، خزائن ج ۱۳ ص ۴۱۶) میں لکھا ہے۔ ”ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر اور دجل سے باز آ کر طواف بیت اللہ کرے گا۔ کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔“ بتلائیے مرزا قادیانی اپنی اس تحریر کی بناء پر سچا ثابت ہوتا ہے یا جھوٹا؟

مرزائی سوال نمبر ۳

ایک اور فرسودہ اعتراض دہرایا گیا ہے کہ مرزا قادیانی نے انگریزوں کی بہت تعریف کی ہے۔ ہم اس جگہ بلا تامل اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ازراہ انصاف و امر واقعہ انگریزی حکومت کی تعریف کی ہے اور سکھوں کے ظالمانہ عہد حکومت کے بعد انگریزی حکومت واقعی قابل تعریف تھی۔ جیسا کہ اس زمانہ کے تمام مشہور علماء اور سیاسی زعماء کے بیانات سے ظاہر ہے۔ مثلاً مولانا ظفر علی خان نے انگریزوں کو ”اولی الامر“ قرار دیتے ہوئے لکھا

ہے کہ اگر خدا نخواستہ گورنمنٹ انگلشیہ کی کسی مسلمان طاقت سے ان بن ہو جائے تو مسلمانان ہند اول تو آخر وقت تک گورنمنٹ سے یہی التجا کریں گے کہ وہ اس جنگ سے محترز رہے۔ اگر ان کی استدعا شرف پذیرائی حاصل نہ کرے اور گورنمنٹ کو لڑائی کے بغیر اپنی مصلحتوں کی بناء پر چارہ نہ رہے تو ایسی حالت میں مسلمانوں کو اسی طرح سرکار کی طرف سے جلتی آگ میں کود کر اپنی عقلمندی ثابت کرنی چاہئے۔ جس طرح سرحدی علاقے اور تھائی لینڈ کی لڑائیوں میں مسلمان فوجی سپاہیوں نے اپنے مذہبی اور قومی بھائیوں کے خلاف جنگ کر کے اس بات کا بارہا ثبوت دیا ہے کہ اطاعت اولی الامر کے اصول کے وہ کس درجہ پابند ہیں۔ (زمیندار ۱۲ نومبر ۱۹۱۱ء)

نیز لکھا ہے کہ ہمیں ہمارا پاک مذہب بادشاہ وقت کی اطاعت کا حکم دیتا ہے۔ ہم کو سرکار انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں ہر قسم کی دینی و دنیوی برکات حاصل ہیں۔ ہم پر از روئے مذہب گورنمنٹ کی اطاعت فرض ہے۔ ہم انگریزوں کے پسینے کی جگہ خون بہانے کے لئے تیار ہیں۔ زبانی نہیں بلکہ جب وقت آئے گا تو اس پر عمل بھی کر کے دکھائیں گے۔ (زمیندار یکم نومبر ۱۹۱۱ء) اس جگہ یہ حقیقت بھی ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ جہاں تک سکھوں کے مظالم سے نجات دلانے کا تعلق تھا مسیح موعود نے انگریزی حکومت کی تعریف تو کی ہے۔ لیکن جہاں تک ان کے عقائد کا تعلق ہے اس پر آپ نے پوری جرأت اور دلیری کے ساتھ زبردست تنقید فرمائی۔ یہاں تک کہ وفات مسیح علیہ السلام مدلل اعلان فرما کر قصر عیسائیت کی بنیادیں ہلا دیں۔ نیز حضرت مسیح موعود قیصر ہند اور دیگر تمام ارکان سلطنت کو بر ملا دعوتِ اسلام دینے میں تمام عالم اسلام میں منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔ (مرزائی ٹریکٹ ص ۴)

الجواب

..... مرزا قادیانی کی انگریز پرستی کو جائز ثابت کرنے کے لئے مولانا ظفر علی خان مرحوم کی تحریر کا سہارا لینا ”ڈوبتے کو تنکے کا سہارا“ لینے کے مترادف ہے۔ کیا مولانا ظفر علی خان کی یہ تحریر کوئی شرعی کسوٹی ہے۔ جس پر مرزا قادیانی کے صدق و کذب کو پرکھا جائے۔

مولانا ظفر علی خان صاحب کا یہ ابتدائی دور کا تصور ہے۔ بعد ازاں جنگ بلقان کے بعد جنگ عظیم کے دوران جب ان کو انگریزی حکومت کی عیاریوں اور اسلام دشمن سرگرمیوں کا علم ہوا تو پھر ساری عمر انگریزی اقتدار کے خلاف نبرد آزما رہے اور اس راہ میں بڑی بڑی صعوبتیں برداشت کیں۔ اگر مولانا مرحوم کی بات کو ہی ماننا ہے تو ان کے آخری لائحہ عمل کو حق مان کر مرزائیوں کو اپنے مرزا آنجمنی کی نبوت سے بیزاری کا اعلان کر دینا چاہئے۔

۲..... اگر مرزا قادیانی نے صرف اس پہلو سے انگریزی حکومت کی تعریف کی ہوتی کہ وہ سکھوں کی حکومت کی نسبت سے اچھی ہے تو اور بات تھی۔ لیکن مرزا قادیانی کی زندگی کا تو اہم مقصد ہی انگریزی حکومت کی وفاداری اور ثنا خوانی تھی۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

الف..... ”اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہذا ہر مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گور ہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں میں اردو فارسی عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا۔ اشاعت کر دی گئی۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے جو نا فہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔“ (ستارہ قیصر ص ۳۴، خزائن ج ۵ ص ۱۱۴)

بتلائیے ایک مدعی نبوت انگریزی حکومت کی وفاداری میں اتنا بڑھ گیا ہے کہ اس اسلام دشمن گورنمنٹ کی سچی اطاعت کو مسلمانوں کے لئے فرضِ غیث ہے اور جہاد جیسے اسلامی فریضہ کے جذبات کو مسلمانوں کے دل سے نکالنے کے لئے ہزاروں کتابیں شائع کرتا ہے۔ بیشک مرزا قادیانی اس کفر نوازی میں بے نظیر ہیں۔ کوئی مسلمان ایسا کر ہی نہیں سکتا۔ انصاف پسند طبقہ اندازہ لگائے کہ مرزا قادیانی نے جو کچھ انگریزی حکومت کی اطاعت میں یہ خدمات سرانجام دی ہیں۔ جن کا ذکر اس نے خود کیا ہے۔ یہ ایک انگریزی ایجنٹ کا کام ہے۔ یا اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے کسی نبی کا، عبرت، عبرت، عبرت۔

علاوہ ازیں یہ بھی ملحوظ رہے کہ مرزا قادیانی نے جو یہاں لکھا ہے ”گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے“ تو اس سے کون مسلمان مراد ہیں۔ جب کہ مرزا قادیانی کے نزدیک وہ لوگ مسلمان ہی نہیں جو اس کو نبی نہیں مانتے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ: ”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ (مرزا قادیانی کا خط بنام ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیل لوی) (تذکرہ ص ۶۰، طبع ۳)

۳..... مرزا قادیانی نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ: ”بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے۔ کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے۔ اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔“

(گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ملاحظہ شہادت القرآن ص ۸۴، خزائن ج ۶ ص ۳۸۰)

بتلائے جس شخص کا مذہب ہی یہی ہو کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بعد حکومت برطانیہ کی اطاعت فرض ہے۔ اس کے انگریزی نبی ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے۔ قرآن میں تو اطاعت خدا کے بعد اطاعت رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے۔ ”اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم“ لیکن قادیانی شریعت میں خدا کی اطاعت کے بعد حکومت برطانیہ کی اطاعت کا درجہ ہے۔ بعض لوگ بالخصوص مرزائی اس آیت میں اولی الامر منکم سے انگریزی حکومت کی اطاعت کو فرض ثابت کرتے ہیں۔ لیکن یہ ایک گمراہ کن مغالطہ ہے۔ کیونکہ آیت میں تو منکم کی قید ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ تم مسلمانوں میں سے جو اولی الامر اصحاب حکم ہوں اور وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت بھی کرتے ہوں ان کی تابعداری کرو۔

انگریز نہ منکم میں داخل ہیں نہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔ ان کی اطاعت از روئے قرآن کس طرح فرض قرار دی جاسکتی ہے۔

۴..... ملکہ وکٹوریہ کو مرزا قادیانی نے خطاب کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ”اے ملکہ معظمہ تیرے وہ پاک ارادے ہیں جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے جس سے آسمان رحمت کے ساتھ زمین کی طرف جھکتا جاتا ہے۔ اس لئے تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے موزوں ہو۔ سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا۔ کیونکہ نور، نور کو اپنی طرف کھینچتا اور تاریکی، تاریکی کو کھینچتی ہے۔“

۵..... ”جس طرح تو اے ملکہ معظمہ اپنی تمام رعیت کی نجات اور بھلائی اور آرام

کے لئے درد مند ہے اور رعیت پروری کی تدبیروں میں مشغول ہے۔ اسی طرح خدا بھی آسمان سے تیرا ہاتھ بٹا دے۔ سو یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے۔“

(ستارہ قیصرہ ص ۸، نثر انجیل ص ۱۱۸)

قارئین سے عرض ہے کہ وہ نمبر ۴ اور ۵ کی مندرجہ عبارتوں کو بار بار پڑھیں اور قادیانی نبوت کا جائزہ لیں کہ یہ کہاں سے آئی ہے۔

الف جب کہ خود مرزا قادیانی نے ایک کافرہ ملکہ کو زمین کا نور اور اپنے آپ کو آسمان کا نور قرار دے کر کہا کہ نور، نور کو کھینچتا ہے اور تاریکی، تاریکی کو اور چونکہ ملکہ کافرہ تھی اس کا باطن تاریک تھا۔ اس لئے نتیجہ یہ نکلا کہ کفر نے کفر کو کھینچا اور تاریکی نے تاریکی کو اپنی طرف جذب کیا۔

ب نمبر ۵ کی عبارت میں تو بالکل تصریح کر دی کہ یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا نتیجہ ہے۔ اب بتلائیے جس شخص کی نبوت ایک کافرہ ملکہ کے وجود کی برکت اور اس کی سچی ہمدردی کا نتیجہ ہو تو وہ انگریزی نبوت ہوگی یا خدائی اس کے بعد بھی کیا مرزائی یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے ملکہ و کٹوریہ کو اسلام کی دعوت دی۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کس اسلام کی دعوت دی۔ جب کہ خود مرزا قادیانی کی نبوت ہی ملکہ کے وجود کی رہن منت اور اس کی سچی ہمدردی اور نیک نیتی کا نتیجہ ہے۔

”فاعتبروا یا اولیٰ الابصار“

مرزائی سوال نمبر ۴

ایک پامال شدہ اعتراض یہ بھی دہرایا گیا ہے کہ کوئی پیغمبر ایسا نہیں گذرا جو کافر حکومت کے ماتحت پیدا ہوا ہو اور زندگی بھر کافر حکومت کے ماتحت رہے اور اس کے مرنے پر وہ حکومت قائم ہو۔ یہ اعتراض بھی باقی اعتراضات کی طرح خود ساختہ ہے اور معترض کی قرآن دانی اور تاریخ دانی کا شاہکار ہے۔ قرآن میں انبیاء کے جو کام بیان ہوئے ہیں ان میں کسی جگہ یہ کام نہیں بتایا گیا کہ وہ حکومتوں کے تختے الٹنے کے لئے آتے ہیں۔ البتہ یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام ایک کافر حکومت میں بطور وزیر و مشیر شامل رہے اور آپ اس دنیا سے اس حال میں اٹھ گئے کہ اس حکومت کا خاتمہ نہیں ہوا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بیابان میں فوت ہو گئے اور کافر حکومت کا خاتمہ نہیں ہوا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا سے اٹھ گئے اور کافر حکومت کا خاتمہ نہیں ہوا تھا۔

(مرزائی ٹریکٹ ص ۵)

الجواب

الف..... یہاں بھی مرزائی سیکرٹری نے انتہائی تلمییس سے کام لیا ہے۔ مرزا قادیانی کی جو عبارتیں انگریزی سلطنت اور ملکہ وکٹوریہ کے متعلق سابقہ نمبروں میں درج کی گئی ہیں۔ کیا کوئی نبی ایسا گذرا ہے جس نے اپنے مقابل کی کافر حکومت کی اس طرح ثنا خوانی اور اطاعت کی ہو اور اپنی نبوت کو کسی کافر گورنمنٹ کی برکت کا نتیجہ قرار دیا ہو۔

ب..... قرآن مجید میں تصریح ہے۔ ”کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی ان اللہ لقوی عزیز (المجادلہ)“ اللہ تعالیٰ نے یہ لکھ دیا ہے کہ ضرور غالب آؤں گا۔ میں اور میرے پیغمبر بیشک اللہ بہت زور والا اور زبردست ہے۔ حق تعالیٰ نے عموماً انبیاء کرام کو اعدائے اسلام کے مقابلہ میں نصرت و غلبہ عطاء فرمایا اور کافر قوموں کو عذاب سے ہلاک کیا۔

ج..... مرزا قادیانی پر جو اصل اعتراض ہے اس پر مرزائی سیکرٹری نے پردہ ڈالنا چاہا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب مرزا قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو ان کے لئے ضروری تھا کہ کافرانہ حکومت و اقتدار کو ختم کرتے۔ کیونکہ احادیث میں تصریح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آمد ثانی کے بعد عادلانہ حکومت قائم کریں گے اور دجال کو بھی قتل کریں گے۔ عیسائیت کے عقائد و افعال ختم ہو جائیں گے اور اسلام دنیا میں پھیل جائے گا۔ لیکن مرزا قادیانی انگریزوں کی غلامی میں ہی پیدا ہوئے اور غلامی میں ہی مر گئے۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی نشانی ان میں نہیں پائی گئی۔ اس لئے وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔

د..... مرزائی سیکرٹری نے یہاں جن انبیاء کی مثالیں دی ہیں۔ اس میں بھی مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ عظیم الشان رسول ہیں۔ جن کو یید بیضا اور عصا کے اثر دھا بننے کے معجزات عطاء کئے گئے اور ان کے مقابلہ میں فرعون جو الوہیت کا مدعی تھا اپنی تمام پارٹی سمیت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کی آنکھوں کے سامنے دریاے قلزم میں غرق ہوا۔ یوسف علیہ السلام کو ابتلائے عظیم (اتہام زلیخا اور قید و بند کے مصائب) کے بعد قادر مطلق نے ملک مصر کا اقتدار اعلیٰ عطاء فرمایا۔ جس کے متعلق قرآن عظیم میں صاف ارشاد ہے۔ ”و کذالک مکننا لیوسف فی الارض یتبوا منها حیث یشاء (یوسف)“ اور اسی طرح ہم نے حضرت یوسف کو اس ملک میں قدرت عطاء کی جہاں چاہتے اس ملک میں جگہ پکڑتے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے تخت پر اپنے ماں باپ کو بٹھایا اور وہ آپ کے سامنے سجدے میں گر گئے۔ جیسا کہ فرمایا ”ورفع ابویہ علی العرش وخروالہ

سجداً“ (یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ اس شریعت میں اس طرح سجدہ تعظیمی جائز تھا۔ لیکن اب وہ حرام ہے) نیز حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی دعاء میں فرمایا ہے۔ ”رب قد اتیتنی من الملك“ اے میرے پروردگار بیشک تو نے مجھ کو بادشاہی دی ہے۔ ان آیات سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اصل اقتدار کے مالک حضرت یوسف علیہ السلام ہی تھے اور بادشاہ ریان بن الولید برائے نام تھا اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ آخر میں بادشاہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا تھا۔ فرمائیے۔ کہاں حضرت یوسف علیہ السلام کے اقتدار مصر کی حیات مبارکہ اور کہاں مرزا غلام احمد کی غلامانہ زندگی جو کافر گورنمنٹ کی شاخوانی اور دعاء گوئی ہی میں گذر گئی۔ چہ نسبت خاک رابا عالم پاک۔ باقی رہا مرزائی سیکرٹری کا یہ لکھنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں اٹھ گئے اور کافر حکومت کا خاتمہ نہیں ہوا تھا۔ سواس میں بھی حیرت انگیز تلمییس سے کام لیا گیا ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق احادیث سے صراحتاً مذکور ہے کہ وہ قیامت سے پہلے آمد ثانی پر اقتدار و حکومت پر فائز ہوں گے اور قرآن مجید میں مذکور ہے کہ حق تعالیٰ نے پہلے دور میں بھی ان کو یہودی اقتدار کے تسلط سے بچا کر اپنی قدرت و حکمت سے زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ مرزائیوں کا یہ بہت بڑا فریب ہے جو وہ کہتے ہی کہ از روئے قرآن مجید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں صاف اعلان ہے کہ: ”وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وما قتلوه یقیناً بل رفعه الله الیہ وکان الله عزیزاً حکیماً (النساء)“ اور انہوں نے نہ آپ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا اور لیکن ان کو شبہ میں ڈال دیا گیا اور انہوں نے آپ کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے آپ کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ ﴿

قرآن مجید کی ان آیات سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ جن کو یہودی قتل کرنا چاہتے تھے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کا یہی تقاضا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو قتل کرنا اور سولی پر لٹکانا چاہتے تھے۔ اس لئے حق تعالیٰ نے آپ کو جسم سمیت اپنی طرف اٹھالیا۔

مرزائی یہاں رفع سے درجات کی بلندی مراد لیتے ہیں۔ حالانکہ اس کا اس مضمون کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ مطلب کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کے درجے بلند کر دیئے۔ نعوذ باللہ! عجیب بد فہمی ہے۔ علاوہ ازیں حسب ذیل احادیث میں واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔

.....۱ ”عن ابی ہریرۃؓ قال، قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب ولیفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تكون السجدة الواحدة خیرا من الدنیا وما فیہا (بخاری کتاب احادیث الانبیاء، باب نزول عیسیٰ بن مریم، مسلم، ترمذی)“ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تم میں ابن مریم ضرور اتریں گے۔ وہ حاکم عادل ہوں گے۔ پھر وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جنگ کا خاتمہ کریں گے اور ان کے ذریعہ مال اس کثرت سے ہوگا کہ کوئی اس کو قبول کرنے والا نہ ہوگا اور لوگوں کا حال یہاں تک ہو جائے گا کہ ان کے نزدیک ایک سجدہ کرنا دنیا اور ما فیہا سے بہتر ہوگا۔ اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ حکومت عادلہ عطا فرمائیں گے۔ عیسائیت کے عقائد و اعمال عقیدہ صلیب اور اکل خنزیر سب ختم ہو جائیں گے۔ برکات نازل ہوں گی اور اسلام غالب ہو جائے گا۔

.....۲ ”عن مجمع بن جاریۃ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقتل ابن مریم الدجال بباب لد (ترمذی ابواب الفتن)“ حضرت مجمع بن جاریہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ابن مریم دجال کو لد کے دروازے پر قتل کریں گے۔ نزول عیسیٰ کے متعلق احادیث تو بہت ہیں۔ یہاں بطور نمونہ صرف دو حدیثیں درج کی گئی ہیں۔ اب ناظرین انصاف فرمائیں۔ مرزائی فرقہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود مانتا ہے۔ یعنی جس مسیح کے آنے کی پیش گوئی ہے وہ مرزا قادیانی ہی ہیں۔

حالانکہ احادیث میں تصریح ہے کہ جو مسیح آئیں گے وہ مریم کے بیٹے ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ لیکن مرزا قادیانی چراغ بی بی کے بیٹے ہیں۔ نہ انہوں نے دجال کو قتل کیا ہے نہ حکومت کی ہے۔ بلکہ وہ تو انگریزی حکومت کے زیر سایہ غلامانہ زندگی گزار کر اس دنیا سے چل بسے۔ پھر مرزا قادیانی کس طرح مسیح موعود بن سکتے ہیں۔

ایک مشکل کا حل

جب مرزا قادیانی نے مسیح موعود بننا چاہا تو ان کی راہ میں مذکورہ احادیث حائل تھیں۔ جن میں تصریح ہے کہ آنے والے ابن مریم ہوں گے۔ لیکن مرزا قادیانی نے کمال ہوشیاری سے اس مشکل کو بھی حل کر دیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ ”جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک

صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردے میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گذر گئے تو جیسا کہ (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۳۹۶) میں درج ہے۔ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفع کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر (براہین احمدیہ ص ۵۵۶) میں درج ہے۔ مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طرح سے میں عیسیٰ بن مریم ٹھہرا۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۹۰، خزائن ج ۲۱ ص ۳۶۱، ۱۶۲)

یہ ہے مرزا قادیانی کے مسیح موعود بننے کی حقیقت اور یہ ہیں ملکہ وکٹوریہ کی برکات اور اس کے نتائج۔

(کشتی نوح ص ۴۵، ۴۶، خزائن ج ۱۹ ص ۴۵، ۴۶)

غلام احمد ابن چراغ بی بی کس طرح عیسیٰ بن مریم بن گئے۔ ایسے شخص کے لئے کیا مشکل ہے جو چاہے بن بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ مرزائیوں کی عقل سے پردہ ہٹائیں تو ان کو مرزا قادیانی کی حقیقت منکشف ہو۔ ”واللہ الہادی“

مرزا قادیانی کی ایمانی شجاعت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو عادل حاکم ہوں گے اور کفر و عیسائیت کو ختم کریں گے۔ لیکن مرزا قادیانی کی پوزیشن کیا رہی ہے۔ اس کے لئے صرف ایک حوالہ ہی یہاں کافی ہے۔ مرزا قادیانی نے جب اپنے مخالفین کے خلاف پیش گوئیوں کا سلسلہ جاری کیا اور ان کے حق میں سخت توہین آمیز الفاظ لکھے اور ملک میں انتشار کا خطرہ پیدا ہوا تو حالات کی نزاکت کے پیش نظر مسٹر ڈگلس صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور نے حکم بھیجا جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

”پس مرزا قادیانی کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ وہ ملائم اور مناسب الفاظ میں اپنی تحریرات استعمال کریں۔ ورنہ بحیثیت صاحب مجسٹریٹ ضلع ہم کو مزید کارروائی کرنی پڑے گی۔“

اس کے بعد مرزا قادیانی نے جو حلفی اقرار نامہ مسٹر ڈوئی ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی عدالت میں پیش کیا۔ اس کے بعض اجزاء درج ذیل ہیں۔ ”میں مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو بحضور خداوند تعالیٰ حاضر و ناظر جان کر باقرار صالح اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ“

۱..... میں ایسی پیش گوئی جس سے کسی شخص کی تحقیر (ذلت) کی جائے یا نامناسب طور سے حقارت (ذلت) سمجھی جائے یا خداوند تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد ہوشائے کرنے سے اجتناب کروں گا۔

۲..... میں ایسے الہام کی اشاعت سے پرہیز کروں گا۔ جس سے کسی شخص کا حقیر

(ذلیل) ہونا یا موردِ عتاب الہی ہونا ظاہر ہو یا ایسے اظہار کے وجوہ پائے جاتے ہیں۔
۳..... میں حتیٰ الوسع ہر ایک شخص کو جس پر میرا اثر ہو سکتا ہے۔ اس طرح کاربند
ہونے کے لئے ترغیب دوں گا۔ جیسا کہ میں نے فقرہ نمبر ۱، ۲، ۳، ۴، ۵ میں اقرار کیا ہے۔

مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء

دستخط صاحب مجسٹریٹ ضلع مسٹر ڈوئی بحروف انگریزی دستخط بحروف انگریزی
دستخط مرزا غلام احمد قادیانی کمال الدین پلڈر

”یہ ہے مرزا قادیانی کی دلیری اور ان کا توبہ نامہ ایک انگریز ڈی، سی کی بارگاہ میں۔“
(منقول از تازیانہ عبرت مؤلفہ مولانا محمد کرم الدین صاحب دہیر)

مرزائی سوال نمبر ۵

یہ بھی کہا گیا ہے کہ کسی نبی کا نام مرکب نہیں ہوتا۔ معترض کے باقی اعتراضات کی طرح
یہ بھی خود ساختہ معیار ہے۔ جس کا قرآن مجید و احادیث میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ یہ اعتراض اگر کسی
جاہل انسان کی طرف سے ہوتا تو چنداں تعجب انگیز نہ تھا۔ لیکن ایک ”عالم دین“ کے منہ سے ایسا
اعتراض حیرت انگیز ہے کہ اس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے جو نام
بیان ہوئے ہیں۔ ان میں سے متعدد مرکب ہیں۔ مثلاً اسرائیل، اسماعیل جو عربی زبان کے مرکب
الفاظ ہیں نیز قرآن مجید میں حضرت مسیح علیہ السلام کا نام اسمہ مسیح عیسیٰ بن مریم (آل عمران) بتایا
گیا ہے جو یقیناً مرکب ہے۔

الجواب

مرزائی سیکرٹری دوسروں کو طعن دیتا ہے۔ لیکن خود جہالت کا شکار ہے۔ مثلاً:

۱..... اس نے اسرائیل کو بھی انبیاء کے مرکب ناموں میں شمار کیا ہے۔ حالانکہ
اسرائیل نام نہیں بلکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے۔ چنانچہ تفسیر مدارک میں ہے۔ ”وہو
لقب له“ یعنی اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے۔ اس کا معنی عبد اللہ ہے یعنی اللہ کا بندہ۔

۲..... اسی طرح مرزائی سیکرٹری کا یہ لکھنا کہ عیسیٰ بن مریم حضرت مسیح علیہ السلام کا
مرکب نام ہے۔ یہ بھی اس کی محض جہالت ہے۔ کیونکہ نام تو مسیح اور عیسیٰ ہیں۔ ابن مریم (مریم کا
بیٹا) نام (علم) نہیں۔ بلکہ ان کی والدہ حضرت مریم کی طرف نسبت ہے۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ
السلام بلا باپ پیدا ہوئے۔ اس خصوصیت کو ظاہر کرنے کے لئے قرآن و حدیث میں ان کو ابن
مریم فرمایا گیا ہے۔

۳..... اسماعیل عبرانی زبان میں گو ترکیب رکھتا ہے۔ لیکن وہ کالمفرد ہی استعمال ہوتا ہے۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ اصل اعتراض جو مرزا غلام احمد پر علماء کا ہے۔ جس کو مرزائی سیکرٹری نے نظر انداز کر دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا اصلی نام غلام احمد ہے۔ جیسا کہ انہوں نے اپنی تصانیف میں بھی لکھا ہے۔ لیکن پھر بھی وہ لکھتے ہیں کہ: ”و مبعثراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد“ یہ میرے حق میں نازل ہوا ہے۔ (اربعین نمبر ص ۳۲، خزائن ج ۱ ص ۴۲۱) حالانکہ اس آیت میں احمد سے مراد سرور کائنات کی ذات ہے۔ جن کے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے۔ مرزا قادیانی کا نام احمد نہیں بلکہ غلام احمد ہے۔ عربی قاعدہ کے تحت مضاف و مضاف الیہ آپس میں مغائر ہوتے ہیں۔ مرزائیوں کو احمدی کہنا جائز نہیں۔ وہ تو غلام احمدی ہیں۔ یعنی غلامی یہ بھی عجیب قسم کا نبی ہے جو آیات رحمۃ اللعالمین ﷺ کے حق میں قریباً چودہ سو سال پہلے نازل ہوئی ہیں۔ وہ اپنے بارے میں استعمال کرتا ہے۔ کیا یہ کم دجل و فریب ہے۔

مسئلہ ختم نبوت

مرزائی سوال نمبر ۶

مرزائی سیکرٹری ص ۶ پر لکھتا ہے۔ ایک اور بات جو بڑے تکرار سے کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ختم نبوت کا منکر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ اصول ہمارے نزدیک بالکل درست اور صحیح ہے۔ اسی وجہ سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے مبارک دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے متعلق اور ان کا انتظار کرنے والے ختم نبوت کے منکر اور اپنے مسلمہ عقیدہ کے مطابق دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

الجواب

۱..... مرزائیوں کو اگر مسلمان، کافر کہتے ہیں تو وہ بہت چیختے چلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے عقائد اسلام کے مطابق ہیں۔ پھر ہمیں کیوں کافر کہا جاتا ہے۔ لیکن یہاں پر مرزائی سیکرٹری نے زمانہ حال اور ماضی کے ان تمام مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے معتقد ہیں۔

۲..... ہم پوچھتے ہیں کہ تمہارے اس فتویٰ کی زد کہیں مرزا غلام احمد پر تو نہیں پڑتی۔ کیونکہ دعویٰ مسیحیت سے پہلے ان کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں گے تو تمہارے اس فتویٰ کے مطابق اس وقت وہ بھی کافر تھے۔ کیا تمہارے نزدیک

کوئی نبی کسی زمانہ میں کافر بھی رہ سکتا ہے۔

۳..... مرزائی سیکرٹری نے یہاں بھی اسی موروثی دجل و فریب سے کام لیا ہے جو ان کا عام شیوہ ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ بیشک ختم نبوت کا منکر کافر ہے اور تم یقیناً ختم نبوت کے منکر ہو۔ اس لئے امت مسلمہ کا تمہارے کفر پر اجماع ہے اور جہلم کے مرزائیوں کو تو یہ لکھتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔ کیونکہ گورنمنٹ ہائی سکول جہلم کے مرزائی ٹیچر فضل داد نے نعیم احمد کلاس نم کے بازو کی ہڈی اس بناء پر توڑ دی تھی کہ اس نے بلیک بورڈ پر ختم نبوت زندہ باد کے الفاظ لکھے تھے اور مرزائی ٹیچر نے اس بات کی تحریر بھی دے دی ہے کہ اس نے اسی بناء پر مارا تھا۔ اگر مرزائی ختم نبوت کے معتقد ہوتے تو اس کو ان الفاظ سے کیوں اشتعال آتا۔ باقی رہا یہ عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور قیامت سے پہلے زمین پر نازل ہوں گے تو یہ قرآن حکیم اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور یہ عقیدہ قطعاً ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ ختم نبوت کا مفہوم خود رحمتہ للعالمین خاتم النبیین ﷺ نے واضح فرما دیا ہے۔ چنانچہ:

۱..... حدیث میں ہے۔ ”انہ سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلہم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ترمذی شریف)“ ﴿بیشک میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہی گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔﴾

میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں ۳۰ کذاب دعویٰ نبوت کریں گے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو آنحضرت ﷺ سے پہلے کے نبی ہیں نہ بعد کے۔ چنانچہ قرآن مجید میں تصریح ہے۔ ”ومبشرأ برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد“ ﴿یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی کہ میرے بعد ایک عظیم الشان رسول آئیں گے ان کا نام احمد ہوگا﴾ اور مرزا قادیانی چونکہ حضور ﷺ کی امت میں پیدا ہوا اور حضور ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کیا اس لئے وہ ارشاد نبوی کی روشنی میں کذاب ہوگا۔ برعکس اس کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے کے نبی ہیں۔ نہ حضور ﷺ سے بعد کے۔ البتہ آپ کی عمر حق تعالیٰ نے اپنی حکمت کے تحت طویل کر دی اور وہ دوبارہ قیامت سے پہلے تشریف لائیں گے۔ لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی ماننا (جو پہلے کے ہیں) اور انکی آمد ثانی ماننا ختم نبوت کے حقیقی صحیح مفہوم کے خلاف نہیں ہے۔

۲..... ختم نبوت کے مسئلہ کو نبی کریم ﷺ نے ایک مثال سے بھی واضح فرمایا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مثلی ومثل الانبياء من قبلى كمثل رجل بنى بيتاً فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاوية من زاوياه ، فجعل الناس يطوفون به ويعجبون منه ويقولون هلاً وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبيين (صحيح بخارى، مسلم، ترمذی)“ ﴿فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی ہے۔ جس نے ایک گھر بنایا اور اس کو خوب آراستہ پیراستہ کیا۔ مگر اس کے گوشوں میں سے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی۔ پس لوگ اسے دیکھنے آتے اور خوش ہوتے اور یہ کہتے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھی گئی۔ پس میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔﴾

اس مثال سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ قصر نبوت میں صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی جو خاتم النبیین ﷺ کی تشریف آوری سے پر ہو گئی۔ ظاہر ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام قصر نبوت میں شامل ہو چکے تھے۔ اب مرزا قادیانی اگر نبی ہے تو قصر نبوت میں اس کی جگہ کہاں ہے۔ جب کہ نبوت کے محل میں کسی اینٹ کی جگہ خالی نہیں رہی۔ خواہ کسی قسم کی نبوت ہو۔ لامحالہ مرزا قادیانی ہو یا کوئی اور جو بھی نبی کریم ﷺ کے بعد پیدا ہو کر دعویٰ نبوت کرے گا وہ قصر نبوت کو گرانے والا ہوگا اور طرفہ یہ کہ مرزا قادیانی نے خود بھی یہی مفہوم تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

.....۱ ”نبوت کا دعویٰ نہیں محدثیت کا ہے اور محدثیت کے دعویٰ سے دعویٰ نبوت نہیں ہو سکتا۔“
(ازالہ اوہام ص ۲۲۲، خزائن ج ۳ ص ۳۲۰)

.....۲ ”معنی خاتم النبیین۔ ختم کرنے والا نبیوں کا۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۱۴، خزائن ج ۳ ص ۴۳۱)

.....۳ ”وما كان لى ان ادعى النبوة واخرج من الاسلام والحق بقوم كافرين“ یعنی میرے لئے یہ کب جائز ہے کہ نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے خارج ہو کر کافروں میں شامل ہو جاؤں۔
(حماة البشرى ص ۸۰، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷)

بتلائے! مرزا قادیانی اگر نبوت کے مدعی ہوئے ہیں تو اپنے اس فتویٰ کی بناء پر کیوں اسلام سے خارج ہو کر کافروں میں شامل نہیں ہوئے؟ یہی حال ان کے ماننے والوں کا سمجھئے۔

مرزائی سوال نمبر ۷

مرزائی سیکرٹری ص ۶ پر لکھتا ہے کہ: جہاں تک جماعت احمدیہ کے عقیدہ کا تعلق ہے اس

کے لئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ (مرزا قادیانی) کا مندرجہ ذیل ارشاد بڑا واضح اور مکمل ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن مجید کو پنچہ مارنے کا حکم ہے۔ ہم اس کو پنچہ مار رہے ہیں اور اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کا اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں۔ ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے۔ وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افتراء کرتا ہے اور قیامت میں ہمارا اس پر دعویٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں۔

الجواب

..... ا مرزا قادیانی کی مذکورہ عبارت کی بناء پر تمام مرزائیوں سے ہمارا یہ سوال ہے کہ اگر کوئی اور شخص ان تمام عقائد کو مانے جو مرزا قادیانی نے یہاں لکھے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کو نبی اور مسیح موعود نہ مانے تو کیا اس کو مؤمن اور مسلمان سمجھتے ہو؟ اگر مرزائی یہ جواب دیں کہ ہم ایسے شخص کو مؤمن اور مسلمان سمجھتے ہیں تو یہ ان کا فریب ہوگا۔

الف..... کیونکہ خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”جو مجھے نہیں پہچانتا وہ کافر اور مردود اور اس کے اعمال حسنہ نامقبول اور وہ دنیا میں معذب اور آخرت میں ملعون ہوگا۔“

(حقیقت الوحی ص ۳۶، خزائن ج ۲۲ ص ۳۹۰)

ب..... مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا محمود احمد خلیفہ نے لکھا ہے کہ: ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں۔“

(آئینہ صداقت ص ۳۵)

جس طرح مرزا قادیانی اور اس کے خلیفہ نے تصریح کر دی ہے کہ جو مسلمان مرزا قادیانی کو مسیح موعود نہیں مانتا وہ دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہے۔ اسی طرح علمائے اسلام فرماتے ہیں کہ بوجہ دعویٰ نبوت اور مسیح موعود ہونے کے مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہیں۔ خواہ وہ ان عقائد کا اقرار کریں جو مرزا قادیانی غلام احمد نے مذکورہ عبارت میں لکھے ہیں۔

۲..... مرزا قادیانی نے جو یہ لکھا ہے کہ: ”وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں۔ ان سب کا ماننا فرض ہے۔ اگر وہ اس قول میں سچے ہیں تو پھر ختم نبوت کا وہ صحیح مفہوم کیوں نہیں مانتے جو اہل سنت بلکہ تمام امت مسلمہ کا اجماع ہے۔“

۱..... چنانچہ امام غزالی لفظ خاتم النبیین کے متعلق فرماتے ہیں۔ ”ان الامۃ فہمت بالاجماع من هذا للفظ ومن قرائن احوالہ انہ افہم عدم نبی بعدہ ابدأ وعدم رسول بعدہ ابدأ وانہ لیس فیہ تاویل ولا تخصیص (الاقتضاء فی الاعتقاد مصری ص ۱۶۶)“ یعنی امت نے اس لفظ خاتم النبیین اور آنحضرت ﷺ کے احوال وقرائن سے اجماعی طور پر یہی سمجھا ہے کہ حضور ﷺ نے یہی سمجھایا ہے کہ آپ کے بعد ہمیشہ ہمیشہ نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی رسول۔ اس میں نہ کسی تاویل کی گنجائش ہے اور نہ کسی تخصیص کی۔

۲..... علامہ آلوسی مفتی بغداد نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ: ”وکونہ علیہ السلام خاتم النبیین مما نطق بہ الكتاب وصدعت بہ السنة واجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصرأ (روح المعانی ج ۷ ص ۶۵)“ یعنی آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ایسا قطعی مسئلہ ہے کہ جس کو قرآن نے بیان کیا ہے اور سنت نے اس کی وضاحت کی ہے اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے۔ اس کے خلاف نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ اس پر اصرار کرے تو قتل کر دیا جائے گا۔

۳..... حضرت سلطان عالمگیر غازیؒ کے حکم سے اس وقت کے جلیل القدر علمائے اہل سنت نے جو فتاویٰ مرتب کیا ہے۔ اس میں تصریح ہے کہ: ”اذا لم یعرف ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم ولو قال انا رسول اللہ اوقال بالفاوسیہ من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر“ یعنی جب کوئی شخص حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی معجزت ہو تو وہ مسلمان نہیں ہے اور اگر کوئی شخص کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا فارسی میں کہے کہ میں پیغمبر ہوں اور اس کی مراد یہ ہو کہ میں اللہ کا پیغام لاتا ہوں تو وہ کافر ہوگا۔ (فتاویٰ عالمگیر ج ۲ ص ۲۶۲)

ہم نے بطور نمونہ یہ تین حوالے پیش کئے ہیں۔ اب اگر مرزائی اس بات میں دیا ننتار ہیں کہ مرزا قادیانی اہل سنت کے اجماعی عقائد کو مانتے تھے اور وہ بھی مانتے ہیں تو اس مسئلہ ختم نبوت اور اس کے مفہوم پر امت کا جو اجماع ہے ان کو مان لینا چاہئے اور اس کی روشنی میں

مرزا قادیانی کے متعلق ان کو اپنا سابق عقیدہ بدل لینا چاہئے۔ کیا کوئی مرزائی ایسا ہے جو اس امر حق کو تسلیم کرے۔ ”الیس منکم رجل رشید“
آہ محمدی بیگم

آخر میں قارئین کی ضیافت طبع کے لئے ہم مرزا قادیانی کی ایک عجیب و غریب پیش گوئی اور اس میں انتہائی ناکامی کا ذکر کرتے ہیں۔ جس سے مرزا قادیانی کی نبوت کی حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں یہ الہام شائع کیا۔

”خداوند کریم نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو نصرت بیگم کے بعد پائے گا۔ تیری نسل بہت ہوگی۔“ چونکہ آپ کی نظر محمدی بیگم دختر مرزا احمد بیگ، ہوشیار پوری پر لگی ہوئی تھی۔ اس لئے مرزا قادیانی نے مرزا احمد بیگ صاحب کو بھی خط میں لکھ دیا کہ: ”خدا تعالیٰ نے اپنے الہام پاک سے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ اگر آپ اپنی دختر کلاں کا رشتہ میرے ساتھ منظور کریں تو وہ تمام خوشیوں میں آپ کی اس رشتہ سے دور کر دے گا اور آپ کو آفات سے محفوظ رکھ کر برکت پر برکت دے گا اور اگر یہ رشتہ وقوع میں نہ آیا۔ آپ کے لئے دوسری جگہ رشتہ کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا اور اس کا انجام درد اور تکلیف اور موت ہوگی۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۶، خزائن ج ۵ ص ۲۸۶)

گو مرزا قادیانی نے ان کو بہت ڈرایا۔ لیکن مرزا احمد بیگ نے ایمانی جرأت سے کام لے کر اپنی دختر محمدی بیگم کا نکاح ۷ اپریل ۱۸۹۲ء کو مرزا سلطان محمد ساکن پٹی ضلع لاہور کے ساتھ کر دیا۔

مرزا قادیانی نے یہ بھی الہام شائع کیا تھا کہ: ”اس خدائے قادر حکیم مطلق نے مجھ سے فرمایا کہ اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کرو اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک اور مروت تم سے اسی شرط سے کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں کو پاؤ گے۔ جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء میں درج ہیں۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۶، خزائن ج ۵ ص ۲۸۶)

تقدیر الہی سے محمدی بیگم کا والد مرزا احمد بیگ ۳۱ ستمبر ۱۸۹۲ء کو فوت ہو گیا تو مرزا قادیانی نے اس کو اپنی صداقت کا نشان قرار دیا۔ لیکن محمدی بیگم کا خاوند مرزا سلطان محمد زندہ رہا۔ جس کے متعلق الہام درج کیا تھا کہ اڑھائی سال تک مر جائے گا اور مرزا قادیانی اس سے پہلے ۱۹۰۸ء کو اس جہان سے کوچ کر گئے۔ حالانکہ الہام کی صداقت کا نشان تو مرزا سلطان محمد کے لئے ثابت ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ وہی مرزا قادیانی کا رقیب تھا۔ جس نے ان کی منکوحہ آسمانی کو اپنے نکاح میں لے لیا تھا۔ لیکن مرزا قادیانی کب بس کرنے والے تھے۔ یہ الہام بھی شائع کر دیا تھا کہ: ”خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لادے گا اور بے دینوں کو مسلمان بنا دے گا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلا دے گا۔ چنانچہ عربی الہام اس بارے میں یہ ہے۔“ کذبوا بایتنا وکانوا بہا یستہزؤن فسیکفیکہم اللہ یردھا الیک لا تبدیل لکلمات اللہ“ یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور پہلے سے ہنسی کر رہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں۔ تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس کی اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔“

(آئینہ کالات اسلام ص ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸؛ خزائن ج ۵ ص ۲۸۷، ۲۸۸، مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء)

قارئین اندازہ لگائیں۔ مرزا قادیانی نے کتنی زبردست پیش گوئی شائع کی تھی کہ ”خدا تعالیٰ اس کو ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا۔“ لیکن مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں موت کا لقمہ بن گئے۔ ان کو کوئی اور منکوحہ بھی نصیب نہ ہوئی۔ نہ ہی محمدی بیگم کے نکاح میں کامیاب ہوئے۔ بلکہ اس کے بعد محمدی بیگم ۵۸ سال تک زندہ رہی اور گذشتہ سال لاہور میں ۱۹ نومبر ۱۹۶۶ء کو اس کی وفات ہوئی۔ ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ اللہ تعالیٰ اس خوش نصیب خاتون پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں جو نصف صدی سے زیادہ مرزا قادیانی کے کذب و فریب کے خلاف ایک خدائی نشان کے طور پر زندہ رہی۔ کیا مرزائیوں کے لئے اب بھی مرزا قادیانی کو سچا ماننے کی کوئی گنجائش باقی رہ گئی ہے۔ واللہ البہادی!

یہ ایک نشان ہی کافی ہے آزمانے کو
چھپاتے کیوں ہیں اسے آج دیکھو مرزائی

فروری ۱۹۶۷ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مَجْلِدِ السِّبْخِ الْبَعْرِي
سید آندریس مسیحی بھٹو، مسیحیہ ایسٹرن کونونل یونیورسٹی

اطہار الحق

جناب حافظ محمد اسحاق قریشی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ!

مرزائی سیکرٹری کا حیرت انگیز جھوٹ

فرقہ قادیانیہ جہلم کے ایک ٹریکٹ ”ختم نبوت“ کے جواب میں ہم نے ایک رسالہ ”کشف التلبیس“ لکھا تھا۔ جس میں مرزائی سیکرٹری کی تلبیسات کا پردہ چاک کر کے حق واضح کر دیا تھا۔ اس کے جواب میں مرزائی سیکرٹری کی طرف سے ”اظہار الحق“ شائع ہوا ہے۔ جس میں اس نے بڑی دیدہ دلیری سے ہماری ایک عبارت غلط لکھ کر الٹا ہمیں مورد الزام بنایا ہے۔ چنانچہ ص ۶ میں لکھا ہے کہ: ”پہلا اعتراض یہ تھا کہ نبی کا کوئی استاد نہیں ہوتا۔ جب قرآن مجید اور احادیث سے ثابت کیا گیا کہ انبیاء کے بھی استاد ہو سکتے ہیں تو اس اعتراف کے بغیر معترض کو کوئی چارہ نہ رہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دینی و شرعی علوم حضرت خضر علیہ السلام سے حاصل کئے۔“ ص ۷ حالانکہ ہم نے کشف التلبیس میں (حاصل نہیں کئے) لکھا ہے۔ لیکن مرزائی سیکرٹری نے اس کو ”حاصل کئے“ بنا لیا۔

چیلنج

ہم مرزائی سیکرٹری کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر وہ ”کشف التلبیس“ کی مذکورہ عبارت میں ”حاصل کئے“ کے الفاظ ثابت کر دے تو اس کو ۲۵ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔
عبرت: جب اردو الفاظ میں یہ فرقہ اس طرح خیانت کرتا ہے تو دوسرے علمی مسائل میں ان کی دیانت کا کیا حال ہوگا؟
منجانب: حافظ محمد اسحاق قریشی جہلم شہر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ!

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده وعلى اله

وصحبه الذين جاهدوا في الله معه!

برادران اسلام پر واضح ہو کہ جہلم کی مرزائی پارٹی کے سیکرٹری اصلاح و ارشاد کی طرف سے ایک ٹریکٹ ستمبر ۱۹۶۶ء میں بنام ”ختم نبوت اور بعض دیگر مسائل کے بارے میں ہمارا نقطہ نظر“ شائع ہوا تھا۔ جس کے جواب میں ہم نے فروری ۱۹۶۷ء میں ”کشف التلبیس“ شائع کیا۔ جس میں مرزائی سیکرٹری کی تلبیسات کا پردہ چاک کیا گیا تھا۔ اب اس کے جواب میں مرزائی سیکرٹری کی طرف سے ایک ٹریکٹ ”اظہار حق“ بجواب کشف التلبیس شائع کیا گیا ہے۔ جس میں تاریخ اشاعت نہیں لکھی گئی۔ گو کشف التلبیس کے دلائل و اعتراضات کا

جواب مرزائی سیکرٹری نہیں دے سکے اور نہ ہی آئندہ انشاء اللہ دے سکتے ہیں۔ لیکن ناواقف لوگوں کو چونکہ ان کی تلمیحات سے دھوکا ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس کے جواب میں ”اعجاز الحق“ شائع کیا جا رہا ہے۔ اہل عقل وانصاف اگر غور فرمائیں گے تو ان کو یقین ہو جائے گا کہ مرزائیوں کا یہ ٹریکٹ درحقیقت ”اظہار حق“ نہیں بلکہ ”انفاء الحق“ ہے۔ وما توفیقی الا بالله علیہ توکلت والیہ انیب!

مرزائی سیکرٹری نے شروع میں لکھا ہے کہ ایک عرصہ کے بعد ہمارے مذکورہ ٹریکٹ کو آڑ بنا کر کشف التلمیحات کے نام سے ایک ٹریکٹ شائع کیا گیا ہے۔ لیکن ہمارے جوابات کی مضبوطی کی وجہ سے وہ یہ لکھنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ حضرت مولانا موصوف کی تقاریر کو بہانہ بنا کر از خود مابہ النزاع مسائل کو چھیڑا ہے۔ بات تو اسی جگہ ختم ہو سکتی ہے۔ مولوی صاحب مذکور تحریری طور پر یہ اعلان کر دیں کہ انہوں نے احمدیت پر کبھی اعتراض نہیں کیا یا وہ اپنے اعتراضات واپس لیتے ہیں۔ ہم اسی وقت اپنا جواب واپس لینے کا اعلان کر دیں گے۔

الجواب

کیا ہی الٹی فہم ہے۔ مجاہد اسلام حضرت مولانا عبداللطیف صاحب زید مجدہم خطیب جامع مسجد گنبد والی ہر باطل کے خلاف سینہ سپر ہیں اور جعلی مرزائی نبوت کی تردید بھی ان کے فرائض تبلیغ میں داخل ہے۔ وہ جب تک زندہ ہیں انشاء اللہ مرزائیت کی تردید کرتے رہیں گے۔ وہ انکار کیوں کریں وہ اپنے لاجواب اعتراضات واپس کیوں لیں۔ اگر مرزائی بروزی جعلی نبوت کی تبلیغ کا حق رکھتے ہیں تو مولانا موصوف کو بھی اس کی تردید کا حق حاصل ہے۔ ہم نے جو یہ لکھا تھا کہ حضرت مولانا موصوف کی تقاریر کو بہانہ بنا کر از خود مابہ نزاع مسائل کو چھیڑا ہے۔ تو اس سے مراد مقامی مرزائیوں کی طرف سے تحریری طور پر جوابی سابقہ ٹریکٹ کی اشاعت ہے۔ جو مولانا موصوف کی تقاریر کو بہانہ بنا کر ہی لکھا گیا ہے اور اس میں یہ لکھنے کی بھی جسارت کی گئی ہے کہ ”حیات مسیح کا عقیدہ رکھنے والے بھی نعوذ باللہ ختم نبوت کے منکر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں“ (دیکھئے مرزائی ٹریکٹ ص ۶) علاوہ ازیں مرزائی سیکرٹری نے چکوال کے متعلق جو یہ لکھا ہے کہ اس وقت بھی حالات کی خرابی کی ذمہ داری ان لوگوں پر آتی ہے جو اپنی کثرت کے زعم میں زبانی اشتعال انگیزی کو کافی نہ سمجھتے ہوئے چکوال میں ہمارے جلسہ کے دوران غیر قانونی جلوس کی صورت میں مسجد میں حملہ آور ہوئے۔ ”ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا

اسمہ ” تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرزائی مسجد اس آیت کا مصداق ہی نہیں بن سکتی۔ کیونکہ آیت میں ذکر اللہ سے منع کرنے کو ظلم کیا گیا ہے اور مرزائیوں کی تبلیغ نہ اللہ کے ذکر میں داخل ہے اور نہ ہی نبوت حقہ اور عقائد صحیحہ کی تبلیغ میں۔ عقائد کفریہ اور خیالات باطلہ کی تبلیغ کرنے والے تو اس آیت کا مصداق ہیں۔ ”ماکان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ شاہدین علیٰ انفسہم بالکفر (توبہ)“ یعنی کفر و شرک کرنے والے لوگوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں۔ ﴿

ب..... چکوال میں مرزائیوں کو لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ تبلیغ کرنے سے روکا گیا تھا اور مقامی حکام نے بھی حالات کی نزاکت کے پیش نظر ان کو لاؤڈ سپیکر استعمال کرنے سے منع کر دیا تھا۔ کیونکہ ان کی تقاریر اہل اسلام کے لئے اشتعال انگیز ہوتی ہیں۔

جہلم کے ایک طالب علم کا واقعہ

مرزائی سیکرٹری نے اپنے رسالہ (اظہار الحق ص ۵) پر لکھا ہے کہ: ”مذکورہ ٹریکٹ میں ایک سے زیادہ جگہ یہ غلط بات بیان کی گئی ہے کہ ایک طالب علم کو ڈنڈے سے مار مار کر اس کے بازو کی ہڈی اس بناء پر توڑ دی گئی تھی کہ اس نے بلیک بورڈ پر ”ختم نبوت زندہ باد“ کے الفاظ لکھے تھے۔ چونکہ ہم آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ اس لئے اس امر پر کسی احمدی کے مشتعل ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ البتہ اس طالب علم نے حضرت بانی احمدیت (مرزا قادیانی) کے متعلق بعض نازیبا کلمات بورڈ پر لکھے اور اپنے استاد سے گستاخی سے پیش آیا تھا اور پھر یہ بھی غلط ہے کہ اس کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ کیونکہ آپ لوگوں نے محکمہ تعلیم کے اس معاملہ میں بے جا مداخلت کرتے ہوئے محکمانہ اور قانونی کارروائی کی جائز و ناجائز تمام کوششیں کر کے دیکھ لیں۔ اگر اس کی ہڈی ٹوٹ گئی ہوتی تو آپ یہ اعتراف کیوں کرتے کہ اس ٹیچر کو بالکل معاف کر دیا گیا ہے۔ ہڈی ٹوٹ گئی ہوتی تو پھر معاملہ قابل دست اندازی پولیس ہوتا۔ آپ کے معافی کے کیا معنی۔“

الجواب..... غلط بیانی اور بدحواسی

الف..... مرزائی سیکرٹری پر تو مدعی سست اور گواہ چست کی مثل صادق آتی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ فضل داد مرزائی ٹیچر نے محمد نعیم طالب علم کو اس لئے نہیں مارا کہ اس نے ”ختم نبوت زندہ باد“ کے الفاظ لکھے تھے۔ کیونکہ وہ ختم نبوت کو مانتے ہیں۔ حالانکہ خود فضل داد ٹیچر مذکور کی تحریر موجود ہے کہ اس نے اسی بناء پر اسی کو سزا دی تھی۔ چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں۔ (مرزائی ماسٹر کا

اقرار جرم) نقل مطابق اصل۔ ”جناب عالی! التماس ہے کہ محمد نعیم متعلم نہم ای نے بلیک بورڈ پر ”ختم نبوت زندہ باد“ لکھا تھا۔ میں جماعت میں آیا تو یہ لکھا ہوا دیکھ کر جذبات میں آ کر اسے سزا دی۔ اس کے بازو پر بے احتیاطی سے شدید چوٹ لگ گئی۔ جس پر میں معذرت خواہ ہوں۔ آئندہ میں ہر طرح محتاط رہوں گا۔ کسی قسم کی شکایت کا موقعہ پیدا نہ ہونے دوں گا۔ پیش ازیں میں نے مرزائیت کا پرچار سکول یا جماعت میں نہیں کیا۔“ دستخط: فضل داد

گورنمنٹ ہائی سکول، جہلم، مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۶۶ء

اب مرزائی سیکرٹری سے کوئی پوچھے کہ غلط بیان کون ہے؟

ب..... طالب علم مذکور کے بازو کی ہڈی بھی یقیناً ٹوٹی تھی جس کی بناء پر کیس چلایا جاتا۔ لیکن گورنمنٹ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر نے جلدی ہی ٹیچر مذکور اور محمد نعیم طالب علم کے والد کے درمیان مصالحت کرادی۔ اس لئے کیس نہ چل سکا۔

ج..... مرزائی سیکرٹری کا یہ لکھنا اس کی انتہائی بدحواسی کی دلیل ہے کہ ہڈی ٹوٹ گئی ہوتی تو پھر معاملہ قابل دست اندازی پولیس ہوتا۔ آپ کی معافی کے کیا معنی؟ (ص ۵) ہم نے کشف التلبیس میں یہ نہیں لکھا کہ ہم نے فضل داد ٹیچر کو معاف کر دیا۔ بلکہ یہ لکھا ہے کہ باوجود مسلمانوں کے احتجاجات اور قراردادوں کے محکمہ تعلیمات کی طرف سے اس ٹیچر کو بالکل معاف کر دیا گیا ہے۔ اس میں تو محکمہ تعلیم کی شکایت کی گئی ہے۔ لیکن مرزائی سیکرٹری کشف التلبیس سے اتنا سراسیمہ ہو گیا ہے کہ وہ اردو عبارت بھی سمجھ نہیں سکتا۔

سوال و جواب کی حقیقت

مرزائی سیکرٹری نے لکھا ہے کہ: ”ختم نبوت اور بعض دیگر مسائل کے بارے میں ہمارا نقطہ نظر ٹریکٹ کا نام اور اس کے مندرجات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کوئی سوال نہیں کیا گیا۔ بلکہ بعض اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ لیکن یہ عجیب بات دیکھنے میں آئی ہے کہ کشف التلبیس کے مصنف سوال اور جواب میں فرق کرنے سے عاری ہیں۔ چنانچہ ہمارے جواب کو سوال قرار دیا گیا ہے اور خود جو جواب دیئے ہیں وہ اس قسم کے ہیں۔“

الجواب

..... مرزا قادیانی کی مذکورہ عبارت کی بناء پر تمام مرزائیوں سے ہمارا یہ سوال ہے۔ گویا سوال کا نام جواب رکھ دیا اور جواب کا نام سوال۔ (ص ۶)

الجواب

الف مرزائی سیکرٹری کا یہ اعتراض اس کی کم فہمی پر مبنی ہے۔ کیونکہ یہ کوئی ضابطہ نہیں کہ جس کتاب میں کسی کے اعتراضات کا جواب دیا جائے۔ اس میں کوئی سوال نہ پیش کیا جائے۔

ب مرزائی سیکرٹری نے ٹریکٹ اوّل میں جو لکھا تھا کہ: ”جس شخص نے اپنی زندگی میں ایک دفعہ بھی قرآن مجید یا بخاری شریف پڑھی ہو وہ ایسا لغو اور بے بنیاد اعتراض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تحصیل علم کی خاطر ایک لمبا سفر کر کے اللہ تعالیٰ کے ایک بندے سے تحصیل علم کی درخواست کرنا اور پھر اپنے معلم کے ساتھ شاگردوں کی طرح رہنا اور اس سے بعض باتیں سیکھنا مذکور ہے۔“

اسی جوابی عبارت میں جو یہ لکھا ہے کہ جس شخص نے اپنی زندگی میں ایک دفعہ بھی قرآن مجید یا بخاری شریف پڑھی ہو وہ ایسا لغو اور بے بنیاد اعتراض نہیں کر سکتا۔ اس میں دراصل یہ ایک سوال پایا جاتا ہے کہ کیا مولانا عبداللطیف موصوف نے بخاری شریف پڑھی ہے؟ یا انہوں نے بغور قرآن مجید پڑھا ہے؟ کیونکہ اگر پڑھا ہے، تو مذکورہ اعتراض نہ کرتے۔ مرزائی سیکرٹری بیچارہ یہی سمجھتا ہے کہ سوال وہی ہے جہاں سوالیہ الفاظ ہوں۔ حالانکہ بعض دفعہ حرف استفہام محذوف ہوتا ہے۔ مثلاً ابراہیم علیہ السلام نے ستارہ دیکھ کر فرمایا۔ ”ھذا ربی (انعام)“ ﴿یعنی کیا تمہارے گمان میں﴾ یہ میرا رب ہے؟ ﴿

ب مرزائی سیکرٹری نے پھر یہ لکھا ہے کہ یہ بات قرآن سے ثابت کریں کہ کسی نبی کا استاد نہیں ہوتا؟ حالانکہ ہم نے اس کا تسلی بخش جواب دے دیا تھا اور مرزا قادیانی کی یہ دونوں عبارتیں پیش کر دی تھیں کہ:

۱..... ”لاکھ لاکھ حمد اور تعریف اس قادر مطلق کی ذات کے لائق ہے کہ جس نے ساری ارواح اور اجسام بغیر کسی مادہ اور بیوی کے اپنے ہی حکم اور امر سے پیدا کر کے اپنی قدرت عظیمہ کا نمونہ دکھلایا اور تمام نفوس قدسیہ انبیاء کو بغیر کسی استاد اور تالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوض قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا۔“ (براہین احمدیہ حصہ اوّل ص ۷، خزائن ج ۱ ص ۱۶)

۲..... ”رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ مراد داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل علیہ السلام حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے۔“ (ازالہ وہاب ص ۶۱۴، خزائن ج ۳ ص ۴۳۲)

”ایمانداری کا تقاضا تو یہ تھا کہ مرزائی سیکرٹری اپنے نبی کی بات بلا چون و چرا مان لیتا۔ لیکن دانستہ انکار کرتے ہوئے اس میں یہ تاویل کر دی کہ اسی جگہ انہی روحانی علوم کا ذکر ہے۔ جس کے لئے انبیاء کرام کسی استاد کے محتاج نہیں ہوتے اور نہ حضرت مسیح موعود نے وہ کسی سے سیکھے تھے۔“

(قادیانی رسالہ اظہار الحق ص ۸۷)

الجواب

الف..... مندرجہ عبارتوں میں مرزا قادیانی نے تعلیم و تادیب اور دینی علوم کے الفاظ لکھے ہیں تو کیا دینی علوم سے مراد ایسے روحانی علوم ہیں جن کا شریعت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا؟ یہ بات تو ہر لکھا پڑھا آدمی سمجھ سکتا ہے کہ دینی علوم سے مراد شرعی علوم ہی ہوتے ہیں جو امت کی ہدایت کا سبب بنتے ہیں اور یہ الفاظ کہ ”بذریعہ جبرائیل علیہ السلام حاصل کرے اور یہ کہ اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے۔“

اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہاں وہی دینی علوم مراد ہیں جن کا تعلق رسالت سے ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں مرزائی سیکرٹری یہ بھی بتائیں کہ کیا شرعی علوم روحانیت سے خالی ہوتے ہیں؟ شریعت تو قلوب و ارواح کی تربیت و تطہیر کے لئے ہی نازل ہوتی ہے۔ کیا کوئی ایسا علم بھی ہے جو انبیاء کو بحیثیت رسالت و نبوت عطاء ہو اور اس کے ساتھ امت کی ہدایت وابستہ ہو اور وہ روحانیت سے خالی ہو۔ مرزائی سیکرٹری کی اس تاویل کا تو یہ نتیجہ ماننا پڑے گا کہ قرآن و حدیث کے علوم روحانی نہیں ہیں۔ روحانی علوم تو ان کے ماسوا ہیں جو مرزا قادیانی کو بغیر استعاذ عطاء کئے گئے ہیں۔ کیا مرزائی سیکرٹری یہ جاہلانہ نظریہ رکھتا ہے کہ شریعت اور طریقت دو متضاد چیزیں ہیں۔

بریں عقل و دانش بباہد گریست

ج..... مرزائی سیکرٹری نے اس سلسلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی مثال پیش کی ہے۔ لیکن وہ اس کے لئے مفید نہیں۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر سے دینی علوم نہیں حاصل کئے تھے۔ بلکہ چند جزوی واقعات تھے جن کا علم اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو دے دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہ دیا۔ اسی طرح بخاری شریف میں جو یہ لکھا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بنو جرہم قبیلہ سے ادب عربی سیکھا تھا تو اس کا بھی دینی علوم سے کوئی تعلق نہیں اور ہر نبی زبان اور اس کے محاورات اپنے قبیلہ اور قوم ہی سے حاصل کیا کرتا ہے۔ یہ تو مرزائی سیکرٹری بھی مانتا ہے کہ رسول خدا ﷺ امی تھے اور آپ نے کسی

استاد سے دین نہیں سیکھا تھا۔ کیا اسکا یہ بھی خیال ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عربی زبان بھی اپنی قوم کے واسطے سے نہیں بلکہ بواسطہ وحی حاصل کی تھی۔ خلاصہ یہ کہ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب نے جو فرمایا ہے کہ کسی نبی کا دین میں کوئی استناد نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہی بذریعہ وحی ان کو دینی علوم و احکام کی تعلیم دیتے ہیں۔ یہی بات مرزا قادیانی نے مندرجہ عبارتوں میں صراحتاً تسلیم کی ہے۔ لیکن یہ عجیب حق پرستی ہے کہ باوجود اس کے مرزا قادیانی تو یہی ہی رہیں اور مولانا موصوف قرآن وحدیث سے ناواقف قرار دیئے جائیں۔ عبرت، عبرت!

د..... بدحواسی اور اندھا پن

مرزائی سیکرٹری ہمارے اعتراضات اور دلائل سے اس قدر حواس باختہ ہو گیا ہے کہ وہ نفی اور اثبات میں تمیز نہیں کر سکتا۔ چنانچہ (اظہار حق ص ۶) پر لکھتا ہے کہ: ”پہلا اعتراض یہ تھا کہ نبی کا کوئی استناد نہیں ہوتا۔ جب قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہو گیا کہ انبیاء کے بھی استناد ہو سکتے ہیں تو اس اعتراف کے بغیر معترض کو کوئی چارہ نہ رہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دینی و شرعی علوم حضرت خضر علیہ السلام سے حاصل کئے۔“

پچیس ہزار روپیہ انعام

”ہم مرزائی سیکرٹری کو یہ چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ”کشف التلپیس“ سے یہ ثابت کر دے کہ ہم نے اس کی اس دلیل کو تسلیم کر لیا ہے۔ اگر وہ ایسا ثابت کر دے تو اس کو مبلغ دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔“ اور اگر نہ ثابت کر سکے تو مرزائیت سے تائب ہو کر ملت محمدیہ میں شامل ہو جائے۔

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ وہ خود (کشف التلپیس ص ۷) کی زیر بحث عبارت پڑھ کر دیکھیں۔ ہم نے تو وہاں صاف طور پر ”حاصل نہیں کئے“ کے الفاظ لکھے ہیں۔ لیکن مرزائی سیکرٹری کی آنکھوں پر ایسا پردہ پڑ گیا کہ اس کو ”نہیں“ کا لفظ نظر نہیں آیا اور ”حاصل کئے“ کے الفاظ پڑھ لئے۔ یا ”نہیں“ کا لفظ دیکھ تو لیا۔ لیکن اپنی روایتی بددیانتی کی وجہ سے جواب میں ”نہیں“ کا لفظ حذف کر دیا تاکہ ناواقف لوگوں کو فریب دیا جاسکے۔ آخر کون کون ”کشف التلپیس“ کی عبارت دیکھنے کی تکلیف کرے گا۔ مرزائیوں کی ایسی ہی حرکات کی بناء پر تو ہم نے جوابی ٹریک کا نام ”کشف التلپیس“ رکھا تھا۔ کیا اس سے زیادہ بھی کوئی خطرناک اور حیرت انگیز تلپیس ہو سکتی ہے۔ ”چہ دلا اور است دزدے کہ بلف چراغ دارد“ یہ بھی ملحوظ رہے کہ یہاں

مرزائی سیکرٹری کتابت کی غلطی کا عذر بھی نہیں پیش کر سکتا۔ کیونکہ اس نے جواب ہی اس بنیاد پر دیا ہے کہ ہم نے ”کشف التلخیص“ میں ”حاصل کئے“ کے الفاظ لکھے ہیں۔ کیا مرزائی سیکرٹری اپنی تلخیص یا اندھا پن کا اقرار کرے گا؟

س..... کشف التلخیص میں ہم نے سورہ انعام کی آیت ”واجتبیٰناہم وھدینہم الیٰ صراط مستقیم“ سے یہ ثابت کیا تھا کہ انبیاء کرام کو حق تعالیٰ کی طرف سے ہی صراط مستقیم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کے جواب میں مرزائی سیکرٹری نے لکھا ہے کہ: ”واجتبیٰناہم وھدینہم الیٰ صراط مستقیم“ میں آپ کے دعویٰ کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں کسی نبی کے علم حاصل کرنے کی نفی نہیں کی گئی۔ البتہ اس جگہ یہ امر ضرور قابل غور ہے کہ اٹھارہ انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ ہی نے (خصوصی) ہدایت فرمائی ہے۔ لیکن حضور ﷺ کو یہ ارشاد ہوتا ہے کہ آپ بھی انہی کے طریقے پر چلیں۔ کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مذکورہ انبیاء کرام کا تو کوئی استاد نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ ہی نے انہیں خصوصی ہدایت فرمائی تھی۔ لیکن حضور اکرم ﷺ کے وہ رہنما تھے اور آپ ان کے طریقہ کے پیروکار اور گویا ان کے شاگرد۔ (معاذ اللہ) (اظہار حق ص ۷)

الجواب

الف..... دلیل تو صاف ہے۔ کیونکہ انبیاء کرام صراط مستقیم پر خود چلنے اور دوسروں کو چلانے کے لئے آئے ہیں اور شرعی و دینی علوم ہی صراط مستقیم پر چلنے کا ذریعہ ہیں۔ تو جب حق تعالیٰ نے خود انبیاء کرام کو صراط مستقیم کی ہدایت فرمادی تو اس میں ان کو کسی دوسرے سے دینی علوم سیکھنے کی کیا حاجت باقی رہ جاتی ہے؟ یہ عجیب بات ہے کہ شرعی وحی تو انبیاء کرام پر نازل ہو اور وہ پھر شرعی علوم سیکھیں ان سے جن پر وحی نازل نہیں ہوتی۔ حقیقت یہی ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف سے یہ ہدایت خاصہ کا حصول ہی غیر سے دینی علوم کے حصول کی نفی کو مستلزم ہے۔ اسی لئے فرمایا: ”کلا ھدینا ونوحاً ھدینا من قبل“ ﴿ہم نے ان میں سے ہر ایک نبی کو ہدایت دی اور حضرت نوح علیہ السلام کو بھی اس سے پہلے ہدایت دی۔﴾ اور آخر میں اس حقیقت کو ان الفاظ میں واضح فرمایا: ”اجتبیٰناہم وھدینہم الیٰ صراط مستقیم“ ﴿ہم نے ان سب کو چن لیا اور ان کو صراط مستقیم کی ہدایت دی۔﴾ یہاں لفظ ہدایت میں ارءاء الطریق (راہ حق دکھانا) اور ایصال الی المقصود (مقصود تک پہنچانا) دونوں معنی آگئے۔

ب..... اس کے بعد مرزائی سیکرٹری نے امام الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین ﷺ کے متعلق جو یہ نتیجہ نکالا ہے کہ گویا ان کے شاگرد تو یہ اس کی انتہائی کوتاہ اندیشی کی دلیل ہے۔ کیونکہ

الف..... جب ہماری طرف اس بارے میں مرزائی بھی وہی کہتے ہیں کہ
آنحضرت ﷺ کسی کے شاگرد نہیں تھے تو یہ نتیجہ کیونکر نکالا جاسکتا ہے؟

ب..... ہم نے وہی لکھا ہے جو حق تعالیٰ نے ان آیات میں فرمایا ہے۔ کیا مرزائی
سیکرٹری ”فبہداهم اقتده“ کے الفاظ قرآنی پر بھی یہی اعتراض کرنا چاہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ
سابقہ انبیاء کے شاگرد تھے۔ العیاذ باللہ!

ج..... قرآنی الفاظ ”فبہداهم اقتده“ ﴿آپ بھی ان انبیاء کے طریق پر
چلیں۔﴾ سے کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت ﷺ کو ان انبیاء کی شاگردی کرنے کا حکم
دیا جا رہا ہے۔ کیونکہ یہاں ان انبیاء کے طریقہ پر چلنے کا حکم ہے نہ کہ ان سے دین و شریعت سیکھنے کا
اور مطلب ہے کہ حق تعالیٰ نے انبیاء سابقین کو جو دین دیا تھا۔ آپ بھی اسی دین پر چلیں۔ کیونکہ
سب انبیاء کا دین ایک ہی ہے اور احوال زمانہ کے اعتبار سے شریعتیں جدا جدا ہیں۔ اسی حقیقت کو
”ان اتبع ملۃ ابراہیم حنیفاً“ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو ملت عطا ہوئی اور انبیائے سابقین کو جو دین دیا گیا وہ سب
حق تعالیٰ ہی کی طرف سے تھا۔ اس لئے ملت ابراہیمی اور دین و ہدایت انبیاء کی اتباع درحقیقت حق
تعالیٰ ہی کی اتباع ہوگی۔ چنانچہ سرور انبیاء علیہم السلام کو دین انبیاء اور ملت ابراہیمی کا علم بھی حق تعالیٰ
نے خود ہی بذریعہ وحی عطا فرمایا ہے۔ یعنی انبیاء کی شاگردی سے اس حکم کا کوئی تعلق نہیں ہو سکتا اور اگر
مرزائی سیکرٹری کی الٹی فہم یہی نتیجہ نکالتی ہے تو یہ اعتراض اس کا قرآن پر ہے نہ ہم پر۔

سوال و جواب نمبر ۲

”حضرت مسیح علیہ السلام حج کریں گے۔“

مرزائی سیکرٹری نے (انہارالحق ص ۸) پر لکھا ہے کہ ہمارے جواب کے مسکت و مدلل
ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ مذکورہ اعتراض کو نظر انداز کر کے ”اصل اعتراض یہ ہے“ لکھ کر ایک زائد
اعتراض کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ خطیب صاحب مذکور کی تقاریر سننے والے بخوبی جانتے ہیں کہ انہوں
نے مذکورہ اعتراض بڑے زور اور اصرار و تکرار سے کیا تھا۔

الجواب

الف..... ”ہر نبی حج کرتا ہے۔“ کی بحث کو چھوڑ کر اس بحث کا اختیار کرنا کہ حضرت مسیح
علیہ السلام ضرور حج کریں گے۔ ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی مخالف کے ہاتھ کو چھوڑ کر اس کے گلے کو پکڑ لیا
جائے۔ اب تو ہم نے مرزائیوں کا گلہ پکڑ لیا ہے۔ کیونکہ اصل بحث یہ ہے کہ چونکہ مرزا قادیانی نے حج

نہیں کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام از روئے احادیث ضرور حج کریں گے۔ لہذا مرزا قادیانی وہ مسیح نہیں ہو سکتے جن کے آنے کی احادیث میں خبر دی گئی ہے۔ آپ اس دلیل سے کیوں سراسیمہ ہو گئے ہیں۔ ہم نے تو مرزا قادیانی کی نبوت کو جھوٹا ثابت کرنا ہے۔ خواہ کسی دلیل سے کریں۔

ب..... ”کشف التلبیس“ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حج و عمرہ کرنے کے بارے میں مسلم شریف کی یہ حدیث پیش کی تھی کہ: ”یحدث ابوہریرۃ عن النبی ﷺ قال والذی نفسی بیدہ لیلہن ابن مریم بفق الروحاء حاجاً او معتمراً (باب جواز التمتع فی الحج والعمرة)“ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ حضرت ابن مریم ضرور حج و روحاء سے حج کے لئے یا عمرہ کے لئے یا حج و عمرہ دونوں کے لئے احرام باندھیں گے۔ کیا مرزائی سیکرٹری نے اس حدیث کا کوئی جواب دیا ہے؟ اور جواب ہو بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ قسم کھا کے فرما رہے ہیں کہ حضرت ابن مریم ضرور احرام باندھیں گے اور مقام نوح و روحاء کی بھی تصریح کر دی اور چونکہ مرزا قادیانی کو حج یا عمرہ کا احرام کسی طرح بھی نصیب نہیں ہوا۔ اس لئے آپ مسیح موعود ہرگز نہیں ہو سکتے۔ اس کے جواب میں مرزا قادیانی سیکرٹری نے جو یہ لکھا ہے کہ ایام الصلح کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے مسیح موعود کو کشف میں حج کرتے ہوئے دیکھا ہے اور کشف تعبیر طلب ہوتے ہیں۔ اس میں بھی تلبیس یا بد فہمی کا ثبوت دیا ہے اور مظاہر حق کا حوالہ بھی ہرگز اس کے مفید مطلب نہیں ہے۔ کیونکہ:

الف..... مسلم شریف کی مذکورہ حدیث میں آنحضرت ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حج کرتے دیکھا ہے۔ بلکہ بطور پیش گوئی یہ فرمایا ہے کہ وہ آئندہ زمانہ میں ضرور حج یا عمرہ کریں گے۔

ب..... اور مظاہر حق میں ان روایات کی توجیہ کی گئی ہے۔ جن میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو طواف کرتے دیکھا ہے۔ لیکن اس کا اس واقعہ سے کوئی تعلق نہیں۔ جو قرب قیامت میں نزول مسیح کے بعد پیش آئے گا اور ایام الصلح میں بھی مرزا قادیانی کی عبارت کا تعلق اس پیش گوئی سے ہے نہ کہ کشف ماضی سے۔ کیونکہ اس کے یہ الفاظ ہیں۔ ”کیونکہ بموجب حدیث کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔“

(ایام الصلح ص ۱۶۸، ۱۶۹، خزائن ج ۳ ص ۴۱۶، ۴۱۷)

تجب ہے کہ مرزائی سیکرٹری اپنے نبی کی بات بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

ج..... مرزائی سیکرٹری کا یہ لکھنا بھی غلط ہے کہ حماتۃ البشریٰ کی عبارت میں کشف کے تعبیر طلب ہونے کی نفی نہیں کی گئی۔ لہذا وہ عبارت بھی معترض کے مفید مطلب نہیں ہے۔ کیونکہ ہم نے حماتۃ البشریٰ کی عبارت اس لئے پیش کی تھی کہ حدیث میں حضور ﷺ نے جو قسم کھا کے فرمایا ہے کہ ابن مریم ضرور احرام باندھیں گے۔ اس میں مرزائیوں کی طرف سے کوئی تاویل پیش نہ کی جاسکے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے جب خود لکھ دیا ہے کہ ”والقسم یدل علی ان الخبر محمول علی الظاهر لاتاویل فیہ ولا استثناء“ (حماتۃ البشریٰ ص ۱۲ احاشیہ، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲) یعنی قسم اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ خبر ظاہری معنی پر ہی محمول ہے جس میں تاویل اور استثناء کی کوئی گنجائش نہیں۔ لیکن باوجود مرزا قادیانی کی اس تصریح کے مرزائی سیکرٹری نے اس میں یہ تاویل کر ہی دی ہے کہ: ”حماتۃ البشریٰ کی عبارت میں کشف کے تعبیر طلب ہونے کی نفی نہیں کی گئی۔“ اور یہی مرزائیوں کی وہ ہٹ دھرمی ہے جس کی وجہ سے ان کو قبول حق کی توفیق نہیں ہوتی اور اس ضد میں وہ اپنے مسلمہ نبی کی بات کو بھی ٹھکرا دیتے ہیں۔ کیا ہی عجیب ایمان ہے۔

سوال و جواب نمبر ۳

کیا خدا کی اطاعت کے بعد انگریزی حکومت کی اطاعت فرض ہے۔

مرزائی سیکرٹری نے پہلے ٹریکٹ میں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی نے سکھوں کی ظالمانہ حکومت کے مقابلے میں انگریزی حکومت کی تعریف کی تھی اور اس کی تائید میں مولانا ظفر علی خان مرحوم کی وہ تحریریں پیش کی تھیں جو انہوں نے کسی زمانہ میں انگریزی حکومت کی تعریف میں لکھی تھیں۔ اس کے جواب میں ہم نے ”کشف التلبیس“ میں مرزا قادیانی کی وہ عبارتیں درج کی تھیں جن میں انہوں نے انگریزی حکومت کو ایک دینی فریضہ قرار دیا تھا اور ایسی تعریف لکھی تھی جو قرآنی تعلیمات کے بالکل خلاف ہے کہ کوئی نبی ایسی باتیں نہیں کہہ سکتا۔ مثلاً:

۱..... ”سو میرا مذہب جس کو بار بار ظاہر کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ اسلام کے دو حصے ہی۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔“ (گورنمنٹ کی توجہ کے لائق، ملحقہ شہادت القرآن ص ۸۴، خزائن ج ۶ ص ۳۸۰)

اس سے ثابت ہوا کہ حکومت برطانیہ کی اطاعت کرنا مرزا قادیانی کا مستقل مذہب ہے اور خدا کی اطاعت کے بعد اطاعت رسول ﷺ کی جگہ اطاعت برطانیہ پر ان کا ایمان ہے۔

حالانکہ قرآن مجید میں متعدد مقامات میں اطاعت خداوندی کے بعد اطاعت رسول ﷺ کا حکم دیا گیا ہے۔ مثلاً: ”اطيعوا الله واطيعوا الرسول . من يطع الرسول فقد اطاع الله“ کیا مولانا ظفر علی خان مرحوم نے بھی انگریز کی اطاعت کو یہی مقام دیا ہے جو مرزا قادیانی کے ہاں ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ مولانا ظفر علی خان پر جب انگریز کی اسلام دشمنی ظاہر ہو گئی تو وہ انگریزی حکومت کے سخت مخالف ہو گئے تھے۔ مرزائی سیکرٹری نے مولانا ظفر علی خان کی جو تحریریں روزنامہ زمیندار سے نقل کی ہیں وہ ۱۹۱۱ء کی ہیں۔ لیکن مولانا مرحوم کو ۱۹۱۲ء کی جنگ عظیم میں انگریز نے ان کے گاؤں کرم آباد میں نظر بند کر دیا تھا۔ اس دوران میں ایک دفعہ آپ اپنے باغ میں بیٹھے تھے کہ ایک انگریز انجینئر موٹر سائیکل پر سوار ہو کر وہاں سے گذرا تو کتوں نے اس کو گھیر لیا اور بڑی مشکل سے نوکروں نے اس کی جان چھڑائی۔ انگریز افسر نے فرط غضب میں مولانا کو انگریزی میں گالیاں دیں اور پھر یہ کہا کہ ہم اگلی بار رپوالور ساتھ لائے گا اور تمہارے ان ڈاگز (کتوں) کو شوٹ کر دے گا۔ یہ سننا تھا کہ مولانا مرحوم کو بھی جلال آ گیا۔ پہلے اس کے گال پر تھپڑ رسید کیا۔ پھر نوکروں کو حکم دیا کہ خوب مرمت کرو۔ اس سفید بندر کی۔ چنانچہ نوکروں نے اس کو مار مار کر بے ہوش کر دیا۔ (نوائے وقت ۲۶ نومبر ۱۹۶۷ء) مولانا مرحوم نے انگریز کے زمانہ میں تقریباً ۱۵ سال قید کاٹی ہے اور اخبار زمیندار کا بحق سرکار جو سرمایہ ضبط ہوا وہ تقریباً دو لاکھ ہے۔ کیا ان واقعات کے بعد بھی مرزائی سیکرٹری یہی چننا ہے کہ مولانا ظفر علی خان اور مرزا قادیانی کے نظریات انگریزی حکومت کے بارے میں یکساں تھے؟

ب..... ہم نے (کشف التلبیس ص ۱۲) پر یہ لکھا ہے کہ: ”مرزا قادیانی کی انگریز پرستی کو جائز ثابت کرنے کے لئے مولانا ظفر علی خان مرحوم کی تحریر کا سہارا لینا ڈوبنے کو تنکے کا سہارا لینے کے مترادف ہے۔ کیا مولانا ظفر علی خان کی یہ تحریر کوئی شرعی کسوٹی ہے۔ جس پر مرزا قادیانی کے صدق و کذب کو پرکھا جائے۔“ لیکن مرزائی سیکرٹری نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور ”اظہار الحق“ میں مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی اور دارالعلوم ندوہ کی بھی وہ تحریروں درج کر دیں جن میں انگریزی حکومت کی تعریف ثابت ہے۔ لیکن یہ تحریریں مرزائیوں کے لئے تب حجت بن سکتی ہیں جب وہ ان علماء کو مرزا قادیانی کی طرح انبیاء کی فہرست میں شامل کر لیں۔ یا کم از کم ان علماء کو مرزا قادیانی کا استاد و مرشد مان لیں۔ کیا کوئی ایسا قابل مرزائی ہے جو قرآن وحدیث سے یہ ثابت کر سکے کہ خدا کی عبادت کے بعد دوسری چیز انگریزی

حکومت کی اطاعت ہے۔ ”ہاتوا برہانکم ان کنتم صدقین“ قرآن مجید میں تصریح ہے کہ ”اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم“ لیکن مرزائی فرقہ اس آیت کے تحت حکومت برطانیہ کو تیسرے درجہ پر اولی الامر بھی ثابت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ آیت میں ”منکم“ کی قید ہے۔ جس سے مراد وہ اولی الامر (حکام) ہیں جو ”اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول“ کے پابند ہوں اور انگریز تو اس آیت کے ہی سرے سے منکر اور کافر ہیں۔ وہ اولی الامر ”منکم“ میں کیونکر داخل ہو سکتے ہیں؟

۲..... ہم نے ”کشف التلبیس“ میں مرزا قادیانی کی جو عبارتیں پیش کی تھیں۔ ان میں ملکہ و کٹوریہ کے خطاب میں یہ عبارت بھی تھی۔ ”سو یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے۔“

(ستارہ قیصرہ ص ۸، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۸)

اب تمام مرزائی امت کو ہمارا یہ چیلنج ہے کہ وہ شرعی دلائل سے یہ ثابت کریں کہ کسی سچے نبی کی نبوت کسی کافر حاکم کے وجود کی برکت کا نتیجہ ہو سکتی ہے؟ کیا مولانا ظفر علی خان اور مذکورہ علماء میں سے بھی کسی نے ملکہ و کٹوریہ اور انگریزی حکومت کی یہ شان لکھی ہے؟

۳..... انگریزی نبی اور پچاس الماریاں

یہاں ہم مرزا قادیانی کی بعض اور ایسی عبارتیں پیش کرتے ہیں جنکو پڑھنے کے بعد کسی صاحب عقل و شعور انسان کو اس بات میں شک نہیں ہو سکتا کہ مرزا قادیانی کی نبوت انگریزی کی طرف سے ہے نہ کہ خداوند عالم کی طرف سے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔“ (تزیان القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵)

اب مرزائی سیکرٹری بتائے کہ جس شخص نے انگریزی اطاعت اور جہاد کی ممانعت میں اتنی کتابیں لکھی ہیں جن سے پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں تو اس سے مقصود کیا صرف یہ ثابت کرنا تھا کہ سکھوں کی ظالمانہ حکومت کے مقابلہ میں انگریزی حکومت اچھی ہے یا یہ مقصود تھا کہ مسلمانوں کے دلوں سے جہاد کا جذبہ نکل جائے اور وہ بھی مرزا قادیانی کی طرح انگریزی اطاعت کو اپنا مذہب بنا لیں۔ تاکہ انگریزی حکومت کو کسی اسلامی انقلاب کا خدشہ باقی نہ رہے۔ اگر خدا نخواستہ

مسلمان مرزا قادیانی کی اس نصیحت پر عمل کرتے اور ہندوستان میں انگریزی حکومت کے مخالفین پیدا نہ ہوتے تو کیا ہندوستان آزاد اور پاکستان قائم ہو سکتا تھا۔ آج تک خدا نخواستہ انگریز کی اطاعت اور غلامی میں ہی مسلمان زندگی بسر کرتے۔ ”فاعتبروا یا اولیٰ الابصار“

۴..... ان پچاس الماریوں میں سے اگر تعلیم یافتہ مسلمان مرزا قادیانی کی صرف دو درخواستیں ہی پڑھ لیں تو مرزائی نبوت بے نقاب ہو جاتی ہے۔ طوالت سے بچنے کے لئے یہاں ہم ان کے بعض اقتباسات ہی پیش کریں گے۔ ان میں سے ایک درخواست کا عنوان مرزا قادیانی نے خود یہ لکھا ہے۔ ”حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست“ اس میں لکھتے ہیں کہ:

الف..... ”یہ عاجز گورنمنٹ کے اس قدیم خیر خواہ خاندان میں سے ہے جس کی خیر خواہی کا گورنمنٹ کے عالی مرتبہ حکام نے اعتراف کیا ہے..... میرے والد مرحوم مرزا غلام مرتضیٰ اس محسن گورنمنٹ کے ایسے مشہور خیر خواہ اور دلی جانثار تھے..... والد مرحوم گورنمنٹ عالیہ کی نظر میں ایک معزز اور ہر دلعزیز رئیس تھے۔ جن کو دربار گورنری میں کرسی ملی تھی..... اس گورنمنٹ کی خیر خواہی ایک میخ فولادی کی طرح ان کے دل میں دھنس گئی تھی۔ ان کی وفات کے بعد مجھے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح بالکل دنیا سے الگ کر کے اپنی طرف کھینچ لیا اور میں نے اس کے فضل سے آسمانی مرتبت اور عزت کو اپنے لئے پسند کر لیا۔ لیکن اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتا کہ اس گورنمنٹ محسنہ انگریزی کی خیر خواہی اور ہمدردی میں مجھے زیادتی ہے یا میرے والد مرحوم کو..... اب میں اپنی گورنمنٹ محسنہ کی خدمت میں جرات سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بست (۲۰) سالہ میری خدمت ہے جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کر سکتا..... میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اوّل درجہ پر بنا دیا ہے۔ (۱) اوّل والد مرحوم کے اثر نے۔ (۲) اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے۔ (۳) تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے۔ اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں۔“

(مرزا غلام احمد از قادیان المرقوم ۲۷ ستمبر ۱۸۹۹ء، ملحقہ تریاق القلوب ص ۳۵۹ تا ۳۶۳، ج ۱۵ ص ۳۸ تا ۳۹۱)

درخواست دوم

مرزا قادیانی کی دوسری درخواست کا یہ عنوان ہے۔ ”بعض نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر

دام اقبالہ“

ب..... ”چونکہ مسلمانوں کا ایک نیا فرقہ جس کا پیشوا اور امام اور پیر یہ راقم ہے۔ پنجاب اور ہندوستان کے اکثر شہروں میں زور سے پھیلتا جاتا ہے اور بڑے بڑے تعلیم یافتہ مہذب اور معزز عہدہ دار اور نیک نام رئیس اور تاجر پنجاب اور ہندوستان کے اس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۸)

ج..... ”سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایک ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے۔ چنانچہ جناب چیف کمشنر بہادر پنجاب کی چٹھی نمبری ۵۷۶ مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء میں یہ مفصل بیان ہے کہ میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان کیسے سرکار انگریزی کے سچے وفادار اور نیک نام رئیس تھے اور کس طرح ان سے ۱۸۵۷ء میں رفاقت اور خیر خواہی اور مدد دہی سرکار دولت مدار انگلشیہ ظہور میں آئی..... گورنمنٹ عالیہ اس چٹھی کو اپنے دفتر سے نکال کر ملاحظہ کر سکتی ہے اور رابرٹ کسٹ صاحب کمشنر لاہور نے بھی اپنے مراسلہ میں جو میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ کے نام ہے۔ چٹھی مذکورہ بالا کا حوالہ دیا ہے..... اور باعث خوشنودی سرکار ہوا۔ لہذا بجلد وی اسی خیر خواہی اور خیر سگالی کے خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے آپ کو عطاء ہوتا ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۹)

د..... ”دوسرا امر قابل گذارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو تقریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیر دوں۔ سو میں نے نہ کسی بناوٹ اور ریا کاری سے بلکہ محض اس اعتقاد کی تحریک سے جو میرے دل میں ہے۔ بڑے زور سے بار بار اس بات کو مسلمانوں میں پھیلا یا ہے کہ ان کو گورنمنٹ برطانیہ کی جو درحقیقت ان کی محسن ہے۔ سچی اطاعت اختیار کرنی چاہئے۔ ورنہ خدا تعالیٰ کے گناہگار ہوں گے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۱)

”یہی وجہ ہے کہ میرا باپ اور میرا بھائی اور خود بھی روح کے جوش سے اس بات میں مصروف رہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد اور احسانات کو عام لوگوں پر ظاہر کریں اور اس کی اطاعت کی فریضت کو دلوں میں جمادیں..... اکثر جاہل مولوی ہماری اس طرز اور رفتار اور ان خیالات سے سخت ناراض ہیں اور اندر ہی اندر جلتے اور دانت پیستے ہیں..... یہ تو ہمارا عقیدہ ہے۔ مگر افسوس کہ

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ اٹھارہ برس کی تالیفات کو جن میں بہت سی پرزور تقریریں اطاعت گورنمنٹ کے بارے میں ہیں کبھی ہماری گورنمنٹ محسنہ نے توجہ سے نہیں دیکھا اور کئی مرتبہ میں نے یاد دلایا مگر اس کا اثر محسوس نہیں ہوا۔ لہذا میں پھر یاد دلاتا ہوں کہ مفصلہ ذیل کتابوں اور اشتہاروں کو توجہ سے دیکھا جائے اور وہ مقامات پڑھے جائیں۔ جن کے نمبر صفحات میں نے ذیل میں لکھ دیئے ہیں۔ (اس کے بعد مرزا قادیانی نے ۲۴ عدد کتابوں اور اشتہاروں کے نام تاریخ، طبع اور نمبر صفحات کی فہرست پیش کی ہے) گورنمنٹ متوجہ ہو کر سوچے کہ یہ مسلسل کارروائی جو مسلمانوں کو اطاعت گورنمنٹ برطانیہ پر آمادہ کرنے کے لئے برابر اٹھارہ برس سے ہو رہی ہے اور غیر ملکوں کے لوگوں کو بھی آگاہ کیا گیا ہے کہ ہم کیسے امن اور آزادی سے زیر سایہ گورنمنٹ برطانیہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ کارروائی کیوں اور کس غرض سے ہے اور غیر ممالک کے لوگوں تک ایسی کتابیں اور اشتہارات کے پہنچانے سے کیا مدعا تھا۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۲ تا ۱۴)

”میں کسی ایسے مہدی ہاشمی قریشی خونخوار کا قائل نہیں ہوں جو دوسرے مسلمانوں کے اعتقاد میں بنی فاطمہ میں سے ہوگا اور زمین کو کفار کے خون سے بھر دے گا۔ میں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھتا اور محض ذخیرہ موضوعات جانتا ہوں۔ ہاں اپنے نفس کے لئے اس مسیح موعود کا اذعا کرتا ہوں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح غربت کے ساتھ زندگی بسر کرے گا..... اور میں یقین رکھتا ہوں جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے۔ ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۹)

ط..... ”چوتھی گزارش یہ ہے کہ جس قدر لوگ میری جماعت میں داخل ہیں۔ اکثر ان میں سے سرکار انگریزی کے معزز عہدوں پر ممتاز یا اس ملک کے نیک نام رئیس اور ان کے خدام اور احباب اور یا تاجر یا وکلا اور یا نوال تعلیم یافتہ انگریزی خوان اور یا ایسے نیک نام علماء اور فضلاء اور دیگر شرفاء ہیں جو کسی وقت سرکار انگریزی کی نوکری کر چکے ہیں یا اب نوکری پر ہیں۔ یا ان کے اقارب اور رشتہ دار اور دوست ہیں جو اپنے بزرگ مخدوموں سے اثر پذیر ہیں اور یا سجادہ نشینان غریب طبع، غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حاصل کردہ اور مورد راجم گورنمنٹ ہیں اور یا وہ لوگ جو میرے اقارب یا خدام میں سے ہیں۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۰)

”لیکن یہ سب امور گورنمنٹ عالیہ کی توجہات پر چھوڑ کر بالفعل ضروری استغاثہ یہ ہے کہ مجھے متواتر اس بات کی خبر ملی ہے کہ بعض حاسد بداندیش جو بوجہ اختلاف عقیدہ یا کسی اور وجہ سے مجھ سے بغض اور عداوت رکھتے ہیں یا جو میرے دوستوں کے دشمن ہیں۔ میری نسبت اور میرے دوستوں کی نسبت خلاف واقعہ امور گورنمنٹ کے معزز حکام تک پہنچاتے ہیں۔ اس لئے اندیشہ ہے کہ ان کی ہر روز کی مفتریانہ کارروائیوں سے گورنمنٹ عالیہ کے دل میں بدگمانی پیدا ہو کر وہ تمام جانفشانیاں پچاس سالہ میرے والد مرحوم مرزا غلام مرتضیٰ اور میرے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی جن کا تذکرہ سرکاری چھٹیاں اور سرلیٹل گرن کی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں اور نیز میری قلم کی وہ خدمات جو میرے اٹھارہ سال کی تالیفات سے ظاہر ہیں سب کی سب ضائع اور برباد نہ ہو جائیں اور خدا نخواستہ سرکار انگریزی اپنے ایک قدیم وفادار اور خیر خواہ خاندان کی نسبت کوئی تکدر خاطر اپنے دل میں پیدا کرے۔“

خودکاشتہ پودہ

”صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دوہتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار، جانثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چھٹیاں میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے یکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس خودکاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط سے اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔“

اس کے بعد مرزا قادیانی نے ۳۱۶ مریدوں کے نام لکھے ہیں۔ جو سرکار انگریزی کے

نمک پروردہ اور جانثار ہیں۔

تبصرہ

مرزا قادیانی نے گورنمنٹ برطانیہ اور اس کے لیفٹیننٹ گورنر کے حضور میں جو عاجزانہ درخواستیں پیش کی ہیں۔ ان پر تفصیلی تبصرہ کی ضرورت نہیں رہتی اور دوسری درخواست کی آخری سطور میں مرزا قادیانی نے اپنے اور سارے خاندان کو انگریز کا خودکاشتہ پودہ تسلیم کر کے قادیانی

نبوت کی خود ہی قلعی کھول دی ہے۔ اس کے بعد بھی کیا اس علمی بحث کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ مرزا قادیانی کس درجہ میں نبی تھے یا نہ؟ ہاں یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ آپ انگریزی نبی ضرور تھے۔ بھلا جو شخص مسلمانوں کے دلوں میں انگریزی حکومت کی اطاعت جمانے کے لئے پچاس الماریوں کی مقدار میں کتابیں لکھے۔ خدا کی اطاعت کے بعد بجائے اطاعت رسول ﷺ کے اس کا دین و ایمان انگریز کی اطاعت ہو اور جس کی درخواستوں کی زبان ایک نہایت کم ظرف اور مفاد پرست چہرہ اسی کی زبان ہو جو کوئی خود ار ملازم بھی اپنے افسر کے سامنے استعمال کرنے میں شرم محسوس کرتا ہو۔ یہ گداگری کا کھنکول ہے یا رسالت الہیہ کی تبلیغ؟ ایک باضمیر چہرہ اسی بھی اتنی خوشامد لجاجت اور چالپوسی کسی افسر کی نہیں کر سکتا جو ایک مدعی مسیحیت نے انگریز کو راضی کرنے کے لئے کی ہے۔ مقتدر کفار کے مقابلے میں تو انبیاء کی زبان وہ ہوتی ہے جو حضرت ہو و علیہ السلام نے استعمال فرمائی۔ ”فکیدونی جمیعاً ثم لا تنظرون انی توکلت علی اللہ ربی و ربکم“ ﴿پس تم سب مل کر میرے خلاف تدبیر کر لو۔ پھر مجھ کو مہلت نہ دو۔ میں نے اللہ پر بھروسہ کیا جو میرا اور تمہارا رب ہے﴾

انبیاء معصومین کا مقام تو بہت بلند و برتر ہے کہ مرزا قادیانی کا ان سے کوئی موازنہ کیا جائے۔ صحابہ کرامؓ کے مجاہدانہ کارنامے قیصر و کسریٰ کے دربار میں ان کے باطل شکن چیلنج مجددین کا بڑے بڑے باجبروت سلاطین کے دربار میں اعلان حق سلف صالحین اور علمائے ربانین کی حق بیانیوں تاریخ اسلام کے صفحات میں نمایاں ہیں۔ لیکن اس کے برعکس قادیانی نبی کا کردار ملاحظہ فرمائیں کہ کاسہ گدائی ہاتھ میں لئے انگریز جیسے مسلم کش کافر کو چوکھٹ پر کھڑے ہیں۔ ”بہ ہیں تفاوت راہ از کجاست تا کجا“ ان تحریروں کے باوجود مرزائی سیکرٹری کو یہ کہنے کا حق پہنچتا ہے کہ مرزا قادیانی نے کبھی کوئی جاگیر اور انعام حاصل نہیں کیا۔ بھلا انگریزی نبوت سے زیادہ بھی کوئی بڑا انعام دنیوی اعتبار سے ہو سکتا ہے؟ کیا کوئی جاگیر اور ریاست انگریز کا خود کاشتہ پودا ہونے کے مساوی ہو سکتی ہے؟ ۱۸۵۷ء میں آپ کے والد صاحب نے فرنگی فرمانبرداری اور غلامی کا جو حق ادا کیا اور جس کے صلہ میں ان کو مبلغ دو سو روپے انعام دیا گیا اور دربار گورنری میں کرسی نشین ہونے کا شرف پایا اور سرکاری خصوصی چٹھیا سے ان کو اور سارے خاندان کو سرفراز کیا گیا اور خود مرزا قادیانی نے بھی یہاں تک عرض کر دیا کہ: ”میں اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتا کہ اس گورنمنٹ محسنہ انگریزی کی خیر خواہی اور ہمدردی میں مجھے زیادتی ہے یا میرے والد مرحوم کو۔“

یہ اپنے تمام مریدوں کی فہرست لیفٹیننٹ گورنر کے حضور میں کیوں پیش کی جارہی ہے۔ یہ سب جاگیر دار اور رئیس اور گورنمنٹ کے تنخواہ دار اور پنشن دار آخرو مرزا قادیانی کی نبوت کے کیونکر قائل ہو گئے۔ کیا یہ باتیں اب سر بستہ راز ہیں کہ مرزائی سیکرٹری ان سے واقف نہیں ہے۔ اگر بالفرض پہلے وہ بے خبر تھا تو ہم نے مذکورہ درخواستوں کے اقتباسات نقل کر کے یہ فرض بھی ادا کر دیا ہے۔ اب بھی اگر وہ قادیانی نبوت کا معتقد رہے تو خدائی مہر کون توڑ سکتا ہے۔ ”من یضلل اللہ فلا ہادی لہ“

ملکہ و کٹور یہ کو دعوت اسلام کی حقیقت

مرزائی سیکرٹری نے بڑے فخر سے لکھا ہے کہ ملکہ اور ساری غیر مسلم دنیا کو آپ (یعنی مرزا قادیانی) ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کی دعوت دیتے تھے۔

الجواب

ہم مرزائی سیکرٹری سے پوچھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے ستارہ قیصرہ میں اس ملکہ کی خدمت میں یہ لکھ دیا ہے کہ: ”یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے۔“ (ستارہ قیصرہ ص ۸، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۸)

تو جب مرزا قادیانی کا مسیح موعود ہونا ہی خود ملکہ کے وجود کی برکت کا نتیجہ ہے۔ اگر ملکہ کا وجود نہ ہوتا تو مرزا قادیانی مسیح موعود ہی نہ بن سکتے۔ تو اب بتائیں کہ اس سے زیادہ بابرکت اسلام کس کا ہو سکتا ہے جو ملکہ کو نصیب تھا۔ اگر مرزا قادیانی مسیح ہیں تو ملکہ و کٹور یہ ماشاء اللہ مسیح گر ہے۔ لہذا مسیح موعود کا اپنے مسیح گر کو دعوت اسلام دینا کیا معنی رکھتا ہے؟ اسی بناء پر ہم نے سوال کیا تھا کہ مرزا قادیانی نے ملکہ کو کس اسلام کی دعوت دی تھی؟

ب..... مرزا قادیانی یہ مذہبی عقیدہ تھا کہ ملکہ و کٹور یہ کی اطاعت کی جائے۔ حتیٰ کہ اس اطاعت کی بجا آوری میں انہوں نے پچاس الماریاں کتابوں کی شائع کر دیں تو اس حیثیت سے تو ملکہ مطاع ہوگی اور مرزا قادیانی اس کے مطیع۔ پھر ایک مطیع کا اپنے مطاع کو اپنی اطاعت کی دعوت دینا کیا معنی رکھتا ہے۔

ج..... کلمہ طیبہ میں مرزا قادیانی، محمد رسول اللہ ﷺ سے اپنی ذات مراد لیتے ہیں کہ میں رسول عربی مکی مدنی کی ذات مقدسہ ہوں۔ جیسا کہ انہوں نے ایک غلطی کا ازالہ میں لکھ دیا ہے۔ ”خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا وجود قرار دیا ہے۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

پادریوں سے بحث رچانے کا ڈھونگ

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے وغیرہ۔ مرزا قادیانی کے لئے یہ ایک بڑا اشکال تھا۔ اس کو اس طرح حل کیا کہ دجال سے مراد پادریوں کا گروہ ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ: ”اب یہ سوال جو کیا جاتا ہے کہ ضرور ہے کہ مسیح ابن مریم سے پہلے دجال آ گیا ہو۔ اس کا جواب ظاہر ہو گیا اور پاپیہ ثبوت پہنچ گیا کہ مسیح دجال جس کے آنے کی انتظار تھی یہی پادریوں کا گروہ ہے جو ٹڈی دل کی طرح دنیا میں پھیل گیا ہے۔ سو آئے بزرگو! دجال معهود یہی ہے جو آچکا۔ مگر تم نے اسے شناخت نہیں کیا۔“ (ازالہ اوہام ص ۴۹۶، خزائن ج ۳ ص ۳۶۶)

خر دجال

دجال کا گدھا، مرزا قادیانی کے نزدیک ریل گاڑی ہے۔ چنانچہ ازالہ اوہام میں لکھا ہے کہ: ”چونکہ یہ عیسائی قوم کا ایجاد ہے۔ جن کا امام اور مقتدا یہی دجال گروہ ہے۔ اس لئے ان گاڑیوں کو دجال کا گدھا قرار دیا گیا۔“ (ازالہ اوہام ص ۳۱، خزائن ج ۳ ص ۴۹۳)

دجال کا قتل

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باب لد پر دجال کو قتل کریں گے۔ اس کا مطلب مرزا قادیانی نے یہ لکھا ہے کہ: ”پھر آخر باب لد پر قتل کیا جائے گا۔ لد ان لوگوں کو کہتے ہیں جو بیجا جھگڑنے والے ہوں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب دجال کے بیجا جھگڑے کمال تک پہنچ جائیں گے تب مسیح موعود ظہور کرے گا اور اس کے تمام جھگڑوں کا خاتمہ کر دے گا۔“ (ازالہ اوہام ص ۳۰، خزائن ج ۳ ص ۴۹۲، ۴۹۳)

فریب کا پردہ چاک ہو گیا

مرزا قادیانی نے دجال کا مسیح کے ہاتھوں قتل ہونے کا یہ مطلب لیا ہے کہ مسیح موعود پادریوں کے جھگڑوں کا خاتمہ کر دے گا۔ لیکن یہ مطلب بھی ان کا پورا نہ ہوا۔ مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں آنجمنی ہو گئے اور پادری بدستور ان کے بعد بھی دندناتے رہے اور آج تک مسلمانوں کو بدستور مرتد بنا رہے ہیں۔ نعوذ باللہ!

مرزا قادیانی نے دجال کے گدھے کو ریل گاڑی تسلیم کر کے یہ مان لیا ہے کہ یہ عیسائی قوم کا ایجاد ہے اور پادری ان کے امام اور مقتدا ہیں۔ ظاہر ہے کہ ریل گاڑی انگریز حکومت نے چلائی تھی تو دجال اور اس کے گدھے کا خاتمہ تو جب تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ انگریزی حکومت ہی برباد

کردی جاتی۔ جس کے سہارے پادریوں کا گروہ جھکڑے کرتا رہا۔ لیکن مرزا قادیانی اس دنیا سے چل بسے اور تقریباً ۳۶ سال بعد تک ہندوستان میں انگریزی حکومت قائم رہی۔ حتیٰ کہ ۱۹۴۷ء میں ہندوستان آزاد ہوا اور پاکستان عالم وجود میں آیا۔ لیکن پادریوں کے ذریعہ مسلمانوں کے ارتداد کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ اب تمام مرزائی امت سے ہمارا یہ ایک لائٹل سوال ہے کہ مرزا قادیانی کس لئے مسیح موعود بنائے گئے تھے؟

”ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔“

پادریوں کے جواب میں جو کتابیں مرزا قادیانی نے لکھی ہیں۔ اس کی حقیقت بھی انہوں نے خود ظاہر کر دی ہے۔ چنانچہ گورنمنٹ برطانیہ کے حضور میں مذکورہ عاجزانہ درخواست میں لکھتے ہیں۔

الف..... ”سو مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔“ (تزیاق القلوب ص ۷، خزائن ج ۱۵ ص ۴۹۱)

ب..... لیفٹیننٹ گورنر کی خدمت میں مذکورہ درخواست میں لکھتے ہیں کہ: ”دیسی پادریوں کے نہایت دل آزار حملے اور توہین آمیز کتابیں درحقیقت ایسی تھیں کہ اگر آزادی کے ساتھ ان کی مدافعت نہ کی جاتی اور ان کے سخت کلمات کی عوض میں کس قدر مہذبانہ سختی استعمال نہ آتی تو بعض جاہل جو جلد تہ گمانی کی طرف جھک جاتے ہیں۔ شاید یہ خیال کرتے کہ گورنمنٹ کو پادریوں کی خاص رعایت ہے۔ مگر اب ایسا خیال کوئی نہیں کر سکتا اور بالمقابل کتابوں کے شائع ہونے سے وہ اشتعال جو پادریوں کی سخت تحریروں سے پیدا ہونا ممکن تھا اندر ہی اندر دب گیا۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۶)

فرمائیے! کیا مرزا قادیانی نے جو ابی کتابیں اسلام کی نصرت کے لئے لکھی تھیں۔ نہیں بلکہ اس میں بھی انگریز کی وفاداری اور اطاعت ملحوظ تھی کہ انگریز گورنمنٹ کے خلاف مسلمانوں میں جو جوش پیدا ہوا ہے وہ اندر ہی اندر دب جائے۔ معاذ اللہ حالانکہ پادریوں کی ناپاک تحریریں ایسی تھیں کہ مسلمان سب کچھ قربان کر سکتے ہیں۔ لیکن ایسی تحریروں کو برداشت نہیں کر سکتے اور انتہائی ذلت آمیز طریق یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے پادریوں کی وہ گندی عبارات بھی ان درخواستوں میں لکھ دی ہیں اور باوجود اس کے پھر انگریز کی خوشامد کر رہے ہیں۔ چنانچہ گورنمنٹ برطانیہ کے حضور

میں مذکورہ درخواست میں لکھا ہے کہ: ”بالخصوص پرچہ نور افشاں میں جو ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے۔ نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں اور ان مؤلفین نے ہمارے نبی ﷺ کی نسبت نعوذ باللہ ایسے الفاظ استعمال کئے کہ یہ شخص ڈاکو تھا، چور تھا، زنا کار تھا اور صد ہا پرچوں میں یہ شائع کیا کہ یہ شخص اپنی لڑکی پر بد نیتی سے عاشق تھا اور باایں ہمہ جھوٹا تھا اور لوٹ مار اور خون کرنا اس کا کام تھا۔ تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندریشہ دل میں پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو جوش رکھنے والی قوم ہے ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو۔ تب میں نے ان کے جوش کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اپنی صحیح اور پاک نیت سے جواب دیا جائے۔ تا سرلیج الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں بد امنی پیدا نہ ہو۔“

(اشتہار ملحقہ تریاق القلوب ص ۷، ج ۱، خزائن ج ۱۵ ص ۳۹۰)

مقام عبرت

مرزا قادیانی نے واقعی حق نمک ادا کر دیا کہ مسلمانوں کے اسلامی جوش کو ٹھنڈا کرنے اور سرکار انگریزی کو خوش کرنے کے لئے پادریوں کے جواب میں کچھ سخت الفاظ میں کتابیں لکھ دیں۔ ورنہ مرزا قادیانی کے دل میں رحمت اللعالمین ﷺ کی اس صریح توہین کے خلاف کوئی جوش نہیں پیدا ہوا۔ جس گورنمنٹ عالیہ کے سایہ میں یہ ناپاک کتابیں پادریوں نے لکھیں اس کی وفاداری اور عقیدت میں کوئی فرق نہ آیا اور قادیانی نبی ظاہر داری کے طور پر بھی یہ مطالبہ نہ کر سکا کہ ایسی ناپاک اور گندی کتابیں ضبط کی جائیں اور پادریوں کو سنگین سزا دی جائے۔ کاش کہ اگر اس وقت کوئی برائے نام بھی مسلم حکومت ہوتی تو پادریوں کو ایسی اشتعال انگیز کتابیں شائع کرنے کی جسارت نہ ہوتی اور اگر خدا نخواستہ لکھنے کی جسارت کرتے تو جہنم رسید کئے جاتے۔ عبرت! عبرت!! عبرت!!!

سوال و جواب نمبر ۴

”انبیائے کرام اور کافر حکومت۔“

مرزائی سیکرٹری نے اس سلسلہ میں یہ لکھا ہے کہ چوتھے اعتراض کے جواب میں ہم نے لکھا تھا کہ قرآن مجید میں انبیاء کے جو کام بیان ہوئے ہیں۔ ان میں کسی جگہ یہ کام نہیں بتایا گیا کہ وہ حکومت کے تختے لٹنے آتے ہیں۔ ہماری اس بات کی تغلیط و تردید کے لئے ضروری تھا کہ قرآن مجید کے کسی مقام سے یہ اصول نکال کر بتایا جاتا۔ اس کے برعکس یہ لکھا ہے کہ قرآن مجید میں تصریح ہے کہ: ”کُتِبَ اللَّهُ لَا غَلْبَانَ اَنَا وَرَسُولِي اِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ“

الف..... اوّل تو اس جگہ جو دعویٰ کیا گیا تھا کہ نبی کافر حکومت کو ختم کر دیتے ہیں۔ اس کا کوئی ذکر نہیں۔

ب..... دوسرے یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اگر اس جگہ ظاہری غلبہ ہی مراد ہے تو معترض ان انبیاء کے متعلق کیا کہے گا جو قرآن مجید کی تصریح کے مطابق کافروں کے ہاتھوں سے شہید کر دیئے گئے۔

الجواب

الف..... حضرت مولانا عبداللطیف صاحب دام فیضہ نے یہ بطور کلیہ کبھی نہیں فرمایا کہ انبیاء ضرور کافر حکومت کو ختم کر دیتے ہیں۔ یا یہ کہ انبیاء کے غالب ہونے کا یہ مطلب ہے کہ کوئی نبی شہید نہیں ہوتا۔ مرزائی سیکرٹری نے بطور تلمیسی ان دعاوی کو مولانا موصوف کی طرف منسوب کر دیا۔ ہاں یہ مولانا موصوف نے پہلے بھی کہا ہے اور اب بھی کہتے ہیں کہ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے کافر حکومت کی اس طرح خوشامد، وفاداری، اطاعت اور جانثاری کو اپنا مذہب قرار دیا ہو۔ جو مرزا قادیانی نے اپنی مذکورہ درخواستوں میں ظاہر کیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ امر بھی ظاہر ہے کہ جو انبیاء شہید ہوئے وہ کفار کے تقابل اور ٹکراؤ میں شہید ہوئے۔ اگر بالفرض وہ بھی مرزا قادیانی کی طرح کافر اقتدار کے کاسہ لیس بن جاتے تو ان کو شہید کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور اگر وہ کافر اقتدار کی غلامی پر قناعت کرتے ہوئے مرزا قادیانی کی طرح جہاد کو منسوخ کر دیتے تو پھر کفار کو ان سے کیا خطرہ ہو سکتا تھا؟

ب..... ”کشف التلبیس“ میں ”کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی“ کی آیت کے تحت ہم نے لکھا تھا کہ حق تعالیٰ نے عموماً انبیاء کرام کو اعدائے اسلام کے مقابلہ میں نصرت و غلبہ عطا فرمایا اور کافر قوموں کو عذاب سے ہلاک کیا۔ اس میں ہم نے عموماً کالفاظ استعمال کیا تھا۔ اگر ہم اس کے بجائے جمیع یا تمام وغیرہ کالفظ لکھتے تو مرزائی سیکرٹری شہید انبیاء سے ہمارے خلاف استدلال کر سکتا تھا اور یہ امر قرآن سے ثابت ہے کہ عموماً انبیاء کرام کے مقابلہ میں کافر قوموں کو ہلاک کر دیا گیا۔ حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت شعیب اور حضرت موسیٰ علیہم السلام وغیرہ کے یہ واقعات قرآن مجید میں متعدد بار ذکر کئے گئے ہیں اور جو انبیاء شہید ہوئے ان کے بعد مسلسل دوسرے انبیاء کو مبعوث کیا جاتا رہا۔ جنہوں نے دعوت دین کا فریضہ ادا کیا اور اس طرح دین کو انبیاء کے ذریعہ غالب رکھا گیا۔ لیکن برعکس اس کے یہ نہیں ہوا کہ

ایک نبی شہید بھی نہ ہو اور وہ کافر حکومت کی شناخت اور وفاداری کا بھی دم بھرتا رہے۔ نہ اس کے سامنے کفار ہلاک ہوں نہ دین غالب ہو اور وہ اس جہاں سے رخصت ہو جائے اور اس کے بعد کوئی نبی مبعوث بھی نہ ہو۔ یہ صرف انگریزی نبی کی خصوصیت ہے۔ انبیاء صادقین اس سے بلند و برتر ہیں۔

۲..... مرزائی سیکرٹری نے یہ لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ذکر میں یہ دعویٰ بلا دلیل کر دیا گیا ہے کہ بادشاہ ریان بن الولید برائے نام تھا۔ قرآن مجید سے تو بخوبی پتہ چلتا ہے کہ بادشاہ کا قانون نافذ اور موثر تھا۔ فرمایا: ”ماکان لیأخذ احاه فی دین الملك الا ان یشاء الله (یوسف)“ ﴿اس طرح ہم نے یوسف علیہ السلام کے لئے ایک تدبیر کی (ورنہ) وہ بادشاہ کے قانون کے اندر رہتے ہوئے اپنے بھائی کو اللہ کی تدبیر کے بغیر روک نہیں سکتا تھا۔﴾

الجواب

الف..... بادشاہ کے رائج قانون کے مطابق فیصلہ کرنا (جو شریعت کے خلاف نہ ہو) اور بات ہے اور خود بادشاہ کا ایسی موثر طاقت ہونا کہ اس کے بغیر یوسف علیہ السلام کوئی قدم نہ اٹھا سکیں اور بات ہے اگر ایسا ہوتا تو حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ کی اجازت کے بغیر باہر الہی اپنے بھائی کو اسی تدبیر سے کیوں روک لیتے۔

ب..... بادشاہ کا برائے نام ہونا ان الفاظ قرآنی سے ثابت ہے۔ فرمایا: ”وذلك مکننا لیوسف فی الارض یتبوا منها حیث یشاء“ ﴿اور اس طرح ہم نے (تمکین) طاقت دی۔ حضرت یوسف کو ملک میں جہاں آپ چاہتے جگہ پکڑتے۔﴾ اس آیت کے تحت تفسیر خازن میں ہے۔ ”ومن التمکین هو ان لاینازعه فیما یراه ویختاره والیہ الاشارة بقوله یتبوا منها حیث یشاء“ ﴿اور تمکین کا یہ معنی ہے کہ آپ کی رائے اور فیصلہ میں کوئی شخص نزاع نہ کر سکے اور اسی طرح اس آیت میں اشارہ کیا ہے کہ جہاں چاہتے آپ ملک میں جگہ پکڑتے۔﴾

ج..... تفسیر خازن میں ہے۔ ”قالوا یا ایہا العزیز، یعنون یا ایہا الملك وکان العزیز“ لقب ملک مصر یومئذ (اور بھائیوں نے جو اعزیز کہا تو اس سے مراد یہ تھا کہ اے بادشاہ..... اور اس وقت مصر کے بادشاہ کا لقب عزیز تھا) اس سے ثابت ہوا کہ آخر میں حضرت یوسف خود بھی بادشاہ بن گئے تھے۔

..... تفسیر خازن لکھتے ہیں۔ ”قال ابن عباس فوض الملك الاكبر اليه هلكه وعزل قطفير عما كان عليه وجعل يوسف مكانه“ ﴿اور بڑے بادشاہ نے اپنا ملک حضرت یوسف کے سپرد کر دیا اور قطفیر کو معزول کر دیا اور حضرت یوسف کو اس کی جگہ مقرر کیا۔﴾

”قال ابن اسحق قال ابن زيد وكان الملك مصر خزائن كثيرة فسلمها الى يوسف وسلم له سلطانه كله وجعل امره وقضاءه نافذا في مملكته“ ﴿اور ابن اسحق کہتے ہیں کہ ابن زید نے فرمایا کہ بادشاہ مصر کے پاس بہت سے خزانے تھے جو اس نے حضرت یوسف کے سپرد کر دیئے اور اپنی ساری سلطنت ان کے حوالہ کر دی اور اپنی مملکت میں ان کے حکم اور فیصلے کو نافذ کر دیا۔﴾

س ”قال مجاهد ولم يزل يوسف يدعو الملك الى الاسلام ويتلطف به حتى اسلم الملك وكثير من الناس فذلك قوله سبحانه وتعالى وكذلك مكننا ليوسف في الارض يتبوا منها حيث يشاء (تفسیر خازن)“ ﴿حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ کو اسلام کی دعوت دیتے رہے اور اس کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہے۔ حتیٰ کہ وہ مسلمان ہو گیا اور بہت سے لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔ پس یہی ہے قول اللہ تعالیٰ کا کہ ہم نے اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو ملک میں طاقت دی۔ آپ جہاں چاہتے جگہ پکڑتے۔ تفسیر مدارک التنزیل میں بھی یہی لکھا ہے کہ بادشاہ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

فرعون کے مقابلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عظیم غلبہ اور فرعونوں کا آپ کے سامنے دریائے قلزم میں غرق ہونا ہر خاص و عام کو معلوم ہے۔ لیکن مرزائی سیکرٹری کی تلمیس اور ہٹ دھرمی کا یہ حال ہے کہ وہ اس کے جواب میں بھی نعوذ باللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عدم غلبہ ثابت کرنے کے لئے یہ لکھ رہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو ارض موعودہ دلانے کے لئے مصر سے نکال کر لائے تھے۔ لیکن بنی اسرائیل کی کمزوریوں کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی تمام قوم چالیس سال بیابانوں میں رہی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں ہی فوت ہوئے۔

(اظہار الحق ص ۱۳)

بیابانوں میں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی امت مسلمہ کے ساتھ رہے اور یہ قوم کو نافرمانیوں کی سزا ملی تھی۔ اس کو کفار کے مقابلہ میں غالب نہ آنے سے کیا تعلق ہے۔ مرزائی سیکرٹری کوئی تو حق کی بات مان لیا کرو۔ واللہ الہادی!

حیات حضرت مسیح علیہ السلام

ہم نے (کشف التلبیس ص ۲۰) پر یہ لکھا تھا کہ مرزائیوں کا یہ بہت بڑا فریب ہے جو وہ کہتے ہیں کہ: ”ازروئے قرآن مجید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ اس کے جواب میں مرزائی سیکرٹری لکھتا ہے۔ لیکن بزعم خود ہمارے فریب کا پردہ چاک کرنے کے لئے قرآن مجید کی جو آیت پیش کی گئی ہے اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی کا قطعی کوئی ذکر نہیں ہے اور اس آیت کریمہ پر نہیں بلکہ ہم سارے قرآن مجید پر حصر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ کو ایک بھی ایسی آیت نہیں ملے گی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جسمانی زندگی اور آسمان پر خاکی جسم کے ساتھ زندہ ہونے کا ذکر ہو۔“

پھر لکھا ہے کہ: ”ظاہر ہے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو قتل کرنا اور سولی پر لٹکانا چاہتے تھے۔ اس لئے حق تعالیٰ نے آپ کو جسم سمیت اپنی طرف اٹھالیا۔ اگر آپ کی یہ منطق درست تسلیم کی جائے تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کو قتل اور سولی پر لٹکانا نہیں چاہتے تھے۔ اس لئے حق تعالیٰ نے آپ کے جسم کو روح کے بغیر اپنی طرف اٹھالیا۔ کیا عقل سلیم اسے تسلیم کرے گی۔ دیدہ باید“

(اظہار الحق ص ۱۳)

الجواب

الف..... مرزائی سیکرٹری ہمارے دلائل سے حواس باختہ ہو کر ایسی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے۔ ہم نے جو لکھا اسے عقل سلیم تو تسلیم کرتی ہے۔ ہاں عقل سقیم کے ادراک سے وہ بالا ہے۔ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی کے لئے قرآن مجید کی اس آیت سے استدلال کیا تھا۔ ”وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وما قتلوه یقیناً بل رفعه اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیماً (النساء)“ ﴿اور انہوں نے نہ آپ کو یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا بعد لیکن ان (یہود) کے لئے شبیہ بنا دی گئی اور انہوں نے آپ کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے آپ کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔﴾

اس آیت میں پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے اور سولی پر چڑھانے کی نفی کی ہے۔ یعنی آپ یقیناً مقتول اور مصلوب نہیں ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے جو ماقتلہ فرمایا ہے۔ یہاں ضمیر ہوگا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور یہ ایک واضح بات ہے کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو قتل کرنا چاہتے تھے نہ کہ روح کو۔ کیونکہ روح تو نظر ہی نہیں آتی اور پھر موت اور قتل کے بعد بھی روح زندہ ہی رہتی ہے۔ ہمیشہ قاتل جسم انسانی پر حملہ کرتا ہے نہ کہ روح پر۔ تو اللہ تعالیٰ نے جو آخر میں فرمایا کہ: ”بل رفعہ اللہ الیہ“ بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ تو اس کا مطلب صاف یہی نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جسم سمیت اٹھالیا۔ یہاں مرزائی یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا درجہ بلند کر دیا۔ حالانکہ یہ مطلب بالکل غلط ہے۔ صحیح مطلب یہ ہے کہ آپ کے جسم کو اٹھالیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی چیز کو اٹھایا جس کو یہود قتل کرنا چاہتے تھے اور وہ جسم ہے نہ روح۔

باقی رہا مرزائی سیکرٹری کا یہ سوال کہ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کو نہ اٹھایا ہوگا۔ کیونکہ یہود روح کو قتل نہیں کرنا چاہتے تھے۔ تو یہ انتہائی لغو سوال ہے۔ کیونکہ مراد یہاں جسم مع الروح ہے نہ صرف جسم۔ کیونکہ آپ زندہ تھے اور کسی زندہ انسان کے جسم کو اوپر اٹھانے کا یہی مطلب ہوا کرتا ہے کہ روح بھی ساتھ ہی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ مرزائی سیکرٹری نے فلاں روز جہلم سے لاہور کا سفر کیا تو بظاہر تو اس کے جسم کو ہی بس یا ریل میں دیکھا گیا۔ لیکن اس کا مطلب یہی ہوگا کہ وہ جسم مع الروح زندہ ہی لاہور گیا ہے۔ اسی مفہوم کو ادا کرنے کے لئے ہم نے کشف التلبیس میں یہ الفاظ لکھے تھے کہ: ”حق تعالیٰ نے آپ کو جسم سمیت اپنی طرف اٹھالیا۔ اس کی بجائے اگر ہم یہ لکھتے کہ آپ کے جسم کو اٹھالیا تو کسی پہلو سے اعتراض ہو سکتا تھا۔ لیکن آپ کو جسم سمیت کے الفاظ کا یہی مفہوم تھا کہ آپ جسم سمیت زندہ اٹھائے گئے۔“

ب..... مرزائی سیکرٹری کا یہ لکھنا بالکل غلط ہے کہ قرآن مجید میں کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں ہے جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جسمانی زندگی ثابت ہوتی ہے۔

کیونکہ حق تعالیٰ نے یہاں ”بل“ کا لفظ استعمال کر کے منکرین حیات جسمانی کے سارے بل نکال ڈالے ہیں۔ عربی میں اس ”بل“ کو ابطالیہ کہتے ہیں۔ عربی نحو کا یہ ایک مسلمہ قاعدہ ہے کہ ”بل“ کے مابعد اور ما قبل کے مضمون ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ اگر ”بل رفعہ اللہ الیہ“ سے بقول مرزا قادیانی رفع روحانی اور درجہ کی بلندی مراد لی جائے تو اس میں اور قتل میں

کوئی تضاد نہیں پایا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی قتل ہو کر بھی روحانی درجات حاصل کرے۔ جیسا کہ وہ انبیاء جو شہید ہوئے برعکس اس کے اگر رفع جسمانی مراد ہو تو قتل اور رفع جسمانی میں تضاد پایا جاتا ہے اور دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک آدمی کو قتل بھی کر دیا جائے اور اسی کو زندہ بھی اٹھالیا جائے۔

بل کی نظر

قرآن کریم میں اس کی نظریں بہت ہیں۔ مثلاً:

۱..... ”وقالوا اتخذ الرحمن ولداً بل عباد مكرمون (الانبیاء)“
 اور وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد پکڑی۔ بلکہ وہ اس کے معزز بندے ہیں۔ ﴿﴾
 یہاں بل کے استعمال کرنے سے یہ ثابت کیا کہ خدا کا بیٹا اور خدا کا بندہ ہونے میں تضاد ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ جو اللہ کا بندہ ہو وہ بیٹا بھی ہو۔ یا برعکس۔

۲..... ”ام یقولون به جنة بل جاء هم بالحق (مؤمنون)“ ﴿﴾ کیا وہ کہتے ہیں کہ آپ (ﷺ) کو جنون ہے بلکہ آپ ان کے پاس حق لائے ہیں۔ ﴿﴾
 یہاں بھی بل کے استعمال کرنے سے یہی ثابت ہوا کہ حق لانے اور جنون میں تضاد ہے۔ یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حق لائے اس کو جنون بھی ہو۔

ایک تلمیسی کا ازالہ

یہاں مرزا قادیانی نے یہ جواب دیا ہے کہ: ”ما صلبوه“ کا معنی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انہوں نے صلیب پر چڑھایا تو ہے لیکن مارا نہیں۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ عربی زبان میں صلب کا معنی سولی پر چڑھانا ہے۔ نہ کہ مارنا۔ چنانچہ غیاث اللغات اور صراح میں صلب کا معنی بردار کردن لکھا ہے۔ یعنی سولی پر چڑھانا اور شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی بھی یہی معنی کرتے ہیں کہ: ”نہ اس کو مارا ہے اور نہ سولی پر چڑھایا۔“

مرزائی اعتراض

مرزائی سیکرٹری نے کشف التلمیسی کی ایک عبارت پر یہ اعتراض کیا ہے کہ: نیز لکھا ہے کہ علاوہ ازیں حسب ذیل احادیث میں واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ لیکن اس کے بعد جو دو حدیثیں درج کی گئی ہیں۔ ان میں ہرگز ہرگز آسمان سے نازل ہونے کا ذکر تک نہیں ہے۔ آپ خود فیصلہ کیجئے کہ یہ بہت بڑا فریب تو نہیں ہے؟ ہم آپ سے

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے الفاظ میں مطالبہ کرتے ہیں کہ: ”یاد رہے کہ کسی حدیث مرفوع متصل میں آسمان کا لفظ نہیں پایا جاتا اور نزول کا لفظ محاورات عرب میں مسافر کے لئے آتا ہے اور نزول مسافر کو کہتے ہیں..... اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کجا وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ اگر کوئی حدیث پیش کرے تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تک تاوان دے سکتے ہیں اور توبہ کرنا اور تمام کتابوں کا جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا۔ جس طرح چاہے تسلی کر لیں۔“

(کتاب البریہ ص ۲۰۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص ۲۲۵)

الجواب

الف..... ہم نے کشف التلبیس میں جو دو حدیثیں درج کی تھیں ان کے متعلق یہ نہیں لکھا کہ ان میں آسمان کا لفظ موجود ہے۔ بلکہ ہم نے حدیث کے الفاظ کی مراد یہ بتلائی تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ کیونکہ حدیث کے لفظ نزول کا مطلب ساری امت کے محدثین، مفسرین، محققین کے نزدیک آسمان سے ہی نازل ہونا ہے۔

ب..... نقل حدیث سے پہلے ہم نے آیت ”ما قتلوه یقیناً بل رفعه اللہ الیہ“ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ (جسم سمیت) اٹھایا جانا ثابت کیا تھا۔ جس کا قیامت تک مرزائیوں کے پاس کوئی صحیح جواب نہیں ہے اور رفع کا مطلب خود مرزا قادیانی کے نزدیک اٹھانا ہی ہے۔ باقی رہا آسمان پر اٹھایا جانا تو یہ لفظ الیہ سے ثابت ہے اور خود مرزا قادیانی نے بھی اسی آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کا علیین کی طرح اٹھایا جانا تسلیم کر لیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ ”رفع سے مراد اس جگہ موت ہے مگر ایسی موت جو عزت کے ساتھ ہو جیسا کہ مقررین کے لئے ہوتی ہے کہ بعد موت ان کی روحوں علیین تک پہنچائی جاتی ہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۹۹، خزائن ج ۳ ص ۴۲۴)

نیز حضور ﷺ کے متعلق لکھا ہے کہ: ”ان کی روح مسیح کی روح کی طرح دوسرے آسمان میں نہیں اور نہ ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح کی طرح چھٹے آسمان میں بلکہ سب سے بلند تر ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۴۲، خزائن ج ۳ ص ۲۷۶)

کیا مرزائی سیکرٹری اپنے مرزا قادیانی کی اس بات کو قرآن کی آیت بالا سے ثابت کر سکتے ہیں کہ الیہ سے مراد روح عیسیٰ کا علیین یا آسمان کی طرف اٹھایا جانا ہے یا یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ رفع کا معنی موت ہے تو جیسا مرزا قادیانی رفع سے مراد موت اور الیہ سے مراد علیین لیتے ہیں۔ اسی طرح ہم نے حدیث میں یازل سے آسمان سے اترنا مراد لیا ہے۔ اس میں جھوٹ اور فریب کا کیا دخل ہے؟

ج..... قرآن مجید میں ہے۔ ”أامنتم من فی السماء“ ﴿﴾ کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے۔ ﴿﴾ بتلائے! اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ ہے۔ ”الا انہ بكل شیء محیط“ پھر اس آیت میں یہ کیوں فرمایا کہ اللہ آسمان میں ہے؟ اس سے معلوم ہوا کہ ”الیہ“ (اللہ تعالیٰ کی طرف) سے مراد آسمان کی طرف ہے۔ تو جب قرآن سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف اٹھالیا۔ تو حدیث میں نزول کے معنی آسمان سے اترنا ہی ہوگا۔ خواہ وہاں آسمان کا لفظ نہ لکھا ہوا ہو۔ مثلاً ایک شخص کے متعلق یقینی علم ہے کہ وہ حج پر گیا ہوا ہے تو جب وہ واپس آئے گا تو لوگ کہیں گے کہ فلاں صاحب واپس آگئے اور مراد حج سے واپس آنا ہی ہوگا۔ کچھ تو سمجھ سے کام لیا کریں۔

باقی رہا مرزا قادیانی کا یہ لکھنا کہ نزول مسافروں کو کہتے ہیں تو اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ حضرت مسیح بن مریم کا سفر کہاں سے کہاں تک ہوگا۔ وہ آپ ہی بتادیں تاکہ حدیث کا مطلب واضح ہو جائے۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں کسی جگہ مقیم ہیں کہ وہاں سے تشریف لے آئیں گے۔

مرزا قادیانی کا چیلنج

مرزائی سیکرٹری نے کتاب البریہ سے جو مرزا قادیانی کا چیلنج نقل کیا ہے تو اس میں بھی قادیانی آنجہانی نے تلمیس سے کام لیا ہے۔ کیونکہ خود ہی ایک عبارت لکھ دی اور علماء کو چیلنج دے دیا کہ کسی حدیث سے ایسا ثابت کر دو۔ حالانکہ چیلنج مدعی کے اقرار کی بناء پر ہوا کرتا ہے اور یہاں علماء نے یہ دعویٰ ہی نہیں کیا کہ حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے۔ بلکہ علماء اسلام کا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھایا جانا تو قرآن سے ثابت ہے اور آسمان سے نازل ہونا حدیث سے ثابت ہے۔ یعنی پہلی بات جب قرآن سے ثابت ہے تو پھر حدیث میں اس کے بیان کی ضرورت ہی

نہیں تھی۔ حدیث نے صرف نزول کی تصریح کر دی۔ اگر مرزا قادیانی کے چیلنج کا تعلق اس بات سے ہے کہ یہ دونوں امر قرآن یا حدیث سے ثابت کرو تو چشم مارو شن دل ماشاد۔ ہم قرآن و حدیث سے مذکورہ دعویٰ ثابت کر سکتے ہیں۔ کیا مرزائی سیکرٹری اس بناء پر بیس ہزار کی رقم دینے کے لئے تیار ہے۔

مرزا قادیانی کی تضاد بیانی

یہ ایک عجیب لطفہ ہے کہ مرزا قادیانی ادھر علمائے اسلام کو یہ چیلنج دے رہے ہیں کہ کسی حدیث میں آسمان سے نازل ہونا ثابت کرو اور ادھر خود ہی یہ اقرار کر رہے ہیں کہ حدیث سے یہ بات ثابت ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ ”مثلاً صحیح مسلم کی حدیث میں یہ جو لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔“ (ازالہ اوہام ص ۸۱، خزائن ج ۳ ص ۱۴۲)

کیا مرزا قادیانی کی اس تصریح کے بعد بھی مرزائی سیکرٹری ہم سے ایسی حدیث کے مطالبہ کا حق رکھتا ہے۔ جس میں آسمان کا لفظ موجود ہو۔

ہمارا چیلنج

ہم مرزائیوں کو چیلنج دیتے ہیں کہ اگر مرزا قادیانی کی کتاب میں مذکورہ عبارت ثابت نہ ہو تو ہم ان کو مبلغ ۲۵ ہزار روپیہ انعام دیں گے اور یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ مرزا قادیانی مسلم شریف کی حدیث کو صحیح مانتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ: ”اگر میں بخاری اور مسلم کی صحت کا قائل نہ ہوتا تو میں اپنی تائید و دعویٰ میں کیوں بار بار ان کو پیش کرتا۔ چنانچہ اسی رسالہ ازالہ اوہام میں بہت سی حدیثیں صحیح مسلم کی اپنے تائید میں پیش کر چکا ہوں۔“ (ازالہ اوہام ص ۸۸۲، خزائن ج ۳ ص ۵۸۲)

اب مرزائی سیکرٹری کو چاہئے کہ وہ اپنے مسیح موعود سے یہ دریافت کریں کہ حضرت ازالہ اوہام میں یہ آپ نے کیا لکھ دیا ہے۔ ذرا حدیث سے اس کا ثبوت تو پیش فرمائیے۔ اب سیکرٹری کے لئے دو ہی صورتیں ہیں۔ اگر اسی پر قائم رہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ نہیں ہیں تو مرزا قادیانی کی نبوت کا انکار کر دیا۔ کیونکہ انہوں نے یہ مان لیا ہے اور اگر ان کو خواہ مخواہ نبی مانتا ہی ہے تو ان کی اسی بات کو تسلیم کر لیں جو ازالہ اوہام میں لکھی ہیں۔ ”واللہ الہادی“

حضرت مسیح کی عمر

ہم نے کشف التلبیس میں لکھا ہے کہ البتہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کی عمر حق تعالیٰ نے اپنی حکمت کے تحت طویل کر دی ہے اور وہ دوبارہ قیامت سے پہلے تشریف لائیں گے۔ اس پر

مرزائی سیکرٹری نے لکھا ہے کہ: ”اس ایک فقرے میں دو غلط دعویٰ بغیر دلیل کے کئے گئے ہیں۔ حدیث میں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال بتائی گئی ہے اور دوبارہ تشریف لانے کی حقیقت حضرت مسیح موعود (مرزا) کے انعامی اعلان سے بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ..... الخ“

الجواب

حدیث میں جو عمر بیان ہوئی ہے وہ زمین پر قیام کے اعتبار سے ہے۔ اس میں آسمانی عمر کو شامل نہیں کیا گیا اور یہ اسی طرح ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ میں بچہ جنم دینے تک زندہ رہتا ہے اس کو اس کی عمر میں نہیں گنا جاتا۔ حالانکہ وہ زمین پر ہی زندہ ہوتا ہے۔ باقی رہا ہمارا یہ لکھنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر طویل ہے تو اس سے کوئی بد فہم ہی انکار کر سکتا ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے بھی پانچ سو برس سے زیادہ پہلے پیدا ہوئے تھے اور قرآن سے آپ کا زندہ اٹھایا جانا ثابت ہو چکا ہے اور حدیث میں قیامت سے پہلے تشریف لانے کی خبر دی گئی ہے۔ تو کیا مرزائی سیکرٹری کے نزدیک یہ زندگی طویل نہیں ہے؟

مرزا قادیانی کا دوسرا انعام

مرزائی سیکرٹری نے (اظہار الحق ص ۱۴) پر لکھا ہے کہ: ”اور دوبارہ تشریف لانے کی حقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی اعلان سے بخوبی معلوم ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص قرآن مجید سے یا کسی حدیث رسول اللہ ﷺ سے یا اشعار و قصائد و نظم و نثر قدیم و جدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ تو فی کا لفظ خدا تعالیٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو وہ بجز قبض روح اور وفات دینے کے کسی اور معنی پر اطلاق پایا گیا ہے۔ یعنی قبض جسم کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے تو میں اللہ جل شانہ، کی قسم کھا کر اقرار شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو کوئی حصہ ملکیت کا فروخت کر کے مبلغ ایک ہزار روپیہ نقد انعام دوں گا اور آئندہ اس کے کمالات حدیث دانی اور قرآن دانی کا اقرار کر لوں گا۔“ (ازالہ اوہام ص ۹۱۹، خزائن ج ۳ ص ۶۰۳)

نزول اور توفی کے متعلق مندرجہ بالا انعامی اعلانات کی روشنی میں بآسانی فیصلہ ہو سکتا ہے۔ آپ حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا ذکر احادیث سے یا توفی کا مطلب قبض جسم ثابت کرنے سے بغیر کسی اشتعال و فساد کے آرام و سکون سے ہماری غلطی واضح کر سکتے ہیں اور انعامی رقوم بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

الجواب

الف..... آسمان سے نازل ہونے کے متعلق تو ہم خود مرزا قادیانی کے حوالہ مسلم شریف کا پہلے لکھ کر اپنی طرف سے چیلنج دے چکے ہیں۔ باقی رہا حضرت مسیح کا دوبارہ تشریف لانا اور تونی کی بحث تو اس میں بھی مرزا قادیانی نے چیلنج کا وہی طریق اختیار کیا ہے جو پہلے چیلنج میں تھا۔ یعنی ایک عبارت خود لکھ کر اعلان کر دیا کہ ایسا کوئی ثابت کر دے تو اتنا انعام دوں گا۔ ہم اس کے جواب میں بھی مرزا قادیانی کی ہی عبارت پیش کرتے ہیں۔

۱..... ”جب تمیں دجال کا آنا ضروری ہے تو بحکم لکل دجال عیسیٰ تمیں مسیح بھی آنے چاہئیں۔ پس اس بیان کی رو سے ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے۔ جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں۔ کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔ درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۲۰۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)

۲..... ”هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ“ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے۔ جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ تو ان کے ہاتھ سے اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا۔ (حاشیہ در حاشیہ براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۲۹۸، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳) یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ (براہین احمدیہ) کے متعلق خود مرزا قادیانی نے یہ لکھا ہے کہ: ”کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم اور مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے۔“ (اشہار مرزا غلام احمد ملحقہ آئینہ کمالات اسلام و مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳)

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ چونکہ براہین احمدیہ خدا تعالیٰ کے الہام اور حکم سے لکھی گئی ہے۔ اس لئے اس کی بات صحیح ہوگی۔ لہذا مندرجہ عبارت میں مرزا قادیانی کا یہ اقرار کرنا کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ خود مرزا قادیانی اور ان کی امت مرزائیہ پر حجت ہوگا۔ تو اب مرزائی سیکرٹری ہم سے کس طرح یہ مطالبہ کر سکتے ہیں کہ حضرت مسیح کا دوبارہ تشریف لانا ثابت کرو۔ علاوہ ازیں اب تونی کے لفظ کی بحث کی بھی ضرورت نہ رہی۔ کیونکہ اگر قرآنی الفاظ ”انی متوفیک“ کا مطلب یہ ہوتا کہ حضرت مسیح علیہ السلام پر موت آچکی ہے تو پھر مرزا قادیانی

براہین احمدیہ میں یہ کیوں لکھتے کہ: ”جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئے گا۔ جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔“

ہمارا چیلنج

ہم نے براہین احمدیہ کی جو عبارت اوپر لکھی ہے اگر مرزائی یہ ثابت کر دیں کہ وہ براہین احمدیہ میں نہیں ہے تو ہم ان کو دس ہزار روپیہ نقد انعام دیں گے۔

مثیل مریم

ہم نے (کشف التلخیص ص ۲۳) میں ”ایک مشکل کا حل“ کے عنوان سے لکھا تھا کہ: ”جب مرزا قادیانی نے مسیح موعود بننا چاہا تو ان کی راہ میں مذکورہ احادیث حائل تھیں۔ جن میں تصریح ہے کہ آنے والے ابن مریم ہوں گے۔ لیکن مرزا قادیانی نے کمال ہوشیاری سے اس مشکل کو بھی حل کر دیا۔“ چنانچہ لکھتے ہیں۔ جیسا کہ (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۲۹۶) میں درج ہے۔ ”مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفع کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذر لیجہ اس الہام کے جو سب سے آخر (براہین احمدیہ ص ۵۵۶) میں درج ہے۔ مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طرح سے میں عیسیٰ بن مریم ٹھہرا۔“

(کشتی نوح ص ۴۶، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

اس کے جواب میں مرزائی سیکرٹری لکھتا ہے کہ معترض کو چاہئے کہ وہ سورۃ مریم پر غور کرے۔ جہاں مؤمنوں کو حضرت مریم کے مماثل قرار دیا گیا ہے تو کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا۔ حضرت مولانا روم فرماتے ہیں۔

ہجو مریم جہاں زآسیب حبیب

حاملہ شد از مسیح دل فریب

یعنی مریم صفت مؤمن کی جان پر جب سایہ حبیب پڑا تو وہ مسیح و فریب سے حاملہ ہو گئی۔ اگر تعصب حائل نہ ہو اور تحقیق حق کا ارادہ ہو تو یہ قرآنی ارشاد اور صوفیا کے ہاں استعمال ہونے والا عام استعارہ سمجھنے میں کوئی مشکل نہیں ہے۔

الجواب

قارئین حضرات! مرزائی سیکرٹری کے اس دلفریب جواب کو بار بار پڑھیں اور ان کے دجل و فریب کی داد دیں۔ ہم دریافت کرتے ہیں کہ قرآن کی کس آیت میں مؤمنوں کو مماثل مریم

قرار دیا ہے۔ فریب کاری کی آخر کوئی حد بھی ہے۔

سورہ مریم کی آیت یہ ہے۔ ”وَضْرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَةٌ فَرَعُونَ..... وَمَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتِ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا“ ﴿اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے لئے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کرتا ہے..... اور عمران کی بیٹی مریم کی بھی جس نے اپنے گریبان کو محفوظ رکھا۔ پس ہم نے اس میں اپنی طرف سے روح پھونک دی۔﴾

اس آیت میں تو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے بطور مثال دو مومن عورتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ نہ یہ کہ مومنوں کو مماثل مریم قرار دیا ہے۔ یہاں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے یہ ثابت کیا جاسکے کہ مومنین حضرت مریم کے مماثل ہیں۔ اسی لئے مرزائی سیکرٹری نے نہ آیت پیش کی اور نہ ترجمہ لکھا۔ تاکہ اس کے بے مثال جھوٹ کا یہ پردہ چاک نہ ہو جائے۔

یہ ہے مرزائی نبوت کا تانا بانا جو دجل و فریب سے بنا گیا ہے۔ لعنت اللہ علی الکاذبین! ب..... حضرت مولانا رومؒ کے شعر سے بھی استدلال صحیح نہیں۔ کیونکہ وہاں ہچھوکا لفظ موجود ہے۔ یعنی مثل مریم کے مرید کو پیر کامل سے فیض پہنچتا ہے۔ یہ استعارہ نہیں تشبیہ ہے۔ جیسے یہ کہا جائے کہ زید مثل شیر کے ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ زید ہر لحاظ سے شیر ہی ہے اور اس کی دم بھی ہے۔ لیکن احادیث میں جہاں بھی نزول مسیح کا ذکر ہے وہاں ابن مریم کے الفاظ ہیں۔ یعنی وہ مسیح نازل ہوگا جو مریم کا بیٹا ہے۔ یہ کسی حدیث میں نہیں ہے کہ وہ مسیح نازل ہوگا جو مثل مسیح ہوگا۔ (یعنی مسیح کی طرح ہوگا) آنحضرت ﷺ نے ابن مریم کے الفاظ ایسے دجالوں کی تلمیس کا پردہ چاک کرنے ہی کے لئے استعمال فرمائے ہیں۔ اب مرزائی سیکرٹری ہی بتائے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی والدہ کا نام مریم ہے یا چراغ بی بی۔ ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین!

حیات مسیح اور امت مسلمہ

اس عقیدہ پر تمام امت کا اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور قبل از قیامت تشریف لائیں گے۔ مرزا قادیانی سے پہلے کسی مسلمان عالم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا عقیدہ نہیں رکھا۔ یہاں مرزائی فرقہ یہ مغالطہ دیتا ہے کہ بخاری میں ہے۔ ”قال ابن عباس متوفیک ممیتک“ یعنی حضرت عبداللہ بن عباسؓ متوفیک کا معنی ممیتک (یعنی تجھ کو موت دینے والا ہوں) کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کا یہ ہرگز عقیدہ نہیں کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موت آچکی ہے۔ ممیک کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ میں تجھے موت دوں گا۔ گویا آیت ”عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا (آل عمران: ۳)“ میں حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک تقدیم و تاخیر ہے۔ یعنی متوفیک کا مضمون رافعک الی کے بعد پورا ہونے والا ہے۔ کیونکہ واو ترتیب کے لئے نہیں آتی۔ چنانچہ امام رازیؒ فرماتے ہیں: ”قالوا ان قوله ورافعک الی یقتضی انه رفعه حیا والواولا یقتضی الترتیب فلم یبق الا ان یقول فیہا تقدیم و تاخیر والمعنی انی رافعک الی ومطہرک من الذین کفروا ومتوفیک بعد انزالی ایاک فی الدنیا ومثله من التقدیم والتاخیر کثیر فی القرآن (تفسیر کبیر ج ۲)“ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا قول ورافعک الی تقاضا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اٹھا لیا اور واو ترتیب کا تقاضا نہیں کرتی۔ پس یہی بات باقی رہی کہ یہ کہا جائے کہ اس میں تقدیم و تاخیر ہے اور معنی یہ ہے کہ میں تجھ کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور قرآن میں اس قسم کی تقدیم و تاخیر بہت ہے اور تفسیر درمنثور میں امام جلال الدین سیوطیؒ نے حضرت ابن عباسؓ کی یہی روایت پیش کی ہے۔ ”عن الضحاک عن ابن عباسؓ فی قوله انی متوفیک ورافعک الی“ یعنی رافعک ثم متوفیک فی آخر الزمان حضرت ضحاک، حضرت ابن عباسؓ سے قول خداوندی ”انی متوفیک ورافعک الی“ کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ تجھے اٹھا لوں گا۔ پھر آخری زمانہ میں فوت کروں گا۔ تفسیر ابوالسعود میں بھی یہی لکھا ہے۔

”وهو الصحيح عن ابن عباسؓ“ یہی مطلب حضرت ابن عباسؓ سے صحیح طور پر ثابت ہے۔ یہ تقدیم و تاخیر بھی اسی وجہ سے مانی ہے۔ جب بالفرض متوفیک کا معنی موت دینے کے لئے جائیں ورنہ متوفیک کا لغوی اور حقیقی موت ہرگز نہیں۔ کیونکہ متوفی کا مادہ وفا ہے اور اس کا معنی ہے پورا کرنا۔ اگر توفی کا حقیقی معنی موت ہو تو بعض آیات قرآنی کا مطلب ہی صحیح نہیں بن سکتا۔ مثلاً ”اذ یتوفی الذین کفروا الملائکة (انفال)“ یہاں توفی کا فاعل فرشتوں کو قرار دیا گیا ہے۔ اگر توفی کا معنی موت ہو تو لازم آئے گا کہ فرشتے موت دینے والے ہیں۔ حالانکہ موت و حیات محض اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”خدا تعالیٰ اپنے اذن اور ارادہ سے کسی شخص کو موت و حیات ضرر اور نفع کا مالک نہیں بناتا۔“ (ازالہ ابہام ص ۳۱۴، خزائن ج ۳ ص ۲۶۰) کیا مرزائی سیکرٹری توفی کا حقیقی معنی موت مان کر فرشتوں کو خدا بنانے کے لئے تیار ہے۔

معنی توفی

تفسیر بیضاوی میں آیت ”فلما توفیتنی“ کے تحت لکھا ہے۔ ”التوفی اخذ الشئ وافیاً والموت نوع منہ“ ﴿توفی کا معنی کسی چیز کو پورا پورا لینا ہے اور موت اس کی نوع ہے۔﴾ البتہ اگر قرینہ ہو تو توفی بمعنی موت لیا جائے گا۔ ورنہ اس کا معنی پورا پورا لینا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ آیت ”اللہ یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها (سورہ زمر)“ ﴿اللہ تعالیٰ پورا پورالے لیتا ہے روحوں کو موت کے وقت اور جن کو موت نہیں آئی ان کو نیند میں۔﴾ دیکھئے یہاں سونے والوں کی ارواح کے لئے بھی توفی کا لفظ استعمال فرمایا۔ حالانکہ وہ مردہ نہیں۔ اگر توفی (وفات) کا حقیقی معنی موت مراد لی جائے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ سونے والا بھی مردہ ہے۔ حقیقتاً اور روحوں میں بھی مردہ ہیں۔ حالانکہ ارواح کے لئے موت نہیں۔

اب ہم مزید اتمام حجت کے لئے امام رازمیؒ کی تحقیق پیش کرتے ہیں۔

..... ”ان التوفی اخذ الشئ وافیاً ولما علم اللہ ان من الناس من یخطر بباله ان الذی رفعه اللہ هو روحه لا جسده ذکر هذا الکلام لیدل علی انه علیہ الصلوٰۃ والسلام رفع بتمامہ الی السماء بروحه وجسده (تفسیر کبیر ج ۲)“

توفی کے معنی کسی چیز کو پورا پورالے لینا ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ کسی آدمی کے دل میں یہ بھی گزرے گا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صرف روح کو اٹھایا تھا نہ کہ جسم کو اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ کلام ذکر فرمایا۔ یعنی انی متوفیک تاکہ اس پر دلالت کرے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بتمامہ روح اور جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں۔

تفسیر خازن میں بھی یہی لکھا ہے۔ گو اس آیت کے تحت طویل بحث ہو سکتی ہے۔ لیکن اہل انصاف کے لئے ہم اس کو کافی سمجھتے ہیں اور اہل ضد کا کوئی علاج ہی نہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

ایمانی شجاعت

ہم نے کشف التلمیس میں مرزا قادیانی کی ایمانی شجاعت کا نمونہ دکھانے کے لئے ان کی وہ تحریر پیش کی تھی جو انہوں نے ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے حضور میں لکھی۔ جس میں یہ الفاظ بھی تھے۔ ”کہ آئندہ میں ایسی پیش گوئی جس سے کسی شخص کی تحقیر (ذلت) کی جائے یا نامناسب طور پر سے حقارت (ذلت) سمجھی جائے یا خداوند تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد ہوشائع کرنے سے اجتناب کروں گا..... میں ایسے الہام کی اشاعت سے پرہیز کروں گا۔ جس سے کسی شخص کا حقیر (ذلیل)

ہونا یا مورد عتاب الہی ہونا ظاہر ہو۔“ (۲۴ فروری ۱۸۹۹ء، دستخط ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر ڈوی) بجائے اس کے کہ مرزائی سیکرٹری کچھ شرماتا جواب میں لکھتا ہے کہ آپ کا یہ بیان آپ کی مستقل پالیسی کا ہی اظہار ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ ”میرا ابتداء سے ہی یہ طریق ہے کہ میں نے کبھی کوئی انذاری پیش گوئی بغیر رضامندی مصداق پیش گوئی کے شائع نہیں کی۔“ (تبلیغ رسالت ج ۸)

الجواب

الف..... یہ بھی جھوٹ لکھا ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا ابتداء ہی سے اگر یہ طریق ہوتا تو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو یہ دھمکی دینے کی کیا ضرورت تھی کہ: ”پس مرزا قادیانی کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ وہ ملائم اور مناسب الفاظ میں اپنی تحریرات استعمال کریں۔ ورنہ بحیثیت مجسٹریٹ ضلع ہم کو مزید کارروائی کرنی پڑے گی۔“ (بحوالہ تازیانہ عبرت مؤلفہ مناظر اسلام حضرت مولانا محمد کرم الدین دہر) ب..... اگر ایسا ہوتا تو مرزا قادیانی ڈپٹی کمشنر کو یہ جواب دیتے کہ میں نے تو کبھی ایسی پیش گوئی شائع نہیں کی۔

ج..... اگر انذاری پیش گوئی الہام الہی کی بناء پر ہے تو پھر جس کے خلاف ہے اس کی رضامندی پر اس کی اشاعت کا موقوف ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟ علاوہ ازیں مرزا قادیانی کی درخوستوں کے جو اقتباسات ہم پیش کر چکے ہیں۔ اس کے بعد مرزائی سیکرٹری کی صفائی کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے۔ ہاں یہ جدابات ہے کہ اگر کوئی شخص مرزا قادیانی سے بھی زیادہ کمزور دل ہو تو وہ ان کو اپنے سے زیادہ شجاع مان لے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

سوال و جواب نمبر ۵

مرزائی سیکرٹری نے لکھا ہے کہ پانچواں اعتراض یہ تھا کہ کسی نبی کا نام مرکب نہیں ہوتا۔ اس جگہ معترض کو تسلیم کرنا پڑا کہ اسماعیل عبرانی میں گویا ترکیب رکھتا ہے۔ پس معلوم ہوا ہے کہ آپ کا اعتراض غلط تھا۔ اسرائیل قرآن مجید میں اسم کے طور پر استعمال ہو رہا ہے۔ اسرائیل کے متعلق آپ کی معلومات میں اضافہ کے لئے گزارش ہے کہ بائبل میں لکھا ہے۔ ”تیرا نام آگے کو یعقوب نہ کہلائے گا۔ بلکہ تیرا نام اسرائیل ہوگا۔“

ہم نے لکھا تھا کہ نیز قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام اسمہ المسیح عیسیٰ بن

مریم بتایا گیا ہے۔ (پیدائش) اس پر معترض نے یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ لکھنا کہ عیسیٰ بن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مرکب نام ہے۔ یہ بھی اس کی محض جہالت ہے۔ معترض اس جگہ بلاوجہ ناراض ہو گئے ہیں۔ ہم نے اپنی طرف سے تو یہ بات پیش نہیں کی تھی۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔ اس کا نام (اسم) مسیح عیسیٰ بن مریم اگر آپ کے زعم ہمہ دانی کو ٹھیس نہ لگے تو عرض ہے کہ ذوالکفل بھی واضح طور پر مرکب نام ہے۔ اسی طرح ابراہیم بھی مرکب نام..... مسیح موعود کے نام میں غلام کا لفظ خاندانوں کے ناموں میں مشترک ہے۔ اس لئے علم کے طور پر احمد ہی استعمال ہوتا تھا اور اسی کے مطابق موصوف الہام میں آپ کو احمد کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے۔ (اظہار الحق ص ۱۶، ۱۷)

الجواب

الف..... حضرت مولانا عبداللطیف صاحب نے جو فرمایا تھا کہ کسی نبی کا نام مرکب نہیں ہوتا تو اس سے مراد علم تھا نہ کہ اسم۔ کیونکہ اسم عام ہے اور علم خاص۔ اسم کی پانچ قسمیں ہیں۔ علم، لقب، کنیت، تخلص، خطاب۔ ان سب پر اسم کا اطلاق ہوتا ہے۔ لہذا قرآن مجید میں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے کہ اسمہ مسیح عیسیٰ بن مریم تو یہاں اسم کا لفظ ہے نہ علم کا۔ ابن مریم کنیت ہے اور مسیح لقب ہے اور عیسیٰ علم ہے۔ لہذا تینوں کے لئے اسم کا لفظ استعمال فرمایا۔ چنانچہ تفسیر مظہری میں حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب محدث پانی پتی قدس سرہ اسمہ مسیح عیسیٰ بن مریم کے تحت لکھتے ہیں۔ ہذا علمہ و مسیح لقبہ و الاسم اعم منہما ومن اللکبہ۔ یہ (یعنی عیسیٰ) آپ کا علم ہے اور مسیح آپ کا لقب ہے اور اسم ان دونوں سے عام ہے اور کنیت سے بھی اب تو مرزائی سیکرٹری کی جہالت بے نقاب ہو گئی جو اسم اور علم میں فرق نہیں کر سکتا وہ سوال و جواب میں کیا فرق سمجھے گا۔

ب..... اسی طرح ذوالکفل بھی علم نہیں بلکہ ایک نسبتی نام ہے۔ چنانچہ تفسیر خازن میں ہے۔ ”فسمی ذوالکفل لا نه تکفل بامر فوض به واختلف فی نبوتہ فقیل کان نبیاً وهو الیاس وقیل هو زکریا وقال ابو موسیٰ لم یکن نبیاً ولکن کان عبداً صالحاً“

(پس آپ کا نام ذوالکفل اس لئے ہوا کہ آپ نے ایک کام کی اچھی طرح کفالت کی جو آپ کے سپرد ہوا تھا اور آپ کی نبوت میں بھی اختلاف ہے۔ پس بعض نے کہا کہ آپ نبی تھے اور وہ الیاس بھی اور بعض نے کہا وہ زکریا ہیں اور ابو موسیٰ نے فرمایا کہ آپ نبی نہ تھے بلکہ ایک صالح بندے تھے) بتلایئے اول تو آپ کی نبوت میں ہی اختلاف ہے اور جو ان کو نبی کہتے ہیں ان میں سے بعض کے نزدیک ان کا نام الیاس ہے اور بعض کے نزدیک زکریا اور ذوالکفل تو آپ کا نام

اس وقت پڑا جب آپ نے ایک کام کی خصوصی کفالت کی تو کیا اس سے پہلے آپ کا کوئی علم (نام) نہ تھا۔ یہاں بھی مرزائی سیکرٹری نے اپنی روایتی جہالت کا ثبوت دیا ہے۔

ج مرزائی سیکرٹری نے ہماری یہ بات مان لی ہے کہ اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے۔ لیکن یہ تاویل بھی کر دی ہے کہ اسرائیل قرآن مجید میں اسم کے طور پر استعمال ہو رہا ہے اور اس کی تائید میں بائبل کی عبارت پیش کی ہے۔ لیکن وہ بھی ہمارے خلاف نہیں۔ کیونکہ اسم کا لفظ عام ہے جو لقب پر بھی بولا جاتا ہے۔ لیکن علم خاص ہے اور وہ یعقوب ہے جو قرآن میں مذکور ہے اور اسرائیل لقب ہے وہ بھی قرآن میں مذکور ہے۔

د ہم نے کشف التلمیسیں میں لکھا ہے کہ اسماعیل عبرانی زبان میں گوتر کیب رکھتا ہے۔ لیکن وہ کالمفرد ہی استعمال ہوتا ہے۔

اس پر مرزائی سیکرٹری کا یہ لکھنا بالکل غلط ہے کہ پس معلوم ہوا کہ آپ کا اعتراض غلط تھا۔ کیونکہ لفظ اسماعیل ہر جگہ مفرد ہی استعمال ہوتا ہے نہ مرکب اور اسی طرح لفظ ابراہیم ہے۔ چنانچہ لفظ اسماعیل یا ابراہیم کی پہلی جزء یعنی اس اور ابراہیم کا اعراب نہیں بدلتا۔ لیکن غلام احمد چونکہ مرکب ہے۔ اس لئے اس کی ہی جزء غلام کا اعراب بوجہ عوامل بدلتا رہتا ہے۔ مثلاً جاء غلام احمد، رایت غلام احمد مرت بغلام احمد نیز اسمعیل اور ابراہیم مرکب اسنادی کی طرح بھی استعمال نہیں ہوتے۔ کیونکہ مرکب اسنادی بھی ہوتا ہے اور یہ دونوں معرب غیر منصرف ہیں۔ غرض ابراہیم واسماعیل ان کو ایک ایک ہی کلمہ سمجھا جاتا ہے اور پہلی جزء کا اعراب نہیں بدلتا۔ چنانچہ اسماعیل کو اگر مرکب مانا جائے تو اسماعیل کا اعراب بدلنا چاہئے۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسمعیل اور ابراہیم مفرد ہی استعمال ہوتے ہیں۔ بخلاف غلام احمد کہ اس کی پہلی جزء (مضاف) غلام کا اعراب بدل جاتا ہے۔ مثلاً جاء غلام احمد رایت غلام احمد پہلے جملہ میں غلام پر پیش (ضمہ) ہے اور دوسرے جملہ میں غلام پر زبر (نصب) ہے اور ابراہیم واسمعیل مرکب اسنادی کی طرح بھی استعمال نہیں ہوتے۔ کیونکہ مرکب اسنادی مثنی ہوتا ہے اور یہ ہر دونوں معرب غیر منصرف ہیں۔

ج قرآن مجید کی بعض آیات جہاں آنحضرت ﷺ کا اسم گرامی ذکر ہے وہاں مرزا قادیانی، محمد رسول اللہ سے اپنی ذات مراد لیتے ہیں۔ نہ کہ رسول عربی کی مدنی ﷺ کی ذات مقدسہ۔ جیسا کہ انہوں نے (ایک غلطی کا ازالہ ص ۴، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷) پر لکھ دیا ہے کہ: ”محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔“

باقی رہی مرزائی سیکرٹری کی تاویل کہ غلام احمد میں غلام کا لفظ خاندانوں کے ناموں میں مشترک ہے۔ اس لئے علم کے طور پر احمد ہی استعمال ہوتا تھا تو یہ لغو ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی اپنی تصانیف میں غلام احمد لکھتے ہیں اور مذکورہ درخواستوں میں بھی غلام احمد ہی لکھا ہے۔ علم ان کا غلام احمد ہے نہ کہ احمد۔ باقی رہا یہ کہ مرزا قادیانی کو الہام میں احمد سے خطاب کیا گیا ہے تو ان کے الہامات کا پردہ کیا محمدی بیگم نے نہیں چاک کر دیا۔ علاوہ ازیں مرزا قادیانی تو اپنے آپ کو کرشن بھی کہتے ہیں۔ (تمتہ حقیقت الوجہ ص ۸۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۱) کہاں تک ان کی بوالعجیباں بیان کرتے رہیں گے۔

اور مرزائی سیکرٹری نے یہ بات بھی عجیب لکھی ہے کہ خواجہ میر درد پر بھی قرآن کی بعض آیتوں کا نزول ہوا ہے۔ سو یہ قادیانی شریعت کے مطابق ہوگا۔ کیا اس کا کوئی قطعی ثبوت موجود ہے؟ کہ ان پر آیات قرآنی کا نزول ہوا۔ کیا مرزائی سیکرٹری وحی قرآنی کے نزول کا مطلب بھی سمجھتا ہے؟

مسئلہ ختم نبوت اور مرزا قادیانی

قادیانی فرقہ ختم نبوت کے بنیادی عقیدہ کا منکر ہونے کی وجہ سے تمام امت مسلمہ کے نزدیک کافر ہے۔ لیکن اس موضوع پر مرزائی لوگ تحریر و تقریر میں اس قدر دجل و تلہیس سے کام لیتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔

ختم نبوت کا مفہوم

مرزائی فرقہ اپنے دعویٰ میں تو یہی کہتے ہیں کہ ہم خاتم النبیین کے قائل ہیں۔ لیکن اس سے جو ان کی مراد ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی بھی نبی ہیں۔ چنانچہ مرزائی سیکرٹری نے خود مرزا قادیانی کی عبارت (اظہار الحق ص ۱۹) میں لکھ دی ہے کہ: ”اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اس وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔“

الجواب

الف ہم پوچھتے ہیں کہ خاتم النبیین کا معنی نبی تراش کیا مرزا قادیانی سے پہلے بھی کسی مفسر، محدث نے سمجھا ہے؟

ب..... اگر رحمتہ للعالمین ﷺ کی روحانی توجہ سے نبوت ملتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ میں سے کسی کو بالخصوص خلفائے راشدین کو یہ فیض نہیں پہنچا جو ساہا سال آ حضرت ﷺ کی صحبت میں رہے اور جنہوں نے ہر چیز نصرت حق میں قربان کر دی۔ مرزا قادیانی کو یہ فیض چودہ سو سال کے بعد کیسے پہنچ گیا؟

ج..... ہم نے کشف التلخیص ص ۲۹ میں یہ حدیث پیش کی تھی۔

”انہ سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلہم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی“ ﴿بیشک میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہی گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔﴾

جب رسول خدا ﷺ نے خاتم النبیین کا معنی خود ہی متعین فرما دیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے تو اب مرزا قادیانی کے اس معنی کو کہ حضور نبی تراش ہیں۔ کیونکر تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ دوسری حدیث بھی ہم نے پیش کی تھی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اس کو خوب آراستہ پیراستہ کیا۔ مگر اس کے گوشوں میں سے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی۔ پس لوگ اسے دیکھنے آتے اور خوش ہوتے اور یہ کہتے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھی گئی۔ پس میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (صحیح بخاری، مسلم، ترمذی)

یہ مثال بھی حضور ﷺ نے خاتم النبیین کا معنی سمجھانے کے لئے دی تھی کہ قصر نبوت کی آخری اینٹ میں ہوں۔ میرے بعد اب کوئی نبی نہیں ہے۔ اس کے جواب میں مرزائی سیکرٹری یہ تاویل کرتا ہے کہ: ”مسح موعود کا مقام آ حضرت ﷺ کے خادم و غلام کا ہے۔ اس لئے قصر نبوت میں اس کی کوئی الگ اینٹ نہیں۔ بلکہ وہ تجدید و خدمت کے رنگ میں قصر نبوت میں شامل ہے اور اس جگہ مثل الانبیاء من قبلی ارشاد فرمایا ہے۔ یعنی یہ پہلے انبیاء کی مثال ہے۔ پہلے تمام انبیاء مستقل تھے۔ بے شک مستقل نبی ہونے کے لحاظ سے ہمارے نزدیک بھی آ حضرت ﷺ آخری نبی ہیں۔“

اجواب

الف..... یہ مستقل نبی اور غیر مستقل نبی کا فرق نبی کریم ﷺ نے تو نہیں فرمایا۔ آپ نے یہ کہاں سے نکال لیا؟

ب..... اگر آ حضرت ﷺ کے بعد غیر مستقل نبی نے آنا ہوتا تو حضور ﷺ

حدیث مذکور لانا نبی بعدی میں اس کا استثناء فرمادیتے اور قصر نبوت کی مثال دیتے ہوئے بھی اس کی گنجائش رکھتے۔ حالانکہ ایسا نہیں فرمایا۔ چونکہ آنحضرت ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت ختم ہو گئی تھی اور تیس کذابوں نے دعویٰ نبوت کرنا تھا۔ اس لئے آپ نے مطلقاً لانا نبی بعدی فرمادیا۔ تاکہ حضور ﷺ کے بعد پیدا ہونے والا خواہ کوئی بھی ہو اگر نبوت کا دعویٰ کرے تو اس کو کذاب، دجال سمجھا جائے اور یہاں غیر مستقل نبی گنجائش نکالنا بھی تو ایک حیرت انگیز دجل و فریب ہے۔

ج..... مرزائی سیکرٹری کا یہ لکھنا کہ مسیح موعود کا مقام آنحضرت ﷺ کے خادم و غلام کا ہے۔ اس لئے قصر نبوت میں اس کی کوئی الگ اینٹ نہیں بلکہ وہ تجدید و خدمت دین کے رنگ میں قصر نبوت میں شامل ہے۔ ہمارے مفہوم کو مؤید ہے۔ کیونکہ آخری اینٹ سے مراد جب آنحضرت ﷺ کی ذات قدسہ ہوئی تو اور تو کسی کی وہاں گنجائش ہی نہ رہی تو مرزا قادیانی کی نبوت کی اینٹ کہاں رکھی جائے گی۔ جبکہ کسی اینٹ کی جگہ خالی نہیں رہی۔ باقی رہا یہ کہ مرزا قادیانی آنحضرت ﷺ کے غلام و خادم ہیں تو اس طرح تو امت محمدیہ میں کروڑوں خادم و غلام ہیں اور سینکڑوں خدمت و تجدید دین کرنے والے ہیں تو کیا ان کو بھی نبی کہا جائے گا۔ بحث تو نبی اور غیر نبی ہونے میں ہے نہ کہ خادم و مجدد دین ہونے میں۔ ایسی اینٹ جو قصر نبوت میں نہیں لگ سکتی اس کا بیت الخلاء میں لگانا ہی مناسب ہے جو قصر نبوت سے جدا ہے۔ مبارک ہو!

تشریحی و غیر تشریحی نبوت

مرزائی سیکرٹری نے مرزا قادیانی کی یہ عبارت بھی پیش کی ہے کہ: ”جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نبی نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔“

(ایک علی کا ازالمص ۶، ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰، ۲۱۱)

الجواب

الف..... کتاب و سنت کی تصریحات کے خلاف ایسی من گھڑت باتیں کیسے قابل قبول ہو سکتی ہیں۔ کیا قرآن و حدیث میں بھی کہیں یہ لکھا ہے کہ صاحب شریعت نبی تو نہیں آئیں گے۔ لیکن غیر صاحب شریعت آتے رہیں گے۔ ہرگز نہیں۔ نصوص میں تو ہر طرح کی نبوت کا ختم ہونا پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔

ب..... مرزا قادیانی کی یہ تاویل ان کے اپنے کلام سے بھی باطل ٹھہرتی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ”ختمیت نبوت یعنی یہ کہ سلسلہ خلافت محمدیہ میں اب کوئی بھی نیا یا پرانا زندہ موجود نہیں اور تمام سلاسل نبوتوں بنی اسرائیل کے ہمارے حضرت پر ختم ہو چکے ہیں۔ اب کوئی نبی نیا یا پرانا اسرائیلی بطور خلافت کے بھی نہیں آ سکتا۔“ (دافع البلاء ص ۱۹)

یہاں صاف مان لیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد بطور خلافت کے بھی کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ خواہ وہ نیا ہو یا پرانا۔

ج..... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اپنے دعویٰ کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب شریعت ہونے کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں۔ گو وہ کیسی ہی جناب الہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔“ (تزیان القلوب ص ۱۳۰ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۴۳۲)

اور چونکہ مرزا قادیانی نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر بھی کہا ہے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ ان کا دعویٰ تشریحی نبوت کا ہے نہ کہ غیر تشریحی کا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ: ”کفر دو قسم پر ہے۔ ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا اور دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی کفر میں داخل ہیں۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۷۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵)

یہ ہے مرزا قادیانی کی تضاد بیانی اور یہ ہے مرزائی سیکرٹری کی پیش کردہ تاویل کا انجام کہ خود مرزا قادیانی کے قول سے ہی اس کی دجھیاں فضائے آسمان میں بکھر گئیں۔

عقیدہ حیات مسیح اور ختم نبوت

قادیانی فرتے کے لوگ ناواقف مسلمانوں کو یہ فریب دیتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد تم بھی ایک نبی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے قائل ہو اور ہم بھی ایک ہی نبی کے آنے کو مان رہے ہیں۔ یعنی مرزا قادیانی، تو اگر رسالت محمدیہ کے دور میں مرزا قادیانی کا بھی ماننا عقیدہ ختم نبوت کے خلاف ہونے کی وجہ سے کفر ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا ماننا بھی ختم نبوت کے خلاف ہو کر کفر ہوگا۔ چنانچہ اس اعتراض کو مرزائی سیکرٹری نے اپنے پہلے ٹریکٹ ”ختم نبوت اور بعض دیگر مسائل کے بارے میں ہمارا نقطہ نظر“ میں لکھا تھا اور اسی کو (اظہار الحق

ص ۱۸) میں ان الفاظ سے پیش کیا ہے کہ: ”ایک اور بات جو بڑے تکرار سے کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ختم نبوت کا منکر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ اصول ہمارے نزدیک بالکل درست اور صحیح ہے۔ اسی وجہ سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے مبارک دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے معتقد اور ان کا انتظار کرنے والے ختم نبوت کے منکر اور اپنے مسلمہ عقیدہ کے مطابق دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ گنبد کی آواز کی طرح ان کے فتویٰ کی صدائے بازگشت ہی ہے۔ ہماری طرف سے کوئی فتویٰ نہیں ہے۔“

الجواب

الف یہاں بھی مرزائی سیکرٹری نے اپنے موروثی دجل سے کام لیا ہے۔ کیونکہ ہمارا اور تمام امت مسلمہ کا عقیدہ یہ نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی آئے گا۔ ختم نبوت کا مفہوم تو یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک حق تعالیٰ کی طرف سے جتنے انبیاء ہو چکے ہیں وہی رہیں گے۔ نبوت کا عطا ہونا یا کسی نبی کا پیدا ہونا ختم کر دیا گیا ہے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو آنحضرت ﷺ سے پہلے کے نبی ہیں۔ ان کا دوبارہ تشریف لانا ختم نبوت کے اس مفہوم کے خلاف ہرگز نہیں ہے۔ جو ہم نے لکھا ہے اور جو لانی بعدی میں خود نبی کریم ﷺ نے سمجھا دیا ہے۔ اب بتلائیے کہ ہمارے عقیدہ کے تحت آپ کا یہ الزام کیسے درست ہو سکتا ہے؟

ب مرزائی سیکرٹری نے جو یہ لکھا ہے کہ یہ اصول ہمارے نزدیک بالکل درست اور صحیح ہے۔ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ یہ اصول اگر تمہارے نزدیک صحیح ہوتا تو مرزا قادیانی کو بجائے نبی ماننے کے اہل اسلام کی طرح کافر قرار دیتے۔

ج ہم تو صرف حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی حیات اور آمد ثانی کے قائل ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کے نزدیک تو ہزاروں مسیح آسکتے ہیں۔ لہذا مرزائیوں کا یہ کہنا بھی مغالطہ آمیز ہوا کہ ہم بھی ایک ہی کے قائل ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

”میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہو گیا ہے۔ بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں۔ ہاں اس زمانہ کے لئے میں مثیل مسیح ہوں۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۹۹، خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)

نیز لکھتے ہیں کہ: ”جب تیس دجال کا آنا ضروری ہے تو بحکم لکل دجال عیسیٰ تیس مسیح بھی آنے چاہئیں۔ پس اس بیان کی رو سے ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی

آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں۔ کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا ہے۔ درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۲۰۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۷، ۱۹۸)

اس آخری عبارت میں تو مرزا قادیانی نے دبی زبان سے یہ اقرار کر لیا کہ احادیث میں جس مسیح کے آنے کا ذکر ہے وہ میں نہیں ہوں اور ظاہر ہے کہ احادیث میں ایک ہی مسیح بن مریم کے آنے کی خبر ہے۔ لہذا مرزا قادیانی کو مسیح موعود ماننا بالکل باطل ٹھہرا اور یہی امت محمدیہ کا فیصلہ ہے۔ الفضل ماشہدت بہ الاعداء!

حضرت نانوتویؒ اور ختم نبوت

عموماً مرزائی یہ فریب دیتے ہیں اور مرزائی سیکرٹری نے بھی یہی کیا ہے کہ حضرت نانوتوی نے بھی مرزا قادیانی کی طرح لکھا ہے۔ چنانچہ حضرت نانوتوی کی یہ دو عبارتیں پیش کی ہیں کہ:

۱..... ”رسول اللہ ﷺ پر تمام مراتب کمال اس طرح ختم ہو گئے جیسے بادشاہ پر مراتب حکومت ختم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے بادشاہ کو خاتم الحکام کہہ سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو خاتم الکالمین اور خاتم النبیین کہہ سکتے ہیں۔“ (حجۃ الاسلام)

اس پر مرزائی سیکرٹری لکھتا ہے۔ ”گویا آنحضرت ﷺ کی غلامی اور متابعت میں نبی کا آنا خاتم النبیین کے منافی نہیں۔ خود حضرت نانوتوی فرماتے ہیں۔“

۲..... ”بالفرض اگر بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئے گا۔“ (تحدیر الناس ص ۲۸)

الجواب

الف..... ختم نبوت کے متعلق حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند کا عقیدہ بھی وہی ہے جو ساری امت محمدیہ کا ہے۔ البتہ آپ نے تحدیر الناس میں ختم نبوت کی تینوں قسموں مرتبی، زمانی اور مکانی کی محققانہ تفصیل بیان فرمائی ہے اور مرزائی سیکرٹری نے اوپر جو عبارتیں لکھی ہیں وہ ختم نبوت مرتبی کی تشریح میں ہیں۔ ان سے ختم نبوت زمانی کی نفی ثابت نہیں ہوتی۔ اسی لئے حضرت نانوتویؒ نے اس کو بالفرض کے لفظ سے ادا کیا ہے۔ یعنی بالفرض اگر حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی آئے تو اللہ تعالیٰ نے جو انتہائی کمالات نبوت آپ کو عطا فرمائے ہیں۔ ان میں فرق نہیں آئے گا۔ باقی رہا یہ کہ کیا آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی آئے گا

تو حضرت نانوتویؒ نے اس کی نفی فرمائی ہے۔ ہرگز نہیں نہیں آئے گا۔ چنانچہ فرماتے ہیں: ”سواگر اطلاق اور عموم ہے تب تو نبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے۔ ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدالالت التزای ضرور ثابت ہے۔“ (تحدیر الناس ص ۹)

نیز فرماتے ہیں کہ تحدیر کو غور سے دیکھا ہوتا تو اس میں خود موجود ہے کہ لفظ خاتم تینوں معنوں پر بدالالت مطابق دلالت کرتا ہے اور اسی کو اپنا مختار قرار دیا ہے۔ (جواب محذورات ص ۸۳) اب مرزائی سیکرٹری بتلائے کہ کیا وہ ختم نبوت زمانی کو بھی تسلیم کرتا ہے۔ جس کی حضرت نانوتویؒ نے تصریح فرمادی ہے۔

ہمارا سوال

ہم نے کشف التلخیص میں لکھا تھا کہ تمام مرزائیوں سے ہمارا یہ سوال ہے کہ اگر کوئی شخص ان تمام عقائد کو مانے جو مرزا قادیانی نے یہاں لکھے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کو نبی اور مسیح موعود نہ مانے تو کیا اس کو مؤمن اور مسلمان سمجھتے ہو؟

اس کے جواب میں مرزائی سیکرٹری لکھتا ہے کہ اس سوال میں جواب کے متعلق گزارش ہے کہ ہاں حضرت مرزا قادیانی کے ارشاد میں جن امور کا ذکر ہے ان کو ماننے والا یقیناً مسلمان ہے۔ وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کا اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا جس میں مسیح موعود علیہ السلام کا ماننا بھی ضروری سمجھا گیا ہے۔

الجواب

الف..... مرزائی سیکرٹری نے جواب میں دیانتداری سے کام نہیں لیا۔ ہم نے کشف التلخیص میں علامہ آلوسی مصری کی تفسیر روح المعانی، امام غزالی اور فتاویٰ عالمگیری کی عبارتیں پیش کی تھیں۔ جن میں ختم نبوت کا مفہوم بیان کر کے اس کے منکر کو کافر قرار دیا گیا۔ ان کا جواب مرزائی سیکرٹری نے بالکل نہیں دیا۔ اسی طرح امت مسلمہ کا جس مسیح کی آمد ثانی پر اجماع ہے وہ حضرت عیسیٰ بن مریم ہیں۔ جو آنحضرت ﷺ سے پہلے بحیثیت نبی مبعوث ہو چکے ہیں نہ کہ چراغ نبی کے فرزند مرزا غلام احمد قادیانی۔ تو کیا اس بارے میں مرزا قادیانی اور ان کی امت کا عقیدہ اجماع امت کے خلاف نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہر اس شخص کو کافر قرار دیتے ہیں جو مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتا۔ چنانچہ کشف التلخیص میں بھی ہم نے مرزا قادیانی کی یہ عبارت پیش کی تھی کہ: ”جو مجھے نہیں پہچانتا وہ کافر اور مردود اور اس کے اعمال حسنہ نامقبول اور دنیا میں معذب اور آخرت میں ملعون ہوگا۔“ (حقیقت الوحی ص ۶۷، خزائن ج ۲۲ ص ۳۹۰)

اور اس فتویٰ پر مرزائیوں کا عمل بھی ہے۔ چنانچہ چوہدری ظفر اللہ قادیانی نے مسلم لیگ کے قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح کا جنازہ اسی بناء پر نہیں پڑھا تھا۔ مرزائی سیکرٹری کہاں تک عوام کو دھوکا دینے کی کوشش کرے گا۔

آہ محمدی بیگم

ہم نے مرزا قادیانی کی نبوت کے ابطال کے سلسلہ میں محمدی بیگم کی پیش گوئی کا بھی ذکر کیا تھا۔ اس پر مرزائی سیکرٹری سرا سیمہ ہو کر لکھتا ہے کہ: ”خود معترض ہمارے جواب کو اتنا کافی و مکمل سمجھتا ہے کہ اس کو اپنی کمزوری چھپانے کے لئے ایک نئی بات پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔“

اس کے جواب میں صرف اتنا ہی کافی ہے کہ ہم نے اس عنوان کی ابتداء میں یہ لکھ دیا تھا کہ: ”آخر میں قارئین کی ضیافت طبع کے لئے ہم مرزا قادیانی کی ایک عجیب و غریب پیش گوئی اور اس میں انتہائی ناکامی کا ذکر کرتے ہیں۔“ ضیافت طبع کے الفاظ سے ہم نے یہی بتایا تھا کہ گو مرزا قادیانی کی نبوت کی دھجیاں بکھیری جا چکی ہیں۔ لیکن ضیافت طبع کے لئے قارئین اس پیش گوئی سے بھی واقف ہو جائیں اور یہ پیش گوئی ایک ایسی حجت ہے کہ معمولی عقل کا آدمی بھی اس سے صحیح نتیجہ نکال سکتا ہے۔ لیکن مرزائی فرقہ کو تو اتباع حق مطلوب ہی نہیں ہے۔ اس لئے وہ اس میں بھی تاویلات باطلہ پیش کرنے سے نہیں جھکتے اور مرزائی سیکرٹری نے بھی یہ تاویل جواب میں پیش کی ہے کہ مرزا قادیانی نے معترض کے جواب میں یہ لکھا تھا کہ فیصلہ تو آسان ہے۔ احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے پھر اس کے بعد جو میعاد خدا تعالیٰ مقرر کرے۔ اگر اس سے اس کی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں گا۔ پھر مرزائی سیکرٹری نے الفضل ۹، ۱۳، جون ۱۹۲۱ء سے مرزا سلطان محمد خاوند محمدی بیگم کا بیان نقل کیا ہے کہ میں قسمیہ کہتا ہوں جو ایمان و اعتقاد مجھے حضرت مرزا قادیانی پر ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو بھی جو بیعت کر چکے ہیں، اتنا نہیں ہوگا۔

الجواب

الف..... محمدی بیگم سے نکاح کی پیش گوئی مرزا قادیانی نے ۱۸۸۶ء سے شروع کی تھی۔ لیکن مرزا احمد بیگ نے ایمانی جرأت سے کام لے کر اپنی دختر محمدی بیگم کا نکاح ۱۷ اپریل ۱۸۹۲ء کو مرزا سلطان محمد ساکن پٹی ضلع لاہور کے ساتھ کر دیا اور مرزا قادیانی کی زندگی میں اس طرح مرزا سلطان محمد ان کے سینہ پر مونگ پیتا رہا۔ لیکن مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ بھلا میری تکذیب کا اشتہار تو شائع کرے پھر دیکھے کیسے عذاب آتا ہے۔ سبحان اللہ!

مرزا سلطان محمد کا مرزا قادیانی کی منکوحہ آسمانی سے نکاح کر لینا اس سے بڑھ کر مرزا قادیانی کی تکذیب کا کوئی اور اشتہار ہو سکتا ہے؟ حتیٰ کہ ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی آنجمنی ہو گئے اور مرزا سلطان محمد زندہ رہا۔ اب مرزائی سیکرٹری الفضل سے مرزا سلطان محمد کا ایک بیان نقل کرتا ہے۔ جو ۱۹۲۱ء میں شائع ہوا ہے۔ گویا مرزا قادیانی کی موت کے ۱۳ سال بعد وہ تائب ہوا۔ کون ان حواس باختہ لوگوں سے پوچھے کہ اگر وہ توبہ کرتا اور مرزا قادیانی کو نبی مان لیتا تو وہ محمدی بیگم کو طلاق کیوں نہ دے دیتا۔ تاکہ مرزا قادیانی کی پیش گوئی ثابت ہو جائے اور پھر محمدی بیگم کیوں نہ مرزا قادیانی پر ایمان لے آتی جو ان کے بعد ۵۸ سال تک زندہ رہی۔ اگر بالفرض محمدی بیگم بھی تائب ہو جاتی تب بھی مرزا قادیانی کی پیش گوئی پوری ہونے کی کوئی دلیل نہیں تھی۔ کیونکہ انہوں نے صاف لکھ دیا تھا کہ محمدی بیگم ضرور میرے نکاح میں آئے گی۔ چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں۔

”خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا اور بے دینوں کو مسلمان بنا دے گا۔ سو خدا تعالیٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں۔ تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس کی اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا تعالیٰ کی باتوں کو ٹال سکے۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۶، ۲۸۷، خزائن ج ۵ ص ۱۵۷، ایضاً: کشف التلیس ص ۳۸)

ہم پوچھتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی سے یہ پختہ وعدہ کیا تھا کہ محمدی بیگم کو ضرور ان کے نکاح میں لائے گا اور ہر ایک روک کو دور کرے گا تو اس میں مرزا سلطان محمد کی توبہ یا عدم توبہ کا کیا دخل ہے۔ پیش گوئی کے مطابق محمدی بیگم نے مرزا قادیانی کے نکاح میں ضرور آنا تھا۔ لیکن چونکہ ایسا نہیں ہوا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی جھوٹی تھی اور خود ساختہ تھی اور اگر مرزائی سیکرٹری اس پیش گوئی کو خدا کی طرف سے مانتا ہے تو پھر ثابت ہوا کہ مرزائیوں کا خدا وہ نہیں جو ”علیٰ کل شئ قدید“ ہے بلکہ وہ تو نعوذ باللہ مرزا سلطان محمد اور محمدی بیگم کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیا محمدی بیگم کا ۱۹ نومبر ۱۹۶۶ء تک زندہ رہنا مرزا قادیانی کی تردید کے لئے ایک عام فہم زبردست خدائی نشان نہیں ہے؟ وما علینا الا البلاغ!

حافظ محمد اسحاق قریشی

جہلم شہر

الحمد لله الذي جعلنا من آل بيته
سنة من سنن الأنبياء والمرسلين
صلى الله عليه وآله وسلم

سورۃ مرزا

حکیم ڈاکٹر محمد علی امرتسری

وجہ تالیف

احمدی صاحبان کبھی تو مرزا قادیانی کو مسیح اور کبھی نبی ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا کرتے ہیں۔ حالانکہ نبی اور ملہم کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ صحیح الدماغ ہو۔ اس کا حافظہ نہایت قوی ہو۔ اس کو کوئی دماغی بیماری نہ ہو۔ جیسا کہ وہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ:

..... ”ملہم کے دماغی قوی کا نہایت مضبوط اور اعلیٰ ہونا بھی ضروری ہے۔“

(ریویو آف ریپبلشمنٹ ماہ ستمبر ۱۹۲۹ء ص ۴)

-۲ ”انبیاء کا حافظہ نہایت اعلیٰ ہوتا ہے۔“ (ریویو ماہ نومبر ۱۹۲۹ء ص ۸)
-۳ ”ملہم کا دماغ نہایت اعلیٰ ہوتا ہے۔“ (ریویو ماہ جنوری ۱۹۳۰ء ص ۲۶)
-۴ ”نبی کے کلام میں جھوٹ جائز نہیں۔“ (مسیح ہندوستان میں ۱۹، خزائن ج ۱۵ ص ۲۱)

اس لئے ضروری ہوا کہ طبی رو سے مرزا قادیانی کے دماغ کا معائنہ کیا جائے۔

-۱ اگر ان کے دماغی قوی کمزور ہوں۔
-۲ حافظہ ایسا کمزور ہو کہ نسیان تک نوبت پہنچ چکی ہو۔
-۳ دماغ خراب ہو چکا ہو۔
-۴ ان کے کلام میں تناقض اور جھوٹ ہو۔
-۵ اور ان تمام عوارضات رویہ کا باعث مانجھو لیا ہو۔

تو اس صورت میں ان کے دعاوی کی تردید کے لئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔ جیسا کہ ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحب احمدی اسٹنٹ سرجن فرماتے ہیں کہ: ”ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹریا، مانجھو لیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھیر دیتی ہے۔“

(ریویو اگست ۱۹۲۶ء ص ۷۶)

اس واسطے میں نے طبی معلومات کو مد نظر رکھ کر مرزا قادیانی کے دماغ کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نہ ہی مسیح تھے نہ نبی اور نہ ہی مجدد تھے نہ ولی۔ بلکہ مرض مانجھو لیا کے مریض تھے۔ اسی مانجھو لیا کی وجہ سے ان کے کل دماغی قوی کمزور ہو چکے تھے۔ (ملاحظہ ہو شہادت ص ۷)

ان کا حافظہ کمزور ہو کر نسیان تک نوبت پہنچ چکی تھی۔ (ملاحظہ ہو تطبیق علامات ص ۱۶) ان کا دماغ خراب ہو چکا تھا۔ (شہادت نمبر ۱) ان کے کلام میں سخت تناقض اور جھوٹ تھا۔ (تطبیق علامات نمبر ۲۰) ان کے کل الہامات اور دعویٰ مرض مانگو لیا کی وجہ سے تھے۔ (تمام کتاب اس کا ثبوت ہے) اس تحقیق کے بعد میں نے اپنا فرض سمجھا کہ اس بات سے عوام الناس کو آگاہ کر دوں۔ تاکہ وہ دھوکہ سے بچ جائیں اور مرزا قادیانی کو مانگو لیا کا بیمار سمجھ کر ان سے الگ رہیں اور جو عدم واقفیت کے باعث اس جال میں پھنس چکے ہیں۔ وہ جلد از جلد توبہ کر کے راہ راست پر آجائیں۔

یہ مضمون میں نے حاجی عبدالغنی صاحب ناظم انجمن شباب المسلمین بٹالہ کے ایماء پر لکھا اور ۲۲ نومبر ۱۹۲۹ء کے جلسہ انجمن شباب المسلمین بٹالہ میں اس پر لیکچر دیا۔ جس سے سامعین پر ایک گہرا اثر ہوا۔ ان کا اصرار تھا کہ اس کو عام اخبارات اور رسائل میں شائع کیا جائے۔ لیکن عدیم الفرستی کے باعث ایک عرصہ تک یہ مضمون معرض التواء میں پڑا رہا۔

اب رہنمائے قوم جناب سید محمد شریف صاحب گھڑیا لوی امیر جماعت اہل حدیث کی فرمائش پر میں نے اس کو نہایت اہتمام کے ساتھ طبع کرایا اور اس سے قبل جو مضامین مرزا قادیانی کو صحیح الدماغ ثابت کرنے اور مانگو لیا وغیرہ کی تردید میں احمدی اصحاب نے تحریر کئے تھے۔ ان تمام کا جواب نہایت مدلل اور مہذب پیرایہ میں اس رسالہ کے اخیر پر لکھا۔ میرا دعویٰ ہے کہ کوئی احمدی خواہ وہ ڈاکٹر ہو یا حکیم، اگر مرزائیت کے تعصب کی پٹی کو آنکھوں سے ہٹا کر منصفانہ حیثیت سے اس مضمون کو دیکھے گا تو یقیناً اسی وقت اپنی زبان سے مرزا قادیانی کے ناقص الدماغ ہونے کا اقرار کر لے گا۔ اگر کسی مجبوری کے باعث اپنے منہ سے یہ الفاظ نہ کہے گا تو اس کے دل میں ایک دفعہ ضرور کھٹک جائے گا کہ واقعی مرزا قادیانی مانگو لیا کے مریض تھے۔ (حکیم محمد علی)

جن کتابوں سے امداد لی گئی

میں نے اس رسالہ کی تیاری میں جن کتابوں سے امداد لی ان کے نام حسب ذیل ہیں۔ (۱) شرح اسباب۔ (۲) ترجمہ شرح اسباب۔ (۳) حدود الامراض۔ (۴) طب اکبر اردو۔ (۵) اکسیر اعظم فارسی۔ (۶) قانون شیخ۔ (۷) مخزن حکمت۔ (۸) بیاض نور الدین۔ (۹) مشکوٰۃ شریف۔ (۱۰) مسلم شریف۔ (۱۱) مسند احمد۔ (۱۲) اربعین۔ (۱۳) ازالہ اوہام۔ (۱۴) ست بجن۔ (۱۵) حقیقت الوحی۔ (۱۶) نزول مسیح۔ (۱۷) درشمن۔ (۱۸) البشری۔ (۱۹) ریویو آف ریلیجنز۔ (۲۰) سیرۃ المہدی۔ (۲۱) اخبار بدر قادیان۔ (۲۲) رسالہ تشہید الازہان۔ (۲۳) کتاب منظور الہی۔ (۲۴) اخبار الفضل۔ (۲۵) دافع البلاء۔ (۲۶) آئینہ

کمالات اسلام۔ (۲۷) کتاب البریہ۔ (۲۸) نجم الہدیٰ۔ (۲۹) انجام آتھم۔ (۳۰) حقیقت
 اللہوت۔ (۳۱) ایک غلطی کا ازالہ۔ (۳۲) اشتہار انعامی پانسو۔ (۳۳) براہین احمدیہ۔
 (۳۴) نسیم دعوت۔ (۳۵) اخبار الحکم۔ (۳۶) تبلیغ رسالت۔ (۳۷) اشتہار لنگر خانہ۔ (۳۸) راز
 حقیقت۔ (۳۹) مکتوبات احمدی۔ (۴۰) تحفہ گولڈیہ، کشتی نوح۔ (۴۱) حماتہ البشریٰ۔
 (۴۲) تریاق القلوب۔ (۴۳) نصرۃ الحق۔ (۴۴) اتمام الحجۃ۔ (۴۵) لیکچر سیالکوٹ۔
 (۴۶) تذکرۃ الشہادتین۔ (۴۷) وید اور قرآن کا مقابلہ۔ (۴۸) توضیح المرام۔ (۴۹) پیام صلح۔
 (۵۰) کرامات الصادقین۔ (۵۱) چشمہ معرفت۔ (۵۲) خطبہ الہامیہ۔ (۵۳) اشتہار معیار
 الاخیار۔ (۵۴) الخطاب السلیح فی تحقیق المہدیٰ واضح۔

شکریہ

مولانا ثناء اللہ صاحب بابو حبیب اللہ کلرک۔ مولانا عبدالرحمن صاحب، مولانا نیک محمد
 صاحب کا میں بدل مشکور ہوں۔ جنہوں نے اس رسالہ کی تیاری میں میری امداد فرمائی۔

مرزا قادیانی کن کن امراض میں مبتلا تھے

مرزا قادیانی مایٹو لیا مرقاق میں مبتلا ہونے کے علاوہ دائم المریض اور بہت سی روی اور
 خطرناک امراض میں مبتلا تھا۔ جن کی مختصر فہرست حسب ذیل ہے۔

(۱) درد سر۔ (۲) دوران سر۔ (۳) کمی خواب۔ (۴) تشنج اعصاب۔ (۵) ضعف
 دماغ۔ (۶) ضعف حافظہ۔ (۷) ضعف اعصاب۔ (۸) تشنج قلب۔ (۹) سوء ہضم۔
 (۱۰) اسہال۔ (۱۱) ذیابیطس۔ (۱۲) پیسٹریا۔ (۱۳) مایٹو لیا مرقاقی۔ نسیان۔

اس وقت ہمیں آپ کی دیگر امراض سے کوئی بحث نہیں۔ ہمیں تو آپ کے دماغ
 میں مایٹو لیا اور اس کی وجہ سے بعض عوارضات ثابت کرنا مقصود ہے۔ اس لئے ہم مرزا قادیانی
 کی دوسری امراض کو چھوڑتے ہوئے اپنی تمام تحقیق اسی مرض کی تشخیص میں صرف کرتے ہیں
 اور زبردست شہادتوں کی بناء پر ثابت کرتے ہیں کہ آپ روز روشن کی طرح مرض مایٹو لیا میں
 مبتلا تھے۔

شہادت نمبر ۱

خود مرزا قادیانی اپنے مجموعہ امراض ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ میں ایک دائم المریض
 آدمی ہوں۔ ”ہمیشہ سردرد، دوران سر، کمی خواب، تشنج، دل کی بیماری دورے کے ساتھ آتی ہے اور

دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصے بدن میں ہے۔ وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یادن کو پیشاب آتا ہے اور اس کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔“

(ضمیمہ ربعین نمبر ۳ ص ۴، خزائن ج ۱ ص ۴۷۰)

شہادت نمبر ۲

خود مرزا قادیانی اپنے مراقی ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ ”دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان سے جب اترے گا تو دوزر در چادریں اس نے پہنی ہوں گی۔ تو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کے دھڑکی اور ایک نیچے کے دھڑکی۔ یعنی مراق اور کثرت بول۔“

(اخبار بدر قادیان ص ۵، مورخہ ۷ جون ۱۹۰۶ء، مجموعہ اشتہارات ج ۸ ص ۴۴۵)

شہادت نمبر ۳

مراق کے متعلق مرزا قادیانی کی اپنی شہادت ملاحظہ ہو۔ ”میرا تو حال یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں تاہم آج کل کی مصروفیات کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں۔ حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے اور دوران سر اور دورہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ تاہم میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کام کو کئے جاتا ہوں۔“

(کتاب منظور الہی ص ۳۴۸)

شہادت نمبر ۴

مراق اور ہسٹریا کے متعلق مرزا قادیانی کی بیوی اور بیٹی کی شہادت۔ مرزا بشیر احمد پسر دوم لکھتے ہیں کہ: ”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر اول کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوتے ہوئے آپ کو اتھو آیا اور پھر اس کے بعد طبیعت خراب ہو گئی۔ مگر یہ دورہ خفیف تھا۔ پھر اس کے کچھ ہی عرصہ بعد آپ ایک دفعہ نماز کے لئے باہر گئے اور جاتے ہوئے فرمانے لگے کہ آج کچھ طبیعت خراب ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے بعد شیخ حامد علی نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی پانی کی ایک گاگر گرم کر دو۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں سمجھ گئی کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہو گئی ہوگی۔ چنانچہ میں نے کسی ملازم عورت کو کہا کہ اس سے پوچھو میاں

کی طبیعت کا کیا حال ہے۔ شیخ حامد علی نے کہا کچھ خراب ہو گئی ہے۔ میں پردہ کرا کے مسجد میں چلی گئی تو آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ جب میں پاس گئی تو فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی۔ لیکن اب افاقہ ہے۔ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی اور آسمان تک چلی گئی۔ پھر میں بیچ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہو گئی۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے۔ خاکسار نے پوچھا دوروں میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے سوج جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا اور اس وقت آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اس کے بعد کچھ دوروں کی ایسی سختی نہیں رہی اور کچھ طبیعت عادی ہو گئی۔ خاکسار نے پوچھا کہ اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سردرد کے دورے ہوا کرتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کیا حضرت صاحب پہلے خود نماز پڑھاتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں۔ مگر پھر دوروں کے بعد چھوڑ دی۔“

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۳)

شہادت نمبر ۵

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ”مجھے مرقا کی بیماری ہے۔“ (ریویوس ۳۵، اپریل ۱۹۲۵ء)

شہادت نمبر ۶

مرزا قادیانی نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ: ”مجھ کو مرقا ہے۔“

(ریویو، اگست ۱۹۲۶ء)

شہادت نمبر ۷

مرقا کا مرض مرزا قادیانی کو موروثی نہ تھا۔ بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا تھا اور اس کا باعث سخت دماغی محنت، تفکرات، غم اور سوہمضم تھا۔ جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا اور جس کا اظہار مرقا اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دوران سر کے ذریعہ ہوتا تھا۔ (ریویوس ۱۰، اگست ۱۹۲۶ء)

شہادت نمبر ۸

مرزا قادیانی کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر، درد سر، کمی خواب، تشنج دل، بد ہضمی، اسہال، کثرت پیشاب اور مرقا وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھا۔

(ریویوس ۲۶، مئی ۱۹۲۷ء)

شہادت نمبر ۹

مرض مرق مرزا قادیانی کو ورش میں نہیں ملا تھا۔ پس مرزا قادیانی کی زندگی کے حالات کے مطالعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان میں مرق علامات کے دو بڑے سبب تھے۔ اول کثرت دماغی محنت، تفکرات قوم کا غم، دوسرے غذا کی بے قاعدگی کی وجہ سے سوء ہضم اور اسہال کی شکایت۔

نوٹ: مرزا قادیانی کو مرق ہونے کی نو شہادتیں لکھی گئی ہیں۔ جن میں سے ۳، ۲، ۱ تو مرزا قادیانی کی اپنی شہادتیں ہیں۔ جن میں ذرہ بھر بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ باقی شہادت نمبر ۴ مرزا قادیانی کی بیوی اور بیٹی کے شہادت ہے جو قریباً قریباً نمبر ۱، ۲، ۳ کے برابر ہے۔ باقی پانچ شہادتیں ایسے ثقہ راویوں کی ہیں۔ جن پر شک کرنا کفر کے مترادف ہے۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ مرزا قادیانی علاوہ دیگر امراض کے مرق میں مبتلا تھے۔ اب ہم مرق کی حقیقت از روئے طب تحریر کرتے ہوئے ثابت کریں گے کہ مرق مانجھ لیا کی ایک قسم ہے۔ جس میں مریض کے خیالات فاسد اور فکر ناقص ہو جاتا ہے۔

مرق کی حقیقت از روئے طب

..... ۱ ”نوع من المایخولیا یسمى المراقی والعلة النافخة وذلك یكون من خلط سود اوی حار یجتمع فی المعدة ویحدث فیها ورماً بارداً اوفی الما اساریقه محدث فیها سداً او ورماً اوفی الطحال اوفی المراق وترتقی منه بخارات الی الدماغ فی ای عضو کان اجتماعه (شرح اسباب ج ۱ ص ۷۴، مطبع نولکشور)“ یعنی مانجھ لیا کی ایک قسم ہے۔ جس کو مرق کہتے ہیں۔ یہ تیز سودا سے جو معدہ میں جمع ہو جاتا ہے پیدا ہوتا ہے اور اس میں ورم بارد پیدا کر دیتا ہے۔ یا ماساریقا میں جمع ہو کر اس میں سدہ اور ورم پیدا کرتا ہے۔ یا تلی میں یا عشاء مرق میں جمع ہو کر ورم پیدا کرتا ہے۔ جس عضو میں یہ مادہ ہوتا ہے اس سے سیاہ بخارات اٹھ کر دماغ کی طرف چڑھتے ہیں۔

..... ۲ ”والاحساس بارتفاع بخارات شبیة بالدخان (شرح اسباب ج ۱ ص ۷۷)“ یعنی مانجھ لیا مرقی کی یہ بھی علامت ہے کہ دھوویں جیسے سیاہ بخارات چڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ (جیسا کہ شہادت نمبر ۴ میں مذکور ہے)

..... ۳ ”قال سرافیون لان ابتداءه یكون من المراق وهو

بالتشديد الغشاء المستبطن للاخشاء من خارج وقال يوحنا لا نه ينفخ المراق وهذا اولیٰ (شرح اسباب ج ۱ ص ۷۴) ”سرافیون کی رائے ہے کہ چونکہ اس مرض کی ابتداء غشاء مرق سے ہوتی ہے۔ اس لئے اس کا نام مرق رکھا گیا ہے اور مرق ایک جھلی ہے جو بیرونی جانب سے احشاءِ بطن کو استر لگاتی ہے۔ لیکن یوحنا کی رائے ہے کہ اس مرض میں مرق میں نفخ ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کو مرقی کہتے ہیں اور یہ صحیح ہے۔

مالیخو لیا کس کو کہتے ہیں

..... ”قال الشيخ انما يقال ماليخوليا لما كان حدوثه عن سوداء غير محترقة تسمية له باسم السبب لان معناه باليونانية الخط الاسود وقال يوحنا ابن سرافيون معناه الفزع فيكون قسمية باسم عرضه وهو تغير الظنون والفكر عن المجرى الطبيعي الى الفساد والخوف لمزاج سوداوى توحش الروح ويفزعه ولا يوذى احداً بخلاف الجنون السبعى ونوع منه يقال له المراقى وهو ان يكون بشركة المراق (حدود الامراض ص ۵۱، مطبوعه مجتباتى) ”شیخ الرئیس کہتے ہیں۔ چونکہ مالیخو لیا کے معنی سیاہ خلط کے ہیں اور یہ مرض سوداء غیر محترقہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے مرض کا نام اس کے سبب کے نام پر رکھا گیا۔ لیکن یوحنا ابن سرافیون کہتے ہیں کہ مالیخو لیا کے معنی ڈر اور خوف کے ہیں جو اس کے عوارضات سے ہے۔ لہذا مرض کا نام اس کے عرض کے نام پر رکھا گیا اور اس کی ماہیت یہ ہے کہ اس میں ظن اور فکر مجرئی طبعی سے خوف اور فساد کی طرف بدل جاتے ہیں۔ جس کی وجہ مادہ سوداء ہے جو روح کو متوحش اور ڈر پوک بنا دیتا ہے اور یہ مریض کسی کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں دیا کرتا۔ بخلاف جنون سبعی کے اور مالیخو لیا کی ایک قسم ہے۔ جس کو مالیخو لیا مرقی کہا جاتا ہے اور وہ مرق کی شرکت کے باعث ہوا کرتا ہے۔

اسباب مرض

اسباب واصلہ میں سے تو یہی ہے کہ خلط سوداوی حار معدہ ماسارینقا اور مرق میں جمع ہو کر ورم بارد پیدا کر دیتا ہے۔ لیکن اسباب سابقہ حسب ذیل ہیں۔ ضعف دماغ، رنخ و غم، کثرت مجامعت، جلق، کثرت محنت دماغی، زیادہ جاگنا، نہایت مشکل مسائل کے حل کرنے میں رات دن سوچتے رہنا۔ بواسیر کے خون کا بندہ ہو جانا، کبھی معدہ جگراوتلی کے افعال کے فتور سے بھی یہ مرض ہو جاتا ہے۔

نوٹ: جب مرقا کے سبب سے ہوتب اسے مالینو لیا مرقا کہتے ہیں۔

(مخزن حکمت ص ۱۳۵۱ ج ۲ طبع پنجم)

اقسام مرض

مالینو لیا بحسب محل اوسہ قسم است اوّل آنکہ بسبب مخصوص بنفس دماغ باشد واین رامالینو لیا دماغی گویند۔ دوم آنکہ سبب ادعام در جمیع بدن و عروق باشد غیر قلب و دماغ و ازاں بخار بسوئے دماغ مرتفع گردد و این رامالینو لیا عمومی گویند۔ سوم آنکہ سبب آں در عضوئے خاص مشارک دماغ باشد۔ پس اگر سبب در آلات غذا بود مانند معدہ و مرقا این قسم رامرقا گویند۔
(اکسیر اعظم ج ۱ ص ۱۸۶، مطبع نولکشور)

خليفة اوّل حکیم نور دین صاحب کی رائے

”مالینو لیا بحسب محل سبب تین قسم پر ہے۔ اوّل دماغی جس کا محل وقوع دماغ ہے۔ اطباء اس کو شرالاصناف کہتے ہیں۔ دوم قلب اور دماغ کے سوا جس کا محل تمام بدن ہو اور تمام بدن سے بخارات دماغ کی طرف چڑھیں یہ تمام اقسام مالینو لیا سے اسلم ہے۔ سوم امعاء میں رویہ فضلات سے یا معدہ کے سوداوی ورم سے یا باب الکبد کے ورم سے یا جگر اور امعاء دونوں سے یا عروق دقاق سے یا ماساریقا کے سوداوی بلا ورم سدہ سے یا ماساریقا کے ورم سے بخارات نکل کر غشاء مرقا تک پہنچیں اور مرقا سے اٹھ کر بخارات دماغ کی طرف جائیں اور مالینو لیا پیدا کریں۔ اس کو مالینو لیا مرقا کہتے ہیں۔ چونکہ مالینو لیا جنون کا ایک شعبہ ہے اور مرقا مالینو لیا کی ایک شان ہے اور مالینو لیا مرقا میں دماغ کو ایذا پہنچتی ہے۔ اس لئے مرقا کو سر کے امراض میں لکھا گیا ہے۔“
(باض نور الدین جزء اوّل ص ۲۱۱، مطبع وزیر پریس ۷ دسمبر ۱۹۲۸ء)

علامات مالینو لیا

..... ۱ علامات مالینو لیا میں تغیر فکر و گمان علی العموم عادت اور ان وضعوں اور شکلوں کے موافق ہوا کرتا ہے۔ جو مریض کے خیال میں بحالت صحت جمی ہوتی ہیں۔ مثلاً ایک کمہار اپنے آپ کو یہ خیال کرتا تھا کہ میں مٹی کا برتن ہو گیا ہوں اور وہ اس خوف سے کہ کہیں ٹوٹ نہ جاؤں۔ آدمیوں اور دیواروں کے قریب بھی نہ جاتا تھا۔ دوسرے شخص کو جو مرغ خریدتا اور انہیں پال کر موٹا کرتا پھر انہیں بیچا کرتا تھا۔ یہ خیال ہو گیا تھا کہ میں مرغ ہو گیا ہوں۔ چنانچہ وہ بلند یوں پر چڑھتا اور پہلو پر اپنے بازو مرغوں کی مانند مارتا اور بانگ دیتا تھا۔ دوسرے مریض کو جو سپیروں (سانپ والوں) کے حلقہ میں اکثر جایا کرتا یہ خیال ہو گیا تھا کہ ایک سانپ ہمارے پیٹ میں گھس

گیا ہے۔ اور کہا کرتا تھا کہ سانپ نے ہمارے جگر کو کھا لیا ہے۔

(اردو ترجمہ شرح اسباب ج ۱ ص ۱۳۶، مطبع سوم ترجمہ کبیر الدین)

۲..... مثلاً اگر مریض لشکری باشد دعویٰ بادشاہی کند، سخن مملکت و تدبیر جنگ و قلعہ کشائی، و مانند آن گوئید و اگر کسی دشمنی داشته باشد وہم کند کہ قوے قصد گرفتن و کشتن اور کردہ اندو اور از ہر خواہند دو اگر مریض دانشمند بودہ باشد دعویٰ پیغمبری و معجزات و کرامات کند۔ سخن از خدائی گوئید و خلق را دعوت کند۔ (اکسیر اعظم ج ۱ ص ۱۸۸)

۳..... ”وقد يبلغ الفساد في بعضهم الى حد يظن انه يعلم الغيب وكثيراً ما يخبره بما سيكون قبل كونه (شرح اسباب ج ۱ ص ۶۹)“، یعنی بعض مریضوں میں یہ فساد گاہے اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب دان سمجھتا ہے اور بسا اوقات آئندہ ہونے والے واقعات کی خبر پہلے سے ہی دے دیتا ہے۔

۴..... ”وقد يبلغ الفساد في بعضهم الى حد يظن انه صار ملكاً وقد يبلغ في بعضهم الى اعلى من ذلك فيظن انه الحق وهو تعالى عن ذلك (شرح اسباب ج ۱ ص ۷۰)“، یعنی بعض مریضان مانجھو لیا میں یہ فساد اس حد تک ترقی کر جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو فرشتہ سمجھنے لگ جاتے ہیں اور بعضوں میں اس سے بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ ”والتخيلات الروية لفساد الدماغ وتغيره عن المجري الطبيعي“، یعنی دماغ کے فساد اور تغیر کے باعث تخیلات رویہ ہوا کرتے ہیں۔

(شرح اسباب ج ۱ ص ۶۹)

۵..... مریض تنہائی کو پسند کرتا ہے۔ ”وحب الوحدة (شرح اسباب ج ۱ ص ۷۰)“

۶..... بعض عالم اس مرض میں مبتلا ہو کر دعویٰ پیغمبری کرنے لگتے ہیں اور اپنے بعض اتفاقی واقعات کو معجزات قرار دینے لگتے ہیں۔ (مخزن حکمت طبع پنجم ج ۲ ص ۱۳۵۲)

خليفة اول حكيم نور الدين کی تحقیقات

۷..... مانجھو لیا کا کوئی مریض خیال کرتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں۔ کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں۔ کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں خدا ہوں۔ کوئی موت سے ڈرتا ہے۔ کوئی اس وہم میں مبتلا ہوتا ہے کہ مجھ کو کوئی زہر نہ دے دے۔ (بیاض نور الدین حصہ اول ص ۲۱۲)

نوٹ: بعض مریضان مائیچو لیا کے متعلق تشخیص مرض کا فیصلہ بجز طبیب حاذق کے دشوار ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ حکیم نور الدین صاحب لکھتے ہیں۔

۸..... اگرچہ ابتداء میں مائیچو لیا کی تشخیص دشوار ہے۔ مگر اس کے طول طویل سلسلہ کلام اور بیان مرض کو لمبا کرنے سے طبیب حاذق سمجھ لیتا ہے کہ وہ مائیچو لیا میں مبتلا ہے۔

(بیاض نور الدین حصہ اول ص ۲۱۲)

۹..... مریض کو اپنے خیالات اور جذبات پر قابو نہیں رہتا اور تخیل بڑھ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ مجنون لوگوں کی بات پیش گوئی کی طرح پوری بھی ہو جاتی ہے۔

(ریویو اگست ۱۹۲۶ء ص ۵)

۱۰..... وردیت دخان و تار یکی در خواب و استعجال در امور کہ لائق استعجال نباشد۔ و صبر در امور مشروع و طیش و حد بطنی و مکث در امور سہل کہ در ان مکث نشاید و صداع و نسیان و فواق احیاناً و دفع ریح کینہ دیر پامتواتر و خفقان معدی و قلبی و گاہے عظیم طحال۔ ظاہر شدن از عوارض مرض مبارک مراق است۔ لیکن وجود اسنہمہ در یک شخص ضرور نیست۔ (اکسیر اعظم ج ۱ ص ۱۸۹)

۱۱..... اگر مائیچو لیا کی پیدائش صفر کے جلنے سے ہو تو مائیچو لیا کے ساتھ جنون بھی ہوتا ہے۔ نیز اس قسم میں مریض کو حیرت بے عقلی ہڈیان، چیننا، چلانا اور بے قراری ہوتی ہے۔ مریض کو بیداری قلت سکون اور کثرت غصہ ہوتا ہے۔ (ترجمہ شرح اسباب ج ۱ ص ۱۴۲)

۱۲..... مائیچو لیا صفر اوای جو کہ احتراق صفر سے ہو اس کا مرض ہمیشہ غضبناک۔ بدحواس، حیران، پریشان، بدخلق و کواسی ہوتا ہے اور زیادہ بیدار رہا کرتا ہے۔

(مخزن حکمت طبع پنجم ج ۲ ص ۱۳۵۲)

۱۳..... چونکہ دماغی قوی میں فتور ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی اکثر باتیں ایک دوسرے کے مخالف ہوتی ہیں۔

۱۴..... اقوال و افعال میں بھی خرابی ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ دماغ کے لطن اوسط میں علت ہے۔ (بیاض نور الدین ص ۲۱۲)

۱۵..... طرح طرح کے ایسے خیال ان کے دل میں آتے ہیں۔ جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ (ریویو ص ۲۲، مئی ۱۹۲۷ء)

۱۶..... مریض بعض دفعہ ایسا خیال کر لیتا ہے جس کی واقعات تردید کر دیتے ہیں۔ (ریویو ص ۲۳ حاشیہ، مئی ۱۹۲۷ء)

- ۱۷..... اکثر بے خوابی کی شکایت کرتا ہے۔ (بیاض نورالدین جزاؤں ص ۲۱۳)
- ۱۸..... ہضم اچھا نہیں ہوتا۔
- ۱۹..... تپ کا گمان رہتا ہے۔
- ۲۰..... کبھی ہاتھ پاؤں جلتے ہیں۔ کبھی ٹھنڈے رہتے ہیں۔
- ۲۱..... مریض اپنے مرض کے بیان میں بس نہیں کرتا۔
- ۲۲..... ہر وقت سوچ میں رہتا ہے۔
- ۲۳..... کمر سے لے کر شانوں تک درد محسوس کرتا ہے۔
- ۲۴..... کانوں میں آوازیں آتی ہیں۔
- ۲۵..... جس بیماری کا بیان کیا جائے مریض کہتا ہے یہ مرض مجھ کو ہے۔
- ۲۶..... کبھی قبض کبھی دست آتے ہیں۔ (بیاض نورالدین جزاؤں ص ۲۱۳)

تطبیق علامات مالنچو لیا بعلا مات مرزا قادیانی

علامات مرزا قادیانی	علامات مالنچو لیا
۱..... مرزا قادیانی گورنمنٹ کے خوف سے باوجود مدعی نبوت ہونے کے اعلان کرتے ہیں کہ ہر ایک ایسی پیش گوئی سے اجتناب ہوگا۔ جو امن عامہ اور اغراض گورنمنٹ کے مخالف ہو۔ (اربعین نمبر ص ۱ حاشیہ، خزائن ج ۷ ص ۳۴۳)	۱..... مالنچو لیا کے معنی ڈر اور خوف کے ہیں۔ جو اس کے عوارضات سے ہے۔ لہذا مرض کا نام اس کے عرض کے نام پر رکھا گیا اور اس کی ماہیت یہ ہے کہ اس میں ظن اور فکر مجری طبعی سے خوف اور فساد کی طرف بدل جاتے ہیں۔ (مالنچو لیا کس کو کہتے ہیں۔ علامت نمبر ۱)
۲..... میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی اور آسمان تک چلی گئی۔ (شہادت نمبر ۴)	۲..... رویت دخان و تاریکی در خواب۔ (علامت نمبر ۱۰)
۳..... رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا ہوں۔ (شہادت نمبر ۳)	۳..... مریض تنہائی کو پسند کرتا ہے۔ (علامت نمبر ۵)
۴..... اس کا باعث سخت محنت تفکرات غم اور سوء ہضم تھا۔ (شہادت نمبر ۷)	۴..... ہضم اچھا نہیں ہوتا۔ (علامت نمبر ۱۸)
۵..... والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے۔ (شہادت نمبر ۴)	۵..... کبھی ہاتھ پاؤں جلتے کبھی ٹھنڈے رہتے ہیں۔ (علامت نمبر ۲۰)
۶..... تفکرات قوم کا غم اور اس کی اصلاح کی فکر۔ (شہادت نمبر ۹)	۶..... مریض ہر وقت سوچتا رہتا ہے۔ (علامت نمبر ۲۲)

<p>۷..... سوء ہضم اور اسہال کی شکایت تھی۔ (شہادت نمبر ۹)</p>	<p>۷..... کبھی قبض کبھی دست آتے ہیں۔ (علامت نمبر ۲۶)</p>
<p>۸..... ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ (اخبار بدر مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج ۱ ص ۱۰۷) ب..... نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ (حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶) ج..... سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱) د..... مسیح موعود جس کے آنے کا قرآن کریم میں وعدہ دیا گیا ہے۔ یہ عاجز ہی ہے۔ (ازالہ اوہام طبع اول ص ۶۸۲، خزائن ج ۳ ص ۴۶۸)</p>	<p>۸..... اگر مریض دانشمند بودہ باشد دعویٰ پیغمبری و مجزات و کرامات کند۔ (نمبر ۲)</p>
<p>۹..... دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل لکھا ہے۔ (اربعین نمبر ۳ ص ۲۵، حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۱۷۷)</p>	<p>۹..... گاہے اپنے آپ کو فرشتہ سمجھنے لگ جاتا ہے۔ (علامت نمبر ۴)</p>
<p>۱۰..... ”انت منی وانا منک“ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے۔ (حقیقت الوحی ج ۲ ص ۷، خزائن ج ۲۲ ص ۷۷) ب..... ”انت منی بمنزلہ اولادی“ اے مرزا تو میرے بیٹے کی طرح ہے۔ (اربعین نمبر ۴ ص ۲۵، حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۱۷۷) ج..... ”اسمع ولدی“ میرے بیٹے۔ (البشری جلد اول ص ۴۹)</p>	<p>۱۰..... بعضوں میں فساد دماغ اس سے بھی ترقی کر جاتا ہے۔ (علامت نمبر ۴)</p>
<p>۱۱..... ”رایتنی فی المنام عین اللہ فتیقنت اننی هو فخلقت السموات والارض“ میں نے خواب لے میں دیکھا کہ میں ہو، ہو خدا ہوں۔ پھر مجھے یقین ہو گیا کہ میں وہی ہوں۔ پھر میں نے آسمان اور زمین پیدا کئے۔ ب..... میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ تا اسی حال میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا ”ان زینا السماء الدنيا بمصابیح“ پھر میں نے کہا کہ</p>	<p>۱۱..... بعض اوقات وہ اپنے آپ کو خدا سمجھنے لگ جاتا ہے۔ (علامت نمبر ۴)</p>
<p>۱ لفظ خواب سے یہ الہام کمزور نہیں ہوتا۔ کیونکہ مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ نبی کی خواب تو ایک قسم کی وحی ہوتی ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۲۱۱، خزائن ج ۳ ص ۴۰۴)</p>	<p>۱ لفظ خواب سے یہ الہام کمزور نہیں ہوتا۔ کیونکہ مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ نبی کی خواب تو ایک قسم کی وحی ہوتی ہے۔</p>

<p>اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ (کتاب البریہ ص ۷۸، ۷۹، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳)</p>	
<p>۱۲..... آپ کی بعض پیش گوئیاں جو اتفاقاً درست نکلیں۔ وہ اسی بات کی علامت تھیں۔</p>	<p>۱۲..... بسا اوقات آئندہ ہونے والے واقعات کی خبر پہلے سے ہی دے دیتا ہے۔ (علامت نمبر ۳)</p>
<p>۱۳..... مرزا قادیانی کی بدخلقی اور اشتعال جذبات ملاحظہ ہو۔ پہلے آپ نے تمام مسلمانوں کو حرام زادہ کہا۔ ”یقیناً ویصدق دعوتی الاذریۃ البغایا“ یعنی حرام زادہ اور ولد الزنا کے سوا ہر مسلمان مجھے قبول کرے گا اور میری دعوت کی تصدیق کرے گا۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۳۷، مطبوعہ وزیر ہند پریس جولائی ۱۹۲۳ء، خزائن ج ۵ ص ۵۴۷) (علمائے کرام کو گالیاں) الف..... ”اے بدذات فرقہ مولویان تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس ہے کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا۔ وہی عوام کا لانعام کو بھی پلایا۔“ (انجام آتھم ص ۲۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۱) ب..... ”نالائق نذیر حسین اور اس کا ناسعدت مند شاگرد محمد حسین۔“ (انجام آتھم ص ۲۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۵)</p> <p>ان العدی صار واخنازیر الفلا نساٹھم من دونھن الاکلب ج..... میرے مخالف جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کٹیوں سے بڑھ کر ہیں۔ (نجم الہدیٰ ص ۱۰، خزائن ج ۱۳ ص ۵۳) (حضرت مسیح علیہ السلام کو گالیاں) الف..... ”ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلامانس آدی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ نبی قرار دیں۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹) ب..... ”تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)</p>	<p>۱۳..... مریض ہمیشہ غضبناک، بدحواس، حیران و پریشان، بدخلق و بکواسی ہوتا ہے۔ (علامت نمبر ۹)</p>

<p>ج..... ”آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹) (حضرت امام حسینؑ کی شان میں گستاخی) د..... ”کربلا یسٹ سیر ہر آنم صد حسین است در گریہ نام۔“ (نزول آسح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۲۷۷) (حضرت فاطمہ الزہراءؑ کی شان میں گستاخی) ر..... ”حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۹ حاشیہ، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۳)</p>	
<p>۱۴..... جن کاموں میں جلدی کی ضرورت نہ ہو۔ مریض ان میں جلدی کرتا ہے۔ (علامت نمبر ۱۰)</p>	<p>۱۴..... مرزا قادیانی ماہ رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ میں امر تر آئے اور گھنٹیا لال کے منڈوہ میں لپکھ دیتے ہوئے لوگوں کے سامنے چائے پی اور اپنی جلد بازی کا ثبوت دیا۔ اگر ذرا صبر کرتے اور جلسہ سے فارغ ہو کر کہیں الگ بیٹھ کر چائے پیتے تو عوام الناس کا ہدف ملامت نہ بنتے۔ مگر چونکہ اپنی بیماری سے مجبور تھے۔ اس لئے ایسا ہوا۔</p>
<p>۱۵..... حج بیت اللہ مرزا قادیانی پر فرض تھا۔ لیکن اخیر عمر تک نصیب نہیں ہوا۔ حالانکہ مسیح موعود کے متعلق حج مسلم کتاب ارج اور مسند احمد میں حدیث ہے کہ وہ حج کرے گا۔ ب..... ایک دفعہ مرزا قادیانی سے کسی نے پوچھا کہ آپ حج کب کریں گے۔ آپ نے یہ جواب دیا کہ ابھی تو ہم سورول کو مار رہے ہیں۔ ان سے فارغ ہوں گے تو حج کریں گے۔ (اخبار الفاروق ص ۶، یکم ستمبر ۱۹۰۲ء)</p>	<p>۱۵..... مریض امور شرعیہ میں جو اس پر فرض یا واجب ہوں دیر کرتا ہے۔ (نمبر ۱۰)</p>
<p>۱۶..... خدا تعالیٰ نے میرے پر ایمان لانے کے واسطے تاکید کی ہے۔ میرا دشمن جہنمی ہے۔ (انجام آتھم ص ۶۲، خزائن ج ۱۱ ص ۶۲) ب..... جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور بیعت میں داخل نہ ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا اور وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔ (میعار الاخیار ص ۸)</p>	<p>۱۶..... مریض خلقت خدا کو مذہبی تبلیغ کرتا ہے اور اپنا ماننا ضروری بتاتا ہے۔ (علامت نمبر ۲)</p>
<p>۱۷..... ”وما یَنطِقُ عن الہوی“ (اشہار انعامی پانچ سوں ص ۲۲) ”انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول له کن فیکون“ یعنی تیری یہ بات ہے کہ جب تو ایک بات کو کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے اور یہ خدا کا کلام ہے</p>	<p>۱۷..... اپنی سب باتوں کو خدا کی طرف سے جانتا ہے۔ (علامت نمبر ۳)</p>

<p>جو میرے پر نازل ہوا۔ یہ میری طرف سے نہیں۔ (براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۹۵، خزائن ج ۲ ص ۱۲۴) ب..... ”و ما رمیت اذ رمیت ولكن الله رمى“ (البشریٰ ج ۲ ص ۹۷)</p>	
<p>۱۸..... مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ مجھے صبح کو ایک الہام ہوا تھا۔ میرا ارادہ ہوا کہ لکھ لوں۔ پھر حافظہ پر بھروسہ کر کے نہ لکھا۔ آخر وہ ایسا بھولا کہ ہر چند یاد کیا۔ مطلق یاد نہ آیا۔ (اخبار بدر ص ۵، مورخہ ۶ مارچ ۱۹۰۳ء) ب..... آج صبح جب میں نماز کے بعد ذرا لیٹ گیا تو الہام ہوا۔ مگر افسوس کہ ایک حصہ اس کا یاد نہیں رہا۔ (آگے آپ لکھتے ہیں) اس نسیان میں بھی کچھ منشاء الہی ہوتا ہے۔ (واہ! سبحان اللہ! نسیان اور منشاء الہی) (البشریٰ ج ۲ ص ۸۰) ج..... حافظہ اچھا نہیں یاد نہیں رہا۔ (تسیم دعوت ص ۴۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۹، ریویو ص ۱۵۳ حاشیہ، اپریل ۱۹۰۳ء)</p>	<p>۱۸..... مریض کو نسیان ہوتا ہے۔ (علامت نمبر ۱۰)</p>
<p>۱۹..... آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ (حقیقت الوحی ص ۸۹، خزائن ج ۲ ص ۲۲ ص ۹۲) ب..... ”لو لاک لما خلقت الافلاک“ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمان کو پیدا نہ کرتا۔ (حقیقت الوحی ص ۹۹، خزائن ج ۲ ص ۱۰۲) ج..... قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ (البشریٰ ج ۲ ص ۱۲۲) میں رسول ہوں، میں خدا ہوں، میں خدا کا بیٹا ہوں، کن فیکون میری شان میں ہے۔ یہ تمام باتیں تعلیٰ کی علامت ہیں۔ د..... ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ (دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰) ر..... حضور ﷺ پر ابن مریم اور دجال اور یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض کی حقیقت کاملہ منکشف نہ ہوئی اور مجھ پر کھلے طور پر منکشف کر دی گئی۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۶۹۱، خزائن ج ۳ ص ۴۷۳)</p>	<p>۱۹..... مریض میں خودی اور تعلیٰ کے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ (علامت نمبر ۷)</p>
<p>۲۰..... ”رینا عجاج“ ہمارا رب عاجی ہے۔ اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے۔ (براہین احمدیہ ص ۵۵۵، ۵۵۶، خزائن ج ۱ ص ۶۲۳، البشریٰ ج ۱ ص ۴۳)</p>	<p>۲۰..... طرح طرح کے ایسے خیالات ان کے دل میں آتے ہیں۔ جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ (علامت نمبر ۱۵)</p>

ب..... شخصے پائے من بوسید من کفتم کہ سنگ اسود منم۔
 (البشری ج ۱ ص ۲۸) ج..... خاکسار پیچہ منٹ۔
 (البشری ج ۲ ص ۹۴) د..... لنگراٹھا دو۔ (البشری ج ۲
 ص ۱۰۰) ر..... پیٹ پھٹ گیا۔ معلوم نہیں کہ یہ کس کے
 متعلق ہے۔ (البشری ج ۲ ص ۱۹) س..... ایسوی
 ایشن۔ (البشری ج ۲ ص ۱۳۲) ش..... دو شہیر ٹوٹ
 گئے۔ (البشری ج ۲ ص ۹۷) ص..... اے ازلی ابدی
 خدا بیڑیوں کو پکڑ کے آ۔ (البشری ج ۲ ص ۷۹)
 ض..... افسوس صد افسوس۔ (البشری ج ۲ ص ۷۱)
 ط..... بالفعل نہیں۔ (البشری ج ۱ ص ۱۱) ظ..... وہ تین
 کو چار کرنے والا ہوگا۔ اس کے معنی سمجھ میں نہیں
 آئے۔ (البشری ج ۲ ص ۵) ع..... دشمن کا بھی خوب
 وار نکلا۔ جس پر بھی وہ وار پار نکلا۔ (البشری ج ۲
 ص ۱۵) غ..... ”لا یموت احد من رجالکم“
 تمہارے مردوں سے کوئی نہیں مرے گا۔ اس کے حقیقی
 معنی کہ تمہارے رجال میں سے کوئی نہیں مرے گا تو ہو
 نہیں سکتے۔ کیونکہ موت تو انبیاء تک کوئی آتی ہے اور نہ
 قیامت تک کسی نے زندہ رہنا ہے۔ مگر اس کے مفہوم کا
 پتہ نہیں ہے۔ شاید کوئی اور معنی ہوں۔ (البشری ج ۲
 ص ۷۸) ف..... زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے
 ہیں۔ (البشری ج ۲ ص ۹) ق..... آسمان سے دودھ
 اترا ہے۔ محفوظ رکھو۔ (البشری ج ۲ ص ۱۱۴)
 ک..... عالم کباب۔ (البشری ج ۲ ص ۱۱۶)
 گ..... کترین کا بیڑا غرق ہو گیا۔ (البشری ج ۲
 ص ۱۲۱) ل..... واللہ واللہ سدا ہو یا اولاً۔ (البشری
 ج ۲ ص ۱۳۸) م..... غلام احمد کی بے۔ (البشری ج ۲
 ص ۱۳۲) ن..... پوری ہو گئی۔ (البشری ج ۲ ص ۱۳۰)
 و..... تمہارے نام کی۔ (البشری ج ۲ ص ۱۵۹)
 ہ..... راز کھل گیا۔ (البشری ج ۲ ص ۱۲۹) ع..... ”کل
 واحد منهم ثلج“ (البشری ج ۲ ص ۱۲۷)
 ی..... تمہاری قسمت اتوار۔ (البشری ج ۲ ص ۹۲)

<p>۲۱..... آسمان ایک مٹھی بھر رہ گیا۔ (البشری ج ۲ ص ۱۳۹) الف..... ”انا انزلناہ قریباً من القادیان“ (البشری ج ۱ ص ۵۶) ب..... خدا قادیان میں نازل ہوگا۔ (البشری ج ۱ ص ۵۶) ج..... خدا وہ خدا جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب و اخلاق کے ساتھ بھیجا۔ (البشری ج ۱ ص ۶۳) ٹوٹ: مسلمانوں کو اور علماء دین کو گالیاں اور حضرت مسیح کو یا وہ کوئی تہذیب اور اخلاق کا ہی نمونہ ہے۔ (مؤلف) د..... رسول اللہ پناہ گزریں ہوئے قلعہ ہند میں۔ (البشری ج ۲ ص ۸۲) ر..... ہم مکہ میں مرے گے یا مدینہ میں۔ (البشری ج ۲ ص ۱۰۵) س..... آسمان ٹوٹ پڑا سارا کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہونے والا ہے۔ (البشری ج ۲ ص ۱۲۳) ش..... ایک ہفتہ تک ایک بھی باقی نہیں رہے گا۔ (البشری ج ۲ ص ۱۲۳) ص..... اب تو میں یقین کرتا ہوں کہ نذیر حسین ہماری جماعت میں داخل ہوا۔ کئی مرتبہ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی زندگی میں تو قائل نہیں ہوا۔ مگر جب فوت ہو گیا تو ہماری جماعت میں داخل ہو گیا۔ (اخبار بدر ص ۷، مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء)</p>	<p>۲۱..... مریض بعض دفعہ ایسا خیال کر لیتا ہے۔ جس کی واقعات تردید کر دیتے ہیں۔ (علامت نمبر ۱۶)</p>
--	--

۲۲..... نسیان اور دماغی قوی میں فتور ہونے کی وجہ سے اس کی اکثر باتیں ایک دوسرے کے مخالف اور متضاد ہوتی ہیں۔ (علامت نمبر ۱۰، ۱۳)

طاعون کے متعلق متضاد باتیں

تصویر کا دوسرا رخ	تصویر کا ایک رخ
<p>۱..... ایک دفعہ کسی قدر شدت سے طاعون قادیان میں ہوئی۔ (حقیقت الوجہ ص ۲۳۲، خزائن ج ۲۲ ص ۲۳۳)</p>	<p>۱..... ”قادیان طاعون سے اس لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔ (آگے چل کر فرماتے ہیں) قادیان کے چاروں طرف دو دو میل کے فاصلہ پر طاعون کا زور رہا۔ مگر قادیان طاعون سے پاک ہے۔ بلکہ آج تک جو شخص طاعون زدہ باہر سے قادیان میں آیا وہ بھی اچھا ہو گیا۔“ (دافع البلاء ص ۵، خزائن ج ۱ ص ۲۲۵) ب..... ”اگرچہ طاعون تمام بلاد پر اپنا پر</p>

	<p>ہیت اثر ڈالے گی۔ مگر قادیان یقیناً یقیناً اس کی دستبرد سے محفوظ رہے گا۔“ (اخبار الحکم مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء)</p>
<p>ج..... ”اسی احافظ کل من فی الدار من هذه المرض الذي هوساری“ یعنی میں تمام گھر والوں کو اس بیمارے سے بچاؤں گا۔ ایسی بیماری جو متعدی ہے۔ (البشری ج ۲ ص ۱۲۰)</p>	<p>ج..... ”اسی احافظ کل من فی الدار من هذه المرض الذي هوساری“ یعنی میں تمام گھر والوں کو اس بیمارے سے بچاؤں گا۔ ایسی بیماری جو متعدی ہے۔ (البشری ج ۲ ص ۱۲۰)</p>
<p>د..... مجھے معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔ ورنہ خدا تعالیٰ سے لڑائی لڑنے والے ٹھہریں گے۔ (ریویو ج ۶ ص ۳۶۵)</p>	<p>د..... چونکہ یہ امر ممنوع ہے کہ طاعون زدہ لوگ اپنے دیہات کو چھوڑ کر دوسری جگہ جائیں۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے ان تمام لوگوں کو جو طاعون زدہ علاقہ میں ہیں منع کرتا ہوں کہ وہ اپنے علاقوں سے قادیان یا کسی دوسری جگہ جانے کا ہرگز قصد نہ کریں اور دوسروں کو بھی روکیں اور اپنے مقامات سے نہ ملیں۔ (اشتہار لنگر خانہ کا انتظام حاشیہ، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۶۷)</p>

حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق متضاد باتیں

تصویر کا دوسرا رخ	تصویر کا ایک رخ
<p>۲..... بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بدزبانی کے مقابل پر جو آنحضرت ﷺ کی شان میں کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں۔ (تخلیج رسالت ج ۱ ص ۱۰۲، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۲۴) نوٹ: یسوع مسیح اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرز قادیانی کے نزدیک عیسیٰ ابن مریم کے نام ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔ ”مسیح ابن مریم جس کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔“ (توضیح المرام ص ۳، خزائن ج ۳ ص ۵۲) حضرت عیسیٰ جو یسوع اور جیزس یا یوز آسف کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ (راز حقیقت ص ۱۹، خزائن ج ۱۴ ص ۱۷۱)</p>	<p>۲..... ایک طرف حضرت مسیح اور اس کی وادیوں اور نانیوں کو صرف اس وجہ سے گالیاں دی جاتی ہیں کہ عیسائیوں نے آنحضرت ﷺ کو گالیاں دی ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ: ”ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلعم کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔“ (ضمیمہ انجام آختم ص ۸، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۲)</p>
<p>۳..... مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی تھا۔ (البشری ج ۱ ص ۲۴) ب..... حضرت مسیح خدا کے متواضع اور حلیم اور عاجز اور بے نفس بندے تھے۔ (براہین احمدیہ ص ۱۰۴ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۹۴)</p>	<p>۳..... ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ نبی قرار دیں۔ (ضمیمہ انجام آختم ص ۸ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۲۹۳)</p>

<p>۴..... حضرت مسیح کی چڑیاں باوجودیکہ معجزہ کے طور پر ان کا پرواز قرآن کریم سے ثابت ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۶۸، خزائن ج ۵ ص ۶۸)</p>	<p>۴..... مرزا قادیانی حضرت مسیح کے معجزے کے بارے میں کہتے ہیں۔ ”ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔“ (ازالہ اوہام حصہ اول ص ۳۰۷ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۵۶)</p>
<p>۵..... اور سچ صرف اس قدر ہے کہ یسوع مسیح نے بھی بعض معجزات دکھلائے۔ جیسا کہ نبی دکھلاتے تھے۔ (ریویوس ۳۲۲، ماہ ستمبر ۱۹۰۲ء)</p>	<p>۵..... عیسائیوں نے بہت سے آپ کے (یسوع) کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ (ضمیمہ انجام آٹھم ص ۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰)</p>
<p>۶..... حضرت مسیح کو جو کچھ بزرگی ملی وہ بوجہ تابع داری حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ملی۔ (مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۱۲)</p>	<p>۶..... حضرت مسیح کی حقیقت نبوت یہ ہے کہ وہ براہ راست بغیر اتباع آنحضرت ﷺ کے ان کو حاصل ہے۔ (اخبار بدر ص ۶۸، مورخہ ۱۸/رمضان ۱۳۳۰ھ)</p>
<p>۷..... حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ ۲۲ برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔ (ازالہ اوہام ص ۳۰۳ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴) ب..... یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں۔ آگے فرماتے ہیں۔ یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔ (کشتی نوح ص ۱۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸)</p>	<p>۷..... خدا نے مسیح کو بن باپ پیدا کیا تھا۔ (البشری ج ۲ ص ۶۸)</p>
<p>۷..... خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔ (ضمیمہ انجام آٹھم ص ۹ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۳)</p>	<p>۷..... یہ قرآن شریف کا مسیح اور اس کی والدہ پراحسان ہے کہ کروڑ ہا انسانوں کی یسوع کی ولادت کے بارے میں زبان بند کر دی اور ان کو تعلیم دی کہ تم یہی کہو کہ وہ بے باپ پیدا ہوا۔ (ریویوس ۱۵۹، اپریل ۱۹۰۲ء)</p>
<p>۸..... اس عاجز نے جو مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ (ازالہ اوہام ص ۱۹۵، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)</p>	<p>۸..... میرا یہ دعویٰ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیش گوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ (تختہ گولڈ ویہ ص ۱۹۵، خزائن ج ۷ ص ۲۹۵)</p>
<p>۹..... جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ چلتا ہے۔ اس کا انہی حدیثوں سے یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی ہوگا۔ (حقیقت الوحی ص ۲۹، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱)</p>	<p>۹..... وہ ابن مریم جو آنے والا ہے۔ کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (ازالہ اوہام ص ۲۹۲، خزائن ج ۳ ص ۲۳۹)</p>
<p>۱۰..... حضرت علی علیہ السلام کو امتی قرار دینا ایک کفر ہے۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۹۲، خزائن ج ۲۱ ص ۳۶۴)</p>	<p>۱۰..... یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اس امت کے شمار میں آگئے ہیں۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۶۲۳، خزائن ج ۳ ص ۴۳۶)</p>

<p>۱۱.....صبح آسمان پر سے جب اترے گا تو دوزر چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی۔ (تشخیز الاذہان ماہ جون ۱۹۰۶ء)</p>	<p>۱۱.....ہاں بعض احادیث میں عیسیٰ بن مریم کے نزول کا لفظ پایا جاتا ہے۔ لیکن کسی حدیث میں یہ نہیں پاؤ گے کہ اس کا نزول آسمان سے ہوگا۔ (حماۃ البشری مترجم ص ۷۷، خزائن ج ۷ ص ۲۰۲)</p>
<p>۱۲.....حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور ان کا زندہ آسمان پر معہ جسم عنصری جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت معہ جسم عنصری زمین پر آنا یہ سب ان پر تہمتیں ہیں۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۳۰، خزائن ج ۲۱ ص ۴۰۶)</p>	<p>۱۲.....بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے صبح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ (توضیح المرام ص ۳، خزائن ج ۳ ص ۵۲)</p>
<p>۱۳.....ہم تو قرآن شریف کے فرمودہ کے مطابق حضرت عیسیٰ کو سچا نبی مانتے ہیں۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۰۱، خزائن ج ۲۱ ص ۲۶۴)</p>	<p>۱۳.....آپ کے ہاتھ میں سوائے کمر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ (ضمیمہ انجام آختم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱) ب.....یسوع بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہو گیا تھا۔ (سنت پنچن ص ۱۷۱ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۲۹۵)</p>
<p>۱۴.....حضرت عیسیٰ پر یہ ایک تہمت ہے کہ گویا وہ مع جسم عنصری آسمان پر چلے گئے۔ (نصرۃ الحق براہین احمدیہ ص ۴۵، خزائن ج ۲۱ ص ۵۸)</p>	<p>۱۴.....حضرت صبح تو انجیل کو ناص کی ناص چھوڑ کر آسمان پر جا بیٹھے۔ (براہین احمدیہ ص ۳۶۱، خزائن ج ۱ ص ۴۳۱)</p>
<p>۱۵.....بنی اسرائیل کے خاتم الانبیاء کا نام جو عیسیٰ ہے۔ (خاتمہ نصرۃ الحق ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۲۱، خزائن ج ۲۱ ص ۴۱۲)</p>	<p>۱۵.....صبح بھی بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا تھا۔ وجہ یہ کہ بنی اسرائیل میں سے کوئی اس کا باپ نہ تھا۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۳۶، خزائن ج ۲۱ ص ۳۰۳)</p>
<p>۱۶.....دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ صبح موعود کو نہیں مانتا۔ (حقیقت الوحی ص ۱۷۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵)</p>	<p>۱۶.....میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کا فریا دجال نہیں ہو سکتا۔ (تریاق القلوب ص ۱۳۰، خزائن ج ۱۵ ص ۴۳۲)</p>
<p>۱۷.....حضرت مریم کی قبر زمین شام میں کسی کو معلوم نہیں ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۱۰۱ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۲)</p>	<p>۱۷.....حضرت مریم کی قبر زمین شام میں کسی کو معلوم نہیں ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۱۰۱ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۲)</p>
<p>۱۸.....ظاہر ہے کہ دنیوی رشتوں کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی آل نہیں تھی۔ (تریاق القلوب ص ۹۹ حاشیہ، خزائن ج ۱۵ ص ۳۶۳)</p>	<p>۱۸.....افغانوں میں ایک قوم عیسیٰ خیل کہلاتی ہے۔ کیا تعجب ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی اولاد ہو۔ (صبح ہندوستان میں ص ۷۰، خزائن ج ۱۵ ص ۷۰)</p>
<p>۱۹.....چند ہی منٹ گزرے تھے کہ صبح کو صلیب سے اتار لیا گیا۔ (ازالہ اوہام ص ۳۸۱، خزائن ج ۳ ص ۲۹۶)</p>	<p>۱۹.....(صبح) قریب دو گھنٹے تک صلیب پر رہے۔ (صبح ہندوستان میں ص ۲۲، خزائن ج ۱۵ ص ۲۲، تحفہ گولڈویہ ص ۳۳۴)</p>

<p>۲۰..... انہوں نے (صبح نے) اپنی نسبت کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا جس سے وہ خدائی کے مدعی ثابت ہوں۔ (لیکچر سیا کلوت ص ۴۳، خزائن ج ۲۰ ص ۲۳۶)</p>	<p>۲۰..... صبح علیہ السلام کے چال چلن کے متعلق مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”ایک کھاؤ پیو، شرابی نہ زاہد نہ عابد، نہ حق کا پرستار، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔“ (مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۲۳، ۲۴)</p>
--	---

حضرت امام مہدی کے متعلق متضاد باتیں

تصویر کا دوسرا رخ	تصویر کا ایک رخ
<p>۲۱..... ”میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں وہ مہدی ہوں جو مصداق من ولد فاطمہ و من عترتی وغیرہ ہے۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۵، خزائن ج ۲۱ ص ۳۵۶)</p>	<p>۲۱..... ”اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مانندہ کو نئے سرے سے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الہی میں مقرر کیا گیا تھا۔ جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم ﷺ نے دی تھی۔ وہ میں ہی ہوں۔“ (تذکرۃ الشہادتین ص ۲، خزائن ج ۲۰ ص ۴)</p> <p>ب..... میں خدا سے وحی پا کر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں اور بموجب اس حدیث کے جو کنز العمال میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہل بیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۹، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۳)</p>

دعویٰ نبوت کے متعلق متضاد باتیں

تصویر کا دوسرا رخ	تصویر کا ایک رخ
<p>۲۲..... ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ (اخبار بدر مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۸ء) ب..... نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ (حقیقت الوجی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)</p>	<p>۲۲..... ”وماکان لی ان ادعی النبوت واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین“ اور یہ مجھے کہاں حق پہنچتا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں اور قوم کافرین سے جا کر مل جاؤں۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ مسلمان ہو کر نبوت کا ادعا کروں۔ (جماعۃ البشری ص ۷۹، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷)</p>

<p>۲۳.....سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)</p>	<p>۲۳..... اور خدا کی پناہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اور سردار دو جہاں محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین بنا دیا میں نبوت کا مدعی بننا۔ (حملۃ البشری ص ۸۳، خزائن ج ۷ ص ۳۰۲)</p>
<p>۲۴..... ”هو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ان اللہ قد من علینا“ وہ اللہ جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ بھیجا اور دین حق کے ساتھ تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب ثابت کر دے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔ (البشری ج ۲ ص ۱۱۰)</p>	<p>۲۴..... میں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں۔ لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی۔ (حملۃ البشری ص ۷۹، خزائن ج ۷ ص ۲۹۶)</p>
<p>۲۵..... ”قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً ای مرسل من اللہ“ کہہ اے تمام لوگوں میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں۔ (البشری ج ۲ ص ۵۶)</p>	<p>۲۵..... ان پر واضح ہو کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور کلمہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ (تبلغ رسالت ج ۶ ص ۳۲، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۹۷)</p>

متفرق متضاد باتیں

تصویر کا دوسرا رخ	تصویر کا ایک رخ
<p>۲۶..... ہم وید کو بھی خدا کی طرف سے مانتے ہیں۔ (پیغام صلح ص ۲۳، خزائن ج ۲۳ ص ۲۵۳)</p>	<p>۲۶..... وید گراہی سے بھرا ہوا ہے۔ (البشری ج ۱ ص ۵۰)</p>
<p>۲۷..... مرزا قادیانی کو مخاطب کر کے خدا فرماتا ہے۔ ”اسحر وانام“ یعنی میں جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔ (البشری ج ۲ ص ۷۹)</p>	<p>۲۷..... اور خدا ہر ایک نقصان سے پاک ہے۔ جس پر کبھی موت اور فتنہ طاری نہیں ہوتی بلکہ اونگھ اور نیند سے بھی جوئی الجملہ موت سے مشابہ ہے۔ پاک ہے۔ (وید اور قرآن کا مقابلہ ص ۲۷)</p>
<p>۲۸..... خدا اسہوا و غلطی سے پاک ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۸، حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۸۱)</p>	<p>۲۸..... میں اپنے رسول کے ساتھ ہوں۔ قبول کروں گا۔ خطا کروں گا اور بھلائی کروں گا۔ (البشری ج ۲ ص ۷۹)</p>
<p>۲۹..... دجال خدا نہیں کہلائے گا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا قائل ہوگا۔ بلکہ بعض انبیاء کا بھی۔ (ازالہ اوہام ص ۳۰، خزائن ج ۳ ص ۲۹۳)</p>	<p>۲۹..... پھر دجال ایک اور قوم کی طرف جائے گا اور اپنی الوہیت کی طرف ان کو دعوت دے گا۔ (ازالہ اوہام ج ۱ ص ۲۱۸، خزائن ج ۳ ص ۲۰۸)</p>

۳۰..... حضرت موسیٰ کی اتباع سے ان کی امت میں ہزاروں نبی ہوئے۔ (الحکم ص ۵، مورخہ ۲۳ رنوبمر ۱۹۰۲ء)	۳۰..... بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے۔ مگر ان کی نبوت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا۔ (حقیقت الوہی ص ۹۷ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰)
۳۱..... خدا تعالیٰ کا قانون قدرت ہرگز بدل نہیں سکتا۔ (کرامات الصادقین ص ۸، خزائن ج ۷ ص ۵۰)	۳۱..... خدا اپنے خاص بندوں کے لئے اپنا قانون بھی بدل دیتا ہے۔ (چشمہ معرفت ص ۹۶، خزائن ج ۲۳ ص ۱۰۲)
۳۲..... خدا تعالیٰ اپنے اذن اور ارادہ سے کسی شخص کو موت اور حیات اور ضرر اور نفع کا مالک نہیں بناتا۔ (ازالہ اوہام ص ۳۱۵ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۶۰)	۳۲..... ”واعطیت صفة الافناء والاحیاء من الرب الفعال“ اور مجھ کو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے اور یہ صفت خدا کی طرف سے مجھ کو ملی ہے۔ (خطبہ الہامیہ ص ۲۳، خزائن ج ۱۶ ص ۵۶)
۳۳..... بعض الہامات مجھ ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں۔ جن سے مجھے کچھ واقفیت نہیں۔ جیسے انگریزی یا سنسکرت عبرانی وغیرہ۔ (نزول مسیح ص ۵۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۵)	۳۳..... یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو۔ جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا۔ جو انسانی سمجھ سے بالا تر ہے۔ (چشمہ معرفت ص ۲۰۹، خزائن ج ۲۳ ص ۲۱۸)
۳۴..... ایک طرف تو مسیح اور علماء اسلام کو بے نقطہ گالیاں۔ (تظلیق علامت ص ۱۱)	۳۴..... دوسری طرف یہ فرماتے ہیں۔ ”گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔“ (ضمیمہ اربعین نمبر ۴ ص ۵)

متضاد اور متناقض باتیں کہنے والوں کو خود مرزا پاگل اور مجبوط الحواس کہتے ہیں۔

۱..... ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔ (ست بچن ص ۳۱، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۳)

۲..... اس شخص کی حالت ایک مجبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔ (حقیقت الوہی ص ۱۸۴، خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۱)

۳..... کوئی دانش مند اور قائم الحواس آدمی ایسے دو متضاد اعتقاد ہرگز نہیں رکھ سکتا۔ (ازالہ اوہام ص ۲۳۹، خزائن ج ۳ ص ۲۲۰)

۴..... جوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۱۱، خزائن ج ۲۱ ص ۲۷۵)

۵..... ”قل لو کان الامر من عند غیر اللہ لوجدتم فیہ اختلافاً کثیراً“ کہہ دو اے مرزا قادیانی اگر یہ کاروبار اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا تو تم اس میں بہت اختلاف پاتے۔ (البشری ج ۲ ص ۲۰)

ان تمام علامات سے روز روشن کی طرح یہ بات واضح ہوگئی کہ مرزا قادیانی دراصل مایخو لیا کے مریض تھے۔ جس کی وجہ سے مجبوراً یہ تمام باتیں ان کے منہ سے نکلتی تھیں۔

آ نحضرت ﷺ کے بعد مدعی نبوت یا دجال ہوگا یا مایخو لیا کا مریض دجالی نبوت کا ثبوت

۱..... ”سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلهم یزعم انه نبی اللہ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن)“ یعنی میری امت میں عنقریب ہی تیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ چونکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ اس لئے میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

۲..... ”لا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول اللہ (مشکوٰۃ شریف باب الملاحم)“ یعنی اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ تیس جھوٹے دجال نہ پیدا ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے رسول ہونے کا گمان کرے گا۔

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ آ نحضرت ﷺ کے بعد ہر وہ شخص جو نبوت کا مدعی ہوگا وہ دجال ہوگا۔

مایخو لیائی نبوت کا ثبوت

اگر مریض دانشمند بودہ باشد دعویٰ پیغمبری و معجزات و کرامات کند۔

(اکسیر اعظم ج اول ص ۱۸۸)

دجالی نبوت اور مایخو لیائی نبی میں فرق

دجالی نبی

اپنے دعویٰ پر اڑا رہتا ہے۔ اسی کی تائید میں اپنے استدراج اور شعبدہ جات پیش کرتا ہے۔ اپنے آپ کو پیغمبر منوانے میں طرح طرح کی حیلہ سازیاں کرتا ہے۔

مایخو لیائی نبی

اپنے نقص دماغ کے باعث دعویٰ نبوت کے علاوہ اور بھی کئی قسم کے دعویٰ کرتا ہے۔ کسی بات پر اس کو قہر نہیں ہوتا۔ بعض دفعہ ایسی باتیں کہہ دیتا ہے جس کی واقعات تردید کر دیتے ہیں۔

مرزا قادیانی مالینو لیائی نبی تھے

چونکہ مرزا قادیانی دعویٰ نبوت کے علاوہ کبھی فرشتہ، کبھی خدا، کبھی ابن اللہ، کبھی مہدی، کبھی ذوالقرنین، کبھی کرشن، کبھی موسیٰ، کبھی عیسیٰ بنے۔ اس لئے آپ مالینو لیائی نبی تھے۔ مثلاً:
.....۱ میں مہدی مسعود ہوں اور بعض نبیوں سے افضل ہوں۔

(اشتہار معیار الاخیار ص ۱۱، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۸)

.....۲ مجھے منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی الہام ہوا تھا کہ ہے کرشن
ردر گوپال تیری مہا گیتا میں لکھی گئی۔ (لیکچر سیالکوٹ ص ۳۴، خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۹)

.....۳

منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا
منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

.....۴

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(درئین ص ۱۰۰)

.....۵ دنیا میں کوئی نبی نہیں آیا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین
احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں،
میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں عیسیٰ بن مریم ہوں، میں محمد ہوں۔

(تترہ حقیقت الوحی ص ۸۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۱)

.....۶ اس امت کے لئے ذوالقرنین میں ہوں اور قرآن شریف میں مثالی طور
پر میری نسبت پیش گوئی موجود ہے۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۰، خزائن ج ۲۱ ص ۱۱۸)

.....۷ ”اسمع ولدی“ میرے بیٹے۔ (البشری ج ۱ ص ۴۹)

.....۸ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔

(کتاب البریہ ص ۸۵، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳)

مرزائیوں کی بعض تحریروں کا جواب

چور کی داڑھی میں تنکا

.....۱ حکیم عبید اللہ صاحب بسمل احمدی مؤلف حق الیقین کی حق پوشی۔ آپ بیاض نورالدین کو دیکھتے ہوئے جب مائیچو لیا کی اس علامت پر پہنچتے ہیں۔
کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں۔ کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں خدا ہوں تو فوراً ان کے دل میں کھٹک جاتی ہے کہ واقعی مرزا قادیانی ان علامات مائیچو لیا کے مصداق تھے تو آپ فوراً اس پر حاشیہ لکھتے ہیں۔

الحمد للہ کہ ہم کو خدا نے عادات مریض مائیچو لیا اور شمائل انبیاء کی علی وجہ البصیرة، معرفت عطاء فرمائی۔
(بیاض نورالدین ص ۲۱۲ حاشیہ)

جواب بالکل عطاء معرفت نہیں ہے۔ ورنہ جس طرح آپ کے دل میں شبہ ہوا تھا۔ مزید غور کرتے طبی کتابوں کو دیکھتے۔ پھر مرزا قادیانی کو مائیچو لیا کا مریض سمجھ کر مرزائیت سے توبہ کرتے۔ پھر یہ الفاظ لکھتے تو ہم سمجھتے کہ واقعی خدا نے آپ کو عادات مریض مائیچو لیا اور شمائل انبیاء کی علی وجہ البصیرت معرفت عطاء فرمائی ہے۔ لیکن اگر کوہو کے تیل کی طرح آپ جہاں تھے وہیں ہیں تو خاک معرفت عطاء ہوئی۔ ہاں اگر یہی الفاظ میں کہہ دوں تو بجا ہے۔ جو سچے نبیوں کو نبی اور مرزا قادیانی کو مائیچو لیا کا مریض کہہ رہا ہوں۔ (مؤلف)

.....۲ ڈاکٹر شاہ نواز صاحب کی پہلی چالاکی اور مرزا قادیانی کی علامات مائیچو لیا پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش۔ ڈاکٹر صاحب ریویو آف ریلیجنز مئی ۱۹۲۷ء کے ص ۱۹ پر مائیچو لیا کی تشریح کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ: مائیچو لیا کی چھ قسمیں ہیں۔ تین اس لحاظ سے جو مریض حرکات کرتا ہے اور تین اس لحاظ سے جو مریض خیال کرتا ہے۔ مگر ان کی تفصیل چونکہ عام فہم نہیں۔ اس لئے میں ان کو چھوڑ دیتا ہوں۔

سبحان اللہ ان کی تفصیل تو ایسی عام فہم تھی کہ معمولی سمجھ کا آدمی بھی ان سے مرزا قادیانی کے متعلق ایک فیصلہ کن نتیجہ پر پہنچ سکتا تھا۔ مگر چونکہ اس سے پول کھلتا تھا اور نبوت کی عمارت کا پاش پاش ہونا یقینی امر تھا۔ اس لئے اس کو چھوڑ دیا اور مائیچو لیا کی علامات عامہ جو اکثر امراض میں مشترک ہوا کرتی ہیں اور تمام مریضوں میں ان کا ہونا کوئی ضروری بات نہیں ہے۔ بڑے شد و مد سے لکھنے بیٹھ گئے۔ لیکن علامات خاصہ جو ان کی حرکات اور خیالات سے تعلق رکھتی تھیں۔ جن سے ان کا دعویٰ پیغمبری، خدائی، ابن اللہ، ملائکہ ثابت ہوتا تھا اور جو مرزا قادیانی کے حالات کے عین مطابق تھیں۔ بالکل قلم انداز کر دیں۔ لیکن آگے چل کر مجبوراً ایک علامت خیالات کے متعلق قلم سے نکل ہی گئی۔ یعنی مریض بعض دفعہ ایسا خیال کر لیتا ہے جس کی واقعات تردید کر دیتے ہیں۔

(ریویو مئی ۱۹۲۷ء) جس پر ہم کچھ لکھ بھی چکے ہیں۔ جو مرزا قادیانی کے عین مطابق حال ہے۔
نوٹ: علامات مرض دو قسم کی ہوا کرتی ہیں۔ ایک عامہ جو اکثر امراض میں پائی جاتی
ہیں۔ جیسے بخاروں میں شدت پیاس، گھبراہٹ، بے چینی وغیرہ۔ دوسری خاصہ جو ہر مرض کے لئے
مخصوص ہوا کرتی ہیں۔ جیسے کہ بخاروں کے لئے حرارت کا زیادہ ہونا اسی طرح مالجو لیا کی علامت
خاصہ جن سے مرض مالجو لیا پہچانا جاتا ہے۔ مریض کے حرکات اور خیالات کے متعلق ہوا کرتی
ہیں۔ جس کو ڈاکٹر صاحب نے بڑی ہوشیاری سے نظر انداز کیا۔ مگر ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ۔
تاڑنے والے بھی غضب کی نگاہ رکھتے ہیں

۳..... ڈاکٹر شاہ نواز صاحب کی دوسری چالاکی اور درد دل کا جواب دینے سے
گریز۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے مئی ۱۹۲۷ء کے ریویو آف ریپلجمنز میں میرے معزز دوست اور
قابل شاگرد حکیم سید عبدالعزیز صاحب چشتی پاکپٹی کی مقبول عام تصنیف درد دل کا جواب لکھنے
کے لئے قلم اٹھایا خیال تھا کہ جس طرح چشتی صاحب نے مرزا قادیانی کے حالات مرض کو مرض
مالجو لیا کی علامات کے ساتھ تطبیق دے کر مرزا قادیانی کو مالجو لیا ثابت کیا تھا۔ اسی طرح ڈاکٹر
صاحب بھی درد دل کا ترکی بتر کی جواب دے کر مرزا قادیانی کو صحیح الدماغ ثابت کریں گے۔ لیکن
انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا مالجو لیا اظہر من الشمس تھا اور ترکی بتر کی جواب دینے
میں پول کھلتا تھا۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب نے اس موقعہ پر عجب چالاکی کی۔ آپ لکھتے ہیں۔
”میری غرض اس مضمون کے لکھنے سے ان کے رسالہ پر جرح یا ان کی کتاب کا ترکی بتر کی جواب
لکھنا نہیں۔ بلکہ عام پبلک کے سامنے ایک محقق ڈاکٹر کی حیثیت سے حضرت صاحب کے امراض
کی اصل حقیقت کو واضح کرنا ہے۔“
(ریویو آف ریپلجمنز ۳، مئی ۱۹۲۷ء)

۴..... ڈاکٹر شاہ نواز صاحب کی تیسری چالاکی اور مرزا قادیانی کو صحیح الدماغ
ثابت کرنے کی ناکام کوشش، ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ اکثروں نے حضرت صاحب کی تحریرات
سے مراق کے مفہوم کو غلط سمجھ کر ان کی طرف مرض مالجو لیا کو منسوب کر کے اپنی جلد بازی اور نادانی
پر مہر کر دی۔ مگر یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ جو اعتراض آقا (آنحضرت ﷺ) پر کئے گئے تھے۔
وہی غلام (مرزا غلام احمد قادیانی) پر دہرائے جائیں۔ تاکہ ہر رنگ میں مسیح موعود حضرت نبی
کریم ﷺ کا کامل بروز اور ظل ہو سکے۔ پس ہم طبقہ اطباء کے مشکور ہیں کہ انہوں نے اس
مشابہت کو کامل کرنے میں پوری کوشش کی۔
(ریویو آف ریپلجمنز ۲، مئی ۱۹۲۷ء)

جواب! اگر ملزم خود اپنے جرم کا اقبال کر لے تو اس میں مدعی کا کیا قصور۔ مرزا قادیانی

تو خود معہ ان کے اہل بیت کے مانجھ لیا کا اقرار کرتے ہیں۔ اس میں کسی کو نادانی اور جلد بازی کا الزام کیسا۔ باقی رہا یہ کہ چونکہ آنحضرت ﷺ پر بھی مخالفین نے شاعر اور مجنون کے الزام لگائے تھے۔ اگر مرزا قادیانی پر بھی لگائے گئے تو کیا حرج بلکہ مشابہت تامہ ہوگئی۔

جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی ساری عمر میں کبھی یہ لفظ نہیں فرمایا کہ میرے دماغ میں خرابی ہے یا مجھے مانجھ لیا اور مراق ہے۔ بلکہ برخلاف ازیں بحکم خداوندی ”وما انت بشاعرا ولا مجنون“ مجنون کہنے والوں کا منہ توڑ دیا۔ برخلاف اس کے مرزا قادیانی کسی کے کہنے کی تردید کرنا تو درکنار خود اپنی تصانیف میں متعدد جگہ اپنے مراق، مانجھ لیا، مجبوط الحواس اور پاگل ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ اس میں آقا اور غلام کی مشابہت کے خواب دیکھنا جلد بازی اور نادانی سے بڑھ کر ہے۔

۵..... حکیم نور احمد صاحب سکنہ لودی ننگل بھی مرزا قادیانی کو مانجھ لیا سے نجات نہ دلا سکے۔ حکیم صاحب لکھتے ہیں۔ ان گروچیلوں کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ بیماری مراق کس کو کہتے ہیں۔ یونانی کتب میں مانجھ لیا مراقی جس کو طب کری می میں ہاپو کا نڈرا سیسیس لکھا ہے۔ یاروں نے اسی پر محمول کر دیا۔ لا حول ولا قوۃ!

آگے چل کر آپ لکھتے ہیں۔ مراق کی بیماری وہ ہے۔ جس کو ڈاکٹری میں کیپا پلسی کہتے ہیں۔ اس مرض کو یونانی میں جمود۔ شحوص، آخذہ اور قاطوخس کہتے ہیں۔ اس میں حرکت اور ہوش جزاً یا کلیتہً جاتی رہتی ہے۔

جواب۔ اس قسم کی بے سرو پا اور عامیانہ تحریر ایک طبیب کے قلم سے نکلنا بے حد افسوس کا موجب ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ مرزائیت کی متعصب عینک کی مہربانی ہے۔ ورنہ میزان الطب پڑھا ہوا شخص بھی یہ جانتا ہے کہ مانجھ لیا مراقی اور جمود الگ دو مستقل بیماریاں ہیں۔ جن کی ماہیت، اسباب، علامات اور علاج بالکل جدا جدا ہیں۔ اگر حکیم صاحب بیاض نور الدین کا ہی مطالعہ کر لیتے تو کبھی یہ لفظ نہ لکھتے کہ مراق اور جمود ایک ہی چیز ہے۔

آگے چل کر حکیم صاحب حدود الامراض سے فتن کی تعریف کا آخری حصہ نقل کر کے اس عبارت پر بہت زور دیتے ہیں۔ ”وقیل المراق هو کل موضع من جلد البطن کان دقیقاً“ (حدود الامراض ص ۴۴) یعنی بعض نے کہا کہ پیٹ کا چمڑا جہاں کہیں رقیق ہو۔ اس کو مراق کہتے ہیں۔ اس عبارت سے واضح ہے کہ شکم کے اکثر مواضع کا نام مراق ہے اور ان مواضع کی بیماریاں میسیوں ہیں۔ پھر یہ بزرگ صرف ایک خاص بیماری کو اس کا محل اس طرح

قرار دیتے ہیں۔ (ریویو ص ۳۶، اپریل ۱۹۲۵ء)

جواب یہاں بحث غشا مرق سے نہیں ہے۔ جس کی حکیم صاحب تعریف لکھ رہے ہیں۔ یہاں تو بحث مرض مرق سے ہے۔ جس کی تعریف حدود الامراض کے حوالہ سے میں نے اسی رسالہ کے ص ۸ پر درج کی ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ ”والمالیخولیا المراقی وهو ان یکون بشركة المراق“ یعنی مالجیو لیا مرقی غشا مرقی کی شرکت کے باعث ہوتا ہے۔ ”تسمیة المرض باسم محله“ مرض کا نام اس کی جائے وقوع کے نام پر رکھا گیا۔ جس طرح عام لوگ عظم طحال کو تلی کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ تلی اس عضو کا نام ہے۔ جس میں وہ مرض واقعہ ہوتا ہے۔

حکیم صاحب نے تو عوام کو مغالطہ میں ڈال کر مرزا قادیانی کو صحیح الدماغ ثابت کرنے کی بہت کوشش کی۔ مگر بقول شخصے۔

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

حکیم صاحب نے تو بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو یہ کہہ کر کہ ان کو یونانی اور ڈاکٹری طب سے واقفیت نہیں ہے۔ ان کی تصنیف مرق مرزا کو اپنی طرف سے لایعنی ثابت کرنا چاہا تھا۔ لیکن حکیم صاحب کی اپنی واقفیت کا یہ حال ہے کہ مرق اور جمود کو ایک ہی مرض قرار دے رہے ہیں۔ جو سراسر غلط اور خلاف واقعہ ہے۔ حکیم صاحب اگر کسی وقت اس معاملہ میں میرے ساتھ مکالمہ کریں یا کم از کم میرے طبیہ کالج کے کسی طالب علم کے ساتھ ہی تبادلہ خیالات کریں تو قوانین طب کے مطابق مالجیو لیا مرقی کی حقیقت اور پھر مرزا قادیانی کا اس میں مبتلا ہونا ان پر ظاہر ہو جائے۔

۶..... مولوی تاج الدین صاحب لاکپوری کی رسالہ مرق مرزا قادیانی کا جواب دینے میں ناکامی۔ آپ فرماتے ہیں۔ مرق سے مراد جنون یا مالجیو لیا مرقی نہیں۔ بلکہ محض دوران سر مراد ہے۔ جیسا کہ حضرت اقدس نے یہی بیماری اپنے بدن کے اوپر کے حصہ میں بیان فرمائی ہے۔ (اخبار الفضل ص ۱۱، مورخہ یکم اپریل ۱۹۳۰ء)

جواب مرزا قادیانی نے بے شک اپنے سر میں دوران سر تسلیم کیا ہے۔ لیکن یہ کہیں نہیں کہا کہ مرق سے مراد دوران سر ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی نے اپنے بدن میں دوران سر اور مرق دو الگ الگ بیماریاں تسلیم کی ہیں۔ (ملاحظہ ہو رسالہ ہذا شہادت نمبر ۱۰) دنیا کا کوئی طبیب مرق کو دوران

سر سے تعبیر نہیں کر سکتا اور نہ ہی مرزا قادیانی نے مراق کہہ کر دوران سر مراد لیا ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی خاندانی حکیم تھے۔ بلکہ خود بھی طب سے واقف تھے۔ جیسا کہ وہ خود لکھتے ہیں۔ میں نے خود طب کی کتابیں پڑھی ہیں اور ان کتابوں کو ہمیشہ دیکھتا رہا۔ (راز حقیقت ص ۶ حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص ۱۵۸) اس لئے مرزا قادیانی کے فرمودہ لفظ مراق سے دوران سر مراد لینا مرزا قادیانی کی جنک کرنا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر واقعات بھی مرزا قادیانی کو مانجھو لیا ہونے کی تائید کر رہے ہیں۔ مثلاً مرزا قادیانی ہمیشہ خلوت پسند تھے۔ رات دن کتب بینی اور مضامین نویسی آپ کا شغل تھا۔ دن رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھے اس قسم کے کام کیا کرتے تھے۔ (ملاحظہ ہو رسالہ ہذا شہادت نمبر ۳) تو ایسی حالت میں مانجھو لیا کا ہوجانا بالکل آسان اور یقینی امر ہے۔ چنانچہ اسی قسم کا مانجھو لیا حکیم فارابی کو بھی ہو گیا تھا۔ علامہ طبری لکھتے ہیں۔ میں نے بہت سے فاضلوں کو دیکھا کہ اکیلے رہنے لگے اور علوم کے سوا شغل چھوڑ دیئے اور آدمیوں سے تنہائی اختیار کی۔ پھر ان کے اخلاط جل گئے اور ان کو مانجھو لیا ہو گیا۔ چنانچہ ایک انہی میں سے فارابی ہے۔

(طب اکبر مطبع نولکشور مطبوعہ ۱۹۰۳ء ص ۳۶)

آگے چل کر مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ اس بیماری کو لفظ مراق سے موسوم کرنے والوں نے بھی حضور (مرزا قادیانی) کے الہامات کو خدائی کلام تسلیم کیا ہے اور کبھی بھی وہ اس وہم میں نہیں پڑے۔ جن میں آپ (مولوی ثناء اللہ یا بابو حبیب اللہ) مبتلا ہیں۔

جواب معاذ اللہ معاذ اللہ وہ کون بیوقوف ہوگا جو مرزا قادیانی کو مراقی مانتے ہوئے ان کے کلام کو خدائی کلام تسلیم کرتا ہوگا۔ مسلمان تو الگ رہے۔ احمدی حضرات بھی ایسا تسلیم نہیں کر سکتے۔ چنانچہ ڈاکٹر شاہ نواز خان احمدی لکھتے ہیں کہ: ”ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹریا، مانجھو لیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔“

(ریویو ص ۶، ۷، اگست ۱۹۲۶ء)

احمدی اصحاب کا ایک اعتراض اور اس کا زبردست جواب

مرزا قادیانی مانجھو لیا کے مریض ٹھہرے اور ان کا دماغ غیر صحیح ثابت ہوا تو ان کو کافر کا ذب ملعون یا دجال کیوں کہا جاتا ہے۔ جب کہ مریضان مانجھو لیا کا ہر فعل غیر اختیاری اور مرض کے نتیجے کے طور پر ہوا کرتا ہے تو مرزا قادیانی کو مورد الزام ٹھہرانا کیا معنی رکھتا ہے۔

جواب کسی کو کیا ضرورت پڑی کہ خواہ خواہ مرزا قادیانی کو کافر، کا ذب یا ملعون وغیرہ کہے۔ لیکن اگر مرزا قادیانی خود بخود یہ سب کچھ بنتے پھریں تو کسی کے کہنے پر کیا اعتراض کریں گے۔

.....مرزا قادیانی کو کافر کہنا

مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ ”اور یہ مجھے کہاں حق پہنچتا ہے کہ میں ادعا نبوت کروں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں اور قوم کافرین سے جا کر مل جاؤں۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ مسلمان ہو کر نبوت کا ادعا کروں۔“

دعوئی نبوت

.....۱ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔

(اخبار بدر مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج ۱ ص ۱۱۷)

.....۲ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔

(حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۷)

.....۳ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

(دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

مرزا قادیانی کی ان تحریروں کو دیکھ کر انہی کے قول کے مطابق علماء نے مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ دے دیا ہے۔

مرزا قادیانی کو کاذب کہنا

مرزا قادیانی کے کلام میں بے شمار تناقض ہے۔ جیسا کہ علامت نمبر ۲۰ میں دکھلایا گیا ہے۔ پھر مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۱۱، خزائن ج ۲۱ ص ۲۷۵) اس وجہ سے علماء نے مرزا قادیانی کو مفتری کاذب اور جھوٹا کہہ دیا۔

مرزا قادیانی کو ملعون کہنا

مرزا قادیانی جگہ جگہ اپنی تصانیف میں نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ ”ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں۔“ (تبلیغ رسالت ج ۶ ص ۲۰۲، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۹۷) اس تحریر کے مطابق علماء نے مرزا قادیانی کو ملعون کہہ دیا۔

مرزا قادیانی کو دجال کہنا

اس رسالہ میں مشکوٰۃ شریف کی دو حدیثیں نقل کی گئی ہیں۔ جن میں ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد مدعی نبوت دجال ہوگا۔ ان کے مطابق علماء نے مرزا قادیانی کو دجال کہہ دیا۔

مرزا قادیانی کو پاگل کہنا

مرزا قادیانی کے کلام میں بے شمار تناقض ہے۔ جیسا کہ پہلے دکھایا گیا ہے۔ پھر مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔ (ست بچن ص ۳۱، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۳)

اس تحریر کے مطابق میں نے مرزا قادیانی کو سودائی کہہ دیا ہے۔ بتائیے اس میں کسی کا کیا قصور۔

باپ تو مرقی تھا ہی بیٹا بھی مرقی نکلا ڈاکٹر شاہ نواز لکھتے ہیں:

..... ۱ جب خاندان سے اس کی ابتداء ہو چکی تو پھر اگلی نسل میں بیشک یہ مرض منتقل ہوا۔ چنانچہ حضرت خلیفہ مسیح ثانی نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مرقا کا دورہ ہوتا ہے۔

(ریویو ص ۱۱، اگست ۱۹۲۶ء)

..... ۲ اگر حضرت خلیفہ ثانی پر بوجھ نہ پڑتا تو مرقا کی علامات ظاہر نہ ہوتیں۔ میں کہتا ہوں اگر خلیفہ صاحب کے مرقا کا باعث دماغی بوجھ سمجھا جائے تو خلیفہ اول حکیم نور الدین صاحب کو کیوں نہ مرقا ہوا۔ حالانکہ خلیفہ ثانی کی نسبت ان کے دماغ پر زیادہ بوجھ پڑتا تھا۔ لہذا معلوم ہوا کہ اس کے کوئی خاص اسباب تھے جو مرزا قادیانی آنجہانی اور ان کے صاحبزادہ میں ہی پائے جاتے تھے۔

مرزا قادیانی آنجہانی کی بیوی کو بھی مرقا تھا

مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ میری بیوی کو بھی مرقا کی بیماری ہے۔

(اخبار الحکم ص ۱۴، اگست ۱۹۰۱ء)

قیس جنگل میں اکیلا ہے۔ مجھے جانے دو
خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو
خدا نے مرزا محمود کے منہ سے بھی اپنے والد کو نادان کہلوادیا۔ الہام مرزا:
کر مہائے تو مارا کرد گستاخ
تیری بخششوں نے ہم کو گستاخ کر دیا۔

(براہین احمدیہ ص ۵۵۵، ۵۵۶، حاشیہ نمبر ۴، خزائن ج ۱ ص ۶۶۲، ۶۶۳)

خلیفہ محمود صاحب کا اس الہام پر تبصرہ نادان ہے۔ ”وہ شخص جس نے کہا کہ مہائے تو مارا کردگستاخ کیونکہ خدا کے کرم انسان کو گستاخ نہیں بنایا کرتے اور سرکش نہیں کر دیا کرتے۔“
(الفضل ص ۱۲، مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۲۰ء)

مرزا قادیانی کے مایجیو لیا کا فیصلہ اور اس کی تائید

ان تمام واقعات، اسباب، عوارضات اور علامات کو مد نظر رکھ کر ہر ذی شعور شخص اس بات کا فیصلہ کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جناب مرزا قادیانی مرض مایجیو لیا کے مریض تھے۔ خصوصاً جب کہ خود مرزا قادیانی تو اس بات کا اقرار کریں اور ان کے حواریین اس کی تائید فرمائیں۔ تمام طبی کتابیں اس کا ثبوت دیں تو کسی کی کیا مجال ہے کہ اس کے برخلاف کہہ سکے۔

حکیم الامتہ حضرت مولانا اشرف علی شاہ صاحب تھانوی مجدد ماتہ حاضرہ مدظلہ العالی نے بھی مرزا قادیانی کو مایجیو لیا تسلیم کیا ہے۔ آپ مرزا قادیانی کے دعویٰ مہدویت و مسیحیت کا رد فرماتے ہوئے اخیر میں فرماتے ہیں۔ ”احقر کے نزدیک منشاء ان کے خیالات کا فساد قوت متخیلہ ہے جو اسباب خاص میں ہو گیا ہے۔ جس کا سبب گا ہے طول خلوت بھی ہو جاتا ہے اور گا ہے اس میں کچھ کشف بھی ہونے لگتا ہے۔ جیسا کہ شرح اسباب وغیرہ میں مذکور ہے۔“

(الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی و المسیح ص ۳۱)

مایجیو لیا کے ثبوت کے بعد ایک احمدی ڈاکٹر کا فتویٰ ہے کہ مایجیو لیا کا مریض نبی نہیں ہو سکتا۔ ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحب احمدی اسٹنٹ سرجن لکھتے ہیں کہ: ”ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹریا، مایجیو لیا، یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھیڑ دیتی ہے۔“
(ریویو ص ۶، اگست ۱۹۲۶ء)

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں

زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعان کا

حکیم محمد علی امرتسری!



مختصر عمون چور
علامہ عبدالرشید طاہر
مکتبہ اسلامیہ، سوات، خیبر پختونخوا
پتو: 22100

مختصر عمون چور

علامہ عبدالرشید طاہر

بسم الله الرحمن الرحيم!

پیش لفظ

لوگ اب تک مرزا غلام احمد قادیانی کو صرف ”ہیرا پھیری“ (فن تاویل) کا استاد سمجھتے ہیں۔ حالانکہ چوروں اور اچکوں کے ہاں یہ فن اس وقت اختیار کیا جاتا ہے جب چور، چوری چھوڑ دیتا ہے۔ یعنی چور چوری سے جائے پر ہیرا پھیری سے نہیں جاتا۔ لہذا ضروری ہے کہ مرزا قادیانی جو زمانہ موجودہ میں ہیرا پھیری (تاویل) کے امام مانے جاتے ہیں کچھ مدت تک چور بھی رہے ہوں۔

مرزا قادیانی کے بیٹے کی لکھی ہوئی سوانح عمری پر اعتماد کرتے ہوئے اب تک یہی سمجھا جاتا رہا کہ اس ہیرا پھیری کے کمال تک پہنچنے کے لئے جو چوری زینہ بنی وہ بچپن کی کھانڈ کے دھوکے میں نمک کی چوری یا گھر سے گڑ کی چوری ہی تھی۔ مگر اب یہ انکشاف ہوا ہے کہ آپ خیر سے ”مضمون چور“ بھی رہے ہیں۔

یوں تو دنیا جانتی ہے کہ آپ ”ہم شہنہ وہم دزد“ یعنی بلا کے چور و چتر تھے۔ مسلمانوں سے خطاب فرماتے تو بدذات، جنگلی سورا اور کتیا سے درے بات ہی نہ کرتے اور پھر اس قدر ڈھٹائی کے بعد خوش اخلاقی کے چور دروازے سے گزر کر الٹا کو تو ال کو ڈانٹ دینا تو آپ کے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا۔ رنگین نے شاید آپ ہی کے متعلق کہا ہوگا۔

ہم چور و چتر سنتے تھے سو آپ کو دیکھا

دیں گالیاں اور مجھ پہ ہوئے آپ ہی برہم

مولانا ظفر علی خان کی رائے ساری امت مرزائیہ کے متعلق یہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

مسلمہ کے جانشین گرہ کٹوں سے کم نہیں

کتر کے جیب لے گئے پیمبری کے نام سے

مگر ان چوروں کی داڑھیوں میں جب سے ہندوستان کی وفاداری کا تنکا اٹکا ہے اور کشمیر میں یہ ہندوستان کے پٹیل زادوں کی ”چور کھڑکی“ بن کر پاکستان جنت نشان کی آزادی کے

دروازے کا ”چورتالا“ بننا چاہتے ہیں تو برابر اس کوشش میں مصروف ہیں کہ اوّل تو ان کی یہ چوری پکڑی نہ جائے اور اگر چوروں پر مور پڑ بھی جائیں اور مسلمانوں کے خون سے رنگین ہونے والے ہاتھوں کو خال کے آئینے میں قبل از وقت دیکھ لیا جائے تو پھر ”ہیرا پھیری“ کے زور سے یہ ثابت کر دیا جائے کہ جسے خون سمجھا جا رہا ہے یہ خون نہیں مہندی ہے اور سر ظفر اللہ کی ”ذات بابرکات“ تو ”دزدحنا“ درجہ رکھتی ہے جسے بجائے برا سمجھنے کے محبوب جاننا چاہئے۔ مگر ”قادیانی چور ہنیا“ کے خراف صرافوں کو معلوم نہیں کہ انہوں نے مسلمانوں کے دلوں میں جو گھاؤ لگائے ہیں یہ زخم اتنی جلدی مندمل ہونے والے نہیں۔

کشتہ ہوں میں اس ناوک دزدیدہ نظر کا
جانے کا نہیں چور مرے زخم جگر کا

اور پھر جب چھوٹے مرزا قادیانی کا ”اکھنڈ ہندوستان“ کے متعلق روایا پڑھ لیا جائے تو مرزائیوں کے دل کا چور صاف دکھائی دینے لگتا ہے۔ مرزا محمود کی با معنی خاموشی اور افضل کی ہیرا پھیری، چوری کے بعد آنکھیں چرانے کے مترادف معلوم ہوتی ہے۔
بے سبب آنکھیں نہیں مجھ سے چراتا وہ صنم
کچھ نہ کچھ میری طرف سے اس کے دل میں چور ہے

خیر یہ چھوٹے میاں سبحان اللہ! کی بات تو خواہ مخواہ درمیان میں سخن گسترانہ طور پر آگئی۔ اصل بات تو بڑے میاں کے متعلق تھی کہ: ”وہ سدا کے چور بدن اور چور پیٹ تھے۔ مدت تک لوگ انہیں مرد سمجھتے رہے اور حمل تک بھی لوگوں کو دکھائی نہ دیا۔ مگر جب انہوں نے خود انکشاف فرمایا کہ میں حاملہ ہوں اور دروزہ شروع ہے تو پھر یہ بات واضح ہوئی کہ حضرت ”چور خانہ“ میں کیا کیا کچھ کرتے رہے۔“

لیکن پھر کچھ دنوں بعد جب ”نعوظ بلکھی جاتا رہا“ کی داستان انہوں نے اونچے سروس میں لاپنی شروع کی تو معلوم ہوا کہ آپ مرد ہیں نہ عورت۔

مذکر کے لئے ہی ہے مؤنث کے لئے شی ہے
مگر حضرت مخنث ہیں نہ ہیوں میں شیوں میں

بھلا ایسے چوری چھپے کے رستموں کے متعلق جو کچھ بھی ثابت ہو جائے کم ہے۔ اسلامی اصطلاحات کی چوری، قرآن پاک سے الہامات کی چوری، ملاحظہ و قرامطہ سے اعتقادات کی چوری اور بہشتی مقبرے کے ذریعے عوام کے مال و دولت کی چوری تو خیر مرزا قادیانی کا پداری پیشہ ہے۔ عبدالکریم مہالہ، عبدالرحمن مصری اور فخر الدین ملتانی کی روایات اگر صحیح ثابت ہو جائیں ”العہدۃ علی الرواۃ“ تو دلوں کی چوری اور عفتوں پر ڈاکے بھی ان کے اغراض و مقاصد میں شامل ہیں۔ بھلا ایسے سینہ زور چوروں کے لئے مضمون چرائینا کون سا بعید ہے۔ میرے دوست ابوالفضل صاحب کا انکشاف اگرچہ ایک بہت بڑا انکشاف ہے۔ مگر انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ جو لوگ خدا کے کلام کی چوری سے نہیں شرماتے وہ بندوں کے مضامین چرانے سے کیا شرمائیں گے۔

خدا کی جب نہیں چوری تو پھر بندوں کی کیا چوری

جنہیں خدا کے محبوب ختم المرسلین رحمۃ اللعالمین کے نام چراتے ہوئے شرم نہ آئی۔ انہیں مولوی چراغ علی کے مضامین چراتے ہوئے کیا شرم آئے گی؟ اور پھر جو ہیرا پھیری (تاویل) کے مسلم الثبوت استاد ہیں۔ کیا ان کے ہاں مولوی چراغ علی کے مضامین ہضم کر لینے کے لئے کوئی بھی تاویلی چورن نہیں ہوگا؟ دوسروں کے مضامین بغیر حوالہ دیئے ڈکار جانا ابوالفضل صاحب اور دنیا کے نزدیک چوری ہی سہی۔ مگر جن کتابوں میں یہ مضامین ہیں وہ تو الہامی ہیں۔ اگر مرزائی کل کلاں کھڑے ہو کر یہ کہہ دیں کہ الہامی سے مراد یہی ہے کہ یہ مضامین مرزا قادیانی پر مولوی چراغ علی کی طرف سے الہام ہوئے تھے تو کیا ابوالفضل صاحب کے پاس اس کا کوئی جواب ہے؟

ملتان ۲۳ فروری ۱۹۵۰ء

صخرة الوادی

بسم الله الرحمن الرحيم!

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى خصوصاً على

خاتم الانبياء وعلى آله واصحابه الاصفياء . اما بعد!

مرزائی اٹھتے بیٹھے اپنے متنبتی کی تصانیف اور علم کلام جدید کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ مگر مغلظات (گالیوں) اور اشتہار بازی کے سوا جو کچھ مرزا قادیانی کی کتابوں میں ہے وہ اسرارِ دردن پر دہ جاننے والوں کے نزدیک مستعار اور دوسروں کی محنت کا نتیجہ ہے۔ جسے اس مضمون چور متنبتی نے دوسروں کا نام لئے بغیر اپنا مال ظاہر کیا اور مجددانہ دیانت و امانت کی انتہا یہ کہ کہیں اشارۃً یا کنایۃً بھی دوسروں کی محنت کی داغ بیل دی۔ اس بات کے ثبوت کے لئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتابوں میں دوسروں کے مضامین شامل کیا کرتے تھے اور عموماً دوسروں سے مضمون مانگ کر ہی گزارا کرتے تھے۔ اردو نثر کی مشہور تاریخ ”سیر المصنفین“ جلد دوم مصنفہ مولوی محمد یحییٰ تنہا وکیل، کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔ یہ کتاب جامعہ ملیہ پریس سے چھپ کر شائع ہوئی ہے اور اردو ادب کی مشہور کتابوں میں سے ہے۔ اس کے صفحہ ۱۱۹ پر مرزا غلام احمد قادیانی کے خطوط کے ذیلی عنوان کے ساتھ مصنف کتاب، نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی صاحب کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں۔

”اس موقع پر یہ واقعہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ مولوی صاحب (یعنی اعظم یار جنگ) کے کاغذات میں سے چند خطوط مرزا غلام احمد قادیانی کے بھی ملے جو انہوں نے مولوی صاحب کو لکھے تھے اور اپنی مشہور کتاب براہین احمدیہ (جسے بعد میں الہامی ظاہر کیا گیا۔ ابو الفضل) کی تالیف میں مدد طلب کی تھی۔“

سن لیا آپ نے؟ یہ قادیانی نبوت کی ابتداء ہو رہی ہے اور سب سے بڑی معرکہ الاراء کتاب لکھی جا رہی ہے۔ جس پر قادیانی اشتہار بازی اور علم الکلام کا دار و مدار ہے۔ کاش! ان دوسرے گناہ حضرات کی روحیں بھی آ کر بتلا سکتیں کہ ان میں کس کس کاوش کو یہ ”جوع المضامین“ کا مریض متنبتی و مجدد ڈکار گیا ہے۔ خیر اس سے آگے مصنف کتاب لکھتے ہیں۔

”چنانچہ مرزا قادیانی اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں کہ آپ کا افتخار نامہ محبت، آمود عز درود لایا۔ اگرچہ پہلے سے مجھ کو بہ نیت الزام خصم اجتماع براہین قطعاً اثبات نبوت

و حقیقت قرآن شریف میں ایک عرصہ سے سرگرمی تھی۔ مگر جناب کا ارشاد موجب گرم جوشی و باعث اشتعالِ شعلہٴ حمیتِ اسلام علیٰ صاحبہ السلام ہوا اور موجب ازادیت و تقویت و توسیع حوصلہ خیال کیا گیا کہ جب آپ سا اولوالعزم صاحب فضیلت دینی و دنیوی تہ دل سے حامی اور تائید دینِ حق میں دل گرمی کا اظہار کرے تو بلاشبہ ریب اس کو تائیدِ غیبی خیال کرنا چاہئے۔ جزاکم اللہ نعم الجزاء!

ماسوائی اس کے اگر اب تک کچھ دلائل یا مضامین آپ نے نتائجِ طبعِ عالی سے جمع فرمائے ہوں تو وہ بھی مرحمت ہوں۔“

آخری دو سوالوں کے الفاظ کو دوبارہ پڑھ لیجئے اور خوب سوچ سمجھ کر پڑھئے اور دیکھئے کہ مجددِ وقت قمر الانبیاء سلطان القلم مرزا غلام احمد قادیانی بہادر کس لجاجت سے دوسروں کے نتائجِ طبع کو مانگ رہے ہیں اور کس طریقہ سے جدید الہامی علم کلام کو جمع فرمایا جا رہا ہے اور کس انوکھے طریقہ پر خط کے پہلے حصہ میں اپنا شغف ظاہر کر کے آخر میں پوپلے منہ سے نتائجِ طبعِ مرحمت ہوں۔ کہہ دیا گیا ابھی آگے چلئے۔ صاحب سیر المصنفین لکھتے ہیں۔

”ایک دوسرے خط میں تحریر فرماتے ہیں۔ آپ کے مضمون اثباتِ نبوت کی اب تک میں نے انتظار کیا کی پر اب تک نہ کوئی عنایت نامہ نہ مضمون پہنچا۔ اس لئے آج مکرر تکلیف دینا ہوں کہ براہ عنایت بزرگانہ بہت جلد مضمون اثباتِ حقانیتِ فرقانِ مجید تیار کر کے میرے پاس بھیج دیں اور میں نے ایک کتاب جو دس حصے پر مشتمل ہے تصنیف کی ہے اور نام اس کا براہین احمدیہ علیٰ حقانیۃ القرآن والنبوۃ الحمدیہ رکھا ہے اور صلاح یہ ہے کہ آپ کے فوائدِ جرائد بھی اس میں درج کروں اور اپنے مختصر کلام کو ان سے زیب و زینت بخشوں۔ سو اس امر میں آپ توقف نہ فرمائیں اور جہاں تک جلد ہو سکے مجھ کو مضمون مبارک اپنے سے ممنون فرمائیں۔“

۱۔ سیر المصنفین کے مصنف ادیب یکتا جناب تہا اس الہامی زبان پر یہ حاشیہ تحریر فرماتے ہیں۔ ”اردو کا یہ صحیح محاورہ نہیں ہے۔ انتظار مذکور ہے۔ لہذا یہ جملہ یوں ہونا چاہئے۔ آپ کے مضمون اثباتِ نبوت کا اب تک میں نے انتظار کیا۔“ مگر تہا صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ الہامی زبان میں انتظار مؤنث ہے۔

ملاحظہ کر لیا آپ نے؟ کہ قادیانی بھان متی نے کس طرح اپنی تصانیف کا کنبہ جوڑا ہے۔ یہ عنایت بزرگانہ کے طالب آپ جانتے بھی ہیں کون بزرگ ہیں؟ اور یہ مولوی چراغ علی کے فوائد جرائد سے اپنے مختصر الہامی کلام کو زیب و زینت بخشنے والے کو آپ پہچانتے بھی ہیں؟ یہ وہی ہیں جن کو ”وما یناطق عن الہوی“ کے الہام ہوا کرتے تھے اور جو بغیر خدا کے بلوائے بولنا جرم سمجھتے تھے۔ مگر اندرون خانہ مضمون جمع کرنے کی خاطر کیا کیا لجا جتیں ہو رہی ہیں۔ الہامی کلام کو محقر گردانا جا رہا ہے اور انسانی کلام مانگ مانگ کر دس جلدوں کی تصنیف کا سامان مہیا کیا جاتا ہے۔

وائے گر پس امروز بود فردائے

پھر کیا ہوا؟ وہ مولوی محمد یحییٰ کی زبانی سنئے۔ اس کے بعد پنجاب میں آریوں کے شور و شغب اور عداوت اسلام کا کسی قدر تفصیل سے ذکر کیا ہے اور آخر میں لکھا ہے:

”دوسری گزارش یہ ہے کہ اگرچہ میں نے ایک جگہ سے وید کا انگریزی ترجمہ بھی طلب کیا ہے اور امید کہ عنقریب آجائے گا اور پنڈت دیانند کا وید بھاش کی کئی جلدیں بھی میرے پاس ہیں اور ان کا ستیا رتھ پرکاش بھی موجود ہے۔ لیکن تاہم آپ کو بھی تکلیف دیتا ہوں کہ آپ کو جو اپنی ذاتی تحقیقات سے اعتراض ہنود پر معلوم ہوئے ہوں یا جو وید پر اعتراض ہوتے ہوں ان اعتراضوں کو ضرور ہمراہ مضمون اپنے کے بھیج دیں۔ لیکن یہ خیال رہے کہ کتب مسلمہ آریہ سماج کی صرف وید اور منوسمرت ہے اور دوسری کتابوں کو مستند نہیں سمجھتے۔ بلکہ پرانوں وغیرہ کو محض جھوٹی کتابیں سمجھتے ہیں۔ میں اس جستجو میں بھی ہوں کہ علاوہ اثبات نبوت حضرت پیغمبر ﷺ کے، ہنود کے وید اور ان کے دین پر سخت سے سخت اعتراض کئے جائیں۔ کیونکہ اکثر جاہل ایسے بھی ہیں کہ جب تک اپنی کتاب کا نام چیز اور باطل اور خلاف حق ہونا ان کے ذہن نشین نہ ہو تب تک گو کیسی ہی خوبیاں اور دلائل حقانیت قرآن مجید کے ان پر ثابت کئے جائیں اپنے دین کی طرفداری سے باز نہیں آتے اور یہی دل میں کہتے ہیں کہ ہم اسی میں گزارہ کر لیں گے۔ سو میرا ارادہ ہے کہ اس تحقیقات اور آپ کے مضمون کو بطور حاشیہ کے کتاب کے اندر درج کر دوں گا۔“

سن لی آپ نے سلطان القلم کی دوسری گزارش بھی؟ انگریزی جانتے تو ”آئی ایم وٹ وٹ“ (یہ مرزا قادیانی کا ایک الہام ہے) تک ہیں۔ مگر وید کا انگریزی ترجمہ منگایا جا رہا ہے تا کہ اس سے ”بقلم خود مستفید“ ہو کر الہامی تصانیف کا پیٹ بھرا جائے اور اگرچہ حضرت خود بھی

بہت کچھ کر رہے ہیں۔ لیکن تاہم (یہ الہامی زبان ہے) مولوی چراغ علی صاحب کو بھی تکلیف دی جا رہی ہے کہ وہ اپنی تحقیقات بھی بھیجیں اور اعتراضات لکھیں۔ تاکہ ان تحقیقات و اعتراضات کے ساتھ آپ اپنا عارفانہ بے نقط کلام فصاحت التیام شامل کر کے سرمہ چشم آرہے تیار کر سکیں۔ آہ ری بناوٹی نبوت تیری بے چارگی؟ اور آہ ہم آہ! ماننے والوں کی بے بصری و کم مائیگی پر کہ ایسے ایسے بقلم خود مضمون نویسوں کو بھی ملہم من اللہ، مجدد اور سلطان القلم سمجھتے اور مانتے ہیں۔ تنہا صاحب سے کچھ اور بھی سن لیجئے۔

”ایک اور خط مورخہ ۱۹ فروری ۱۸۷۹ء میں تحریر فرماتے ہیں۔ فرقان مجید کے الہامی اور کلام الہی ہونے کے ثبوت میں آپ کا مدد کرنا باعث ممنونی ہے۔ نہ موجب ناگواری میں نے بھی اس بارہ میں ایک چھوٹا سا رسالہ تالیف کرنا شروع کیا ہے اور خدا کے فضل سے یقین کرتا ہوں کہ عنقریب چھپ کر شائع ہو جائے گا۔ آپ کی اگر مرضی ہو تو وجوہات صداقت قرآن جو آپ کے دل پر القاء ہوں میرے پاس بھیج دیں۔ تاکہ اسی رسالہ میں حسب موقعہ اندراج پا جائے۔ بہر صورت میں اس دن بہت خوش ہوں گا کہ جب میری نظر آپ کے مضمون پر پڑے گی۔ آپ بقتھا اس کے کہ ”الکریم اذا وعد وفی“ مضمون تحریر فرمائیں۔ لیکن یہ کوشش کریں کہ ”کیف ما اتفق“ مجھ کو اس سے اطلاع ہو جائے۔“

براہین کے مضامین ڈکار لینے کے بعد اب ”هل من مزید“ کا نعرہ لگایا ہے اور جب صداقت قرآن کے مضامین کے متعلق ملنے کی امید بندھ جاتی ہے تو آپ بھی چھوٹا سا رسالہ ”تالیف کرنا“ شروع کر دیتے ہیں تاکہ اس میں دوسروں کے ”القاء“ درج کر کے انہیں اپنا ”القاء“ ظاہر کیا جاسکے۔ ورنہ اگر ادھر تصنیف و تالیف شروع نہ ہو تو دوسروں کے مضامین حسب موقعہ کیسے اندراج پا جائیں گے اور اس دن سے بڑھ کر اور کون سا خوشی کا دن ہو سکتا ہے جب دوسروں کی کمائی ہتھیانے کا موقعہ میسر آ رہا ہو۔ پھر یہ اطلاع بھی ضروری ہے کہ مضمون لکھا جا رہا ہے۔ بھیجا جا رہا ہے یا نہ؟ تاکہ ”کیف ما اتفق“ جب اطلاع مل جائے گی تو وقت پر اشتہار بازی کی جاسکے گی۔ اب پنجابیوں کی کورڈوقی ملاحظہ فرمائیے کہ جو شخص ۱۹ فروری ۱۸۷۹ء سے مضمون مانگ مانگ کر پچاس الماریاں بھر رہا ہے۔ ۱۹ فروری ۱۸۹۹ء میں بھی نبی تونبی مجدد ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ حالانکہ انہیں پتہ ہے کہ ہر صدی کے سرے پر نبی نہ سہی ایک مجدد تو آیا

کرتا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ بیس سال تک مانگے کے مضامین سے کتابیں تالیف کرنے والے کو نبی مانا جاتا۔ مگر خیر علی سبیل النزل یہ کور ذوق اسے مجدد تو مان لیتے۔ مگر ان لوگوں کو بیس سال تک مضمون مانگنے کی قدر بھی ہو تو اور اے وائے ناقدری کہ آج ۱۹ فروری ۱۹۵۰ء کو اسے مجدد تو کجا یہ لوگ شریف انسان ماننے کے لئے بھی تیار نہیں اور الٹا ”مضمون چور“ بتلاتے ہیں۔ تنہا صاحب کی آخری بات بھی سن لیجئے۔ شاید کام آجائے۔

”اس کے بعد ایک دوسرے خط مورخہ ۱۰ مئی ۱۸۷۹ء میں تحریر فرماتے ہیں۔ کتاب براہین احمدیہ ڈیڑھ سو جزو ہے۔ جس کی لاگت تخمیناً نو سو چالیس روپیہ ہے اور آپ کی تحریر محققانہ ملحق ہو کر اور بھی زیادہ ضخامت ہو جائے گی۔“

نوسو چوہے کھا کر بھی بلی توج کو چلی گئی تھی۔ مگر آپ نے نوسو چالیس کی تعداد بلکہ اس سے کچھ زائد بھی ڈکار گئے اور پھر بھی حج پر نہ جاسکے۔ یہ ہیں ہمارے مرزا غلام احمد قادیانی جن کی سلطان القلمی کی مرزائیوں میں دھوم ہے اور یہ ہے ان کی تصانیف کا تانا بانا۔

سب سے آخر میں مصنف سیر المصنفین نے ان خطوط سے جو نتیجہ نکالا ہے وہ بھی سن لیجئے۔ ص ۱۲۲ پر فرماتے ہیں۔ ”خطوط مندرجہ بالا کے اقتباسات سے یہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے (یعنی مولوی چراغ علی نے) مرزا قادیانی کو براہین احمدیہ کی تالیف میں بعض مضامین سے مدد دی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کو حمایت و حفاظت اسلام کا کس قدر خیال تھا۔ یعنی خود تو وہ یہ کام کرتے ہی تھے۔ مگر دوسروں کو بھی اس میں مدد دینے سے دریغ نہ کرتے تھے۔“

اب فرمائیے مرزائیوں کا مجدد یا مسیح موعود یا نبی اس مضمون چور کو ہونا چاہئے جو اپنی متاع محقر کو دوسروں کے فوائد جرائد سے زیب و زینت دیتا رہا ہو یا اس وسیع النظر اور وسیع القلب مولوی کو جو حمایت و حفاظت اسلام میں اس قدر انہماک و صمیمت رکھتا ہے کہ خود بھی لکھتا ہے۔ دوسروں سے بھی لکھواتا ہے۔ بلکہ دوسروں کو خود لکھ لکھ کے دیتا ہے تاکہ وہ اپنے نام سے اسے شائع کر کے خوش ہوں اور شاید اسی طرح کی تشویق و ترغیب سے وہ حمایت اسلام پر آمادہ ہو جائیں۔

مرزائی دوستوں سے میری یہ درخواست ہے کہ وہ تعصب و تنگ نظری سے بالا ہو کر اس بات پر غور فرمائیں کہ جس شخص کی علمی بضاعت و دیانت یہ ہو۔ وہ مجدد و مسیح تو بجائے خود مانا گیا

چھوٹے درجے کا صحیح الدماغ مصنف و مؤلف ثابت ہو سکتا ہے؟ اگر آپ کو مجدد و مسیح بنائے بغیر کھانا ہضم نہیں ہوتا تو پھر مولوی چراغ علی صاحب حاضر ہیں۔ جو کچھ بھی بنانا یا ماننا ہوا نہیں بنائیے اور مانئے۔ کیونکہ وہ بہر صورت مرزا قادیانی سے زیادہ بڑے عالم زیادہ دیانت دار اور زیادہ باوقار تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس گمراہی سے نکالے۔ وما ذلك على الله بعزيز!

”اللهم اهد قومی فانہم لا یعلمون“

ملتان ۱۹ فروری ۱۹۵۰ء

ابوالفضل جبروتی

توبہ

ان کی مضمون چوریاں توبہ	اور پھر سینہ زوریاں توبہ
کوئے دجال سے محامد کی	بھر کے لائے وہ بوریاں! توبہ
گا کے تمغوں کے گیت گھر گھر میں	دیں وہ بچوں کو لوریاں توبہ
خانہٴ پاک میں لگا کر آگ	جھاکنٹے ہیں وہ موریاں توبہ
قصر تاویل مرزائی میں	ہیں پچاسوں ستوریاں توبہ
اب تو بے نمکیوں کا رونا ہے	کل تھیں وہ شورا شوریاں توبہ
جزوٴ اعظم افیم ڈلوا کر	ان کی معجون خوریاں توبہ
حق سے یہ چشم پوشیاں ہے ہے	حق سے یہ چشم کوریاں توبہ
	ابوالفضل جبروتی!

۱۔ مرزا محمود نے اپنی ایک تقریر میں انگریزوں (جنہیں وہ مسیح بننے کی خاطر دجال کہتے ہیں) کی طرف سے تعریفی خطوں کی کئی بوریاں اور ان کی طرف سے ملے ہوئے تمغوں کے ٹوکروں کا فخریہ ذکر کیا تھا۔ یہ اسی طرف اشارہ ہے۔

۲۔ خانہٴ پاک سے مراد پاکستان ہے اور آگ گلانے سے مراد مرزا محمود کا وہ خواب جس میں وہ پاکستان کو عارضی اور اکھنڈ ہندوستان کو اپنا حق نظر مانتے ہیں۔ موریاں جھاکنٹے سے مراد تاویل کرنا ہے۔

۳۔ مرزا قادیانی کو الہامی طور پر ایک معجون بتلائی گئی تھی جس کا جزوٴ اعظم افیم تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مَنْ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ سَمْعِیْ لَمْ یَعْلَمْ
مَنْ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ سَمْعِیْ لَمْ یَعْلَمْ

قادیانیت اور اس کے مقتداء

حضرت مولانا نورالحق علویؒ

بسم الله الرحمن الرحيم!

الحمد لله ذي الجلال وولى النعمة والصلوة والسلام على خاتم

الرسول ونبى الرحمة وعلى آله وصحبه دعاء الحق وهداة الامة . اما بعد!
اہل علم کو معلوم ہے کہ مجلس مستشار العلماء پنجاب کا قیام نہایت اہم حالات کے تحت
پیش آیا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مجلس کے شائع کردہ اغراض و مقاصد نہایت ہی مہتمم بالشان اور وسیع
و عالمگیر ہیں۔ مجلس اپنے فاضل کارکنوں کی ہمت اور خلوص سے روزانہ پیش قدمی میں مصروف
ہے۔ چنانچہ مجلس کے عالیشان مقاصد میں سے دارالافتاء اور دارالتدریس کا سلسلہ عرصہ سے
کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔

حال میں مجلس نے بڑے غور و خوض کے بعد ضروری سمجھا کہ توکل علی اللہ دار التبلیغ
و المناظرہ کا افتتاح بھی عمل میں لایا جائے۔ چنانچہ اس کے مختلف شعبوں میں سے شعبہ ختم نبوت
و ابطال مرزائیت کو ضرورت وقت کے پیش نظر ترجیح دی گئی۔

فتنہ قادیانیت کے متعدی جرائم اور اس کے زہریلے اثرات سے اہل اسلام کے
ایمان کو محفوظ و مصون رکھنے کے لئے اس وقت تک علمائے کرام نے بہت کچھ مواد شائع کر کے
امت مرحومہ کی پوری دستگیری کی ہے۔ ”شکر اللہ مساعیہم“ لیکن اس سلسلہ میں بعض اہم
اور اصولی مباحث ابھی تک پردہ انخفا میں مستور تھے۔ خدا تعالیٰ نے اس خدمت کی توفیق مجلس
مستشار العلماء کے ناظم محترم مولانا محمد نور الحق العلوی لکھنؤ کو بخشی اور انہوں نے روزنامہ آزاد
لاہور کے مدیران فاضل کی استدعا پر ایک محرکۃ الآراء فاضلانہ مضمون قلم بند کیا۔ جس کی ایک قسط
روزنامہ مذکور کے نمبر اول میں شائع ہو چکی ہے۔ مضمون اپنی بے نظیر خوبیوں کے لحاظ سے نہایت
مفید، دل چسپ اور کئی جدتوں کا حامل ہے۔ بنا بریں مجلس مستشار العلماء نے مضمون کی عام
اشاعت کو ضروری خیال کرتے ہوئے اتفاق رائے سے فیصلہ کیا کہ مولانا موصوف کا یہ مضمون
ٹریکٹ کی صورت میں شائع کر کے مفت تقسیم کیا جائے۔ تاکہ طالبان حق معلوم کر سکیں کہ قادیانی
نبوت اور اس کے شرائع و احکام کی کڑیاں کہاں کہاں جا کر ملتی ہیں۔ چنانچہ اسی فیصلہ کے تحت یہ
ٹریکٹ ناظرین کی خدمت میں ہدیۂ پیش کیا جاتا ہے۔ ناظرین سے توقع ہے کہ وہ خود اس کو غور
سے مطالعہ فرمائیں گے اور دوسرے احباب کو بھی اس کی تبلیغ کر کے ثواب دارین حاصل
کریں گے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ہے۔ ”بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً“

ناظرین! منتظر رہیں کہ اسی سلسلہ میں ٹریکٹ نمبر دوم بھی بہت جلد ان کی خدمت میں پہنچنے کا شرف حاصل کرے گا اور انشاء اللہ یہ سلسلہ برابر جاری رہے گا۔

بسم الله الرحمن الرحيم!

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى!

قادیانی تحریک اور اس کے مقتداء

لا يصلح الناس فوضى لا سراة لهم

ولا سراة اذا جها لهم سادوا

قادیان کی خانہ ساز، نصرانیت میں سموئی ہوئی نبوت اور اس کے خود ساختہ الہامات و احکام درحقیقت ایک ہوش ربا معجون ہے۔ جو مختلف الاجناس اجزاء لا تجزی سے مرکب ہے۔ اس معجون کے اجزاء کی تحلیل و تجزیہ کے لئے کم از کم دور اسلام کے ژولیدہ دماغ، بد زبان یا وہ گواشخاص کی تمام تر اختراعی اور ہذیان آمیز تاریخ کا بغور مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد آپ کو معجون مذکور کے اہم اجزاء میں:

الف..... اگر کہیں مسیلہ، اسود عسی، مختار بن ابی عبید ثقفی کذاب، بیان بن سمان، رافضی، مغیرہ بن سعید عجل رافضی، یزید بن ابی ائیسہ خارجی، بابک حزمی محمد علی باب، بہاء اللہ جیسے متمبئی اور ان کے کفریہ دعاوی کے مقطر خلاصے نظر آئیں گے تو

ب..... دوسرے مواقع پر آپ سلیمان بن حسن باطنی، مقنع امور حلوی مروڑی کے تعلق آ میزدعوے اور ن ترانیاں بھی دیکھیں گے۔

ج..... پھر دوسرے مواقع پر آپ ابن رواندی طبر، اور نظام اور خیاط معتزلی کے اپنے مخالفین پر علی الخصوص صحابہ کرام اور ان کی صحیح روایات و فتاویٰ و اجماع پر جگر دوز چر کے بھی ملاحظہ کریں گے۔ غرض کوئی ایسا کذب و افتراء کوئی ایسی گالی اور پھبتی نہیں جو انفرادی حالت سے گذر کر اس ”کل الکلی“ خانہ زان نبوت میں مجتمع نہ ہو۔

فیما عجا حتی کلیب یسبتنا

بحث کی سہولت کے لئے ہم نے قادیانی تحریک کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ اصول ارتقاء کے پیش نظر مرزا قادیانی نے ہر حصہ میں شان تاسیس پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ حصص حسب ذیل ہیں۔

-۱ ختم المرسلین ﷺ کی نبوت کی طرح عام تام نبوت کا اعلان۔
-۲ اپنی نبوت منوانے کی خاطر اور پھر تسلیم کرا لینے کے بعد بے انتہاء شیخیاں اور تعلیاں۔

.....۳ اپنی نبوت کے مخالفین اور منکرین پر سب و شتم کی بوچھاڑ، تا کہ شرفاً عزت کے خیال سے دبک جائیں اور معاملہ پایہ تکمیل کو جا پہنچے۔ ظاہر ہے کہ اس مثلث آتشیں کی تکمیل سے اسلام و امتہ مسلمہ کے خلاف ایک مستقل مگر متضاد مرکز قائم ہو جائے گا۔

.....۴ اس کے بعد یہ مرتبہ آتا ہے کہ اسلام کی سیزدہ صد سالہ روایات پر پانی پھیر دیا جائے۔ یعنی اس کے تمام تر لٹریچر کو لغو اور فضول قرار دیا جائے۔ تا کہ مرزائی لٹریچر کے لئے راستہ صاف ہو جائے۔ اس تمام تر بداندیشی کے لئے ضروری تھا کہ سب سے پہلے اصولی طور پر احادیث صحیحہ اور ان کے رواۃ علی الخصوص صحابہ کرامؓ پر بے اعتمادی کا کھلے لفظوں میں اظہار کیا جائے۔ اس ترویج کے بعد مرزا قادیانی اور ان کے ظاہری اور خفیہ معتقد سمجھتے ہیں کہ کامیابی یقینی ہے اور قادیانی نبوت کا مہتاب خسوف سے محفوظ و مامون رہے گا۔ آئندہ ہماری خامہ فرسائی کا لب لباب ان حصص پر حسب اقتضائے وقت بحث کرنا اور ان میں مرزا قادیانی کی شان تاسیس دکھانا ہے۔ قال حسان بن ثابتؓ

لسانی صارم لا عیب فیہ
وتجری لا تکدرہ الدلا

حصہ اول

دعویٰ نبوت اور شان تاسیس

نصارئ ملاءعنے کی قدیم و جدید خدمات کے حوصلے پر مرزا قادیانی نے اپنی خانہ زاد نبوت میں ایسی شان تاسیس پیدا کی کہ عالم اسلام کے تمام ترکذابوں کو مات کر دیا۔ گذشتہ کذاب اپنی کامیابی اسی میں سمجھتے تھے کہ چند خواجہ تاش ان کے دعویٰ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں اور بس۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ حکومت اسلامی کے قیام کی صورت میں نبوت کا دعویٰ موت کا پیام ہے۔ بنا بریں عیش، کامرانی، زعامت و قیادت کی جتنی گھڑیاں میسر ہوں۔ اتنی غنیمت ہیں۔

باہر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

گر مرزا قادیانی دیکھ رہے تھے کہ غلام آباد ہند میں حکومت نصاریٰ قائم ہے۔ افتراق امت مسلمہ اس کا غیر معمولی مشغلہ ہے۔ اس لئے آپ نے دعویٰ نبوت کیا تو اس شان سے کیا۔ جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو نہیں مانتا۔ میرا منکر کافر ہے۔

(حقیقت الوحی ص ۱۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۸)

”میرے منکروں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔“

(فتاویٰ احمدیہ ص ۱۸)

”الہامات میں میری نسبت بارہا بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین، خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ، اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔“

(انجام آقلم ص ۶۲، خزائن ج ۱۱ ص ۶۲)

”کفر و قسم ہے۔ ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا اور دوسرے یہ کفر کہ وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتاب میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے۔ کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۷۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵)

شان تائیس کی انتہاء

حقیقت الوحی کی مذکورہ بالا عبارت میں مرزا قادیانی ”مسیح موعود“ کے منکر یعنی اپنے منکر کو صریح کافر کہہ چکے ہیں۔ اب اپنی شان مامور من اللہی کو واشگاف کرتے ہیں اور اپنی خانہ ساز نبوت کی نوعیت بھی کھلے الفاظ میں ذکر کرتے ہیں۔ تاکہ آنے والی نسلوں کو ان کے متعلق فیصلہ کرنے میں سہولت ہو۔ لکھتے ہیں: ”یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں۔ وہ کیسے ہی جناب الہی میں شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الہیہ سے سرفراز ہوں۔ ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا۔“

(تزیان القلوب ص ۱۳۰، حاشیہ، خزائن ج ۱۵ ص ۲۳۲)

اس عبارت کا مطلب کھلے الفاظ میں یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو مؤسس نبی مانتے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت حقہ اسلامیہ کے علاوہ مستقل شریعت اور احکام

جدیدہ لائے ہیں۔ اس نکتہ کے شائع ہونے پر یزید بن ابی انیسہ خارجی کی روح وجد میں آگئی ہوگی کہ اس کی پرانی تمنا اور قدیم پیشین گوئی ایک مغل زادے نے پوری کر دی۔
امام ابو منصور عبدالقادر بغدادی تیسری متوفی ۴۲۹ھ فرماتے ہیں۔

”ثم انه خرج عن قول جميع الامة لدواه ان الله عزوجل سيبعث رسولا من العجم وينزل عليه كتابا من السماء وينسخ بشرعه شريعة محمد ﷺ وزعم ان اتباع ذلك النبي المنتظر هو الصائبون المذكورون في القرآن (كتاب الفرق ص ۲۶۳، كتاب اصول الدين ص ۱۶۲)“ ﴿یزید بن ابی انیسہ خارجی نے اجماع امت اسلامیہ کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے یہ دعویٰ کیا کہ خدا تعالیٰ آئندہ ایک پیغمبر عجم میں سے بھی مبعوث فرمائے گا۔ اس کو کتاب اور شریعت جدیدہ عطاء ہوگی۔ جس سے آنحضرت ﷺ کی شریعت (کلا یا بعضاً) منسوخ کر دی جائے گی۔ اس کے متبعین صابی ہوں گے۔ جن کا ذکر قرآن حکیم میں موجود ہے۔﴾

بغدادی کی تصریح سے یہ راز سربستہ بھی کھلا کہ جناب مسیح موعود عجمی کے مریدین درحقیقت صابی ہیں۔ جن کا ذکر ان کے زعم میں قرآن میں موجود اور ان کے احکام فقہ اسلامی میں مذکور ہیں۔

بغدادی یزید مذکور کی تردید میں لکھتے ہیں۔

”كل من اقر بنبوۃ نبينا محمد ﷺ اقر بانه خاتم الانبياء والرسول واقربنا بيد شريعة ومنع من نسخها وقال ان عيسى عليه السلام اذا انزل من السماء ينزل بنصرة شريعة الاسلام ويحيى ما احياه القرآن يميت ما اماته القرآن والقرآن نص على انه ﷺ خاتم النبيين وقد تواترت الاخبار عنه بقوله لا نبى بعدى ومن رد حجة القرآن والسنة فهو الكافر (اصول الدين لبغدادى ص ۱۶۳)“ ﴿سرور عالم کی نبوت پر ایمان لانے کی چند شرائط ہیں۔ جن کے بغیر ایمان منظور نہیں۔ آپ کے خاتم الانبیاء و رسل ہونے کا اقرار، آپ کی شریعت کے دوام کا اعتقاد، شریعت اسلامیہ کے عدم نسخ (کلا یا بعضاً) کا عقیدہ، اور اس بات کا اعتراف کہ حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور شریعت اسلامیہ کی نشر و اشاعت کریں گے۔ قرآن مجید کے احکام کو جاری اور خلاف قرآن کو مردود قرار دیں گے۔ قرآن صاف اعلان کر رہا ہے کہ حضور خاتم

النبیین ﷺ ہیں۔ پھر حضور ﷺ سے بہ تو اتر مروی ہے کہ میرے بعد کسی قسم کا (ظلی، بروزی، غیر تشریحی، تجدیدی) نبی نہیں آ سکتا۔ ان حالات میں جو شخص قرآن اور حدیث متواتر کا انکار کرے وہ کٹر کافر ہے۔ (یزید بن ابی ایسہ ہو یا اس کی شہ پر کوئی اور اپنے آپ کو نبی پیش کرے) ﴿

وكم امنية جنبت منية

بابک خرمی اور مرزا قادیانی

علیٰ ہذا القیاس مرزا قادیانی کے ادعائے نبوت سے یزید بن ابی ایسہ کی طرح بابک خرمی کو کچھ کم سرور حاصل نہ ہوا ہوگا۔ بابک فرقہ خرمیہ کا پیشوا ہے۔ اس فرقہ کو اصحاب مقالات ابا حیحہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ امام ابو منصور بغدادی نے اس فرقہ کو مرتدین میں شمار کیا ہے۔ بابک مقام خرم (قریب ارومیل) کا باشندہ ہے۔ اس نے اپنی دعوت علاقہ آذربجان میں شروع کی اور خالص عجمی نبوت کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ تمام محرمات حلال ہیں۔ تمام انسان زن و زور میں مساوی اور شریک ہیں۔ ”و زعم الخرمیة ان الرسل تتری لا اخر لهم (الفرق ص ۳۳۲، اصول الدین ص ۱۰۸)“ ﴿اس کے ساتھ خرمیہ کا عقیدہ ہے کہ نبوت ہمیشہ جاری رہے گی۔ ﴿

خرمیہ اپنی تحریک کا اصل بانی شروین نامی شخص کو قرار دیتے ہیں۔ جو دور جاہلیت میں گزرا ہے۔ اس کی نسبت ان کا عقیدہ حسب ذیل ہے۔

”و یزعمون ان شروین افضل من محمد ومن سائر الانبیاء“ ﴿ان کا عقیدہ ہے کہ شروین تمام انبیاء حتیٰ کہ ختم الرسل سے بھی افضل ہے۔ ﴿ اسی قسم کے خیالات مرزا قادیانی نے بھی ”لہ خسف القمر المنیر“ میں ظاہر کئے ہیں۔ جس کی تفصیل آرہی ہے۔

خلفائے عباسیہ نے بابک کے مقابلہ کے لئے بہت کوششیں کیں۔ آخر معتصم کے زمانہ میں افشین حاجب، ابودلف عجمی، جیسے نامور سپہ سالاروں نے بیس سال کی پیہم سعی کے بعد اس کو شکست دی۔ بابک اور اس کا بھائی اسحاق بن ابراہیم گرفتار کر کے خلیفہ معتصم کے سامنے لائے گئے اور ”سرمن رای“ میں سولی پر لٹکا دیئے گئے۔ بغدادی بابک کی تحریک کے متعلق لکھتے ہیں۔

”و ذکر اصحاب التواریخ ان دعوة الباطینة ظهرت اولاً فی زمان

المامون وانتشرت في زمان المعتصم وذكروا انه دخل في دعوتهم افشين صاحب جيش المعتصم وكان مراهناً لبابك الخرمي وكان الخرمي مستعصياً نباحية البدين وكان اهل جبله خرمية على طريقة المزدكية فصارت الخرمية مع الباطنية يدا واحدة واجتمع مع بابك من اهل البدين ومن انضم اليهم من الديلم مقدار ثلث مائة الف رجل واخرج الخليفة لقتال الافشين فظنه ناصحاً للمسلمين وكان في سره مع بابك وتوانى في القتال معه ودله على عورات عساكر المسلمين وقتل الكثير منهم ثم لحقت الامداد بالافشين ولحق به محمد بن يوسف الثغري وابودلف العجلي ولحق به بعد ذلك قواد عبدالله بن طاهر واشتدت شوكة البابكية والقرامطة على عسكر المسلمين..... ودامت الحرب بين الفريقين سنين كثيرة الى ان اظفر الله المسلمين بالببايكية فاسر بابك وصلب بسر من راى ۲۲۳ هـ ثم اخذ اخوه اسحاق وصلب ببغداد مع المازيار صاحب المحمرة بطبرستان وجرجان ولما قتل بابك وظهر للخليفة غدر الافشين وخيانتة للمسلمين في حروبه مع بابك فامر بقتله وصلبه (الفرق ص ۲۶۸) ”﴿مورخین کا بیان ہے کہ تحریک باطنیہ ابتداء زمانہ مامون میں شروع ہوئی اور زمانہ معتصم میں پھلی پھولی۔ بقول مؤرخین خلیفہ معتصم کا سپہ سالار افشین حاجب بھی تحریک باطنی کا معتقد تھا اور بابک کے ساتھ اس کے بعض خفیہ معاہدے تھے۔ خرمی نے علاقہ بدین میں بغاوت شروع کی اور بابک کے کوہ (سیام) کے باشندے خرمی مذہب اور مزدک کے متبع تھے۔ پس خرمی اور باطنی باہم متحد ہو کر مسلمانوں کے مقابلہ میں ڈٹ گئے۔ علاقہ بدین اور دیلم سے ملا کر بابک کی جمعیت تقریباً تین لاکھ تھی۔ خلیفہ معتصم نے ان کے مقابلہ کے لئے افشین حاجب کو روانہ کیا۔ مگر وہ دل سے بابک کے ساتھ تھا۔ اس لئے اس نے مقابلہ میں سستی دکھائی۔ بلکہ مسلم فوج کے رخنوں پر اس کو مطلع کیا۔ جس سے بابکیوں نے بہت سے مسلمان قتل کر دیئے۔ بعد ازاں افشین کو کمک پہنچی اور محمد بن یوسف ثغری، ابودلف قاسم بن عیسیٰ عجمی جیسے نامور سپہ سالار میدان میں جا پہنچے۔ ادھر عبداللہ بن طاہر (مشہور سپہ سالار) کے فوجی افسر بھی میدان میں آ گئے۔ لیکن بائیں ہمہ بابکیہ اور قرامطہ کی جمعیت مسلمانوں کی عسکری طاقت پر غالب رہی۔ یہ جنگ ساہا سال تک جاری رہی۔ تا آنکہ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو بابکیہ پر فتح

و نصرت عطاء کی۔ بابک ۲۲۳ھ میں گرفتار ہو کر ”سرمن رای“ میں سولی پر لٹکا دیا گیا۔ بعد ازاں اس کے بھائی اسحاق کو مازیار (مقتدائے محرہ در طبرستان و جرجان) کے ساتھ گرفتار کر کے بغداد میں دار پر لٹکا دیا گیا۔ بابک کے قتل کے بعد خلیفہ معتمد کو معلوم ہوا کہ افشین حاجب بائیں اور غدار ہے۔ اس کی خیانت اور غدر سے جنگ نے طول کھینچا۔ اس پر خلیفہ نے اس جرم میں افشین کو بھی قتل کر کے دار پر کھینچا۔ ﴿

بغدادی خرمیہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”وقال اهل السنة بتكفير كل متنب سواء كان قبل الاسلام كزردشت ويوز أسف ومانی ومزدك اوبعدہ كمسيلمة وسجاح والاسود العنسی وسائر من كان بعدهم من المتنبين (الفرق ص ۳۳۳)“ ﴿اہل سنت نے بالاتفاق ہر ایک متنبی کی تکفیر کی خواہ اسلام سے پیشتر گذرا ہو جیسے زردشت، یوز آسف، مانی، مزدک یا بعد از اسلام ہو جیسے مسیلہ کذاب، سجاح، اسود عنسی اور تمام وہ متنبی جو آج تک ہوتے آئے ہیں۔ ﴿

عجمی نبوت اور اس کا فلسفہ

دنیا رقابت کا گہوارہ ہے۔ اجناس و انواع، اصناف و افراد میں سے ہر ایک کسی نہ کسی طرح اس جذبہ کا شکار ہوتا ہے۔ بعثت ختم المرسلین ﷺ کے وقت بخیاں عرب عالم کی تقسیم اس طرح تھی۔ عرب، عجم، عرب پھر دو بڑے حصوں میں تقسیم تھا۔ ربیعہ و مصر ہر سہ حصص کی باہمی رقابت سے صفحات تاریخ مملو ہیں۔ حضور ﷺ کی بعثت کے بعد عجم کی دیرینہ رقابت نے شعوبیہ کی صورت اختیار کر لی۔ شعوبیہ وہ جماعت ہے جو عجم کو عرب پر ہر حیثیت سے ترجیح دیتی ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھو بلوغ الارب للالوسی ج ۱ ص ۱۵۹) شعوبیہ دل سے چاہتے ہیں۔ کہ زعاست اور قیادت کی زمام عرب کے ہاتھ سے نکل کر پھر عجم کے ہاتھ میں آجائے۔ بغدادی فرماتے ہیں۔ زردشت نے گشتاسب سے کہا کہ حکومت ایران سے ہٹ کر روم و یونان کو ملے گی۔ پھر دوبارہ ایران کے قبضہ میں آئے گی۔ بعد ازاں ایران سے عرب کے قبضہ میں جائے گی۔ اس کے بعد پھر ایران اس پر قبضہ کر لے گا۔ زردشت کی اس پیشین گوئی پر جانا سب منجم نے صاد کیا اور لکھا کہ ظہور زردشت سے ایک ہزار پانچ سو سال بعد سلطنت پھر ایران میں منتقل ہو جائے گی۔ فرقہ باطنیہ کا ایک لیڈر ابو عبد اللہ عرومی علم نجوم کا ماہر اور مجوسیت کا حامی گذرا ہے۔ اس نے اس

مسئلہ پر مستقل کتاب تصنیف کی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت سے (۱۸) صدی بعد ایک زعیم پیدا ہوگا۔ جو مجوسی حکومت کو از سر نو قائم کر کے تمام روئے عالم پر مستحکم مجوسی سلطنت کرے گا۔ (الفرق ص ۲۷۱)

اسی قسم کی خرافات متناقضہ سے متاثر ہو کر اور اسی خبیث جذبہ کے ماتحت یزید بن ابی ایبہ خارجی عجمی (ساکن مرو) نے خالص عجمی نبوت کا پادر ہوا خیال گھڑا۔ جو نصوص قطعیہ کے سراسر خلاف، اور کفر و مجوسیت ہے۔ نیز یہی رقابت کا جذبہ ہے۔ جس کے تحت میں خوارج نے اپنے لیڈروں کو جو ربیعہ وغیرہ اقوام سے تعلق رکھتے تھے۔ امام وقت قرار دے کر ان کے مخالفین کی تکفیر کی۔ بغدادی لکھتے ہیں۔ ”خلاف قول الخوارج بامامة زعمائهم الذین کانوا من ربیعة وغیرہم کنافع بن الارزق الحنفی و نجدة بن عامر الحنفی و عبد اللہ بن وهب الراسبی و امثالهم عناداً منهم لقول النبی ﷺ الاثمة من القریش (الفرق ص ۳۴۰، ۳۴۱)“ ﴿خوارج نے حضور ﷺ کے ارشاد الاثمة من قریش کا عناد خلاف کرتے ہوئے اپنے خود ساختہ لیڈروں کو امام وقت قرار دیا۔ (ان کے تمام مخالفین کو جنہمی اور کافر قرار دیا) جو اکثر ربیعہ سے تھے۔ جیسے نافع بن ارزق، نجدہ بن عامر (از قوم حنفیہ) عبد اللہ بن وهب راسبی وغیرہ۔ ﴿مرزا قادیانی چشم براہ تھے۔ آپ نے اس خیال کو لیک کہا اور خود بدولت نے بے دھڑک اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔

رقابت عجم کے ہولناک نتائج

عجم گو عرب کے سیلاب سے بہ نکلا۔ عرب نے ان کی سلطنتوں کو تہ و بالا کر کے عربی حکومت کی بنیادیں استوار کیں۔ پھر عجم مشرف باسلام بھی ہوئے۔ یہ سب کچھ ہوا۔ مگر آتش رقابت کا جذبہ بحالہا قائم رہا۔ عجم خواہ ایرانی تھے یا بربر۔ ہندی و ترک تھے یا خزرج۔ ان تمام کے قلوب جوش رقابت سے کبھی خالی نہیں ہوئے۔ تاریخ اسلام کا ماہر اس اہم نکتے کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ حضرت شیخ مہاجر الحاج مولانا محمد عبید اللہ عم فیضیہم اپنی کتاب ”التمجید فی ائمة التجدید“ میں لکھتے ہیں۔ ”رقابت مذکور نے نہ صرف سیاسی، اقتصادی، معاشرتی میدانوں میں تصادم پیدا کیا۔ بلکہ بعض خالص مذہبی، معرکہ الاراء مسائل بھی اسی کے متغنی پیدا ہوئے۔ خلق قرآن کا مسئلہ بھی عجمی رقابت کی خبیث اختراع ہے۔“

”عجم نے جب دیکھا کہ عرب کو قرآن حکیم کے اعجاز پر بڑا ناز ہے تو نظام معتزلی نے (جو دراصل ابن عطاء معتزلی کے بعد دوم نمبر کا لیڈر شمار ہوتا ہے) بے لگی لپٹی صاف لفظوں میں کہا کہ ”نظم قرآن معجز نہیں۔“ (الفرق ص ۱۲۸، اصول الدین ص ۱۰۸)

”علیٰ ہذا القیاس راہب معتزلہ ابو موسیٰ عیسیٰ بن صبیح المعروف بہ مردار معتزلی نے صاف لفظوں میں کہا کہ قرآن معجز نہیں بلکہ انسان اس سے بہتر لکھ سکتا ہے۔“ (الفرق ص ۱۵۱)

”اسی طرح اکثر معتزلہ اسی کے قائل ہیں کہ قرآن حکیم کی نظم معجز نہیں۔ بلکہ عرب کے علاوہ ترک، زنگی، خزر اس سے بہتر تالیف پیش کر سکتے ہیں۔“ (الفرق ص ۲۱۸، ۳۳۵)

لیکن ان شوریدہ سر جاہلوں کے علاوہ دوسرے بعض عجمیوں نے مصلحت وقت کا لحاظ کرتے ہوئے توڑ مروڑ کر یوں کہا۔ ”القران کلام اللہ مخلوق“ یعنی قرآن خود ساختہ ہے۔ اسی بناء پر ناصر سنت، مجددین حنیف امام احمد بن حنبلؒ نے نہایت سختی اور پامردی سے اس فتنہ ہائلہ کا مقابلہ کیا اور اس کو بیخ و بن سے اکھیڑ پھینکا۔ ائمہ حدیث و فقہ کی بکثرت تصریحات موجود ہیں کہ امام احمدؒ اگر اس وقت سینہ سپر نہ ہوتے تو اسلام صفحہ عالم سے مٹ جاتا۔ (دیکھو تاریخ خطیب بغدادی، مناقب امام احمد ابن جوزی) امام ابو منصور عبدالقاهر بغدادی نے اس تمام تر تفصیل کو ایک جامع و مانع جملہ میں یوں ادا کیا ہے۔ ”وما ظهرت البدع والضلالات فی الادیان الا من ابناہ السبایا کما روی فی الخبر (الفرق ص ۱۰۱)“

رہے ربیعہ اور مضر، ختم نبوت کی سعادت جب مضر کے ہاتھ آئی تو ربیعہ بہت چراغ پا ہوئے۔ اسی بناء پر مسلمہ کذاب نے (جو ربیعہ کا سربر آوردہ لیڈر تھا) حضور ﷺ کو لکھا کہ میں نبوت میں آپ کا سہیم اور شریک ہوں۔ پھر بنو حنیفہ (ازربیعہ) نے سرور کونین کے آخری دور حیات میں موقع غنیمت سمجھ کر مسلمہ کی نبوت کا اعلان کر دیا۔ تاکہ مضر کی طرح ربیعہ بھی نعمت نبوت سے محروم نہ رہے۔ اسی لئے عبداللہ بن خازم سلمی نے خراسان میں خطبہ دیتے ہوئے کہا تھا۔ ربیعہ اس وقت سے بیچ و تاب میں ہے جب سے خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کو مضر سے مبعوث فرمایا۔ یہ تمام واقعات (الفرق للبغدادی ص ۲۶۵ تا ۲۸۶) سے ماخوذ ہیں۔

بس یہ ہے حقیقت پنجابی نبوت اور عجمی پیغمبری کی۔ ایک مغل زادے عجمی سے یہی توقع ہو سکتی تھی کہ وہ اپنے پیٹرویزید بن ابی امیہ خارجی یا بک خرمی کی عملاً و اعتقاداً تصدیق کر کے عربی مضری نبی (ﷺ) کی تمام تر تصریحات اور تعلیمات متعلقہ ختم نبوت کو ٹھکرادے۔

نیز یہ بھی واضح ہو گیا کہ جس جذبہ کے تحت ختم نبوت کا انکار کیا جاتا ہے۔ اس کا لب لباب عداوت عرب و مضر ہے۔ اس انکشاف کے بعد مرزا قادیانی کے ذیل کے تلیسبات کی قلعی خود بخود کھل جاتی ہے۔ لکھتے ہیں: ”اور اس بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول رکھا۔ مگر بردوزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے۔ مگر محمد ﷺ اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس رہی۔“ علیہ الصلوٰۃ والسلام!

(ضمیمہ حقیقت نبوت ص ۲۶۹)

نیز لکھتے ہیں۔ ”پھر اس کتاب میں اس مکالمہ کے قریب میں یہ وحی الہیہ ہے۔“ محمد رسول اللہ والذین معہ اشذاء علی الکفار رحماء بینہم“ اس وحی الہیہ میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔“

نکتہ

دیکھا آپ نے! مریدوں کا مال ہتھیانے والے کس طرح غیروں کے اسماء و اعلام پر بے تکلف قبضہ کرتے ہیں اور اس میں ان کو خدا سے ذرہ بھر شرم و حیا دامنگیر نہیں ہوتی۔ جہاں تک دجالوں اور کذابوں کی تاریخ کا تعلق ہے۔ مرزا قادیانی اس باب میں بھی فریڈہ دہر اور یکتائے زمان ہیں۔

الاقبح اللہ الضرورة انہا۔

تکلف اعلى الخلق ادنى الخلائق

مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا دو عبارتوں سے ایک اور راز سر بستہ بھی کھلتا ہے۔ وہ یہ کہ مرزائیوں کا نہیم طبقہ جہاں محمد رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھتا ہے۔ محمد رسول اللہ کہتا ہے وہاں اس کی مراد صرف مرزا قادیانی سے ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کریں تو اپنے خود ساختہ نبی کی بعض اہم تصریحات کے مومن و معتقد نہ ہوتے۔ جو ان کے ہاں صریح کفر ہے۔ اس نکتہ کو ذہن نشین کر لینے کے بعد یورپ میں اشاعت اسلام کے بلند بانگ دعاوی اور سیرت کے جلسوں کی تنگ و دو کی حقیقت الم نشرح ہو جاتی ہے۔ ختم المرسلین ﷺ نے ایسے گروہ اور افراد کے متعلق صحیح فرمایا ہے۔

”المتشعب بما لم يعطه كلا بس ثوبی زور“

وگرا ز سر گرفتہ قصہ زلف پریشاں را

گذشتہ تصریحات میں ہمارا موضوع سخن یہ تھا کہ مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت میں

ایسی شان تائیس پیدا کی کہ تمام متنبیوں کو پیچھے چھوڑ گئے۔ اب ہم یہ دکھاتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اس دعویٰ میں حقیقی انبیاء حتیٰ کہ ختم الرسل (علیہم الصلوٰۃ والسلام) پر بھی اپنی برتری ثابت کرنے میں زور قلم صرف کر دیا ہے۔

لکھا ہے۔ ”اگر یہ اعتراض ہو کہ اس جگہ وہ معجزات کہاں ہیں۔ صرف یہی جواب نہیں دوں گا کہ میں معجزات دکھلا سکتا ہوں۔ بلکہ خدا کے فضل و کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھلائے ہیں کہ بہت ہی کم ایسے نبی آئے جنہوں نے اس قدر معجزات دکھلائے ہوں۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۳۶، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۴)

”بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثنائے ہمارے نبی ﷺ کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ یقینی اور قطعی طور پر محال ہے۔“ (تمتہ حقیقت الوحی ص ۱۳۷، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵)

”خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔“ (تمتہ حقیقت الوحی ص ۱۳۷، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵)

”میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور میرا نام نبی رکھا ہے اور اس نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشانات ظاہر کئے ہیں۔ جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔“ (جیسے منکوحہ آسانی، انجام آتھم، مولوی ثناء اللہ سے مبالغہ وغیرہ کی پیشین گوئیاں۔ مؤلف)

(تمتہ حقیقت الوحی ص ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

”ان چند سطروں میں جو پیش گوئیاں ہیں۔ وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زائد ہوں گے۔ (دروغ گورا قطعہ نباشد) اور نشان بھی ایسے کھلے جو اوّل درجہ پر خرق عادت ہیں۔“ (متنبیانہ اردو پر قربان جائیے) (براہین احمدیہ ج ۵ ص ۵۶، خزائن ج ۲۱ ص ۷۲)

اس کے علاوہ مرزا قادیانی نے (تحفہ گولڑویہ ص ۴۰، خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳) پر جناب ختم المرسلین ﷺ کے معجزات کی تعداد تین ہزار لکھی ہے اور (براہین احمدیہ ج ۵ ص ۵۶، خزائن ج ۲۱ ص ۷۲) پر اپنے معجزات کی تعداد دس لاکھ سے زائد بتلائی ہے۔ جس سے مرزا قادیانی اپنے آپ کو ختم المرسلین پر فائق ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی اس تفوق کا فیصلہ بھی خود ہی صاف لفظوں میں کرتے ہیں۔ کہا ہے

له خسف القمر المنير وان لی

غسا القمران المشرقان اتنکر

ترجمہ: اس کے لئے چاند کا خسوف ظاہر ہوا، اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا،
اب کیا تو انکار کرے گا۔ (اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

واضح رہے کہ شعر کا یہ غیر مہذب اور پھسپھسا ترجمہ بھی خود مرزا قادیانی علیہ ما علیہ نے کیا ہے۔ اس دجال کو بے ادبی کرتے اور پھر جھوٹ بولتے ذرہ بھی شرم نہیں آتی۔ آخر عجی نبوت تو ہے۔

نتیجۃ المبحث

یہ نہایت اجمالی خاکہ ہے۔ اس نبوت کا جو یونین جیک کے ظل عاطفت میں ایک عجی نژاد مغل نے رچائی۔ میلہ اور اسود کو کہاں حوصلہ تھا کہ وہ اتنی صریح جھوٹی بڑیں ہانکتے۔ مغیرہ بن سعید مقتول رافضہ اور مختار بن ابی عبید ثقفی، قتیل مصعب بن زبیر کو کب یا راکہ وہ اتنی شیخی پر اتر آئیں۔ کیونکہ عرب جھوٹے بولنے کو دامن شرافت پر بدترین دھبہ خیال کرتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ جھوٹ بولنے سے انسان سوسائٹی میں ذلیل شمار ہوتا ہے۔ اس کی وقعت خاک میں مل جاتی ہے۔ حتیٰ کہ سخت ترین دشمن کے حق میں بھی صدق و دیانت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے تھے۔ قصہ ہرقل و ابوسفیان اس کی زندہ شہادت موجود ہے۔ انتہا ہے کہ دور جاہلیت کا مشہور جنگجو، رئیس مہاہل بن ربیعہ کسی شعر میں اتفاقاً غلو آمیز مبالغہ کر بیٹھا۔ مگر آج تک کذاب لکھا جا رہا ہے۔ راعی نمیری (شاعر اسلامی) بذلہ سنجی کے رنگ میں کبھی کوئی ظریفانہ مضمون باندھ دیتا، مگر تذکرہ نویسوں میں کذاب مشہور ہے۔

رہا یزید بن ابی امیہ اس کو دعوائے نبوت کی توفیق ہی نہیں ہوئی۔ وہ تو ایک عجی نبی کے لئے پیشین گوئی کر کے دارالبوار کو سدھا رہا گیا۔ البتہ بیان بن سمعان تمیمی کو کسی قدر حوصلہ ہوا تھا۔ وہ تصریح کر گیا کہ: ”علاوہ نبوت کے بطور تاسخ، خود روح الہی مجھ میں حلول کئے ہوئے ہے۔“

(الفرق ص ۱۷۷)

گو قاضی یار محمد مرزائی کی تصریح کے مطابق مرزا قادیانی کے خدا کا معاملہ مرزا قادیانی کے ساتھ حلول روح سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔ نیز بیان بن سمعان نے اپنی سادہ لوح سے دعویٰ کیا کہ قرآن شریف کی آیت سے اس جانب مراد میں ہوں۔ ”ہذا بیان

للناس وهدى وموعظة للمتقين“ لیکن مرزا قادیانی کی شان تاسیس پر قربان جائیے کہ آپ کو قادیان تک کا نام قرآن شریف میں صاف نظر آتا تھا۔ ”ولقد صدق من قال

حبك الشی یعمی ویصم“

مرزا قادیانی کی طرف تڑپن ترانیاں

تعلیٰ آمیز دعاوی میں بھی کوئی شخص مرزا قادیانی کی گردنوں نہیں پہنچا، اس سلطان القلم نے تکبر اور شیخی کے وہ بے پناہ مظاہرے کئے کہ ”انا خیر منه“ کا دعویٰ ان کے سامنے ہیچ نظر آتا ہے۔ آپ ہی نے کہا ہے۔

صد رسولے نہاں بہ پیراہنم

پھر کہا:

عیسیٰ کجا ست تا بہ نہد پاہ منبرم

ایک موقع پر کہا:

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا

منم محمد واحمد کہ مجتہبی باشد

(باشد کی بھی ایک ہی کہی)

مزید برآں کہا ہے۔

انبیاء گرچہ بودہ اند بے

من بعرقاں نہ کمترم زکے

آنچہ داد است ہر نبی راجام

داد آں جام رامرا بہ تمام

(نزول المسح از مرزا)

کہیں آپ نے آدم، پھر نوح، پھر ابراہیم و محمد (ﷺ) ہونے کا دعویٰ کیا اور تو اور کرشن اور ناک بھی بنے۔

ناظرین یقین کریں کہ مرزا قادیانی کے پیش رووں میں ایک شخص بھی باوجود امتداد زمان اور تبدل احوال اس حوصلہ کا نہیں ہوا۔ کیونکہ سلیمان بن حسن باطنی سے فقط اتنا ہی بن پڑا کہ جب وہ مسلمانوں کے ہاتھوں میدان جنگ میں بری طرح شکست کھا کر بحرین کی طرف بھاگا تو

اس نے فاتح مسلمانوں کے نام ایک قصیدہ لکھ کر بھیجا جس کے دو شعر حسب ذیل ہیں۔

الست انا المذكور فى الكتب كلها

الست انا المنعوت فى سورة الزمر

ساملك اهل الارض شرقا ومغرباً

الى قيروان الروم والترك والخزر

ترجمہ: کیا میں وہی نہیں جس کی پیشین گوئی تمام کتب مقدسہ میں موجود ہے۔ کیا میں ہی وہ ہستی نہیں کہ جس کی تعریف میں سورہ زمر شاد کام ہے۔ عنقریب میں تمام یورپ اور ایشیا پر قابض ہو جاؤں گا۔ قیروان سے لے کر ترک و خزر تک سب پر میرا قبضہ ہوگا۔

سلیمان بن حسن باطنی

سلیمان بن حسن فرقہ باطنیہ کا خونخوار جنگجو، بحریک کا رہنے والا تھا۔ ۳۱۱ھ میں اس نے بصرہ کو لوٹا۔ ۳۱۲ھ میں حاجیوں کو راستہ میں جالیا اور بیدریغ قتل کیا۔ ۳۱۳ھ میں کوفہ کو پامال کیا۔ ۳۱۷ھ میں عین حج کے موقع پر بیت الحرام پر حملہ آور ہوا۔ تمام طواف کرنے والوں کو قتل کر کے ان کی لاشوں سے چاہ زمزم کو بھر دیا اور حجر اسود کو "کم تعبد فى الارض من دون الله" سے خطاب کر کے اکھیڑ پھینکا اور بحرین لے گیا۔ نیز مکہ معظمہ سے سات سو کنواری لڑکیاں گرفتار کر کے ساتھ لے لیں۔ ۳۱۸ھ میں اس نے دارالسلطنت بغداد پر حملہ کرنے کے لئے کوچ کیا۔ جب مقام ہیبت پہنچا تو چھت سے کسی عورت نے اس کے سر پر اینٹ ماری جس سے وہ وہیں ہلاک ہو گیا اور قزامطہ کی طاقت ٹوٹ گئی۔ ۳۲۹ھ میں حجر اسود ابراہیم بن محمد نیشاپوری کے ذریعہ پھر مکہ معظمہ پہنچا۔ سلیمان بن حسن کے مظالم اور اس کی عسکری قوت کو دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ اس فرعونی بل بوتے پر اگر وہ مذکورہ بالا کفریہ تعالیٰ ہانکے تو چنداں تعجب نہیں۔ مگر مرزا قادیانی اور تعلقیاں؟

وقد سال من وذلّ عليك القراقر

مفتع اعور حلولى

رہا فرقہ مبیطہ کا مقتدا، مفتع اعور، حلولى، عجی۔ وہ مرزا قادیانی کی طرح کہا کرتا تھا۔ میں خدا ہوں۔ کبھی آدم کی صورت میں تھا۔ پھر نوح و ابراہیم و محمد کی صورتوں میں نمودار ہوا۔ پھر علی مرتضیٰ اور اولاد علی کے روپ بدلتا ہوا ابو مسلم خراسانی (صاحب دعوت عباسیہ) میں ظاہر ہوا۔

بعد ازاں خود متقح کی صورت میں اس شخص کا نام ہشام بن حکیم ہے۔ اس کے چہرے پر ہمیشہ برقعہ رہتا تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ میرے جمال جہاں تاب کو دیکھنے سے جل جانے کا اندیشہ ہے۔ اسی لئے اس کو مقح کہتے ہیں۔ کوہ سیام میں اس کا زبردست مستحکم قلعہ تھا۔ جس کی دیوار تقریباً سو فٹ چوڑی تھی۔ قلعہ کے گرد اگردنا قابل عبور خندق تھی۔ خلیفہ مہدی نے معاذ بن مسلم کو ستر ہزار فوج دے کر مقح کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ بعد ازاں سعید بن عمرو الجرشلی کو بطور کمک روانہ کیا۔ جنگ کئی سال جاری رہی۔ سعید نے لوہے کی تین سو سیڑھیاں تیار کرائیں۔ تاکہ خندق کو عبور کیا جاسکے۔ اس کے علاوہ ملتان سے بھینس کی دس ہزار کھالیں منگوائیں۔ جن کو ریگ سے پر کر کے خندق کو پانا گیا۔ بڑے معرکوں کے بعد مقح کی تیس ہزار فوج نے ہتھیار ڈال دیئے اور باقی ماندہ تہ تیغ کر دی گئی۔ مقح نے قلعہ میں ایک تنور کے اندر تانبا پگھلا رکھا تھا۔ شکست دیکھ کر تنور میں کود پڑا اور پگھل گیا۔ جب اس کا کچھ پتہ نہ چلا تو اس کے معتقدین نے کہا شروع کیا کہ آخر خدا تو تھا ہی اپنے عرش کی طرف چلا گیا۔

اتنی زبردست طاقت و جمعیت کے ہوتے ہوئے اگر مقح مذکورہ کفریات بکے تو ان کو دولت و طاقت و اقتدار کا نشہ کہا جاسکتا ہے۔ لیکن نصاریٰ کی ابدی غلامی کی تعلیم دینے والے مرزا قادیانی کے پاس بجز خشک مراق اور مرض ہسٹریا کے رکھا ہی کیا ہے۔

سب و شتم میں مرزا قادیانی کی بے رنگی

ارشاد رسالت مآب: ”واذ خاصم فجر“ کے مطابق مرزا قادیانی اس فن میں بھی خصوصی شان کے مالک ہیں۔ خود ہی فرماتے ہیں۔

بدتر ہر ایک بد سے ہے جو بد زبان ہے
جس دل میں ہونجاست بیت الخلا وہی ہے

(درمبین اردو ص ۸۲)

دوسرے موقع پر لکھا ہے۔ ”گالیاں دینا اور بد زبان کرنا طریق شرافت نہیں۔“

(ضمیمہ ربعین نمبر ۴ ص ۵، خزائن ج ۱ ص ۴۷۱)

لیکن باایں ہمہ عام فرزندان تو حید کی نسبت مرزا قادیانی کے اقوال حسب ذیل ہیں۔

ان العدی صاروا خنازیر الفلا
ونسائهم من دونهن الا کلب

ترجمہ: میرے مخالف جنگلوں کے سؤر ہیں اور ان کی عورتیں کیتوں سے بھی بدتر ہیں۔

(نجم الہدیٰ ص ۱۰، خزائن ج ۱۳ ص ۵۳)

”سب مسلمانوں نے مجھے مان لیا۔ مگر بدکار اور زانیہ عورتوں کی اولاد نے نہیں مانا۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴، خزائن ج ۵ ص ۵۴)

”جو ہماری فتح کا قائل نہ ہو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور

وہ حلال زادہ نہیں حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے۔“

(انوار اسلام ص ۳۰، خزائن ج ۹ ص ۳۱)

”اے بد ذات فرقہ مولویان۔“

(انجام آتھم ص ۲۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۱)

مولوی سعد اللہ مرحوم کے حق میں کہا ہے۔ ”من صادق یتسم اگر تو اے نسل بدکاران

ہذلت نہ میری۔“

(انجام آتھم ص ۲۸۲، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۲)

مرزا قادیانی اور ابن راندی

سب و شتم کے بات میں مرزا قادیانی کا پیش رو، مشہور طحد، بد زبان، ابوالحسین احمد بن

یحییٰ راندی (المتوفی قرب ۳۵۰ھ) اور اس کے تمام پیروان کا راور قبعین ہیں۔ کتاب الانتصار

۱۶۳ (مؤلفہ ابوالحسین عبدالرحیم الخياط المتوفی فی اول القرن الرابع)

میں ان کی طرف سے مسئلہ امامت پر ذیل کی تصریحات نقل ہوئی ہیں۔

”وان من انكره وخالفه ووجد امامته فكافر مشرك ولد لغير

رشدة“ جو شخص ہمارے (خود ساختہ) امام وقت کو نہ مانے اور اس کا خلاف و انکار کرے وہ کافر،

مشرك، ولد الحرام ہے۔

لیکن اس ڈھٹائی کا کیا ٹھکانا کہ ایک مخبوط الحواس اٹھے اور کہے ”مجھے مانو جو شخص مجھے نہ

مانے گا اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔“

اسلام کی سیزدہ صد سالہ مساعی علمیہ کا استخفاف

مرزائی دعوت کا یہ حصہ نہایت ہی پر خطر اور ہولناک نتائج کا پیش خیمہ ہے۔ مبتدعین

نے ہر دور میں اس کی آڑ میں بیٹھ کر شکار کھیلا ہے۔ معتزلہ، خوارج، روافض وغیرہ اہل اہواء نے

اپنی سلامتی اس میں دیکھی کہ روایات مذہب کا استخفاف یا انکار کریں۔ ظاہر ہے کہ اس سے

احادیث صحیحہ کا تمام ذخیرہ (جو اسوہ ختم الرسل کی زندہ شرح ہے) معرض خطر میں پڑ جائے گا۔ بعد

ازاں اجماع جس کی بنا ہی حدیث پر ہے۔ خود بخود بے حقیقت ہو کر رہ جائے گا۔ ”نظام معتزلی نے اجماع صحابہ کو غلط قرار دیتے ہوئے صاف کہا ہے کہ امت محمدیہ گمراہی پر مجتمع ہو سکتی ہے۔“

(الفرق ص ۳۱۵)

حالانکہ حضور کا ارشاد ہے۔ ”لا تجمع امتی علی الضلالة“ بنا بریں علماء اہل سنت نے نظام کی تکفیر کی۔ علیٰ ہذا القیاس انکار حدیث سے ابطال قیاس لازم آئے گا۔ اب صرف کتاب الہی رہ جائے گی۔ جس کو ہر زندیق، طغہ، مبتدع، اپنی ہوائے نفس کے مطابق موڑ توڑ سکتا ہے۔ اسی زبردست خطرہ کو محسوس کر کے حافظ ابن القیم نے ”الجوش المرسلہ“ جیسی معرکہ الآراء تصنیف لکھی، تاکہ شرع کے اصول اربعہ (کتاب و سنت و اجماع و قیاس) کو اہل ہوا کے حملوں سے بچایا جاسکے۔

غرض ہر ایک دور میں مبتدعین کی یہی سعی رہی ہے کہ سنن صحیحہ کی زد سے اپنے آپ کو بچائیں۔ کہیں روایات کا انکار کیا کہیں روایات کو مخصوص صحابہ کرامؓ پر آوازے کسے اور ان کی روایات کو مطعون ٹھہرایا۔

مرزائی دعوت کے مراتب

مرزا قادیانی نے بھی اس حقیقت کو پالیا۔ اس لئے وہ اور ان کی جماعت کہیں احادیث صحیحہ کا انکار کرتے ہیں۔ کہیں مفسرین کا مضحکہ اڑاتے ہیں۔ کہیں فقہ اسلامی پر طعن کرتے ہیں۔ ہم بڑے غور و خوض کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ باطنیہ کی دعوت کی طرح مرزائی دعوت کے لئے بھی علی الترتیب مدارج ہیں۔ باطنی دعوت کے مدارج کے لئے دیکھو کتاب

(الفرق للبغدادی ص ۲۸۲ بعد)

۱..... مرزائی دعوت کا سب سے پہلا زینہ یہ ہے کہ درس قرآن میں، کلام الہی کی تفسیر میں ایسا طریق اختیار کیا جائے۔ جس سے مسلمان اپنے اسلاف اور ان کے عملی کارناموں سے قطعاً بدظن ہو جائیں۔ اس کے بعد ظاہر ہے کہ وہ مرزائی لٹریچر کی طرف متوجہ ہوں گے۔ یہ وہی خیال ہے جو کعبہ نجران کے بانوں کو پیش آیا تھا۔ پھر انہوں نے کعبہ حجاز پر حملہ کرنے کے لئے اصحاب فیل کو بھیجا۔ یہ طریق دعوت آج کل لاہور میں عالم شباب کو پہنچ چکا ہے۔

۲..... اس کے بعد دوسرا زینہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو ایک صادق راست باز، برگزیدہ، تمام صفات کاملہ کا مالک انسان تسلیم کرایا جائے اور ساتھ ساتھ مرزا قادیانی کی نبوت کا

انکار اس رنگ میں کیا جائے کہ بروزی تھی، ظلی تھی، غیر تشریحی تھی، تجدیدی تھی وغیر ذالک من التلمیسات۔ ظاہر ہے کہ جب ایک شخص مرزا قادیانی کو صداقت کا پتلا تسلیم کرے گا تو اس کو ان کے نبی ماننے میں کون سا عذر باقی رہ سکتا ہے۔ کیونکہ وہ دیکھ رہا ہے کہ دعوائے نبوت بھی اس شخص کی زبان سے نکلا ہے۔ جس کو میں خطا سے مبرا انسان تسلیم کر چکا ہوں۔ بنا بریں ہم اس زینہ کو ”باب مرزائیت“ کہتے ہیں۔ مذکورہ بالا ہر دو شعبے لاہوری مرزائی جماعت کے افراد سرانجام دے رہے ہیں۔ کوئی مردانہ وار ظاہر باہر ہو کر، کوئی بز دلانہ طور پر ہلکا سا پردہ اوڑھ کر۔ مگر دیدہ وردنوں کو یکساں جانتے ہیں۔

۳..... ان دو درجوں کے بعد تیسرا مرتبہ ”قادیانیت“ ہے۔ ہمارے اعتقاد میں اس تثلیثی دعوت کے ان مراتب سے گانہ میں نتائج کے رو سے، احکام اسلامیہ کے رو سے سر موافقت نہیں۔ بلکہ پہلا دوسرے سے اور دوسرا تیسرے سے زیادہ خطرناک ہے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس تثلیث سے بھی محفوظ رکھے۔

احادیث صحیحہ کا انکار

مرزا قادیانی احادیث کے متعلق لکھتے ہیں۔

هل النقل شيء بعد احياء ربنا وانتم عن الموتى رویتم ففکروا
اخذنا من الحى الذى ليس مثله

رأینا وانتم تذکرون روا تکم

ترجمہ: (۱) خدا کی وحی کے بعد حدیث کی حقیقت ہی کیا ہے۔ پس ہم خدا تعالیٰ کی حدیث (قرآن) کے بعد کسی حدیث کو مان لیں۔ (۲) ہم نے اس سے لیا کہ وہ جی قیوم اور وحدہ لا شریک ہے اور تم لوگ مردوں سے روایت کرتے ہو۔ (۳) ہم نے دیکھ لیا اور تم اپنے راویوں کا ذکر کرتے ہو۔ (اعجاز احمدی ص ۵۶، ۵۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۸، ۱۶۹، ترجمہ مذکور خود مرزا قادیانی کا ہے) غرض خبر متواتر و مشہور ہو یا خبر واحد تمام تر مرزا قادیانی کی وحی کے سامنے ہیچ محض ہیں۔ حالانکہ ائمہ اصول حدیث و اصول فقہ و علم کلام نے قابلیت تصریح کی ہے کہ خبر متواتر کا منکر کافر ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ: ”انکار تو اترا صرف برہمنوں کا مذہب ہے۔“ (دیکھو کتاب الفرق ص ۳۱۲) مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”جو شخص حکم ہو کر آتا ہے۔ اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔“ (ضمیمہ تحفہ گولڈ ویس ۱۰ احاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۵۱)

”میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے دعویٰ کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے۔ جو میرے اوپر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔“

(اعجاز احمدی ص ۳۰، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۰)

”جب کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسے تورات، انجیل، قرآن پر تو کیا انہیں مجھ سے توقع ہو سکتی ہے کہ میں ان کی ظلیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں۔“

(اربعین نمبر ۲ ص ۱۹، خزائن ج ۱ ص ۲۵۵)

اس فن میں مرزا قادیانی کا پیشوا ابوالحسین خیاط معتزلی (استاذ ابوالقاسم عبداللہ بن احمد کسعی متوفی ۳۱۹ھ) وغیرہ ملاحظہ ہیں۔ بغدادی فرماتے ہیں۔ ”وكان الخياط مع ضلالته في القدر وفي المعدومات منكر الحجة في اخبار الاحاد وما اراد بانكاره الانكار اكثر احكام الشريعة فان اكثر فروض الفقه مبنية على اخبار الاحاد، وللكعبی عليه كتاب في حجة اخبار الاحاد وقد ضلل فيه من انكر الحجة فيها (الفرق ص ۱۶۵) وقد ضللوا من اسقط وجوب العمل باخبار الاحاد في الجملة من الرافضة والخوارج وسائر اهل الاهواء (الفرق ص ۳۱۳)“

خیاط معتزلی با آنکہ مسئلہ انکار تقدیر اور مسئلہ معدوم (یعنی جسم حالت عدم میں بھی جسم تھا۔ بالفاظ دیگر عالم قدیم ہے) میں بے دین تھا۔ اس نے خبر واحد کے حجت ہونے کا انکار کر کے اور گمراہی مولیٰ لی۔ اس کے انکار کی وجہ یہ ہے کہ خیاط دراصل ان احکام شرعیہ کا منکر ہے۔ جن کا ثبوت خبر واحد سے وابستہ ہے۔ خبر واحد کے حجت ہونے پر کسی (معتزلی شاگرد خیاط) نے ایک مستقل کتاب لکھی۔ جس میں ثابت کیا کہ خبر واحد حجت ہے اور اس کے مقتضی پر عمل واجب ہے اور کسعی نے خیاط کے گمراہ ہونے کی تصریح کی۔ تمام اہل سنت نے بالاتفاق روافض، خوارج اور دوسرے تمام مبتدعین کو اس لئے بیدین کہا کہ وہ ہر ایک خبر واحد پر وجوب عمل کے منکر تھے۔

خبر مشہور کے متعلق بغدادی لکھتے ہیں۔ ”ومنها اخبار مستفیضة بين ائمة الحديث والفقه وهم مجعون على صحتها كالاخبار في الشفاعة والحوض ونصب الزكوة والحساب وغيرها وبهذا النوع من الاخبار علمنا معجزة النبي ﷺ في انشقاق القمر وتسبيح الحصى في يده وحنين الجذع لما فارقه

الى غير ذلك وضلوا من خالف فيها من اهل الالهواء كالخوارج انكروا الرجم وحد الخمر وكفروا من انكر الرؤية والحوض والشفاعة وعذاب القبر (الفرق ص ۳۱۳) ”خبر مشہور کی صحت پر فقہاء و محدثین کا اجماع ہے۔ جیسے احادیث شفاعت و حساب، وحوض کوثر، نصاب ہائے زکوٰۃ وغیرہ یہ سب خبر مشہور ہیں۔ یہی خبر مشہور تو ہے جس سے نبی کریم ﷺ کے تمام تر معجزات (باستثنائے معجزہ قرآن) ثابت ہوتے ہیں۔ جیسے معجزہ شق القمر آپ کے ہاتھوں میں سنگریزوں کی تسبیح کا معجزہ۔ معجزہ استن حنانه وغیرہ۔ بنا بریں باجماع اہل سنت خبر مشہور کا منکر بے دین ہے۔ جیسے خوارج منکرین رجم وحد شراب، علیٰ ہذا القیاس باجماع اہل سنت قیامت میں رویت باری کا منکر، حوض کوثر، و شفاعت وعذاب قبر کا منکر بھی کافر اور بیدین ہے۔

صحابہ کرام پر حملے

اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کو صحابہ کرام علیٰ الخصوص حضرت عبداللہ بن مسعود (صاحب الوسادة والعلین) اور حضرت ابو ہریرہؓ سے خاص پر خاش ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ان حضرات کی روایات مرزا قادیانی کے خود ساختہ اصولوں سے ٹکراتی ہیں۔ اس لئے ان کو نشانہ طعن و ملامت بناتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ کے حق میں لکھا ہے۔ ”ابو ہریرہؓ غبی تھا اور درایت اچھا نہیں رکھتا تھا۔“ (اعجاز احمدی ص ۱۸، جزائن ج ۱۹ ص ۱۲۷)

(دیکھا آپ نے مرزا قادیانی کیسے مہذب ہیں اور کس طرح شستہ اور صحیح اردو لکھتے ہیں) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے بارے میں جن کے متعلق فاروق اعظم فرماتے ہیں۔ ”کنیف ملعٰ علما“ مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ ”حق بات یہ ہے کہ ابن مسعودؓ ایک معمولی انسان تھا۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۹۶، جزائن ج ۳ ص ۲۲۲)

حالانکہ یہی عبداللہ بن مسعودؓ تھے۔ جن کو حضرت فاروق اعظم نے کوفہ یونیورسٹی کا افسر اعلیٰ بنا کر بھیجا تھا اور لکھا تھا۔ ”بعثت الیکم بعبد اللہ بن مسعود معلما“ یہ عبداللہ بن مسعودؓ کی علمیت تھی۔ جس نے علقمہ ابراہیم، حماد بن سلیمان، امام ابو حنیفہ، امام سفیان ثوری، امام ابو یوسف، امام محمد جیسے اکابر عالم پیدا کئے۔ ایک مرزا قادیانی ہیں کہ ہر امتحان میں ناکام نکلے۔ پاس ہوئے تو صرف نبوت کے امتحان میں۔ کیونکہ اس کے لئے کوئی نصاب ہی نہ تھا۔ نصاب ہوتا ہی کیونکر۔ جب حضور ﷺ پر ہر قسم کی نبوت ختم ہو چکی ہے۔ پھر آپ کو حضرت ابن مسعودؓ کے منہ آتے حیا بھی دامنگیر نہیں ہوتی۔

اہم نکتہ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جیسے فقیہ وافتخار صحابی کی تنقیص وکسر شان کچھ مرزا قادیانی کے گستاخ قلم ہی کے لئے زیبا ہے۔ ورنہ ان کی زندگی کے دوسرے تمام پہلوؤں سے قطع نظر، فقط ان کے علمی کمالات اور کمالات مذکورہ کے حیرت انگیز ثمرات و نتائج پر مبسوط التصنیف لکھی جاسکتی ہے۔ جیسے ہم کوفہ یونیورسٹی کے سلسلے میں ادھر لطیف اشارہ کر چکے ہیں۔ سردست ہم صرف ایک اہم نکتہ پر اکتفا کرتے ہیں۔

بہ تصریح سلف صالحین حضرت ابن مسعودؓ (صاحب الوساو والعلین) ان فقہاء صحابہ میں سے تھے جن کو تمام ابواب فقہ میں کمال حاصل تھا۔ یہی راز ہے کہ جب حضرت فاروق اعظمؓ نے علوم اسلامیہ کی نشر و اشاعت کا ارادہ فرمایا تو مدینہ یونیورسٹی کی زمام اختیار اپنے ہاتھ میں لی۔ جس نے سالم، نافع، سعید، وزیری، مالک و شافعیؒ و احمدؒ جیسے یکتائے عالم حضرات پیدا کئے اور کوفہ یونیورسٹی کی تعمیر و آبیاری اپنے دست پروردہ ابن مسعودؓ کے سپرد کی۔ جس نے علوم و فنون کے وہ دریا بہائے جن کی ہوش ربا موجود کو دیکھ کر ابن خلدون جیسے فلسفی مورخ کو اعتراض کرنا پڑا کہ عہد اسلام کے حاملین علوم اکثر عجمی نژاد ہیں۔

یہی وہ مقام ہے جس کی حقیقت سمجھ لینے کے بعد خود بخود واضح ہو جاتا ہے کہ فقہ حجاز (مالکی، شافعی، حنبلی مذہب) اور فقہ عراق ابوحنیفہؒ ابو یوسفؒ سفیانؒ ثوری وغیرہ حضرات کی آراء کا سرچشمہ ایک اور صرف ایک ہے۔ یعنی حضرت فاروق اعظمؓ کی ذات بابرکات غالباً اسی نکتہ کو ذہن نشین کرانے کے لئے حضرت امام الہند شاہ ولی اللہ کو رسالہ ”مذہب فاروق“ لکھنا پڑا۔ جواز الہ الخفاء کا ایک اہم ترین باب ہے۔ یہی وہ فلسفہ الفقہ کا آخری مقام ہے جہاں حذاق امت میں سے امام شعرانیؒ، شاہ ولی اللہ اور مولانا المہاجر محمد عبید اللہ الحاج جیسے افراد کی رسائی ہوئی ہے اور بس۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حیرت انگیز شخصیت و علمیت کو بغدادی الفاظ ذیل سے واضح کرتے ہیں۔ ”اربعة من الصحابة تحکم فی جمیع ابواب الفقہ وہم علیؓ وزیدؓ وابن عباسؓ وابن مسعودؓ وھولاء الاربعة اجمعوا فی مسئلة علی قول فالامة فیھا مجتمعة علی قولھم غیر مبتدع لا یعتبر خلافہ فی الفقہ وکل

مسئلہ اختلاف فیہا ہولاء الاربعة فالامة فیہا مختلفة“ چار صحابی ایسے ہیں جنہوں نے تمام ابواب فقہ میں زور بیان دیکھا۔ علی المرتضیٰ، زید بن ثابت (کاتب وحی) عبداللہ ابن عباس (حبر امت) ابن مسعود۔ یہ ہر چہار حضرات جب کسی فقہی مسئلہ میں متفق ہوں تو مسئلہ مذکور تمام امت مسلمہ کا اجماعی مسئلہ شمار ہوتا ہے۔ (ہاں اگر کوئی مبتدع انحراف کرے تو اس کا اختلاف قابل التفات نہیں) لیکن اگر کسی فقہی مسئلہ میں ان حضرات کا اختلاف رائے ہو تو پھر امت بھی اس مسئلہ میں مختلف ہوا کرتی ہے۔

”وکل مسئلہ انفراد فیہا علی بقول عن سائر الصحابة تبعہ فیہ ابن ابی لیلی والشعبی وعبیدة السلمانی وکل مسئلہ انفراد فیہا زید بقول اتبعہ مالک والشافعی فی اکثرہ ویتبعہ خارجة بن زید لا محالة وکل مسلة انفراد فیہا ابن عباس بقول تبعہ فیہا عکرمة وطاؤس وسعید ابن جبیر وکل مسئلہ انفراد فیہا ابن مسعود بقول تبعہ علقمہ والاسود وابو ثور (اصول الدین ص ۳۱۱)“ اس کے ساتھ یہ بھی واضح رہے۔ جب مسئلہ میں علی مرتضیٰ کا دوسرے صحابہ سے اختلاف ہو تو ابن ابی لیلیٰ، شععی عبیدہ سلمانی، انہیں کے متبع رہتے ہیں اور جہاں زید بن ثابت دوسروں سے منفرد ہوں۔ وہاں امام مالک و شافعی عام طور پر اور خارجہ بن زید (از فقہاء شیعہ) ہمیشہ ان کے موافق رہتے ہیں اور جس مسئلہ میں عبداللہ ابن عباس کا انفراد ہو وہاں عکرمة، طاؤس، سعید بن جبیر ان کے ہم نوار رہتے ہیں۔ اگر کسی مسئلہ میں عبداللہ بن مسعود کا اختلاف ہو تو علقمہ، اسود، ابو ثور ان کے متبع رہتے ہیں۔

”والآن یکفی هذا القدر ولعل اللہ یحدث بعد ذلك امرآ“

نہ بندھے تشنگی شوق کے مضمون غالب

گرچہ دل کھول کے دریا کو بھی ساحل باندھا

دراصل یہ نظام معتزلی طہد اکبر کی روح ہے۔ جو مرزا قادیانی کے اندر بول رہی ہے۔ نظام نے جو با اتفاق اہل سنت کئی وجہ سے کافر ہے۔ صحابہ کے حق میں زبردست گستاخیاں کی ہیں اور روانض و خوارج کی نیابت کا حق ادا کر دیا ہے۔ بغدادی لکھتے ہیں۔ ”ذکر الجاحظ فی کتاب المعارف وفی کتاب الفتیاء انه عاب اصحاب الحدیث وروایاتہم

احادیث ابی ہریرہ وزعم ان اباہریرہ کان اکذب الناس وطعن فی الفاروق وعاب عثمان ونقم علیاً وعاب ابن مسعود وكذبه فی رواية انشقاق القمر وفى رؤية الجن ليلة الجن هذا قوله فى خيار الصحابة واهل بيعة الرضوان الذين انزل الله فيهم لقد رضى الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة (الفرق ص ۱۳۳) “عمر بن عثمان حافظ وتمدن نظام نے کتاب المعارف و کتاب الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ نظام محدثین پر اس لئے طعن کیا کرتا تھا کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ کی احادیث کو کیوں روایت کیا۔ حالانکہ ابو ہریرہؓ بقول نظام دنیا بھر کا جھوٹا ہے۔ نظام نے حضرت فاروقؓ و ذی النورینؓ و مرتضیٰؓ پر بھی حملے کئے۔ ابن مسعودؓ اور روایت مسئلہ تقدیر، معجزہ انشقاق قمر اور جنات کو لیلۃ الجن میں دیکھنے پر جھوٹا ٹھہرایا۔ نظام کا یہ خیال ان برگزیدہ صحابہ اور اہل بیعت رضوان کے بارے میں ہے جن کی تعریف میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لقد رضى الله!

”ونسب اباهريرة الى الكذب من اجل ان اكثر مروياته على خلاف القدرية ثم ابطل اجماع الصحابة ولم يره حجة واجاز اجماع الامة على الضلالة (الفرق ص ۳۰۵)“ دوسرے موقع پر ہے نظام نے ابو ہریرہؓ کو اس لئے کاذب ٹھہرایا کہ ان کی روایات سے معجزہ لہ پر زد پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ نظام اجماع صحابہ کے حجت ہونے کا بھی منکر ہے۔ بقول اس کے صحابہ اور تمام امت گمراہی پر مجتمع ہو سکتی ہے۔

”وزعم القدرية طعن فى اكثر الصحابة واسقط عدالة ابن مسعود ونسبه الى الضلال من اجل روايته السعيد من سعد ورواية انشقاق القمر وما ذاك منه الا لانكاره معجزات النبى (الفرق ص ۳۰۴) واکفره اهل السنة (الفرق ص ۳۱۵)“ نیز لکھا ہے معجزہ لہ کے پیشوا نظام نے اکثر صحابہ پر حملے کئے اور عبد اللہ بن مسعودؓ کو نیک لوگوں کی صف سے نکال کر گمراہ قرار دیا۔ صرف اس جرم میں کہ انہوں نے مسئلہ تقدیر، معجزہ شق القمر، روایت کیا۔ کیونکہ نظام تمام تر معجزات کا منکر ہے۔ (حتیٰ کہ نظم قرآن کو بھی معجز نہیں مانتا۔ جیسے تفصیلاً گذرا) ان اور اس قسم کی دوسری کفریات پر تمام اہل سنت نے اس کی تکفیر کی۔

لطیفہ

ان حالات میں باہمی یگانگت اور اتحاد کے باوجود ذرا لی شان اتحاد دیکھئے کہ نظام بھی مرزا قادیانی کی طرح دختر رز کا بڑا ہی دلدادہ تھا۔ بغدادی فرماتے ہیں۔ ”ثم ان النظام مع

ما حکینا من ضلالاته کان افسق خلق اللہ واجرہم علی الذنوب العظام
وعلی ادمان شرب المسکر وقد ذکر ابن قتیبہ فی کتاب مختلف الحدیث
ان النظام کان یغد وعلی مسکر ویروح علی مسکر (الفرق ص ۱۳۰) ”نظام
باوجود مذکورہ بالا بے اندازہ گمراہیوں کے دنیا بھر کا فاسق تھا۔ کبار بے دھرم کیا کرتا اور سدا
مخموں رہتا تھا۔ ابن قتیبہ (خطیب اہل سنت) نے کتاب مختلف الحدیث میں لکھا ہے کہ نظام صبح اور
شام ہر وقت مخموں رہا کرتا تھا۔

رہی مرزا قادیانی کی بنت عنب سے دلچسپی اور شہینگی۔ چونکہ مسئلہ نہایت اہم اور
بحث بڑی خوش آئند ہے۔ اس لئے ہم کوئی قیاسی دلیل یا غیر کی نقل پیش نہیں کریں گے۔ بلکہ
اس کے ثبوت میں خود مرزا قادیانی کے خطوط اور الفاظ ذکر کریں گے۔ ”لیقضی اللہ امرأ
کان مفعولاً“

حکیم محمد حسین قریشی لاہوری مرزا قادیانی کے مخلص مریدین سے ہیں۔ عام سامان
تعمیر ورفاہیت کے لئے اور مشک، عنبر، شکر، لونڈر، ٹانک وائٹن کے لئے علی الخصوص مرزا قادیانی کی
فرمائش حکیم صاحب کے نام آتیں اور آپ خلوص و تن دہی سے ان کی تعمیل کیا کرتے تھے۔ حکیم
صاحب کو جو سوجھی تو آپ نے مرزائیوں میں اپنی دوکان چکانے کے لئے وہ تمام خطوط طبع
کروائے جوادیہ وغیرہ اشیاء کی خرید کے متعلق مرزا قادیانی نے ان کو لکھے تھے۔ حکیم صاحب نے
اس کتاب کا نام ”خطوط امام بنام غلام“ تجویز کیا ہے یہ تمام تر خطوط مرزا قادیانی کے اپنے ہاتھ کے
لکھے ہوئے ہیں۔

کتاب مذکورہ نمبر ۱۹ میں ایک فقرہ ہے اور اس (مشک مذکور) کے ساتھ انگریزی
دوکان سے ایک روپیہ کا شکر لونڈر جو ایک سرخ رنگ (آتش سیال درآب منجمد۔ مؤلف) کا عرق
ہے۔ بہت احتیاط سے بند کر کے بذریعہ ڈاک وی پی کر کے بھیج دیں۔

نیز کتاب مذکورہ نمبر ۱۲ میں مرزا قادیانی کا ایک جملہ ہے۔ ”ایک بوتل ٹانک وائٹن کو
پلومر کی دوکان سے خریدیں مگر ٹانک وائٹن چاہئے۔ اس کا لحاظ رہے۔“

واضح رہے کہ شکر لونڈر ایک قسم کا عرق ہے۔ جس میں ننانوے فی صدی الکل
(روح شراب) کی آمیزش ہوتی ہے اور اس کے پینے سے دل کو فرحت و سرور حاصل ہوتا

ہے۔ ٹانک واٹن کے لفظی معنی سن لینے کے بعد اس کی اصلیت معلوم ہو جائے گی۔ ٹانک مقوی، واٹن انگوری شراب۔

ان تمام حرکات کے ساتھ ساتھ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ بھی ہے۔ ”من فرق بینی و بین المصطفیٰ فما عرفنی و ما رأی“ (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱، خزائن ج ۱۶ ص ۲۵۹) جس نے مجھ میں اور مصطفیٰ ﷺ میں فرق جانا اس نے مجھے نہیں پہچانا اور نہیں دیکھا یعنی مجھ میں اور مصطفیٰ ﷺ میں کوئی فرق نہیں۔ بالفاظ دیگر میں عین محمد ہوں۔

انکار حدیث اور طعن صحابہ کی سزا

تمام اہل سنت کا تیرہ سو سال سے متفقہ عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی اور اس کی امت دعوائے نبوت کی رو سے قطعاً مرتد ہے اور مرتد کی سزا قتل ہے۔ یہ طے شدہ اصول ہے۔ ہم اس پر یہاں بحث نہیں کریں گے۔ ہم یہ لکھ رہے تھے کہ انکار حدیث کی سزا (فیما بینہ و بین اللہ) کفر و ضلال ہے۔ اب ہمارا موضوع بحث یہ ہے کہ انکار حدیث کی دنیاوی سزا کیا ہے؟ اس کے لئے ہم کوئی اپنی رائے پیش نہیں کریں گے اور نہ کسی متاخر محدث و مفتی و فقیہ کا قول و فتویٰ نقل کریں گے۔ بلکہ عالم اسلام کی عظیم ترین شخصیت حضرت خلیفہ ہارون رشید عباسیؒ اور ان کے دور سعادت کے دو واقعہ لکھیں گے اور وہ بھی کسی متاخر کی تصنیف کے حوالے سے نہیں بلکہ خطیب بغداد (متوفی ۳۶۳ھ) کی تاریخ سے لیں گے۔ ”لیهلك من هلك عن بينة ويحيى من حي عن بينة“

الف..... خطیب نے قاضی القضاة عمر بن حبيب عدوی کے حالات میں خود قاضی موصوف کی زبانی ذیل کا واقعہ نقل کیا ہے۔ قاضی صاحب فرماتے ہیں۔ ”در بار ہارون رشید میں میرے سامنے ایک مقدمہ پیش ہوا۔ ایک فریق نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت بطور سند پیش کی۔ دوسرے فریق نے کہا۔ ”ابو ہریرہؓ منہم فی ما یرویہ و صرحوا بتکذیبہ“ ابو ہریرہؓ کی روایت پر اعتماد نہیں اور وہ جھوٹا ہے۔ خلیفہ ہارون رشید نے بھی بظاہر اسی کی تائید کی۔ اس پر میں نے چمک کر کہا۔

”ابو ہریرہؓ صحیح النقل صدوق فی ما یرویہ عن النبی ﷺ“

ابو ہریرہؓ نبی کریم ﷺ کی احادیث میں راست باز ہیں اور صحیح طور پر حدیث کو بیان کرتے ہیں۔ میری اس واشگاف حق گوئی پر خلیفہ برہم ہوئے اور میں واک آؤٹ کر کے دربار سے نکل آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ کا قاصد میرے گھر پہنچا اور کہنے لگا۔ امیر المؤمنین بلا تے ہیں۔ قتل

ہونے کے لئے سر سے کفن باندھ کر گھر سے نکلو۔ میں نے جی میں کہا یا اللہ! میں نے تیرے پیارے پیغمبرؐ اور جان نثار صحابی کی اجلال و تعظیم کی خاطر ایسا کیا تھا۔ اب تو ہی محافظ و نگہبان ہے۔ جب میں دربار میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ خلیفہ آستین چڑھائے، خنجر ہاتھ میں لئے کرسی پر بیٹھے ہیں اور سامنے ذبح کرنے کے لئے ادھوڑی پکھی ہوئی ہے۔ خلیفہ نے مجھے کہا قاضی صاحب! تم نے میرے قیصر شمن دربار کی وہ ہتک کی جس کی نظیر میں نے نہیں دیکھی۔ اس پر میں نے کہا:

”یا امیر المؤمنین ان الذی قلته و جادلت علیہ فیہ اذراء علی رسول اللہ ﷺ ماجاء بہ و اذا کان اصحابہ کذا بین فالشریعة باطله و الفرائض و الحکام فی الصیام و الصلوٰۃ و الطلاق و النکاح و الحدود کلھا مردودہ غیر قبولہ فرجع الی نفسہ ثم قال احییتنی یا عمر بن حبیب احیاک اللہ احیینی یا عمر بن حبیب حیاک اللہ و امرلی بعشرة آلاف درهم“ میں نے کہا آپ کے اس قول سے اور آپ کی اس حمایت بے جا سے خود حضور سرور کائنات ﷺ کی اور آپ ﷺ کی تعلیم کی تنقیص لازم آتی ہے۔ کیونکہ جب حضور ﷺ کے صحابہ کذاب ہوئے تو تمام شریعت باطل ہوگئی۔ احکام شریعت مثلاً نماز، روزہ، طلاق و نکاح، اور حدود شرعیہ سب باطل ہو جائیں گی۔ اس پر ہارون کچھ سوچنے لگے۔ پھر فرمایا۔ عمر بن حبیب! خدا تجھے سلامت رکھے تو نے مجھے بچالیا۔ اے عمر بن حبیب! خدا تجھے سلامت رکھے تو مجھے بچالیا! پھر مجھے دس ہزار روپیہ دے کر باعزت واپس کیا۔“

ب..... خطیب بغداد ہارون رشید کے حالات میں لکھتے ہیں کہ: ”خلیفہ کے دربار میں مشہور محدث ابو معاویہ ضریر نے حدیث مناظرہ آدم و موسیٰ (علیہما السلام) اپنی سند سے روایت کی۔ اس پر حاضرین میں سے ایک قریشی نے دریافت کی کہ یہ مناظرہ کہاں ہوا تھا؟ خلیفہ نے اس سوال کو تعریض سمجھا۔ اس پر سخت برہم ہو کر کہا۔ ”المنع و السیف زندیق و اللہ یطعن فی حدیث رسول اللہ ﷺ“، خنجر اور ادھوڑی لاؤ بخدا یہ تو زندیق ہے۔ حدیث رسول اللہ ﷺ پر اس شخص نے حملہ کیا ہے۔

ابو معاویہ کی متواتر صفائی اور قریشی کی نادمانہ توبہ سے کہیں جان بخشی ہوئی۔

خاتمہ سخن

ہم اپنے اس مقالے کو ان جملوں پر ختم کرتے ہیں جو بغدادی نے نظام کو طعن صحابہ پر ٹوکتے ہوئے لکھے ہیں۔

”هل هو الا كما قيل في المثل السائر من كان في دينه زميما وفي
اصله لثيماً لم يترك لنفسه عاراً الا انحله كريما واستباح به حريماً فهل يضر
السحاب نباح الكلاب او الا برارذم الاشرار“

ما ضر تغلب وائل اهجوها
ام بليت حيث تناطح البحران

محمد نور الحق العلوی الحنفی، كان اللہ له

مجلس مستشار العلماء پنجاب (لاہور) کا اہم اعلان جامعہ انوریہ دارالتبلیغ اور دارالافتاء کا افتتاح

علمی طبقہ اور اخباری دنیا جانتی ہے کہ ایسے وقت میں جب کہ لاہور جیسے مرکزی شہر میں
علوم اسلامیہ کی تعلیم و تدریس کے تمام دروازے مسدود ہو چکے ہیں۔ امت مسلمہ کی بہبود و فلاح
کے لئے لاہور کے فرض شناس اور عاقبت اندیش علمائے کرام کی ایک جماعت نے بصدارت
مولانا حافظ حکیم مفتی محمد ظلیل صاحب ایک مجلس مستشار العلماء کے نام سے قائم کی جس کے اغراض
و مقاصد اجمالاً و تفصیلاً اسلامی جرائد میں شائع ہو چکے ہیں اور خود مجلس بھی ان کو بذریعہ ٹکٹ مفت
تقسیم کر چکی ہیں۔

مجلس کے پیش نظر ایک نہایت ہی وسیع اور ہی گیر دستور العمل ہے۔ جس کی تکمیل
خدا تعالیٰ کی امداد اعانت کے بعد اس کے کارکنوں کے خلوص و سعی پیہم اور امت مسلمہ کی قدر شناسی
اور ہمت افزائی پر موقوف ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال رہا تو وہ دن دور نہیں جب
مجلس اپنے تمام بڑے بڑے مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر سعادت دارین کے حصول کی مستحق
بن جائے گی۔ سردست مجلس نے تو کلا علی اللہ اپنے دستور العمل میں سے دارالتدریس، دارالافتاء،
دارالتبلیغ کے شعبہ ختم نبوت و ابطال مرزائیت کا افتتاح کر دیا ہے۔

دارالتدریس

بیادگار شیخ الاسلام، محدث اعظم مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری قدر سرہ اس شعبہ کا نام
جامعہ انوریہ قرار پایا۔ جامعہ انوریہ میں سردست دو درجے ہیں۔ اولیٰ و ثانیہ، درجہ اولیٰ مقامی
خور دو سال بچوں کو مذہبی تعلیم سے روشناس کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ درجہ ثانیہ میں عربی خواں

طلبہ کو علوم عقلیہ و نقلیہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ قرآن حکیم کو تبلیغی رنگ میں پیش کرنے کا انتظام بھی کیا گیا ہے۔ تاکہ طلبہ تبلیغ و مناظرہ میں مہارت پیدا کر سکیں۔ جامعہ انوریہ میں اس وقت ذیل کے علمائے کرام بقید وقت حسبہ اللہ تعلیم دے رہے ہیں۔

.....۱ مولانا قاضی محمد صادق صاحب خطیب مسجد ٹولیاں لاہور۔

.....۲ مولانا یار محمد صاحب خطیب مسجد چرم منڈی لاہور۔

.....۳ مولانا غلام حیدر صاحب خطیب مسجد خراسیاں لاہور۔

جامعہ انوریہ میں فی الحال تقریباً پندرہ طلباء مختلف فنون کی تعلیم پارے ہیں۔

دارالافتاء

اس شعبہ کے صدر حضرت مولانا حافظ حکیم مفتی محمد خلیل صاحب صدر مجلس ہیں۔ آپ کے علاوہ حسب ضرورت دوسرے علماء کرام کی آراء کو بھی حاصل کیا جاتا ہے۔

دارالتبلیغ والمناظرہ

اس حصہ کے مختلف شعبے ہیں۔ جن میں سے ضرورت وقت کے لحاظ سے شعبہ ختم نبوت کا استحکام اور اس پر حملوں کی مدافعت مقام صدیقین ہے۔ اسی لئے مجلس ہذا کی شاخ، مستشار العلماء قصور ضلع لاہور نے حال میں ایک مفید رسالہ بنام ”مسلمانان عالم مرزائیوں کی نظر میں“ شائع کر کے مفت تقسیم کیا ہے اور مجلس مستشار العلماء پنجاب بھی ایک معرکتہ آراء اور بسیط مضمون بصورت رسالہ شائع کر رہی ہے۔ جس کا نام ”قادیانیت اور اس کے مقتداء“ ہے۔ رسالہ اپنی تمام خوبیوں کی رو سے بالکل نرالا اور نہایت اہم و اصولی مباحث پر مشتمل ہے۔ مقامی حضرات مجلس کے دفتر سے اور بیرونی حضرات ناظم اعلیٰ مستشار العلماء ڈاک کا خرچ بھیج کر مفت طلب فرما سکتے ہیں۔ اس رسالہ کے بعد مجلس ایک دوسرا رسالہ شائع کرے گی۔ جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ضروریات دین کے منکر کافر، مرتد بلکہ زندیق ہیں۔ کتاب تیار ہے۔ صرف کتابت و طباعت باقی ہے۔ علاوہ ازیں مجلس نے ایک تبلیغی وفد ریاست پھلہرہ کی طرف روانہ کیا ہے اور عنقریب ریاست امب کی طرف بھی تبلیغی وفد بھیجا جائے گا۔ اگر خدا تعالیٰ کی امداد شامل حال رہی تو انشاء اللہ بہت جلد تحریری و تقریری تبلیغ و مناظرہ کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیا جائے گا۔ ”ولقد صدق

اللہ تعالیٰ والذین جاهدوا فینا لنهذینہم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین“

محمد نور الحق ناظم اعلیٰ مستشار العلماء!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مَنْ لَمْ یَعْرِفْ سِیْرَ اَبِی بَعْرٍ
مَنْ لَمْ یَعْرِفْ سِیْرَ اَبِی بَعْرٍ
مَنْ لَمْ یَعْرِفْ سِیْرَ اَبِی بَعْرٍ

التعرف پیوذا آسف

حضرت مولانا نورالحق علویؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

الحمد لله ذی الحجة البالغة ، والعزة القاهرة لا يعجل بالعقوبة ولا يعذب الا بعد ايضاح الحجة ، والصلوة والسلام على عبده وخير خلقه وخاتم رسله وامينه على وحيه ، بلغ عن ربه ودعا الى سبيله الحكمة ، والموعظة الحسنة ، دعانا الى الحجة الواضحة ، والطريقة المستقيمة ، والحنيفية البيضاء التي ليلها كنهارها وباطنها كظاهرها ، ولم يدع امته في شبهة مضلة ، ولم يدخر عنهم نصيحة ولا هداية ، لئلا يكون للناس على الله حجة بعد الرسل ، وليهلك من هلك عن بينة ويحيى من حي عن بينة فصلى الله على الصفة الصافية ، وبالقدرة الهادية ، واله خيارا لوى ، ومصاييح الظلمة واصحابه منار الهدى ومفاتيح الحكمة ، اما بعد!

یوڈ آسف کی نبوت اور منہی قادیان

خدا تعالیٰ اس سے سعید روحوں کو ہدایت و فلاح نصیب کرے۔

تمہید

الف..... ذیل کے نہایت ہی اہم اور بے نظیر مقالہ علمیہ میں ہم نے عمداً ایسا طریق بحث اختیار کیا ہے جو قرآن حکیم کا طغرائے امتیاز ہے۔ یہ طریق بحث (بخلاف طریق متاخرین) ہے۔ چونکہ ادق اور طویل الاذیال ہوتا ہے۔ جس میں موضوع بحث کے تمام اطراف و جوانب زیر نظر رہتے ہیں۔ اس لئے بعض متاخرین مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو تعیین موضع سورا اور سلسلہ ربط آیات کے قیام میں بسا اوقات تکالیف کا سامنا ہوا ہے۔ جس کے پیش نظر رفتہ رفتہ موضوع سورا اور ربط آیات کا انکار کر دیا گیا ہے۔ یا ان ہر دو کو غیر ضروری سمجھا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہم میں اور قرآن فہمی میں ایک مستحکم سدحائل ہے۔ قرآن حکیم کی طرز بیان اور طریق بحث کو سلف صالحین میں امام محمد بن جریر طبری خوب سمجھتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اس فن (قرآن فہمی) کے ماہرین و حذاق اردو میں اس طریق بحث کی ترویج و اشاعت کریں۔ تاکہ قرآن فہمی میں مدثابت ہو۔ جس طرح کہ فرانسیسی اور انگریزی طرز ادا کے خاکے اردو میں اڑائے جا رہے ہیں۔ ہم نے اپنی کتاب ”اللمعة فی تفسیر سورة الجمعة“ میں اسی طرز بحث کو ملحوظ رکھا ہے اور مقالہ ہذا میں ہم نے سورہ اعراف کا تتبع کیا ہے۔ مقصد یہ تھا کہ تمام خیالات قارئین کرام کو متحضر ہو جائیں۔ تاکہ

وہ بآسانی دوسروں کو تبلیغ کر سکیں۔ وجہ یہ کہ اس طریق بحث میں جب تک مضمون کو مکرر نہ پڑھ لیا جائے۔ پھر ابتداء سے انتہاء تک مضمون متحضر نہ ہو۔ انسان مغز سخن تک نہیں پہنچ سکتا۔ پھر لطف یہ ہے کہ جتنا حصہ سامنے ہے۔ اگر فقط اسی کو لیا جائے تو بھی جزوی طور پر مفید اور فائدہ رساں ہے۔ یہی حال قرآن حکیم کا ہے۔ اس کی ہر آیت اور ہر جملہ موجب رشد و ہدایت ہے۔ دین و دنیا کی فلاح کا ضامن۔ دار فانی اور عقبیٰ کی بہبود و سرفرازی کا کفیل ہے۔ مگر جس موضوع پر کسی سورت میں بحث ہو رہی ہے وہ اسی وقت سمجھ آئے گا۔ جب آپ نہایت غور اور تدبر سے تمام سورت کے اطراف و جوانب پر ارشاد ”ورتل القرآن ترتیلاً“ کے تحت غور و خوض کریں گے۔ اس کو ہم نے ”الناموس المفصل فی تفسیر سورة المزل“ میں خوب حل کیا ہے۔ ”وذلك من

فضل الله علينا وعلى الناس ولكن اكثر الناس لا يعلمون“

ب..... نیز یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے کہ خلق خدا کو گمراہ کرنے کے لئے کشمیر میں حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر تیار کرنے کے سلسلے میں مرزا قادیانی اور ان کے مریدوں نے بہت سے مغالطے تیار کئے ہیں۔ جن کی تعداد دس سے زائد ہے۔ ان گمراہ کن مغالطوں کے تفصیلی جوابات میاں پیر بخش صاحب مرحوم (لاہور) اور مكرم مولوی حبیب اللہ صاحب (امر تری) وغیرہ حضرات کی کتابوں میں تفصیلاً مذکور ہیں۔ ہمارا موضوع سخن چونکہ ”یوز آسف متبتی کی نبوت کا ابطال“ ہے۔ اس لئے ہم نے اسی قادیانی خطبہ عشواء کو لیا جو موضوع سے متعلق تھا۔

واضح رہے کہ حضرات اہل اسلام میں سے جن اہل علم نے قبر مسیح کے متعلق مرزا قادیانی کی تردید کی۔ ان میں سے کسی نے آج تک اس حقیقت کو اہل نشر و نثر نہیں کیا کہ یوز آسف بھی مرزا قادیانی کی طرح خانہ ساز نبوت کا رچانے والا ”متبتی“ گذرا ہے۔ ہمارے اس مقالے کا لب لباب اسی راز سر بستہ سے پردہ اٹھانا ہے۔ جس کو ہم ایک نہایت اہم علمی انکشاف سے تعبیر کرتے ہیں۔

وكم ترك الاوّل لالاخر

مقصد

توبہ خویشتمن چہ کردی کہ بماکنی نظیرے

بہ خدا کہ واجب آمدز تو احترام کردن

قادیانی نبوت، دجل و زور، تلبیسات و مکائد، وہمیات و مغالطات کا کچھ ایسا ہوش ربا طلسم ہے۔ جہاں پہنچ کر دنیا کے عقل و خرد کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ملتا۔ اس کے تمام تردعاوی،

غلط بیہودہ اور دلائل یکسر بے سرو پاتخمین جہل و ناواقفی کا بدترین مظاہرہ ہیں۔ جس حصہ کو دیکھئے عجیب و غریب خرافات کا مرقع پیش کرتا ہے۔ بات کا بنگلہ بنانا یہاں بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ خیالات واہیہ پر ہوائی قلعے تعمیر کرنا یہاں شب و روز کا خوش کن مشغلہ ہے۔

درجنوں بے کار نتواں زیستن

باقی تمام مباحث کو چھوڑ کر فقط یوز آسف کو لیجئے اور انصاف سے کہئے کہ مرزا قادیانی نے یہاں کیا کیا گل کھلائے ہیں اور ایک خود ساختہ الہامات سے کام چلانے والے شخص کو اس تاریخی مسئلہ میں کیا کیا دقتیں اور نا کامیاں پیش آئی ہیں۔

مرزا قادیانی کو مسیح موعود بننے کا سودائے خام سر میں سما یا۔ یہ ایک پادر ہوا خیال تھا۔ اس پر آپ نے بے شمار خیالی اور وہمی قلعے استوار کئے۔

الف..... سب سے پہلے آپ نے حضرت مسیح ابن مریم صدیقہ علیہا السلام کی وفات کا غیر اسلامی عقیدہ گھڑا اور اس کے متعلق تمام تر اسلامی تصریحات کو پس پشت ڈالتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ آپ کی بارگاہ میں سوائے وحی قرآنی اور وحی قادیانی کے اسلامی تعلیمات علی الخصوص احادیث صحیحہ کا ذخیرہ ردی کی ٹوکری میں پھینک دینے کے قابل ہے۔

مگر یہ خیال نہ آیا کہ انکار حدیث درحقیقت تمام شرائع اسلامیہ کی صورت کذائیہ متواترہ کا انکار ہے۔ بلکہ خود ختم المرسلین ﷺ کی بعثت سے ہاتھ دھونا ہے۔

انکار حدیث درحقیقت ضرورت نبوت کا انکار ہے

حافظ ابن القیمؒ نے ”الجوش المرسلہ“ میں بسط سے لکھا ہے کہ اسلامی تعلیم کے حصہ عقائد (مسئلہ اسماء و صفات، توحید، بعث و نشر وغیرہ) پر کتاب مجید (اور سنت صحیحہ) نے اس قدر تفصیل اور وضاحت سے بحث کی ہے کہ خیر القرون کے افاضل نامدار (صحابہ کرامؓ) کو اس کے متعلق کبھی کوئی اشتباہ دامنگیر نہیں ہوا۔ پھر لطف یہ ہے کہ اہل ہوی نے (مرزا قادیانی کی طرح) ہمیشہ اسی حصہ کو تختہ مشق بنایا۔ اسی حصہ میں خلاف و شقاق کی وجہ سے بے شمار مبتدع فرقے پیدا ہوئے۔ جن میں سے ہر ایک دوسرے کی تکفیر کرتا ہے۔ (امام ابو منصور عبدالقادر تمیمی بغدادی کتاب الفرق ص ۴۲۹) میں لکھتے ہیں۔ ”واهل الاهواء الضالة من القدرية والخوارج والروافض والنجارية والجهمية والمجسمة والمشبهة ومن جرى مجراؤ ومن فرق الضلال يكفر بعضهم بعضا واما الانواع التي اختلفت فيها ائمة الفقه واهل السنة من

فريقى الرأى والحديث من فروع الاحكام فى ابواب الحلال والحرام فليس فى ما بينهم تكفير وتضليل“ ﴿﴾ گمراہ اہل ہوا، جیسے معتزلہ، خوارج روافض، نجاریہ، مجسمہ، مشبہ وغیرہ اہل ضلال میں سے ہر ایک دوسرے کی تکفیر کرتا ہے۔ گو فروعی احکام از قبیل حلال و حرام میں اہل سنت کے فقہاء (اہل حدیث اور اہل رائے یعنی فقہ مجاز وفقہ عراق) کا بھی اختلاف ہوا ہے۔ مگر وہاں وہ فرقے ایک دوسرے کی تکفیر و تضلیل نہیں کرتے۔ ﴿﴾

البتہ تعلیم اسلام کا حصہ اعمال (صلوٰۃ، صوم، زکوٰۃ، حج وغیرہ شرائع و احکام) کتاب الہی میں مجمل ہے۔ جس کی تفصیل اسوۂ ختم المرسلین ﷺ سے معلوم ہوئی۔ جس طرح یہ حصہ بذات خود متواتر اور قطعی الثبوت ہے۔ اسی طرح اس اجمال کی تفصیل و تفسیر بھی قطعی اور متواتر ہے۔ یہی وہ حصہ ہے جس کے متعلق صحابہ کرامؓ کے استفسارات موجود ہیں اور قرآن حکیم میں یسئو تک سے تعبیر ہوئے ہیں۔ یہی تفصیل و تفسیر ہے جس کو حضور ختم المرسلین نے ”و مثله معہ“ سے تعبیر فرمایا۔ یعنی مجھے قرآن مجید کے ساتھ ایک دوسری چیز بھی عطاء ہوئی جو قطعی اور واجب العمل ہونے میں قرآن حکیم کے ہما پیہ ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ کا یہی اسوۂ حسنہ ہے جس کی دوسری تعبیر احادیث صحیحہ سے کی جاتی ہے۔

بنا بریں اگر احادیث صحیحہ کا انکار کیا جائے (اور چونکہ مبتدعین ملاحدہ حصہ عقائد کو پہلے رد کر چکے ہیں۔ پھر حصہ اعمال سے یہ سلوک ہو) تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ کوئی شارح (شارح کتاب مجید) مبعوث ہوا ہی نہیں۔ بلکہ یوں کہا جائے گا کہ نبوت کی سرے سے ضرورت ہی نہیں۔ فقط اتنا کافی ہے کہ کوئی دستاویز (مثلاً) عرش مجید سے لٹکا دی جائے اور مکلفین خود بہ خود پڑھ کر حسب مرضی و مشاء خود اس پر عمل کرتے جائیں۔ ”امام ابو منصور بغدادی“ نے اپنی کتاب میں ادھر لطیف اشارے کئے ہیں۔ ”ولیس هذا موضع التفصیل“

حضرت شیخ الاسلام مولانا شاہ محمد انور قدس سرہ نے حیات اور نزول مسیح کے متعلق دو اہم کتابیں لکھ کر امت محمدیہ پر احسان عظیم کیا ہے۔ اول کا نام عقیدۃ الاسلام اور دوسری کا نام التصحیح فی نزول مسیح ہے۔ من شاء فلیرجع الیہما!

۲..... مذکورہ بالا عقیدہ فاسدہ کی اختراع کے بعد مرزا قادیانی کو معاً خیال آیا کہ حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام کی قبر بھی کہیں معین کر لی جائے۔ تاکہ وفات یقینی ہو۔ پھر ہو بھی کہیں قریب تاکہ عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے مریدوں سے علانیہ کہا جاسکے کہ یہ ہے۔

اس مسیح کی قبر جس کی انتظار مدت سے ہو رہی ہے۔ معاملہ ذرا پیچدار تھا۔ تراشیدہ الہامات کے دائرہ سے نکل کر واقعات و حقائق محسوسات و شواہد سے تعلق رکھتا تھا۔ بنا بریں مرزا قادیانی کو اس کی سرانجام دہی کے لئے بہت کچھ جوڑ توڑ کرنا پڑا۔ جس کی دلچسپ داستان (ششے از خردوار) ذیل میں بیان کی جاتی ہے۔

الف..... مرزا قادیانی اپنی کتاب ”مسیح ہندوستان“ میں لکھتے ہیں۔ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام افغانستان سے ہوتے ہوئے پنجاب کی طرف آئے۔ اس ارادے سے کہ پنجاب اور ہندوستان دیکھتے ہوئے۔ پھر کشمیر کی طرف قدم اٹھادیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ افغانستان اور کشمیر کی حد فاصل چترال کا علاقہ اور کچھ حصہ پنجاب کا ہے۔ اگر افغانستان سے کشمیر میں پنجاب کے رستے سے آویں تو قریباً اسی کوس یعنی (۱۳۰) میل کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے اور چترال کی راہ سے سو کوس کا فاصلہ ہے۔ لیکن حضرت مسیح نے بڑی عقلمندی سے افغانستان کا راہ اختیار کیا۔ (یہی قادیانی اردو ہے جس کے متعلق مرزا محمود کہتے ہیں۔ مرزائی نوجوانوں کو اردو نویسی مرزا قادیانی کی کتابوں سے سیکھنی چاہئے۔ مرزا قادیانی نے اردو کی بڑی خدمت کی ہے) تا اسرائیل کی کوئی ہوئی بھیڑیں جو افغان تھے۔ فیضیاب ہو جائیں اور کشمیر کی مشرقی حد ملک تبت سے متصل ہے۔ اس لئے کشمیر میں آ کر بہ آسانی تبت میں جاسکتے تھے اور پنجاب میں داخل ہو کر ان کے لئے کچھ مشکل نہ تھا کہ قبل اس کے جو کشمیر اور تبت کی طرف آویں۔ ہندوستان کے مختلف مقامات کا سیر کریں۔ سو جیسا کہ اس ملک کی پرانی تاریخیں بتلاتی ہیں۔ یہ بات بالکل قرین قیاس ہے کہ حضرت مسیح نے نیپال اور بنارس وغیرہ مقامات کا سیر کیا ہوگا۔ پھر جموں سے یا راولپنڈی کی راہ سے کشمیر کی طرف گئے ہوں گے۔ چونکہ وہ ایک سرد ملک کے آدمی تھے۔ اس لئے یقینی امر ہے کہ ان ملکوں میں غالباً وہ صرف جاڑے تک ہی ٹھہرے ہوں گے۔ اخیر مارچ یا اپریل کی ابتداء میں کشمیر کی طرف کوچ کیا ہوگا اور چونکہ وہ ملک بلاد شام سے بالکل مشابہ ہے۔ اس لئے یہ بھی یقینی ہے کہ اس ملک میں سکونت مستقل اختیار کر لی ہوگی اور ساتھ ہی یہ بھی خیال ہے کہ کچھ حصہ اپنی عمر کا افغانستان میں رہے ہوں گے (قادیان فرمایا ہوتا) اور کچھ بعید نہیں کہ وہاں شادی بھی کی ہو۔ افغانوں میں ایک قوم عیسیٰ خیل کہلاتی ہے کیا۔ تعجب ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کی ہی اولاد ہوں۔“

(مسیح ہندوستان ص ۶۹، ۷۰، خزائن ج ۵ ص ۱۵۷)

حضرات! یہ ہے وہ برہان قاطع اور حجت ساحط۔ جس کے بل بوتے پر مرزا قادیانی مسیح علیہ السلام کی قبر کشمیر میں تیار کرنے والے ہیں۔ جناب والا کی جغرافیہ دانی کا صدق دل سے اعتراف مگر یہ تو بتایا ہوتا کہ بلاد شام سے بلاد ہند کی طرف حضرت مسیح کی ہجرت کا ذکر آپ نے کس ”پورانی تاریخ“ میں دیکھا؟ اس کا مصنف کون ہے۔ کب لکھی گئی؟ محل نزاع میں ضروری تھا کہ آپ ان تاریخوں کی عبارتیں بقید صفحات نقل کرتے تاکہ آپ کی صداقت واضح ہوتی۔

پھر جناب کے مذکورہ ذیل الفاظ بھی اپنے اندر حقانیت کی کچھ کم کشش نہیں رکھتے۔ مواقع برہانیہ اسی قسم کے الفاظ کے مستحق ہیں۔ ”سفر کیا ہوگا، گئے ہوں گے، یقینی امر ہے، ٹھہرے ہوں گے، کوچ کیا ہوگا، یقینی ہے سکونت اختیار کی ہوگی، رہے ہوں گے۔“

اصل یہ ہے کہ وہ ہیات و وسوس کو وحی والہام قرار دینے والے حضرات کا ہموارہ و تیرہ رہا ہے کہ وہ واقعات و حقائق کے میدان میں اسی طرح سپر انداز ہوا کرتے ہیں۔ پھر اگر کسی نے ان کو ان کی غلطی پر سرزنش کی تو وہ یہ کہہ کر پیچھا چھڑا لیتے ہیں کہ محبوب ہماری حقیقت کو کیا سمجھیں۔

بہتر ہوتا کہ مرزا قادیانی بجائے تاریخی ثبوت کی کلفت بے جا کے اپنے قدیم شیوہ و انداز کے مطابق فقط اتنا کہہ دیتے کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے۔ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ مجھے مکر و جی ہوئی ہے اور بار بار بذریعہ الہام اطلاع دی گئی ہے۔ (جس کی تسلیم مجھ پر اسی طرح لازم ہے۔ جیسے تورات و انجیل و قرآن کی تسلیم) کہ حضرت مسیح کی قبر سری نگر کشمیر محلہ خانیاں میں ہے۔ بس قصہ ختم تھا۔ جب کسی ”ملہم“ کے پاس کار براری کے لئے ترشی ترشائی وحی موجود ہو تو اس کو علی موشگافیوں کی کیا ضرورت ہے۔ رہی پبلک، معتقدین اس کو بھی اسی طرح تسلیم کر لیتے۔ جیسے منکوہ آسانی، انجام آتھم، مولوی ثناء اللہ صاحب کی موت وغیرہ پیشین گوئیاں، منکرین و مکذبین و مشککین ایسی خیال آرائی و افسانہ سازی سے کب متاثر ہو سکتے ہیں۔

مزید برآں مرزا قادیانی کا یہ ارشاد بھی آنے والے تمام متنبیوں کے لئے سرمہ چشم بصیرت رہے گا اور کچھ بعید نہیں کہ وہاں شادی کی ہو۔ افغانوں میں ایک قوم عیسیٰ خیل کہلاتی ہے۔ (بلکہ ایک مشہور قصبہ کا نام بھی ہے) کیا تعجب ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کی ہی اولاد ہوں۔

علی ہذا القیاس افغانوں میں ایک قوم اور ایک قصبہ کا نام ”موسیٰ خیل“ ہے۔ بنا بریں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی یقینی طور پر ادھر آئے ہوں گے۔ نیز افغانوں کا یوسف زئی قبیلہ حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کی اولاد ہوگا۔ بقول آپ کے یقینی امر ہے کہ یوسف صدیق مصر سے صوبہ افغانستان

میں آئے ہوں گے۔ جو شاید اس وقت حکومت مصر کا باج گزار ہوگا اور کچھ بعید نہیں کہ آپ نے یہاں شادی کی ہو اور یہ یوسف زئی یوسف کی ہی اولاد ہوں۔ پھر یہی افغان ہیں۔ جن میں سلیمان خیل محمد زئی (شاہ امان اللہ خان اور شاہ نادر خان کی قوم) اور عمر زئی، عثمان خیل، علی خیل وغیرہ موجود ہیں۔

احادیث صحیحہ کی ظنیات بلکہ موضوعات قرار دینا اور خود سودائے نبوت میں اس قسم کی مصلحہ خیز اور بے سرو پا باتیں کہنا۔

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بو العجی است

تناقض

مرزا قادیانی نے الہام کا دامن چھوڑ کر اس موقع پر بے شمار مصیبتیں اپنے سر لے لیں۔ خود مرزا قادیانی حضرت مسیح کی شادی اور اولاد کے متعلق بدیں الفاظ تصریح کر چکے ہیں اور کوئی اس کی (مسیح کی) بیوی بھی نہیں تھی۔ (ریویو جلد اول نمبر ۳ ص ۱۲۴) اور ظاہر ہے کہ دنیاوی رشتوں کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ (حاشیہ تریاق القلوب ص ۹۹، خزائن ج ۱۵ ص ۳۶۳)

حقیقت حال

مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا فسانہ طرازی پر بحث کرنے کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اصل واقعہ بیان کر دیا جائے۔ حضرات ائمہ تفسیر نے آیت ”وجعلنا ابن مریم وامہ ائیمہ واویناھما الی ربوۃ ذات قرار ومعین“ کی تفسیر میں اور (طبری ج ۲ ص ۲۰، ۲۱، ابن اثیر ج ۱ ص ۱۳۵، ابوالفداء ج ۱ ص ۳۵، ابن خلدون ج ۲ ص ۱۳۶، ابن سعد ج ۱ ص ۲۶) نے تصریح کی ہے کہ شاہ ہیرودیس کے مظالم سے تنگ آ کر حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بعد ان کے ہمراہ ملک شام کو چھوڑ کر ملک مصر آئیں۔ پھر بارہ سال کے بعد مصر سے واپس آ کر شہر ناصرہ (از شام) میں اقامت اختیار کی۔ وہاں اٹھارہ سال تک رہے۔ پھر تیس سال کی عمر میں حضرت مسیح کو ان قوموں کی ہدایت کے لئے مامور کیا گیا۔ (پھر تینتیس سال کی عمر میں واقعہ صلیب اور رنچ پیش آیا۔ دیکھو تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۳۵ و جلد نمبر ص ۳۸۰) اسی لئے مسیح علیہ السلام کو ناصری بھی کہتے ہیں۔

اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا

مصر کے اس سفر ہجرت کے علاوہ حضرت مسیح کا کوئی دوسرا سفر بلاد ہند کی طرف تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا۔ ”ومن ادعیٰ فعلیہ البیان ولیجلب علی ذالک بخیلہ ورجلہ“

ب..... التفاقات روزگار سے کہیں کتاب اکمال الدین (مصنف علامہ ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ رافضی ۱۔ قسمی المتوفی ص ۳۸۱ مطبوعہ ایران ۱۳۰۱ھ) مرزا قادیانی کے ہاتھ لگی۔ بس کیا تھا۔ آپ نے وہ وہ کرشمے دکھائے کہ تو بہ ہی بھلی۔

کتاب مذکور کے متعلق مرزا قادیانی نے لکھا کہ ہزار برس سے زیادہ کی تصنیف ہے۔ (ریویو ماہ ستمبر ۱۹۰۳ء ص ۳۳۹ ج ۲ ش ۹، تحفہ گلڑویہ ص ۹۸، خزائن ج ۱ ص ۱۰۰) حکیم خدا بخش مرزائی نے (عسل مصفی ص ۵۸۵) میں ایک قدم آگے بڑھا کر کہا۔ کتاب اکمال الدین گیارہ سو سال کی تصنیف ہے۔ (نہ نہ زیادہ)

مرزا قادیانی کی غلط بیانی

علامہ ابو جعفر بن بابویہ کا ترجمہ شیعہ کے مشہور عالم ابو العباس احمد بن علی نجاشی (شاگرد ابو جعفر مذکور) نے اپنی کتاب (الرجال ص ۲۷۶) میں بسط سے ذکر کیا ہے۔ آخر میں لکھا ہے کہ علامہ کا انتقال ۳۸۱ھ میں شہرے میں ہوا۔ ناظرین! ستمبر ۱۹۰۳ء کو گذرے آج تیس سال ہو چکے ہیں اور علامہ ابن بابویہ کے انتقال کو آج تقریباً نو سو اکتھتر سال ہوتے ہیں۔ ان میں سے مذکورہ بالا

۱۔ معلوم ہوا کہ لفظ رافضی کو پنجاب کے بعض اہل تشیع ناپسند کرتے ہیں۔ چنانچہ انجمن اصغر یہ پنجاب (لاہور) کی طرف سے روزنامہ آزاد میں من جملہ اور باتوں کے یہ جملہ بھی شائع ہوا ہے۔ فرقہ شیعہ نے کبھی بھی رافضی کے نام کو اپنے لئے پسند نہیں کیا۔ (آزاد ۲۳ ستمبر ص ۲) لیکن اگر ذرا غور سے کام لیا جائے تو یہ دعویٰ ناواقفی کی دلیل ہے۔ روضہ کافی ص ۱۶ کی روایت ذیل کی طرف اگر توجہ کی جائے تو یہ دعویٰ غلط ثابت ہوتا ہے۔ شیعہ مذہب میں کتاب کافی (اصول و فروع) کی حیثیت بہت ہی ارفع ہے۔ تصنیف کے بعد جب یہ کتاب حضرت امام غائب کے سامنے (بقول حضرات شیعہ) پیش کی گئی تو آپ نے اس پر لکھا۔ ”هذا کاف لشیعتنا“ یہ کتاب ہمارے شیعہ کے لئے کافی ہے۔

روایت مذکورہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ابو بصیر فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے عرض کی کہ غیر شیعہ لوگ ہمیں رافضی کہہ کر ستاتے ہیں۔ حضرت امام نے فرمایا لفظ رافضی ہمارے متبعین کے لئے کوئی برا لقب نہیں۔ بلکہ یہ عطیہ الہی ہے جو سب سے پہلے بنی اسرائیل میں ان ستر اشخاص کو بخشا گیا۔ جو فرعون اور اس کی قوم کے ساتھ چھوڑ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے آ ملے تھے۔ پھر خدا تعالیٰ کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام نے ان اشخاص کا یہ لقب تو رات میں درج کر دیا۔ بعد ازاں خدا تعالیٰ نے یہ اسم گرامی اتنی مدت کے بعد تمہیں عطا کیا کہ تم نے شرک و فحش (شرک) کیا۔ (روضہ کافی ص ۲۱۶ سطر ۲۳)

تیس سال تفریق کرنے کے بعد نو سو اکتالیس برس باقی رہیں گے۔ بالفاظ دیگر مرزا قادیانی نے جب کتاب اکمال الدین کے متعلق ہزار برس سے زیادہ کی تصریح کی تو اس وقت کتاب کے مصنف کو انتقال کئے ہوئے نو سو اکتالیس برس ہو چکے تھے۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ مرزا قادیانی اور ان کے مرید حکیم خدا بخش کے اقوال مذکورہ بالا میں کس قدر صداقت ہے۔ اس کے باوجود آپ دعوائے نبوت سے ذرا بھر شرم محسوس نہیں کرتے۔ سعدی نے صحیح فرمایا ہے۔

تو براوج فلک نہ دانی چست

چوں ندانی کہ دسرائے تو کیست

کتاب اکمال الدین کی حیثیت اور اس کا موضوع

اس کتاب کا پورا نام ”اکمال الدین و اتمام النعمة فی اثبات الغیبة و کشف الحیرة“ ہے۔ کتاب کا موضوع مسئلہ غیبت امام منتظر ہے۔ مسئلہ غیبت و رجعت امام حضرات اہل تشیع کا مشہور عقیدہ ہے۔ جس کا خلاصہ فرقہ اثناعشریہ (قطعہ) کے یہاں یہ ہے کہ امام ابو القاسم محمد بن الحسن العسکری صحیح قول کے مطابق (بہ تصریح ابن خلکان) ۲۵۶ھ کو پیدا ہوئے اور نو سال کی عمر میں ۲۶۵ھ کو شہر سمرن رأی کی ایک غار میں والدہ کے دیکھتے دیکھتے گھس گئے۔ پھر اب تک واپس نہیں آئے۔ اخیر زمان میں غار سے نکلیں گے اور اسلام پھیلائیں گے۔

چیستان غیبت میں اختلاف آراء

حضرات اہل تشیع کے تقریباً تمام فرقوں میں مسئلہ غیبت سے دلچسپی پائی جاتی ہے۔ اکثر فرقے کسی نہ کسی امام کی غیبت و رجعت کے قائل ہیں۔ بقول ابن حزم (کتاب الملل ج ۳ ص ۱۷۹) دراصل شیعہ کے تین فرقے ہیں۔ (۱) زیدیہ۔ (۲) امامیہ۔ (۳) عالیہ۔

..... زیدیہ میں سے فرقہ جارودیہ کا عقیدہ ہے کہ محمد بن عبد اللہ حسنی (نفس زکیہ) زندہ ہیں۔ واپس تشریف لائیں گے۔ مقام ”حجرات الزیت“ (مدینہ منورہ) میں شہید ہونے والا کوئی دوسرا شخص تھا۔ جس پر ان کی صورت ڈال دی گئی تھی۔ زیدیہ کا ایک دوسرا گروہ محمد بن قاسم حسینی طالقانی کا منتظر ہے۔ جو ایام معتمم باللہ میں قتل ہو چکے۔ ان کا ایک اور گروہ یحییٰ بن عمر حسینی (بغدادی نے کتاب الفرق میں ان کا نام محمد بن عمر دیا ہے) کا منتظر ہے۔ حالانکہ آپ متفقین کے عہد میں محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے ہاتھوں فوت ہو چکے ہیں۔

۲..... امامیہ میں سے فرقہ محمدیہ جارودیہ کی طرح محمد بن عبداللہ (نفس زکیہ) کی غیبت و رجعت کا معتقد ہے۔ باقریہ حضرت امام محمد باقر کی رجعت کے قائل ہیں۔ ناووسیہ امام جعفر صادق کو زندہ مانتے ہیں اور ان کی رجعت کے قائل ہیں۔ یہ خیال ان کے جو شخص جعفر کہلانا تھا۔ وہ درحقیقت جعفر نہ تھا۔ امام جعفر اخیر زمانہ میں تشریف لائیں گے۔ موسویہ امام موسیٰ بن جعفر کے متعلق کہتے ہیں کہ آپ فوت نہیں ہوئے۔

واپس تشریف لائیں گے۔ اسماعیلیہ کا عقیدہ ہے کہ اسماعیل بن جعفر فوت نہیں ہوئے۔ حالانکہ اہل تاریخ کا اجماع ہے کہ اسماعیل اپنے والد کی حیات میں فوت ہو گئے۔ قطعہ (ان کو اثناعشریہ بھی کہتے ہیں) کا عقیدہ ہے کہ امام غائب بارہویں امام محمد بن حسن ہیں۔ امام مذکور کے متعلق پھر اختلاف ہے کہ آپ کب پیدا ہوئے۔ بقول بعض آپ ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور اسی سال آپ کے والد ماجد امام حسن عسکری کا انتقال ہوا۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ والد ماجد کی وفات سے ایک عرصہ بعد پیدا ہوئے۔ ایک گروہ کے نزدیک آپ والد مقدس کی حیات میں پیدا ہوئے۔

بعد ازاں جب آپ کا سن چار سال کو پہنچا آپ کے والد نے انتقال کیا اور بعض کے یہاں آٹھ سال کی عمر میں آپ کے والد فوت ہوئے اور نو سال کی روایت گزر چکی ہے۔ نیز اس میں بھی اختلاف ہوا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام آیا زنگس تھا یا صقیل، یاسون۔

امام ابو محمد علی بن احمد بن حزم متوفی ۴۰۶ھ کتاب الفصل میں لکھتے ہیں۔ ”ولم یعقب الحسن المذكور لا ذکراً ولا انثی وان هذا المولود لم یخلق قط (ج؛ ص ۱۸۱)“ ﴿اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضرت ام حسن عسکری امام یازدہم کی کوئی اولاد نہ تھی۔ نہ بیٹا نہ بیٹی اور نام ابو القاسم محمد پیدا ہی نہیں ہوئے۔﴾

۳..... کیسانیہ (اتباع کیسان، مختار بن ابی عبید) حضرت امام محمد بن حنفیہ کی غیبت و رجعت کے قائل ہیں۔ بحیال ان کے آپ کوہ رضوی (ازمدینہ طیبہ) میں غائب ہو کر مقیم ہیں اور واپس تشریف لائیں گے۔ (دیکھو کتاب الفرق از ص ۲۲ تا ص ۲۷)

امام محمد بن عبدالکریم شہرستانی متوفی ۵۴۸ھ کتاب (السلل ج ۱ ص ۲۰۰) میں لکھتے ہیں۔ ”مختار پہلا شخص ہے جس نے مسئلہ غیبت و رجعت امام اخترع کیا۔ پھر (کثیر عزه) اور سید بن

محمد حمیری نے اپنے طبع قائد سے اس کی آب یاری کی۔ تا آنکہ رفتہ رفتہ یہ مسئلہ شیعہ کا مذہبی عقیدہ اور دینی رکن قرار پایا۔“

شہرستانی نے ج ۲ ص ۷ پر غیبت ورجعت کے متعلق شیعہ کے ان گیارہ فرقوں کے اقوال بھی لکھے ہیں۔ جو بجائے حضرت امام حسینؑ کے امام حسن مجتبیٰ اور آپ کی اولاد کی امامت کے قائل ہیں۔ پھر مسئلہ غیبت پر بعض ظریفانہ اخذ بھی کئے ہیں۔

گذشتہ تمام تفصیل سے مقصد یہ ہے کہ مسئلہ غیبت ورجعت ہر چند حضرات اہل تشیع کا مذہبی رکن ہے۔ مگر نہایت ہی دقیق و دراز عقل و قیاس حیرت افزا اور بے انتہا نظری حنفی، از حد غور و فکر کا محتاج ہے۔ اسی حیرت کے ازالہ کے لئے علامہ ابن بابویہ نے کتاب اکمال الدین فرقہ اثنا عشریہ کی ترجمانی کرتے ہوئے تصنیف کی مذکورہ بالا حیرت کو مصنف نے خطبہ کتاب میں کھول کر بیان کیا ہے۔ کتاب مذکور میں باسٹھ باب اور تقریباً چار سو صفحات ہیں۔ کتاب کیا ہے۔ اہل تشیع کی عام کتب حدیث کی طرح بے سرو پا، عجیب و غریب، روایات موضوعہ کا مجموعہ ہے۔ اس فسانہ ہو شرباء میں مصنف نے حضرت ادریس، حضرت نوح، حضرت صالح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت یوسف، حضرت مسیح وغیرہ علیہم السلام کی غیبت کے دعویٰ کئے ہیں۔ پھر لطف یہ ہے کہ سفر موسیٰ اور ہجرت ابراہیم، جلاوطنی و قید یوسف علیہ السلام کو غیبت قرار دیا ہے اور اس پر غیبت امام منتظر کو قیاس کیا ہے۔ گویا امام منتظر بھی کہیں سفر پر تشریف لے گئے ہیں۔ فیذا للعجب!

پھر پچیسویں باب سے اڑتیسویں باب تک وہ نصوص جمع کئے ہیں۔ جو بخیاں مصنف، مسئلہ غیبت کے متعلق:

الف قرآن حکیم میں۔

ب اور احادیث مرفوعہ میں موجود ہیں۔

ج بعد ازاں غیبت امام کے متعلق ائمہ اہل بیت (تا امام حسن عسکری والد منتظر متوفی ۲۶۰ھ) کے اقوال جمع کئے ہیں۔ یہ ہر سہ مباحث مصنف کی جدت دماغی اور قوت اختراع کا حیرت افزا ثبوت ہیں۔ اس اثناء میں مصنف نے بعض معمر بن مثلاً ابوالدینیا وغیرہ کے قصے لکھے ہیں۔ لکھتے لکھتے ص ۳۱۷ پر مصنف نے حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا۔ ”زمانہ گذشتہ میں بھی اہل دین اور اصحاب ورع و زہد میں مخصوص اشخاص کی غیبتیں ثابت ہوئی ہیں۔ جنہوں نے بے بسی اور خوف کے وقت دین کو چھپانا ہی مناسب سمجھا۔ پھر جب امن اور استطاعت دیکھی تو اپنے خیالات کے اظہار میں بھی تامل نہیں کیا۔“

بس اس تقریب سے فسانہ یوڈ آسف کو بدیں الفاظ شروع کیا۔ ”قال وقد بلغنی ان ملکا من ملوک الهند“ ﴿قال کا فاعل شاید سعید بن جبیر۔ جو ابتداء سند میں مذکور ہے۔﴾ عرض یہ تمام فسانہ محدث کی نظر میں کسی راوی کا بلاغ ہے اور بلاغات (بہ استثنائے چند افراد) ناقدین کی نگاہ میں ہیچ محض ہیں۔ پھر بلاغات رافضہ سے تو پناہ ہی بھلی۔ اسی انداز سے مصنف نے یوڈ آسف کے حالات ص ۳۵۹ تک ذکر کئے ہیں۔

سب سے پہلے یوڈ آسف کے والد کی سلطنت اور بادشاہ کا لذات دنیاوی میں انہماک اور اس کی بت پرستی کا شغف لکھا ہے۔

”وكان الدين قد نشاء في ارضه قبل ملكه وكثرا هله فزين له الشيطان عداوة الدين واهله واضر باهل الدين واقصاهم فخافة على ملكه وقرب اهل الاوثان وضع لهم اصناماً من ذهب وفضة وشرفهم وفضلهم وسجد لاصنامهم . فلما رأى الناس ذلك منه سارعوا الي عبادة الاوثان والاستخفاف باهل الدين (اکمال الدين ص ۳۱۸)“ ﴿اس بادشاہ کی مملکت میں اس کے سریر آراء ہونے سے پیشتر ہی مذہب حق (توحید) کا پرچا ہو چلا تھا اور حق پرستوں کی تعداد بڑھنے لگی تھی۔ شیطان نے بادشاہ کے دل میں حق اور اس کے تبعین کی عداوت ڈال دی۔ چنانچہ بادشاہ نے زوال سلطنت کے خوف سے حق پرستوں کو اذیتیں دینی شروع کیں اور ان کو راندہ درگاہ قرار دیا۔ مگر بت پرستوں کو مقرب بارگاہ بنایا۔ ان کی تعظیم و تکریم شروع کی۔ ان کے لئے سونے اور چاندی کے بت تیار کرائے اور خود جا جا کر ان کے بتوں کے سامنے سجدے کیا کرتا تھا۔ اس پر رعایا بھی بت پرستی کی طرف راغب ہو کر اہل حق کو ذلیل شمار کرنے لگی۔﴾

اس کے بعد یوڈ آسف کی ولادت، دنیا کے لذائذ سے اس کی کنارہ کشی اور جوگیوں کا ساتھ، حکیم بلوہر کی یوڈ آسف سے ملاقات شہزادگی اور وطن کو چھوڑ کر سفر کرنا (جو مصنف اکمال کی نگاہ خوردبین میں غیبت ہے) پھر کئی سالوں کے بعد سفر سے واپس آ کر بادشاہ مذکور اور اراکین دولت کو وعظ کہنا۔ پھر کشمیر جانا اور لمبی عمر پا کر فوت ہونا اور وہیں مدفون ہونا مذکور ہے۔

آخر ص ۳۵۹ پر (جیسے کسی کی آنکھ کھل جاتی ہے) لکھا ہے۔ ”قال المصنف ليس هذا الحديث ماشاء كله من اخبار المعمرين وغيرها مما اعتمد في امر الغيبة ووقوعها (اکمال الدين ص ۳۰۹)“ ﴿معمرین کے متعلق یہ افسانہ اور اسی قسم کے دوسرے

قصے وغیرہ (خرافات و وہمیات) اس قابل نہیں کہ میں مسئلہ غیبت یا اس کے وقوع کے اثبات میں ان پر اعتماد کر سکوں۔ ﴿

مگر مرزا قادیانی ہیں کہ اس خرافات و باطل کی پوٹ پر ایمان لا کر یوز آسف کی نبوت کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ پھر از خود یوز آسف کی کتاب کو بہ یک جنبش قلم انجیل قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ اکمال الدین میں اس کا نام تک نہیں۔ کہیں یوز آسف اور مسیح کو ایک مانتے ہیں اسی کو کہتے ہیں۔ مدعی سست اور گواہ چست۔

حیرت تو یہ ہے کہ مصنف اکمال غیبت جیسے بر خود غلط مسئلے میں اس قصے سے استناد کرنے کا روادار نہیں۔ کیونکہ مسئلہ غیبت و رجعت اہل تشیع کی نگاہ میں شرعی حیثیت رکھتا ہے اور شریعت میں خرافات سے استناد جائز نہیں۔ لیکن مرزا قادیانی اسی افسانہ کی بناء پر ایک اہم شرعی ذمہ داری اپنے سر لے کر یوز آسف کو نبی اور اس کی پوتھی کو انجیل قرار دیتے ہوئے ذرا نہیں جھکتے۔ مصنف اکمال اور مرزا قادیانی کے متعلق علی الترتیب یہی کہنا پڑتا ہے۔

دیدن آموخت ونہ دیدن آموخت

انتہائی کذب یا مغالطہ

اس تمام داستان امیر حمزہ میں جو چیز باوجود مکرر جستجو کے نہیں ملتی وہ یہ ہے کہ یوز آسف مسیح کے نام سے مشہور تھا اور اس کی کتاب کا نام انجیل ہے۔ میں نے اس دھن میں کتاب کو الٹ ڈالا۔ ص ۳۱۷ سے ۳۵۹ تک مکرر پڑھا۔ مگر بے سود۔ اس پر بھی مرزا قادیانی خوف خدا اور شرم خلق سے بے نیاز ہو کر لکھتے ہیں۔ ”کتاب اکمال الدین، کتاب سوانح یوز آسف میں صاف لکھا ہے۔ (غالباً ایسا صاف جیسے قادیان کا نام کلام مجید میں) کہ ایک نبی یوز آسف کے نام سے مشہور تھا اور اس کی کتاب کا نام انجیل تھا۔“ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۴، خزائن ج ۷ ص ۱۰۰)

یہ سراسر افتراء اور غلط بیانی ہے۔ مرزائیوں کو چاہئے کہ یہ عبارت اکمال الدین میں دکھا کر مرزا قادیانی کا دامن پاک کریں۔ ورنہ توبہ کریں۔

اسی طرح (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۲۸، خزائن ج ۲۱ ص ۴۰۴) کے یہ الفاظ بھی سفید جھوٹ ہیں۔ ”یوز آسف کی کتاب (اکمال الدین) میں صریح لکھا ہے کہ یوز آسف پر خدا تعالیٰ کی طرف سے انجیل اتری تھی۔“ نیز فرماتے ہیں۔ ”یوز آسف کے حالات بیان کرنے کے بارے میں مسلمانوں کی کتابوں میں بعض ہزار برس سے زیادہ زمانہ کی تصنیف ہیں۔ جیسے کتاب اکمال

ال دین..... اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ یوز آسف نے جو شاہزادہ نبی تھا۔ اپنی کتاب کا نام انجیل رکھا تھا۔“

ناظرین! کتاب اکمال الدین کوئی عنقا تو ہے نہیں جس تک رسائی ناممکن ہو۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور وغیرہ مقامات میں اس کے کئی نسخے موجود ہیں۔ خدا را کتاب کو دیکھ کر انصاف سے کہئے کہ اس میں یہ جملہ کہاں لکھا ہے کہ یوز آسف نبی پر انجیل اتری تھی۔ یقین جانئے کہ مرزا قادیانی خدا کے بندوں کو برملا دھوکہ دے رہے ہیں۔

اکمال الدین کی جس عبارت کے پیش نظر یہ مغالطہ تیار کیا گیا۔ اس کا متن ص ۳۵۸ پر یہ الفاظ ذیل ہے۔ ”فرجع الوزیر وتقدم یوز آسف امامہ حتی بلغ فضاء واسعاً فرفع راسه فرای شجرة عظيمة على عين ماء احسن ما يكون من الشجر واكثرها فرعاً وغصناً واحلا هائماً وقد اجتمع اليه من الطير ما لا تعد كثرة فسر بذلك المنظر وفرح به وتقدم اليها حتى دنا منها وجعل يعبر في نفسه ويفسره الشجرة بالبشرى التي دعا اليها وعين الماء بالحكمة والعلم والطير بالناس من الذين يجتمعون اليه ويقبلون منه الدين“ (یہ قصہ یوز آسف کے ترک وطن سے متعلق ہے) وزیر یوز آسف کو الوداع کہہ کر واپس گیا اور یوز آسف آگے بڑھا تا آنکہ ایک وسیع میدان میں پہنچا۔ پس اس نے اپنا سراٹھایا تو سامنے پانی کے ایک چشمہ پر خوبصورت درخت دیکھا جو نہایت شاداب و سرسبز تھا۔ اس کے میوے بے حد شیریں تھے۔ اس درخت پر بے شمار پرندے مجتمع تھے۔ یوز آسف اس منظر کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور بڑھ کر درخت کے قریب گیا اور خود ہی اپنے دل میں اس منظر کی تعبیر و تفسیر کرنے لگا۔ (جیسے مرزا قادیانی اور ٹیچی ٹیچی) کہ درخت مثال ہے۔ اس خوشخبری (ہدایت) کی جس کی طرف یوز آسف نے دعوت دی (یادے گا) اور پانی کا چشمہ علم و حکمت سے کنایہ ہے اور پرندے ان لوگوں سے عبارت ہیں۔ جو یوز آسف کے پاس مجتمع ہوں گے اور اس سے دین قبول کریں گے۔

مذکورہ بالا عبارت کا لفظ بشری مذکورہ افتراء و زور کا مبدء و حید ہے۔ مرزا قادیانی نے جب یہ سنا کہ لفظ انجیل کے معنی عربی میں بشری کے ہیں تو آپ نے یہ بھی از خود تراش لیا کہ لفظ بشری کے معنی بھی ہر جگہ انجیل کے ہیں۔ لہذا عبارت اکمال الدین میں بشری سے مراد انجیل ہی ہے اور یہ نہ سوچا کہ انجیل کے معنی بشری ہوں۔ علیحدہ حقیقت ہے اور بشری کے معنی انجیل ہوں۔

جداگانہ مسئلہ ہے۔ مگر مرزا قادیانی کو اس سے کیا بحث کہ موجب کلیہ کا عکس مستوی موجب کلیہ نہیں آتا اور موجب جزئیہ مفید نہیں اور نہ یہ سمجھا کہ قرآن حکیم باوجودیکہ عربی زبان میں ہے۔ اس نے جب کبھی حضرت مسیح علیہ السلام کی کتاب کا ذکر کیا تو بشریٰ سے نہیں بلکہ انجیل کے نام سے کیا۔ نیز بشریٰ کا لفظ جہاں کہیں کلام مجید میں بلکہ عربی زبان میں مستعمل ہوا ہے۔ اس سے کہیں بھی انجیل مراد نہیں۔ بلکہ خوشخبری (وایلازمہ) مراد ہوتی ہے۔

مرزا قادیانی کی قبلہ آمال کتاب اکمال الدین بھی (جس کو آپ نے خواہ مخواہ اپنے دجل و تلمیس کے لئے وحی آسمانی سمجھ رکھا ہے) عربی زبان کی تصنیف ہے۔ اس کی عبارت میں بھی لفظ بشریٰ کے وہی لغوی عربی معنی مراد ہیں۔ لیکن آپ ہیں کہ تمام دلائل اور براہین کو پس پشت ڈال کر حضرت مسیح کو مارنے کے درپے ہیں۔ مگر جس ہستی کی حیات کا اعلان ختم المرسلین فرما چکے ہیں۔ آپ ایسے دلائل سے اس کا ایک بال بھی بریکانہیں کر سکتے۔

میں تمام مرزائی محرفین کو عام اس سے کہ قادیانی ہوں یا لاہوری۔ چیلنج کرتا ہوں کہ کسی مستند شاعر یا ناثر کا کوئی ایک قول پیش کریں۔ جس میں اس نے بشریٰ سے انجیل مراد لی ہو۔

الارواح جنود مجندة وانكار ختم نبوت

قادیانی نبوت بھی عجیب و غریب کھچڑی ہے۔ اس کی کڑیاں دور دور جا کر ملتتی ہیں۔ پھر قدرت کا تماشا دیکھئے کہ ہم مشرب خود بہ خود ایک دوسرے سے بغل گیر ہوتے نظر آتے ہیں۔ انکار ختم نبوت کا مسئلہ مرزا قادیانی میں اور اس گروہ کے اکثر فرق میں قدر مشترک ہے۔ جس کی ترجمانی کتاب اکمال الدین میں ہوئی ہے۔ امام محمد بن عبدالکریم شہرستانی متوفی ۵۴۸ھ کتاب الملل طبع مصر ج ۲ ص ۱۵ میں ابو منصور عجل رافضی کا مذہب بالفاظ ذیل نقل کرتے ہیں۔ ”و زعم ان الرسل لا تنقطع ابدآ والرسالة لا تنقطع“ ابو منصور رافضی کا مذہب ہے کہ رسول ہموارہ آتے رہیں گے اور نبوت اور رسالت جاری رہے گی۔

ابو الخطاب محمد بن ابی زینب اسدی، اجدع، رافضی (پیشوائے خطابیہ) کا مذہب ملاحظہ ہو۔ ”ان کل مؤمن یوحی الیہ (شہرستانی ج ۲ ص ۱۶)“ ہر ایک مومن کو وحی ہوتی ہے۔ نبی اور رسول کی تخصیص نہیں۔

روح ابو الخطاب اور قادیانی

میرے سامنے ایک دو ورقہ اشتہار بنام ”برگزیدہ نبی مسیح موعود“ ہے۔ جس کی پیشانی پر

احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ لاء ہور کا ٹریکٹ نمبر ۱۱ لکھا ہوا ہے۔ اشتہار اللہ بخش سٹیم پریس قادیان سے شائع ہوا ہے۔ اشتہار مذکور کے اخیر میں تحریر ہے۔ ”اگر مرزا قادیانی خدا کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ کس طرح ممکن تھا کہ آپ کی تعلیم پر عمل کرنے والوں پر خدا کا کلام نازل ہوتا اور خود خدا کی سریلی مگر دل میں پیوست ہو جانے والی صدا کو وہ اپنے کانوں سے سنتے۔“

لیجئے! پہلے فقط مرزا قادیانی کا روٹنا تھا کہ انہوں نے اپنے وساوس و ادہام کو وحی والہام قرار دے کر ختم نبوت کو توڑا۔ اب تو ہر ایک قادیانی کا دعویٰ ہے کہ مجھ پر کلام الہی نازل ہوتا ہے اور ہر لوٹا خود خدا کی سریلی صدائیں اپنے کانوں سے سنتا ہے۔ جبریل امین کی ضرورت ہی باقی نہیں۔ ابوالخطاب کی روح کا اس سے بڑھ کر تصرف کیا ہو سکتا ہے۔ قادیانیوں کو اس بارے میں سخت غلط فہمی ہوئی ہے۔ خود خدا تعالیٰ نے اس کا فیصلہ ان مقدس الفاظ میں کیا ہے۔ ”ان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم (الانعام: ۱۲۱)“ ”زخرف القول غروراً (الانعام: ۱۱۲)“ ﴿در حقیقت شیطان اپنے دوستوں کو غلط (صحیح نما) اور دھوکہ دینے والی باتیں..... کرتے ہیں۔﴾ (جنس وہ خدا کا کلام اور اس کی سریلی صدائیں سمجھتے ہیں) ﴿

حضرت شیخ حسین ہندی سے ہم نے سنا کہ آپ آیت ذیل کی تفسیر بعینہ یہی کرتے تھے جو اس اشتہار میں درج ہے۔ سورہ حم السجدہ میں ارشاد ہے۔ ”وقیضنا لہم قرنا فزینوا لہم ما بین ایدیہم وما خلفہم“ ﴿ہم نے ان (کفار) پر چند ہم نشین (شیاطین) مسلط کر دیئے ہیں جو انہیں ان کی پس و پیش کی چیزیں (مثلاً خیالات و وساوس) آراستہ کر کے دکھاتے ہیں۔﴾ (کہ یہ کلام الہی ہے اور خدا کی سریلی صدائیں ہیں) ﴿

خداوند تعالیٰ معیار نبوت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ”اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ“ (یعنی نبوت کسی نہیں) مگر قادیان کی خانہ ساز نبوت کے سایہ میں ہر بھٹکے ہوئے کو وحی ہو رہی ہے۔ اس پر کلام الہی نازل ہو رہا ہے۔ وہ خدا کی سریلی صدائیں اپنے کانوں سے سن رہا ہے۔ سورہ زخرف میں خدا تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے۔

”ومن یعیش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطاناً فہولہ قرین“ ﴿جو شخص خدا تعالیٰ کے ذکر و کلام الہی کتاب مجید سے غافل ہو کر اعراض کرے (اور خود ساختہ نبوتوں کا پیرو بنے) ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو (ہموارہ) اس کا ہم نشین رہتا ہے۔﴾

علیٰ بن ابی القیاس مختار بن ابی عبیدر افضی مدعی نبوت برائے خود عبد اللہ بن سبار افضی

مدعی نبوت برائے ذات خود، بیان بن سمان رافضی مدعی نبوت و نسخ شرح محمدی، مغیرہ بن سعید رافضی مدعی نبوت، غرابیہ (ازرافضہ) مدعیان رسالت علی بھی اکمال الدین کے مصنف کے ہم مشرب ہیں۔

ان کے علاوہ ہشام بن عمرو فطی معتزلی کہا کرتا تھا۔ ”النبوة جزاء علیٰ عمل وانها باقیة ما بقیت الدنیا (شہرستانی ج ۱ ص ۹۳)“ نبوت اعمال صالحہ کی جزاء ہے۔ بنا بریں جب تک اعمال صالحہ رہیں گے۔ (تا قیام قیامت) نبوت بھی رہے گی۔ غرض نبوت کسی چیز ہے۔

مزید براں یزید بن ابی امیہ خارجی کا عقیدہ ہے۔ ”ان اللہ سیبعث رسولا من العجم وینزل علیہ کتاباً قد کتب فی السماء وینزل علیہ جملة واحدة ویتروک شریعة محمد ﷺ ویکون علیٰ ملة الصابئة المذكورة فی القرآن ولیست هی الصابئة الموجودة حرّان وواسط (شہرستانی ج ۱ ص ۱۸۳)“ عنقریب خدا تعالیٰ ایک عجمی نژاد رسول مبعوث کرے گا۔ اس کو ایسی کتاب عطاء ہوگی جس کی کتابت (طاعت جلد بندی) آسمانوں پر ہوگی اور وہ ایک بارگی نازل ہوگی۔ (قرآن حکیم کی طرح حسب ضرورت نازل نہیں ہوگی) نبی مذکور ختم المرسلین کی شریعت کو منسوخ قرار دے گا۔ وہ مذہب صابئی فرقہ کا پیرو ہوگا۔ جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ نہ وہ صابئی جو آج کل حران اور وسط میں موجود ہیں۔

رجع الحدیث

یہاں تک درحقیقت کتاب اکمال الدین کے موضوع اور اس کی حیثیت سے بحث تھی۔ اب اصل مقصد سے بحث آتی ہے جس کے لئے مرزا قادیانی نے اس کتاب کو آڑ بنایا۔

یوڈ آسف اور مرزا قادیانی

مضمون کو ذہن نشین کرنے کے لئے ہم نے اس بحث کو پانچ مرتبوں میں تقسیم کیا ہے۔

مرتبہ اول

مرزا قادیانی نے سب سے پہلے یوڈ آسف کو اپنی طرف سے منصب نبوت عطاء کیا۔ چنانچہ آپ تمام قبود سے آزاد ہو کر نہایت بے تکلفی سے ارشاد فرماتے ہیں۔ مسیح مختلف ملکوں کا سیر کرتا ہوا۔ آخر کشمیر میں چلا گیا اور تمام عمر وہاں سیر کر کے آخر سری نگر محلہ خانیاں میں بعد وفات

مدفون ہوا۔ اس کا ثبوت اس طرح پر ملتا ہے کہ عیسائی اور مسلمان اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ یوز آسف نام ایک نبی جس کا زمانہ وہی زمانہ ہے جو مسیح کا زمانہ تھا اور وہ دور دراز کا سفر کر کے کشمیر میں پہنچا اور وہ نہ صرف نبی بلکہ شہزادہ بھی کہلاتا تھا اور جس ملک میں یسوع مسیح رہتا تھا اس ملک کا وہ باشندہ تھا۔“

نیز لکھا ہے۔ ”حال ہی میں مسلمانوں کی تالیف چند پرانی کتابیں ملی ہیں۔ جن میں صریح یہ بیان موجود ہے کہ یوز آسف ایک پیغمبر تھا جو کسی ملک سے آیا تھا۔ (اس تلبیس سے فائدہ؟ اكمال الدین ص ۳۵۹ میں تصریح ہے کہ یوز آسف سولاہب سے کشمیر گیا تھا) اور شہزادہ بھی تھا اور کشمیر میں اس نے انتقال کیا اور وہ نبی چھ سو برس پہلے ہمارے نبی ﷺ سے گزرا ہے۔“

(حاشیہ کتاب راز حقیقت ص ۱۲، خزائن ج ۱۳ ص ۱۶۴)

حالانکہ یہ صریح غلط بیانی یا لاعلمی ہے کہ مسلمان یوز آسف کو نبی مانتے ہیں۔ بلکہ مسلمانوں کے خیال میں وہ بدھ مذہب کا بت پرست جوگی تھا۔ جس نے جوگ کی بناء پر دعوائے نبوت کیا۔ جیسے امام ابو منصور بغدادی اور ابو ریحان بیرونی کی تصریحات آ رہی ہیں اور نہ اكمال الدین میں اس کی نبوت و رسالت کے متعلق کوئی صاف اور صریح جملہ موجود ہے۔ جیسے مرزا قادیانی نے مغالطہ کی غرض سے لکھا اور اگر ہوتا بھی تو کتاب کی حقیقت معلوم۔ ایسے اہم امور کے متعلق اکابر فن کی تصریحات ضروری ہیں۔ نہ کہ داستان امیر حمزہ کے حوالے۔ کیا یوز آسف بھی اشتہاری نبی تھا؟ اور نہ یہ گپ موجود ہے کہ یوز آسف کا عہد ختم المرسلین سے چھ سو سال پہلے ہے۔

مرتبہ دوم

یوز آسف کو نبوت عطاء کرنے کے بعد مرزا قادیانی نے ذیل کے دعوے کئے۔

.....۱ یوز آسف کا زمانہ وہی ہے جو مسیح کا زمانہ ہے۔

.....۲ جس ملک میں یسوع مسیح رہتا تھا اسی ملک کا یوز آسف باشندہ تھا۔

(ریو پوٹمبر ۱۹۰۳ء ص ۳۳۸ ج ۲ ص ۹)

یہ ہر دو دعوے بھی مرزا قادیانی کی دماغی پیداوار ہیں۔ آپ نے ان کو از خود اس لئے تراشانا کہ بہ سہولت ثابت کیا جاسکے کہ سری نگر میں یوز آسف کی قبر یسوع مسیح کی قبر ہے۔ ورنہ یوز آسف مسیح کی پیدائش سے بہت پہلے گزرا ہے۔ کتاب یوز آسف، بلوہر، مطبوعہ سٹیمپریس دہلی ص ۳ پر لکھا ہے۔ پھون جب یوز آسف پر ایمان لایا تو اس وقت تین سو برس بدھ کو ہو چکے تھے۔

تاریخ ہند مؤلفہ لتھبرج ص ۳۰ میں ہے۔ گوتم بدھ پانچ سو پچاس سال قبل مسیح پیدا ہوئے اور چار سو ستاسی سال قبل مسیح فوت ہوئے۔

اس سے ثابت ہوا کہ یوذا آسف حضرت مسیح علیہ السلام سے کئی سو سال پہلے گذرا ہے۔

مرتبہ سوم

اصول ارتقاء کے تحت نمبر سوم پر مرزا قادیانی نے کہا۔ یوذا آسف کی کتاب اور انجیل کو اکثر مقامات سے ایسا تو ادھ ہے کہ بہت سی عبارتیں باہم ملتی ہیں مگر ہماری رائے تو یہ ہے کہ خود حضرت عیسیٰ کی یہ انجیل ہے جو ہندوستان کے سفر میں لکھی گئی۔ (کتاب چشمہ مسیحی ص ۲، خزائن ج ۲۰ ص ۳۳۰، تحفہ گولڈویہ ص ۱۴، خزائن ج ۱۷ ص ۱۰۰، ریویو ستمبر ۱۹۰۳ء ص ۳۳۸ ج ۲ ش ۹)

تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ یہاں گزارش صرف اس قدر ہے کہ بعض یا اکثر مضامین کے توارد سے دو کتابوں کا ایک ہونا کیوں کر لازم آتا ہے۔ ورنہ ختم المرسلین کی نبوت کی طرح (بہ سلسلہ انکار حدیث) قرآن حکیم سے بھی مرزا قادیانی کو ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ کیونکہ قرآن حکیم کتب سابقہ سماویہ کا نمین ہے۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی نے محل نزاع میں اپنی رائے پیش کی۔ یہ بحث کوئی قادیانی نبوت نہیں کہ سادہ لوح فریب میں آ کر یوں ہی تسلیم کر لے۔ یہ تاریخ ہے اس کا تعلق حقائق و واقعات سے ہے۔ اس کا ثبوت مرزا قادیانی کے ذمہ ہے۔ مگر آپ ہیں کہ:

ہرچہ پیدا سے شود از دور پندارم توئی

مرتبہ چہارم

اس کے بعد مرزا قادیانی نے ایک اور زوالا دعویٰ کیا اور علم الاسنہ اور اس کے فلسفہ پر اپنی شان علمیت کی مہر لگادی۔ فرماتے ہیں: ”یوذا کا لفظ یسوع کا بگڑا ہوا یا مخفف ہے اور آسف حضرت مسیح کا نام تھا۔ جس کے معنی ہیں۔ یہودیوں کے متفرق فرقوں کو تلاش کرنے والا یا اکٹھا کرنے والا۔“ (تحفہ گولڈویہ ص ۱۴، خزائن ج ۱۷ ص ۱۰۰)

نیز لکھا ہے ”یہ لفظ صریح معلوم ہوتا ہے کہ یسوع آسف کا بگڑا ہوا ہے۔ (جیسے ریزے میکڈانلڈ، راجی مکندائل سے۔ مؤلف) آسف قوم کو تلاش کرنے والا، چونکہ حضرت عیسیٰ یہودیوں کے گم شدہ فرقوں کو تلاش کرتے کرتے کشمیر پہنچے۔ اس لئے انہوں نے اپنا نام یسوع آسف رکھا تھا۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۲۲۸، خزائن ج ۲۱ ص ۴۰۴)

شان تناقض

مرزا قادیانی کتاب (تبلیغ رسالت حصہ چہارم ص ۸۷، مقدمہ کتاب البریہ ص ۳۰۲، خزائن ج ۱۳ ص ۲۰، ۲۱) پر لکھتے ہیں۔ ”در اصل یہ لفظ یسوع آسف ہے۔ یعنی یسوع غمگین۔ آسف اندوہ و غم کو کہتے ہیں۔ چونکہ حضرت مسیح نہایت غمگین ہو کر اپنے وطن سے نکلے تھے۔ اس لئے اپنے نام کے ساتھ آسف ملا لیا تھا۔“ (نیز دیکھو! کتاب ست پن حاشیہ ص ۱۰، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۶)

حضرات! ان بے تکی باتوں پر انگشت بدندان ہونے کی ضرورت نہیں۔ جو خود ساختہ نبوت دوسروں کو بیک جنبش قلم نبوت عطاء کر سکتی ہے۔ اس سے کچھ بعید نہیں کہ حضرت مسیح جیسے عالی پایہ نبی کو عربی دانی کی سند بھی دے کر یہ کہہ گزرے کہ نہایت غمگین ہونے کے باعث حضرت مسیح نے اپنا نام آسف رکھ لیا تھا۔ آپ ہی ہیں کہ عیسیٰ خیل افغانوں کو اولاد مسیح ہونے کا زرین تمنغہ عطاء کر چکے ہیں۔ اگر حضرت مسیح کو عربی دان قرار دیا یا عربی نژاد قرار دے دیں تو کیا تعجب، غالباً اس زمانہ میں وادی کشمیر کی اصلی زبان عربی ہوگی جو بگڑتے بگڑتے کشمیری زبان بن گئی۔ (بقول آپ کے) اب بھی کئی الفاظ میں توار دو موجود ہے۔

لطیفہ

ناظرین! ان مرزائیوں کی بھی مت پوچھئے۔ ہزاروں میں سے فقط ایک مفتی محمد صادق مرزائی کا لطیفہ سن لیجئے اور سردھنتے رہئے اور شان اجتہاد کی داد دیجئے۔ فرماتے ہیں۔ ”پنجابی میں قدیم سے ایک ضرب المثل مشہور چلی آتی ہے۔ ”اسگول تے کچھ نہ پھول“ غالباً مردوزمانہ سے اور اصلیت مثل کے بھولنے سے کول کا لفظ بدل کر گول بن گیا اور اصل یوں تھا۔ ”ایسوکول“ یعنی یسوع ہمارے پاس ہی ہے۔ پنجاب کے متصل کشمیر میں مدفون ہے۔ لیکن کچھ اس کی بابت کھول کر دریافت نہ کرو۔ کیونکہ یہ امر پردے میں رکھنے کے لائق ہے کہ یسوع اہل پنجاب کے پاس ہی ہے۔“ (اخبار فاروق ۲۵، مئی ۱۹۱۶ء ص ۱۱)

یہ ہیں وہ براہین قاطعہ، جن پر قادیانی ”نبوت“ اور اس کے شرائع و احکام کی بنیاد ہے۔ مرزا قادیانی نے اگر ایک فسانہ کا سہارا لے کر یوڈ آسف کو نبی، اور عین مسیح کہا اور اس کی پوٹھی اور قبر کو انجیل اور قبر مسیح قرار دیا تو مرید جی نے اپنی مادری زبان (مقدس بانی) سے استدلال کر کے جھٹ سے مسیح کی قبر کشمیر میں تیار کر لی۔

مرتبہ پنجم

اس تمام بے سرو پا طومار کو اگل دینے کے بعد مرزا قادیانی حرف مطلب پر آئے اور

فرمایا۔ ”جو سری نگر میں محلہ خانیاں میں یوڈ آسف کے نام سے قبر موجود ہے۔ وہ درحقیقت بلاشک و شبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔“ (راز حقیقت ص ۲۰، خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۲، حقیقت الوحی، مسیح ہندوستان میں، براہین احمدیہ حصہ پنجم، کشف الغطاء، تحفہ گولڑویہ، ست بچن، کشتی نوح، اعجاز احمدی، نور القرآن، ایام الصلح، کتاب البریہ وغیرہ)

دفع دخل مقدر

اس تصریح کے بعد مرزا قادیانی کو خیال آیا کہ مبادا کسی کتاب میں ہم نے اس کے خلاف بھی کچھ لکھ دیا ہو۔ پھر ممکن ہے کہ کوئی مکذب، مکفر، مشکک، اس کو متعارض غلط بیانی قرار دے کر ہمارے خلاف نفرت پھیلانے لگے۔ اس لئے بطور پیش بندی آپ نے لکھ دی۔ ”ہاں ہم نے کسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی بلا دشام میں قبر ہے۔ مگر اب صحیح تحقیق ہمیں اس بات کے لکھنے پر مجبور کرتی ہے کہ واقعی قبر وہی ہے جو کشمیر میں ہے اور ملک شام کی قبر زندہ درگور کا نمونہ تھا۔ جس سے وہ نکل آئے۔“

(ست بچن ص ۱۶۳ حاشیہ، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۷، تبلیغ رسالت ج ۳ ص ۸۷ حاشیہ)

اہل علم سے ہماری استدعا ہے کہ وہ مرزا قادیانی کی اس تاویل کو ان کی عبارت ذیل سے ملا کر پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ خط عشواء کا اس سے بڑھ کر نمونہ مل سکتا ہے؟ مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ ”یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا۔ پھر زندہ ہو گیا۔“

(الزادواہام ص ۴۷۳، خزائن ج ۳ ص ۳۵۳)

نتیجہ بحث

گذشتہ تمام مباحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ:

-۱ حضرت مسیح کشمیر آئے۔
-۲ یوڈ آسف نبی تھا اور کشمیر گیا۔
-۳ اس کی تعلیم حضرت مسیح کی تعلیم سے ملتی جلتی ہے اور اس کی کتاب کا نام بھی انجیل ہے۔
-۴ یوڈ آسف کا زمانہ اور ملک وہی ہے جو مسیح کا زمانہ اور ملک ہے۔
-۵ بنا بریں یوڈ آسف اور مسیح ایک حقیقت کے دو عنوان اور ایک شخصیت کے دو نام ہیں۔
-۶ لہذا سری نگر میں یوڈ آسف کی قبر بلاشک و شبہ حضرت مسیح کی قبر ہے۔
-۷ جب حضرت مسیح کی وفات محقق ہو چکی تو ثابت ہوا کہ ہم ہیں مثیل مسیح موعود۔

ناظرین معلوم کر چکے ہیں کہ یہ تمام تردعاویٰ خواب ہائے پریشان اور یہ تمام مقدماتان ٹولیدہ دماغی کی خرافات واہیہ ہیں اور شرائط استنتاج سے یکسر خالی ہیں۔ لہذا ان مقدمات کا نتیجہ (مسیحیت مرزا) بھی لغو اور باطل ہے۔

عودالی موضوع الجٹ

مرزا قادیانی کے ان تمام دعاوی میں اگر کوئی حصہ قابل غور اور جاذب توجہ ہے تو (۱) صرف یوڈ آسف کا نبی ہونا۔ کیونکہ یہ شریعت اسلامیہ کی نظر میں اہم ترین بحث ہے۔ (۲) پھر یہ حصہ مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا خیالی تعمیر کے لئے اساس کا حکم رکھتا ہے۔ (۳) اس کے ساتھ ہی خواجہ محمد معظم کی تاریخ کشمیر اعظمی جس کو لکھے ہوئے ڈیڑھ سو سال گذر چکا ہے۔ مطبوعہ ۱۳۰۳ محمدی پریس لاہور ص ۸۲ پر یوڈ آسف کے متعلق لکھا ہے۔ بہ رسالت مردم کشمیر مبعوث شدہ او کشمیر درآمدہ بہ دعوت خلأق اشتعال نمود، و بعد رحلت در محلہ انزہ مرہ بیاسود۔

لیکن خواجہ محمد معظم اتنی بڑی شرعی ذمہ داری (کسی کو نبی اور رسول ماننا) کی سند صرف اتنی لکھتے ہیں۔ ”در کتابے از تاریخ دیدہ شد“ یعنی کسی تاریخ کی کتاب میں نظر پڑا تھا کہ یوڈ آسف کشمیر کا رسول تھا۔ (کتاب کا نام معلوم نہیں) واضح رہے کہ ایسی مجہول الحقیقت مجہول الاسم تاریخی کتاب سے حقیقی رسائیں ثابت نہیں ہوا کرتیں۔ البتہ اشتہاری نبوت کے لئے ہر قسم کے راستے کھلے ہیں۔

بغدادی اور یوڈ آسف

کتاب ”اکمال الدین“ مرزا قادیانی کے خیال میں ہزار سال سے زیادہ کی تصنیف ہے۔ جس کی حقیقت الم نشرح ہو چکی ہے اور امام ابو منصور عبدالقادر تمیمی بغدادی شافعی متونی ۴۲۹ھ کو گذرے ہوئے آج تقریباً نو سو تیس سال گذرنے کو ہیں۔ علامہ ابن بابویہ اور بغدادی میں صرف اڑتالیس سال کا تقدم و تاخر ہے۔ امام مذکور، فقیہ، اصولی، ادیب، علم کلام اور اختلاف المذہب کا ماہر، استاذ امام ابواسحاق اسفرینی کا شاگرد اور ان کے بعد ان کا جانشین، بڑے بڑے ائمہ وقت کا شیخ، امام ابوالحسن اشعری متونی ۳۲۴ھ کا تبع ہے۔ امام ابو منصور کے حالات تفصیلاً وفیات الاعیان از ابن خلکان، فوات الوفيات از صلاح الدین اللمتی طبقات الشافعیہ الکبریٰ از تاج الدین سبکی میں مذکور ہیں۔

امام ابو منصور کتاب الفرق بین الفرق ص ۳۳۳ پر (اہل السنّت والجماعت کے متفقہ عقائد بیان کرتے ہوئے) لکھتے ہیں۔

”وقالوا بتكفير كل متنب سواء كان قبل الاسلام كزردشت ويوز
آسف ومانى وديسان ومرقيون ومزدك اوبعدہ كمسيلمة وسجاح والاسود
العنسى وسائر من كان بعد هم من المتنبيين“ ﴿اہل سنت نے ہر ایک متنبی کی تکفیر
کی۔ خواہ وہ عہد اسلام سے پیش تر گذرا ہو۔ جیسے زردشت، یوز آسف مانی، دیسان، مرقيون
مزدک، یا عہد اسلام کے بعد ہوا ہو۔ جیسے مسیلہ، سجاح، اسود عنسی وغیرہ متنبیان کذاب۔﴾
نیز بغدادی اپنی کتاب اصول الدین مطبوعہ اسلامبول ص ۳۲۰ پر (ان کفار پر بحث
کرتے ہوئے جن سے جزیہ لینا جائز نہیں بلکہ قتل واجب ہے) لکھتے ہیں۔

”والصنف العاشر منهم الذين عبدوا الملائكة وهم فرقتان
احدهما قوم من الهند كانوا في زمان يوز آسف الهندي ثم نقلهم يوز آسف
الى عبادة الاصنام“ ﴿مذکورہ بالا کفار کی قسم دہم وہ لوگ ہیں جو ملائکہ کی پرستش کرتے ہیں۔
ان کے دو گروہ ہیں۔ اول ہندوستانیوں کا فرقہ ہے۔ جو یوز آسف ہندی کے عہد میں تھا۔ بعد
ازاں یوز آسف نے ان کو ملائکہ پرستی سے ہٹا کر بت پرستی پر لگایا۔﴾
نتیجہ

بغدادی کی مذکورہ بالا دو عبارتیں اپنی شرح آپ ہیں۔ پہلی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ
یوز آسف نے بھی مرزا قادیانی کی طرح ناجائز اور بے جا طور پر نبوت کا دعویٰ کیا جو اہل اسلام کی
نظر میں ہر ایک دور کے انداز موجب کفر والحاد، زندقہ وارتداد ہے۔ یوز آسف ہزار مرتاض سہی
جو گیوں کی طرح تارک الدنیا سہی۔ لیکن بے جا دعویٰ نبوت اسلام کی نگاہ میں ایسا ناقابل عفو جرم
ہے۔ جس میں زمان و مکان کی کوئی قید نہیں۔ لیجئے! جس شخص کو مرزا قادیانی منصب نبوت پر سرفراز
فرما رہے تھے۔ وہ ائمہ اسلام کی تصریح کے مطابق مسلم و موحد بھی ثابت نہ ہوا۔ ساتھ ہی اس بات
کا بھی اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ہندی متنبیوں کی جستجو میں مرزا قادیانی مہارت رکھتے ہیں۔ ”ولقد
صدق صله الله عليه وسلم الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف وما
تناكر اختلف“

دوسری عبارت اس سے بھی زیادہ واضح ہے۔ اس میں تصریح ہے کہ ہندوستان میں
بت پرستی کا مروج یوز آسف ہندی (بھی) ہے۔ اس نے ملائکہ کی پرستش کرنے والوں کو بت
پرستی کی تعلیم دے کر بت پرستی پر لگایا تھا۔

یہ محدث اصحاب الروحانیات اور اصحاب الہیماکل کے نام سے مشہور ہے۔ اصحاب الروحانیات کی ترقی اور عروج کا عہد، ابراہیمی عہد ہے۔ جب کہ ان کے والد حکومت وقت کے وزیر معارف (تعلیمات) تھے۔ آذر کی بت گری، بت تراشی کے ہمارے ہاں یہی معنی ہیں۔ حضرت شیخ مہاجر مولانا محمد عبید اللہ الحاج سے بھی یہی معنی منقول ہیں۔ اول الذکر مشرب صابہ کا ہے۔ ان کی مد مقابل حنیف کہلاتی ہے۔ اسی اول الذکر سے ہیکل پرستی کی بنیاد پڑی۔ اس بحث کی تفصیل بمالامزید علیہ شہرستانی نے کتاب السملل والنحل ج ۲ ص ۷۰، ۹۴، بعد اور البیرونی نے الاثار الباقیہ ص ۲۰۴ بعد میں کر دی ہے۔ وہاں ملاحظہ ہو۔

مزید براں بغدادی کی دوسری عبارت سے یہ بھی صاف ہو گیا کہ یوز آسف ہندی نژاد تھا۔ اس کو حضرت مسیح علیہ السلام کی زاد و بوم (شام) سے کوئی دور کا واسطہ بھی نہیں اور نہ وہ شام سے سفر کر کے ہندوستان آیا۔ گورمزا قادیانی نے نہایت جسارت سے یہ جھوٹ تراشا کہ: ”کشمیر کی پرانی تاریخوں سے ثابت ہے کہ صاحب قبر ایک اسرائیلی نبی تھا اور شہزادہ کہلاتا تھا..... جو بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔ کشمیر میں پہنچا، بڈھا ہو کر فوت ہوا۔ اس کو عیسیٰ صاحب بھی کہتے ہیں۔ شہزادہ نبی بھی اور یوز آسف بھی۔“

مرزائیوں کو صلائے عام ہے کہ وہ اپنی تمام طاقتیں فراہم کر کے کسی مستند، کشمیر کی تاریخ سے ثابت کریں کہ یوز آسف ہندی، بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔ ”فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التي وقودها الناس والحجارة، اعدت للكافرين“

علامہ حکیم، ابوریحان، محمد بن احمد البیرونی الخوارزمی متوفی ۲ رجب ۴۴۰ھ اپنی شہرہ آفاق کتاب ”الاثار الباقیہ عن القرون الخالیہ“ میں لکھتے ہیں۔

”القول علی تواریخ المتنبین وامم المخدوعین علیہم لعنت رب العلمین“ ﴿متنبیان کذاب اور ان کی فریب خوردہ امتوں کا بیان ان سب پر (تابع و متبوع پر) خدا کی لعنت ہو۔﴾

البیرونی اس بات کی تمہید میں لکھتے ہیں۔ جس طرح دنیا میں انبیاء مبعوث ہوئے۔ اسی طرح متنبیان کذاب بھی آتے رہے۔ مذکورہ بالا انبیاء کے ذکر کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ

جھوٹے مثنویوں کا تذکرہ بھی کیا جائے۔ بعض تو ان میں سے ایسے بھی گذرے ہیں۔ جنہیں کوئی ماننے والا دستیاب نہیں ہوا۔ اس لئے ان کا ذکر صرف صفحات تاریخ میں باقی ہے اور بعض کو متبعین ملے جن کے متفنی ان کے نام اور ان کے مذہبی رسوم اب تک باقی ہیں۔

واضح رہے کہ ان کے اسماء کے اور تعداد اور حالات کی تفصیل سے ہماری کتاب قاصر ہے۔ تاہم ضروری ہے کہ چند مشہور مثنویوں کا تذکرہ کر دیا جائے تاکہ عبرت لینے والے عبرت لے سکیں۔

”واول المذكورین منهم یوز آسف وقد ظهر عند مزی سنة من ملك طهمورث بارض الهند واتى بالكتابة الفارسية ودعا الى ملة الصابین، فاتبعه خلق كثير“ ﴿تاریخ عالم میں جن مثنویوں کا ذکر ہے۔ ان میں سب سے پہلا شخص یوز آسف ہے۔ شاہ طہمورث کے سنہ جلوس کے سال دوم میں یہ شخص سرزمین ہند میں (مدعی نبوت ہو کر) نمودار ہوا۔ اس نے یہاں فارسی خط کی ترویج کی اور فرقہ صائبہ کے مذہب کی طرف (ہند میں) دعوت دی اور بہت سے لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول کیا۔﴾

فرقہ صائبہ کو ستارہ پرست اور اصحاب روحانیات بھی کہا جاتا ہے۔ ان کا مرکز دراصل ایران تھا۔ شاہان پشدادی اور کیانی باشندگان بلخ سیارات کی تقدیس و تعظیم کے معتقد رہے۔ تا آنکہ گشتاپ کے سنہ جلوس کے تیسویں سال زردشت پیدا ہوا۔ جس نے پرانی بساط لپیٹ کر آتش پرستی اور مجوسیت کی دعوت دی۔ البیرونی، مذہب صائبہ کی توضیح و تحقیق کرتے ہوئے ص ۲۰۵ پر لکھتے ہیں۔ ”ولهم انبياء كثيرة اكثرهم فلاسفة يونان كهرمس المصري واغاذ يمون وواليس و فيثا غورس و امثالهم ومنهم من يزعم ان يوز آسف هو هرمس وقديسمى هرمس بادريس الذى ذكر فى التوراة احنوح“ فرقہ صائبہ کے بھی بہت سے انبیاء ہیں۔ جن میں سے اکثر فلاسفہ یونان ہیں۔ جیسے ہرمس مصری، آغاذیمون والیس فیثا غورث، وغیرہ۔ عام طور پر ہرمس کو ادریس کہا جاتا ہے جو تورات میں حنوح کے نام سے مذکور ہیں اور بقول بعض یوز آسف اور ہرمس ایک ہیں۔

فرقہ صائبہ کے متقدا اور ان کے مذہبی اصول اور بعض شرائع و احکام بیان کرنے کے بعد البیرونی ص ۲۰۶ پر ہندوستان کی وہ سابقہ مذہبی حالت بدیں الفاظ بیان کرتے ہیں جو یوز آسف کے ظہور سے پیشتر تھی۔

”وكان الناس قبل ظهور الشرائع و خروج يوذ آسف شمنيين
سكان الجانب الشرقى من الارض وكانو عبدة اوثان وبقاياهم الآن بالهند
والصين والتغزو ليسيهم اهل خراسان شمنان واثارهم ظاهرة فى ثغور
خراسان المتصلة بالهند“ احكام الہی کے ظہور سے پیشتر اور یوذ آسف کے دعویٰ نبوت
سے قبل دنیائے (ہند) بت پرست تھی اور یہ لوگ شمن (بت پرست، غیاث، برہان) کہلاتے
تھے۔ ہندوستان، چین، تغرغز (اترک) میں اب تک ان کے افراد پائے جاتے ہیں۔ خراسانی
ان کو شمنان کہتے ہیں۔ خراسان کی ان سرحدوں پر جو ہندوستان سے متصل ہیں۔ اب تک ان کے
مٹے ہوئے نشانات (اور بتوں کے مجسمے) ملتے ہیں۔ اس کے بعد المیرونی نے ان بت پرستوں
کے بعض عقائد پر بحث کی۔ جس طرح اس سے پیشتر اس نے صائبہ کے عقائد و شرائع لکھے۔

نتیجہ

- المیرونی کی تصریحات سے امور ذیل واضح ہوئے۔
-۱ یوذ آسف دنیائے ہند کسب سے پہلا، منبتی ہے اور وہ ہندی الاصل ہے۔
 -۲ اس کے ظہور سے پیشتر دنیائے ہند بت پرستی میں مبتلا تھی۔
 -۳ اس نے ہندوستانیوں کو بت پرستی سے ہٹا کر کواکب پرستی پر لگایا۔
 -۴ یوذ آسف صائبہ کے عقائد کا پیرو تھا اور صابانی مذہب کی طرف دعوت دیا کرتا تھا۔ جس
طرح یزید بن ابی امیہ خارجی پیشین گوئی کر گیا ہے کہ میرے بعد ایک عجمی نژاد نبی
مبعوث ہوگا۔ جو خود بھی فرقہ صائبہ کا پیرو ہوگا اور اس کی امت بھی صابانی ہوگی۔

تنبیہ

بغدادی اور المیرونی کی تصریحات کو ایک حصہ میں جزوی طور پر بظاہر مختلف ہیں۔ مگر
ہردو یوذ آسف کی تکفیر اور اس کے منبتی کذاب ہونے میں متفق ہیں۔ یہی ہمارا دعویٰ اور حقیقی نصب
العین تھا۔ وباللہ الثقة!
المحصل

ان حالات میں آپ خود فیصلہ کریں کہ یوذ آسف، منبتی، ہندی، برگزیدہ بن کر حضرت
مسح بن مریم علیہ السلام کیوں کر ہو سکتا ہے؟ اس تاریخی اہم انکشاف نے مرزا قادیانی کی تمام
محنت و سعی پر پانی پھیر دیا۔ جس محنت و تگ و دو کو انہوں نے ان گستاخ الفاظ میں ادا کیا۔

”اب بتلاؤ کہ اس قدر تحقیقات کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے میں کیا کسر رہ گئی۔“

(تحفہ گلڑویہ ص ۹، خزائن ج ۷ ص ۱۰۱)

”کبرت کلمة تخرج من افواہم ان يقولون الا کذباً“ یقیناً آپ اس حربے سے حضرت مسیح علیہ السلام کو نہ ”مار“ سکے۔ رہے وفات مسیح کے لئے آپ کے دوسرے حربے۔ سو وہ اس وقت موضوع بحث سے خارج ہے۔

تکمیل

مرزا قادیانی بقول کے ”الغریق یتشبث بكل حشیش“ سرگردان ہیں کہ کس طرح سے حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں تیار کی جائے۔ اس لئے وہ ہر صد پر کان دھرتے اور ہر سنی سنائی پر ایمان لاتے ہیں۔ انہیں خود بھی معلوم ہے کہ الہام کا دامن چھوڑ کر میں نے ناحق مصیبت اپنے سر لی۔ معاملہ پیچیدہ اور ہے اور منزل کٹھن ہے۔ مگر مرزا قادیانی ہیں کہ ہمت نہیں ہارتے۔ آپ نے بسلسلہ مسیح ہندوستان میں ایک اور انوکھی دلیل بھی ذکر کی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

”حال میں ایک انجیل تبت سے ذن کی ہوئی نکلی ہے۔ جیسا کہ وہ شائع بھی ہو چکی ہے۔ بلکہ حضرت مسیح کے کشمیر آنے کا یہ ایک دوسرا قرینہ ہے۔“ (واہ اردوئے معلیٰ)۔ یہ تو جب ہو کہ انجیل فقط مسیح ہی کی کتاب کا نام ہو۔ حالانکہ ایسا نہیں) ہاں یہ ممکن ہے کہ اس انجیل کا لکھنے والا بھی واقعات کے لکھنے میں غلطی کرتا ہو۔ جیسا کہ پہلی چار انجیلیں بھی غلطیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ مگر ہمیں اس نادر اور عجیب ثبوت سے بلکہ منہ نہیں پھیرنا چاہئے جو بہت سی غلطیوں کو صاف کر کے دنیا کو صحیح سوانح کا چہرہ دکھلاتا ہے۔“

(ست بچن ص ۷، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۷ حاشیہ)

نیز لکھا ہے۔ ”حال میں جو تبت سے ایک انجیل کسی غار سے برآمد ہوئی ہے۔ جس کو ایک روسی فاضل نے کمال جدوجہد سے چھپوا کر شائع کر دیا ہے..... یہ واقعہ بھی کشمیر کی قبر کے واقعہ پر ایک گواہ ہے۔“

(ایام اصلاح ص ۱۱۸ حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص ۳۵۶)

مختلطون مائتہ کذبتہ

دوسرے موقع پر کہتے ہیں۔ ”پھر دوسرا ماخذ اس تحقیق کا مختلف قوموں کی وہ تاریخی کتابیں ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہندوستان اور تبت اور کشمیر آئے تھے اور حال میں جو ایک روسی انگریز نے بدھ مذہب کی کتابوں کے حوالہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس ملک میں آنا ثابت کیا ہے۔ وہ کتاب میں نے بھی دیکھی ہے اور میرے پاس ہے۔ وہ کتاب بھی اس رائے کی مؤید ہے۔“

(کشف الغطاء ص ۲۴، خزائن ج ۱۳ ص ۲۱۱)

مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا عبارات میں دو باتیں قابل غور ہیں۔

..... کسی روسی سیاح کو تبت کی کسی غار سے کوئی انجیل دفن شدہ ملی۔ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ سیاح مذکور کو کوئی کتاب دفن شدہ ملی ہوگی اور اس نے اس کو انجیل سمجھا ہوگا۔ جو بندہ یا بندہ، ماضی قریب میں کسی لیڈی کو کہیں سے قرآن حکیم مدفون ملا تھا۔ جو بقول ملحدین اس قرآن سے مختلف تھا۔ مگر دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ شرارت کار گر ثابت نہیں ہوئی۔ سوال صرف یہ ہے کہ انجیل معلوم کس نے لکھی؟ مرزا قادیانی تو کہہ دیں گے کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سفر ہندوستان میں لکھی۔ جیسے پہلے وہ انجیل یوز آسف کے متعلق کہہ چکے ہیں۔ لیکن مرزائیوں کی واقفیت اور مومنوں کے ایمان کی حفاظت کے لئے ہم انکشافات ذیل پیش کرتے ہیں۔

علامہ ابوریحان البیرونی ”الانوار الباقیہ“ مثنویوں کے باب میں لکھتے ہیں۔ ”ان الفرس كانوا يدينون بما اورده زردشت من المجوسية لا يفترون فيها ولا يختلفون، الى ارتفاع عيسى وتفرق تلامذته في الاقطار للدعوة وانهم لما تفرقوا في البلاد وقع بعضهم الى بلاد الفرس وكان ابن ديسان ومرقيون ممن استجاب وسمعا كلام عيسى واخذامنه طرفاً ومما سمعا من زردشت طرفاً واستنبط كل واحد من كلا القولين مذهباً ينضن القول بقدم الاصلين واخرج كل واحد منهما انجيلا نسبة الى المسيح وكذب ماعداه وزعم ابن ديسان ان نور الله قد حل قلبه . ولكن الخلاف لم يبلغ بيحيث يخرجهما واصحابهما من جملة النصرائى ولم يكن انجيلاهما مبائنين فى جميع الاسباب لانجيل النصرائى بل زيادات ونقصان وقع فيهما ثم جاء من بعدهما مانى تلميذ فادرون وكان عرف مذهب المجوس والنصارى والثنوية فتنباه وزعم ان الحكمة والاعمال هى التى لم يزل رسل الله تاتى بها من زمن دون زمن فكان مجيئهم فى بعض القرون على يدى الرسول الذى هو البدالى بلاد الهند وفى بعضها على يدى عيسى الى الارض المغرب ثم نزل هذا الوحى وجاءت هذه النبوة فى هذا القران الاخير على يدى وانا مانى رسول اله الحق الى ارض بابل وذكر فى انجيله انه الفارقليط الذى بشيه المسيح وانه خاتم النبيين وصنف كتبا كثيرة كانجيله وشابوقان وكنزاً لاحياء ومقالات كرية زعم فيها انه بسط مارمزه المسيح وسعت الا صبهذ

مرزبان بن رستم یحکی ان ساپور اخرجه عن مملکتنا اخذا بما سنه لم زرا دشت من نفی المتنین عن الارض وشرط علیه ان لا یرجع نغاب الی الہند والعین والتبت ودعاهناک ثم رجع فہیند اخذ بہرام وقتلہ لانہ نقض الشریطہ وابعاح الدم (ص ۱۰۷، ۱۰۸) ﴿تمام ایرنی زردشت کے مذہب (مجوسیت) کے معتقد تھے۔ جس میں ان کا کسی قسم کا اختلاف نہ تھا۔ یہ اتمام و اتفاق برابر رہا۔ تا آنکہ حضرت مسیح کا رُفَع ہوا اور آپ کے شاگرد تبلیغ کے لئے اطراف عالم میں پھیل گئے۔ اس سلسلہ میں شاگردان مسیح میں سے بعض ایران آئے۔ ابن دیصان اور مرقیون نے دعوت عیسوی کو (بذریعہ شاگردان مسیح) سن کر لبیک کہا اور دعوت مذکور کا کچھ حصہ یاد کر لیا۔ ادھر وہ زردشت کے اقوال سے بھی کچھ لے چکے تھے۔ اس پر انہوں نے زردشت اور مسیح کے اقوال سے ایک نیا مذہب ایجاد کیا۔ جس میں دو قدیم اصل (یزدان و اہرمن) تسلیم کر لئے گئے۔ ان میں سے ہر ایک نے ایک ایک انجیل پیش کی جس کو وہ مسیح کی انجیل بتاتے تھے اور اپنی انجیل کے علاوہ باقی تمام اناجیل کی تکذیب کرتے تھے۔ ابن دیصان کہتا تھا کہ خدا کا نور میرے دل میں گھس آیا ہے۔ ابن دیصان اور مرقیوں کا گونصاری سے اختلاف تھا۔ مگر اتنا کہ وہ ہر دو اور ان کے متبعین نصاریٰ سے شمار نہ ہوں اور ان کی انجیلیں بھی از ہر وجہ نصاریٰ کی انجیلوں سے مختلف نہ تھیں۔ بلکہ ان میں کسی قدر کمی بیشی تھی جو دوسری انجیلوں سے مختلف تھی۔ ابن دیصان اور مرقیوں کے بعد مانی شاگرد فادروں کا عہد آیا۔ یہ شخص مجوس، نصاریٰ اور مشویہ (داصل مانے والے) کے عقائد سے واقف تھا۔ اس کذاب نے دعوائے نبوت کیا اور کہا کہ تعلیم حکمت و اعمال صالحہ کے لئے ہموارہ نبی آتے رہے۔ ایک زمانہ تھا کہ حکمت و اعمال صالحہ کی تعلیم سرزمین ہند میں بدھ لایا تھا۔ ایک زمانہ میں ایران میں زردشت نے یہ تعلیم پھیلائی اور اس کے بعد سرزمین مغرب میں حضرت مسیح اس کام کے لئے تشریف لائے۔ بعدہ اس دور آخر میں یہ وحی اور نبوت مجھ عاجز کو ملی اور سرزمین بابل میں میں خدا کا رسول ہوں۔ مانی نے اپنی انجیل میں لکھا کہ حضرت مسیح نے جس فارقلیط کے آنے کی بشارت دی وہ اس عاجز سے عبارت ہے۔ جسے مرزا قادیانی نے کہا کہ مسیح کا مبشر احمد یہ بندہ ہچمدان فدوی بارگاہ ہے۔ نیز مانی نے کہا کہ میں خاتم النبیین ہوں۔ مانی نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ جیسے انجیل شاپورگان، کنز الاحیاء ان کے علاوہ بہت سے مقالات لکھے۔ جن میں تصریح کی کہ میں حضرت مسیح کی رموز کا شارح ہوں۔ (تقریباً یہی دعویٰ مرزا قادیانی کا ہے) ﴿

المیرونی کہتے ہیں۔ میں نے صہبہ مرزباں بن رستم کو کہتے سنا کہ شاپور نے مانی کو ایران سے خارج البلد کر دیا تھا۔ یہ اس لئے کہ زردشت نے ان کو حکم دیا تھا کہ کسی متنہی کو اپنی سرزمین میں نہ رہنے دو اور اس سے عہد لیا کہ واپس نہیں آئے گا۔ چنانچہ مانی ہندوستان اور چین اور تبت میں مارا مارا پھرتا رہا اور وہاں اس نے اپنے خیالات کی طرف لوگوں کو دعوت بھی دی۔ بعد ازاں وہ ایران آیا۔ اس پر شاہ بہرام نے نقض عہد کے جرم میں اس کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

المیرونی کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح کے رفع کے بعد جب آپ کے شاگرد دنیا میں پھیل گئے۔ تو ان کی دعوت کے بعد علاوہ اس کی اپنی انجیلوں کے کئی ایک اور انجیلیں تصنیف ہوئیں۔ انجیل ابن ویسان، انجیل مرقیون انجیل مانی، نیز واضح ہو کہ مانی جلاوطنی کے زمانے میں تبت آیا اور اس نے اپنے خیالات کی اشاعت کی۔ قرآن صاف بتلا رہے ہیں کہ تبت کی غار سے برآمدہ مدفون انجیل کی اگر کوئی حقیقت ہے تو یا تو یہ مانی کی انجیل ہے اور بدرجہ آخر شاگرداں مسیح کی یادگار ہے۔ (۲) رہا مردوم وہ یہ کہ مرزا قادیانی نے تعارض سے کام لیتے ہوئے کشف الغطاء میں لکھا کہ روسی سیاح نے بدھ مذہب کی کتابوں کی امداد سے حضرت مسیح کا ہندوستان آنا ثابت کیا ہے۔ واقعی اس سیاح نے ایک کتاب لکھی۔ جس کے چودہ باب ہیں۔ یہ وہی طریقہ ہے کہ اس نے اصل کتاب (مدفون شدہ) کے ساتھ لاکھوں جھوٹ اور ملا کر مرزا قادیانی اور ان جیسے دوسرے متنہیوں کی خدمت کر دی۔ حضور خاتم النبیین نے ایسی ہستیوں کے متعلق فرمایا۔ ”فیخلطون مائة كذبة“

تذہیب

تکفیر یوز آسف کے سلسلے میں واضح ہو چکا کہ یوز آسف متنہی کذاب کو، برگزیدہ نبی حضرت مسیح علیہ السلام سے کوئی دور کی نسبت بھی نہیں اور مرزا قادیانی کے دلائل اس بارے میں تاریکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہیں۔ اس تفصیل کے بعد انصاف سے کسی نئی کاوش کی ضرورت نہیں رہتی اور نہ مرشد کی تردید کے بعد میدان باصفا اہلیت خطاب رکھتے ہیں۔ لیکن مسٹر محمد علی صاحب ایم۔ اے (لاہوری) کی ایک جدت رہ رہ کر اپنی طرف عنان توجہ کو کھینچ رہی ہے اور چونکہ مذکورہ جدت کلام الہی کی تفسیر میں کی گئی۔ اس لئے مذہباً بھی اس کی تردید ضروری ہے۔ مسٹر موصوف آیات ”واویناہما الی ربوة ذات قرار ومعین“ کی تفسیر میں ایک انجیز یا نہکتہ لکھتے ہیں۔ جس کی وادند دینا۔ ایم۔ اے کی ڈگری کا خون کرنا ہے۔ لکھتے ہیں۔ ”یہ کون سی جگہ تھی جہاں ابن مریم اور ان کی والدی کو پناہ ملی؟ مفسرین کا اس میں بہت اختلاف ہے۔ کوئی اسے فلسطین قرار

دیتا ہے۔ کوئی بیت المقدس، کوئی دمشق، کوئی مصر۔ مگر سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ قرآن شریف کے لفظ ربوہ، ذات قرار، معین ان میں سے کسی پر بھی صادق نہیں آتے۔ ربوہ چاہتا ہے بلند زمین ہو۔ (آپ کے دماغ میں ایک خاص قسم کی بلندی جاگزیں ہے۔ لہذا وہ آپ کو مذکورہ بالا مقامات پر نظر نہیں آتی۔ یعنی چار ہزار فٹ۔ مؤلف) ذات قرار چاہتا ہے کہ ہموار ہو۔ پہاڑ نہ ہو۔ (کشمیر میں شاید آپ کے خیال میں پہاڑوں کا نام بھی نہیں۔ مؤلف) یا بہت پھلوں والی ہو (بہت کے لفظ کا سہارا لے کر آپ مقامات مذکورہ سے میوہ جات کی نفی کر سکتے ہیں۔ یہ چالاکی قابل داد ہے۔ بہت کی مقدار شاید چار ہزار من یا ٹن ہو۔ مؤلف) ذات معین چاہتا ہے کہ اس سطح زمین پر چشمے اور نہریں بہ رہی ہوں۔ (تو گویا شام میں نہروں کی وہ خاص مقدار جو آپ نے مقرر کر رکھی ہے موجود نہیں۔ غالباً چار ہزار کے لگ بھگ ہوگی۔ مؤلف) ان تمام صفات میں اگر کوئی یکتا قطعہ زمین ہے تو وہ کشمیر ہے اور دمشق اور مصر تو بہر حال نہیں۔ (وہ کیوں؟ مؤلف) کشمیر کی بلندی چار ہزار فٹ یا اس سے اوپر ہے۔ (ربوہ کے مفہوم میں یہ جدت تحریف قرآن اور زبان عرب پر صریح دست درازی ہے۔ عرب جن کی لغت میں قرآن نازل ہوا۔ اس کو نہیں سمجھ سکتے۔ پھر یہ بھی بتایا ہوتا کہ ربوہ کا عرض و طول کتنا چاہئے۔ چار ہزار مربع میل؟ مؤلف) پھر یہ ذات قرار ہموار میدان ہونے کے لحاظ سے بھی ہے اور پھلوں والی جگہ ہونے کے لحاظ سے بھی۔ پھر چشمے بھی اس میں اس کثرت سے بہتے ہیں کہ ان کی نظیر دوسری جگہ نہیں۔ (پھر قادیان کے قریب ہے۔ نیز روایتی پچاس الماریوں والی یا جبروت حکومت کے زیر نگین ہے۔ جس کو بقول کسے، اگر حکومت سفید قام لوگوں کے لئے نوآبادی بنانے کی فکر میں ہے تو آپ اور قادیانی اس کو ارض موعود بنانے کے درپے ہیں۔ مسٹر کالون اس نکتہ دقیقہ کو غالباً سمجھ چکے ہیں کہ ہر خود ساختہ نبی کے لئے بھی ارض موعود کا ہونا ضروری ہے۔ یاد رہے کہ غلام جب تک آغا کے مقاصد میں اس کا ہاتھ بناتا رہے محبوب ہے۔ وفادار ہے۔ لیکن جب اس نے انباز ہونے کا سودائے خام دماغ میں لایا، فنا ہوا۔ روسیا ہوا۔

ربوہ اور انجیل

مفسرین کرام کا آپ اور آپ کے خفیہ اور ظاہری معتقدین شوق سے مضحکہ اڑایا کریں۔ مگر حیرت ہے کہ انجیل کی تفصیلات ذیل آپ کے یہاں کیوں درخور اعتنا نہیں۔ گلیل کے علاقہ میں ایک شہر ناصرہ تھا۔ جو دراصل پہاڑی پر بستا تھا۔ (لوقاباب: ۴، آیت: ۲۹) اس جگہ کو مریم مقدسہ نے مصر سے واپس آ کر اپنا جائے قرار بنایا۔ (یوحنا باب: ۱، آیت: ۶۰) ”وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین“ (محمد نور الحق العلوی، بازار حکیمان لاہور، ۱۹ اگست ۱۹۳۳ء)

کتاب السنین لانی بجزری
مکتبہ اسلامیہ، سہیلہ، سندھ

السنین

علی الریحیم اکاڈی

یعنی اسلام اور مرزا ایت کا تضاد

حضرت مولانا نور الحق علومیؒ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ!

الحمد لله الذى من اتبع ما انزله ساد وقيل ومن خالف كتابه وسنة نبيه خاب وخذل والصلوة والسلام على خاتم رسله وصفوة خلقه محمد مخدم نار الضلالة وعلى اله واصحابه الذين اصبحوا ناسخين لظلام الجهالة، ومسترسلين ارسالاً الى تصديق الرسالة، فصلى الله عليه وعلى اخوانه من النبيين وعلينا معهم . برحمتك يا ارحم الراحمين . اما بعد!

سلسلہ ختم نبوت کے متعلق مجلس انتشار العلماء پنجاب کا یہ تیسرا رسالہ ہے۔ رسالہ مجلس کی طرف سے مفت تقسیم کیا جائے گا۔ مقامی حضرات مجلس کے دفتر سے یا مؤلف فقیر عفا اللہ عنہ کے مکان سے طلب کر سکتے ہیں اور بیرونی اصحاب نمکٹ ارسال کر کے منگوا سکتے ہیں۔ کتاب ہذا کی حقیقی قیمت صرف یہ ہے کہ ہر موافق و مخالف تک اس کی آواز پہنچائی جائے اور گم گشتگان وادی ضلالت کو راہ راست پر لانے کی سعی پیہم کی جائے۔ کتاب کا اصلی نام ”الشہاب الثاقب علی الرحیم الکاذب“ تجویز ہوا۔ مگر عام مسلمانوں کی سہولت کے لئے ٹائٹل بیچ (لوح) پر اس کا نام ”اسلام اور مرزائیت کا تضاد“ بھی لکھا گیا۔

خدا تعالیٰ میری ناچیز سعی کو قبولیت بخشے اور جن افراد کی فطرت مسخ نہیں ہوئی ان کو اس سے مستفید ہونے کے مواقع بہم پہنچائے۔ ”وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب“

۱۹۳۴ء، محمد نور الحق العلوی!

سرزمین ہند کی پر آشوب تاریخ کا ہر ورق اور اس کا ہر عنوان اپنے اندر لاکھوں حوصلہ شکن مصائب چھپائے ہوئے ہے۔ افق ہند سے شاید ہی کبھی یہ آفتاب عالمیت نمودار ہوا ہو اور فرزند ان توحید کے لئے لاکھوں لاعلاج نکالیف اپنے ساتھ نہ لایا ہو۔ دشمنان اسلام کے بے پناہ حملوں نے امت مسلمہ میں اتنی سختی نہیں چھوڑی کہ وہ اپنے داخلی معاملات کی اصلاح کی طرف ایک لحظہ بھی متوجہ ہو سکے۔ کہیں آرتی اور اذان پر قتل و قتل اور کفار کی فرائض خداوندی کی بجا آوری میں کھلی دست اندازی، کہیں پلویں کے گدھے کے رنگ میں مسلمانوں کے نازک ترین جذبات سے تلعب رکھیں۔ مسئلہ وزارت کی آڑ میں مسلمانوں کی رہی سہی ہستی کا کلی استیصال، اس سے بڑھ کر بربادیوں کے مشورے اور کیا ہو سکتے ہیں۔ ارکان اسلام کی ادائیگی میں دست اندازیاں۔ عقائد شرعیہ کی اصل الاصول یعنی ناموس رسول پر جگہ دوز چر کے رہے۔ حقوق سیاسیہ ان کی یوں بیدریغ پامالی۔

تن ہمہ داغ داغ شد پنہ کجا کجا نہم

عجیب و غریب فتاویٰ

آخر الذکر مسئلہ اس وقت اسلامی ہند کی سطح میں خاص طور پر موجب شورش و اضطراب بنا ہوا ہے۔ مسلمانان ہند نے نہایت تعجب اور سراسیمگی سے اس خبر وحشت اثر کو سنا کہ جناب نائب السلطنت کشور ہند کے وزراء کی صف میں سرفضل حسین صاحب کی سبکدوشی کے بعد چوہدری ظفر اللہ خان صاحب مرزائی کو مسلمانان ہند کا نمائندہ قرار دے کر شامل کیا جانے والا ہے۔ اس انتخاب کے جواز میں جناب مسٹر محمد علی صاحب لاہوری مرزائی (بحوالہ زمیندار ۷ ستمبر ۱۹۳۴ء) فرماتے ہیں۔ ”احمدی جماعت کے کفر و اسلام کا سوال اس وقت تک چار ہائی کورٹوں میں آچکا ہے اور چاروں نے بالاتفاق احمدیوں کو مسلمان قرار دیا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اس وقت تک خود مسلمانوں کو بھی سمجھ آ جاتی۔ مگر افسوس ہے کہ بعض لوگ تعصب سے اندھے ہو کر اسلام میں رخنہ اندازی کر رہے ہیں۔ چار ہائی کورٹوں کے فیصلہ کے بعد کسی شخص کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ احمدیوں کے کافر ہونے کا اعلان کرے۔ اگر کسی میں ہمت ہے تو انہیں چاہئے کہ پہلے ان چار ہائی کورٹوں کے فیصلوں کو بدلوائیں اور پھر احمدیوں کی تکفیر کا نام لیں۔“

مسٹر موصوف کی تائید جناب خان بہادر عبدالعزیز ڈپٹی انسپکٹر جنرل محکمہ سی آئی ڈی نے اور نواب زادہ اللہ نواز خان رکن کونسل نے فرمائی۔ خان بہادر فرماتے ہیں میں ذاتی طور پر چوہدری ظفر اللہ خان کو نہیں جانتا اور نہ مجھے ان سے ملنے کا کبھی اتفاق ہوا ہے۔ چوہدری صاحب کے خلاف پاس ہونے والی قراردادوں کے اسباب و علل محض اسی پر ختم ہیں کہ آپ مرزائی ہیں۔ اگر کسی کے مذہبی عقائد اسے کسی ذمہ دار عہدہ پر فائز ہونے کے لئے ناقابل بنا دیتے ہیں تو میرے خیال میں کوئی سنی، کوئی شیعہ کوئی ہندو کوئی مسیحی بھی کسی عہدہ کا اہل نہیں ہو سکتا۔ (بحوالہ زمیندار ۶ ستمبر ۱۹۳۴ء) خان بہادر معاف فرمائیں۔ یہ مغالطہ ہے۔ واقعی بات ہے کہ مذہبی عقائد کسی عہدہ کی تعویض سے مانع نہیں ہوتے۔ البتہ مذہبی عقائد جو صریح کفر ہوں نمائندگی کے حق سے قطعاً محروم کر دیتے ہیں۔

نواب زادہ فرماتے ہیں۔ کتاب مقدس کی رو سے مسلمان کی نہایت آسان اور واضح تعریف یہ ہے کہ وہ اللہ، قرآن کریم، رسول اللہ کو ماننا ہو اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہو۔ میرے خیال میں اس لحاظ سے چوہدری ظفر اللہ خان اتنا ہی پکا مسلمان ہے جتنی اس سے توقع ہو سکتی ہے۔ (۴ ستمبر ۱۹۳۴ء زمیندار) بچے مسلمان کی یہ تعریف بھی عجیب ہے کیا ارشاد ہے۔ اس شخص کے حق میں جو فرضیت صوم کا یا فرضیت زکوٰۃ کا یا فرضیت حج کا یا کسی قطعی نص کا منکر ہے آیا وہ بھی مسلمان ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ اور قاضی القضاة خان بہادر عبدالعزیز بالقابہ اور مفتی اعظم جناب نواب زادہ اللہ نواز خان صاحب پیر سٹریٹ لاء کی ان تصریحات کے بعد کس کافر کو شبہ ہو سکتا ہے کہ قلمدان وزارت کے اہل صرف جناب چوہدری صاحب ہی ہیں۔

محمدی مسلمان اور انگریزی مسلمان

آنے والے مباحث میں ہم بھی ایک ہائیکورٹ کا مفصل ترین۔ مگر ناقابل اپیل فیصلہ درج کرنے والے ہیں۔ جس کے بارے میں ارشاد ہے۔ ”واللہ یحکم لا معقب لحکمہ“ (خدا تعالیٰ کا فیصلہ اپیل کی رو سے بالاتر ہے) ہم بھی مرزائیوں کی ہر دو شاخوں کو انہیں کے الفاظ میں کہتے ہیں کہ اگر ان میں ہمت ہے تو پہلے اس ہائیکورٹ کا فیصلہ بدلوائیں پھر مسلمانوں کی نمائندگی کے کیف آور خواب دیکھیں۔ اس فیصلہ کی توضیح سن لینے کے بعد امید ہے کہ خان بہادر عبدالعزیز سمجھ سکیں گے کہ بعض مذہبی عقائد ایسے بھی ہیں جو دائرہ اسلام سے قطعاً نکال دیتے ہیں اور مسلمانوں کی مزعومہ نمائندگی پر پانی پھیر دیتے ہیں۔ نیز واضح ہو جائے گا کہ جناب نواب زادہ اللہ نواز خان صاحب نے بھی ضروریات دین کی حقیقت اور ان میں دست اندازی کا حکم نہ سنا اور نہ سمجھا۔ ضروریات دین کے منکر کو علماء اسلام نے قاطبۃ کافر لکھا ہے۔ ہر چند کوئی خشک دعویٰ کرتا پھرے۔

اس فیصلہ کی پوری توضیح و تشریح کے بعد ہمیں مسٹر محمد علی صاحب اور ان کے ہم مشربوں سے استفسار کا حق ہوگا کہ ان کو کون سے ہائی کورٹ پر اعتماد ہے۔ محمدی ہائی کورٹ کے فیصلوں پر ایمان ہے تو آپ محمدی مسلمان کہلانے کے مستحق ہوں گے اور اگر محمدی ہائی کورٹوں کے فیصلوں میں گنجائش نہ دیکھ کر آپ انگریزی کورٹوں کے فیصلوں پر جسے، تو سمجھئے کہ آپ انگریزی مسلمان ہیں۔ پھر محمدی مسلمانوں کے حقوق میں قطع و برید اور ان کی نمائندگی کا سودائے خام دل سے نکال باہر کیجئے۔

عبرت انگیز بے بسی

فیصلہ مذکورہ کو سپرد قلم کرنے سے پیشتر ہم چاہتے ہیں کہ مرزائیوں کی بے بسی کو ایک تمثیل سے واضح کریں۔ بے بسی مذکور ان کو اپنے مذہب کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے ورثہ میں ملی ہے۔ مرزا قادیانی کی ساری عمر مسلمانوں کی تکفیر، ان کو ذریتۃ البغایا اور حرامزادے، سور کہتے ہوئے بسر ہوئی۔ آپ ہر مرزائی پر فرض کر گئے کہ وہ کسی مسلمان کے پیچھے

نماز نہ پڑھے۔ ان کے معصوم بچوں تک کی نماز جنازہ نہ ادا کرے۔ غرض متارکتہ المسلمین کی تعلیم میں آپ نے ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیا۔ جس پر ہر ایک مرزائی عام اس سے کہ لاہوری ہویا قادیانی پوری پابندی سے اب تک عامل ہے۔ اس وقت جب کہ اقوام کی مسابقت کا بازار گرم ہے اور ہر قوم اپنے حقوق کے تحفظ کے خیال سے شب و روز سعی پیہم میں منہمک ہے۔ فرقہ مرزائیہ کی حالت ایسے ہے جیسے ”ازحرم راندہ، وازدیر ماندہ“

سیاسیات ہند کا مستقبل کچھ اس طرح ہوشربا واقع ہوا ہے کہ ہندو اپنی کثرت و دولت اور ادعائے علم کے باوجود مسلم کی اسلامیت اور اس کے شاندار تبلیغی مستقبل سے لرزہ براندام ہے۔ جس کی کڑیاں اور دشوار گر ہیں خود بخود کیے بعد دیگرے کھلتی جا رہی ہیں۔ مسلمان جو ہندوستان میں گواٹھ کر ڈھ ہے۔ مگر ہندو کا ۴/۱ حصہ ہے۔ پھر سو در سو کے گنجنہ میں بری طرح کسا ہوا ہے۔ اپنے مستقبل کے مطالعہ میں الگ مستغرق و پریشان ہے۔ سکھ، جداجیران ہے۔ گاندھی جی اس غم میں گھلے جا رہے ہیں کہ اگر اچھوت ہاتھ سے نکل گئے تو ہندو دھرم ہمیشہ کے لئے فنا ہو جائے گا۔ اسی پر دوسرے زعماء کو بھی قیاس کیجئے۔ ان حالات میں اگر مرزائی تصویر حیرت بنے لندن کے چوراہے کی خاک، شملہ کے خنک پانی میں حل کر کے سرمہ چشم بنائیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔

یہی سراپیمگی تھی۔ جس کے پیش نظر چوہدری ظفر اللہ خان نے گول میز کانفرنس کے تیسرے اجلاس (منعقدہ لندن دسمبر ۱۹۳۲ء) میں لندن کے چوراہے میں اپنی قادیانیت نوازی اور مسلمانوں کی مزعومہ حمایت کا بھانڈا یوں پھوڑا اس اجلاس کی مطبوعہ روداد کے ص ۳۶ پر یہ تصریحات مندرج ہیں۔ ”ویرائے کو اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کا اختیار خاص حاصل ہوگا۔“ یعنی اگر ہندوؤں کے مقابلہ میں جو تین چوتھائی اکثریت رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کی کوئی حق تلفی ہو جو ہندوستان کی آبادی کا ایک چوتھائی ہیں تو ویرائے اس حق تلفی کا ازالہ اپنے اختیارات خاص سے کر دیں۔ چوہدری ظفر اللہ خان کی رگ قادیانیت اس شق پر بحث کرتے ہوئے پھڑک اٹھی اور آپ نے فرمایا کہ شق مذکور کے الفاظ میں یہ ترمیم ہونی چاہئے کہ محض اقلیتوں کے تحفظ سے کام نہیں چلتا۔ بلکہ ویرائے کو یہ اختیار از روئے آئین حاصل ہونا چاہئے کہ رعایا کے کسی طبقہ کے مفاد کو گزند پہنچے تو ویرائے مداخلت کر کے اپنے اختیارات خصوصی سے اس کی روک تھام کر سکیں۔ یعنی قادیانیوں کے تحفظ خصوصی کے سامان بھی مہیا ہونے چاہئیں۔ تاکہ وہ علی الاعلان مسلمانوں کو ذریعۃ البغایا کا فر کہتے رہیں اور حضرت مسیح ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مغفلات سناتے رہیں۔

مجھے یاد آ گیا دود علی عود

الف..... جناب فاروق اعظم کا دور خلافت ہے اور مسلمانوں کی شان کشور کشائی و معدلت گستری کا آفتاب عالمتاب عین نصف النہار پر پہنچا ہوا ہے اور قریب ہے کہ اس کی کرنیں کفرزار ہند کو بھی منور کر دیں۔ اس وقت ۱۵ھ سرحد ہند یعنی بحرین و عمان کے نائب السلطنت حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی اپنے برادر حکم کو اسلامی فوج کا سپہ سالار بنا کر دربار خلافت سے صریح اجازت لئے بغیر بحری راستہ سے ہندوستان کی بحری طاقت اور دوسرے ضروری معاملات کی دیکھ بھال کے لئے روانہ کرتے ہیں۔ حکم یلغار کرتا ہوا ”تھانہ“ (قریب بمبئی) تک پہنچ جاتا ہے۔ پھر یہ ہراؤل دستہ دیکھ بھال کے بعد جب بسلامت واپس آتا ہے تو نائب السلطنت نے اس تمام واقعہ کی روداد دربار خلافت میں ارسال کی۔ تاکہ خلیفہ حسن کارگذاری پر خوش ہوں اور شاید ہندوستان پر حملہ کی اجازت دیں۔ اس پر حضرت فاروق اعظم نے لکھا: ”یا اخا ثقیف حملت دوداً علی عود ان ركب غرق وان نجابرق“ ﴿ثقفی! تو نے ایک کیڑے کو تنکے پر سوار کر کے سمندر کی موجوں میں دکھیل دیا ہے۔ پس اگر وہ سوار رہا تو ڈوب مرے گا اور اگر بالفرض کہیں کنارے لگ کر بچ گیا تو ساحل پر مارے حیرت کے تلملتا ہوا دم توڑ دے گا۔﴾

ب..... یہی حالت بعینہ فرقہ مرزائی کی ہے۔ جو برطانیہ عظمیٰ کی ایمپریل مصالح کے پیش نظر روایتی پچاس الماریوں کے صدقے موجود ہوا۔ جس کا فرض علاوہ اور ”خدمات جلیلیہ“ کے خود ان کے خود ساختہ پیہمیر کے ارشاد کی تعمیل میں آنریری طور پر حکومت وقت کی جاسوسی کرنا بھی ہے۔ مرزا قادیانی کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔ ”قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لئے ایسے نا فہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو در پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارال حرب قرار دیتے ہیں..... ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی..... ایسے لوگوں کے نام معہ پتہ و نشان یہ ہیں۔ (اس کے بعد ان ناکردہ گناہ مسلمانوں کے ناموں کی فہرست ہے جن کے خلاف حکومت کے کان بھرے گئے)“ (تبلغ رسالت ج ۵ ص ۱۱، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۲۷، ۲۲۸)

ج..... خلافت راشدہ اور سلطنت عادلہ کے ماسوا کوئی حکومت بھی ہو۔ خواہ حکومت جاہرہ ہو یا حکومت ضالہ، یا حکومت کافرہ، تاریخ امم و ملوک شاہد ہے کہ اس کی بقاء و استحکام کا راز حزب الاختلاف کی نشوونما اور سرپرستی میں مضمر ہے۔ فرعون کی حکومت جاہرہ کا نقشہ کھینچتے ہوئے قرآن حکیم نے فرمایا ہے: ”ان فرعون علافی الارض وجعل اهلها شیعاً

یستضعف طائفة منهم“ ﴿قطعی بات ہے کہ فرعون خدا کی سر زمین میں سرکش ہو گیا تھا اور (بجائے اس کے کہ وہ مشفق باپ کی طرح اپنے روحانی فرزندوں اور عایا میں اتحاد یگانگت کا بیج بوتا لٹا اس نے) ان کو مختلف گروہوں میں بانٹ دیا۔ جس سے اس کا مقصد رعایا کی وحدت ملیہ کو برباد کر کے ان کو کمزور و ناتواں بنانا تھا۔﴾

..... باب الہند (پنجاب) میں سکھوں اور مرزائیوں کی داغ بیل شجرہ حزب الاختلاف کی آبیاری کے لئے ڈالی گئی۔ پنجاب سیاسی حیثیت سے بہت ہی اہم ہے۔ یہاں کے مسلمانوں کی کثرت اور طاقت کا جواب ان دو جماعتوں کی تشکیل سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا تھا۔

ان حالات ما نحن فیہ میں فیصلہ صاف، بدیہی اور قطعی ہے۔ کیونکہ مرزائی ایک سیاسی جماعت ہے۔ پس جس طرح حکومت عالیہ نے سکھوں کو مراحم خسر دانہ سے نواز کر ان کو علیحدہ قوم تسلیم کر لیا ہے اور ہندوؤں، مسلمانوں سے جدا ان کے حقوق کا باب تصنیف ہوا ہے۔ اسی طرح حکومت عالیہ کو اختیارات کلی حاصل ہیں کہ وہ اپنے خصوصی خوان نوال سے مرزائیوں کو جس قدر عطاء کرے کون ہے جو دم مار سکے۔ لیکن اس جماعت کو مسلمانوں کے سر مڑھنا اور مسلمانوں کے حقوق پر اس کو مسلط کرنا یا ان کی نمائندگی کے حقوق اس کے تفویض کرنا دامن معدلت پر بدنما داغ ہے۔ یہ تو بعینہ ایسے ہے جیسے ڈاکٹر مونجے بھائی پر مانند، سر شادی لال کو مسلمانوں کا نمائندہ قرار دیا جائے۔ ”جریدہ خلافت“ بمبئی نے صحیح کہا ہے۔ اگر حکومت قادیانیوں کو ان کی وفاداری کی قیمت دینا چاہتی ہے تو چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کا تقرر بھی صحیح ہے۔ لیکن چور مسلمین سے انہیں کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ (زمیندار ۲۴/ اگست ۱۹۳۴ء)

یہ بھی عجیب سرد مہری ہے کہ فرقہ مرزائیہ کی خدمات کا صلہ جب مسلمانوں کے حقوق سے قطع و برید کر کے دیا جانے کے منصوبے باندھے جائیں اور مسلمان احتجاج سے چار دانگ ہند میں شور برپا کر دیں تو بیچارے مرزائی منہ دیکھتے رہ جائیں اور حکومت کی گرہ خاص سے پھوٹی کوڑی بھی عنایت نہ ہو۔ ابھی کل کی بات ہے کہ پنجاب میں چیف جسٹس کی اسامی پر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے تقرر کی افواہ نے مسلمانان ہند کو وقف اضطراب کیا۔ آج پھر جناب نائب کشور ہند کے وزراء کی صف میں جناب چوہدری صاحب کا نام لیا جا رہا ہے۔

..... اندریں حالات قادیانیوں پر صحیح طور پر وہی مثل صادق آتی ہے۔ جو ہم ابھی حضرت فاروق اعظمؓ سے نقل کر چکے ہیں۔ سمندر کی بے پناہ موجوں میں ایک تنکے کا سہارا لے کر تیرنے والا کیڑا ظاہر ہے کہ کسی صورت سے بیچ نہیں سکتا۔

”قال الله تعالى ام حسب الذين اجترحوا السيئات ان يسبقونا
ساء ما يحكمون“ ﴿﴾ کیا مجرموں کو یہ گھمنڈ ہے کہ وہ ہماری گرفت سے بچ سکیں گے؟ (ہرگز
نہیں) یہ ان کا نہایت ہی برا فیصلہ ہے۔ ﴿﴾

باب دوم منکرین ختم نبوت کے احکام میں

حامیان مرزائیت کے ارشادات کا خلاصہ

وقت آ گیا ہے کہ آئندہ ہم اسلامی عدالت عالیہ کا قطعی اجماعی، اور مفصل فیصلہ سپرد قلم
کریں۔ لیکن اس بحث میں کچھ لکھنے سے پیشتر ضروری ہے کہ حامیان فرقہ مرزائیہ کے مزعومہ شرعی
دلائل کا خلاصہ ذکر کریں۔ تاکہ بحث میں سہولت ہو اور نظم سخن قائم رہے۔

تاریخ حال اور ماضی قریب کے نشیب و فراز کے مختلف ادوار میں غور کرنے سے
معلوم ہوتا ہے کہ حمایت مذکورہ کے فقط تین مبنی ہیں جن میں سے کسی نہ کسی پر حمایت مذکورہ کی
تان آ کر ٹوٹی ہے۔

ایک چوتھا ڈھکوسلا

رہے مسٹر محمد علی صاحب ایم۔ اے اور ان کے ”چار ہائیکورٹ“ افسوس کہ یہ کوئی شرعی
ثبوت نہیں اور بجائے مفید ہونے کے مضر ہے۔ جیسے ہم مختصراً لکھ آئے ہیں۔ جناب مسٹر محمد علی
صاحب کی طبیعت میں جدت کا رنگ ہے۔ خدا ہی کو روشن ہے کہ آیا یہ جدت کثرتی کے لاٹ
پادری کے فونٹن پن کا ”اعجاز“ ہے۔ جو مرزا قادیانی نے عالم رویا میں ان کو عطاء فرمایا تھا۔ یا اس کا
کوئی اور باعث ہے۔ لیکن اتنا تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وہ عموماً نئی بات کہنے کے عادی واقع ہوئے
ہیں۔ مثلاً کشمیر کو ”ربوہ“ ثابت کرنا چاہا تو جھٹ آپ انجینئر بن کر سطح سمندر سے لگے ناچنے، ارشاد
ہوا کہ کشمیر کی بلندی سطح سمندر سے چونکہ تقریباً چار ہزار فٹ ہے اس لئے کشمیر ”ربوہ“ ہے
اور قرآن کریم کی آیت ”واوینا ہما الی ربوہ ذات قرار ومعین“ سے مراد وہی کشمیر
ہے۔ لیکن آپ نے یہ نہ بتلایا کہ ”ربوہ“ کے معنوں میں آپ سطح سمندر سے زیادہ سے زیادہ بلندی
لیں گے یا کم از کم بصورت اول کشمیر ”ربوہ“ نہیں۔ بلکہ سوئٹزر لینڈ کی کوئی چوٹی ہوگی اور بصورت
ثانی کراچی کا محلہ کھڈہ بھی ربوہ ہے۔ بلکہ ربع مسکون میں کوئی ایسی جگہ نہ ہوگی جو ربوہ کا مصداق نہ
ہو۔ ایک شخص کسی عمیق ترین گڑھے میں پڑا ہے۔ مگر حضرت امیر فرمائیں گے ربوہ پر بیٹھا ہے۔ کوئی
کوئیں میں گر کر اس کی تہ میں دم توڑ رہا ہے۔ مگر فونٹن پن والے فرمائیں گے ربوہ پر بیٹھا ہے۔

ایک صاحب دریا میں غوطہ لگائے تہ کی طرف جا رہے ہیں۔ لیکن مسٹر محمد علی صاحب کی انجینئری کا فیصلہ ہے وہ ربوہ پر متمکن ہے۔ ”وافات الجہل یضیق عنها نطق البیان“

یہی حال یہاں ہے۔ ماہہ الجٹ یہ تھا کہ شرعی حیثیت سے فرقہ مرزائیہ کا کیا حکم ہے۔ جب کہ مسلمان ان کو اور وہ مسلمانوں کو قطعی کا فر قرار دیتے ہیں۔ مرزائیوں کے مستندات ان کے خود ساختہ نبی کے فرامین ہیں۔ جو ان کے ہاں قطعی ہیں اور مسلمانوں کے دلائل قرآن کریم، ختم الانبیاء ﷺ، صحابہ کرام اور علماء عظام کی ناقابل تاویل تصریحات میں جو بہر صورت قطعی ہیں۔

استاذ امام ابو اسحاق شیرازی شافعی نے اسی موقع کے لئے فرمایا ہے۔ ”تکفر من یکفرنا ومن لا فلا (شرح فقہ اکبر از قاری ص ۱۴۱)“ ﴿مدعیان اسلام میں سے جو شخص یا جماعت ہماری تکفیر کرے، ہم بھی اس کو کافر سمجھیں گے اور جو جماعت یا شخص تکفیر سے باز رہے، ہم بھی اس سے یہی معاملہ کریں گے﴾

ان حالات میں جناب مسٹر محمد علی صاحب کا چارہائیکورٹوں سے استناد کرنا وہی ”لم یبق بحکمو“ نہیں تو اور کیا ہے۔

مذکورہ بالا ہر سہ منی حسب ذیل ہیں:

الف یہ زمانہ باہمی اختلاف و فساد کا نہیں۔ بلکہ حالات کی تیرہ و تار گھٹائیں اتحاد و یگانگت کی دعوت پورے زور سے دے رہی ہیں۔ جب ہندو، اچھوتوں کو اپنے ساتھ ملا رہے ہیں تو مسلمانوں کے لئے باہمی افتراق کی کسی طرح گنجائش نہیں۔

۱..... مگر حیرت ہے کہ یہ خرد باختہ بزرگ یہی ”نکتہ اتحاد“ مرزائیوں کو کیوں تلقین نہیں فرماتے۔ تمام روادار یاں صرف ہمیں پر کیوں ختم کر دی جاتی ہیں۔ پہلے مرزا بشیر الدین سے کیوں نہیں کہتے کہ وہ اپنے باوا کی کتاب افتراق سے وہ تمام ملاحیان نکال دیں جو پانی پی پی کر مسلمانوں کو سنائی گئی ہیں۔ مثلاً حرامزادے، کافر، ملعون، جہنمی، کیا ان اتحادی بزرگوں نے مرزا بشیر کی کتاب آئینہ صداقت ص ۳۵ کا یہ مکفرانہ فتویٰ بھی پڑھا ہے۔ جس کی زد میں وہ خود بھی آئے ہوئے ہیں۔ ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے ”حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام“ کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“

ان تصریحات کے باوجود مرزائیوں سے یارانے کا ٹھننا اور مسلمانوں کا ادھر دعوت دینا

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

نہیں تو اور کیا ہے۔

۲..... پھر یہی نکتہ حضرت صدیق اکبرؓ کو کیوں نہ سوجھا، صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ نے قیصر و کسریٰ کے مقابلہ کے لئے مرتدین عرب، منکرین ختم رسالت، سے اس نہایت ہی آڑے وقت میں کیوں سیاسی اتحاد نہ کیا۔ جب کہ سرور کونین ﷺ کی وفات کے باعث داخلی شیرازہ بکھر چکا تھا اور حضرت عثمان ذی النورینؓ جیسے اکابر صحابہ و رطہ حیرت میں پڑے ہوئے دریا ئے حیرانی اور گرداب سرا سیمگی میں غوطے کھا رہے تھے۔

نصوص شاہد ہیں واقعات تاریخیہ گواہ ہیں کہ مسیلہ اور قادیانی کو کلمہ گو قرار دے کر سیاسی اتحاد کی دعوت دینا قرن اول کی مقدس ترین جماعت (صحابہ کرامؓ) کے خلاف ووٹ آف سنسر (قرارداد مذمت) پاس کرنا ہے۔ جیسے آئندہ چل کر واضح ہوگا۔

ب..... اہل قبلہ کی تکفیر ناجائز ہے۔ فتاویٰ ہندیہ اور (شرح فقہ اکبر از قاری ص ۱۳۸) میں ہے۔ ”اذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر ووجه واحد يمنع فعلى المفتي ان يميل الى ذلك الوجه“ ﴿جب کوئی مسئلہ متعدد وجوہ سے کفر کا باعث ہو مگر ایک وجہ کفر کی مانع ہی ہو تو مفتی کو چاہئے کہ صرف اسی ایک وجہ کو لے۔﴾

لیکن اسی عبارت کے بعد یہ بھی مذکور ہے۔ ”الا اذا صرح بارادة توجب الكفر فلا ينفعه التاويل“ ﴿لیکن اگر کوئی شخص کھلم کھلا ایسے عقیدہ کا اعلان کرے جو کفر صریح کا موجب ہو تو پھر وہ کفر سے بچ نہیں سکتا۔﴾

ج..... تکفیر شخص معین لعن فرد خاص ناجائز ہے۔ حالانکہ مسایرہ اور (شرح فقہ اکبر قاری ص ۶۳) میں ہے۔ ”ان ابا حنیفہؒ قال لجهم اخرج عنى يا كافر وفى التسعينية لا بن تيمية بالاسناد عن محمد وفى شرح القارى للفقہ الاكبر ص ۳۵ قال قال ابو حنیفہ لعن الله عمر و بن عبید“ ﴿امام اعظم ابو حنیفہ نے جہم بن صفوان پیشوائے جہمیہ سے کہا اوکا فر میرے گھر سے چلے جاؤ۔ امام ابن تیمیہ رسالہ التسعییہ میں اور قاری شرح فقہ اکبر میں امام محمد سے ناقل ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا: ”خدا عمر و بن عبید پر لعنت کرے۔“﴾

ذیل میں ہم ان ہر سہ شبہات کا تفصیلی جواب لکھنا چاہتے ہیں اور یہی وہ فیصلہ ہے جس کو ہم مسٹر محمد علی صاحب کے ”چار ہائیکورٹوں“ کے مقابلہ میں پیش کرنا چاہتے ہیں اور یہی ہماری تمام خامہ فرسائی کا مقصد ہے۔ وباللہ التوفیق!

فصل اوّل

جواب شبہ اوّل اور فتنہ مرزا بیت کی تاریخ

اسلام میں سب سے پہلا فتنہ اور اس کے مکمل دستور العمل پر سب سے پہلا وار، انکار ختم نبوت اور شرک فی الرسالة سے شروع ہوا اور اسود عنسی مسیلمہ کذاب، طلیحہ اسدی، سجاح کے رنگ میں نمودار ہوا۔ اگر ختم المرسلین ﷺ کی تدبیر صائب اور حضور کی پیشین گوئیاں، صدیق اکبرؓ کی فراست ایمانی، خالد بن ولید کی شمشیر خارا شگاف، بروئے کار نہ آتیں تو یہ فتنہ اپنے اندر لاکھوں طوفان اور کورڈوں آندھیاں پوشیدہ رکھتا تھا۔

اسود عنسی

فتنہ ادعا نبوت، حضور سرور کائنات ﷺ کے آخری دور حیات میں نمودار ہوا۔ چنانچہ حضور ﷺ جب ۱۰ھ میں حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے اور سفر کی ٹکان کے باعث چند دن طبیعت علیل ہوئی تو اسود نے اس کی اطلاع پا کر ختم نبوت کا انکار کرتے ہوئے اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔ بلا ذری کی فتوح البلدان اور تاریخ طبری، اور کامل ابن اثیر میں ہے۔ ”کانت ردة الاسود اول ردة فى الاسلام على عهد رسول الله ﷺ فادعى النبوة وكان قد تكهن وكان مشعبدا يريهم الا عاجيب فاتبعه عنس من مذبح وقوم من غيرهم . وسمى نفسه رحمن اليمن كما تسمى مسيلمة رحمن اليمامة غزا نجران، ثم استطار امره كالحريق واستغلظ وتغلب ما بين مفاضة حضر موت الى الطائف الى البحرين والاحساء الى عدن“ ﴿اسود عنسی کا ارتداد، دور نبوت کا اولین ارتداد تھا۔ وہ مرتد اس لئے تھا کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ یہ شخص کاہن اور شعبدہ باز تھا۔ عجیب و غریب کرشمے دکھاتا تھا۔ قوم عنس (از مدح) اور بعض دوسری اقوام نے اس کی نبوت کا اعتراف کیا۔ اسود نے اپنا نام رحمان یمن تجویز کیا۔ جیسے مسیلمہ اپنے آپ کو رحمان یمامہ کہتا تھا۔ پہلے اسود نے نجران پر حملہ کیا۔ پھر اس کی تحریک آگ کی طرح طائف، بحرین، احساء و عدن تک پھیل گئی۔ ﴿

ختم الانبياء کا اسود کے ساتھ سلوک

”وجاءت الى السكون والى من باليمن من المسلمين كتاب النبى (ﷺ) يامرهم بقتال الاسود مصادمة اوغيلة“ ﴿آنحضرت ﷺ نے قوم سکون اور

مسلمانان یمن کو حکم نامہ لکھا کہ جس طرح بھی بن پڑے اسود کو قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ تعمیل ارشاد کے لئے فیروز اور دازویہ اور قیس نے رات کے وقت اسود کے گھر میں گھس گھس کر اس کو قتل کر دیا۔ علی الصبح ہر سہ حضرات نے سر کاٹ کر، قلعہ کی دیوار کے نیچے اس کے لشکر میں پھینک دیا اور باواز بلند اذان دیتے ہوئے یہ الفاظ کہے۔ ”اشهد ان محمد رسول الله وان عييلة الاسود كذاب“ حضور علیہ السلام کو اس واقعہ کی اطلاع بذریعہ وحی اسی شب کو ہو گئی تھی۔ مگر پیامبر کے ذریعہ اس کے قتل کی بشارت مدینہ منورہ میں حضور کے انتقال کے بعد ماہ ربیع الاول ۱۰ھ کے آخر میں پہنچی۔ قتل اسود، صدیق اکبر کے لئے پہلی بشارت تھی۔ ﴿

طلیحہ اسدی

تاریخ طبری اور کامل میں ہے۔ ”وكان طليحه قد تنبأ في حياته صلى الله عليه وسلم وكان يقول ان جبريل ياتيني وليسجع للناس الا كاذيب“ ﴿حضور ﷺ کی حیات ہی میں طلیحہ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ طلیحہ کہا کرتا تھا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام وحی لایا کرتے ہیں۔ اس نے لوگوں کے سامنے چند جھوٹی صحیح عبارتیں پیش کیں۔ ﴿

ختم المرسلین کا سلوک

”فوجه اليه النبي ﷺ ضرار بن الازور عاملاً على بنى اسد“ ﴿حضور ﷺ نے طلیحہ کی سرکوبی کے لئے ضرار بن ازور کو قوم اسد کا حاکم بنا کر بھیجا۔ ﴿

حضرت ضرار کی حسن تدبیر سے ابتداء میں طلیحہ کی قوت ٹوٹ گئی۔ طلیحہ گرفتار ہو کر ضرار کے سامنے لایا گیا۔ آپ نے اس کو قتل کرنا چاہا مگر تلوار نے کچھ اثر نہ کیا۔ بس کیا تھا لوگوں میں اس کی ”شان نبوت“ کا شور برپا ہو گیا۔ اس سے طلیحہ کی طاقت کو استحکام نصیب ہوا۔ اسی اثناء میں حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا۔

طلیحہ کی شریعت

تاریخ طبری اور کامل میں ہے۔ ”كان يامرهم بترك السجود في الصلوة ويقول ان الله لا يصنع بتعفير وجوهكم وتقيج ادمباركم شيئاً اذكرو الله واعبدوه قياماً الى غير ذلك“ ﴿طلیحہ نے سجدہ نماز کو منسوخ قرار دیا تھا۔ (جیسے قادیانی کذاب نے آیات جہاد پر خط تیشخ کھینچا) اور طلیحہ کہا کرتا تھا کہ خدا تعالیٰ کو تمہاری پیشانیاں رگڑنے اور پٹھیں کبڑی کرنے کی ضرورت نہیں۔ کھڑے کھڑے خدا کو یاد کر لیا کرو۔ ﴿

اس قسم کی اور بھی کئی حماقتیں اس سے سرزد ہوئیں۔

انکار زکوٰۃ

”ثم ارسلوا الى المدينة يبذلون الصلوة ويمنعون الزکوٰۃ فقال ابو بكر والله لو منعوني عقلاً لجاهدتهم عليه“ ﴿انہوں نے حضرت صدیق اکبرؓ کو پیغام بھیجا کہ ہم نماز کی فرضیت تسلیم کرتے ہیں۔ مگر زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ اس پر صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ بخدا مال زکوٰۃ میں سے اگر اونٹ کا زانو بند بھی روکیں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔﴾
صدیقؓ اور طلحہ

طاقت کے مضبوط ہو جانے کے بعد طلحہ نے بمع فوج کے مدینہ طیبہ پر شہنشاہ مارا۔ لیکن بہت ہی کم وقفہ کے بعد بری طرح پسپا کر دیئے گئے۔ سلسلہ ردت میں اسلامی فوج کی یہ پہلی فتح تھی۔ فتنہ طلحہ کی اہمیت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ اس روز خود صدیق اکبرؓ نے بمع اسلامی لشکر کے مقام ذالقصۃ تک مرتدین کا تعاقب کیا۔ کامل ابن اثیر میں ہے۔ ”وكانت غزوة الصديق وعوده في اربعين يوماً“ ﴿حضرت صدیقؓ اس مہم میں چالیس روز تک مصروف رہ کر مدینہ واپس تشریف لائے۔﴾

خالد و طلحہ

صدیق اکبرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو فوج دے کر طلحہ کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ مقام بزاہہ پر طرفین میں خونریز جنگ ہوئی۔ عینہ بن حصن فراری نے (جو طلحہ کا کماندار اعظم تھا) طلحہ سے بارہا دریافت کیا۔ کیا جبریل تمہارے پاس مژدہ فسخ نہیں لائے۔ طلحہ عین جنگ میں وحی کا اس طرح منتظر رہا۔ جیسے قادیانی آسمانی منکوحہ کا۔ آخر مرتدین کو شکست فاش ہوئی۔ طلحہ شام کی طرف بھاگ گیا۔ بعد میں تابع ہو کر دوبارہ ختم المرسلین ﷺ کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہوا۔ فتوح عراق علی الخصوص نہاوند اور جلولاء وغیرہ معرکوں میں اس نے اپنی مردانگی کے اسلامی جوہر پوری شان سے دکھائے۔

مسئلہ کذاب

مسئلہ کذاب ۱۰ھ میں وفد بنی حنیفہ کے ساتھ دربار رسالت میں حاضر ہوا اور حضور ﷺ سے کہنے لگا۔ ”ان شئت اخلنا لك الامرو بايعناك على انه لنا بعدك فقال رسول الله ﷺ لا ولا نعمة عين ولكن الله قاتلك“ ”اگر آپؐ چاہیں تو ہم آپؐ کی مزاحمت ترک کر کے آپؐ سے اس شرط پر بیعت کر لیتے ہیں کہ آپؐ کے بعد مسند نبوت پر ہمارا

قبضہ ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ البتہ خدائی لشکر تم سے برسراپکار ہوں گے۔
دعویٰ نبوت

وفد مذکور واپس گیا۔ حجۃ الوداع کے بعد حضور ﷺ کی ناسازی طبیعت سن کر مسیلہ نے موقع کو غنیمت سمجھا اور نبوت کا اعلان کر دیا۔ بلاذری، طبری، کامل میں ہے۔ ”فلما انتہی الی الیمامة ارتد عدو اللہ و تنباء و ادعی انه شریک لرسول اللہ صلعم فی النبوة . ثم کان یسمع السجعات فیما یقول مضاهاة للقرآن و وضع عنہم الصلوة و احل لہم الخمر و الزنا و نحو ذلك و شہد لرسول اللہ صلعم انه نبی فصفت بنو حنیفة علی ذلك“ ﴿مسیلہ جب سفر مدینہ سے یمامہ واپس آیا تو مرتد ہو کر اس نے نبوت کا اعلان کر دیا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ میں نبوت میں حضور ﷺ کا شریک ہوں۔ قرآن کا معارضہ کرتے ہوئے اس نے چند مسجع جملے بھی بطور وحی پیش کئے۔ اپنے متبعین سے فرضیت نماز ساقط کر دی۔ شراب اور زنا کو حلال قرار دیا۔ باایں ہمہ وہ حضور ﷺ کی رسالت کا اعتراف کیا کرتا تھا۔ اس پر بنو حنیفہ نے خوشی کے مارے تالیاں بجا لیں۔﴾

شیخ الاسلام ابن قیم زاد المعاد ج ۲ ص ۲۶ میں لکھتے ہیں۔ ”فلما قدموا الیمامة ارتد عدو اللہ و تنباء و قال انی اشرکت فی الامر معہ ثم جعل لیسجع السجعات مضاهاة للقرآن و وضع عنہم الصلوة و احل لہم الخمر و الزنا و هو مع ذلك لیشهد لرسول اللہ صلعم انه نبی“ ﴿جب وفد بنی حنیفہ یمامہ واپس آیا تو دشمن خدا مسیلہ مرتد ہو کر نبی بن بیٹھا اور کہنے لگا میں حضور ﷺ کے ساتھ نبوت میں شریک ہوں۔ اس نے قرآن کے رنگ میں کچھ مسجع عبارتیں بھی کہیں اور اپنے متبعین سے نماز کی فرضیت ساقط قرار دی اور زنا و شراب خمر حلال کر دیا۔ مگر باایں ہمہ حضور ﷺ کی نبوت کا معترف تھا۔﴾
مسیلہ کا دعوت نامہ

قادیانی کی طرح مسیلہ کو بھی تبلیغی نامہ و پیام کی سوجھی۔ حوصلہ بڑا پایا تھا۔ اس لئے خود سرور کائنات ﷺ کو اہ میں دعویٰ نبوت کے بعد ذیل کی چٹھی لکھی۔ ”من مسیلمة رسول اللہ الی محمد رسول اللہ اما بعد فان لنا نصف الارض و لقریش نصفها ولكن قریشا قوم لا ینصفون و السلام علیکم“ ﴿”از مسیلہ پیغمبر خدا“ بسوئے محمد رسول اللہ۔ واضح رہے کہ عرب کی نصف مملکت ہماری ہے۔ (کیونکہ میں نبوت میں آپ کا شریک ہوں) اور نصف قریش کی۔ لیکن قریش بڑے بے انصاف ہیں۔ آخر میں تحفہ سلام قبول کیجئے۔﴾

ختم الانبیاء کا جواب

”فکتب الیہ رسول اللہ ﷺ بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الیٰ مسیلمة الکذاب ، اما بعد فان الارض لله یورثها من عباده من یشاء والعاقبة للمتقین والسلام علی من اتبع الهدی“ ﴿حضور ﷺ نے اس کے جواب میں لکھا۔ از محمد رسول اللہ ﷺ۔ بسوئے مسیلمہ کذاب۔ واضح ہو کہ مملکت درحقیقت خدا تعالیٰ کی ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ مگر آخری کامیابی صرف نیکوں کے لئے ہے۔ آخر میں تمام راہ راست پر چلنے والوں کو سلام۔﴾

دعویٰ اسلام اور مسیلمہ

مذکورہ بالا واقعات سے واضح ہو چکا ہے کہ مسیلمہ کذاب حضور رسالت مآب ﷺ کی نبوت کا معترف تھا۔ مگر ختم نبوت کا منکر ہو کر شرک فی النبوۃ کا مدعی تھا۔ ہر چند کہ وہ نماز کی فریضت کا قائل نہ تھا۔ مگر اس کے ہاں برابر اذان و اقامت کے ساتھ نماز ادا ہوا کرتی تھی۔ طبری اور کامل میں ہے۔ ”وكان الذی یؤذن له عبداللہ ابن النواحة والذی یقیم له حجیر بن عمیر“ ﴿مسیلمہ کذاب کا مؤذن عبداللہ بن نواحہ اور اقامت کہنے والا حجیر بن عمیر تھا۔﴾

شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور مذکورہ بالا دجالہ

(شیخ الاسلام ابن تیمیہ بغیۃ المراد ص ۱۲۱) میں لکھتے ہیں۔ ”معلوم ان اتباع مسیلمة الکذاب والاسود العنسی وطلیحة الاسدی وسجاح کانوا مرتدین وقد قاتلهم اصحاب النبی صلعم مع ان مسیلمة انما ادعی المشاركة فی النبوۃ ولم یدع الا لوهیة ولا اتی بقران یناقض التوحید بل جاء بکلام یتضمن ما ادعاه من المشاركة فی الرسالة واسجاع من الکلام الذی لا فائدة فیہ حتی کان مؤذنه یقول اشهد ان محمداً و مسیلمة رسول اللہ“ ﴿قطع بات ہے کہ مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلحہ، سجاج کے ہم خیال مرتد تھے۔ اسی بناء پر صحابہ کرامؓ نے ان سے جہاد کیا۔ حالانکہ مسیلمہ صرف ختم نبوت کا منکر اور شرک فی النبوۃ کا قائل تھا۔ ورنہ نہ تو اس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور نہ خلاف توحید کوئی کتاب تصنیف کی۔ بلکہ اس کے کلام میں (قادیانی کذاب کی طرح) یا خانہ ساز نبوت کا تذکرہ ہوتا تھا۔ یا چند فضول مگر مسجع فقرے تا آنکہ اس کا مؤذن کہتا تھا۔ اشہدان محمداً و مسیلمة رسول اللہ۔﴾

قادیانی چونکہ زیادہ کاٹیاں واقع ہوا تھا۔ اس لئے اس نے نہایت سوچ بچار کے بعد کہا کہ میں تمام انبیاء کے کمالات کا مظہر ہوں۔ تا آنکہ مصرعہ، صدر سولے نہاں بہ پیرانہم اور تا آنکہ۔

منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا
منم محمد واحمد کہ مجتہبی باشد

(تزیان القلوب ص ۶، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

بنابریں اس کو اذان و اقامت میں اضافے کی ضرورت نہ ہوئی۔ یقین جائے کہ اس شعر کے پیش نظر ہر قادیانی ”اشهد ان محمداً رسول اللہ“ سے محمد عربی شہ لولاک مراد نہیں لیتا۔ بلکہ مرزائے غلام احمد قادیانی مراد لیتا ہے۔

مسئلہ کا انجام

باوجود ان حالات کے صحابہ کرامؓ نے اس کذاب سے جہاد فرض سمجھا اور بیٹھار قربانیاں دینے کے بعد حضرت وحشیؓ کے حربہ (خورد نیزہ) اور ایک انصاری کی تلوار سے قتل ہوا۔ حضرت وحشیؓ عموماً کہا کرتے تھے کہ اگر حالت کفر میں میں نے بزرگ ترین ہستی (حضرت سید الشہداء حمزہؓ) کو شہید کیا تھا تو حالت اسلام میں میں نے دنیا کے بدترین شخص اور خبیث ہستی کو بھی اسی حربہ سے قتل کیا۔ امید ہے کہ کفارہ ہو جائے گا۔

ختم نبوت کا انکار ہر دور میں ارتداد ہے

مذکورہ بالا حقائق سے بداہتہ ثابت ہوتا ہے کہ صدر اوّل کے منکرین ختم نبوت اس لئے اور صرف اس لئے واجب القتل، مرتد، فریق محارب قرار دیئے گئے کہ وہ حضور ختم المرسلین ﷺ کے ساتھ شریک فی النبوة ہونے کے مدعی تھے۔ ورنہ وہ عام طور پر احکام اسلامیہ کو تسلیم کرتے اور حسب استطاعت ان پر عمل درآمد رکھتے تھے۔ ختم نبوت کے انکار کی تحریک مختلف ادوار میں مختلف نام بدلتی رہی۔ کبھی اس کو اسود، مسئلہ، طلیحہ کی قیادت نصیب ہوئی اور آج اس کی زمام قیادت مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھ میں ہے۔ گو اس وقت صدیقؓ و فاروقؓ و خالدؓ نہیں اور پچاس الماریوں والی حکومت قائم ہے اور منتہی قادیان اس کو ”ظل اللہ“ کہہ کر من مانی مرادیں حاصل کر رہا ہے۔ مگر احکام شرعیہ بدل نہیں سکتے۔ آج بھی یہ جماعت شرعاً اسی سلوک کی مستحق ہے جو اس سے دور صحابہ کرامؓ میں کیا گیا۔ ”فلن تجد لسنة اللہ تبديلاً ولن تجد لسنة اللہ تحويلاً“

فصل دوم

جواب شبہ ثانی اور مسئلہ تکفیر اہل قبلہ

شبہ اول کے جواب میں جن صریح واقعات کا ذکر ہوا ہے۔ ان کے سمجھ لینے کے بعد اہل قبلہ کی تکفیر و عدم تکفیر کا مسئلہ خود بخود حل ہو جاتا ہے۔
مسئلہ مذکورہ کی اہمیت

علامہ محمود بن احمد حنفی قونوی متوفی ۷۷۰ھ شرح عقیدہ طحاویہ ص ۲۳۶ میں اس مسئلہ کی اہمیت بدیں الفاظ ظاہر فرماتے ہیں۔ ”واعلم رحمك الله وايانا ان باب التكفير وعدم التكفير باب عظمت الفتنة والمحنة فيه وكثر فيه الافتراق وتشتت فيه الالهواء والارآء وتعارضت فيه دلائلهم“ ﴿واضح رہے کہ (اہل قبلہ کی) تکفیر و عدم تکفیر کا مسئلہ مسلمانوں کے لئے بہت سی مصیبتوں، کئی ایک فتنوں کا باعث بنا۔ (کیونکہ ہر بیدیں، ملحد، زندیق، دجال اس کی آڑ میں اپنی خرافات کی تبلیغ کرتا اور کرتا ہے) اس کے حل کرنے میں مذاہب اور خیالات مختلف اور دلائل بظاہر متعارض معلوم ہوتے ہیں۔﴾
مسئلہ کی تاریخ

”اہل قبلہ“ سے جہاد نہ کرنے کا مشورہ سب سے پہلے حضرت فاروق اعظمؓ نے اس وقت پیش کیا جب کہ حضرت صدیق اکبرؓ مرتدین سے برس پر پیکار ہونے کو تیار ہو گئے تھے۔ صحیحین کی روایت کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔ ”لما توفى رسول الله ﷺ واستخلف ابوبكر بعده وكفر من كفر من العرب قال عمر بن الخطاب لا بى بكر كيف تقاتل الناس وقد قال رسول الله ﷺ امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله، فمن قال لا اله الا الله عصم منى ماله ونفسه الا بحقه وحسابه على الله فقال ابوبكر والله لا قاتلن من فرق بين الصلوة والزكوة فان الزكوة حق المال . والله لو منعوني عناقاً كانوا يؤدونها الى رسول الله صلعم لقاتلتهم على منعها . قال عمر فوالله ما هو الا ان رأيت ان الله شرح صدر ابى بكر للقتال فعرفت انه الحق (مشكوة)“ ﴿حضور ﷺ کے انتقال کے بعد جب صدیق اکبرؓ خلیفہ ہوئے اور عرب کے مرتدین سے جہاد کرنے کے لئے آپ تیار ہوئے تو فاروقؓ نے صدیقؓ

سے کہا کہ آپ ان سے کیونکر لڑ سکتے ہیں۔ جب حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ”لا اله الا الله“ کہنے والے کی جان اور مال ہم سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اس کے باطن کا معاملہ خدا کے سپرد ہے۔ ہاں حقوق اسلام کے متعلق اس سے گرفت کی جاسکتی ہے۔ یہ سن کر ابو بکرؓ نے فرمایا تو زکوٰۃ بھی حق مال ہے۔ پس جو شخص صلوٰۃ اور زکوٰۃ کی فریضت میں فرق کرے گا میں اس سے ضرور جہاد کروں گا۔ بخدائے لایزال! اگر انہوں نے بکری کا ایک رسہ بھی روکا جو وہ حضور ﷺ کے عہد میں دیا کرتے تھے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔ فاروقؓ فرماتے ہیں کہ بس میں نے سمجھ لیا کہ صدیقؓ کو اس مسئلہ میں شرح صدر حاصل ہو چکا ہے۔ پس ان کی تلقین سے میں بھی حقیقت کو سمجھ گیا۔ ﴿

نتیجہ

اس روایت سے صاف معلوم ہوا کہ اہل قبلہ کو ضروریات دین کا انکار، کفر و ارتداد اور اس کے انجام بد یعنی حکم قتل سے بچا نہیں سکتا۔

تکفیر اہل قبلہ کی اصل

اس بحث میں سب سے ضروری بات یہ ہے کہ مسئلہ مذکورہ کے اصلی الفاظ جو سلف سے منقول ہوئے ہیں۔ سامنے رکھے جائیں تاکہ مرتد، زندیق، عاصی کے درمیان ماہہ الامتیاز قائم کیا جاسکے۔ شرح تحریر ابن الہمام مصنفہ ابن امیر الحاج ج ۳ ص ۳۱۸ میں ہے۔

..... ”فی منتقی الحاکم الشہید عن ابراہیم بن رستم عن ابی عصمة نوح ابن ابی مریم المروزی قال سالت ابا حنیفة من اهل الجماعة فقال من فضل ابابکر وعمر واحب عليا وعثمان..... الى ان قال ولم يكفر واحداً بذنبٍ ونص ابو حنیفة فی الفقه الاكبر فقال ولا نکفر احداً بذنب من الذنوب وان كانت كبيرة اذالم يستحلها“ ﴿حاکم شہید نے منتقی میں نوح جامع سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے اہل سنت و جماعت کا مصداق پوچھا تو آپ نے من جملہ اور باتوں کے فرمایا کہ سنی وہ ہے جو کسی گنہگار اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرے۔ اس کے علاوہ امام اعظمؒ نے فقہ اکبر میں تصریح کی ہے کہ ہم کسی شخص کی گناہ کی وجہ سے۔ گو گناہ کبیرہ کیوں نہ ہو۔ تکفیر نہیں کرتے۔ جب تک کہ کوئی گناہ کو حلال سمجھ کر نہ کرے۔ ورنہ کافر ہو جائے گا۔ ﴿ (فقہ اکبر ص ۲۷)

کتاب الانقیاء مصنفہ حافظ ابن عبدالبرص ۱۶۳ پر حافظ مذکور اپنی سند سے ذکر فرماتے ہیں۔ ”عن نوح بن ابی مریم قال سالت ابا حنیفة من اهل الجماعة قال الذی

لا ينظر في الله عزوجل ولا يكفر احداً بذنب وروى عن خلف بن يحيى قال سمعت حماد بن ابى حنيفة يقول سمعت ابا حنيفة الجماعة ان فضل ابابكر وعمر ولا تكفر الناس بالذنوب“ ﴿نوح جامع سے مروی ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ سے اہل سنت وجماعت کے معنی پوچھے۔ آپ نے من جملہ باتوں کے فرمایا کہ سنی وہ ہے جو عاصی کی تکفیر نہ کرے۔ نیز ابن عبدالبر نے امام حماد فرزند امام ابوحنیفہ سے روایت لائی ہے کہ انہوں نے امام اعظمؒ سے ”جماعت“ کے معنی پوچھے تو آپ نے چند اور باتوں کے بعد فرمایا کہ گناہ کی وجہ سے بندگان خدا کی تکفیر مت کرو۔﴾

۲..... علی ہذا القیاس ”الیواقیت والجواہر“ میں یہ مسئلہ حضرت امام شافعیؒ سے بھی مذکورہ بالا الفاظ میں منقول ہوا ہے اور محقق ابن امیر الحاج نے بھی (شرح تحریر ج ۳ ص ۳۱۸) میں تصریح کی ہے کہ امام شافعیؒ، فقط، گنہگار اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے۔ لیکن ضروریات دین کے منکر کو ہر چند کہ وہ اہل قبلہ سے ہی کیوں نہ ہو کافر جانتے ہیں۔

۳..... حضرت امام ابو جعفر طحاوی حنفی متوفی ۳۲۱ھ کتاب ”العقیدہ ا“ میں فرماتے ہیں۔

۱۔ ”عقیدہ“ طحاوی کی بحد تعریف) حافظ امام تاج الدین سبکی اپنی کتاب ”معید العم“ (مطبوعہ لندن ص ۳۵، ۱۰۷) میں لکھتے ہیں۔ الحمد للہ! کہ مذاہب اربعہ (باستثناء ان افراد کے جو اعتراض و تجسم وغیرہ کا شکار ہوئے) تمام کے تمام عقائد میں کلیتہً متحد و متفق ہیں اور سب کے سب امام ابو جعفر طحاوی حنفی کی کتاب العقیدہ پر عامل ہیں۔ جس کو تمام سلف و خلف نے شرف قبولیت بخشا اور اپنے عقائد کی تصحیح کے لئے اس کو محکم قرار دیا۔ رہا امام اشعری کا عقیدہ و مسلک سو وہ تمام عقیدہ طحاوی سے ماخوذ اور اسی کی تفصیل و تشریح ہے۔ لہذا عقیدہ طحاوی اصل الاصول اور اس کے بعد کے تمام کتب ”عقیدہ“ فروع ہیں۔ عقیدہ امام اشعری ہو، یا عقیدہ امام ابو القاسم قشیری، خواہ عقیدہ المرشدہ ہو۔ امام طحاوی اور امام اشعری گو معاصر ہیں۔ جیسے سنہ وفات سے معلوم ہوتا ہے۔ مگر طحاوی کی امامت اشعری سے تقریباً چالیس سال مقدم ہے۔ کیونکہ امام اشعری پورے چالیس سال تک ابوعلی حیاتی کے زیر اثر رہے۔ جب تک وہ ۳۰۰ھ میں تائب ہوئے۔ بعد ازاں تقریباً تین سال تک جبائی سے ان کے مناظرے رہے۔ جبائی کی وفات ۳۰۳ھ میں ہوئی۔ (تیسرے از حافظ ابن عساکر ص ۵۶، ۹۱)

”کتاب الابانہ“ امام اشعری کی سب سے آخری تصنیف ہے۔ اس کی تالیف اس وقت ہوئی۔ جب آپ بغداد تشریف لائے۔ ضمیر ابانہ (طبع حیدرآباد ص ۱۰۹) میں ہے کتاب ابانہ اشعری کی آخری تصنیف ہے۔ محمد بن موصلی (مؤلف کتاب الصواعق المرسلہ) نے کتاب سیف السنہ میں اس کی تصریح کی ہے۔ اسی مقدم امامت کے رو سے سبکی نے ”معید العم“ میں عقیدہ طحاوی کو مذاہب اربعہ کا امام تسلیم کیا اور ہم نے ابانہ پر اس کو مقدم کیا۔

”ولا نکفر احداً من اهل القبلة بذنب مالم لیستحلہ وقال العلامة القونوی فی شرح العقیة المذكورة ص ۲۴۲ والمراد باهل القبلة من یدعی الاسلام ولیستقبل الکعبة وان کان من اهل الالهواء او من اهل المعاصی مالم یکذب بشئ مما جاء به الرسول ﷺ“ ﴿محض گناہوں کی وجہ سے ہم کسی اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے۔ جب تک کوئی گناہ کو حلال سمجھ کر نہ کرے۔ علامہ محمود قونوی شرح عقیدہ طحاویہ ص ۲۴۲ میں لکھتے ہیں۔ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسلام کے مدعی اور کعبہ رخ ہو کر نماز ادا کریں۔ خواہ مبتدع ہوں۔ خواہ فاسق البتہ ضروری ہے کہ ضروریات دین کی تکذیب نہ کریں۔ ورنہ اہل قبلہ نہیں۔﴾ (طبقات کبریٰ از سبکی ج ۱ ص ۴۷، ۴۸)

۴..... حضرت امام ابو الحسن اشعری متوفی ۳۲۴ھ امام الاشاعرہ کتاب (الابائے ص ۱۰) میں لکھتے ہیں۔ ”نری ان لا نکر احداً من اهل القبلة بذنب یرتکبه کالزنا، والسرقۃ، وشرب الخمر کما دانئت بذلك والخوارج وزعموا انهم بذلك کافرون“ ﴿ہمارا عقیدہ ہے کہ کوئی گنہگار گناہ کی وجہ سے (مثلاً زنا، چوری، شراب نوشی) سے کافر نہیں ہوتا۔ ہمارا اس مسئلہ میں خوارج سے اختلاف ہے۔ جو عاصی کو گناہ کی وجہ سے قطعی کافر اور مخلد فی النار کہتے ہیں۔﴾

امام ابو القاسم بن عساکر نے بھی کتاب (تبیین کذب المفتری ص ۱۶۰) پر امام اشعری سے بعینہ یہی الفاظ نقل کئے ہیں۔ غرض یہ مسئلہ سلف صالحین سے جہاں کہیں بھی منقول ہوا ہے لفظ ”ذنب“ سے مقید ہے۔

جملہ مذکورہ کا حل

جملہ مذکورہ کی ساخت اور وضع صاف صاف بتلا رہی ہے کہ یہ دراصل خوارج اور معتزلہ کی تردید میں کہا گیا۔ ضروریات دین کے منکر قطعاً اس سے مراد نہیں۔ بلکہ عاصی مراد ہیں۔ خوارج گنہگار کو کافر قرار دیتے ہیں اور معتزلہ کے یہاں عاصی نہ مؤمن ہے اور نہ کافر۔ تاہم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنمی ہے۔

۱..... امام الاشاعرہ ابو الحسن اشعری کی تصریح حال ہی میں گذر چکی ہے کہ اس جملہ سے مقصد خوارج کی تردید ہے جو عاصی کو کافر قرار دیتے ہیں۔

۲..... ان کے علاوہ علامہ قونوی حنفی (شرح عقیدہ طحاویہ ص ۲۴۷) میں لکھتے ہیں۔

”لا لكفرهم بكل ذنب مناقضة لقول الخوارج الذين يكفرون بكل ذنب
 او بكل ذنب كبير وكفر المعتزلة الذين يقولون يحبط ايمانه كله
 بالكبيرة فلا يبقى معه شئ ومن الايمان ولا يدخل في الكفر بقولهم
 بخروجه من الايمان اوجبوا له الخلود في النار“ ﴿اس جملہ میں خوارج کی
 تردید ہے جو ہر گناہ کے مرتکب کو (صغیرہ ہو یا کبیرہ) کافر کہتے ہیں اور بعض خوارج فقط کبیرہ
 کے مرتکب کو کافر قرار دیتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس اس جملہ میں معتزلہ کی بھی تردید ہے۔ جن کے
 ہاں مرتکب گناہ ایمان سے قطعاً محروم ہو جاتا ہے جس کی پاداش میں ابد الابد تک جہنم میں رہے
 گا۔ گو کفر میں بھی داخل نہیں ہوتا۔ ﴿

۳..... شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔ ”نحن اذا قلنا اهل السنة
 متفقون على انه لا يكفر بالذنب فانما نريد به المعاصي كالزنا والشرب
 (کتاب الايمان ص ۱۲۱)“ ﴿ہم جب یہ کہیں کہ اہل سنت گناہگار کو کافر نہیں کہتے تو اس سے
 ہماری مراد فقط عاصی ہوتا ہے۔ جیسے بدکار اور شراب خور، وغیرہ (ضروریات دین کا منکر مراد
 نہیں ہوتا)۔ ﴿

۴..... شرح فقہ اکبر بحث ایمان میں علامہ قونوی سے نقل ہے۔ ”وفى قوله
 بذنب اشارة الى تكفير بفساد اعتقاده كفساد اعتقاد المجسمة والمشبهة
 ونحوهم لان ذلك لا يسمي ذنباً والكلام فى الذنب (اكفار الملحدين)“ ﴿لفظ
 ”ذنب“ میں ادھر اشارہ ہے کہ بد عقیدہ مثلاً تجسیم باری کا قائل اس کو مخلوقات سے مشابہ ماننے والا،
 وغیرہ عقائد رکھنے والا کافر ہے۔ کیونکہ بد عقیدگی کو اصطلاحاً ”ذنب“ نہیں کہتے۔ ﴿

اہل قبلہ کا مصداق

جب مسئلہ مذکور کے اصلی الفاظ اور اس کا مقصد معین ہو گیا تو اب یہ بھی ضروری ہے کہ
 لفظ ”اہل قبلہ“ کا مصداق بھی سلف ہی کے کلام سے معین کیا جائے۔ تاکہ دو ٹوک فیصلہ کیا جاسکے۔
 ”وليهلك من هلك عن بينة ويحيى من يحيى عن بينة“

مصداق مذکور معین کرنے کے لئے ہمارے سامنے سلف صالحین کے اقوال کا اتنا ذخیرہ
 موجود ہے کہ اگر ہم اس تمام کو نقل کریں تو ایک مبسوط کتاب تصنیف ہو۔ سردست ہم نہایت ہی اہم
 اور ضروری حصص کو سپرد قلم کرتے ہیں۔ وباللہ الثقة!

متکلمین کی رائے

..... امام ابو منصور عبدالقاهر بغدادی شافعی متوفی ۳۲۹ھ اپنی مشہور کتاب (الفرق ص ۲۲۰، ۸) میں لکھتے ہیں۔ ”اختلف المتکلمون فی من یعد من امة الاسلام وملته . (۱) فزعم ابو القاسم الکعبی ان اسم ملة الاسلام واقع على كل مقر نبوة محمد ﷺ وان كل ماجاء به حق . کائنا قوله بعد ذلك ماکان . (۲) وزعمت المکرامية مجسمة خراسان ان امة الاسلام جامعة على كل من قال لا اله الا الله محمد رسول الله سواء كان مخلصاً فيه او منافقاً مضمراً الكفر والزندقة ولهذا زعموا ان المنافقين فی عهده صلعم كانوا مؤمنين حقاً وكان ايمانهم كايماں جبريل وميكائيل والانبیاء والملئكة وهذا القول مع قول الکعبی ينقض بقول العسوية من يهود اصبحان فانهم يقرون بنبوة نبينا محمد ﷺ وبان كل ماجاء به حق ولكنهم زعموا انه انما بعث الى العرب لا الى بنى اسرائيل وقالوا ايضاً محمد رسول الله..... وماهم من المسلمين . وكذا يلزم ادخال الشاركانية منهم فی المسلمين حيث قالوا ان محمداً رسول الله وان القرآن حق وكل من الاذان والصلوة الخمس وصيام رمضان والحج حق الا انه انما يلزم المسلمين دون اليهود وربما اقر بعض الشاركانيه بشهادتي ان لا اله الا الله وان محمداً رسول الله واقروا بان دينه حق . (۳) وقال بعض فقهاء اهل الحديث اسم امة الاسلام واقع على كل من اعتقد وجوب الصلوة الخمس الى الكعبة وهذا غير صحيح لان الاكثر المرتدين الذين ارتدوا باسقاط الزكاة فی عهد الصحابة كانوا يرون وجوب الصلوة الى الكعبة وانما ارتدوا باسقاط وجوب الزكوة وهم المرتدون من بنى كندة وتميم فاما المرتدون من بنى حنيفة وبنى اسد فانهم كفر وامن وجهين احدهما اسقاط وجوب الزكوة والثاني دعواهم بنوة مسلمة وطيحة . واسقط بنو حنيفة وجوب صلوة

الصباح وصلاة المغرب فزادوا كفرةً على كفر ، (۴) والصحيح عندنا ان امة الاسلام تجمع المقرين بحدوث العالم وتوحيد صانعه وقدمه وانه عادل حكيم مع نفي التشبيه والتعطيل عنه واقدم ذلك بنبوۃ الانبياء وبنبوۃ محمد ﷺ رسالته الى الكافة وتبايد شريعته وبان كل ماجاء به حق وبان القرآن منبع احكام الشريعة وبوجوب الصلوة الخمس الى الكعبة وبوجوب الزكوة وصوم رمضان وحج البيت على الجملة فكل من اقر بذلك فهو داخل في ملة الاسلام ” ﴿مسلمان كس كو كهتے ہیں؟ متكلمين کے مذاہب حسب ذیل ہیں۔ (۱) بقول ابوالقاسم كعمى معتزلى مسلمان وہ ہے جو حضور ﷺ کی نبوت اور آپ کی شریعت کی حقانیت کا معترف ہو۔ اس اقرار کے بعد اس کے عقائد خواہ کچھ بھی ہوں وہ مسلمان شمار ہوگا۔ (۲) خراسان کے کرامیہ (متبعین محمد بن کرام کرامیہ اپنے معبود کو مجسم مانتے ہیں۔ کرامیہ مرجعہ کی شاخ ہیں۔ دیکھو مقالات اشعری ج ۱ ص ۱۴۱) کے مذہب میں مسلمان وہ ہے جو توحید و رسالت کا زبان سے اعتراف کرے۔ (کفران کے یہاں انکار اور حود کا نام ہے۔ دیکھو مقالات ج ۱ ص ۱۴۱) خواہ اس کے دل میں زندہ کفر و الحاد ہی بھرا ہو۔ اسی لئے ان کے ہاں دور نبوت کے منافق پکے مسلمان تھے۔ ان کا ایمان (عمیاذ باللہ) جبریل، میکائیل، انبیاء، ملائکہ کے ایمان سے مساوی تھا۔ یہ ہر دو مذہب سراسر غلط اور باطل ہیں۔ کیونکہ فرقہ عیسویہ (از یہود اصہبان) اور یہود کا فرقہ شارکانیہ (شارکان پیشوا کا نام ہے) ہر دو فرقے حضور ﷺ کی نبوت کے معترف، دین اسلام اور آپ کی شریعت کے مقرر، قرآن کی حقانیت کے مصدق، اذان، نماز، روزہ حج وغیرہ کی مشروعیت کے قائل ہیں۔ مگر ساتھ ہی کہتے ہیں کہ آپ کی نبوت صرف عرب کے لئے ہے۔ بنی اسرائیل اس کے مکلف نہیں۔ بعض شارکانی تو ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ پڑھتے بھی ہیں۔ مذکورہ بالا ہر دو معیاروں کے رو سے ان ہر دو گروہوں کو مسلمان تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ وہ قطعاً کافر ہیں۔ (۳) بعض فقہاء اہل حدیث کے خیال میں مسلمان وہ ہے جو کعبہ مقدسہ کو اپنا قبلہ نماز تسلیم کرے۔ (عالمیاً ”اہل قبلہ“ کی اصطلاح کی ابتداء یہیں سے ہوئی) یہ مذہب بھی قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ دور ردت میں ایک جماعت باوجود کعبۃ اللہ کو قبلہ مانتی تھی۔ وہ اس لئے مرتد قرار دی گئی کہ فرضیت زکوٰۃ کی منکر تھی۔

(تنبیہ) واضح رہے کہ دورِ ردت میں مرتدین کے کئی گروہ تھے۔ (الف) قوم کیندہ اور قوم تمیم صرف فرضیتِ زکوٰۃ کی منکر تھی۔ اس لئے مرتد قرار دی گئی۔ (ب) قوم حنیفہ اور قوم اسد کا ارتداد و وجہ سے تھا۔ فرضیتِ زکوٰۃ کا انکار، اور مسیلمہ، طلحہ کی نبوت کا اعتراف۔ (ج) قوم حنیفہ اس لئے بھی مرتد تھی کہ وہ صبح اور مغرب کی نماز کی فرضیت کی منکر تھی۔ لہذا قوم حنیفہ سب سے بڑھ کر کا فرضی۔ (دورِ ردت میں مرتدین کے اصناف و انواع کی تحقیق و تفصیل جہاں تک مجھے علم ہے معاملہ السننِ خطابی سے بڑھ کر کہیں نہیں۔ معاملہ شہرِ حلب میں زیر طبع ہے)۔ (۴) صحیح مذہب یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے لئے تمام ضروریاتِ اسلام کا اعتراف لازم ہے۔ مثلاً حدودِ عالم، توحیدِ باری تعالیٰ۔ اس کا قدم اس کا عدل اور اس کی حکمت، نفیِ تشبیہ و تحلیل، تمام انبیاء علیٰ الخصوص حضور ﷺ کی نبوت کا اقرار آپ کی شریعت کے دوام کا عقیدہ (مرزا قادیانی نے جہاد کو منسوخ قرار دیا) اور یہ اعتراف کہ آپ کی تعلیم تمام تر صحیح ہے۔ قرآن تمام احکامِ شریعہ کی اصل ہے۔ کعبہ رخ ہو کر نمازیں ادا کرنا فرض ہے۔ زکوٰۃ، صوم، حج، فرض ہیں۔ الغرض جو شخص تمام ضروریاتِ دین کا معترف ہو وہ ہی مسلمان ہے۔ ﴿

۲..... علامہ تفتازانی (شرح مقاصد ج ۲ ص ۲۶۸) میں لکھتے ہیں۔ ”ان الذین

اتفقوا علی ماہو من ضروریاتِ الاسلام کحدوثِ العالم وحشرِ الاجساد وما یشبہ ذلك واختلفوا فی سواہا کمسئلة الصفات وخلق الاعمال مما لانزاع فیہ ان الحق فیہا واحد هل یکفر المخالف للحق ام لا والا فلا نزاع فی کفر اهل القبلة المواظب طول العمر علی الطاعات باعتقاد قدم العالم ونفی حشر الاجساد ونفی العلم بالجزئیات ونحو ذلك وكذا بصدور شیء من موجبات الکفر عنه“ ﴿اہل قبلہ کی تکفیر و عدم تکفیر کے متعلق اختلافِ علماء صرف اسی صورت میں ہے کہ کوئی فرقہ یا فرد، حدودِ عالم حشرِ اجساد وغیرہ ضروریاتِ دین کا تو قائل ہو مگر بعض دوسرے عقائد میں عامہ مسلمین سے اس کا اختلاف ہو۔ مثلاً صفاتِ الہیہ کا مسئلہ، خلقِ افعال کا نظریہ وغیرہ۔ مسائلِ اختلافیہ جن میں باتفاق فریقین حق متعدد نہیں بلکہ واحد ہے۔ فقط ایسے فرقہ کی تکفیر و عدم تکفیر میں علماء کا اختلاف منقول ہوا ہے۔ ورنہ جو فرقہ یا فرد ضروریاتِ دین کا منکر ہو۔ جیسے قدمِ عالم کا معتقد ہو یا قیامت یا خدا تعالیٰ کے علمی احاطے کا منکر ہو یا اسی نوع کا کوئی اور کفر اس سے سرزد ہو تو وہ باتفاق علماء کا کافر ہے۔ خواہ ہم عمر عبادتِ الہی میں صرف کر دے۔ ﴿

۳..... شرح فقہ اکبر مؤلفہ ملا علی قاری ص ۱۴۱ میں ہے۔ ”اعلم ان المراد باهل القبلة الذين اتفقوا على ما هو من ضروريات الدين كحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم الله بالكلييات والجزئيات وما الشبهه ذلك من المسائل المهمات ، فمن واطب طول عمره على الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم ونفى الحشر او نفى علمه تعالى بالجزئيات لا يكون عن اهل القبلة وان المراد بعدم تكفير احد من اهل القبلة عند اهل السنة انه لا يكفر مالم يوجد شئ من امارات الكفر وعلاماته ولم يصدر عنه شئ من موجباته “ ﴿”اهل قبلہ“ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ضروریات دین مثلاً حدوث عالم، حشر اجساد، خدا تعالیٰ کے احاطہ علمی اس نوح کے دوسرے اہم مسائل کے معترف ہوں۔ بنا بریں جو شخص ہمہ عمر عبادت الہی میں صرف کر دے مگر اس کا عقیدہ یہ ہو کہ عالم قدیم ہے۔ قیامت نہیں آئے گی۔ خدا تعالیٰ جزئیات کو نہیں جانتا۔ یہ شخص اہل سنت کے نزدیک قطعاً اہل قبلہ سے نہیں۔ رہا اہل سنت کا یہ قول کہ ہم اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے۔ اس کے یہی معنی ہیں کہ افعال کفر (مثلاً سجدہ صنم) کا مرتکب نہ ہو اور علامات کفر (جیسے زنا ربا نہ ہنا) سے ظاہر نہ ہوں۔﴾

۴..... علامہ قونوی شارح عقیدہ طحاوی ص ۲۴۲ کی تصریح دربارہ اہل قبلہ پہلے

گذر چکی ہے۔

ضروریات دین کی حقیقت اور مفہوم

۵..... (الف) علامہ عبدالعزیز فرہاری نیراس (شرح عقائد نسفیہ ص ۵۷۲) میں

لکھتے ہیں۔ ”اهل القبلة في اصطلاح المتكلمين من يصدق بضروريات الدين اى الامور التى علم ثبوتها فى الشرع واشتھر فمن انكر شيئاً من الضروريات كحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم الله سبحانه بالجزئيات وفرضية الصلوة والصوم لم يكن من اهل الكعبة ولو كان مجاهداً بالطاعات وكذلك من باشر شيئاً من امارات التكذيب كسجود الصنم والاهانة بامر شرعى والا ستھزاء عليه فليس من اهل القبلة ومعنى عدم تكفير اهل القبلة ان لا يكفر بارتكاب المعاصى ولا بانكارا لا مور الحنيفة

الغیر المشہورۃ هذا ما حققه المحققون“ ﴿اہل قبلہ متکلمین کی اصطلاح میں وہ لوگ ہیں جو ضروریات دین یعنی دین کے بدیہی اور مشہور مسائل کے مقرر ہوں۔ بنا بریں جو شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہوگا۔ جیسے حدوث عالم یا قیامت، یا خدا تعالیٰ کے احاطہ علمی، یا فرضیت صوم و صلوٰۃ کا منکر ہو تو وہ اہل قبلہ میں داخل نہیں۔ اگرچہ زاہد مرتاض کیوں نہ ہو۔ علیٰ ہذا القیاس جس شخص میں کفر کے علامات موجود ہوں مثلاً سجدہ صنم یا کسی شرعی مسئلہ کا استخفاف کرے وہ بھی اہل قبلہ سے نہیں۔ اہل سنت کا یہ مسئلہ کہ ”ہم اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے“ اس سے مراد صرف یہی ہے کہ ہم عاصی کو اور دین کے غیر ضروری نظری مسائل کے منکر کو کافر نہیں کہتے۔ یہی محققین کا مذہب اور عقیدہ و تحقیق ہے۔ ﴿

علامہ قاری (شرح فقہ اکبر ص ۷۶) میں لکھتے ہیں۔ ”والمرا دمن المعلوم ضرورة كونه من الدين بحيث يعلم العامة من غير نظر والسند لال كوحدة الصانع ووجوب الصلوة وحرمة الخمر ونحوها . واما من يؤول النصوص الواردة فى حشر الاجساد وحدوث العالم وغيرها فانه يكفر لما علم قطعاً من الدين انها على ظواهرها“ ﴿ضروریات دین کے یہ معنی ہیں کہ وہ مسئلہ اس قدر مشہور اور واضح ہو کہ ہر عامی آدمی بھی بغیر فکر اور دلیل کے اس کا معترف ہو۔ جیسے توحید، وجوب نماز، حرمت شراب اور واضح رہے کہ جو لوگ حشر اجساد، حدوث عالم وغیرہ کی نصوص کی خود ساختہ تاویلیں کرتے ہیں وہ یقیناً کافر ہیں۔ اس لئے کہ ان نصوص کو اپنے ظاہر پر چھوڑنا اور تسلیم کرنا جزو ایمان ہے۔ ﴿

۶..... (ب) جو ہرۃ التوحید میں ہے۔ ”ومن المعلوم ضروری ججد من دیننا یقتل کفراً لیس حد وفی شرحہ ان هذا مجمع علیہ . وذنکو ان الماتردیہ یکفرون بعد هذا بانکارا القطعی وان لم یکن ضروریاً (اکفار الملحدین ص ۱۳)“ ﴿جو شخص دین اسلام کے کسی بدیہی مسئلے کا انکار کرے اس کو مزائے ارتداد میں قتل کر دیا جائے۔ شارح جوہرہ نے اس شعر کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں۔ یہاں تک لکھا ہے کہ ائمہ ماتر دیدیہ جیسے ضروریات دین کے منکر کو کافر کہتے ہیں۔ اسی طرح ہر قطعی الثبوت مسئلہ کے منکر کو بھی کافر قرار دیتے ہیں۔ اگرچہ ضروری (بدیہی) نہ ہو۔ ﴿

۷..... عقائد عضدیہ میں ہے۔ ”لا نکفر احداً من اهل القبلة الا بما

فیه نفی الصانع المختار او بما فیہ شرک وانکار النبوة وانکار ما علم من
الدين بالضرورة او انکار مجمع علیه قطعاً او استحلال محرم واما غير ذلك
فالقائل به مبتدع وليس بكافر“ ﴿ہم اہل قبلہ میں سے صرف انہی لوگوں کو کافر سمجھتے ہیں
جو خدا کے منکر ہوں۔ یا کسی شرکیہ عقیدے کے قائل ہوں۔ یا نبوت کے منکر ہوں۔ یا دین اسلام
کے کسی بدیہی مسئلہ، یا اجماعی قطعی عقیدہ کا انکار کرتے ہوں یا کسی حرام کو حلال سمجھتے ہوں وغیرہ۔
لیکن اگر ضرورت دین کا انکار نہیں تو اس صورت میں وہ شخص مبتدع ہے کافر نہیں۔﴾

۸..... تمہید ابو شکور سلمیٰ میں ہے۔ ”قالت الروافض ان العالم لا
يكون خالياً من النبي قط وهذا كفر لان الله تعالى قال وخاتم النبيين ومن
ادعى النبوة في زماننا فانه يصير كافراً ومن طلب منه المعجزات فانه
يصير كافراً ويجب الاعتقاد بانه ماكان لاحد شركة في النبوة لمحمد ﷺ
بخلاف من قال ان علياً كان شريكاً لمحمد ﷺ وهذا كفر“ ﴿رافضیوں کا
مذہب ہے کہ (نبوت رحمت ہے۔ اس لئے) دنیا نبی سے خالی نہیں رہ سکتی۔ مگر یہ عقیدہ سراسر کفر
ہے۔ قرآن میں خدا تعالیٰ نے حضور ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا ہے۔ بنا بریں ہمارے عہد میں جو
شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کافر ہے اور اس سے معجزات طلب کرنے والا بھی کافر، نیز یہ
عقیدہ بھی ضروری ہے کہ شرک فی النبوة کفر ہے۔ بنا بریں حضرت علیؑ کو حضور ﷺ سے نبوت
میں شریک ماننا کفر ہے۔﴾

۹..... علامہ قاری (شرح فقہ اکبر ص ۱۵۰) میں لکھتے ہیں۔ ”دعوى النبوة
بعد نبينا ﷺ كفر بالاجماع“ ﴿آحضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت باتفاق تمام
مسلمین کفر ہے۔﴾

۱۰..... امام فضل اللہ تورپشتی حنفی متوفی ۶۶۰ھ (معاصر شیخ سعدی) کتاب المعتمد
فی المعتمد میں لکھتے ہیں۔ ”اذا حادیت بسیار درست شدہ کہ نبوت بہ آمدن آحضرت ﷺ تمام
شد بعد از وے نبی دیگر نباشد، الی ان قال۔ بحمد اللہ ایں مسئلہ در میان اسلامیان روشن تر از آنست
کہ آن را بہ کشف و بیان حاجت افتد، اما ایں قدر از ترس آں بیان کردیم کہ مباد از ندیقے، جا بلے
را بدیں شبہ در چاہ اندازد و بسیار باشد کہ ظاہر نیارند کردن و بدیں طریق پادرنہند کہ خدا بر ہمہ چیز قادر

است۔ کس قدرت اور منکر نیست۔ اماچوں خدا از چیزے خبر دھد کہ چنیں خواہد بودن یا نخواہد بودن خبر چنان نباشد کہ خدا ز اں خبر دہد، و خدا خبر داد کہ بعد از دے نبی دیگر نباشد ہر آنکس کہ گوید بعد از دے نبی دیگر بودیا ہست یا خواہد بود کافر است نیز آنکس کہ گوید امکان دارد کہ باشد، کافر است (نسخہ خطیہ باب دوم فصل سیم) ﴿صحیح روایات سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے اور آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ (اس کے بعد علامہ مذکور نے ختم نبوت کی روایات لائی ہیں۔ تا آنکہ کہا ہے کہ) بفضل خدا مسئلہ ختم نبوت مسلمانوں میں اتنا بدیہی ہے کہ اس کی تشریح اور بیان کی ضرورت نہیں۔ لیکن جو ذکر ہوا وہ صرف اس اندیشہ کے پیش نظر کہ مبادا کوئی زندیق کسی سادہ لوح مسلمان کو مذکورہ ذیل مغالطہ دے اور زندیق عام طور پر کھلم کھلا تو کچھ کہہ نہیں سکتے۔ البتہ مغالطوں کے ذریعہ کام نکالتے ہیں۔ مغالطہ یہ ہے کہ بحکم ”ان اللہ علی کل شئ قدير“ خدا کو ہر چیز پر قدرت ہے۔ لہذا نبی بھی قدرت الہی میں داخل ہے۔ علامہ فرماتے ہیں۔ قدرت الہی (جس کو امکان ذاتی بھی کہا جاتا ہے) کا کوئی منکر نہیں۔ (لہذا اس سے زیادہ سے زیادہ امکان ذاتی ثابت ہوا) لیکن جب خدا تعالیٰ کسی چیز کی نسبت اطلاع دے کہ یوں ہوگی یا یوں نہ ہوگی تو وہ چیز اسی طرح ہوگی جس طرح خدا تعالیٰ نے اطلاع دی ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن میں اطلاع دی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد دوسرا نبی نہیں۔ بنا بریں جو شخص یہ کہے کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی بالفعل ہو چکا یا بالفعل ہے۔ یا بالفعل ہوگا۔ (ہر سہ صورتیں مطلقہ عامہ کی ہیں) وہ کافر ہے۔ نیز وہ شخص بھی کافر ہے جو یہ کہے کہ آپ کے بعد دوسرا نبی ماضی حال استقبال میں گوا بالفعل نہیں۔ لیکن اس کے آنے کا امکان شرعی ہے۔ کیونکہ امکان شرعی ”خاتم النبیین“ والی آیت کا مبطل ہے۔ (عدم امکان شرعی امتناع بالغیر کا ایک فرد ہے) ﴿

..... ۱۱ عارف باللہ علامہ شیخ عبدالغنی نابلسی شرح فرامد میں لکھتے ہیں۔ ”وفساد مذہبهم غنی عن البيان كيف وهو يؤدي الى تجويز نبی مع نبينا ﷺ وبعده وذلك يستلزم تكذيب القرآن اذ قد نص على انه خاتم النبیین وأخر المرسلین وفي السنة انا العاقب لا نبی بعدی واجمعت الامة على البقاء هذا الكلام على ظاهره وهذه احدى المسائل التي كفرنا بها الفلاسفة (اكفار ص ۴۴)“ ﴿یہ مذہب (فلاسفہ) بدیہی البطلان ہے۔ کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ حضور ﷺ کے

زمانے میں اور آپ کے بعد دوسرا نبی آ سکتا ہے۔ یہ قرآن کی صریح تکذیب ہے۔ کیونکہ قرآن میں آپ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے۔ نیز حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد نبی نہیں آ سکتا۔ اس کے علاوہ اجماع امت ہے کہ ان نصوص کو اپنے اپنے ظاہر پر رکھا جائے گا۔ (مرزا محمود کا خود ساختہ معنی ختم نبوت کا اجماع قطعی کے خلاف اور زندہ ہے) ﴿

محمد شین کی رائے

..... تاضی عیاض شفا میں لکھتے ہیں۔ ”و كذلك نكفر من ادعى نبوة احد مع نبينا صلعم (كمسيلمة والاسود) او ادعى نبوة احد بعده (فانه خاتم النبیین بنص القرآن والحديث فهذا تكذيب لله ورسوله) او من ادعى النبوة لنفسه (كالمختار بن ابی عبید) وكل ذلك من ادعى انه يوحى اليه وان لم يدع النبوة فهو لاء كلهم كفار مكذبون للنبي ﷺ لا نه ﷺ اخبر انه خاتم النبیین وانه لا نبى بعدى ، واجمعت الامة على ان هذا الكلام على ظاهره دون تاويل (شرح شفا از خفاجى بالتقاط ج ۴ ص ۵۴۳، شرح قارى ج ۲ ص ۵۱۸)“ ﴿ ہم ہر اس شخص کو کافر قرار دیتے ہیں جس نے حضور ﷺ کے عہد میں کسی دوسرے متنبی کو مانا یا آپ کے بعد کسی دوسرے کو نبی قرار دیا۔ کیونکہ آپ بھص قرآن اور حدیث ختم الانبیاء ہیں۔ پس ایسے عقیدے سے خدا اور رسول کی تکذیب لازم آتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس مدعی نبوت بھی کافر ہے۔ اسی طرح وہ بھی کافر ہے جو گود دعویٰ نبوت نہ کرے۔ مگر جی والہام کا مدعی ہو۔ (جیسے لاہوری مرزائیوں کا مرزا) یہ سب کافر ہیں۔ حضور ﷺ کے مکذب ہیں۔ کیونکہ حضور ﷺ اپنے آپ کو خاتم الانبیاء فرماتے ہیں۔ امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ ان نصوص کو اپنے ظاہر پر رکھا جائے۔ (کسی محمودی تاویل کی گنجائش نہیں) ﴿

.....۲ حافظ ابو محمد بن حزم ظاہری کتاب الفصل میں لکھتے ہیں۔ ”من قال ان بعد محمد ﷺ نبیاً بغير عيسى بن مريم فانه لا يختلف اثنان في كفره هذا مع سماعهم قول الله ولكن رسول الله وخاتم النبیین وقوله ﷺ لا نبى بعدى فكيف يستجيز لمسلم ان يثبت بعده عليه السلام نبيا في الارض حاشا ما استثناه رسول الله ﷺ في الاثار المسندة الثابتة في نزول عيسى

بن مریم علیہ السلام فی آخر الزمان“ (کتاب الفصل ج ۳ ص ۲۳۹، ج ۴ ص ۱۸۰) ”وقد قال فی روح المعانی وهو من محقق المتأخرین ان من لم یقل بنزول عیسیٰ علیہ السلام فقد اکفره العلماء لا نكاره ماتواتر فی الشرع“ (اکفار ص ۸) ﴿آنحضرت ﷺ کے بعد جو شخص بھی (باستثناء مسیح علیہ السلام) کسی نبی کے آنے کا اعتراف کرے اس کا کفر اس قدر متفق علیہ ہے کہ دو شخصوں کا اختلاف بھی منقول نہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن میں آپ کو خاتم النبیین کہا اور خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ پس کسی مدعی اسلام کے لئے کب یہ گنجائش رہتی ہے کہ وہ آپ کے بعد کسی نبی کے آنے کو جائز قرار دے۔ باستثناء مسیح علیہ السلام کے کیونکہ ان کو خود حضور ﷺ نے احادیث صحیحہ میں مستثنیٰ فرمایا ہے۔﴾

صاحب روح المعانی فرماتے ہیں کہ نزول مسیح علیہ السلام کے منکر کو علماء نے کافر قرار دیا ہے۔ کیونکہ یہ امر متواتر کا انکار ہے۔
فقہاء اور اصولیین کی رائے

..... علامہ امام عبدالعزیز بخاری حنفی، تحقیق شرح حسانی اور کشف الاسرار (شرح اصول بزوی ج ۳ ص ۲۳۸) میں فرماتے ہیں: ”وان غلافی هو اه حتی وجب اکفاره لا یعتبر خلافه ووفاقه ایضاً لعدم دخوله فی مسمى الامة المشهود لها بالعصمة وان صلی الی القبله واعتقد نفسه مسلماً لان الامة لیست عبارة عن المصلین الی القبله بل عن المؤمنین وهو کافر وان کان لا یدری انه کافر“ ﴿اگر کسی مبتدع کا غلو کفر کے درجہ تک پہنچ جائے تو اجماع امت کے مسئلہ میں اس کا اتفاق و اختلاف نظر انداز کیا جائے گا۔ کیونکہ وہ اس امت میں داخل ہی نہیں۔ جس کے لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ گمراہی پر اتفاق نہیں کرے گی۔ ہر چند وہ قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان شمار کرتا ہو۔ یہ اس لئے کہ امت محمدیہ کے یہ معنی نہیں کہ کوئی قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھے۔ بلکہ امت مؤمنین کا نام ہے اور یہ شخص مؤمن نہیں بلکہ کافر ہے۔﴾

تنبیہ

مذکورہ بالا حوالہ ہم نے خاص طور پر جناب نواب زادہ اللہ نواز خان صاحب کے لئے حوالہ قلم کیا ہے تاکہ وہ اپنے غلط افتاء سے باز آئیں۔ اسلام کی تعریف جو انہوں نے کی ہے وہ کسی

نواب صاحب کی نکسال میں تیار ہوئی ہے۔ یا مسٹر محمد علی کے مزعومہ چارہائی کورٹوں میں۔ ورنہ اسلام سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ امید ہے کہ نواب زادہ آئندہ محتاط رہیں گے۔

۲..... علامہ ابن عابدین (رد المحتار ج ۱ ص ۳۷۷) میں لکھتے ہیں۔ ”لا خلاف فی

کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اهل القبلة المواظب طول عمره علی الطاعات کما فی شرح التحرير“ ﴿ضروریات دین کا منکر بلا اتفاق کافر ہے۔ اگرچہ اہل قبلہ ہو اور تمام عمر طاعات میں بسر کر دے۔ جیسے ابن امیر الحاج نے شرح تحریر میں لکھا ہے۔﴾

۳..... صاحب بحر الرائق سے رد المحتار میں منقول ہے۔ ”والحاصل ان

مذهب عدم تکفیر احد من المخالفین فیما لیس من الاصول المعلومة من الدین ضرورة (اکفار)“ ﴿ہمارا مذہب یہ ہے کہ ہم اپنے کسی مخالف فرقہ کو کافر نہیں کہتے۔ جب تک کہ وہ ضروریات دین کا منکر نہ ہو۔﴾

مزید تحقیق کے لئے (شرح قاری للفقہ الاکبر ص ۱۳۹) ملاحظہ کیجئے۔

۴..... خفاجی (شرح شفا ج ۲ ص ۴۳۰، ۵۷۹) میں ائمہ مالکیہ کے اقوال نقل کرتے

ہوئے لکھتے ہیں۔ ”قال ابن القاسم وسحنون فی من تنباء انه کالمرتد وقال اصبغ بن الفرغ من زعم انه نبی فهو کالمرتد وقال اشهب فی یہودی زعم انه نبی او قال ان بعد نبیکم نبی سیاتی من اللہ بشریعة انه کالمرتد یستتاب والاقتل لانه مکذب للنبی ﷺ فی قوله لا نبی بعدی“ ﴿ابن قاسم، سحنون، اصبغ فرماتے ہیں کہ مدعی نبوت مرتد ہے۔ اشهب نے کہا اگر کوئی یہودی نبوت کا دعویٰ کرے یا یہ کہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی دوسرا نبی آنے والا ہے تو وہ مرتد ہے۔ اگر توبہ کرے تو فیہا ورنہ قتل کر دیا جائے۔ اس لئے کہ اس نے حضور ﷺ کے ارشاد ”لا نبی بعدی“ کی تکذیب کی۔﴾

اہل قبلہ کی تعیین پر بغدادی کا سیر حاصل تبصرہ

امام ابو منصور عبد القاہر بغدادی کتاب (الفرق فی الفرق ص ۲۲۰) میں لکھتے ہیں۔ ”الباب

الرابع فی بیان الفرق التی انتسبت الی الاسلام ولیست منها“ ﴿یعنی ان فرقوں کا بیان جو بظاہر مسلمان ہونے کے مدعی ہیں۔ مگر درحقیقت کافر ہیں۔﴾

پھر ان کی تعداد اکیس بتلائی۔ بتفصیل ذیل: (۱) سبائیہ۔ (۲) بیانیہ۔ (۳) حربیہ۔ (۴) مغیریہ۔ (۵) منصورویہ۔ (۶) جناحیہ۔ (۷) خطابیہ۔ (۸) غرابیہ۔ (۹) مفوضیہ۔ (۱۰) حلویہ۔ (۱۱) اصحاب التناخ۔ (۱۲) حانطیہ۔ (۱۳) حمادیہ۔ (۱۴) متعہیہ۔ (۱۵) رزاسیہ۔ (۱۶) یزیدیہ۔ (۱۷) میمونہ۔ (۱۸) باطنیہ۔ (۱۹) حلاجیہ۔ (۲۰) غدافریہ۔ (۲۱) اصحاب اباجہ۔ پھر ص ۲۹۹ تک ان فرقوں کے پوست کندہ حالات بیان کئے۔ ذیل میں ہم موضوع بحث کے روسے چند اقتباسات پیش کریں گے۔

ممتیّان کذاب اور ان کے اتباع

بغدادی فرماتے ہیں۔ ”ثم ان المختار ابن ابی عبید خدعة السبائیة فقالوا له انت حجة هذا الزمان وحملوه على دعوى النبوة فادعاها عند خواصه وزعم ان الوحي ينزل عليه“ ﴿فرقہ سبائیہ نے مختار کو دھوکہ دے کر کہا کہ تو اس زمانے کا مہدی ہے اور اس کو ادعاے نبوت کی ترغیب دی۔ جس پر وہ نبی بن بیٹھا اور کہنے لگا کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔﴾

”وقال عبدالقاهر كيف يكون من فرق الاسلام قوم (السبائیة) يزعمون ان عليا كان الهاً او نبياً لان جاز ادخال هولاء في جملة فرق الاسلام جازا دخال الذين ادعوا نبوة مسيلمة الكذاب في فرق الاسلام“ ﴿عبدالقاهر کہتے ہیں کہ سبائیہ کس طرح مسلمان کہلا سکتے ہیں۔ جب کہ ان کا عقیدہ ہے کہ علی مرتضیٰ خدا تھے یا نبی۔ اگر سبائیہ اسلامی فرقوں میں داخل ہیں تو مسیلّمہ کے اتباع بھی مسلمان شمار ہونے چاہئیں۔ (عیاذ باللہ)﴾

”واتباع بيان بن سمعان قالوا انه كان نبياً وانه نسخ بعض شريعة محمد ﷺ فهم خارجون عن فرق الاسلام (ص ۲۲۷) ومن زعم ان بياناً كان نبياً كمن زعم ان مسيلمة كان نبياً وكلا الفريقين خارجان عن الاسلام (ص ۲۲۸) مغيرة بن سعيد العجلي اظهر لاتباعه انواعاً من الكفر منها دعواه النبوة فالمغيرية خارجة عن فرق الاسلام (الفرق ص ۴۲۹، وكتاب مقالات الاشعري ج ۱ ص ۷) قال عبدالقاهر كيف يعدنى فرق الاسلام قوم ادعوا نبوة زعيمهم (ص ۲۲۹، ۲۳۴) واما الجناحية فهؤلاء اتباع

عبداللہ بن معاویہ زعموا ان کل مؤمن یوحى الیه وهم خارجون عن فرق الاسلام (الفرق ص ۲۳۶، مقالات ج ۱ ص ۶) ﴿بیان بن سمران تمیمی کے مرید اس کو نبی مانتے تھے اور کہتے تھے کہ اس نے (مرزا قادیانی کی طرح) شریعت محمدیہ کے بعض حصے منسوخ کر دیئے ہیں۔ بیان مذکور کو نبی ماننے والے اور مسلمہ کے مرید ہر دو مساوی طور پر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مغیرہ بن سعید عجل نے کئی ایک کفر مریدین کے سامنے پیش کئے۔ من جملہ ان کے دعویٰ نبوت بھی ہے۔ اس لئے یہ جماعت بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ عبدالقاہر کہتے ہیں بھلا وہ قوم کس طرح دائرہ اسلام میں رہ سکتی ہے جو اپنے لیڈر کو نبی مانے۔ عبداللہ بن معاویہ کے اتباع کو جناحیہ کہتے ہیں۔ بخیاں ان کے ہر ایک مؤمن کی طرف وحی ہوتی رہتی ہے۔ لہذا یہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔﴾

”الیزیدیة من الخوارج هم اتباع یزید بن ابی انیسة الخارجی خرج عن قول جمیع الامة لدعواه ان الله عزوجل یبعث رسولا من العجم وینزل علیه کتاباً من السماء وینسخ بشریعته شریعة محمد ﷺ وكان مع هذه الضلالة یتولی من شهد لمحمد ﷺ بالنبوۃ من اهل الكتاب وان لم یدخل فی دینہ وسماهم بذلك مؤمنین ولیس بجائز ان یعد فی فرق الاسلام من یعد الیہود من المسلمین وکیف یعد من فرق الاسلام من یقول بنسخ شریعة الاسلام (ص ۲۶۳، راجع المقالات ج ۱ ص ۱۰۳) ﴿یزید بن یزید بن ابی انیسہ خارجی کے متبعین کو کہتے ہیں۔ اس نے تمام امت کا اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ خدا تعالیٰ عنقریب عجم میں سے ایک نبی بھیجے گا۔ (قادیان کا مغل زادہ) اس کے پاس آسانی کتاب ہوگی۔ وہ شریعت محمدیہ کو بالکل منسوخ کر دے گا۔ ساتھ ہی وہ ان یہود کو مخلص مسلمان شمار کرتا ہے جو حضور ﷺ کو نبی مانیں۔ مگر اسلام نہ لائیں۔ یہ جماعت بھی کافر ہے۔ بھلا اس جماعت کے کفر میں کیا شبہ جو شریعت اسلامیہ کے نسخ کی قائل ہو۔﴾

”واما الباطنية فهم ایضاً مقرون بنزول الوحى من السماء على الذین اقرؤا بنبوۃہم ویزعمون ان الانبیاء قوم احبوا الزعامة فسا سوا الناس بالنوامیس والحیل طلباً للزعامة بدعویٰ النبوة فهم خارجون عن فرق الاسلام (ص ۲۷۹) ﴿باطنیہ بھی اپنے پیشوایان مذہب کو نبی مانتے ہیں۔ پھر اس

خباثت کا کیا ٹھکانا کہ انبیاء لیڈری کے خواہشمند تھے۔ اس پر انہوں نے دعویٰ وحی اور دوسرے حیلوں سے لوگوں کو قابو کیا اور بظاہر نبوت کا دعویٰ کیا۔ (جیسے قادیانی دجال، مسیح علیہ السلام کو مسمریزم جاننے والا کہتا ہے) ﴿

حضور خاتم الانبیاء والرسل ہیں اور اس کا منکر کافر ہے

امام ابو منصور عبدالقاهر بغدادی اپنی شہرہ آفاق تصنیف اصول الدین مطبوعہ استانبول میں فرماتے ہیں۔ ”کل من اقر بنبوة نبینا محمد ﷺ اقر بانہ خاتم الانبیاء والرسل و اقر بتایید شریعة و منع من نسخها و قال ان عیسیٰ علیہ السلام اذا نزل من السماء ينزل بنصرة شریعة الاسلام و یحییٰ ما احیاه القرآن و یمیت ما اماته القرآن، خلاف فرقة من الخوارج تعرف بالیزیدية المنتسبة الی یزید بن ابی انیسة فانهم زعموا ان الله یبعث فی آخر الزمان نبیا من العجم وینزل علیه کتاباً من السماء وینسخ ذلك الشرع شرع القرآن و قد نص القرآن ان محمداً ﷺ خاتم النبیین . و قد تواترت الاخبار عنه بقوله لا نبی بعدی و من رد حجة القرآن و السنة فهو الکافر (ج ۱ ص ۱۶۲)“ ﴿ ہر ایک مؤمن جس طرح آنحضرت ﷺ کی نبوت کا معترف ہوتا ہے۔ اسی طرح آپ کو ختم الانبیاء والرسل آپ کی شریعت کا دوام اور اس کا عدم نسخ بھی مانتا ہے۔ نیز یہ بھی عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام جب آسمان سے نزول فرمائیں گے تو شریعت اسلامیہ کی تائید کریں گے۔ ان ہی احکام کی دوبارہ اشاعت کریں گے۔ جو قرآن نے پیش کئے اور انہی امور سے روکیں گے جو قرآن نے ممنوع قرار دیئے۔ برخلاف فرقہ یزیدیہ کے (اتباع یزید بن ابی انیسہ خارجی) ان کا عقیدہ ہے کہ آخر زمانے میں خدا تعالیٰ عجم سے ایک نبی مبعوث فرمائے گا۔ (مرزا قادیانی کے حق میں پیش گوئی ہو رہی ہے) اس پر کتاب نازل ہوگی۔ اس کی شریعت، شریعت قرآنی کی نسخ ہوگی۔ حالانکہ قرآن نے صاف اعلان کیا ہے کہ حضور خاتم النبیین ہیں۔ اس کے علاوہ ”لا نبی بعدی“ حضور ﷺ سے بہ تواتر مروی ہے۔ جو شخص قرآن اور حدیث کی تردید کرے وہ پکا کافر ہے۔ ﴿

زندیق اور مرتد میں فرق

شبہ ثانی کے جواب میں ہم سلف سے نقل کر آئے ہیں کہ نصوص ختم نبوت کو اپنے ظاہر پر رکھنا لازم اور ضروری ہے۔ ان میں ہر تاویل باطل ہوگی۔ جو ماؤل کو کفر سے بچا نہیں سکتی۔

مرزا قادیانی اور ان کی امت کی تمام تر بنیاد تاویل پر ہے۔ مرزائی لٹریچر کا مطالعہ کرنے والا جانتا ہے کہ یہ گروہ باب تاویل میں باطنیہ جیسے باطل پرست فرقہ سے بھی دو قدم آگے بڑھا ہوا ہے۔ (باطنیہ کی تسویلات و تاویلات کا مطالعہ کرنا ہو تو کتاب الفرق کو ص ۲۶۵ سے ۲۹۹ تک دیکھئے) اور یہ تاویلات سراسر زندقہ ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ زندیق کا ترجمہ بھی سلف سے نقل کر دیا جائے تاکہ مرزائیہ کی حقیقت پورے طور پر سمجھ آ سکے۔

۱..... علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں۔ ”الکافر ان اظہر الایمان خص باسم المنافق وان کفر بعد الاسلام خص باسم المرتد وان قال بالہین او اکثر خص باسم المشرك وان کان متدیناً..... وان کان مع اعترافہ بنبوۃ النبی ﷺ و اظہارہ شعائر الاسلام یبطن عقائدہی کفر بالاتفاق خص باسم زندیق“ ﴿کافر اگر بظاہر اسلام کا اقرار کرے تو وہ منافق ہے اور اگر کوئی شخص اسلام لانے کے بعد کافر ہو جائے تو مرتد ہے اور اگر تعدد معبود کا قائل ہو تو مشرک ہے..... اور اگر حضور ﷺ کی نبوت کا اعتراف کرتے ہوئے شعائر اسلام کی پابندی بھی دکھائے لیکن ضروریات دین کے خلاف عقائد رکھتا ہو تو یہ زندیق ہے۔﴾

۲..... حضرت حکیم الہند شاہ ولی اللہ دہلوی موسوی (شرح مؤطا ج ۲ ص ۱۰۹) میں زندیق کی حقیقت بالفاظ ذیل واضح کرتے ہیں۔ ”الخالف للدين الحق ان لم يعترف به ولم يدعن له لا ظاهراً ولا باطناً فهو كافر وان اعترف بلسانه وقلبه على الكفر فهو المنافق وان اعترف به ظاهراً لكنه يفسر بعض ما ثبت من الدين ضرورة بخلاف ما فسره الصحابة والتابعون واجمعت الامة عليه فهو زندیق كما اذا اعترف بان القرآن حق وما فيه من ذكر الجنة والنار حق لكن المراد بالجنة الابتهاج الذي يحصل بسبب الملكات المحموده والمراد بالنار هي الندامة التي تحصل بسبب الملكات المذمومة وليس في الخارج جنة ولا نار فهو زندیق . ثم التاويل تاويلان تاويل لا يخالف قاطعاً من الكتاب والسنة واتفاق الامة وتاويل يصادم ما ثبت بالقاطع فذلك الزندقة . فكل من قال ان النبي ﷺ خاتم النبوة لكن معنى هذا الكلام انه لا يجوز ان يسمى بعده احد بالنبي . واما معنى النبوة (وهو كون الانسان مبعوثاً من الله الى الخلق مفترض الطاعة معصوماً من الذنوب ومن البقاء على الخطاء

فیما یری) فهو موجود فی الاثمة بعده فذلک الزندیق . وقد اتفق جماہیر المتأحزین من الحنفیہ والشافعیہ علی قتل من یجری مجری ہذا الباب “ ﴿دین حق کا مخالف اگر سرے سے اس کا معتقد اور مقرر ہی نہیں نہ ظاہر نہ باطن تو وہ کافر ہے اور اگر زبان سے اعتراف کرے مگر دل میں کفر بھرا ہوا ہو تو یہ منافق ہے اور اگر بظاہر دین حق کا اعتراف کرے۔ مگر بعض ضروریات دین کی ایسی من مانی تاویل کرے جو صحابہ، تابعین، اجماع امت کے سراسر خلاف ہو۔ (جیسے مرزا محمود کا ترجمہ ختم نبوت) تو ایسا شخص شریعت میں زندقہ ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ قرآن حق، جنت و جہنم حق۔ لیکن جنت کے معنی فقط اس قدر ہیں کہ انسان کو اچھے اخلاق سے اس عالم میں گونہ سرور حاصل ہوگا اور جہنم سے مراد یہ ہے کہ بد اخلاق کو وہاں گونہ ندامت ہوگی۔ فی الواقع کوئی جنت جہنم نہیں۔ ایسا شخص زندقہ ہے۔ غرض زندقہ سب کچھ مان کر سب پر پانی پھیر دیتا ہے۔ یہ زندقہ اس میں دین کی صورت بر حال رہتی ہے اور حقیقت مسخ ہو جاتی ہے۔ یہ مرتد سے کئی گنا بدتر ہے۔ واضح رہے کہ تاویل دو قسم ہے۔ (۱) جو کسی نص قطعی اور حدیث صحیح اور اجماع امت کے مخالف نہ ہو۔ (۲) جو کسی نص سے ٹکرائے۔ ثانی الذکر زندقہ ہے۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ بیشک آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ مگر اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد نبی کہلانا منع ہے۔ رہا نبوت کا مفہوم (یہی ایسا انسان جو خدا تعالیٰ کی طرف سے خلق خدا کو ہدایت کرنے آئے۔ واجب الاطاعت ہو۔ گناہوں سے معصوم اور غلطیوں سے مبرا ہو) سو یہ آپ کے بعد ائمہ دین میں موجود ہے۔ پس ایسا شخص زندقہ ہے۔ جمہور فقہاء حنفیہ اور شافعیہ کا اتفاق ہے کہ زندقہ واجب القتل ہے۔ ﴿

توبہ زندقہ

زندقہ اور مرتد کی حقیقت میں فرق واضح ہو چکا ہے۔ اس کے بعد احکام کا درجہ ہے۔ مرتد اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ منظور کر لی جائے گی۔ لیکن زندقہ کی توبہ کا اعتبار کریں تو کیونکر کریں۔ اس لئے کہ اس کے باطن میں خبث پوشیدہ ہے۔ توبہ سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ امام ابو بکر حصص رازی حنفی (احکام القرآن ج ۱ ص ۵۳) میں اور حافظ امام بدر الدین عینی حنفی (عمدة القاری ج ۱ ص ۲۱۳) میں لکھتے ہیں۔

..... ”قال ابو یوسف قال ابو حنیفة اقتلوا الزندیق سرا فان توبته لا تعرف“ ﴿امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے کہ زندقہ کو جس طرح بن پڑے قتل کر دو۔ اس لئے کہ اس کی توبہ کا پتہ لگانا دشوار ہے۔ ﴿

۲..... ”فی تفسیر الجصاص قال ابو مصعب عن مالك فی المسلم اذا تولى عمل السحر قتل ولا يستتاب لان المسلم اذا ارتد باطناً لم تعرف توبته (ج ۱ ص ۵۱) وقال مالك لا تقبل توبته الزنديق (ج ۱ ص ۵۴)“
 ﴿امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ اگر کوئی مسلمان جادوگر بن جائے تو اس کو قتل کر دو۔ توبہ پیش کرنا ضروری نہیں۔ کیونکہ باطنی مرتد کی توبہ اظہار اسلام سے معلوم نہیں ہو سکتی۔ نیز مالکؒ فرماتے ہیں کہ زندقہ کو بلا استتابت قتل کر دو۔﴾

۳..... خطیب ابو بکر (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۲۵۳) میں یہ سند خود ذیل کا واقعہ نقل کرتے ہیں۔ ”قال عثمان بن حکیم انی لارجو لابی یوسف فی هذه المسئلة رفع الی ہارون زندیق فدعا ابایوسف لیکلمہ ، فقال له ہارون کلمہ وناظرہ ، فقال له یا امیر المؤمنین ادع بالسيف والنطع واعرض علیه السلام فان اسلم والافاضرب عنقه هذا لا یناظر وقد الحد فی الاسلام“
 ﴿عثمان بن حکیم کہتے ہیں کہ مجھے وثوق ہے کہ خدا تعالیٰ امام ابو یوسف کو مسئلہ ذیل میں اجر عظیم دے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ ہارون کے سامنے ایک زندقہ پیش کیا گیا۔ خلیفہ نے امام ابو یوسف کو اس سے مناظرہ کرنے کے لئے دربار میں طلب کیا اور حکم دیا کہ آپ اس سے مکالمہ و مناظرہ کریں۔ امام ابو یوسف نے خلیفہ سے فرمایا کہ دیر نہ کیجئے۔ شمشیر منگوائیے اور اس کا سر قلم کیجئے۔ یہ زندقہ ہے مرتد نہیں کہ اس کو مناظرہ سے سمجھایا جائے۔ یہ تو ملحد ہے اس کا گھڑی بھر زندہ رہنے دینا بھی خلاف مصلحت اسلامیہ ہے۔﴾

فصل سوم

جواب شبہ ثالث اور تکفیر معین

گذشتہ تمام تر تفصیلات شبہ ثانی کے جواب سے متعلق تھیں۔ رہا شبہ سوم کا جواب۔
 اول تو ہر دو شبہات کے جوابات کا مطالعہ کر لینے کے بعد اس کی لغویت خود بخود واضح ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ابتداء کتاب میں بعض جزئیات بھی نقل کر دیئے گئے جو مابہ النزاع میں کافی ہیں۔
 یہاں ہم ایک جامع مانع قاعدہ اس مسئلہ کے متعلق لکھ کر کتاب کو ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ قاعدہ گو عبارات سابقہ سے صریحاً استنباط کیا جاسکتا ہے۔ مگر ہم چاہتے ہیں کہ اپنے مقصد کو سلف صالحین کے مقدس الفاظ میں ادا کریں۔

علامہ محمود حنفی قونوی (شرح عقیدہ طحاوی ص ۲۴۸) میں لکھتے ہیں۔ ”واما الشخص المعین اذا قیل هل تشهدون انه من اهل الوعید وانه کافر فهذا لا نشهد علیه الابار تجوز معه الشهادة فانه من اعظم البغی ان یشهد علی معین ان الله لا یغفر له ولا یرحمه بل یخلده فی النار فان هذا حکم الکافر بعد الموت ولكن هذا التوقف فی امر الآخرة لا یمنعنا ان نعاقبه فی الدنیا لمنع بدعته وان نستتبه فان تاب والاقتلناه ثم اذا کان القول فی نفسه کفراً قیل انه کفر والقائل له یکفر بشروط وانتفاء مواقع ولا یکون ذلك الا اذا صار منافقاً زنديقاً فلا يتصور ان یفر احد من اهل القبلة المظهرین للاسلام الا من یکون منافقاً زنديقاً“ ﴿ کسی معین شخص کی نسبت اگر ہم سے دریافت کیا جائے کہ آیا وہ قیامت میں سزا یاب ہوگا؟ اور آیا وہ کافر ہے؟ تو اس کے متعلق واضح رہے کہ یہ بڑی بے انصافی ہے کہ کسی معین شخص کے متعلق ہم خم ٹھوک کر کہہ دیں کہ خدا تعالیٰ اس کو آخرت میں نہیں بخشے گا۔ اس پر رحم نہیں کرے گا۔ بلکہ اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رکھے گا۔ کیونکہ اس قسم کا فیصلہ صرف اس شخص کے حق میں ہے جو کفر پر مرچکا ہو۔ (جیسے فرعون، ابوجہل، مسیلمہ) لیکن ساتھ ہی یہ بھی واضح رہے کہ ہمارا یہ توقف صرف عالم آخرت کے متعلق ہے۔ رہا دنیاوی احتساب یقیناً ہم اس کو اشاعت بدعت سے روکنے کے لئے سزا دیں گے اور اس سے صاف کہیں گے کہ ان خیالات سے باز آ جا۔ اگر مان لے تو فبہا ورنہ قتل کر دیا جائے گا۔ ﴿

مزید براں یہ ہر دو شقیں بھی اسی وجہ تک ہیں جب تک کوئی عقیدہ کفر صریح کو مستلزم نہ ہو۔ ورنہ ہم ایسے خیالات کو کفر اور ان کے معتقد کو کافر قرار دیں گے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص زندیق منافق ہو جائے۔ بنا بریں ہم اہل قبلہ میں سے زندیق منافق کو کافر کہیں گے۔ خواہ معین ہی کیوں نہ ہو۔

تلخیص المسجٹ

جناب مسٹر محمد علی صاحب ایم۔ اے لاہوری کے چار ہائیکورٹوں کے مزعومہ فیصلہ کے مقابلہ میں جس عالمگیر اسلامی فیصلہ کو ہم پیش کرنا چاہتے ہیں وہ تیرہ سو سال کی بس طویل الاذیال رو داد ہے۔ جس کے سمینے کے لئے عمر نوح چاہئے۔ لیکن ضرورت مقام کے پیش نظر ہم نے فیصلہ مذکور کے جستہ جستہ اقتباسات حوالہ قرطاس کئے ہیں۔ حق پسند طبائع اس سے اپنی پیاس بجھا سکتی ہیں۔

اپنے منہ میاں مٹھو

مسٹر محمد علی جیسے گرم سرد آزمودہ سے یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ ”چار ہائیکورٹوں کے فیصلہ“ کو کوئی شرعی ثبوت سمجھیں گے۔ انگریزی کورٹوں کی حقیقت بس اس قدر ہے کہ ایک شخص مجسٹریٹ یا جج کے سامنے اعتراف کرتا ہے کہ میں چہار ہوں، عدالت اس کو چہار تسلیم کر لیتی ہے۔ ایک آوارہ عورت جا کر کہتی ہے کہ میں عیسائی یا سکھ یا ہندو ہونا چاہتی ہوں یا ہو چکی ہوں۔ عدالت کو اس کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہوتا۔ بالفرض اگر دوسرے روز وہی عورت اسی حاکم کے سامنے جا کر کہے کہ میں آج پھر مسلمان ہوتی ہوں یا ہو چکی ہوں۔ عدالت اس کو بھی تسلیم کر لیتی ہے۔ اس کو انگریزی کتاب ”آئین و انصاف“ میں مذہبی آزادی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

بناءً علیہ جب فرقہ مرزائیہ عدالتوں میں جا جا کر کہتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ تو مجسٹریٹ اور جج کو (جو غیر مسلم حکومت کے نمائندہ ہیں) کیا پڑی کہ خواہ مخواہ دست اندازی کرتے پھریں۔ لہذا اس ”چار ہائیکورٹوں والے فیصلہ“ کا خلاصہ (بالفاظِ دگر) یہ ہوا کہ آپ اپنے منہ سے اسلام کے مدعی ہیں۔ جس کے ثبوت میں آپ کوئی شرعی دلیل تا قیام قیامت پیش نہیں کر سکتے۔

مسٹر محمد علی کی دھمکی

مجھے رہ رہ کر تعجب آتا ہے کہ جناب مسٹر محمد علی صاحب نے اس ”فیصلہ“ کو ماہہ النزاع میں پیش کیوں کیا۔ یہ گمان تو نہیں ہو سکتا کہ آپ ”فیصلہ معلومہ“ کی شرعی حیثیت سے ناواقف ہیں۔ جو غیر مسلم حکومت کے کسی حاکم کا مرہونِ منت ہے۔ یہ محض بہت ہی طویل الاذیال ہے۔ جب تک جناب کی طرف سے کوئی صاف بات سامنے نہ آئے اس پر بحث کرنا خارج از وقت ہے۔

اس لئے ہونہ ہو یہ خیال گذرتا ہے کہ آپ نے فیصلہ مذکورہ کا ذکر جس تحدی اور زور سے کیا ہے۔ عام مسلمانوں کو پچاس الماریوں والی حکومت کی دھمکی دی ہے۔ لیکن جناب کو واضح رہنا چاہئے کہ یہ دھمکی حکومت وقت کے یہاں (جو مذہبی آزادی کی پاسدار واقع ہوئی ہے اور مسلمانوں کے یہاں (جو فطرتاً غیر اللہ کے سامنے جھکنے کے عادی نہیں۔ پر پشہ جتنی وقعت نہیں رکھتی۔ وہموا بما لم ینالوا!

تذییل

مجازی نبی

مذکورہ بالا تین شرعی مینے ان کے علاوہ ”چارہائیکورٹوں کا فیصلہ“ ہمارا کافی وقت لے چکے ہیں۔ حسب تقاضائے وقت اور فرصت ان امور چہارگانہ پر کافی بحث ہو چکی ہے۔ اس کے بعد چند اور خود ساختہ دلائل ہیں جو اہل زلیغ کا خصوصی حصہ ہیں۔ تاریخ مذہب شاہد ہے کہ اہل زلیغ کے لئے اگر کوئی جائے پناہ ہو سکتی ہے تو وہ صرف منشا بہات کی بھول بھلیاں اور بدسیہات و مسلمات کی من مانی تاویلیں ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی بقول آپ کے ”مجازی نبی“ تھے۔ درحقیقت وہ کچھ اس قسم کی تلون پسند طبیعت لے کر آئے تھے کہ کسی چیز پر آپ کو قرار نہ تھا۔ پھر آپ کے کلام کی شرح جو جناب کے قلم سے نکلی اس کے دیکھنے سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ”نبی مجازی“ بایں معنی تھے کہ آپ کے کلام میں کوئی لفظ حقیقی معنوں سے آشنا نہیں۔ ہر جگہ مجاز، ہر مقام پر تاویل، تو گویا مرزا قادیانی دنیا میں مجازات کا بیج بونے آئے تھے تاکہ تمام تر زبان حقیقت سے منسوخ ہو جائے اور باطنیہ سے اگر کچھ کسرہ گئی ہو تو اس کی تکمیل کر دی جائے۔

”ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمة انک

انت الوھاب“

خاتمہ سخن

”الشہاب“ کی ترتیب و تالیف میں احقر نے حضرت شیخ الحدیث یگانہ دھر، فریدہ عصر، نمونہ سلف، حجت خلف، مولانا السید محمد انور شاہ قدس سرہ العزیز کی تصنیف ”اکفار الملحدین“ کو شیخ راہ بنایا۔ ”الشہاب“ کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ حضرت مرحوم کی کتاب کے علاوہ اس تالیف میں بعض اور مفید اور کارآمد اضافے بھی ہیں۔ لیکن عام حوالوں کی امداد حضرت اقدس کی کتاب سے لی گئی اور جہاں اصل کتاب تک رسائی مشکل تھی حضرت مرحوم کی کتاب کا حوالہ کافی سمجھا گیا۔

”الحمد لله الذی هدانا لهذا وما كنا لنهتدی لولا ان هدانا لله لقد

جأت رسل ربنا بالحق“

محمد نور الحق، العلوی، بازار حکیمیاں

لاہور مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۳ء

سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما
سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما
سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہما
سیدنا علی رضی اللہ عنہما
سیدنا زین العابدین رضی اللہ عنہما
سیدنا حسین رضی اللہ عنہما
سیدنا محمد باقر رضی اللہ عنہما
سیدنا سید الشہداء رضی اللہ عنہما
سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما
سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہما
سیدنا امام رضا رضی اللہ عنہما
سیدنا امام محمد تقی رضی اللہ عنہما
سیدنا امام علی اکبر رضی اللہ عنہما
سیدنا امام حسن مہدی رضی اللہ عنہما
سیدنا امام زمان رضی اللہ عنہما
سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہما

محکمات کا قیام

حضرت مولانا نور الحق علوی

بسم الله الرحمن الرحيم!

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين،

خاتم النبيين وعلى اله وصحبه واتباعه اجمعين!

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ صوبہ پنجاب اور بالخصوص لاہور جیسے مرکزی شہر میں جہاں مسلمانوں کی مذہبی جماعتیں اور انجمنیں بکثرت موجود ہیں۔ علوم اسلامیہ کی تعلیم و تدریس اور عقائد صحیحہ کی ترویج و اشاعت کا کوئی تسلی بخش نظام موجود نہیں۔ بنا علیہ بعض علماء کرام جو ایک عرصہ سے لاہور میں مقیم ہیں۔ مدت سے ایک ایسی انجمن کے قیام کی ضرورت محسوس کر رہے تھے، جو کم از کم صوبہ بھر کے علماء عظام کو ایک مرکز پر جمع کرے، تاکہ دعوت و تبلیغ و تدریس و تالیف و افتاء وغیرہ اہم مقاصد اسلامیہ علماء کرام کی ایک منظم اور متحدہ جماعت کی زیر نگرانی سرانجام پائیں اور فلسفہ تقسیم عمل کے ماتحت متفقہ فیصلہ اور مشورہ کے بعد علماء کرام کے مذاق کے موافق کام تقسیم کیا جائے۔ لیکن ایسی انجمن کی سرپرستی کے لئے ایسے مقتدر و واجب الاحترام ہستی کی تلاش تھی کہ جس کی شخصیت مسلمہ ہو اور کہ جس کا علم و عمل مشعل راہ ہو۔ کافی غور و خوض کے بعد شیخ الحدیث امام المتقین حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحبؒ کی ذات بابرکات کو انجمن کی سرپرستی کے لئے منتخب کیا گیا اور یہ طے پایا کہ شاہ صاحبؒ ممدوح کی خدمت عالیہ میں انجمن کے قواعد و ضوابط اور اس کے اغراض و مقاصد بھیج کر استدعا کی جائے کہ جناب لاہور میں اقامت فرما کر اہالیان لاہور کو مشکور فرماتے ہوئے انجمن کو اپنی سرپرستی سے مشرف فرمائیں۔ چنانچہ درخواست جناب کی خدمت میں بھیجی گئی۔ مگر بد قسمتی سے کچھ ایسے حالات پیش آتے رہے کہ اس وقت تک حضرت ممدوح کا لاہور میں تشریف فرما ہونا تو متیقن نہیں ہو سکا۔ البتہ حضرت ممدوح نے درخواست کے جواب میں جو مکتوب ارسال فرمایا ہے وہ نہایت حوصلہ افزاء اور صد فخر و مباہات ہے۔ جناب ممدوح نے مرسلہ اغراض و مقاصد کے ساتھ پوری ہمدردی کا اظہار فرماتے ہوئے انجمن کو اپنی رکنیت کا شرف عطاء فرمایا۔ جسے آپ کے نیاز مند عقیدت کیش سرپرستی سے ہی تعبیر کرتے ہیں۔ حضرت ممدوح کی حوصلہ افزائی کی بناء پر خدائے کریم کے فضل و کرم پر اعتماد کرتے ہوئے انجمن کا قیام عمل میں لایا گیا

اور اس کا نام مجلس مستشار العلماء تجویز ہوا۔ چونکہ اس مجلس کے اغراض و مقاصد میں کامیابی اہل اسلام کی عموماً اور علماء عظام کی خصوصاً توجہ پر موقوف ہے۔ اس لئے مجلس ہذا کے اغراض و مقاصد اور قواعد و ضوابط اور مکتوب گرامی حضرت شاہ صاحب طبع کرا کر مشتہر کئے جاتے ہیں۔ اہل اسلام سے عموماً اور علمائے کرام سے خصوصاً توقع ہے کہ اپنے مذہبی فرض کا کما حقہ احساس فرماتے ہوئے جلد از جلد قرطاس رکنیت پر کر کے دفتر میں بھیج کر مشکور فرمائیں گے۔ اگر کسی صاحب کے خیال میں اغراض و مقاصد وغیرہ میں کچھ ترمیم یا کچھ اضافہ کرنا مناسب ہو تو دفتر میں اطلاع دیں۔

مجلس مستشار العلماء کے اغراض و مقاصد

مجلس مستشار العلماء انشاء اللہ تدریجاً صیغہائے ذیل قائم کرے گی۔

دارالکتب، دارالافتاء، دارالتبلیغ و المناظرہ، دارالتدریس، دارالاحیاء۔

دارالکتب میں اسلامی اور غیر اسلامی مذاہب کی کتب کا کافی ذخیرہ جمع کیا جائے گا۔

تا کہ شائقین اور مبلغین و مناظرین اس سے مستفید ہو سکیں۔

دارالتبلیغ و المناظرہ

دارالتبلیغ و المناظرہ اسلام کے اندرونی اور بیرونی مخالفوں کی منظم جماعتوں کی تعداد

کے مطابق شعبہائے ذیل پر شامل ہوگا۔ تاکہ ہر شعبہ پر امن طریق پر اپنے اپنے کام میں سرگرم عمل

رہے۔ شعبہ توحید باری تعالیٰ، شعبہ ختم نبوت و ابطال عقائد مرزائیت، شعبہ ضرورت حدیث، شعبہ

تائید حقیقت صحیحہ، شعبہ تفسیر و معجزات و کرامات، شعبہ شہادت فلسفہ، شعبہ اشاعت محاسن اسلام،

شعبہ وعظ، شعبہ تبلیغ نسواں، شعبہ تنقید و تبصرہ، شعبہ تجسس اعتراضہائے مخالفین، شعبہ فضائل صحابہؓ

و اہل بیتؑ۔

دارالافتاء کے فرائض

.....۱ اہل اسلام کے استفتاء کا جواب اصول شرعیہ فقہ حنفیہ کے مطابق دینا۔

نوٹ: جو حضرات جس شعبہ میں خدمت اسلام کرنا چاہیں۔ اس سے اطلاع دیں۔

.....۲ اختلافی مسائل کے متعلق اجتماعی رائے پیش کرنا۔

-۳ حوادثات یومیہ کے احکام سے اہل اسلام کو مطلع کرنا۔
-۴ طالبان اسلام کو اسلام کی تلقین کرنا اور سند قبول اسلام دینا۔

دارالتد ریس کے فرائض

-۱ دور حاضر کی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے قرآن شریف اور حدیث منیف اور دیگر اسلامی علمی کی مکمل تعلیم دینا۔
-۲ ضروریات زمانہ کے مطابق نصاب تعلیم تجویز کرنا۔
-۳ کالجوں اور سکولوں کے مسلم طلبہ کی مذہبی تعلیم کا انتظام کرنا۔
-۴ مبلغ اور مناظر تیار کرنا۔
-۵ چھوٹے بچوں کو مختصر پیراہہ میں مذہبی تعلیم دینا۔
-۶ لڑکیوں کی مذہبی تعلیم کا انتظام کرنا۔

دارالافتاء کے فرائض

-۱ اختلافی مسائل حنفیہ کا فریقین کے منظور کردہ منصفوں کے ذریعہ فیصلہ کرانا۔
-۲ مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کرنا۔
-۳ اسلامی مدارس کے فارغ شدہ طلباء کے لئے حتی الوسع ذریعہ معاش تلاش کرنا۔
-۴ انجمن ہائے اسلامیہ اور مدارس اسلامیہ کی درخواست پر ان کی نگرانی کرنا، مفید مشورہ دینا اور ان کی درخواست پر لائق مدرس مہیا کرنا۔
-۵ اہل مساجد کی درخواست پر ان کے لئے لائق امام بہم پہنچانا۔
-۶ تبادلہ خیالات کے لئے ایک ایسے انجمن کی بنیاد رکھنا کہ جس کے ارکان اسلامی انجمنوں کے صدر اور سیکرٹری ہوں۔

مجلس مستشار العلماء کے قواعد و ضوابط

-۱ اس مجلس کا نام مجلس مستشار العلماء پنجاب ہوگا۔
-۲ یہ انجمن ہر ضلع میں اپنی شاخیں قائم کرے گی۔ اس وقت اس کا نام مرکزی انجمن مستشار العلماء پنجاب ہوگا۔

-۳ ہر اک مسلمان اس کا ممبر ہو سکتا ہے۔
-۴ مجلس کے عہدیدار حسب ذیل ہوں گے۔
-۵ صدر اعظم، نائب صدر، ناظم اعلیٰ، نائب ناظم، مفتی، امین، محاسب، صدر شعبہ، ناظم شعبہ۔
-۶ سر دست مندرجہ ذیل علماء منتخب ہوئے ہیں۔
- سرپرستی کے لئے حضرت شیخ الحدیث اسوۃ الصالحین مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری مدظلہ منتخب ہوئے ہیں۔
- صدارت کے لئے حضرت جامع العقول والمنتقول مولانا حافظ حکیم مفتی محمد خلیل صاحب سابق مفتی ریاست مالیر کو ٹلہ تجویز ہوئے ہیں
- نظامت کے فرائض مولانا نورالحق صاحب پروفیسر اور نیشنل کالج لاہور کے سپرد کئے گئے ہیں۔ نائب ناظم مولانا قمر علی صاحب سابق مدرس مدرسہ قاسم العلوم مقرر کئے گئے ہیں۔
-۷ مجلس کے تمام عہدے علماء کرام سے مخصوص ہوں گے۔ البتہ امین اور محاسب غیر عالم بھی ہو سکتے ہیں۔
-۸ عہدوں کا انتخاب عام طور پر تین سال بعد بذریعہ ووٹ ہوا کرے گا۔ لیکن مجلس کو مدت انتخاب کی کمی بیشی کرنے کا اختیار ہوگا۔
-۹ صدر اعظم، ناظم اعظم، نائب ناظم، ناظم دارالافتاء، امین مجلس کی رہائش لاہور میں ضروری ہوگی۔
-۱۰ جو فتاویٰ دارالافتاء سے شائع ہوں گے۔ ان پر کم از کم دس علماء کے دستخط ہوا کریں گے۔
- لیکن اگر مستفتی اقدر دستخطوں کی ضرورت نہ سمجھے تو صرف ایک ہی عالم کے دستخط ہوں گے۔
-۱۱ مصارف دارالافتاء کے لئے سائل کو کم از کم ایک روپیہ ہمراہ استفتاء بھیجنا ضروری ہوگا۔ لیکن تقسیم حصص میراث کے لئے پانچ روپے داخل کرنے ہوں گے۔

۱۲..... مجلس کے تمام صیغوں اور شعبوں کی نگرانی اور مجلس کے متعلق خط و کتابت اور رقوم کی وصولی اور خرچ بمشورہ صدر مجلس ناظم اعلیٰ اور نائب ناظم کے ذمہ ہوگی۔

۱۳..... ناظم اور نائب ناظم علی الترتیب مبلغ دس روپے اور پانچ روپے بلا منظوری صرف کر کے بعد میں منظوری لے سکتے ہیں اور اس سے زائد رقم بیس روپے تک صدر اپنے اختیار سے منظوری دے سکتا ہے۔ لیکن اس سے زائد رقم کی منظوری کے لئے پانچ اراکین کی منظوری ضروری ہوگی۔

۱۴..... ناظم یا نائب ناظم انجمن صرف شدہ رقم کا حساب ہفتہ کے اندر امین کے سپرد کریں گے۔

۱۵..... شرح عطیہ علماء حسب ذیل ہوگی۔ تیس روپیہ کی آمد پر کم از کم ۴ آنہ پچاس تک کم از کم ۸ آنہ۔ اس سے زائد پر کم از کم ایک روپیہ دیگر اہل اسلام کا عطیہ کم از کم ۴ آنہ ہوگا۔ اس سے زائد جو مناسب خیال فرمائیں۔

۱۶..... مجلس میں درخواست آنے پر بیرونجات میں مبلغ اور مناظر واعظ بھیجے جائیں گے۔ لیکن جب تک مجلس کے پاس کافی سرمایہ نہ ہوگا۔ اس وقت تک ان حضرات کا سفر خرچ بلانے والوں کے ذمہ ہوگا جو کہ بہر صورت پیشگی داخل کرنا ہوگا۔

حضرت شاہ صاحب کا گرامی نامہ

معزز و محترم اراکین انجمن مستشار العلماء و امت معا لیکم و عمت فیوضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ مع ایک کاپی مشتمل بر مقاصد و اغراض انجمن مستشار العلماء بعالی خدمت حضرت شاہ صاحب مدظلہ، صادر ہوا۔ حضرت مدظلہ دیوبند سے بوجہ علالت طبع و کثرت ورود و صدور مہمانان وغیرہ جواب تحریر نہ فرما سکے۔ اب حضرت مدظلہ، پانچ چھ یوم سے بجنور تشریف فرما ہیں اور احقر کو جواب لکھنے کے لئے مامور فرمایا ہے۔ لہذا بہ تعمیل ارشاد جواب تحریر ہے۔ حضرت مدظلہ، بعد سلام مسنون ارشاد فرماتے ہیں کہ: ”انجمن مستشار العلماء کی ضرورت اور اس کے اغراض و مقاصد کو پڑھا، جملہ مقاصد عالیہ سے مجھ کو مسرت ہوئی اور مجھ کو تمام مقاصد سے بکلی ہمدردی ہے کہ پیش نظر مقاصد وہم کو آپ حضرات جامہ عمل پہنانے کی بھی پوری پوری سعی فرمائیں گے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ جل ذکرہ آپ حضرات کو کامیاب و بامراد

فرمائے اور انجمن مذکور اپنے محترم ارکان کی مساعی مخلصانہ سے روز افزوں ترقیات سے بہرہ اندوز ہو۔ وما ذالك على الله بعزیز!

انجمن مذکور میں بحیثیت ایک رکن کے میں اپنا نام بھی پیش کرتا ہوں اور جو قواعد و ضوابط مرتب ہوں۔ نیز جو امدادی رقم ارکان سے سالانہ یا ماہوار تجویز ہو وغیرہ، ان سب امور سے مطلع فرمایا جائے۔ رہا سرپرستی کے لئے آپ حضرات کا ارشاد و اصرار، سواس کے لئے نہ مجھ میں اہلیت ہے اور نہ ہمت اور صحت اس لئے اس بارے میں مجھ کو معذور تصور فرمایا جائے۔ امید ہے کہ انجمن موصوف کے آئندہ عزائم جدید تجویز اور لائحہ عمل وغیرہ سے مطلع فرماتے رہیں گے۔ پرسوں تک بجنور مقیم ہوں۔ اس کے بعد دیوبند پہنچ کر بغرض علاج امرتسر کا بھی ارادہ کر رہا ہوں۔ اگر امرتسر جانا ہو اور موقع ملا۔ شاید لاہور بھی جانا ہو۔ باقی حالات بدستور ہیں۔“

۲۴ شوال المکرم ۱۳۵۱ھ

بقلم سید احمد رضا خادم حضرت شاہ صاحب مدظلہ

ضروری نوٹ!

اراکین مجلس یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس مجلس کا مقصد وحید محض خدمت دین متین ہے۔ جیسا کہ اس کے اغراض و مقاصد سے ظاہر ہے۔ کسی اسلامی انجمن سے تعارض و تصادم مقصود نہیں۔ بلکہ یہ مجلس اپنی وسعت کے مطابق ہر اسلامی انجمن کے جائز و مناسب اعانت سے دریغ نہ کرے گی۔

اسمائے گرامی اراکین و معاونین مجلس مستشار العلماء پنجاب لاہور

- | | | |
|--------|--|-----------------|
|۱ | حضرت مولانا شیخ الحدیث سید محمد انور شاہ کشمیری | سرپرست مجلس |
|۲ | مولانا حافظ حکیم مفتی محمد خلیل صاحب لاہور | صدر مجلس |
|۳ | مولانا محمد نجم الدین صاحب پروفیسر اور نیشنل کالج لاہور | نائب صدر مجلس |
|۴ | مولانا محمد نور الحق صاحب پروفیسر اور نیشنل کالج لاہور | ناظم اعلیٰ مجلس |
|۵ | مولانا محمد قمر علی صاحب سابق صدر مدرس قاسم العلوم لاہور | نائب ناظم مجلس |
|۶ | مولانا عبدالرحمان صاحب ناظم جمعیت علماء پنجاب | |
|۷ | مولانا حافظ محمد صادق صاحب خطیب جامع پٹولیاں لاہور | |

-۸ مولانا عبدالعزیز صاحب خطیب جامع صدر چھاؤنی لاہور
-۹ مولانا حکیم محمد عالم صاحب سند یافتہ الہی دار الشفاء لاہور
-۱۰ مولانا بدر الدین صاحب
-۱۱ مولانا کریم بخش صاحب پروفیسر اور نیشنل کالج لاہور
-۱۲ مولانا عنایت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور
-۱۳ مولانا محمد جمال الدین صاحب سابق صدر مدرس نعمانیہ لاہور
-۱۴ مولانا خیر محمد صاحب صدر مدرسہ خیر المدارس جالندھر شہر
-۱۵ مولانا بدر الدین صاحب
-۱۶ مولانا یار محمد صاحب خطیب جامع دال والی لاہور
-۱۷ قاضی عبدالرحمن صاحب لاہور
-۱۸ مولانا نور الحق صاحب خطیب جامع اندرون موچی دروازہ لاہور
-۱۹ مولانا عبدالقدیم صاحب سابق صدر مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور
-۲۰ مولانا فیوض الرحمن صاحب صدر مدرس مدرسہ مسجد نیلہ گنبد لاہور
-۲۱ مولانا ابوالمنظر صاحب مدرس مدرسہ مسجد نیلہ گنبد لاہور
-۲۲ حکیم مولوی عبدالحمید صاحب پروفیسر طبیہ کالج لاہور
-۲۳ مولانا حکیم محمد اسماعیل صاحب لاہور
-۲۴ مولانا حکیم شیخ احمد صاحب خطیب میاں چنوں
-۲۵ مولانا حکیم عبدالغنی صاحب گوہر جالندھر
-۲۶ مولانا حکیم محمد یعقوب صاحب بہادر گڈھ جالندھر
-۲۷ مولانا عبدالغنی صاحب خطیب جامع کھنیر کاں مالیر کوٹلہ
-۲۸ مولانا امام الدین صاحب مدرس دینیات مدرسہ اسلامیہ مالیر کوٹلہ
-۲۹ مولانا حافظ غوث محمد صاحب جیند

سید الشہداء علیہ السلام سے جو کچھ ہم نے سیکھا ہے اسے ہم نے یہاں لکھا ہے
بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعمیر روپائے حقانی ردہ منقولات قادیانی

حضرت مولانا عبدالمجیدؒ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ!

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا

اجتنابه! ”المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده“

ایک طرف تو نبی کریم (روحی فدا ﷺ) کا ارشاد ہے کہ مسلمان وہ نفوس ہیں جن کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔ بلکہ وہ سالم رہیں۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ مسلمان وہ اصحاب ہیں۔ جن کے قول اور فعل سے دوسرے مسلمان اذیت نہ پائیں۔

دوسری طرف ہماری حالت یہ ہے کہ ہماری گفتگو دل آزار ہوتی ہے اور ہماری

تحریر اذیت دہ۔ ”فبدل الذين ظلموا قولا غير الذي قيل لهم“

ہمیں تفاوت رہ از کجاست تاہ کبجا

اس پر لطف یہ کہ اس طرح کی گندگی آپ انہیں حضرات کے رسالوں یا تحریروں یا تقریروں میں زیادہ ملاحظہ فرمائیں گے۔ جن کو آپ ایک طرف اقوام عالم کو ان بیہودگیوں پر نفرین کرتے ہوئے پائیں گے۔ ”اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسكم وانتم تتلون الكتاب افلا تعقلون“ یہ ایک عجیب حیرت کن امر ہے۔ خطبہ الکتاب ملاحظہ فرمائیے تو بجز اذعاء رشد و ہدایت کسی چیز کا نام نشان نہیں پائیں گے۔ مگر مضامین پر نظر کیجئے تو سوا طعن و تشنیع سب و شتم کے کسی دوسری چیز کی جھلک تک نظر نہ آئے گی۔ گویا فی زمانہ ایسے حضرات کی کتابیں حضرت انجم کے اس شعر کے حسب حال ہوتی ہیں۔

دل جو جسے کہتے تھے جفا جو نظر آیا

خوش خو جسے سمجھتے تھے وہ بد خو نظر آیا

یہ ایک دعویٰ صحیح ہے جن کے لئے واقعات عالم شاہد عادل ہیں اور آگے چل کر آپ ان ہی صفحوں میں ملاحظہ فرمائیں گے کہ مدعیان تہذیب و شائستگی کس طرح برہنہ ہو کر اسٹیج تہذیب پر اس کی پردہ دری کے مجرم ہوتے ہیں اور بے حجابانہ اپنے مجسمہ سے اس کے ایک ایک تار کو نوچ کر پھینک دیتے ہیں۔

یہ مختصر رسالہ جس کو آپ کی خدمت میں با زیابی کا شرف حاصل ہے۔ ایک ایسی کتاب کے جواب میں ہے جس کے متعلق میں اپنے محدود معلومات کی بناء پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے آج تک ایسی غیر مہذب اور مخرب اخلاق کتاب نہیں دیکھی ہے۔ جس کا ہر صفحہ شب و ستم طعن و تشنیع مخرب اخلاق الفاظ اور ناشائستہ و بیہودہ کلمات سے معمور ہے۔ انتہاء یہ کہ اس کے مصنف کو

یہ بھی پسند نہیں کہ ان کی جماعت کا کوئی شخص مہذب تحریر لکھے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔ ”حضرت^۱ مولانا عبدالماجد صاحب مدظلہ (قادیانی) سے ایک شکایت مجھ کو ضرور ہے کہ انہوں نے ایک ایسے شخص کے بالمقابل ششہ اور نرم اور ضرورت سے زیادہ مہذب الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جن کا وہ کسی طرح بھی اہل نہیں ہے۔“

”ولہم اعمال من دون ذلك هم لها عاملون وهم الذين ضل سعيهم في الحياة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا“
مصنف اسرار نہانی صاحب کی تہذیب کی تصویر

”کانپوری بدماغ، بے حیاء تھے اور تیز زبان تھے اور درندگی کا اظہار کرتے تھے اور جھوٹ کی غلاظت ان کی غذا تھی۔ خبیث فطرت، شورہ پشت، حیوان بہ شکل انسان، ابو محمد صاحب نے بیوجہ قصداً وابتداءً چند بے روزگاروں اور بدزبانوں کو ساتھ لے کر اور نام بدل کر جو طوفان بد تمیزی مچا رکھا ہے۔ ناپاک فطرت، دنی الطبع کم ظرف غیر مہذب، مکاروں کیا دوں جعل سازوں، روپوش مجہول الکلیت نقابدار مولوی مؤلف کی ذلت ہوگی۔ مکرو فریب کو عمل میں لایا۔ ایک نفس با غیرت اور باحیا انسان ہی نہیں ہو سکتا۔ ابو احمد صاحب کے دماغ میں تکبر اور نخوت کے موٹے موٹے کیڑے بھرے ہوئے ہیں۔ جب تک وہ جھاڑ نہ دیئے جائیں گے۔ ان کے دماغ کی اصلاح ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اپنے نفسانی جوش و التهاب میں عرق عرق ہو گئے اور اندرونی قلق و اضطراب سے ان کی زبان باہر نکل پڑی۔ اپنے حرص، اپنی آرزو اپنی تمنائوں کے لشکر کو آل فرعون کی طرح غرق ہوتے دیکھ کر سخت گھبرائے، کانپوری صاحب نے بھی وہی کیا جو ایسے چالاک اور ابن الوقت کیا کرتے ہیں۔ صریح جھوٹ ملا کر کانپوری صاحب آپ کی آنکھوں پر کسی طرح کا رمد چھا گیا ہے۔ آپ کی کائنات پر کس خبیث روح کا سایہ پڑ گیا ہے۔ آپ جیسے فرعون کو بے نیل مرام غرق کرنے والا، یہود سیرت، یزید طبعیت فرعون خصلت مولویوں، اپنے انا مل کو چبائیں۔

۱۔ اس کتاب کا نام ”اسرار نہانی ابو احمد رحمانی“ ہے اور اس کے مصنف حکیم غلیل احمد صاحب مونگیری قادیانی ہیں۔ اس کتاب کی حالت خود اس کے نام سے ظاہر ہے کہ مصنف کا مقصود اس کتاب کی تحریر سے حضرت مولانا ابو احمد سید محمد علی صاحب مدظلہ کی ذات شریف پر محض ذاتی حملہ کرنا ہے اور کچھ نہیں۔ چنانچہ وہ اصحاب جن کی نظر سے یہ رسالہ گذرا ہوگا۔ وہ اس سے اچھی طرح واقف ہوں گے کہ مصنف نے بجز شب و شتم اور دشنام دہی کے کوئی معقول بات تحریر نہیں کی ہے۔ (ملاحظہ ہو حاشیہ اسرار نہانی ص ۲۳)

اپنی بوٹیاں آپ نوح ڈالیں۔ تیرے حرص کا دانت روز تیز ہوتا گیا۔ تیری دنیا طلبی کا چنگل اور بھی نوکدار ہو گیا۔ تیری نفسانیت و انانیت دنیا کو تیری عبرت ناک وجود کا نظارہ ابھی پیش از پیش دیکھنا باقی ہے۔ وغیرہ وغیرہ“

معزز ناظرین! ہم حکیم (خلیل قادیانی) صاحب سے اس کی شکایت کر کے انصاف چاہتے۔ مگر مزائیت کے بعد فضول ہے۔ کیونکہ:

گلہ کیا جو بے دین و ملت ہو تسلیم
بتوکنی محبت کا حاصل یہی ہے
”جزاء سیئت سیئۃ مثلھا“

تہذیب و شائستگی تو آپ ملاحظہ فرما چکے۔ گلے ہاتھوں اس کی وجہ بھی سن لیجئے۔ کہ ہمارے حکیم صاحب (قادیانی) کو کیا مجبوری لاحق ہوئی جو اس طرح کے فواحش پر اتر آئے اور ”سب المسلم فسوق“ کو نظر انداز فرمائے۔ آپ بزریر سخی ”جزاء السيئة سيئة مثلھا“ یہ وجوہ تحریر فرماتے ہیں۔ امر واقعہ کا اظہار دماغی رنگ میں مطلوب ہے۔ ان کی شرارتوں سے تنگ ہو کر پبلک کے فائدہ کے لئے بطور دفع ضرر کے ان کی مدافعت احمدیوں کو کرنی لازم ہو جاتی ہے اور شریروں کی اصلاح نہ کرنی بھی محصیت ہے۔ احمدیوں کا اصل کام تو تبلیغ اسلام اور اعلاء کلمتہ اللہ ہے۔ لیکن اگر کوئی خبیث فطرت اور شورہ پشت حیوان بہ شکل انسان بیوجہ مخل ہوتا ہے اور اپنی درندگی کا اظہار کرتا ہے تو ”یقتل الخنزیر“ کا فرض بھی ”قاتل الخنزیر“ کے مریدوں کو زبان و قلم سے دفع ضرر کے لئے ادا کرنا ہی پڑتا ہے۔

حاصل یہ کہ آپ قرآن شریف سے یہ تمسک فرما کر کہ ”برائی کا بدلہ اسی کے برابر برائی کرنی ہے۔“ یہ اجتہاد فرمایا کہ ”اگر کوئی تم کو گالی دے تو تم بھی گالی دو۔“ حالانکہ اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ برائیوں کا بدلہ برائی ہے۔ کیونکہ گناہ کے بدلے میں جو سزا دی جاتی ہے وہ برائی ہو ہی نہیں سکتی۔ بلکہ وہ عین عدل و انصاف ہے۔ یہ محض مشاکلت لفظی ہے جو فصحاء اور بلغاء حسن کلام کے

۱۔ اللہ اللہ یہ اعلاء کلمتہ اللہ کی شان ہے کہ بات بات پر گالیاں دی جاتی ہیں۔

”یریدون ان یحمدوا بما لم یفعلوا“

کئے لاکھوں جفا میں پیار میں بھی آپ نے ہم پر
خدا خواستہ گر خوشگسین ہوتے تو کیا ہوتا

لئے استعمال کرتے ہیں اور ان کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ تم گالیاں دو گے تو ہم بھی گالیوں پر اتر آئیں گے۔ جس سے ارباب بصیرت خوب واقف ہیں۔ جنہوں نے معانی، بلاغت، بدلیج کی سیر کی ہے۔ ”ذک فضل اللہ یقتیہ من یشاء“ پس گالیوں کا بدلہ گالیاں نہیں ہو سکتیں۔ ورنہ پھر تو عام طوفان بدتمیزی مچ جائے گی اور دنیا کے سر سے امن و امان کا سایہ اٹھ جائے گا اور ہر طرف کشت و خون کے باعث ساری زمین کربلا کا خونیں ٹکڑا بن جائے گی اور چند دنوں کے بعد آدم آباد زمین میں وحش و طیور درندے سکونت پذیر نظر آئیں گے۔

اس لئے کہ چوری کے بدلے ہمارے حکیم صاحب (قادیانی) کے اجتہاد پر چوری کرنی پڑے گی اور لوٹ کے پاداش میں لوٹنا پڑے گا۔ اگر حکیم صاحب کے مطب کے قرابون اور بوتلوں کو کوئی شریر آ کر توڑ جائے تو ان کو بھی اس کے گھر سے بوتلوں اور قرابون کو نکال کر توڑنے کی تکلیف گوارا کرنا پڑے گی اور بصورت عدم موجودگی چپ چاپ واپس چلا آنا پڑے گا۔ اگر کوئی بے حیاء شریر انفس کسی عفت مآب دیوی کی آبروریزی کرے تو اس کلیہ پر نہ معلوم میرے دوست منٹھا کی کون سی صورت تجویز فرما کر عدل گستری فرمائیں گے اور اس کے زخم آبروریزی پر کون سے ”سیئۃ مثلھا“ کا پھار کھیں گے۔ ہم تو یہی کہیں گے۔

دے دیا اس کے مریضوں کو خدا نے بھی جواب

آپ پھولے ہوئے بیٹھے ہیں مسیحا کس پر

الحاصل ”سیئۃ مثلھا“ کا جو معنی حکیم صاحب (قادیانی) نے سمجھا ہے وہ یقیناً غلط ہے اور محض حرارت انتقام ناروا کا ایک غلط ابال ہے جو عقل و اخلاق، اسلام و قرآن اور سنت ہی کے خلاف نہیں بلکہ دنیا کے سارے متمدن اقوام اور جمیع مذاہب عالم کے نقطہ عدل و انصاف سے الگ خیال ہے اور اگر بفرض محال حکیم صاحب کا اجتہاد صحیح بھی ہو تو کیا اس کا یہ معنی بھی ہے کہ اگر زید کو بکر گالی دے تو اس کے بدلے میں ایک غیر شخص خالد بکر کو برا بھلا کہے۔ مرزا قادیانی کو برا کہنے والے حضرات کو خود مرزا قادیانی کا حق تھا کہ جس قدر چاہتے گالیاں

۱۔ اگر یہ کہو کہ آج جب مرزا قادیانی حیات نہیں ہیں پھر کیوں ان کی شان میں لوگ حرارت سے کام لیتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سچ ہے کہ مرزا قادیانی مرگے۔ مگر جو بیدینی کے کانٹے بو گئے ہیں وہ ہنوز باقی ہیں اور مسلمانوں کے تلووں میں چبھتے ہیں۔ پس تمہیں انصاف کرو، ہمارے پاؤں چھلنی ہو جائیں اور ہم فریاد نہ کریں۔ ہمارے دل دکھائے جائیں اور ہم آہ تک نہ کریں۔ ہم کو، ہمارے بزرگوں کو، صحابہ کرام کو، انبیاء عظام کو برا بتلایا جائے۔ ان کی تحقیر کی جائے اور ہم بربہر خاموشی لگا کر انصاف بھی نہ چاہیں۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

دیتے اور کوستے جس کو حتی المقدور مرزا قادیانی نے اپنے آخری دم تک ادا کیا۔ ہاں سعادت مند وارثوں کا فرض استغاثہ ہے۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) حتیٰ کہ احادیث نبویہ کو اپنے الہام ناکام کے مقابلہ میں رومی سے بھی بدتر بتلایا جاوے اور ہم چپ چاپ ایمان کو خیر باد کہہ کر صم بکم ہو کر سنتے رہیں۔ اگر انصاف کی آنکھیں رکھتے ہو تو دیکھو اور پڑھو اور اپنے ضمیر سے انصاف چاہو۔ قصیدہ اعجازیہ میں مرزا قادیانی سید الشہداء امام حسینؑ جن کو حضور ﷺ نے سید شباب اہل الجحیم فرمایا ہے۔ جو خاندان رسالت کے لئے ایک سراج منیر ہیں۔ ان کی شان میں ایسی بے ادبی ہوتی ہے کہ رو نگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور حیرت ہو جاتی ہے کہ ایک مسلمان کے زبان و قلم سے کس طرح ایسے الفاظ ادا ہو سکتے ہیں۔ سنو!

شتان ما بینی و بین حسینکم
فانی ائید کل آن وانصر
واما حسین فاذا کروا دشت کربلا
السی هذه الایام تبکون فانظروا
والله لیست فیہ منی زیادة
وعندی شهادات من الله فانظروا
وانی قتیل الحب لکن حسینکم
قتیل العدی فالفرق اجلی واظہر

ترجمہ: تمہارے حسینؑ اور ہمارے درمیان میں بہت بڑا فرق ہے۔ اس لئے کہ مجھ کو ہر وقت خدا سے تائید و مدد ملتی ہے۔ مگر حسینؑ کی حالت کے لئے میدان کربلا یاد کرو۔ (یعنی ہماری طرح خدا کی تائید و مدد ان پر چونکہ نہیں تھی۔ بھوکے پیاسے دشمنوں نے قتل کر ڈالا) جس کے لئے تم آج تک روتے ہو اور قسم خدا کی حسینؑ میں کوئی بات مجھ سے زیادہ نہیں ہے۔ میرے پاس تو خدا کی گواہیاں ہیں۔ پس تم دیکھو (مزید براں) میں تو محبت کا کشتہ ہوں۔ لیکن تمہارا حسینؑ تو دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق (درمیان ہمارے اور تمہارے حسینؑ کے) کھلا اور ظاہر ہے۔ احادیث کی دجھیاں مرزا قادیانی نے ان لفظوں میں اڑالی ہیں۔ ”ہل النقل شی بعد ایجاہ ربنا فای حدیث بعدہ تنخیر و قد مزق الاخبار کل ممزق فکل بما هو عنده یتبشرہ اخذنا من الحی الذی لیس مثله وانتم عن الموتی ففکروا رأینا وانتم تذکرون حدیثکم وهل من یقول عند عین تبصر“ اس کا ترجمہ یہ ہوا کہ خدا کی وحی (جو ہم پر آتی ہے) اس کے بعد نقل (حدیث) کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس کے بعد ہم کس حدیث کو مان سکتے ہیں اور حالت یہ ہے کہ حدیثیں تو ٹکڑے ٹکڑے کر دی گئی ہیں اور ہر شخص اپنی حدیثوں سے خوش ہو رہا ہے۔ ہماری وحی توحی و قیوم لا شریک لہ سے ہے اور تم تو مردوں سے (یعنی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام یا صحابہ اور رواۃ حدیث سے جو سب کے سب مر گئے ہیں) روایت کرتے ہو اس کے بعد کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے تو دیکھا اور تم راویوں کا ذکر کرتے پھرتے ہو۔

اسرار نہانی کیوں لکھی گئی

یہ تو حکیم صاحب کا اقراری بیان تھا۔ جو وجہ تالیف اسرار نہانی میں انہوں نے محض عوام کو دھوکا دینے کے لئے تحریر کیا ہے کہ اس سے مقصود دفاع ضرر ہے اور ”جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا“ پر عمل کرنا مقصود ہے۔ کیونکہ ہندوستان کے لوگ عموماً اور صوبہ بہار کے لوگ خصوصاً اس سے خوب واقف ہیں کہ حضرات مرزائی جب تک موگیئر نہیں آئے تھے۔ نہ کسی کو عام طریق پر ان کے عقائد کی اطلاع تھی نہ کسی کو ان سے کوئی مطلب تھا۔ یہ جہاں تھے خوش تھے۔ موگیئر و اطراف موگیئر کے مسلمان ان سے اچھی طرح واقف بھی نہ تھے۔

مگر مشیت ایزدی میں مقدر ہو چکا تھا کہ یہ موگیئر آئیں گے اور اپنے عقائد باطلہ کی ترویج کے لئے اشتہار دیں گے اور علماء اور صلحاء اور صوفیائے کرام کی شان میں نہایت غیر مہذبانہ اشتہار شائع کر کے ان کو مجبور کریں گے کہ وہ مرزا قادیانی کی مسیحیت اور مہدویت کی تردید کر کے دنیا پر ثابت کر دیں کہ مرزا قادیانی کے دعاوی محض اوہام باطلہ ہیں۔ جو قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے آراء کے بالکل خلاف ہیں۔ چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ جب مرزا قادیانی کے ماننے والے موگیئر پہنچے اور اپنے عقائد باطلہ کی ترویج بذریعہ تحریر و تقریر کرنے لگے اور مبلغین ہر طرف مرزائیت کی تبلیغ کرتے ہوئے نظر آنے لگے۔ عام طریق پر اعلان کیا جانے لگا کہ حضرت عیسیٰ و علی نبینا (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا وصال ہو گیا۔ ان کا بجد عنصری آسمان پر موجود ہونا غلط خیال ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی ہی وہ مسیح و مہدی ہیں۔ جن کی پیشین گوئی حدیثوں میں بالتصريح موجود ہے۔ جس پر ان کے الہامات نیز چاند و سورج میں گہن لگنا شاہد عادل اور ایسے پختہ دلائل ہیں۔ جن کی

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) (بھلا) کیا حدیثیں روایت بمعنی دیکھنے کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں اور دافع البلاء کا یہ شعر تو مرزا قادیانی کا بہت مشہور ہے کہ۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۲، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

پس انصاف ہم ناظرین پر چھوڑتے ہیں اور خدا کے حوالہ کرتے ہیں۔ مگر پھر ہم مسلمان ہیں اور قرآن شریف میں پڑھتے ہیں۔ ”واذا مروا باللغو مروا کراماً“ لہذا ہم اس کتاب میں مرزا قادیانی کو ہرگز بلا وجہ برائہ کہیں گے۔

تردید نہیں ہو سکتی۔ بلکہ مرزا قادیانی کا یہ الہام بھی ہر ایک کو سنایا جانے لگا کہ جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر ہوئے کسی شخص کو بھی آج تک بجز میرے یہ نعمت نہ ملی۔ عیسیٰ بن مریم اگر آج ہوتے تو جس قدر کام میں کرتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتے۔ وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں ہرگز نہ دکھا سکتے۔ دنیا میں کم ہی ایسے نبی آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزے دکھلائے ہوں۔ جس قدر ہم نے دکھائے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ!

حاصل یہ کہ انبیاء علیہم السلام کی تحقیر کی گئی۔ جسوئے الہام شائع کئے گئے۔ عقائد باطلہ کی ترویج و اشاعت میں ایڑی سے چوٹی تک زور لگایا گیا۔ عام طور پر تحریر و تقریر میں علمائے کرام صوفیائے عظام کو بحث و مناظرہ کی دعوت دی جانے لگی۔ اشتہارات میں غیر مہذبانہ طریق پر علماء کرام، صوفیائے عظام کو مخاطب کیا جانے لگا کہ اگر کسی میں جرأت ہو تو مسجد اور گوشہ خانقاہ سے نکلیں اور حق کی طلب میں مناظرہ مباحثہ سے جان نہ چرائیں۔ اس طرف اگر جواب جاہلانہ باشد خموشی یا فضول ہنگامہ آرائی کو ہے۔ نتیجہ سمجھ کر، ناقابل مخاطب سمجھا گیا تو اس کو اسکوت اور اقرار مسیحیت اور مہدویت مرزا پر محمول کر کے عوام میں بدظنی پھیلانی جانے لگی۔

اور وہ وقت بالکل قریب تھا کہ صوبہ بہار کے مسلمان عموماً اور مونگیر و اطراف مونگیر کے جاہل مسلمان خصوصاً اگر ان کی خبر نہ لی جاتی اور بذریعہ تحریر و تقریر ان کے عقائد باطلہ کی تردید نہ کی جاتی تو عوام یک بیک بے۔ پناہ ہو کر مرزائیت کے جال میں گرفتار ہو جاتے اور دین و ایمان کھو بیٹھتے اور ہمیشہ کے لئے قسر ضلالت میں گر کر ”خسر الدنیا والآخرہ“ کے مصداق ہو جاتے۔ یکا یک رحمت الہی جوش میں آئی اور اپنے رسول کریم روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر الامۃ کو افراط و تفریط سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک برگزیدہ بندہ کو چن لیا اور سنن الہیہ مستمرہ ہے۔ عین وقت پر ان گمراہ شدگان سمیل ہدایت کے لئے ایک رہبر کامل، ہادی فاضل، مورد فضل رحمانی، نور دیدہ غوث جیلانی حضرت جناب مولانا مرشدنا سیدنا ابوالحسن سید محمد علی صاحب افاض اللہ برکات فیوضہ علی رؤسنا کو عنایت فرمایا اور خدا نے جناب کے قلب مبارک میں یہ بات راسخ کر دی کہ ان دشمنان دین کے عقائد باطلہ کے اثر سے مسلمانوں کے دل و دماغ کو محفوظ رکھا جائے۔ ”فالحمد لله على ذلك“

پس جس طرح ظلمت شب کی تاریکی انوار صبح کی سپیدی کے آگے کافور ہو جاتی ہے اور مغرور کر مک شب تاب کی جھوٹی روشنی آفتاب کی درخشندگی کے آگے مٹ جاتی ہے اور شہر ضلالت آفتاب ہدایت سے اندھے ہو جاتے ہیں اور اولیاء الشیطان کی جماعت اولیاء اللہ کے اس گروہ کے آگے جن کے لئے خدائی وعدہ ”ان اولیاء اللہ ہم المفلحون“ ہو چکا ہے۔ ”ہم الخسرون“ کے مصداق ہو جاتے ہیں۔

بالکل اسی طرح دنیا نے دیکھ لیا کہ آفتاب ہدایت رحمانی کے آگے چراغ ضلالت مرزائیت ماند پڑ گئی اور لوگوں نے سمجھ لیا کہ آفتاب کے ہوتے ہوئے چراغ کی طرف دوڑنا فعل عبث ہے۔

کیونکہ بذریعہ فیصلہ آسمانی، شہادت آسمانی وغیرہ وغیرہ نہایت روشن طریق پر یہ ظاہر کر دیا گیا تھا کہ ایک تونس پیشین گوئی کو صداقت کے لئے معیار ٹھہرانا غلط ہے۔ کیونکہ ریل اور جفر کے جاننے والے بھی دن رات پیشین گوئیاں کرتے ہیں۔ جن میں بعض۔

گاہ باشد کہ کودک نادان

بغلط بر ہدف زند تیرے

کے اصول پر صحیح بھی ہو جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ مرزا قادیانی نے جس پیشین گوئی یا الہام کو اپنا نہایت عظیم الشان نشان بتلا کر دنیا کے سامنے پیش کیا تھا بالکل غلط ثابت کر دیا گیا اور اس کے صحیح ثابت کرنے میں جس قدر تاویلات رکیکہ سے کام لیا جاتا تھا۔ ان کے تار و پود کو ایک ایک کر کے الگ کر دیا گیا۔ تیسرے یہ کہ جس چاند و سورج کے اجتماعی گہن کو مرزا قادیانی اپنی مہدیت اور مسیحیت کے ثبوت میں نہایت موٹے موٹے حروفوں میں لکھ کر پیش کیا کرتے تھے۔ ایسی قلعی کھولی گئی کہ عالم مرزائیت میں لرزہ پڑ گیا۔ حتیٰ کہ خود ان کے معتقدین کے ایمان میں تزلزل پڑ گیا اور آپس میں اطمینان قلب کے لئے مراسلات ہونے لگے اور ان سب مجموعی باتوں کا اتنا اثر ہوا کہ مولکیر و اطراف مولکیر میں ایک ایک بچہ پر مرزائیت کی بطالت آفتاب کی طرح روشن ہو گئی اور جہاں کہیں تبلیغ مرزائیت کے لئے مبلغین پہنچے۔ سب سے پہلے فیصلہ آسمانی کی شہادت سنادی گئی کہ اگر اسکا جواب تمہارے پاس ہے تو خیر، ورنہ آپ فضول و عجز و پند کی تکلیف گوارا نہ فرمائیے۔

جس کو سن کر ہاتھ پاؤں پھول گئے اور دربار خلافت حکیم مولوی نور الدین قادریانی سے لے کر اعوان انصارتک نے اس کے جواب میں خون تک پانی کر دیا۔ مگر بقول ”لن يصلح العطار ما افسده الدهر“ کچھ جواب دیتے نہ بنا اور سراسر کامیابی ہوئی اور جو کچھ لکھا بھی گیا ان کی غلطیاں فوراً شائع کر دی گئیں۔ جس سے عوام بھی ان کو ناقابلِ مخاطب سمجھنے لگی اور ہر جانب سے ان کی حرکت مذہبی پر۔ ”الیس منکم رجل رشید“ کی صدا بلند ہونے لگی۔

جب ہمارے دوستوں کا یہ نقشہ ہو گیا تو ہمارے احباب نے ایک دوسری راہ اختیار کی۔ یعنی ذاتیات پر اتر آئے اور بجائے اس کے فیصلہ آسانی اور شہادت آسانی کا کوئی معقول جواب لکھتے۔ ہمارے مکرموں نے ”اسرار نہانی“ جیسی فحش کتاب لکھ کر اور گالیاں دے کر جلے دل کے آبلے توڑنے لگے اور چاہا کہ اس طریق سے عوام کو دوسری طرف متوجہ کر کے الجھادیں اور اس کا موقع ہی نہ دیں کہ مرزا قادیانی کی تردید کے متعلق وہ کوئی تحریر و تقریر لکھیں یا دیکھیں یا کریں یا سنیں۔

مگر ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس سے مرزا قادیانی کی مسیحیت اور مہدیت کا اثبات نہیں ہو سکتا۔ چاہے وہ اسرار نہانی کی طرح لاکھ کتابیں لکھ جائیں۔ تا وقتیکہ فیصلہ آسانی، شہادت آسانی کا معقول جواب نہ دیں۔ پس یہ اصل وجہ تالیف اسرار نہانی ہے۔ جس پر حکیم صاحب نے فواہشت کی دیوار چینی ہے اور اپنے خیال میں ایک چلتا ہوا منتر تصور کیا۔ مگر ان کو یاد رکھنا چاہئے۔

چلا ہے اودل راحت طلب کیوں شادماں ہو کر
زمین کوے مرزا رنج دے گی آسمان ہو کر

اس کتب میں کیا ہوگا

اس مختصر رسالہ میں حکیم خلیل احمد قادیانی مصنف اسرار نہانی کے ان مزخرفات اور ہفوات کا منصفانہ جواب ہوگا جو مرشدنا مخدوم، مجدد العصر حضرت مولانا ابوالاحمد سید محمد علی صاحب قبلہ مدظلہ دامت شמוש افضالہ علی رؤسنا کی ذات اقدس کے متعلق تحریر کئے ہیں۔ مگر جواب کا وہ طریق نہیں اختیار کیا جائے گا جس کو حکیم صاحب نے عناداً اختیار کیا ہے اور بات بات پر گالیاں دینا اور فواہشت پر اترانا اپنی تحریر کا امتیاز خاص ٹھہرایا ہے۔ بلکہ نہایت مہذب طریق پر ان کے ہر اعتراض کا جواب دیا جائے گا۔ کیونکہ ایک طرف تو قرآن مجید کا یہ ارشاد ہے کہ ”جادلہم بالتی

ہی احسن“ دوسری طرف واقعات عالم یہ کہہ رہے ہیں۔

گر پائے کسے سگ گزیدہ
سگ را نتواں عوض گزیدن

مگر ہاں بحیثیت منصفانہ تنقید کے ہم ان امور کے اظہار و تحریر پر مجبور محض ہوں گے جو صاف اور کھلے طور پر ان کے الفاظ سے ثابت ہوں گے۔ کیونکہ بغیر اس کے ہم اپنے فرض تنقید سے سبکدوش نہیں ہو سکیں گے۔

ہر سخن جائے و ہر نکتہ مکانے دارد

پس ہم خدا سے التجا کرتے ہیں۔ ”ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا و اهدنا الصراط المستقیم ، صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ، واصلح لنا و اخواننا الذین اصل سعیمہم فی حیوۃ الدنیا و ہم یحسبون انہم یحسنون صنعا“

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

”حامد آ و مصلیاً و مسلماً“

حضرت مولانا مدظلہ کی شان میں جو مزخرفات حکیم صاحب نے تحریر کئے ہیں۔ ان سب کا خلاصہ ذیل کے نمبروں میں ہو جاتا ہے۔

۱..... جناب کانپوری صاحب جس وقت جگانے والے نے آپ کو قلم کے نیزے سے جگایا تھا اور جس وقت وہ خدا کا پہلوان رعد کی طرح کڑکتا تھا اور آپ جیسے مولوی کے عقائد باطلہ پر ہنسنے والی صداقت کی بجلی گراتا تھا۔ اس وقت آپ کس خواب و خروش میں تھے۔ (اسرار نہانی ص ۳۵)

۲..... آپ پر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے جلیل القدر علماء اور فضلا اور مشہور اکابرین نے آپ کے ردیہ اور عقائد پر نظر کر کے کفر کا فتویٰ دیا۔ مکہ معظمہ کے علما نے ناظم ندوہ کو خارجی معتزلی وغیرہ وغیرہ خطابات دیئے۔

(فتاویٰ الحرمین برحرف ندوۃ المین ص ۳۸، ۳۹، اسرار نہانی ص ۲۳)

۳..... اس کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں۔ ندوہ سے علیحدگی کے بعد آپ مونگیر

آئے اور مکانات بنوائے۔ زمین دوزیتہ خانے کھدوائے۔ پھلواری آراستہ ہوئی اور گل بوٹے کھلنے لگے۔ ان دنوں آپ ایک دنیا دار انسان کی طرح اپنی بقیہ زندگی کے دن کاٹ رہے ہیں۔ چونکہ اپنے کو جناب شاہ فضل رحمن صاحب مرحوم کا خلیفہ مشہور کر رکھا ہے اور پیری مریدی کا چلتا روزگار شروع کر دیا۔ (اسرار نہانی ص ۲۶، ۲۵)

۴..... اس کے بعد حکیم صاحب نے حضرت مولانا مدظلہ کے خوابوں پر اعتراض کیا ہے اور تعبیر طبعز ادتحریر کر کے اپنی پاکیزہ فطرت کا ثبوت دیا ہے۔ جس کو ہمارے ناظرین آگے چل کر بعد ملاحظہ خود فیصلہ کر لیں گے کہ کیا کوئی نیک فطرت دیندار مسلمان ایسی تحریر لکھ سکتا ہے اور کیا کسی تعلیم یافتہ انسان کا ضمیر ایسے لب و لہجہ کو پسند کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ خیر وہ اصحاب جن کی نظر سے حکیم صاحب کی اسرار نہانی گذری ہوگی ان پر تو ”ما فیہ من الکدر والصفاء“ منکشف ہی ہوگا۔ ہاں وہ حضرات جنہوں نے حکیم صاحب کے اسرار نہانی کا مطالعہ نہیں کیا ہے۔ ان سے گزارش ہے کہ حکیم صاحب کے کل ہفوات کا حاصل اور خلاصہ وہی ہے جس کو ہم نے سب و شتم اور گالیوں سے الگ کر کے صدر کے نمبروں میں لکھ دیا ہے اور ذیل میں ہم ہر نمبر پر الگ الگ روشنی ڈالتے ہیں۔ ”وما توفیقی الا باللہ“

پہلے نمبر کا جواب

”وان فریقا منهم لیکنتمون الحق وهم یعلمون“

حکیم صاحب کا یہ پوچھنا کہ مرزا قادیانی کی حیات میں آپ نے کیوں نہیں مرزا قادیانی کی طرف توجہ کی؟ ایک عجیب مہمل بات ہے جس کا دوسرے لفظوں میں یہ معنی ہے کہ آج مرزا قادیانی کے متعلق جو کچھ ہم کہیں یا مرزا قادیانی کہہ گئے۔ بلاچون و چرا تسلیم کر لو اور استان مرزائیت پر جنیں عقیدت مسیحیت اور مہدیت غلام احمد قادیانی رگڑ رگڑ کر وفات مسیح کا اقرار کر لو اور اگرچہ قرآن وحدیث کے صریح خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ رفع عیسیٰ الی السماء کا انکار کرو۔ ہم پوچھتے ہیں کیا حکیم صاحب کسی آریہ کے اس قول کے اعتراف کو تیار ہیں۔ اگر وہ کہے کہ حضرت آپ اس وقت کہاں تھے جب جب ہمارے مہاتما دیا مندرجی مہاراج آپ کو وید کے ایشوری پشنگ پر بحث و مناظرہ کے لئے لکارتے تھے۔ پس آج آپ کو اس کا کوئی حق نہیں ہے کہ وید کے الہامی ہونے سے انکار کر جائیں۔ ممکن ہے حکیم صاحب اقراری جرم کی وجہ سے گناہ انکار وید کے معترف

ہو جائیں۔ مگر ہمارے ایسا شخص تو فوراً یہ جواب دے کر اس کو ساکت کر دے گا کہ دیا نند جی مہاراج جہاں مناظرہ کے لئے لکارتے تھے وہاں مناظرین اسلام نے ان کو دھتکار دیا اور ثابت کر دیا کہ وید نہ کبھی الہامی کتاب تھا نہ اب ہے نہ اس کی تعلیمات ایشوری تعلیمات ہونے کی سزاوار ہیں۔ اب جب تم ہم میں اس کی تبلیغ کرنے آئے ہو اور چاہتے ہو کہ اس غلط اور باطل مذہب کی اشاعت مسلمانوں میں کریں تو ہم اسکی تردید کو تیار ہیں اور ہم پر فرض ہے کہ اس کے زہریلے خیالات سے لوگوں کے دل و دماغ کو محفوظ رکھیں اور دنیا پر ثابت کر دیں کہ وید کا نام کس طرح الہامی کتاب کی فہرست میں درج نہیں ہو سکتا ہے۔

پس یہی جواب آپ کے بھی اس بے معنی سوال کا ہے۔ یعنی مرزا قادیانی جب تک زندہ رہے اور جہاں کہیں وہ رعد کی طرح کڑکتے رہے۔ وہیں مقدس علماء نے خدائے ذوالجلال کے قہر کی طرح ان پر نازل ہو کر ان کو ساکت اور خاموش کر دیا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ مولانا ثناء اللہ (شیر پنجاب) امرتسری جن کے نام سے بھی آپ خواب میں چونک چونک اٹھتے ہوں گے۔ کس طرح قادیان پہنچ کر مرزا قادیانی کو دم بخود بنا دیا تھا کہ صورت دکھلانے کی جرأت نہ کر سکے تھے۔ مناظرہ تو بڑی چیز ہے۔ ”وللہ درہ من قال“

سجھے تھے وہ غلط کوئی سرکوب ہی نہیں

فرعون کے لئے کوئی موسیٰ نہ آوئے گا

اب جب آپ حضرات موگیہ میں (بعقائد اہل سنت والجماعت) اپنے فاسد خیالات کی اشاعت کرنے آئے اور چاہا کہ عوام کا لانعام کے دماغ میں مرزا قادیانی کی مسیحیت اور مہدویت کا بیج بوئیں اور ان کے خزیبہ دین اور ایمان کو تخت و تاراج کریں تو علمائے حقانی فحوائے حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ”من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذاک اضعف الایمان رواہ مسلم“ تم میں سے جو شخص امر منکر یعنی خلاف دین و ایمان امور کو دیکھے تو اس کو لازم ہے کہ اپنے ہاتھ سے دور کر دے اور اگر اس کی قدرت نہ رکھتا ہو۔ تو زبان سے بذریعہ وعظ و پند اس کو منادے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اپنے دل ہی دل میں برا سمجھے مگر یہ نہایت کمزوری، ایمان کی علامت ہے۔ روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے۔

اٹھ کھڑے ہوئے اور تقریر اور تحریر سے اس باطل خیال کے بطلان کو عوام پر اچھی طرح سے ثابت کر دیا اور بذریعہ فیصلہ آسمانی، شہادت آسمانی، معیار مسیح، حقیقتاً مسیح کے وغیرہ وغیرہ کے اپنے مسلمان بھائیوں کو متنبہ کیا کہ ان اباطیل سے بچو۔ ورنہ تمہارے ایمان و اسلام کو خطرہ ہے۔ بحمد اللہ کہ اس کا اتنا اثر ہوا کہ آج مونگیر و اطراف مونگیر میں ہر بچہ کو اس کی اطلاع ہے کہ ناقص اور سب سے باطل قرآن و حدیث کے خلاف اگر کوئی خیال ہو سکتا ہے تو وہ مرزائیوں کا ہے۔

ورنہ حضرت مولانا مدظلہ کو ان ہنگاموں سے کیا مطلب اور حضرت مولانا مدظلہ کیوں ایسی باتوں کی طرف توجہ فرماتے۔ اولیاء اللہ، علمائے حقانی، صوفیائے کرام ایسے امور کی طرف اس وقت توجہ فرماتے ہیں جو دیکھتے ہیں کہ دشمنان دین زور پکڑ رہے ہیں اور بہت زیادہ احتمال ہے کہ اگر وہ اپنی حالت پر اب بھی چھوڑ دئے گئے تو دنیا ضلالت آباد میں جائے گی اور خدا کے خاص بندے خیر الامۃ افراط و تفریط میں پڑ کر بدترین خلائق ہو جائیں گے تو پھر وہ تسبیح کی جگہ اپنی انگلیوں میں قلم کو زبید دیتے ہیں اور درود و وظائف معمولہ کی جگہ عقائد باطلہ کی تردید کرتے ہیں۔ کیونکہ:

مجھے یہ ڈر ہے دل زندہ تو نہ مر جائے

کہ زندگانی عمارت ہے تیرے جینے سے

باقی حکیم صاحب کا یہ فرمانا۔ اگر آپ چاہتے تو براہین احمدیہ کا جواب لکھ کر دس ہزار حاصل کر لیتے یا نور الحق کا جواب لکھ کر پانچ ہزار حاصل کر لیتے یا حیات عیسیٰ اسرائیلی علیہ السلام کے زندہ بحدہ معصری آسمان پر جانے کی کوئی آیت قرآنی یا حدیث پیش کر کے بیس ہزار حاصل کر لیتے وغیرہ وغیرہ۔

ان سب کی حقیقت دنیا پر واضح ہو چکی ہے اور یہ سب محض لایعنی باتیں ہیں اور دھینگا مشتی اور ہنگامہ آرائی ہے۔ ہم لوگ فدایانِ رحمانی جو کچھ کرتے ہیں محض خدا کے واسطے اور لوجہ اللہ اور اسلام اور دین مبین کی خدمت کے لئے کرتے ہیں۔ جس سے مقصود محض حفاظت دین ہے نہ کسی سے کوئی ذاتی مخاصمت مد نظر ہے نہ اپنی تعالیٰ اور شہرت۔ یہ ان ہی لوگوں کو مبارک ہو جو بندہ زر ہیں۔

برواین دام بر مرغ دگر نہ

کہ عققارا بلند است آشیانہ

حکیم صاحب کا ایک افتراء

”انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون بانیت اللہ“

ممکن ہے کہ ہمارے دوست ہماری سرخی سے کبیدہ خاطر ہو جائیں اور تہذیب کے جامہ میں آ کر شکوہ سنج ہوں۔ مگر میں سچ عرض کرتا ہوں۔ اگر آپ اپنے ضمیر سے بھی ایسے افعال کے متعلق فتویٰ چاہیں گے تو وہ بھی آپ کو یہی کہے گا۔ ”ان ہذا بہتان عظیم“ بیشک یہ بڑی تہمت ہے۔ جس کا فیصلہ ہم اس جگہ اپنے ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ یہ سرخی اپنی جگہ پر ہے یا نہیں۔

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

حکیم صاحب ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔ ”ایسے عظیم الشان انسان (یعنی مرزا قادیانی) کا نام نامی آتے ہی کانپوری صاحب کہہ دیا کرتے تھے کہ مجھ کو الہام ہوا ہے۔ این را بگزارو بکار خویش مشغول باش۔ یہ الہام کانپوری صاحب کا عام لوگوں میں مشہور ہے۔ چنانچہ اس وقت اگر ان کے مریدوں سے حلفاً دریافت کیا جائے تو وہ کہہ سکتے ہیں کہ پیر جی نے بارہا لوگوں کے سامنے یہ الہام سنایا ہے۔“

حکیم صاحب کا دعویٰ تو یہ ہے کہ یہ الہام عام لوگوں میں مشہور ہے۔ اب ہم سب سے پہلے اپنے ناظرین کرام ہی کو مخاطب کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ آپ بھی عوام کے ایک فرد ہیں۔ آپ خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر فرمائیے کہ کیا آپ کو یہ الہام معلوم ہے؟ اگر آپ کو معلوم نہیں تو سچ فرمائیے کہ یہ جھوٹ اور اسی کا نام افتراء ہے یا نہیں؟

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر

بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

رہے خواص یعنی حضرت مولانا مدظلہ کے مریدین تو میں (جو یکے از خدام ہوں) حلفاً کہتا ہوں کہ مجھ کو اس الہام کا حضرت مولانا مدظلہ کی زبان مبارک سے سننا تو کیا معنی؟ مجھ کو آج تک اس کی اطلاع بھی نہ تھی۔ ہاں یہ پہلا موقع ہے کہ حکیم صاحب کے اسرار نہانی کی زبان سے سن رہا ہوں۔ ”واللہ علیٰ ما اقول شہید“

۱۔ اور اگر یہ صحیح ہو اور کسی وجہ سے مجھ کو نہیں دوسروں کو علم ہو تو اس پر حکیم صاحب ایسے شخص کا معترض ہونا خدا کی شان ہے۔ آپ کے پیر خلیفہ اسح ثانی مرزا محمود قادیانی نے تو خود حقیقت انبوءہ میں مرزا قادیانی کے بہترے الہامات کو یہ کہہ کر رد کر دیا ہے۔ یہ الہام ابتداء اور بے سحیحی کے وقت کا ہے۔ اصل حقیقت کا انکشاف آپ کے بعد ہوا، تو کیا یہاں بھی آپ یہی فرمائیں گے کہ یہ دونوں الہام آپ کے سچے ہیں یا جھوٹے، شیطانی ہیں یا رحمانی۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

پس یہ دو دلیلیں تھیں جو غلط ثابت ہو گئیں اور حکیم صاحب کا افتراء نہایت روشن طریق پر ثابت ہو گیا اور ہم امید کرتے ہیں کہ حکیم صاحب نہیں تو ہمارے ناظرین کو ہماری سرخی کی تصدیق ہو گئی ہوگی۔ کیونکہ افتراء کی نسبت حکیم صاحب کی طرف خود ان کی ناجائز کثوت کی وجہ سے ہے۔

گل و گل چین کا گلہ بلبل خوش لہجہ نہ کر

تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

اخیر میں ہم حکیم صاحب سے محض اس قدر کہنا چاہتے ہیں کہ آہ آپ نے ناجائز حمیت میں جھوٹ و افتراء سے بھی دریغ نہ فرمایا اور قرآن کی اس سخت وعید کو بھی آپ نے فراموش فرمادیا۔ مشغول رہو۔ اس سے مرزا قادیانی کی تعریف نکلے یا مذمت ہر جگہ المصنف آپ کا ہی حصہ ہے۔ ”انما یفتی الکذب الذین لا یؤمنون بآیت اللہ“ جھوٹ و افتراء وہی باندھتے ہیں جو خدا کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے۔

دوسرے نمبر کا جواب

”وجوه یومئذ علیہا عبرة ترهقها قنطرة“

معزز ناظرین! اس حقیقت کا انکشاف کہ واقعی حضرت مولانا مدظلہ پر علماء مکہ معظمہ نے تکفیر کی ہے اور وہ فتاویٰ الحرمین کے ص ۳۸، ۳۹ میں موجود ہے۔ اسی وقت ہو سکتا ہے کہ آپ خود فتاویٰ مذکورہ ملاحظہ فرمائیں کہ پوری کتاب میں ایک جگہ بھی حضرت مولانا کا اسم گرامی ہے یا محض حکیم صاحب کا افتراء ہے۔ ہم نے کتاب مذکور بہتیرے مطبع اور ہندی مصری کتب خانوں میں

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) (اسرارِ نبی ص ۳۳) و نیز اپنے ان دونوں سفید و سیاہ الہاموں کی تطبیق کر کے دکھائیے۔ یا اپنے الہام بھیجنے والے کے پاس درخواست کیجئے یا کیفیت طلب کیجئے۔ (اسرارِ نبی ص ۳۳) کہ اولاد تو خود مرچنانا گفتہ بودی حالانکہ گونہ خلاف و عکس آن الہام کنے۔ (مصنف) علاوہ این (را بگذار) کا معنی چیغف کہ مرزا قادیانی کی تردید نہ کرو۔ آپ ہی کا حصہ ہے اس کا تو صاف مطلب یہ ہے کہ مرزا قادیانی جو چھوٹا مہدی اور مسیح ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ اس کا اعتراف نہ کرنا اور بکا خویش مشغول باش۔ یعنی اپنے کام میں جس پر تم ہو اور تمہارا مسلک و مذہب ہے اسی پر قائم اور اسی پر عمل اور اس میں مشغول رہو۔ اس سے مرزا قادیانی کی تعریف نکلے یا مذمت ہر جگہ المصنف آپ کا ہی حصہ ہے۔

تری کمزوریاں تیری دلیلیں دیکھ لیں ہم نے

تیرے پیچھے ہی پیچھے ہر جگہ پھرتی ہے رسوائی

تلاش کیا۔ مگر حسن اتفاق سے کہیں نہیں ملی۔ مجبوراً حکیم خلیل صاحب (مصنف اسرار نہانی) کی طرف رجوع کیا کہ آپ عنایت فرما کر فتاویٰ الحرمین ہمارے نام قیمتاً ارسال فرمائیں جو اباً جو کچھ حکیم صاحب نے تحریر کیا ہے۔ بلفظ نقل مطابق اصل کر دیا جاتا ہے۔
خلیل احمد معرفت قادر بخش انجیر!

بسم الله الرحمن الرحيم!

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

مکرم بندہ! ”السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته“

چونکہ آج کل میں دہلی میں چند روز کے لئے مقیم ہوں۔ اس لئے آپ کا مرسلہ کارڈ دیر میں مجھ کو ملا۔ پہلے مونگیر آیا۔ پھر مونگیر سے یہاں پہنچا۔ فتاویٰ الحرمین کی آپ کو ضرورت ہے۔ یہ کتاب بمبئی میں چھپی تھی۔ مولوی رضی احمد صاحب بریلوی نے طبع کرایا تھا۔ مگر اب یہ کتاب ان کے پاس بھی نہ رہی۔ آپ ان کے پتہ پر خط لکھ کر ان سے بھی دریافت کر لیں اور لکھیں کہ مولوی محمد علی کانپوری پر جو فتویٰ کفر آپ نے مکہ معظمہ سے منگوا یا تھا وہ فتویٰ یعنی فتاویٰ الحرمین مجھے بھیج دیں۔ ممکن ہے کہ آپ کے نام بھیج دیں۔ مگر قرینہ یہ ہے کہ یہ کتاب ان کے پاس بھی نہیں رہی۔ مولوی رضا احمد صاحب ہمارے سلسلہ احمدیہ کے بھی مخالف ہیں۔ مگر کیا حرج آپ ان سے بھی دریافت کر سکتے ہیں۔ میرے پاس وہ کتاب تھی اور میں آپ کو دے سکتا تھا۔ مگر افسوس کہ آج کل یہ کتاب عدالت میں داخل ہے۔ چونکہ مقدمہ ابھی ہائیکورٹ میں لگا ہوا ہے۔ اس لئے عدالت سے ابھی نہیں لی ہے۔ مقدمہ کے فیصل ہونے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ عدالت سے جب واپس ہوگی تو میں آپ کی خدمت میں بھیج سکتا ہوں۔ اگر اس کتاب کی سخت ضرورت ہو تو عدالت میں درخواست دے کر کتاب کو دیکھ سکتے ہیں۔ میں نے جو اسرار نہانی میں حوالہ دیا ہے وہ حوالہ بہت صحیح اور درست ہے۔ مولوی محمد علی کانپوری کبھی اس سے انکار نہیں کر سکتے۔ دہلی میں بالفعل ہمارا پتہ یہ ہے۔ حکیم خلیل احمد معرفت قادر بخش صاحب انجینئر املیشن فیکٹری، کوڑیا پل، دہلی۔

جو اباً حکیم صاحب کو لکھ دیا گیا تھا کہ جب آپ مونگیر تشریف لاویں مجھ کو مطلع

فرمادیں۔ میں بتوسط آپ کے درخواست دے کر ضرور اس کو دیکھوں گا۔ ہنوز کوئی جواب موصول نہیں ہوا ہے۔

بہر کیف حکیم صاحب کے خط سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

.....۱ فتاویٰ مذکور کو جناب مولانا احمد رضا خان صاحب نے طبع کرایا ہے۔

.....۲ مولانا مذکور ہی نے مکہ معظمہ سے مرشدنا مولانا محمد علی صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی شان میں کفر کا فتویٰ منگوا یا ہے۔

.....۳ اسرار نہانی میں حضرت مولانا محمد علی صاحب قبلہ کی نسبت جو کفر کے فتویٰ کا حوالہ دیا ہے۔ وہ درست ہے اور اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔

.....۴ ان کی اس تحریر سے مگر اب کتاب ان کے پاس بھی نہ رہی۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ فتاویٰ مذکور دوسروں کے پاس تو کیا مولانا احمد رضا خان صاحب کے پاس بھی (باوجودیکہ آپ ہی نے طبع کرایا ہے) نہیں ہے۔

اب ہر ہوشمند انسان سمجھ سکتا ہے کہ ایسی حالت میں کہ جب کتاب مذکور کے طے کی ہر طرح سے یاس ہو گئی ہو۔ کیا حکیم صاحب کے حوالہ کی تصدیق کی اس سے کوئی اور عمدہ صورت ہو سکتی ہے؟ کہ خود مولانا احمد رضا خان صاحب سے حسب تحریر حکیم صاحب کتاب مذکور طلب کی جاوے اور استفسار کیا جائے کہ آپ نے حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب قبلہ پر کفر کا فتویٰ مکہ معظمہ سے منگوا یا ہے یا نہیں اور منگوا یا ہے تو وہ فتاویٰ الحرمین یا کسی دوسرے رسالہ میں طبع کرایا ہے یا نہیں اور حکیم خلیل صاحب جس فتویٰ کو حضرت مولانا کی طرف منسوب کر رہے ہیں وہ اپنے اس بیان میں سچے ہیں یا نہیں اور جب حکیم صاحب کو خود اعتراف ہے کہ مولانا موصوف ہی نے اس فتوے کو مکہ معظمہ سے منگوا یا اور طبع کرایا ہے۔ اس فتویٰ کے مضامین کے متعلق جو کچھ مولانا ممدوح کا ارشاد ہو گا وہ حکیم صاحب پر اقبالی ڈگری ہوگی یا نہیں؟

یوں تو ہر شخص کے منہ میں زبان ہے مگر ایک منصف طبیعت اور انصاف پسند تو یہی کہے گا کہ اس سے بہتر فیصلہ کی دوسری صورت متصور نہیں ہو سکتی اور بیشک جناب مولانا احمد رضا خان صاحب کا ہر بیان اس فتاویٰ کے متعلق حکیم صاحب پر ایک اقبالی ڈگری ہوگی۔

چنانچہ حسب تحریر حکیم صاحب مولانا موصوف کی خدمت میں جوابی کارڈ تحریر کیا گیا۔ اس کے جواب میں مولانا ممدوح کے مہتمم مطبع نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے ذیل میں بلفظ درج کیا جاتا ہے۔

مکرمی وعلیکم السلام! آپ کے دو خط آئے جواباً گزارش ہے۔ قادیانیوں کا محض دھوکا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب ناظم ندوہ کی نہ یہاں سے تکفیر ہوئی ہے، نہ عرب شریف سے، کفر کے فتوے آئے۔ ہاں ندوہ کا رد البتہ کیا گیا اور اس کے رد میں عرب شریف سے فتویٰ آئے جو فتاویٰ الحرمین میں شائع ہوئے۔ اس میں کہیں مولوی محمد علی صاحب کی تکفیر نہیں ہے۔ اب فتاویٰ الحرمین یہاں نہیں رہا۔ ورنہ ضرور بھیجا جاتا۔ بمبئی والوں نے چھاپا تھا۔ اسی زمانہ میں تقسیم کر دیا۔ البتہ غلام احمد قادیانی کی تکفیر علمائے حرمین شریفین نے کی جو حسام الحرمین میں موجود ہے۔ مگر اب حسام الحرمین کی جلدیں بھی دو تین ماہ سے ختم ہو گئی ہیں۔ البتہ حسام الحرمین عربی بلا ترجمہ شاید دو ایک نسخہ مل جائے۔ اس کی ضرورت ہوگی تو بھیج دیا جائے گا۔ رسائل رد قادیانی جو دفتر میں موجود ہیں۔ روانہ کئے جاتے ہیں۔

امجد علی اعظمی مہتمم مطبع اہل سنت بریلی، ۸ رجب ۱۳۳۴ھ

اب ہم اس کا انصاف معزز ناظرین ہی سے چاہتے ہیں کہ کیا اس سے بڑھ کر افتراء سازی کی کوئی دوسری مثال مل سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

خیال فرمائیے یہ کیسا سیاہ جھوٹ ہے کہ میرا حوالہ درست ہے۔ حالانکہ کہیں نام و نشان تک نہیں اور یہ کیسا صریح افتراء ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب نے ان کی تکفیر کا فتویٰ مکہ معظمہ سے منگوا یا تھا۔ داراں حالانکہ نہ ان کے یہاں سے کوئی فتویٰ حضرت مولانا مدظلہ پر تکفیر کا دیا گیا اور نہ عرب شریف کے علماء نے کوئی فتویٰ اس طرح کا تحریر فرمایا اور نہ مولانا احمد رضا خان صاحب نے منگوا یا۔

مگر ہزار آفرین حکیم صاحب کے ایمان و تقویٰ پر کہ محض جھوٹ مع حوالہ صفحہ آپ کے لکھ مارا کہ فتاویٰ الحرمین کے ص ۳۸، ۳۹ میں مولوی محمد علی صاحب پر کفر کا فتویٰ موجود ہے۔ حالانکہ اس میں حضرت مولانا مدظلہ کا کہیں نام و نشان تک نہیں ہے۔

یہی راز تھا جس کی وجہ سے حکیم صاحب نے ناظم ندوہ کے بعد ہلال میں مولوی محمد علی لکھ کر اپنے اعمال نامہ کو سیاہ کیا اور افراد بہتان کی ناپاک غلاظت سے اپنی کتاب کو تلوٹ کیا اور اس کا

کھسکی تک نہیں ہوا کہ جھوٹے ٹپلم کا راز ایک نہ ایک روز کھل ہی کر رہتا ہے۔ مگر نہیں ان کو ان کے مغرور نفس نے اس دھوکے میں رکھا کہ نہ کتاب ملے گی نہ ہمارے بہتان و افتراء کا ٹپلم ٹوٹے گا۔

اب حکیم صاحب کو غور کرنا چاہئے کہ آپ کے اس الزام کی کیا وقعت ہے کہ: ”جو جواب اس موقع پر آپ دے دیں گے وہی جواب میں بھی ان لوگوں کے بارے میں دوں گا۔ جنہوں نے احمدیوں پر یا احمدیوں کے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ دیا ہے یا دلایا ہے۔“

حکیم صاحب مرزا قادیانی کی قسمت کو کہاں تک روئے گا۔ ان کے لئے تو فیصلہ ہو چکا۔ ”لا تعذروا وقد کفرتم بعد ایمانکم“ بہانے نہ بناؤ پیشک ایمان کے بعد کافر ہو چکے ہو۔ ہاں آپ اپنی قسمت پر البتہ رویئے۔ کیونکہ بلاوجہ شرعی محض افتراء و کذب و بہتان اور اختراع طبیعت سے کسی مسلمان کو کافر کہنا۔ دوسرے لفظوں میں اپنے کو کافر کہنا ہے پس ہم نہیں کہتے کہ آپ کیا ہیں۔ آپ خود اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اپنے نوشتہ تقدیر کو پڑھئے۔

رقیب کہتے ہیں آزاد ہو گیا کافر

رفیق کہتے ہیں مغضوب قہر یار ہے خود

سچ ہے۔

آزاد کو جو کہتے تھے بے دین و گنہگار

کل دیکھا خرافات میں مست مے ولی تھے

پس حضرت مولانا مدظلہ کے متعلق تو ہم یہ کہتے ہیں کہ تکفیر کی نسبت حضرت مولانا مدظلہ کی ذات شریف کی طرف افتراء ہے بہتان ہے۔ مگر کیا مرزا قادیانی کے متعلق بھی آپ یہی کہیں گے۔ اگر خاطر ناشاد سے ان کی تکفیر ذہول کی گئی ہو تو تازہ کر لیجئے کہ حسام الحرمین کی عربی عبارت نقل کی جاتی ہے بغور پڑھے۔

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

مرزا قادیانی پر عرب شریف، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے

علمائے کرام کا فتویٰ کفر و ارتداد

”غلام احمد القادیانی دجال حدث فی هذا الزمان ادعی مماثلة

المسیح وقد صدق واللہ بانہ مثل المسیح الدجال ص ۸“

سیدنا ابوالحسن علی بن ابی طالبؑ
سیدنا ابوالفضل جعفر بن ابی طالبؑ
سیدنا ابوالکاسم محمد بن ابی طالبؑ
سیدنا ابوالحسن علی بن ابی طالبؑ
سیدنا ابوالفضل جعفر بن ابی طالبؑ
سیدنا ابوالکاسم محمد بن ابی طالبؑ

اکابرِ مبرا

مولانا ابوالحریز عبدالعزیزؒ

بسم الله الرحمن الرحيم!

هل انبئكم علىٰ من تنزل الشيطان تنزل علىٰ كل افاك اثم!

ترجمہ: کیا میں تم کو بتاؤں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں۔ وہ ہر جھوٹے بدکار پر اترتے ہیں۔

”ان الذين يفترون علىٰ الله الكذب لا يفلحون“

ہر ایک شخص اس بات کا مقرر اور قائل ہے کہ سچائی اور صداقت ہی ایک ایسا معیار ہے۔

جس پر صدق اور کذب کا انحصار ہے جو کوئی جھوٹ بولنے کا عادی ہو اس کی کوئی بات بھی قابل وثوق اور اعتبار نہیں ہو سکتی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ ”ولا يزال الرجل يكذب

ويتحرى الكذب حتىٰ يكتب عند الله كذا با (مشکوٰۃ)“ یعنی جو کوئی جھوٹ بولنے کا

عادی ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹا لکھا جاتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے۔ ”قال رسول

الله ﷺ ان بين يدي الساعة كذا بين فاحذروهم (مسلم)“ یعنی رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ قیامت سے پہلے بڑے بڑے جھوٹے (مدعی نبوت) ہوں گے۔ اے مسلمانو! تم ان

جھوٹوں سے دور رہنا۔ آیات و احادیث بالا سے معلوم ہوا کہ جو شخص جھوٹ بولنے اور افتراء

پردازی کا عادی ہو وہ نبی ہونا تو درکنار صحیح معنوں میں مسلمان بھی نہیں رہتا۔

مرزا قادیانی مدعی نبوت خود رقمطراز ہیں۔ ”جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔“

(حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڈ ویس ۱۳، خزائن ج ۱۷ ص ۵۶) نیز مرزا قادیانی اپنے رسالہ (آریہ دھرم ص ۱۱، خزائن

ج ۱۰ ص ۱۲) میں فرماتے ہیں۔ ”غلط بیانی اور بہتان طرازی نہایت شریر اور بد ذات آدمیوں کا کام

ہے۔“ (ضمیمہ تحفہ گولڈ ویس ۱۲، خزائن ج ۱۷ ص ۵۲) میں یہ بھی موجود ہے کہ: ”خدا پر افتراء کرنا پلید طبع

لوگوں کا کام ہے۔“

پس اسی معیار پیش کردہ پر جب ہم مرزا قادیانی مدعی نبوت کو پرکھتے ہیں تو جھوٹوں کی

فہرست میں آپ کو نمبر اول پاتے ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی موصوف کی تصنیفات میں بیسیوں نہیں

بلکہ سک وں کی تعداد میں ایسے جھوٹ اور بہتانات ہیں جو انہوں نے خدا اور رسول اور امامان دین

پر باندھے ہیں۔ جن کا قرآن و حدیث میں کبھی بھی پتہ نہیں چلتا۔ چنانچہ ہم مشتبہ نمونہ از خوارے

مرزا قادیانی ہی کی تصنیفات سے چند حوالہ جات متلاشیان حق کے سامنے پیش کرتے ہیں اور

تالبعداران مرزا کو چیلنج دیتے ہیں کہ حوالہ جات ذیل کو سچا ثابت کر کے انعام لینے کے مستحق ہوں۔

مرزا قادیانی کا حضرت عیسیٰ نبی اللہ کی نسبت عقیدہ

۱..... مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ ”قرآن بضر دہل فرما رہا ہے کہ عیسیٰ بن مریم رسول اللہ زمین میں دفن کیا گیا۔“ (تحفہ گولڈویہ تختی کلاں ص ۴۶، خزائن ج ۱ ص ۱۶۵) مرزا کے مریدو! اس قسم کی آیت قرآن شریف سے دکھاؤ۔ مبلغ ۱۰ روپے انعام پاؤ۔ ورنہ جھوٹ کا اقرار کرو۔

۲..... مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”تفسیر معالم التنزیل کے ص ۱۶۲ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کا اعتقاد یہی تھا کہ مسیح فوت ہو چکے ہیں۔ (ازالہ اوہام ص ۲۴، خزائن ج ۳ ص ۲۲۵) قادیانی دوستو! معالم التنزیل سے حضرت ابن عباسؓ کا یہ عقیدہ دکھاؤ۔ مبلغ ۱۱ روپے انعام لو۔ ورنہ کہو یاد روغ گوئی تیرا سہارا۔

۳..... مرزا قادیانی کہتے ہیں: ”امام مالکؒ، امام اعظمؒ، امام احمدؒ، امام شافعیؒ، حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات پر اتفاق رکھتے ہیں۔“ (تحفہ گولڈویہ ص ۴، خزائن ج ۱ ص ۹۲) مرزا قادیانی کے مریدو! ائمہ اربعہ کا یہ متفقہ قول بتاؤ۔ مبلغ بارہ روپے انعام پاؤ۔ ورنہ مرزا قادیانی کے جھوٹ کا اقرار کرو۔

۴..... مرزا قادیانی آنجنہانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ کی نسبت فرماتے ہیں۔ ”آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱ ص ۲۹۱)

شباباش یہود کا بھی ناک کاٹ دیا۔ وہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فقط والدہ مریم پر ایسا الزام لگاتے ہیں۔ جس کی تردید قرآن کریم نے اکمل طور سے کر دی۔ مگر مرزا قادیانی کی دلیری بھی قابل داد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین دادیاں اور نانیاں کو معاذ اللہ بدکار کہتے ہیں۔ اس بندہ خدا سے کوئی پوچھے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ ہی نہیں تو دادیاں کیسے ہو گئیں۔ سچ ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ مرزا نبو! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین دادیاں قرآن وحدیث سے ثابت کرو۔ مبلغ تیرہ روپے انعام وصول کرو۔

۵..... مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہتے ہیں۔ ”پس ہم ایسے ناپاک خیال، متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلامنس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۹، خزائن ج ۱ ص ۲۹۳)

حضرات ناظرین! یہ ہے جناب مرزا قادیانی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ کی نسبت عقیدہ اور آیت ”انما المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ (سورۃ نساء)“ کا کیسی صفائی سے انکار کرتے ہیں۔ قادیانی دوستو! اب بھی مرزا قادیانی کو مسلمان کہو گے؟

۶..... نیز فرماتے ہیں کہ: ”آپ عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

جو کوئی جھوٹ بولنے کا عادی ہوتا ہے وہ دوسروں کو بھی ایسی ہی عادت ہے۔ چونکہ جھوٹ اور افتراء پر دازی مرزا قادیانی کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ لہذا حضرت روح اللہ نبی اللہ کی نسبت بھی اپنی بدعقیدگی کو ظاہر کیا۔

۷..... مرزا قادیانی آنجہاں ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے بھی صاف انکاری ہیں فرماتے ہیں۔ ”عیسائیوں نے آپ کے بہت سے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۶، ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰)

قرآن کریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ، نبی اللہ، رسول اللہ، کلمتہ اللہ، ”وجیہا فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین“ کہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات وضاحت سے بیان کرے۔ مگر مرزا قادیانی مدعی نبوت، روح اللہ کو جھوٹا، مکار اور فریبی، بد کردار، معاذ اللہ خاش بدہن ولد الزنا وغیرہ کہہ کر آپ کی نبوت و معجزات سے انکار کرتا ہے۔ یہ ہیں پنجابی نبی کے عقائد۔

مرزائی دوستو! ایمان سے بتاؤ کہ ایسے عقیدہ والے کو قرآن کریم کیا تمغہ عطا کرتا ہے۔ ”الیس فی جہنم مثوی للکافرین“ کیا جہنم میں منکروں کی جگہ نہیں۔ آگے سنئے:

۸..... مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ”یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ بلکہ عمل تراب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم سے تھا۔ جیسے سامری کا گوسالہ۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۳۲، ۱۳۳، خزائن ج ۳ ص ۲۶۳)

ناظرین آپ نے دیکھ لیا کہ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ کی توہین و ہتک کرنے میں کیسے جری اور بے باک ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کا قرآن پاک پر ہرگز ایمان نہیں تھا۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ وہ قرآن شریف کی صریح آیات کے برخلاف ایسے ناپاک الفاظ کہنے کی جرأت کرتا۔ قرآن کی متعدد آیات میں حضرت روح اللہ کے معجزات کا ذکر بالصراحت موجود ہے اور ارشاد خداوندی بر ملا پکار رہا ہے کہ جو کوئی عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ مٹی کے پرند بنانے کو عمل ترب (جادو) کہے وہ کھلم کھلا کافر ہے۔ چنانچہ فرمایا: ”فقال الذین کفروا منهم ان هذا الا سحر مبین“

قادیانی دوستو! خدا را انصاف کرو کہ ایسا شخص بھی مسلمان کہلانے کا حق رکھتا ہے؟ جو حضرت روح اللہ کی نسبت ایسا عقیدہ رکھتا ہو اور تم اس کو اپنا ہادی سمجھو۔ مرزا قادیانی کی اس بد عقیدگی کو پوشیدہ رکھنے کی خاطر بعض میدان مرزا عوام الناس کو یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے جو کچھ لکھا ہے یہ یسوع کی نسبت لکھا ہے۔ نہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق۔ مگر یہ ان کا عذر تار عنکبوت سے بھی اوہن تر ہے۔ کیونکہ درحقیقت یسوع اور مسیح سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ ہی ہیں۔ نیز یہ امر مرزا قادیانی کی تحریرات سے ظاہر ہے کہ یسوع حضرت عیسیٰ ہی کو کہا جاتا ہے۔ (نور القرآن ص ۲۰، ۲۱، توضیح المرام ص ۳، خزائن ج ۳ ص ۵۲، تذکرۃ الشہادتین ص ۲۵، ۲۷، ۲۸، براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۰، خزائن ج ۲۱ ص ۳۵۰)

مرزا قادیانی کے مریدو! مرزا ہی کی تحریرات سے ثابت کرو کہ یسوع اور عیسیٰ دو الگ الگ شخص ہیں۔ تو ایسی صورت میں مبلغ چودہ روپے نقد چہرہ شاہی بندہ سے انعام پاؤ۔ ورنہ کہو۔ یاد روغ گوئی تیرا آسرا۔

مرزا قادیانی کا قرآن پاک کے متعلق عقیدہ

۹..... فرماتے ہیں۔ ”قرآن شریف جس آواز بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔ ایک غایت درجہ کا غبی اور نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔“ (ازالہ اوہام ص ۱۴، خزائن ج ۳ ص ۱۱۵) کتنا بڑا الزام قرآن پر لگایا ہے۔ آج تک جس قدر ہی دشمنان اسلام گزرے ہیں۔ کسی نے بھی قرآن کریم کے متعلق ایسے ناشائستہ الفاظ استعمال نہیں کئے۔ قادیانی بھائیو! ایمان سے بتاؤ کہ ایسا شخص بھی مسلمان اور نبی ہو سکتا ہے؟

مرزا قادیانی کا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے مناقب پر ناجائز قبضہ
قرآن شریف میں حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ السلام کی فضیلت میں جس قدر
آیات قرآنیہ ہیں۔ مرزا قادیانی نے ان کو اپنے لئے بتایا ہے۔

۱۰..... ”انا اعطینک الکوثر“ ﴿اے محمد ہم نے آپ کو حوض کوثر عطاء کیا
ہے۔﴾ مرزا قادیانی کہتا ہے یہ میرے حق میں ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۱۰۲، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۵)
۱۱..... ”وما ارسلناک الا رحمة للعالمین“ ﴿ہم نے آپ کو تمام
جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔﴾ مرزا قادیانی کہتے ہیں اس سے مراد میں ہوں۔

(حقیقت الوحی ص ۸۲، خزائن ج ۲۲ ص ۸۵)
۱۲..... ”ان الذین یشاءونک انما یشاءون اللہ“ ﴿اے محمد جو لوگ
آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔﴾ مرزا قادیانی کہتے ہیں یہ آیت بھی
میرے لئے ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۸۰، خزائن ج ۲۲ ص ۸۳)

۱۳..... ”وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما“
﴿اے نبی ہم نے آپ کو بے انداز علم سکھایا ہے اور آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔﴾
مرزا قادیانی کہتے ہیں یہ آیت بھی میرے حق میں ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۹۵، خزائن ج ۲۲ ص ۹۹)
۱۴..... ”سبحان الذی اسرئ بعبدہ لیلاً“ ﴿اللہ وہ پاک ذات ہے
جس نے اپنے بندے (محمد ﷺ) کو کچھ رات میں سیر کرائی۔﴾ یہ آیت حضرت کے معراج
جسمانی کے ثبوت کے متعلق ہے۔ مگر مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ یہ بھی میرے حق میں ہے۔

(حقیقت الوحی ص ۷۸، خزائن ج ۲۲ ص ۸۱)
۱۵..... ”لیغفرک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر“ ﴿اے نبی اللہ
نے آپ کے سب گناہ بخش دیئے ہیں۔﴾ مرزا قادیانی کہتے ہیں یہ آیت میرے لئے ہے۔

(حقیقت الوحی ص ۹۴، خزائن ج ۲۲ ص ۹۷)
۱۶..... ”عسے ان یبعثک ربک مقاماً محموداً“ ﴿اے محمد ہم آپ کو
مقام محمود عطاء کریں گے۔﴾ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ یہ آیت مجھ پر نازل ہوئی ہے۔

(حقیقت الوحی ص ۱۰۲، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۵)

یہ ہیں مرزا قادیانی کے فرمان بے لگام۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ درجات بالا ہم نے اپنے بندے محمد رسول اللہ ﷺ کو عطاء کئے ہیں۔ مگر پنجابی نبی مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ یہ سب کچھ میرے حق میں ہے۔

قادیانی دوستو! اب خدا کو صادق کہو گے یا مرزا قادیانی کو۔ ان دونوں میں سے ایک ہی سچا ہوگا۔

مرزا قادیانی کا خدا کی نسبت عقیدہ

۱۷..... مرزا قادیانی کہتا ہے کہ: ”میرا خدا روزہ بھی رکھتا ہے اور افطار بھی کرتا ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۰۴، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۷)

۱۸..... مرزا قادیانی کہتا ہے کہ: ”خدا گناہ بھی کرتا ہے اور نیکی بھی کرتا ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۰۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۶)

قادیانی مترو! سنتے ہو۔ تمہارا نبی قادیانی کیا کہہ رہا ہے۔ اب تو خدا کو بھی نہیں چھوڑا۔ ہاں! ہاں! جو مرزا قادیانی کا خدا ہے وہ ضرور خطا کرتا ہے اور روزہ بھی رکھتا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ محمدی بیگم کا خاوند سلطان محمد معاد مقرر کے اندر جو مرزا قادیانی نے معین کی تھی نہیں مرا اور محمدی بیگم مرزا قادیانی کی آسمانی منکوہ مرزا قادیانی کی آغوش میں میں نہیں آئی۔ کیونکہ جس وقت مرزا قادیانی کا خدا سلطان محمد کی موت کی تاریخ لکھ رہا تھا اس وقت وہ روزہ دار ہوگا۔ موسم گرما کی تھی یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ صائم کو خشکی ہو جاتی ہے اور ساتھ ہی غصہ آ جاتا ہے اور غصہ میں غلطی ہو جاتی ہے۔ اس وقت مرزا قادیانی کے خدا کے حواس بوجہ خشکی شدید کے درست نہیں ہوں گے۔ بجائے سلطان محمد کی موت کے مرزا قادیانی کی موت لکھ ماری۔ بایں وہ مرزا قادیانی محمدی بیگم کے وصال سے محروم گئے۔ یہ ہے قادیانی نبوت کی حقیقت مرزا قادیانی کے مریدو! اب بھی قادیان کی طرف منہ کرو گے؟

۱۹..... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ”خدا مجھے کہتا ہے تو (اے مرزا قادیانی) مجھے میری اولاد کی مانند پیارا ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

اب مرزا قادیانی خدا کا بیٹا ٹھہرا۔ جل جلالہ! ۲۰..... مرزا قادیانی کہتا ہے کہ خدا نے مجھ کو کہا ہے کہ: ”تو مجھ میں سے ہے اور

میں تجھ میں سے۔“ (دافع البلاء ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷)

یعنی تو میرا بیٹا اور میں تیرا بیٹا۔

قادیانی دوستو! کس منہ سے تم کہتے ہو کہ مرزا قادیانی نے تثلیث کی تردید کی ہے۔ کیا عیسائیوں کے عقیدہ اور مرزا قادیانی کے عقیدہ میں کچھ فرق ہے؟ ہرگز نہیں۔

مرزا قادیانی کا دنیا کے تمام مسلمانوں کی نسبت عقیدہ

۲۱..... فرماتے ہیں۔ ”کل مسلم یقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا“ یعنی جو میری نبوت کو مانتا ہے وہ مسلمان ہے اور جو کوئی نہیں مانتا وہ ولد الزنا حرام زادہ ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، خزائن ج ۵ ص ۵۴۸)

کتنا بڑا افتراء اور بہتان ہے کہ سب اہل اسلام وغیرہ کو قبیح صفت سے متصف کیا ہے۔ جن میں سادات و اولیاء کرام و علمائے عظام و صلحائے وغیرہ جو مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے۔ سب داخل ہیں۔ یعنی معاذ اللہ ولد الزنا ہیں۔ یہ ہے قادیانی نبی کی تہذیب، ایسے لوگوں کے متعلق قرآن کریم کا صاف فیصلہ ہے کہ جو کوئی کسی کو زنا کی تہمت لگائے وہ ملعون ہے۔ اس کو اسی کوڑے لگانے چاہئیں۔ فرمایا: ”ان الذین یرمون المحصنات الغفلت المؤمنات لعنوا فی الدنیا والآخرۃ (سورہ نور)“ مرزا قادیانی کے مریدو بتاؤ تمہارا پنجابی نبی قرآن مجید کی اس وعید سے کس طرح بچ سکتا ہے۔ اس کو نبی آدمی کے حسب سے کیوں نہ اسی اسی ڈنڈے لگانے چاہئیں۔ کیا اب قادیان کی طرف منہ کرو گے یا کہو! بے انصافی تیرا سہارا۔

۲۲..... مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ”اگر قرآن میرا نام ابن مریم نہیں رکھتا تو میں جھوٹا ہوں۔“ (تحفہ ندوہ ۵، خزائن ج ۱۹ ص ۹۸)

مرزائی دوستو! بتلاؤ قرآن کی کس آیت میں مرزا قادیانی کا نام ابن مریم بتایا گیا ہے جو کوئی ایسی آیت دکھاوے مبلغ ۱۵ روپے انعام پاوے۔ ورنہ مرزا قادیانی کو خیر باد۔

۲۳..... مرزا قادیانی نے کہا ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا۔ وہ میں ہی ہوں۔ (کشتی نوح ص ۱۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶، نزول المسیح ص ۳)

بالکل غلط ہے۔ آپ قادیان میں پڑے ہیں۔ مرزا قادیانی کو توجہ ہی نصیب نہیں ہوا۔ مرزا قادیانی کے مریدو! پنجابی نبی کا مدینہ رسول میں مدفون ہونا ثابت کرو۔ مبلغ ۱۶ روپے انعام نقد وصول پاؤ۔ ورنہ کہو یا جھوٹ تیرا ستار ابلند۔

۲۴..... مرزا قادیانی کہتے ہیں: ”اور قرآن بھی میرے آنے کا زمانہ متعین کرتا ہے۔ جو یہی زمانہ ہے۔“ (تحفہ ندوہ ۴، خزائن ج ۱۹ ص ۹۶)

قادیانی سجنو! ایسی آیت قرآن سے دیکھاؤ۔ مبلغ ۷ روپے انعام پاؤ۔ ورنہ جھوٹے کو خیر باد کہو۔

۲۵..... مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔ ”انا انزلناہ قریباً من القادیان“

(ازالہ اوہام ص ۲۳، خزائن ج ۳ ص ۱۳۸، حقیقت الوحی ص ۷۷)

مرزا نیو! عبارت مرقومہ قرآن سے دکھاؤ۔ مبلغ ۱۸ روپے نقد چہرہ شاہی وصول پاؤ۔ یا اقرار کرو کہ جھوٹ اور افتراء ہمارا ایمان ہے۔

۲۶..... مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ”صبح سویرا گوشت کھائے گا۔“

(حقیقت الوحی ص ۲۹، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱)

جو قادیانی ایسا ثابت کرے وہ ۱۹ روپے انعام پاوے۔ ورنہ قادیانی نبوت کو خیر باد

کہے۔

محمدی بیگم کا نکاح

۲۷..... محمدی بیگم کے متعلق مرزا قادیانی نے بڑے پر زور صاف اور صریح دعوے

کئے تھے کہ اگر وہ میرے نکاح میں نہ آئی تو میں جھوٹا۔ ہر ایک بد سے بدتر وغیرہ ٹھہروں گا۔ فرماتے ہیں۔ ”اصل بات اپنے حال پر قائم ہے۔ (احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کا مرزا قادیانی کے سامنے مرنا پھر محمدی بیگم کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا) کوئی شخص کسی تدبیر سے اسے مٹا نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ تقدیر مبرم (ان ٹل) ہے۔ جو بغیر پوری ہوئے ٹل نہیں سکتی اور اس کے پورا ہونے کا وقت عنقریب ہے۔ خدا کی قسم یہ حق ہے۔ عنقریب تو اسے دیکھ لے گا کہ وہ (داماد احمد بیگ) میرے سامنے مرے گا اور میں اپنے سچے یا جھوٹے ہونے کی کسوٹی اسے ٹھہراتا ہوں۔ اگر وہ میرے سامنے مر گیا تو میں سچا ہوں اور اگر ایسا نہ ہوا تو میں جھوٹا ہوں۔ ایسا ہی خدا نے مجھے بتایا ہے۔“

(انجام آہتم ص ۲۲۳، خزائن ج ۱۱ ص ۲۲۳)

نیز شہادت القرآن میں فرماتے ہیں۔ ”پھر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی نسبت پیشین گوئی جو پٹضلع لاہور کا باشندہ ہے۔ جس کی میعاد آج کی تاریخ سے جو اکیس ستمبر ۱۸۹۳ء ہے۔ قریباً گیارہ مہینے رہ گئے ہیں۔ یہ تمام امور جو انسانی طاقت سے بالکل بالاتر ہیں۔ ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں۔“

(شہادت القرآن ص ۷۹، خزائن ج ۶ ص ۳۷۵)

یہ عبارت اپنے مطلب میں صاف ہے کہ مرزا قادیانی کی آسمانی فرضی منکووح کا خاوند اگست ۱۸۹۴ء تک ضرور مر جاوے گا۔ اگر ایسا نہ ہوا تو مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ میں کاذب ٹھہروں گا۔ بہت خوب اور سننے فرماتے ہیں۔ ”میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ (سلطان محمد) کی تقدیر مبرم (قطععی) ہے۔ اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آ جائے گی۔“

(انجام آتھم ص ۳۱، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔ ”یاد رکھو کہ اس پیش گوئی کی دوسری جز (آسمانی منکووح کے خاوند کی موت) پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افتراء نہیں نہ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار ہے۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

مرزا قادیانی کا یہ فرمان بالکل ٹھیک ہے۔ خدا کی باتیں کبھی نہیں ٹلتیں اور جو ٹل جائیں وہ خدا کی نہیں ”امنا و صدقنا“ ایک اور جگہ پر رقمطراز ہیں۔ ”یہ خدا نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا ہے کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گا ماں بیگ کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی۔ خدا تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے۔ اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۹۶، خزائن ج ۳ ص ۳۰۵)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں: ”اور اس عورت کو خدا تیری طرف لائے گا۔ اس کا نکاح ہم نے تیرے ساتھ پڑھا ہے۔“

(انجام آتھم ص ۶۰، ۶۱، خزائن ج ۱۱ ص ۶۰، ۶۱)

مرزا قادیانی اس نکاح کو محکمہ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ مدینہ منورہ میں رجسٹری شدہ ثابت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ ”جناب رسول اللہ ﷺ نے پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ وہ مسیح موعود بیوی کرے گا۔ گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)

مرزا قادیانی نے آسمانی منکووح کے لئے جان توڑ کوشش کی ہے۔ ایسے فنانی محمدی بیگم تھے کہ ان کو ہر ایک طرف سے سوائے اس نکاح کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ مرزا قادیانی کی اس حالت کو کسی شاعر نے یوں سمجھایا ہے۔

سیاہ پوش جو کعبہ کو مجنوں نے دیکھا
ہوا نہ ضبط وہ چلا اٹھے کہ آ لیلیٰ

الغرض مرزا قادیانی نے اس پیش گوئی کو اپنے سچے یا جھوٹے ہونے کا معیار ٹھہرایا ہے۔ پس یہی پیش گوئی ایسی فیصلہ کن ہے جس سے مرزائیوں کے آئے دن کے تمام جھگڑے مٹ جاتے ہیں۔ اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے دو اہم اجزاء ہیں۔ (۱) سلطان محمد آسمانی منکوحہ کے خاوند کا مرزا قادیانی کی موجودگی میں اگست ۱۸۹۴ء تک مرجانا۔ (۲) پھر اس عورت محمدی بیگم کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آجانا۔ اب مریدان مرزا سے ہمارا اتنا سوال ہے کہ دونوں باتیں پوری ہوئیں؟ یعنی سلطان محمد مرزا قادیانی کی موجودگی میں اگست ۱۸۹۴ء تک فوت ہو گیا؟ اور محمدی بیگم مرزا قادیانی کے نکاح میں آئی؟ یہ اظہر من الشمس ہے کہ سلطان محمد اندر میعاد فوت نہیں ہوا۔ بلکہ وہ آج تک بھی زندہ ہے اور محمدی بیگم مرزا قادیانی کے نکاح میں نہیں آئی اور مرزا قادیانی یہ کہتے ہوئے۔

میں منتظر وصال وہ آغوش غیر میں قدرت خدا کی درد کہیں اور دو کہیں

دار دنیا سے دار عقبیٰ کی طرف چل بے

پس ”بحکم یؤخذ المرء باقرارہ“ آدمی اپنے اقرار پر پکڑا جاتا ہے۔

مرزا قادیانی کے کاذب اور مفتری علی اللہ و علی الرسول ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی نہ رہا۔ تمام تابعداران مرزا قادیانی کو چیلنج دیا جاتا ہے کہ اس نکاح والی پیش گوئی کو بتقرری منصف مسلم فریقین سچا ثابت کریں اور مبلغ ۲۰ روپے انعام پاویں۔ ورنہ خداوند قہار سے خائف ہو کر قادیانی نبوت کو خیر باد کہہ کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین کے سچے تابعدار بن جائیں۔

۲۸..... مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام چار بھائی اور دو ہمشیرہ

حقیقی رکھتا تھا۔“ (تذکرۃ الشہادتین ص ۲۳، خزائن ج ۲۰ ص ۲۵)

جھوٹ ہے جو مرزائی قرآن وحدیث صحیح سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھائی بہنیں

ثابت کرے۔ وہ ۲۱ روپے انعام پاوے۔

۲۹..... مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ”بموجب نص صریح قرآن کے کوئی شخص بغیر مسیح

موعود (مرزا قادیانی) کی اجازت کے حج کو نہیں جاسکتا۔“

(تذکرۃ الشہادتین ص ۴۷، خزائن ج ۲۰ ص ۳۹)

ڈبل جھوٹ ہے جو قادیانی ایسی آیت قرآن سے دیکھا وے ۲۲ روپے انعام حاصل کرے۔

۳۰..... مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ”احادیث نبویہ پکار پکار کر کہتی ہیں کہ تیرھویں صدی کے بعد ظہور مسیح ہے۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۴۰، خزائن ج ۵ ص ۳۴۰) بالکل غلط ہے۔ ایسی کوئی حدیث نہیں اگر سچے ہو تو پیش کرو۔ ورنہ جھوٹ سے تو بہ کرو۔

۳۱..... ”احادیث میں مہدی موعود کی یہ بھی نشانی ہے کہ پہلے اسے بڑے زور شور سے کافر ٹھہرایا جاوے گا۔“ (ضمیمہ انجام آختم ص ۱۲، ۱۳، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۷)

جھوٹ ہے ایسا کسی حدیث میں نہیں ہے۔ یہ مرزا قادیانی کا رسول خدا پر افتراء ہے۔
۳۲..... مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ”تفسیر ثنائی میں لکھا ہے کہ ابو ہریرہ فہم قرآن میں ناقص ہے۔“ (براہین احمدیہ حصہ پنجم، خزائن ج ۲۱ ص ۴۱۰)

ڈبل جھوٹ ہے مرزا نبیو! اگر مرزا قادیانی کی لاج رکھتے ہو تو تفسیر ثنائی سے یہ عبارت دکھاؤ۔ ورنہ مرزا قادیانی کو ہزار بار کہو۔ لعنت!

۳۳..... مرزا قادیانی کہتا ہے۔ ”میں نور ہوں مجھے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔“

(تذکرۃ الشہادتین ص ۸۸، خزائن ج ۲۰ ص ۹۰)

قادیانی دوستو! ایمان سے کہو مرزا قادیانی کا یہ مقولہ سچ ہے کیا تم نے مرزا قادیانی کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ مولوی غلام رسول آف راجپکی و مولوی میر قاسم علی سہ صدی وغیرہ زائرین مرزا جواب دیں۔

۳۴..... مرزا قادیانی نے اپنی وفات کا وقت ۱۳۳۵ھ لکھا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ ”دانیال نبی نے پیش گوئی کی تھی کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) ۱۳۳۵ھ تک کام کرے گا۔“

(تحفہ گلڑویہ ص ۱۱۲، ۱۱۶، حقیقت الوحی ص ۱۹۹، ۲۰۰، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۷)

یعنی مسیح موعود (مرزا قادیانی) ۱۳۳۵ھ میں فوت ہوگا۔ مگر مرزا قادیانی ۱۳۲۶ھ میں نو سال پیشتر محمدی بیگم کا داغ دل میں لے کر دنیا سے تشریف لے گئے۔ معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی مسیح موعود نہ تھے۔ ایک گپ باز انسان تھے۔

۳۵..... مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ”میرے زمانہ میں تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جاویں گی اور ایک مذہب اسلام بن جاوے گا۔“ (چشمہ معرفت ص ۸۲، خزائن ج ۲۳ ص ۹۰)

مرزا قادیانی کا یہ ارشاد بھی جھوٹا نکلا۔ آپ کی آمد سے فرقہ بندی بڑھ گئی۔ بلکہ مرزا قادیانی کے مرید دوپارٹیوں میں منقسم ہو گئے۔ (لاہوری اور قادیانی) جو ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ یہ ہے مرزا قادیانی کے وجود کی برکت؟

۳۶..... مرزا قادیانی حدیث رسول کی بایں الفاظ توہین کرتے ہیں۔ ”جو حدیث ہمارے الہام کے خلاف ہو اسے ہم رد کر دیتے ہیں۔“ (ضمیمہ تحفہ گلڑویہ ص ۸، ۱۰، خزائن ج ۷ ص ۵۱) ادھر تو مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ میں محمد کا بروز (سایہ) ہوں۔ ادھر حدیث رسول کی اس قدر توہین؟ کیا ایسا شخص بھی راست بازوں کی فہرست میں شمار کیا جاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

۳۷..... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ”قرآن شریف میں ہے۔ اس (مرزا قادیانی) کے زمانہ میں ایک نئی سواری پیدا ہوگی جو آگ سے چلے گی۔“

(تذکرۃ الشہادین ص ۲۲، خزائن ج ۲۰ ص ۲۵)

بالکل جھوٹ ہے۔ قرآن میں ایسا کہیں نہیں لکھا۔ قادیانی دوستو! ایسی آیت دکھانے کی جرأت کرو گے؟ دیدہ باید!

مرزا قادیانی کا دعویٰ الوہیت

۳۸..... مرزا قادیانی کا ارشاد ہے۔ ”ورایتنی فی المنام عین اللہ و تیقنت اننی هو مخلقت السموت و الارض و قلت انا زینا السماء الدینا بمصاییح“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۲، ۵۶۵، خزائن ج ۵ ص ۵۶۲، ۵۶۵) یعنی میں اپنے آپ کو نیند میں عین خدا دیکھتا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں۔ پھر میں نے آسمان اور زمین بنائے اور میں نے کہا کہ ہم نے آسمان کو ستاروں سے سجایا ہے۔ مرزا قادیانی کا یہ افتراء بھی قابل قدر ہے۔ ایسے لوگوں کی نسبت ارشاد خداوندی موجود ہے۔ ”ومن یقل منهم انی الہ من دونہ فذالک نجزیہ جہنم (انبیاء)“ ﴿یعنی بندوں اور فرشتوں میں سے جو کہے کہ میں خدا کے سوا اللہ ہوں۔ ہم اس کو جہنم میں جھونکیں گے۔﴾ فرعون اپنے آپ کو رب کہتا تھا۔ جو خدا کا صفی نام ہے۔ مگر مرزا قادیانی اپنے آپ کو اللہ کہتا ہے۔ یہ خدا کا ذاتی نام ہے۔ عقیدہ الوہیت میں مرزا قادیانی فرعون سے بھی زیادہ کمال رکھتے ہیں۔ یہ ہے قادیانی نبوت کی شان؟

۳۹..... مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ”قرآن شریف میں یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔“

(کشتی نوح ص ۵، خزائن ج ۱۹ ص ۵)

بالکل جھوٹ ہے جو قادیانی اس مضمون کی آیت قرآن سے دکھلاوے ۲۳ روپے انعام پائے۔

۴۰..... مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ”ہذا خلیفة الله المہدی صحیح بخاری میں ہے۔“
(شہادت القرآن ص ۱۴۱، خزائن ج ۶ ص ۳۳۷)
ڈبل جھوٹ ہے۔ مرزائی دوستو۔ یہ حدیث صحیح بخاری سے دکھاؤ مبلغ ۲۴ روپے انعام پاؤ۔ ورنہ کہو یاد روغ گوئی تیرا سہارا۔

۴۱..... مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ”ورأیت فی المنام آخر کانی صرت علیا بن ابی طالب یعنی میں نیند میں دیکھتا ہوں کہ علی ابن ابی طالب بن گیا ہوں اور لوگ میری خلافت میں جھگڑا کر رہے ہیں۔ پس نبی ﷺ نے میری طرف دیکھا اور میں نے خیال کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے ہو گیا ہوں۔ حضور نے مجھ کو فرمایا۔ اے علی ان کو چھوڑ دے۔“
(آئینہ کمالات ص ۵۶۳، خزائن ج ۵ ص ۵۶۳)

عبارت مرقومہ سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی حضرت علی بن کر رسول کا داماد اور سادات میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ مرزا قادیانی کا یہ جھوٹ بھی قابل قدر ہے۔

۴۲..... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ”عین بیداری میں میں نے دیکھا کہ میرا سر حضرت فاطمہؑ نے مادر مہربان کی طرح اپنی ران پر رکھا ہوا ہے۔“

(براہین احمدیہ ص ۵۰۳، خزائن ج ۱ ص ۵۰۴، تریاق القلوب ص ۳۵)
حضرت فاطمہؑ کی وہ شان ہے جس کے دیکھنے سے ملائکہ مقربین و انبیاء مرسلین بھی حیا کریں گے اور روز قیامت تمام حاضرین محشر کو ارشاد ہوگا کہ آنکھیں بند کر لو تا کہ میرے حبیب محمد ﷺ کی دختر لخت جگر فردوس بریں میں قدم نہاد ہو جائیں۔ مگر مرزا قادیانی کا حیا و شرم بھی قابل ملاحظہ ہے کہ اپنے سر کو خاتون قیامت سیدۃ النساء کی ران پر رکھنا بتاتا ہے۔ کیا مرزا قادیانی سے زیادہ بھی کوئی گستاخ اور بے ادب دنیا میں ہوا یا ہوگا۔ جس نے اہل بیت النبی کی شان میں ایسے ناشائستہ اور بے حیائی کے الفاظ استعمال کئے ہوں۔ قادیانی دوستو! یہ ہے تمہارے پنجابی نبی کی تہذیب اور شائستگی۔

۴۳..... مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ ”جناب پیغمبر خدا و حضرت علیؑ و حسینؑ و فاطمہؑ میرے پاس سامنے آگئے۔ پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی۔ بتلایا کہ یہ تفسیر قرآن ہے۔ جس کو علیؑ نے تالیف کیا ہے اور اب علیؑ یہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے۔“

(براہین احمدیہ ص ۵۰۳، خزائن ج ۱ ص ۵۰۴)

مرزا قادیانی کے دوستو! بتلا سکتے ہو کہ تفسیر مذکور تم دو جماعتوں (قادیانی اور لاہوری) کے کس کتب خانہ سے ملے گی اور اس کا وزن کس قدر ہے اور ہدیہ کتنے پیسے ہے؟ ورنہ کہو یا جھوٹ تیرے گلے میں پھولوں کے ہار۔

۴۴..... مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہند میں ایک نبی گذرا ہے۔ جو سیاہ رنگ تھا اور نام اس کا کاہن تھا۔ جس کو کرشن کہتے ہیں۔“

(چشمہ معرفت ص ۱۰، خزائن ج ۲۳ ص ۳۸۲)

مرزائی سجنو! بتاؤ کہ اس کا لے رنگ ہندی جوگی نبی کا کس حدیث میں ذکر ہے۔ ورنہ کہو یا دروغ گوئی تیرا بول بالا۔ قرآن وحدیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء صورت اور سیرت میں بنی نوع انسان سے ممتاز ہوتے ہیں۔ مگر قادیانی نبوت کا بیان ہے کہ نبی کا لے دھو تو بھی ہوتے ہیں۔ چونکہ مرزا قادیانی کل انبیاء علیہم السلام کا اپنے آپ کو مثیل قرار دیتے ہیں اور کرشن بھی بنتے ہیں۔ لہذا کرشن کو نبی گویاہ رنگ کا بھی سہی بناتے ہیں۔ اب ہم جناب مرزا قادیانی کو کرشن جی مہاراج کے لقب سے یاد کریں گے۔ احباب قادیانی مطمئن رہیں۔

مرزا جی کرشن مہاراج کا حضرت حسینؑ کے متعلق عقیدہ

کرشن جی مہاراج فرماتے ہیں۔ ”اے قوم شیعہ! اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک (مرزا) ہے کہ اس حسینؑ سے بڑھ کر ہے۔“

(دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

نیز فرماتے ہیں۔

کر بلائے است سیر ہر آنم
صد حسینؑ است در گریبانم

(نزول مسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۳۷۷)

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول مسیح کے ص ۵۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۴) میں مرزا جی کرشن مہاراج فرماتے ہیں۔ ”اور انہوں نے کہا کہ اس شخص (مرزا قادیانی) نے امام حسنؑ اور حسینؑ سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا۔ نیز مرزا قادیانی نے لکھا کہ: ”بخدا اسے (حسینؑ کو) مجھ سے کچھ زیادتی نہیں اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں۔ پس تم دیکھ لو اور میں خدا کا کشتہ ہوں۔ لیکن تمہارا حسینؑ دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر

ہے۔“ (ضمیمہ نزول مسیح ص ۸۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳) اس سے آگے شیعہ کو مخاطب کر کے مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ”تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا ورد صرف حسینؑ ہے۔ کیا تو انکار کرتا ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔“

(ضمیمہ نزول مسیح ص ۸۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳)

مرزائی دوستو! سنتے ہو تمہارا نبی مرزا قادیانی، امام حسینؑ فرزند رسول کریم ﷺ جو قطعی جنتی اور اپنے ہم عمر جنتیوں کا سردار ہے، کی نسبت کیا عقیدہ ظاہر فرما رہے ہیں کہ ان کے نام مبارک کو گوہ کا ڈھیر قرار دیا ہے۔ کس منہ سے تم کہتے ہو کہ مرزا قادیانی حضرت محمد ﷺ کا تابعدار اور غلام ہے۔ مسلمان بھائیو! ایسے شخص سے کوسوں دور رہنا، ایسا نہ ہو کہ اپنا ایمان و اسلام ا کارت کر بیٹھو۔

مرزا قادیانی کرشن مہاراج کا ڈپٹی آتھم عیسائی کے متعلق ارشاد

۴۶..... یہ بیان مرزاجی کرشن مہاراج نے ۵/جون ۱۸۹۳ء کو امرتسر میں عیسائیوں

کے مباحثہ کے خاتمہ پر اپنے مد مقابل ڈپٹی آتھم کی نسبت شائع کیا۔ فرماتے ہیں۔ ”اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمد آجھوٹ کو اختیار کر رہا ہے۔ وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ (جنم) میں گرایا جاوے گا۔ میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی۔ یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے۔ وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ روسیہ (یعنی منہ کالا) کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے۔ مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔ اب اس سے زیادہ میں کیا لکھ سکتا ہوں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ہی فیصلہ کر دیا ہے۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعینوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔“ (جنگ مقدس ص ۲۹۲، خزائن ج ۶ ص ۲۹۳)

(حقیقت الوحی ص ۱۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۳ حاشیہ) میں فرماتے ہیں۔ ”عبداللہ آتھم

کی نسبت بھی موت کی پیش گوئی تھی۔“ نیز مرزا قادیانی کرشن مہاراج (تمہ حقیقت الوحی ص ۱۱۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۱) میں اقرار کرتے ہیں کہ: ”آتھم اپنی میعاد میں نہیں مرا۔“ قادیانی دوستو! ان الفاظ کو دیکھ کر آپ مرزا قادیانی کرشن مہاراج کو جھوٹا کہنے میں تامل کرو گے۔ کہو مرزا قادیانی کرشن مہاراج کی جے۔

۴۷..... مرزا قادیانی کرشن مہاراج فرماتے ہیں۔ ”قرآن نے میرا نام ذوالقرنین رکھا ہے۔“ (تذکرۃ الشہادتیں ص ۱۱۷، خزائن ج ۲۰ ص ۱۲۵)

مرزائی دوستو! ایسی آیت قرآن کریم میں دیکھاؤ۔ منہ مانگا انعام پاؤ۔ ورنہ کہو یا جھوٹ تیری ہے۔

۴۸..... مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ ”خدا نے مجھ کو آسمان سے اتارا ہے۔“ (تذکرۃ الشہادتیں ص ۱۱۷، خزائن ج ۲۰ ص ۱۲۵)

ڈبل جھوٹ ہے۔ مرزا قادیانی تو غلام مرتضیٰ کی پشت سے قادیان میں پیدا ہو کر بڑے ہوئے جو کوئی مرزا قادیانی کا آسمان سے اترنا ثابت کرے۔ مبلغ پچیس روپے انعام پاوے۔ مرزا قادیانی کے خیال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا محالات میں سے ہے۔ مگر خود بدولت اترتے ہیں۔ ”تلك اذا قسمة ضیضی“ یہ بہت بڑی تقسیم ہے۔

مرزائی دوستو! اب بھی عیسیٰ کے نزول من السماء کا انکار کرو گے؟

۴۹..... مرزا قادیانی کرشن مہاراج فرماتے ہیں کہ خدا مجھے کہتا ہے۔ ”لولاك لما خلقت الافلاك“ (حقیقت الوحی ص ۹۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۲)

یہ حدیث حضرت رسول ﷺ کی شان میں بیان کرتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ یہ میرے شان میں ہے اس کا معنی ہے خدا فرماتا ہے۔ اے مرزا اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ مرزا قادیانی خدا کے محبوب تو بڑے تھے۔ مگر محمدی بیگم کے وصال سے خدا نے انہیں محروم ہی رکھا۔ یہ ہے قادیانی نبوت کی شان۔

۵۰..... مرزا قادیانی کرشن مہاراج فرماتے ہیں۔ ”اب یہ لوگ دیکھتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ میں بڑی سرگرمی سے ریل تیار ہو رہی ہے اور اونٹوں کے بیکار ہونے کا وقت آ گیا ہے۔“ (ضمیمہ تحفہ کوٹڑویہ ص ۸، خزائن ج ۱۷ ص ۴۹)

مرزا قادیانی کا یہ فرمان بھی جھوٹا نکلا۔ آج بیالیس سال ہو گئے ہیں کہ مدینہ اور مکہ کے درمیان کوئی ریل تیار نہیں ہوئی اور اونٹ بیکار نہیں ہوئے۔ بلکہ بہ نسبت پہلے کے اونٹوں کی دوگنا قیمت ہے۔ یہ ہے قادیانی نبوت کے برکات اور صداقت۔

۵۱..... مرزا قادیانی کرشن مہاراج نے اپریل ۱۹۰۷ء کو مولانا ثناء اللہ شیر پنجاب فاضل امرتسری کی نبوت ایک پیش گوئی بطریق دعاشائع کی تھی۔ جس کی سرخی ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

اس اشتہار میں مولانا ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کر کے اور ان کی تحریرات متعلق ابطال و تردید مرزائیت کا شکوہ و شکایت کرتے ہوئے مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ ”اگر میں ایسا کذاب، مفتری اور جھوٹا ہوں۔ جیسا کہ آپ ہر ایک پرچہ میں یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸) اشتہار مذکور کے اخیر میں لکھتے ہیں۔ ”یا اللہ میں تیری جناب میں ملتی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے۔“ اتنی ملخصاً! (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۹)

یہ دعاء مرزا قادیانی کی قبول ہوگئی کہ مولانا ثناء اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطول حیات کی زندگی میں مرکر نہ صرف اپنے کذب کا بلکہ اپنے مشن کے ہی کاذب ہونے کا فیصلہ کر گئے۔ پس مرزا قادیانی حسب اقرار خود مفسد، کذاب اور مفتری ثابت ہوئے اور دنیا کو مرزا قادیانی کی حقیقت معلوم ہوگئی۔

لکھا تھا کاذب مرے گا پشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

برادران اسلام! یہ مرزا قادیانی کے بطور نمونہ چند کذبات و افتراءت ہیں جو اس مختصر سے رسالے میں درج کئے گئے ہیں۔ اگر اس کے تصنیفات کو دیکھا جائے اور جملہ کذبات کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔ پس ان چند ہی پیش گوئیوں سے معلوم ہو گیا کہ مرزا قادیانی ہرگز نبی نہیں تھے۔ ان کے سب دعوے اور پیش گوئیاں محض دکانداری اور ابلہ فریبی کا ایک سلسلہ تھا۔ جو اس نے اپنی مطلب برآری کے لئے بافت کی ہیں۔ جو شخص اتنے کذبات تصنیف کرے نبی تو بجائے خود، صحیح معنوں میں مسلمان بھی نہیں ہو سکتا۔

قادیانی دوستو! اگر تم کو مرزا قادیانی کی کچھ بھی پاس خاطر ہے تو ان پچاس جھوٹوں کو جو اس رسالہ میں درج ہوئے ہیں، غلط ثابت کر دو۔ ورنہ حسب فرمان مرزا قادیانی ”جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔“ (ضمیمہ تحفہ گوڑ ویہ ص ۱۳، خزائن ج ۷ ص ۵۶) ان کو مرتدین کی فہرست میں کیوں نہ داخل کیا جاوے؟

وما علینا الا البلاغ

خادم الاسلام: ابو الحریز عبدالعزیز ملتانی!

شعبان ۱۳۴۹ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
سید احمد علی شاہی صاحب مدظلہ العالی نے لکھی ہے

پنجابی مسیح موعود

ایک سرسری نظر

فصح احمد بہاریؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

پہلے مجھے پڑھئے

اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب کبھی کوئی تبلیغی ٹریکٹ تردید مرزائیت کے سلسلہ میں شائع ہوا تو مرزائی حضرات یہ اعتراض ضرور کرتے ہیں کہ ہمارے آقا یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کی شان میں مصنف نے بہت کچھ سخت و ست الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جیسے کذاب، دجال، دائرہ اسلام سے خارج، مرقی، مفتری علی اللہ، خط الحواس وغیرہ وغیرہ۔ یوں تو ہر ایک الزام اور افتراء پر جو مرزائی حضرات کی جانب سے تراشے جاتے ہیں۔ الگ الگ بحث کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس ٹریکٹ میں ان کے افتراء اور بہتان کی طرف توجہ ضروری غیث ہوں۔ کیونکہ ایک مسلمان بالخصوص مبلغ کی طرف بدزبانی اور بیہودہ الفاظ کی نسبت کرنے سے زیادہ میں کسی اور چیز کو برا نہیں غیث ہوں۔

حضرات! باادب گزارش ہے کہ بیشک مذکورہ بالا الفاظ کا استعمال بلا ضرورت اور بلا دلیل برا ہے۔ مگر جب ان الفاظ کا محل استعمال صحیح ہو تو پھر یہ قابل اعتراض نہیں رہتے۔ میں دو ایک مثالیں دے کر اس عبارت کو اور بھی واضح کر دیتا ہوں۔ مثلاً حرام زادہ کو وقت ضرورت حرام زادہ کہنا یا لکھنا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ ہاں حلال زادہ کو حرام زادہ کہنا یہ بدزبانی ہے۔ یا پاگل کو بوقت ضرورت پاگل کہنا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔

جو شخص اپنے آپ کو مرض مرقا جیسے موذی مرض میں مبتلا لکھے۔ اس کو مرقا کہنا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ جو مرد خود لکھے کہ مجھے حیض آتا ہے۔ اس کے متعلق ایسا لکھنا گالی نہیں بلکہ واجب ہے۔ جو شخص دوسروں کو دھوکہ دے اس کو دجال (دھوکہ دینے والا) کہنا گالی نہیں بلکہ اظہار حق ہے۔ جو شخص مسک وں دفعہ جھوٹ بول چکا ہو اور لکھ چکا ہو جو اس صفحہ ہستی پر قیامت تک رہے گا۔ اس کو جھوٹا لکھنا یا کہنا بوقت ضرورت یا بلا ضرورت (عام مخلوق خدا کو بچانے کی خاطر) گالی نہیں بلکہ جائز اور واجب ہے۔

مرزائی دوستو! آپ کے نجات دہندہ (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بدزبانی کی ایک مختصر فہرست درج ذیل ہے۔ اس کو پڑھئے اور سمجھ لیجئے۔ جو حق دوسروں کی توہین اور بدزبانی کا مرزا قادیانی کو تھا۔ بالکل وہی حق اب دوسروں کو مرزا قادیانی کی توہین اور ان بدزبانوں کے جواب کا ہے۔ مرزا قادیانی کی زندگی میں لوگوں نے ان سے متعدد بار بدزبانی کا اعتراض کیا تھا۔

اس پر مرزا قادیانی نے جواب شائع کرایا۔ اس کو بھی آپ کی خاطر درج ذیل کر رہا ہوں۔ چنانچہ اصل الفاظ مرزا قادیانی کے یہ ہیں۔

”میں سچ کہتا ہوں جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی کہا جائے۔ بڑے دھوکہ کی بات یہ ہے کہ اکثر لوگ دشنام دہی اور بیان واقع کو ایک ہی صورت میں سمجھ لیتے ہیں اور ان دونوں مختلف مفہوموں میں فرق کرنا نہیں جانتے۔ ایسی ہر بات کو جو دراصل ایک واقعی امر کا اظہار ہو اور اپنے محل پر چسپاں ہو۔ محض اس کی کسی قدر مرآت (تلی) کی وجہ سے جو حق گوئی کے لئے لازم حال ہوا کرتی ہے۔ دشنام دہی تصور کر لیتے ہیں۔ حالانکہ دشنام اور سب و شتم فقط اس مفہوم کا نام ہے۔ خلاف واقع اور دروغ کے طور پر محض آزارسانی کی غرض سے استعمال کیا جائے۔ ہمارے علماء (جیسے مرزائی علماء) جو اس جگہ ”لا تسبوا الذین“ کی آیت پیش کیا کرتے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ اس آیت کو ہمارے مقصد اور مدعا سے کیا تعلق ہے۔ اس آیت میں تو دشنام دہی سے منع کیا گیا ہے۔ نہ یہ کہ اظہار حق سے روکا گیا ہے اور اگر نادان مخالف حق کی مرآت اور تلی کو دیکھ کر دشنام دہی کسی صورت میں اس کو سمجھ لیوے اور مشتعل ہو کر گالیاں دینی شروع کر دے تو کیا اس سے امر معروف کا دروازہ بند کر دینا چاہئے۔ سو جاننا چاہئے کہ جن مولویوں نے ایسا خیال کیا ہے۔ گویا عام طور پر ہر ایک سخت کلامی (مثلاً خنزیر، کتا، حرامزادہ، قزاق، بدذات، سور، کنجریوں کی اولاد، بے ایمان، نیم عیسائی، دجال کے ہرابی، ولد الحرام، رئیس الدجال وغیرہ یہ وہ الفاظ ہیں۔ جن کو مرزا قادیانی نے مسلمانوں اور علمائے اسلام کو مخاطب کر کے استعمال کئے۔ اگر کوئی مرزائی سننے کو تیار ہو۔ فصیح احمد بہاری، اہل پاکستان ایف فورس سے ملے اور یہ گوہر فشانہ مرزا قادیانی کی کتابوں سے دیکھے) خدا تعالیٰ منع فرماتا ہے۔ یہ ان کی اپنی سمجھ کا قصور ہے۔ ورنہ تلخ الفاظ جو اظہار حق کے لئے ہیں اور اپنے ساتھ اپنا ثبوت رکھتے ہیں۔ وہ ہر ایک مخالف کو صاف صاف سنا دینا جائز بلکہ واجبات وقت سے ہے اور سخت الفاظ کے استعمال میں ایک یہ بھی حکمت کہ خفتہ دل اس سے بیدار ہوتے ہیں۔“

(ازالہ اوہام طبع پنجم ص ۱۷، خزائن ج ۳ ص ۱۱۲)

حضرات اب مرزا قادیانی کی اپنی کتابوں کے حوالے پیش کرتا ہوں۔ جن میں مسلمان اور علماء اسلام کی تواضع کی ہے۔

.....۱ مولانا سعد اللہ خان لدھیانوی کے حق میں کنجری کا بیٹا، بد بخت، دین

فروش، شیطان فطرت، ملعون، خبیث، منحوس وغیرہ۔

- ۲..... مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کے حق میں ابو جہل، کفن چور، کتا، ابن جواد وغیرہ۔
 (انجام آقہم، خزائن ج ۱ ص ۳۴۰)
- ۳..... مولانا محمد حسین بٹالوی کے حق میں۔ فرعون، بد بخت، دین فروش، پلید، بے حیا، سفلہ وغیرہ۔

۴..... حضرت مولانا پیر طریقت قبلہ مہر علی شاہ صاحب مسند آرائے گولڑہ شریف کے حق میں بے حیا کا منہ ایک ہی ساعت میں سیاہ ہو جاتا۔ یہ گوہ کھاتا ہے۔ اے جاہل، بے حیا، خبیث طبع، نجاست پیر کے منہ میں کھائی، کذاب، بچھو کی طرح نیش زن، اے گولڑہ کی زمین تجھ پر خدا کی لعنت۔ تو ملعون کے ساتھ ملعون ہو گئی۔ تحفہ مصنفہ خزائن ج ۱۷ امرزا قادیانی کو ملاحظہ کیجئے۔

ناظرین! مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں میں بزرگوں کے حق میں گالیوں کا ایک سمندر لہریں مار رہا ہے۔ ایسے شخص کے امتی کو کیا حق حاصل ہے کہ دوسروں کی طرف بدزبانی کی نسبت کرے۔ صفحات کے حوالے قصداً نہیں لکھے گئے ہیں۔ جب کوئی مرزائی انکار کرے گا تو ہم ہر ایک بدزبانی کا حوالہ مع صفحہ کے بتانے کے ذمہ دار ہیں۔ بشرطیکہ وہ مرزائی ایسے شخص پر سو بار لعنت بھیجے جو باوجود نبی کا دعویٰ کرنے کے ایسے گندے جرم کا مرتکب ہو۔

حرف آخر! ہم ماشاء اللہ اس سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کی امت ہیں۔ جن کی زبان مبارک سے ساری عمر ایک بھی گندہ لفظ نہیں نکلا۔ لہذا ہم سے بدزبانی کی توقع ناممکن ہے۔ ہاں جو سخت الفاظ مرزائی حضرات کو گالیاں اور بدزبانی نظر آیا کرتے ہیں۔ وہ صرف ان کی فہم کا قصور ہے۔ اگر واقعی تلاش حق ہے تو میدان میں آؤ۔ مگر مجھے معلوم ہے کہ اس کی جرأت تمہیں نہیں ہو سکتی۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار تم سے
 یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں
 فصیح احمد بہاری! رائل پاکستان ایئر فورس پشاور

بسم الله الرحمن الرحيم!

حق پہ رہ ثابت قدم باطل کا شیدائی نہ بن
 تجھ کو کر ایمان ہے پیارا تو مرزائی نہ بن

مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا اجماعی و جمہوری مسئلہ ہے۔ آج تک آئمہ نے اس میں شک کیا۔ نہ مفسرین و محدثین نے۔ یہی وجہ ہے کہ شروع سے اب تک اسلام کے ہر فرقہ کا اس

مسئلہ پر اتفاق ہے۔ مگر صد آفرین مرزا قادیانی کی جسارت پر فرماتے ہیں۔ ”عیسیٰ وغیرہ تمام نبیوں کی وفات ایک لاکھ صحابہ نے مان لی۔“ (اربعین ص ۱۲، ۱۳، جزائن ج ۱ ص ۳۷۰)

یہ اتنا بڑا کذب اور افتراء ہے کہ لاکھ تو کیا دو صحابہ کے نام بھی سند کے ساتھ وہ پیش نہیں کر سکا۔ جو مرزا قادیانی کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر قائل ہوں۔

مرزا قادیانی کے دعویٰ کو تسلیم کر لینا بالکل ایسا ہی ہے۔ جیسا پنڈت راجندر دہلوی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرے اور وفات عیسیٰ کو استدلالاً پیش کرے اور اس کو خاموشی سے سن لیا جائے۔ ہاں ان دونوں میں فرق ہے تو صرف اتنا ہے کہ راجندر رکا فر تھا اور مرزا قادیانی منافق۔

قادیانی حضرات کی روشن دماغی کا لطیفہ سنئے۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ تو نبوت و رسالت اور الوہیت کا اور بحث کی جائے حیات و ممات عیسیٰ علیہ السلام پر۔

اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ مسئلہ حیات مسیح سے مرزا قادیانی کے دعویٰ کو کیا تعلق؟ آخر اس کے اختراع کی کون سی ضرورت لاحق ہوئی ہے؟ اس کا جواب چنداں دشوار نہیں اور نہایت ہی آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے کہ اس مسئلہ کو ان کے دعویٰ سے گویا زیادہ گہرا تعلق نہیں۔ مگر ان کے مصالح سے بہت ہی گہرا تعلق ہے۔ کم از کم اس قدر تو ضرور اور یقینی مفاد ہے کہ اس غیر متعلق بحث میں الجھ کر کذبات مرزا تک نوبت نہیں پہنچی۔ حالانکہ جاننے والے جانتے ہیں کہ سب سے پیشتر کذبات مرزا پر گفتگو ہونا چاہئے۔ تاکہ یہ معلوم ہو کہ وہ مخاطب کی بھی حیثیت رکھتے ہیں یا نہیں۔ اگر اس کسوٹی پر کھوٹے نکل گئے۔ جیسا کہ واقعہ ہے تو ہزار وفات عیسیٰ پر بحث کی جائے۔ مرزا قادیانی کی ذات شریف کو کچھ فائدہ نہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی محدث، مسیح موعود، کرشن یسوع مسیح، محمد، احمد سب کچھ ہوئے۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ دعویٰ سب انسانی درجہ کے ہیں اور مرزا قادیانی کا مرتبہ ”میرا تخت سب تختوں سے اوپر بچھایا گیا۔“ (حقیقت الوحی ص ۸۹، جزائن ج ۲۲ ص ۹۲) ان دعویٰ سے اونچا اور اعلیٰ ہے۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ ”اے غلام احمد! اب تیرا مرتبہ یہ ہے کہ جس چیز کا تو ارادہ کرے گا اور صرف یہ کہہ دے کہ ہو جا، وہ چیز اسی وقت ہو جاتی ہے۔“

(اخبار بدر ۲۳ فروری ۱۹۰۵ء)

اور الہام عربی یہ ہیں: ”انما امرک اذا اردت شیئاً ان یقول لہ کن فیکون“ یعنی تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے۔ وہ تیرے ارادہ سے فوراً ہو جاتی ہے۔

(حقیقت الوحی ص ۷۵، جزائن ج ۲۲ ص ۱۰۸)

ناظرین! کیا یہ کم مرتبہ ہے؟ لیکن ایسے الہاموں سے مرزا قادیانی کو کب تسلی ہونے لگی۔ وہ اپنے خدا سے روٹھ گئے اور کہنے لگے جب تک کہ تو مجھے اپنی فرزندگی میں نہ قبول کرے میں نہیں ماننے کا۔ چنانچہ الہام ہوا: ”انت منی بمنزلة ولدی“ یعنی اے مرزا تو میرے بیٹے کی جگہ ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

”انت من ماء ناوہم من فشل“ یعنی اے میرے بیٹے غلام احمد تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی سے۔ (اربعین نمبر ص ۳۳، خزائن ج ۱ ص ۴۳۳)

اب مرزا قادیانی کو روپیہ میں سے آٹھ آنے بھر تسلی ہے۔ لیکن چند روز بعد پھر اپنے خدا سے روٹھ گئے اور لگے منہ بگاڑ کر کہنے۔ ”میں نے تجھ پر تھوڑا احسان کیا ہے کہ ایک دفعہ میں عورت بن گیا اور تجھ سے ہمبستری بھی ہوئی اور تو نے فقط بیٹا بنا دیا۔ لہذا اب میں جب تک تیرا باپ نہ بنوں دم نہیں لینے کا۔“ (معاذ اللہ) (دیکھو قادیانی رسالہ نمبر ۳۴ موسم بہ اسلامی قربانی)

مرزا قادیانی کے خدا نے بھی سوچا کہ یہ فرعون کی صفت اب تو باغی ہو رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ باغی کہیں ”کن فیکون“ والا حربہ استعمال کر بیٹھے اور میری خدائی ہی کو درہم برہم کر دے۔ اس لئے پہلے تو مرزا قادیانی کے خدا نے مرزا قادیانی کو ڈانٹ پلائی اور طرح طرح کی دھمکیوں سے کام نکالنا چاہا اور آتش و طاعون وغیرہ سے ڈرایا۔ مگر مرزا قادیانی ایسی گیدڑ بھکیوں سے کب ڈرنے والے تھے۔ آپ نے بھی اپنے خدا کو چیلنج دیا کہ سن: ”آگ سے ہمیں مت ڈرا۔ آگ تو ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔“

یہ نوٹس دیکھ کر مرزا قادیانی کے خدا کا بھی ماتھا ٹھنکا اور فوراً مرزا قادیانی سے صلح کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا اور کہا کہ جو شرط آپ پیش کریں ہمیں منظور ہے۔

مرزا قادیانی نے کہا صلح اس شرط پر ہو سکتی ہے کہ تو نے مجھے اپنے نطفہ سے پیدا کر کے دنیا میں بہت ہی ذلیل کیا۔ اس لئے جب تک تو بھی میرے نطفہ سے پیدا ہونے کا اقرار نہ کرے میں نہیں ماننے کا۔ مثل مشہور ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا۔ اس کے خدا نے یہ شرط قبول کر لی اور جناب ٹیچی صاحب بہادر قادیانی نے صلح نامہ پیش کر دیا۔ جس میں یہ الفاظ تھے۔ ”انت منی وانا منک“ یعنی اے میرے بیٹے غلام احمد تو مجھ سے ظاہر ہو اور میں تجھ سے۔

(حقیقت الوحی ص ۷۴، خزائن ج ۲۲ ص ۷۷، دافع البلاء ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷)

مطلب صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی اپنے خدا کا باپ اور مرزا قادیانی کا خدا

مرزا قادیانی کا باپ۔ اب مرزا قادیانی کو تسلی تو ہوئی۔ مگر سولہ آنے بھر نہیں۔ اب فکر یہ ہوئی کہ اپنے خدا کو بھی مرزائی بنا کر چھوڑوں۔ تب کہیں کام بنے۔ کہنے لگے مجھے تیرے وعدوں پر اعتبار نہیں آتا۔ کیونکہ منکوحوہ آسانی کا میرے نکاح میں آنا اور اس کے شوہر سلطان محمد کے مرنے کا وعدہ جو چوبیس سال سے کم از کم پچیس دفعہ تو نے کیا اور تیری بات پر لگ کر میں برابر اعلان پر اعلان کرتا رہا۔ جو ہماری رسوائی کا خاص باعث ہوا اور دنیا والوں نے میرا خوب جی بھر کر مذاق اڑایا۔ اس لئے جب تک تو مرزائی نہ بن جائے اور میری بیعت نہ کر لے مجھے تیری باتوں پر اعتبار نہیں۔ اس کے خدا نے بھی سوچا کہ مجھے ایسے کن فیکونی سے پالا پڑا ہے کہ ”نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن“ چنانچہ خدا مرزا قادیانی کی بیعت اور سلسلہ قادیانیت میں داخل ہو گیا اور مرزا قادیانی نے نہایت عجلت کے ساتھ اعلان کر دیا کہ: ”مجھ سے میرے رب نے بیعت کی۔“

(دافع البلاء ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷)

بھلا مرزا قادیانی جب معاذ اللہ خدا کے باپ ٹھہرے تو بیٹے کی کیا شامت آئی تھی جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ ہوتا؟ یہ حساب تو اس طرح ہوا۔
ادھر قادیانی بھائی نے دیکھا کہ میدان صاف ہے اور بیوقوفوں کی دنیا میں کمی نہیں تو جناب والا کو خدا بننے کا شوق اٹھا۔ چنانچہ ۱۸۹۳ء میں فقرہ فرعونی ”انار بکم الاعلیٰ“ کا بھی اعلان کر دیا اور فرمانے لگے۔

”رایتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت اننی هو“ یعنی میں نے خواب میں دیکھا کہ ہو بہو اللہ ہوں اور یقین کر لیا کہ ہاں میں خدا ہوں۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴، خزائن ج ۵ ص ۵۶۴)

اب جب کہ مرزا قادیانی خدا بن گئے اور یقین بھی ہو گیا کہ ہاں واقعی خدا ہوں تو اس وقت مرزا قادیانی کو خیال آیا کہ ممکن ہے پہلے خدا نے قرآن مجید میں کچھ غلطی کی ہو تو اسے درست کر دینا چاہئے۔ چنانچہ قرآن شریف کے ہر ایک فقرے کا عمیق نظر سے مطالعہ کیا گیا۔ نتیجے کے طور پر زیادہ تو نہیں صرف دو ایک غلطیاں قرآن پاک کی مرزا قادیانی نے پکڑ ہی ڈالیں۔ کیونکہ گلاب شاہ مجذوب نے بھی کہا تھا کہ: ”عیسیٰ (مرزا قادیانی) اب جوان ہو گیا ہے اور لدھیانہ میں آ کر قرآن کی غلطیاں نکالے گا۔“

(ازالہ ادہام ص ۷۰۸، خزائن ج ۳ ص ۴۸۲)

چنانچہ اس مجذوب کے کہنے کے بموجب مرزا قادیانی نے اللہ کی غلطی پکڑ لی کہ

اللہ تعالیٰ انسانی گرامر (قواعد) صرف و نحو سے بالکل ناواقف ہے۔ اصل الفاظ مرزا قادیانی کے یہ ہیں۔ ”یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض جگہ انسانی گرامر یعنی صرف و نحو کے ماتحت نہیں چلتا۔ اس کی نظیریں قرآن میں بہت پائی جاتی ہیں۔ مثلاً یہ آیت ”ان هذان الساحران“ انسانی نحو کی رو سے ”ان هذین“ چاہئے۔“ (حقیقت الوحی ص ۳۰۴، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۷)

دوستو! آپ تو مرزا قادیانی کو جو کچھ سمجھتے ہیں۔ سمجھئے! لیکن مجھ سے دریافت کرو تو میں ایسے ملعون کو ایک صحیح الحواس کا فر بھی تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوں۔ وہ کیوں؟ سنئے! اس لئے کہ جب مرزا قادیانی نے خدا تعالیٰ کی غلطی پکڑی تو اپنا قرآن اس طرح تصنیف کرنا شروع کر دیا اور اللہ تعالیٰ پر یوں افتراء کرتا ہے۔

”میرا آنا خدا کے جلال کے ظہور کا وقت ہے اور میرے وقت میں فرشتوں اور شیاطین کی آخری جنگ ہے اور خدا اس وقت وہ نشان دکھلائے گا جو اس نے کبھی دکھائے نہیں۔ گویا خدا زمین پر خود اتر آئے گا۔ جیسا کہ وہ (خدا تعالیٰ) فرماتا ہے۔ ”یوم یأتی ربك فی ظلل من الغمام“ یعنی اس دن بادلوں میں تیرا خدا اتر آئے گا۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۵۴، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۸)

اے دجال اکبر کے مریدو! یہ آیت ”یوم یأتی ربك فی ظلل من الغمام“ قرآن مجید کے کس پارہ میں ہے۔ میں تو یہاں چیلنج دیتا ہوں کہ کم از کم کوئی مرزائی مرزا غلام احمد قادیانی کے کسی الہام سے ڈھونڈ کر بتلائے کہ یہ کون سا الہام ہے اور کب مرزا قادیانی پر نازل ہوا۔ میرے بہکے ہوئے دوستو یاد رکھو۔ قیامت تک یہ آیت مرزائی قرآن میں دکھلانے سے قاصر رہیں گے۔ تمہارے نبی نے خدا پر سراسر افتراء کیا۔ اس آیت کی حقیقت صرف اس کے سوا کچھ نہیں کہ یہ مرزا قادیانی کے نفس کی ایجاد ہے۔ اس لئے میں تو یہی کہوں گا جو کہ مرزا قادیانی نے (حقیقت الوحی ص ۱۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷) پر کہا ہے۔ ”خدا پر افتراء کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر ہے۔“

مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ پر افتراء

حضرات! اس خاک ہند سے صد ہا علماء خاندان، ہزاروں صاحب فضل و کمال پیدا ہوئے۔ لیکن یاس کی آخری ساعت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت دہلی پر سایہ فگن ہوئی اور انتخاب قدرت نے حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحبؒ کے گھر میں استاذ الہند حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کو پیدا کیا۔ اس سے پہلے بھی علم کی گھٹائیں چھائیں، گرجتیں برستیں۔ پھر آسمان کھل گیا۔ مگر خدا نے اس اسم بامستی ولی ذات کی معرفت علم کا ابر نازل فرمایا۔ وہ صرف ہند

بلکہ بیرون ہند بھی عالم اسلام کو سیراب و شاداب اب تک کر رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک کرتا رہے گا۔

دوستو! یہ تو تھی ہماری کہانی۔ اب ذرا کذاب قادیانی کی لن ترانی بھی ملاحظہ ہو۔ دعویٰ مسیح موعود کے بعد مرزا قادیانی نے جھٹ ایک افتراء حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ پر بھی جڑ دیا۔ مقصد اس افتراء کا صرف اس قدر تھا کہ مخلوق خدا حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا نام سن کر دھوکہ میں آئے اور مرزا قادیانی کی مسیحیت کے قائل ہو جائیں۔ چنانچہ کذاب مرزا لکھتا ہے۔ ”یہ وقت انجیل اور احادیث کے ارشادات کے مطابق وہی وقت ہے جس میں مسیح اترنا چاہئے۔ اسی وجہ سے سلف صالحین میں سے بہت سے صاحب مکاشفات مسیح کے آنے کا وقت چودھویں صدی کا شروع سال بتا گئے ہیں۔ چنانچہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہ کی بھی یہی رائے ہے کہ چودھویں صدی کے شروع سال ہی میں یعنی ۱۳۰۱ھ میں مسیح ابن مریم اتریں گے۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۹)

اگر مرزا قادیانی زندہ ہوتے تو سن لیتے۔ ورنہ اے مرتدو تم بھی بتاؤ کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے کس کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چودھویں صدی کے شروع سال میں اتریں گے۔ اگر کوئی مرزائی شاہ صاحبؒ کے یہ الفاظ ان کی کسی کتاب سے دکھلا دے تو میں آج تک تاریخ سے جو (۱۲ دسمبر ۱۹۵۰ء ہے) تردید، مرزائیت کا کام ترک کر دوں گا۔ ورنہ اے میرے بھولے بھالے عزیزو! اپنے دیانتدار کا حال دیکھو اور اب بھی راہ راست پر آ جاؤ۔ یہ خوب ذہن نشین کر لو کہ اگر تم جیسے باطل پرست لوگ دنیا میں نبی برحق پر پردہ ڈالنے والے زندہ ہیں تو اسلام میں اس پردہ کو پڑھ پڑھ کر کے مرزائی ایمان کی نگلی تصویر بھی پیش کرنے والے سر شکن گرز آہنی لئے موجود ہیں۔

واہ رے قادیانی! دنیا بھر کی مشینوں میں کبھی نہ کبھی تعطیل ہو جاتی ہے۔ مگر قربان جانیئے تیری فن دروغ کی مشین پر کہ اس میں کبھی ناغہ نہیں۔

جناب شیر خدا مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ فرمایا حبیب خدا نبی الانبیاء خاتم الرسل سرور کل احمد مجتبیٰ ﷺ نے، قریب ہے کہ آئے گا لوگوں پر ایک زمانہ نہیں باقی رہے گا اسلام سے مگر نام اور باقی رہے گا۔ قرآن مگر رسم اس کی۔

(مکملہ کتاب العلم)

مراد باقی رہنے قرآن سے تجوید حروف اور پڑھنا لفظوں کا ہے۔ بغیر سمجھے معنی کے۔ یہ تو تھا آنحضرت ﷺ کا فرمان اب ذرا کرشن قادیانی کی بھی سن لیجئے! اپنی مایہ ناز تصنیف میں بڑے شدد و مد سے بکواس کرتے ہیں کہ: ”پس اس حکیم و عظیم کا قرآن کریم میں یہ بیان فرمانا کہ ۱۸۵۷ء میں میرا کلام آسمان پراٹھایا جائے گا۔ یہی معنی رکھتا ہے کہ مسلمان اس پر عمل نہیں کریں گے۔“

(ازالہ اوہام ص ۲۵، خزائن ج ۳ ص ۴۷۹)

مرزا نیو! خدا نے کہاں فرمایا ہے کہ ۱۸۵۷ء میں میرا کلام آسمان پراٹھایا جائے گا۔ ہے کوئی مرزائی جو مرزا قادیانی کو اس جھوٹ کی تہمت سے بچائے۔

میاں امت کے حال پر رحم کھاؤ اور وہ راہیں مت ایجاد کرو جس سے صادق اور کاذب کا رہا سہا فرق بھی اٹھ جائے۔ اگر ایسے کاذب اور مفتری علی اللہ بھی صادقوں کی فہرست میں آگئے تو پھر اے مرزا نیو! تم ہی بتاؤ کہ اس کے بعد امت کے ہاتھ کون سا ذریعہ صادقین کی شناخت کا باقی رہ جائے گا۔ جس سے کہ صادق اور کاذب کا فرق معلوم ہو سکے گا؟

غلام احمد دعویٰ مجددیت ۱۸۸۴ء میں کرتے ہیں اور ۱۸۹۰ء تک مجدد ہی بنے رہتے ہیں اور اس دعویٰ کے بعد آٹھ دس سال تک مرزا قادیانی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہی اعتقاد تھا کہ وہ زندہ موجود ہیں اور دوبارہ آسمان سے اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ چنانچہ اصل الفاظ مرزا قادیانی کے یہ ہیں: ”هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی السدین کلہہ“ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ کا دین اسلام کو وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح علیہ السلام کے ذریعہ ظہور میں آئے گا اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقعات میں پھیل جائے گا۔“

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۴۹۸، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

دوستو! یہ عبارت مرزا قادیانی کی ہے اور اس سے تین باتیں صاف صاف ظاہر ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آسمان سے اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ تیسرے یہ کہ ان کے آنے سے تمام دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی مرزا قادیانی نے صاف لکھا ہے کہ وہ

زندہ ہیں اور اب تک وفات نہیں پائی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات کے متعلق مرزا قادیانی کے الفاظ یہ ہیں۔

”یہ وہی مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن شریف میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ آسمان میں زندہ موجود ہے۔“ ولم یمت ولیس من المیتین ”وہ مردوں میں سے نہیں۔“ (نور الحق حصہ اول ص ۵۰، خزائن ج ۸ ص ۶۸)

مرزائی دوستو! دیکھتے ہو اپنے نبی کی بھول بھلیں تم کو کیسے چکر میں ڈال رکھا ہے۔ تم لوگ تو وفات عیسیٰ علیہ السلام کو لئے پھرتے ہو۔ اب بتاؤ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کیسے ثابت کرو گے اور اگر وفات موسیٰ علیہ السلام ثابت بھی کر دو (جو درست ہے) تو ادھر مرزا قادیانی ڈبل جھوٹے ثابت ہو رہے ہیں اور وہی مضمون یہاں صادق آتا ہے کہ مارو کھینچا پھوٹے آنکھ۔ قصہ مختصر یہ کہ مرزا قادیانی لگا تار اٹھارہ برس کی طویل مدت تک اس عقیدہ پر ڈٹے رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور دوبارہ اس دنیا میں آسمان سے تشریف لائیں گے اور بقول مرزا قادیانی، جیسے مرزائی ہمیں اس وقت کافر کہہ رہے ہیں۔ خود مرزا قادیانی ڈبل کافر تھے اور مزہ یہ کہ مرزا قادیانی اپنے مرزائی قرآن (حقیقت الوحی ص ۱۹۹) پر فرماتے ہیں کہ دعویٰ مجددیت سے دس پندرہ سال پیشتر ہی خداوند تعالیٰ باتیں بھی کیا کرتا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ مرزا قادیانی کے خدا کو یہ بتانا یاد نہ رہا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور ان کی حیات کا عقیدہ رکھنا سراسر شرک ہے اور تم اس وقت مشرکوں کی زندگی بسر کر رہے ہو۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی عرصہ دراز تک یعنی دعویٰ مجددیت کے بعد بھی مشرک رہے ہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کو خود اقرار ہے اور اپنی تصنیف لطیف میں متعدد بار انہوں نے لکھا ہے۔ مسلمانوں میں ایک گروہ حیات مسیح کا قائل تھا۔ اس لئے میں بھی عرصہ دراز تک اس عقیدہ پر جمار ہا۔

دوستو! مذہب اسلام کا یہ پہلا (برعم خود) مجدد ہے جو اپنے آپ کو یہ کہہ رہا ہے کہ باوجود مجدد ہونے کے میں عرصہ تک مشرک رہا۔ حالانکہ مجدد کا کام ہے بلکہ فرض اولین ہے کہ دین سے مشرک نہ عقائد کو دور کرے اور صحیح عقائد لوگوں کو بتلائے۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی برعکس ہے اور یہ کیوں؟ (بقول حالی) اس لئے کہ۔

ہیں مردود استاد و شاگرد دونوں

ممکن ہے کہ مرزائی حضرات کو یہ خیال ہو کہ دعویٰ مجددیت سے پہلے مرزا قادیانی سے

خدا نے بات نہیں کی ہو۔ اس لئے صرف ان کی خاطر اصل الفاظ مرزا قادیانی کے نقل کئے دیتا ہوں۔ ”ٹھیک بارہ سو نوے ہجری میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز (مرزا قادیانی) شرف مکالمہ و مخاطبہ پا چکا تھا۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۹۹، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۸)

مرزا قادیانی نے دعویٰ مجددیت کا ۱۳۰۸ھ میں کیا ہے۔ فرق صاف معلوم ہے۔
حضرات! اب مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیح موعود کی دلیل میں ایک دلچسپ حدیث سن لیجئے اور وہ بھی مرزا قادیانی کے خود کے الفاظ ہیں۔ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھنا چاہتا۔
مرزا قادیانی اپنے مسیح موعود ہونے کی صداقت کے ثبوت میں ایک حدیث پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ”حدیث سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود اپنے دعویٰ کے بعد چالیس برس تک دنیا میں رہے گا۔“ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۲۷، خزائن ج ۱۷ ص ۳۱۱)

مرزائی حضرات کو معلوم ہے کہ مرزا قادیانی نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا اعلان اور اس دعویٰ کے سلسلے میں سب سے پہلے جو کتاب لکھی وہ ”فتح اسلام“ تھی اور ۱۸۹۱ء میں چھپی۔ جس کے سرورق سے یہ سن نقل کر رہا ہوں اور دوسری کتاب ”ازالہ اوہام“ طبع کرایا۔ اس پر بھی ۱۲۰۸ھ مطابق ۱۸۹۱ء لکھا ہے۔ اگر کسی مرزائی کو شک ہو تو کتاب مذکورہ بالا کا سرورق دیکھ لے۔ حدیث کے مطابق مرزا قادیانی کو اپنے دعویٰ کے بعد چالیس سال تک زندہ رہنا چاہئے تھا۔ مگر افسوس صرف سترہ سال تک اس جہان فانی میں رہ کر خاک میں مل گئے اور وہ بھی ہیضہ جیسے موذی مرض میں مبتلا ہو کر..... کیوں؟ اس لئے کہ جھوٹے مسیح تھے۔

مرزائیو! اگر مسلمان نہ بنو تو مت بنو۔ لیکن خدا کے واسطے اتنا تو کہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا تھا، دجال تھا، مفتری تھا۔

یہ تو مرزا قادیانی کو مسلم ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نازل ہونے کی بابت قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ مسیح موعود کا نام عیسیٰ علیہ السلام اور اس کی والدہ کا نام مریم صدیقہ، خاندان سادات، اس کا منصب نبوت سابقہ اور رنگ سرخ سفیدی ملا ہوا، کام کسر صلیب، قتل دجال، جائے نزول دمشق، اس کی اولاد ایک لڑکا، ازواج ایک بیوی۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)

اس کے دنیا میں رہنے کا زمانہ ۲۵ سال اور یہاں تک کہ جائے دفن مدینہ منسورہ خود اپنے مقبرے کے اندر فرما دیا۔

اب ذرا مرزا غلام احمد قادیانی پر نظر ڈالئے کہ کون کہہ رہا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ نام پوچھو تو غلام احمد، عرف سندھی، باپ کا نام معلوم کرو تو غلام مرتضیٰ، ماں کا نام دریافت کرو تو چراغ بی بی۔ ذات کے مغل بھی ہیں۔ لطف یہ کہ آپ فرماتے ہیں میں فارسی الاصل ہوں۔ چینی الاصل ہوں اور سندھی بھی ہوں۔

ناظرین! آپ حضرات حیران ہوں گے کہ ایک شخص تین اقوام سے کس طرح وجود میں آیا؟ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ کوئی نرالی بات نہیں۔ یہ تو مرزا قادیانی کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ کیونکہ جو شخص باوجود انسان ہونے کے اپنے آپ کو خدا یقین کر سکتا ہے تو اس کے لئے بیک وقت تین اقوام کا فرد خیال کر لینا کون سی حیرت کی بات ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ دیدہ دانستہ نسبت بدلنے والے کی چالیس روز تک نماز قبول نہیں ہوتی۔ مگر مرزا قادیانی کو اس حدیث کی کیا پرواہ۔ ماشاء اللہ خدا سے کافی بے تکلفی تھی۔ سب سے بڑا اور زبردست طرفہ یہ کہ خدا کی بیوی ہونے کا شرف حاصل۔ اگر آپ دریافت کرنے کی جرأت کریں کہ جناب سید کیسے بن گئے؟ آپ نے تو اپنی کتابوں میں کئی جگہ لکھا ہے کہ میری ذات مغل ہے تو فوراً جواب موجود ہے کہ بھئی ”ہمارے خاندان کی بعض دادیاں اور نانیاں سید خاندان کی تھیں۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۲، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۶)

منصب پوچھو تو پہلے سیالکوٹ پکھری کے محرر، پھر رئیس قادیان پھر مولوی، پھر مجدد، پھر محدث، پھر نبی بروزی، پھر تشریحی نبی، پھر اللہ کے بیٹے، پھر اللہ کے باوا، پھر ایک موقع پر اللہ کی بیوی، پھر خواب میں خود ہی خدا بن گئے۔ شکل و صورت پر نظر ڈالو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دور کی بھی مشابہت نہیں۔ فوٹو جناب کا دیکھیں تو ترچھی نگاہ سے ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے کوئی منکو حہ آسمانی کی تاک میں کھڑا ہے۔ رنگ ملاحظہ کرو تو زرد۔ (ازالہ اوہام ص ۴۴، خزائن ج ۳ ص ۱۲۵)

اور افعال یہ ہیں کہ بجائے اسلام پھیلانے کے اسلام کی جڑ کاٹنے کی ہر ممکن کوشش، اقوال یہ ہیں کہ بہتان طرازی و دشنام گوئی و مغالطہ دہی کا ایک سمندر لہریں مار رہا ہے۔ جائے نزول ہے تو قادیان، اولاد ہے تو کئی ایک، ازواج ہیں تو متعدد، دنیا میں رہنے کی مدت دیکھو تو ۶۹ سال باقی رہ گئی۔ جائے دفن تو مہربانی فرما کر تھوڑی تکلیف کریں اور دجال کے گدھے (بقول مرزا ریل) پر سوار ہو کر قادیان چلے جائیں۔ وہاں مشہور ”بہشتی مقبرہ“ کے سنگ مزار پر بقلم آہنی بصورت جلی ملے گا۔

کوئی مجھ پہ شمع جلائے کیوں کوئی مجھ پہ آنسو بہائے کیوں
کوئی مجھ پہ پھول چڑھائے کیوں کہ میں بیکسوں کا مزار ہوں

الغرض اس فرقہ کا وجود جس طرح ہندوستان میں اسلام کی بیخ کنی کے لئے تھا۔ بالکل اسی طرح انگلستان وغیرہ میں اس کا اصل کام اسلام اور اہل اسلام کی جڑ کاٹنے کی کوشش کرنا ہے اور اس کے سوا اس کا کوئی مقصد نہیں۔ اگر یقین نہ آئے تو سنئے:

”جھوٹے مرزا قادیانی یعنی مرزا غلام احمد کے فرزند دلید مرزا محمود قادیانی کا (اخبار الفضل ج ۳۷ ص ۸۰ صفحہ اول، اپریل ۱۹۱۷ء) اٹھا کر دیکھئے۔ اس زمانہ میں جب کہ عراق اور بغداد شریف ترکوں کے ہاتھ سے نکلا ہے۔

یہ اخبار الدجل لکھتا ہے۔ ”ہر مسلمان کو ترکوں سے نفرت کرنی چاہئے۔ یہ محافظ اسلام نہیں بلکہ دشمن اسلام ہیں۔ آسمانی گورنمنٹ کے مطابق یہ کارروائی عمل میں آئی کہ سرکار برطانیہ ہم لوگوں کو جمع کر کے بصرہ کی طرف لے جا رہی ہے جو لوگ اس خدمت میں شامل ہوں گے اس پیش گوئی کے موافق ان کو دین دنیا میں کامیاب سمجھو۔“

مرزائی دوستو! اسی کو اشاعت اسلام کہتے ہیں؟ اور سنئے: ۲۷ فروری ۱۹۲۲ء میں شہزادہ ویلز لاہور تشریف لائے تو مرزائیوں نے ایک ایڈریس ان کی خدمت میں پیش کیا جس میں یہ لکھا تھا کہ: ”ہم جناب شہزادہ صاحب کو یقین دلاتے ہیں کہ اگر ہمارے ملک معظم کو ہماری خدمات کی ضرورت ہو تو بلا کسی عوض اور بدلے کے خیال کے ہم لوگ اپنا مال اور اپنی جانیں ان کے احکام کی بجا آوری کے لئے دینے کو تیار ہیں۔“

دوستو! میں حیران ہوں کہ مرزائی وفد نے یہ منافقانہ طرز کیوں اختیار کیا؟ حالانکہ مرزا قادیانی نے انگریزوں کے متعلق جو اپنا اعتقاد لکھا ہے اس عقیدہ سے پہلے یہ بتا دینا مناسب ہے کہ اسلامی اصطلاح میں ”یا جوج ماجوج“ بڑی بد اخلاق ظالم و سفاک قومیں ہیں اور دجال تو ان سب سے بدترین ہے۔ ذرا ملاحظہ کیجئے۔ مرزا قادیانی ان تینوں القاب کا مستحق کس قوم کو بتاتے ہیں۔ بنور پڑھئے: ”ان یاجوج وماجوج هم النصارى من الروس والاقوام البرطانیہ“ یعنی یا جوج و ماجوج برطانیہ وغیرہ کے حق میں۔ اب دجال کی نسبت سنئے کہ مرزا قادیانی کیا فرماتے ہیں۔ ”بڑی بھاری علامت دجال کی اس کا گدھا ہے۔ جس کے بین الاذنین کا اندازہ ستر باع کیا گیا ہے اور ریل گاڑیوں کا اکثر اسی کے موافق سلسلہ طولانی ہوتا ہے

اور اس میں بھی شک نہیں کہ وہ دخان کے زور سے چلتی ہے۔ جیسے بادل ہوا کے زور سے حرکت کرتا ہے۔ اس جگہ ہمارے نبی ﷺ نے کھلے کھلے طور پر ریل گاڑی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (لعنة الله على الكاذبين) چونکہ یہ عیسائی قوم کی ایجاد ہے۔ جن کا امام اور مقتدا بھی یہی دجال گروہ ہے۔ (لیکن یہ تو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بھی موجود تھے۔ لیکن آپ نے کہیں یہ نہ فرمایا کہ یہ لوگ دجال ہیں) اس لئے ان گاڑیوں کو دجال کا گدھا قرار دیا گیا۔ (صرف مرزا قادیانی نے) اب اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا۔“ (ازالہ اوہام ص ۳۰، خزائن ج ۳ ص ۳۹۲)

افسوس اور صد افسوس کہ مرزا قادیانی کی امت اسی دجال اور یا جوج ماجوج کی خدمت میں ایڈریس لکھ کر پیش کرتی ہے اور یقین دلاتی ہے کہ ہم مرزائی اپنی جان و مال دجال کے قدموں پر نچھاور کرنے کے لئے ہمیشہ تیار ہیں۔

مرزائیو! یہ الٹی ٹگا کیسے ہے؟ جواب بدمذہب ہمارے، حضرات! آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ اسی دجال کے مارنے یا بقول مرزا قادیانی مغلوب کرنے کے لئے ایک مغل زادہ کا مسیح موعود بن کر آنا ضروری تھا۔ چنانچہ مرزا قادیانی خود مسیح موعود ہو کر ہم پر نازل ہوا اور عرصہ ہوا کہ مر کر مٹی بھی ہو گئے۔ مگر سوال یہ ہے کہ آیا مرزا قادیانی نے مسیح موعود کا کوئی کام بھی کیا یا نہیں؟ سو جو ابا عرض پڑھ لیجئے۔

۱..... ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں سوائے اسلام کے کوئی دین باقی نہیں رہے گا۔ اس حدیث کو خدا کا شکر ہے مرزا قادیانی بھی تسلیم کرتے ہیں۔

الف..... ”تمام دنیا میں اسلام ہی اسلام ہو کر وحدت قومی ہو جائے گی۔“

(چشمہ معرفت ص ۸۰، خزائن ج ۲۳ ص ۹۱)

ب..... ”غیر معبود اور مسیح وغیرہ کی پوجا نہ رہے گی اور خدائے واحد کی عبادت ہوگی۔“

(مرزائی اخبار الحکم مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ء)

۲..... مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ مسیح موعود آ کر

عیسائیت کے زور کو توڑے گا۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مرزا قادیانی نے اس حدیث کو بھی بڑے شد و مد سے اپنے حق میں لیتے ہیں اور یوں ارشاد فرماتے ہیں۔ ”میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں۔ یہی ہے کہ عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں۔“ (اخبار بد مذہب مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء)

لیکن غضب یہ کہ مرزائیوں کا اپنا اخبار پیغام الصلح مرزا غلام احمد قادیانی کے کذب پر مہر تصدیق یوں ثبت کرتا ہے اور نہایت ہی مسرت کے ساتھ لکھتا ہے۔ ”عیسائیت دن بدن ترقی کر رہی ہے۔“ (پیغام الصلح مورخہ ۶ مارچ ۱۹۲۸ء)

مرزائیو! یہ صدا کب کی ہے۔ جانتے ہو؟ مرزا قادیانی کی زندگی تو درکنار موت کے بیس سال بعد کی۔ دور کیوں جائیں مردم شماری کی رپورٹ ہی دکھائے دیتا ہوں۔
مدینۃ المسیح یعنی قادیان کے اپنے ضلع گورداس پور کی عیسائی آبادی کا نقشہ دیکھئے اور بے ساختہ بول اٹھئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی مسیحیت؟

عیسائیوں کی مرد شماری	سال
۲۴۰۰	۱۸۹۱ء
۴۴۷۱	۱۹۰۱ء
۲۳۳۶۵	۱۹۱۱ء
۳۲۸۳۲	۱۹۲۱ء
۴۳۲۴۳	۱۹۳۱ء

جب سے یہ مرزائیت نے جنم لیا ہے۔ عیسائیت روز افزوں ترقی کیسے کر رہی ہے۔ اس قلیل عرصہ میں صرف قادیان کے ضلع گورداسپور کے عیسائی ۱۸ گنا زیادہ بڑھ گئے۔ ساری دنیا کا حساب ابھی الگ باقی پڑا ہے۔ ناظرین کرام! مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے الفاظ بغور پڑھ کر خود فیصلہ کر لیں۔

مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو سب گواہ رہیں میں جھوٹا مسیح ہوں۔“ (بدر ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء)

دوسری جگہ فرماتے ہیں: ”پس اگر سات سال میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ مسیح کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مرجانا ضروری ہے۔ یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے (مرزا کے) ذریعہ ظہور میں نہ آوے۔ یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے۔ جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے ہر

ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کر لوں گا اور خدا جانتا ہے کہ میں ہرگز کاذب نہیں۔ یہ سات برس کچھ زیادہ سال نہیں ہیں اور اس قدر انقلاب اس تھوڑی مدت میں ہو جانا انسان کے اختیار میں ہرگز نہیں۔ پس جب کہ میں سچے دل سے خدا تعالیٰ کی قسم کے ساتھ اقرار کرتا ہوں اور تم سب کو اللہ کے نام پر صلح کی طرف بلاتا ہوں تو اب تم خدا سے ڈرو۔ اگر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔ ورنہ خدا کے مامور کو کوئی تباہ نہیں کر سکتا۔“

مرزا یو! اس تحریر کو دوبارہ، سہ بار پڑھو اور خوب سوچ سمجھ کر مندرجہ ذیل سوالات کا جواب خدا وحدہ لا شریک لہ حاضر ناظر سے ڈر کر اپنے اپنے دل سے پوچھو۔ میرا خیال ہے بلکہ یوں کہوں کہ یقین ہے کہ تمہارا دل ضرور اس امر کی شہادت دینے بغیر نہیں رہے گا کہ تمہارے آقا یعنی مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی اپنے دعویٰ میں جھوٹے تھے۔

۱..... کیا عیسائی صفحہ ہستی سے ناپید ہو گئے؟

۲..... کیا عیسائیوں کا باطل خدا فنا ہو گیا؟

۳..... کیا دنیا کے جھوٹے دینوں پر مرزا کے ذریعہ موت ظہور میں آگئی اور آج

ہندو یہودی اور عیسائی وغیرہ جھوٹے دین والے موجود نہیں ہیں۔

۴..... کیا ابھی سات سال کا عرصہ نہیں گزارا۔

مرزائی دوستو! تمہیں معلوم ہے کہ مرزا قادیانی ہیضہ جیسے قبیح مرض میں مبتلا ہو کر انتہائی ذلت کے ساتھ بمقام لاہور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مر گئے۔ آپ لوگ غالباً ان کی قبر پر جا کر فاتحہ بھی پڑھتے ہوں گے اور آج اس کو مرے ہوئے قریب ۴۲ سال ہو گئے۔ کیوں کیا خیال ہے۔ آپ حضرات کا سات سال کا کچھ اور مطلب تو نہیں ہے۔ شاید میں نہ سمجھ سکا ہوں۔ اگر اس کا کوئی نیا استعارہ تجویز ہوا ہو تو براہ کرم مطلع فرمادیں۔ عین احسان ہوگا۔ ورنہ کوئی شکایت نہیں۔

قصہ کوتاہ یہ کہ۔

کوئی بھی کام مسیحا ترا پورا نہ ہوا

نامرادی میں ہوا ہے ترا آنا جانا

(حدیث) صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ قسم

ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ البتہ ضرور احرام باندھے گا اور لبیک پکارے گا۔ ابن مریم مقام فُج الروحا (فُج الروحا ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ شریف سے آتے وقت تیسری منزل ہے) سے حج کے لئے یا عمرہ کے لئے۔

حضرات! یہ حدیث صاف اور صریح طور پر بتلا رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حج ضرور کرنا ہے اور حج بھی اس طرح کہ مقام فُج الروحاء سے احرام باندھیں گے اور لطف یہ کہ آنحضرت ﷺ اس قول کو قسم کھا کر فرما رہے ہیں۔ اس لئے اس کلام میں کسی قسم کا کلام کرنے کی جرأت کرنا گستاخی اور بیباکی کے سوا کچھ نہیں۔ مرزا قادیانی بھی ایسے قول رسول کے متعلق یہی رائے ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

”والقسم يدل على الخبر محمول على الظاهر لا تاويل فيه ولا استثناء والا فابى فائده وكانت فى ذكر القسم“ ”قسم اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جو خبر دی گئی ہے وہ اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے اور اس میں تاویل اور استثنائی کی قطعاً گنجائش نہیں۔ ورنہ اگر تاویل وغیرہ کی ضرورت ہو تو پھر قسم کے ذکر کرنے کا کیا فائدہ۔

(حماۃ البشری ص ۱۴، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲)

یہ ہوا مرزا قادیانی کا قول۔ چنانچہ اس شہادت مرزا سے یہ امر نصف النہار کی طرح عیاں ہے کہ حدیث مصطفیٰ ﷺ کے الفاظ۔ اسی طرح مسیح موعود کی ذات پر منطبق ہوں گے۔ جس طرح بیان فرمایا ہے اور ان کی کوئی تاویل نہ ہو سکے گی۔

اس قول پر بحث کرنے سے پہلے یہ بتلادینا چاہتا ہوں کہ مرزا قادیانی بھی مدعی مسیحیت ہونے کی حقیقت سے اس حدیث کو مستند و معتبر اور صحیح قول رسول سمجھتے ہیں اور اسی حدیث پر عامل ہونے کی تصریح بڑے زور و شور سے کر چکے ہیں اور اس امر کے مصداق ہیں کہ فی الحقیقت یہ فرمودہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بالکل صحیح ہے۔ اور مسیح موعود ضرور حج کرے گا۔ شاید مرزائی حضرات میں بعض ایسے ہوں جن کو یہ قول مرزا پڑھنے کا اتفاق نہ ہوا ہو اور صرف سنتے آئے ہوں۔ اس لئے مرزا قادیانی کے اصل الفاظ درج ذیل کئے دیتا ہوں۔

”فی الحقیقت مارا وقت حج راست وزیبا آید کہ دجال از کفر و دجل دست باز داشته ایمانا و اخلاصا در گرد کعبہ بگرد و چنانچہ از قرآن حدیث مسلم عیاں میشود کہ جناب نبوت انتساب (صلوٰۃ اللہ علیہ و سلامہ) دیدند کہ دجال و مسیح موعودنی آن واحد طواف کعبہ میکنند۔“ (ایام الحج فارسی ص ۱۳۷)

مرزائی دوستو! اس فارسی عبارت کا ترجمہ میں خود نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ تمہارے سے نجات دہندہ نبی کے قلم سے کراتا ہوں۔ تاکہ خدا تمہیں راہ راست پر آنے کی توفیق عطا فرمائے اور مجھے اطمینان قلب ہو کہ میری محنت رائیگاں نہیں گئی۔

دوستو! مرزا قادیانی کا اب اردو ترجمہ پڑھو اور خدا را سوچو! آپ فرماتے ہیں کہ: ”ہمارا (مرزا قادیانی) حج تو اس وقت ہوگا جب دجل بھی کفر اور دجال سے باز آ کر طواف بیت اللہ کرے گا۔ کیوں کہ بموجب حدیث مسلم کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔“

(ایام الصلح ص ۱۶۷، خزائن ج ۱۳ ص ۴۱۶)

پس اس قدر تصریحات کو بیان کر دینے کے بعد مندرجہ ذیل چند امور ثابت ہوئے۔
 اوّل یہ کہ حدیث میں حضرت نبی کریم ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا کہ مسیح موعود کی ایک بڑی نشانی یہ ہے کہ وہ حج ضرور کرے گا۔

دوم یہ کہ مرزا قادیانی نے اس قول کی پرزور تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ نبی الحقیقت مسیح موعود کا حج کرنا ضروری ہے اور اس حدیث میں تاویل و استثنیٰ کی قطعاً گنجائش نہیں۔
 سوم یہ کہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ اس حدیث کے مطابق میں بھی ضرور حج کروں گا۔

مرزائی دوستو! اور ناظرین باانصاف! کیا آپ اس امر کی سچی گواہی دیں گے کہ اس قدر متمہم بالشان اہم اور عظیم الشان نشان مرزا قادیانی کی ذات گرامی میں موجود ہے؟
 انصاف شرط ہے۔ ناظرین اس احکم الحاکمین، عزیز ذوالنعمان قادر مطلق کا ڈردل میں رکھ کر گواہی دیں۔ اس دن سے ڈر کر سچی شہادت دیں۔ جس کی شان یہ ہے۔ ”لا تجزی نفس شیئا ولا یقبل منها شفاعۃ ولا یؤخذ منها عدل“ کہ اس دن نہ کسی کو کوئی فائدہ دے سکے گا نہ کسی کی سفارش قبول ہوگی اور نہ بدلا لیا جائے گا۔

میرے دوستو! اس وقت سے خوف کھا کر کہو۔ جب کہ کہا جائے گا۔ ”اقراء کتابک وکفیٰ بنفسک الیوم علیک حسیباً“ کہ کیا واقعی مرزا قادیانی اس نشان کے حامل تھے؟ کیا مرزا قادیانی اس حدیث کے مطابق مسیح موعود تھے؟ کیا مرزا قادیانی میں یہ نشان پایا گیا؟

اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا ہم یہ کہنے میں حق بجانب نہیں کہ مرزا قادیانی خدا کی طرف سے مسیح موعود نہ تھے۔ بلکہ ”فوسوس لهما الشیطن“ کا اثر کام کر رہا تھا۔ یا پھر ہم

(ریویو آف ریٹینجز ماہ اگست ۱۹۲۶ء، ص ۹۰، ۹۱، ریویو آف ریٹینجز ماہ مئی ۱۹۲۷ء، ص ۲۶، ۲۷، ۲۸، ریویو آف ریٹینجز ماہ اپریل ۱۹۲۵ء، ص ۴۵، ج ۲۳ ش ۴، اخبار بدر مورخہ ۷ جون ۱۹۲۶ء، ص ۵، منظور الہی ص ۳۳۸) کی شہادت پر صا د کریں کہ مرزا قادیانی مرض مراق کے مریض تھے۔ جو مایخو لیا کی ایک مشہور قسم ہے یا مرزا قادیانی کی بیوی کی شہادت مندرجہ (سیرت المہدی ج اول ص ۱۳) کو ہی قبول کریں کہ مرزا قادیانی کو ہسٹریا تھا۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

بعض احباب کو یہ شبہ ہوگا کہ مرض ہسٹریا تو صرف عورتوں کے لئے مخصوص ہے۔ مرزا قادیانی تو مرد تھے۔ وہ کیسے ناجناب مرض کا شکار ہو سکتے تھے؟ لہذا ایسے موقع پر علم طب کی طرف ناظرین کرام کی توجہ مبذول کرانا مناسب غیث ہوں۔

”یہ مرض عموماً عورتوں کو ہوا کرتا ہے۔ اگرچہ شاذ و نادر مرد بھی اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔“

(محزن حکمت جلد دوم ص ۹۶۹، طبع چہارم)

مرزائی دوستو! آپ حضرات صداقت اور حقانیت کو پاؤں تلے روند کر شواہد اور معقولیت کا خون کر کے واقعات اور اخبارات کو پس پشت ڈال کر بجائے اس امر کو تسلیم کر لینے کے، کہ مرزا قادیانی واقعی اپنے دعویٰ مسیح موعود میں جھوٹے تھے۔ الٹا جھگڑا کرتے ہیں اور چند عذرات خام ایسے پیش کرتے ہیں جو شرط رضا اور تقویٰ کے صریح خلاف ہوتے ہیں۔ کیوں اس امر پر غور نہیں کرتے کہ مرزا قادیانی باوجود اقرار فریضہ حج ادا کرنے کے حج نہ کر سکے اور نہ دجال کو مسلمان کر کے کعبہ کے گرد لے جاسکے۔ (مرتے دم تک مرزا قادیانی دجال کا شکر یہ ادا کرتے رہے۔ شاید دجال کو مسلمان بنانے کا موقع نہ ملا ہو) خیر آپ لوگ یہی پہلو اختیار کرتے ہیں۔ جو حق و صداقت کے رستہ میں حائل ہونے کے علاوہ شرط ایمان کے خلاف ہے۔ تو لیجئے ہم ان عذرات کا جواب بھی عرض کئے دیتے ہیں۔

اگر آپ لوگوں نے ہمارے جوابات پر انصاف سے غور کیا اور بجائے رنجش و کراہت کے انصاف اور دیانت داری سے کام لے کر ان کا مرزا قادیانی کی حالت سے موازنہ کیا تو امید قوی ہے کہ آپ لوگ یقیناً احسن نتیجہ تک پہنچ جائیں گے۔ اعتراضات اور عذرات کا جواب عرض کرنے سے قبل میں ایک بار پھر ایک بات کہہ دوں اور آپ بہر خدا انصاف سے اس امر کو ذہن نشین کر لیں کہ مرزا قادیانی اس امر پر بضد تھے کہ میں ضرور حج کروں گا۔ ایک دفعہ آپ سے سوال ہوا تو آپ نے بڑے زور و شور فرمایا تھا کہ: ”ابھی تو ہم سوڑوں کو مار رہے ہیں۔ ان سے فارغ

ہوں گے توجہ کریں گے۔“ (اخبار القادیان یکم ستمبر ۱۹۰۲ء ص ۶)

غور کیجئے مرزا قادیانی کس زور سے کہتے ہیں کہ ہم ضرور حج کریں گے اور آخر تک اس امر کی نسبت یقین دلاتے رہے اور نہ کبھی اس امر سے انکار کیا کہ ہم حج نہیں کریں گے۔ بلکہ ہمیشہ اس پر مستعدی دکھلائی۔ اگرچہ اکبر مرحوم الہ آبادی نے توجہ بھی دلائی تھی۔ چنانچہ اکبر مرحوم فرماتے ہیں۔

رد جہاد میں تو بہت کچھ لکھا گیا
تردید حج میں ایک رسالہ رقم کریں
مگر نہیں مرزا قادیانی نے کبھی ادائے حج سے انکار نہیں کیا۔ اس امر کو ذہن نشین کر کے
اب اپنے عذرات کے جوابات نمبر وار سنئے۔
مرزائی عذر نمبر ۱

پہلا عذر میرے دوستوں کی طرف سے یہ پیش کیا جاتا ہے کہ آپ (مرزا قادیانی) کے پاس حج کے لئے زادراہ نہ تھا۔ کیونکہ مالدار نہ تھے۔ اس لئے آپ کے واسطے فریضہ حج ادا کرنا ضروری نہ تھا۔ کیونکہ حج کے لئے مالداری شرط ہے۔

تردید عذر اول میرے دوستو! آپ نے انصاف سے کام نہیں لیا۔ بھلا سوچو تو یہ عذر خام نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ بات کب قابل تسلیم ہے کہ مرزا قادیانی مفلس و قلاش اور پیسے کو ترستے تھے۔ آپ ہزار ہارو پے کی جائیداد کے مالک تھے۔ آپ نے اپنی کتابوں مثلاً (براہین احمدیہ، اعجاز احمدی وغیرہ) میں ہزار ہارو پے کے انعامات مقرر کئے۔ مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری کو (اعجاز احمدی ص ۱۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۸) میں چیلنج دیا کہ قادیان آ کر کتاب نزول مسیح کی ڈیڑھ صد پیشین گوئیاں جھوٹی ثابت کریں تو فی پیشین گوئی ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔ پندرہ ہزار روپیہ تو یہی ہو گیا۔ پھر آگے چل کر (اعجاز احمدی ص ۲۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۲) پر مولانا صاحب موصوف سے ایک لاکھ روپے کا وعدہ کرتے ہیں۔ پھر (اعجاز احمدی ص ۸۸، خزائن ج ۱۹ ص ۲۰۲) پر دس ہزار روپے کا ایک اشتہار الگ درج ہے۔ براہین احمدیہ کا دس ہزار روپیہ اس کے علاوہ ہے۔ صرف لفظ توفی کے فاعل اور خدا تعالیٰ مفعول ذی روح وغیرہ کی موجودگی میں موت کے علاوہ کوئی اور معنی ثابت کرنے والے کے لئے ہزار ہارو پے کا اشتہار موجود ہے تو ان حالات میں کون عقل کا اندھا کہہ سکتا ہے کہ مرزا قادیانی حج کے زادراہ سے قطعاً محروم تھے یا یہ کہ بالکل بے بضاعت واقع ہوئے تھے۔

خدا کے بندو! محمدی بیگم کے نکاح کی نسبت مرزا قادیانی نے اس کے ورثاء سے ہزار ہا روپے اور زمین وغیرہ کے وعدے کئے جو ان کے خطوط سے عیاں ہے۔ روپیہ کا لالچ دیا۔ زمین کا وعدہ کیا اور ان تمام امور کی تصدیق مرزا قادیانی کی کتب مثلاً آئینہ کمالات اسلام، حقیقت الوحی، براہین احمدیہ، تبلیغ رسالت، انجام آتھم وغیرہ سے ہوتی ہے۔ نیز آپ نے اپنی کئی کتابوں پر اپنا نام مرزا غلام احمد رئیس قادیان تحریر کیا ہے۔ کیا امیروں اور رئیسوں کی یہی شان ہوا کرتی ہے کہ باوجود ریاست و امارت کے شوقیٹ رکھنے کے بھی حج کے زادراہ سے محروم ہوں اور ان کے پاس ایک پیسہ بھی نہ ہو؟ کیا آپ نے مرزا قادیانی کے انعامی اشتہارات نہیں دیکھے؟ کوئی تین ہزار کا ہے کوئی پانچ ہزار کا ہے۔ کسی کا کچھ انعام ہے۔ کسی پر کچھ انعام رکھا ہے۔ کیا یہ مفلسوں کی شان ہے۔

۱۔ مشفق مرزا علی شیریگ صاحب باسمہ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم غیث ہوں۔ لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سناتا ہوں۔ آپ کو اس سے رنج گذرے گا۔ مگر میں اللہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں۔ جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی (محمدی بیگم میری منکوحہ آسانی) کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی (میری منکوحہ آسانی) کا نکاح (کسی دوسرے) سے ہونے والا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسنا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ ورسول کے دین کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے یہ پکارا ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے۔ ذلیل کیا جائے۔ روسیہ کیا جائے۔ (جو واقعی ہوا) یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچالینا اللہ کا کام ہے۔ اگر میں اس کا ہوں گا تو ضرور مجھے بچالے گا۔ (چونکہ مرزا قادیانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھے۔ اس لئے خدا نے انہیں نہیں بچایا اور اچھی طرح سے ذلیل کیا ہے) اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں چوہڑا یا چمار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عاریا تک تھی۔ بلکہ وہ تو اب تک ہاں میں ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی (میری منکوحہ آسانی) کے لئے سب ایک ہو گئے۔ یوں تو مجھ کسی لڑکی سے کیا غرض (غرض نہ ہوتی تو اللہ پر افتراء کیوں کرتے کہ خدا نے مجھے الہاماً بتایا ہے کہ اس لڑکی کا نکاح میں نے تمہارے ساتھ آسمان پر پڑھا دیا ہے) کہیں جائے مگر یہ تو آزما گیا کہ جن کو میں خویش غیث تھا اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو اور وہ میری وارث ہو اور وہی میرے خون کے پیاسے وہی میری عزت کے پیاسے ہیں کہ چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور روسیہ ہو۔ (جو واقعی ہوا اور دنیا میں بری طرح ذلیل ہوئے) خدا بے نیاز ہے۔ جس کو چاہے روسیہ کرے (جیسا کہ مجھے کیا) مگر اب تو وہ مجھے (فرقت کی) آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔

مرزائی دوستو! تم لوگ بڑے نڈر ہو۔ مرزا قادیانی کی بڑی بے عزتی کرتے ہو۔ جو کہتے ہو کہ ان کے پاس فریضہ حج ادا کرنے کے لئے زادراہ نہ تھا۔ اگرچہ وہ روسیاء، امراء میں ہی قدم کیوں نہ رکھتے ہوں۔ اگر تمہیں درکار ہو تو سنو! مرزا قادیانی کو ۱۹۰۶ء تک تین لاکھ روپیہ سے زائد روپیہ آچکا تھا۔ دیکھو ان کی کتاب

(حقیقت الوحی ص ۲۱۱، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۱)

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو۔ لڑکی کے والدین بیچارے مجبور تھے۔ کرتے کیا آپ کی عمر ۶۰ سال تھی اور لڑکی کی عمر اس وقت بقول آپ یعنی مرزا قادیانی صرف آٹھ یا نو سال تھی) خدا تعالیٰ سے خوف کرو۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے۔ (عورت کا حقیقی احساس ایک عورت ہی محسوس کر سکتی ہے۔ اس لئے بیچاری جوش میں آگئی ہوگی) صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بیشک وہ طلاق دے دے۔ ہم راضی ہیں۔ ہم نہیں جانتے یہ شخص کیسا بلا ہے۔ (اس قدر گستاخی ایک نبی کی شان میں معاذ اللہ) ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہ کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپ کی بیوی صاحب کے نام خط بھیجا۔ مگر کوئی جواب نہ آیا۔ (جواب کیا آتا خاک) اور بار بار کہا کہ اس سے ہمارا کیا رشتہ باقی رہ گیا۔ جو چاہے سو کرے۔ ہم اس کے لئے اپنی خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا کہیں مرا بھی ہوتا یہ باتیں آپ کی بیوی مجھے پہنچی ہیں۔ بیشک میں ناچیز ہوں۔ ذلیل ہوں، خوار ہوں۔ مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ (اسی لئے آپ کو خوب ذلیل کیا اور مرتے دم تک منکوحہ آسمانی یعنی محمدی بیگم کا منہ تک نہ دیکھ سکے) اب جب میں ایسا ذلیل ہوں (جو واقعہ ہے) تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ لہذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں۔ پھر جیسا کہ آپ کا خود منشاء ہے۔ میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا۔ بلکہ ایک طرف جب محمدی بیگم (میری منکوحہ آسمانی) کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا۔ اگر نہیں دے گا تو میں اسے عاق اور لاوارث کر دوں گا اور اگر میرے لئے احمد بیگم سے مطالبہ کرو گے اور یہ ارادہ اس کا تبدیل کرادو گے تو میں بدل و جان حاضر ہوں اور فضل احمد کو جواب میرے قبضہ میں ہے۔ ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کروں گا اور میرا مال ان کا مال ہوگا۔ لہذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ اس وقت کو سنبھالیں اور احمدی بیگم کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آ جائے اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کر دیں کہ وہ اپنے بھائی کو لڑکی کر کے روک دیوے۔ ورنہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ تمام رشتے ناطے توڑ دوں گا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اس حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا۔ جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو ورنہ جہاں میں رخصت ہوا۔ ایسا ہی سب رشتے ناطے ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوط کی معرفت معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم!

راقم! خاکسار غلام احمد زلدھیانہ اقبال گنج

۲ مئی ۱۸۹۱ء

اعیان مرزائیت! اسی (حقیقت الوحی ص ۳۳۲، جز ۱، ج ۲۲ ص ۳۳۶) کو کھول کر پڑھو۔ ٹیچی فرشتہ نے آپ کو بغیر حساب کے بہت سا روپیہ دیا اور وہ اس قدر تھا کہ مرزا قادیانی اس کا شمار ہی نہیں بتلا سکتے۔ حیرت ہے کہ وہ فرشتہ لنگر خانہ کے لئے تو بیٹھا روپیہ دے سکتا ہے۔ مگر حج کے لئے قطعاً نہیں۔ کیا حج مسیح سے ٹیچی کو بھی دشمنی تھی۔ یا غیر مسیح کوچ سے ہی ناکام رکھنا چاہتا تھا۔ آپ کے عندیہ سے تو اس بات کی تائید ہوتی ہے۔ آپ بے شک بڑے بھولے بھالے ہیں۔ کیا حج ہے۔

مجھے قتل کر کے وہ بھولا سا قاتل
لگا پوچھنے کس کا تازہ لہو ہے
کسی نے کہا جس کا وہ سر پڑا ہے
کہا بھول جانے کی کیا میری خو ہے

اور سنو! شیر علی فرشتہ، خیراتی رام فرشتہ مرزا قادیانی کے پاس برابر آتے رہے اور بڑی کثرت سے آپ کو روپیہ دیتے رہے۔ کل الجواہر میں آپ نے ایک اور اشتہار پانچ سو روپیہ کا شائع کیا۔ علاوہ ازیں ایک پادری کلان کو دو صد روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ کیا مرزا قادیانی ایسے روپوں سے فریضہ حج ادا نہیں کر سکتے تھے؟ جو ان کے لئے نہایت ضروری تھا اور جس کی نسبت وہ خود مقرر ہیں کہ میں ضرور حج کروں گا۔

کیا آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ ہم مرزا قادیانی کی نسبت ایسے واقعات اور حقائق کی روشنی اور موجودگی کے باوجود کیوں ایسا عذر پیش کرتے ہیں؟ جو آپ اپنی تردید ہے۔

میرے دوستو! تعصب اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر کدورت اور کینہ کی عینک کو اتار کر اس معاملہ پر غور تو کرو کہ آیا مرزا قادیانی کے حج نہ کرنے پر کبھی یہ نامعقول عذر پیش ہو سکتا ہے؟ جو واقعات کے ہی خلاف ہے۔ کیا آپ اس عذر سے کبھی کامیاب ہو سکتے ہیں۔ آہ۔

آپ ہی اپنے ذرا جو رستم کو دیکھو
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

تصدیق حدیث مرزا قادیانی کے الفاظ میں نقل ہو چکی ہے کہ قسم والی حدیث میں کوئی عذریا تاویل پیش نہیں ہو سکتی تو پھر سوائے اس کے اور کیا نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ اگر مرزا قادیانی حدیث مذکور کے ماتحت مسیح موعود ہوتے تو ان کے پاس زادراہ بھی ہوتا اور باقاعدہ حج بھی کرتے۔

مگر چونکہ حدیث کے ماتحت مسیح نہیں تھے۔ اس لئے خدا کی حکمت نے بقول آپ کے زادراہ اور بضاعت سے محروم رکھ کر اس امر پر مہر توثیق لگا دی کہ فی الحقیقت مسیح موعود نہ تھے اور یہی عین حقیقت ہے۔ پس۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زیلخانے کیا خود چاک دامن ماہ کنعاں کا

مرزائی عذر نمبر ۲

دوسرا عذر مرزائی حضرات کی طرف سے یہ پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت مرزا قادیانی کو خوف تھا اور عدم امن کے باعث وہ فریضہ حج ادا نہ کر سکتے تھے۔ تمام لوگ بلکہ بادشاہ بھی آپ کے مخالف تھے۔ چونکہ امن بھی شرائط حج میں داخل ہے۔ اس واسطے عدم ادائے حج قابل اعتراض نہیں۔

تردید: یہ عذر بجائے خود آپ اپنا جواب ہے۔ بھلا نبوت اور ڈر، دو متضاد چیزیں ایک جگہ کس طرح اکٹھی ہو سکتی ہیں؟ اس سے زیادہ اور کیا خوشی ایک نبی کے لئے ہو سکتی ہے کہ وہ خدا کی راہ میں اپنی جان دے دے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور اکرم سید عالم ﷺ نے فرمایا۔ ”اقتل فی سبیل اللہ ثم احی ثم اقتل ثم احی ثم اقتل“ یعنی اے خدا میں اس سے زیادہ اور کوئی دوائی عزت نہیں غیث کہ میں تیرے راستے میں قتل ہو جاؤں۔ بلکہ میری خواہش ہے ضرور قتل ہو جاؤں۔ پھر زندہ ہوں۔ پھر قتل ہوں۔ پھر زندہ ہوں پھر قتل کیا جاؤں۔ سبحان اللہ یہ ہے شان نبوت۔

حضرات! اب ذرا مرزائی عذر لنگ پر نظر ڈالئے کہ مرزا قادیانی کو جان کا خوف تھا۔ اس لئے قادیان میں دم دبا کر بیٹھ رہے اور مکہ مکرمہ یا مدینہ طیبہ کا منہ نہ دیکھ سکے۔ آپ کا دعویٰ دیکھئے۔ تو بہ کہ میں آنحضرت ﷺ کا ظل (سایہ) ہوں۔ ”ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم“

مرزائی دوستو! مرزا قادیانی کا الہام ہے۔ ”انسی لا یخاف لدی المرسلون کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی“ میرے قرب میں میرے رسول کسی دشمن سے نہیں ڈرا کرتے۔ خدا نے لکھ چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔

(حقیقت الوحی ص ۷۲، خزائن ج ۲۲ ص ۷۵)

نیز الہام ہوتا ہے۔ ”ان یطفؤا نور اللہ بافواہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون“ یعنی دشمن ارادہ کریں گے کہ اپنے منہ کی پھونکوں سے خدا کے نور کو بجھادیں اور خدا اپنے نور کو پورا کرے گا۔ اگرچہ کافر کراہت کریں۔

(حقیقت الوحی ص ۸۹، خزائن ج ۲۲ ص ۹۲)

بتاؤ! اگر مرزا قادیانی کے ذریعہ بھی خدا کے نور کا اتمام مقدر تھا تو آپ کو کس کا خوف ہو سکتا ہے۔

مرزا نیو! کیا مرزا قادیانی نے اپنے باوا جان کی طرف سے یہ الہام درج نہیں کیا ہے کہ ”واللہ یعصمک من الناس“ یعنی اللہ مجھے (مرزا) لوگوں کی دشمنی اور عداوت سے بچالے گا۔ (انجام آقہم ص ۶۰، خزائن ج ۱۱ ص ۶۰)

”یعصمک من الاعداء“ (حقیقت الوحی ص ۹۰، خزائن ج ۲۲ ص ۹۳) یعنی اے مرزا خدا تجھے دشمنوں کے شر سے بچائے گا۔ سچ بتاؤ ”الیس اللہ یکاف عبده“ (حقیقت الوحی ص ۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۹۳) یعنی اے مرزا، اللہ اپنے بندہ کے لئے کافی ہے۔

دوستو! بتاؤ باوجود اس قدر قوی اور محکم وعدوں کے مرزا قادیانی کیوں ڈرتے تھے۔ بھائیو! کیا خدا کا یہ وعدہ نہ تھا ”انسی معک ومع اهلك“ (حقیقت الوحی ص ۹۶، خزائن ج ۲۲ ص ۹۹) یعنی اے مرزا میں تیرے اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ دوستو! انصاف سے کام لو۔ کیا مرزا قادیانی نے یہ نہیں کہا کہ خدا کے نبی اس کے راستے میں جان دینے کو ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ (جنگ مقدس ص ۲۹)

اگر تمام امور سچ ہیں اور خدا نے مرزا قادیانی کی حفاظت کا ذمہ لے لیا تھا اور تسلی بارش کی طرح الہامات کر چکا تھا اور اگر واقعی خدا مرزا قادیانی کا قدر دان تھا تو درحقیقت مرزا قادیانی کے لئے کافی تھا۔

اگر یہ سب باتیں تھیں تو پھر مرزا قادیانی کو خدا کی باتوں پر یقین کیوں نہ تھا اور آپ حج کو کیوں نہ تشریف لے گئے؟ آخر خون سی وجہ ایسی لاحق ہوگئی تھی؟ ہم دیکھتے ہیں کہ عجیب و غریب خدا کے بندے جن پر حج فرض بھی نہیں۔ بڑی بڑی مشقتوں سے زادراہ جمع کر کے اور ہزاروں میل پیدل سفر کر کے حج کر آتے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی پر بقول ان کے حج فرض، سفر کے لئے

دجال کا گدھا (ریل گاڑی) دروازہ پر موجود، ریل کے اختتام پر جہاز تیار، روپوں کے ہر طرف سے مفت منی آرڈر۔ اگر یقین نہ آئے تو کنہیا لال ماسٹر، مراری لال کلرک، ٹھا کر داس، ہیرالال اور نہال ترکھان وغیرہ شہادت کے لئے موجود۔ راستہ میں حفاظت جان کے واسطے باوا جان کا الہام ”واللہ یعصمک من الناس“ موجود۔ بھلا غور تو کرو کہ یہ عذر خام کہاں تک قابل تسلیم ہے۔ کیا خدا کے وعدے باطل ہوتے ہیں؟ کیا خدا تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ ”ان اللہ لا یخلف المیعاد“ اور کیا ”لا تبدیل لکلمات اللہ“ خدا کا کلام نہیں اور کیا خدا تعالیٰ اپنے کلام حمید قرآن مجید میں نہیں فرماتا کہ ”فلا تحسبن اللہ مخلف وعده رسولہ ان اللہ عزیز ذوانتقام (پارہ ۱۳)“ ﴿یعنی خدا کو اپنے رسولوں کے ساتھ وعدہ خلاف ہرگز نہ سمجھو۔ بلکہ خدا تعالیٰ بڑا غالب اور بدلہ لینے والا ہے۔﴾

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے اور یہ ممکن بھی کس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ اپنے رسولوں کے ساتھ وعدہ خلافی کرے۔ چنانچہ اس بناء پر خدا تعالیٰ کی نسبت وعدہ خلافی کا گمان کرنا بھی کفر ہے۔ پس مرزائی یہ بتائیں کہ جب اس قدر تواتر اور کثرت سے خدا تعالیٰ کے کلام نے مرزا قادیانی پر یہ واضح کر دیا کہ آپ کچھ فکر نہ کریں۔ آپ ہماری حفاظت میں ہیں اور میں ہر وقت اے مرزا تیرا نگہبان ہوں۔ تو پھر مرزا قادیانی کو کیا ڈرتھا۔ خدا کے بند و جب یہی وعدہ خداوند تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ رسول، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ سے کیا تھا تو نبی کریم روف والرحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس لئے کیا سمجھا تھا؟ مرزا بیادون دہاڑے اس قدر چوری چھپا سکتے ہو؟ بتاؤ آنحضرت ﷺ کب ڈرے اور کب دب کر رہے۔ ”واللہ یعصمک“ وعدہ ہونے کی دیر تھی۔ آپ کے مزاج گرامی میں ایک کیف آفرین انقلاب آ گیا اور دنیا کی کایا پلٹ دی۔ کیا آپ نے اس کے بعد جنگیں نہیں کیں۔ تلوار نہیں اٹھائی۔ کب تلوار کے سایہ میں نہ رہے۔ تمہیں معلوم ہے شعب ابی طالب میں متواتر تین سال تک قریش مکہ کے بائیکاٹ کو کس نے خندہ پیشانی سے برداشت کیا تھا؟ کس نے اہل طائف کے ہاتھ سے پتھر کھائے تھے؟ کس نے جہاد کئے تھے؟ کس نے دانت شہید کرائے تھے؟ کس نے اپنے خون کے پیاسے دشمنوں میں اعلائے کلمۃ الحق کا فرض ادا کیا تھا؟ کس نے کافروں کے ظلم و ستم سے ہجرت کی تھی؟ وہی نبی عربی فداہ ابی وامی کا اسم گرامی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تھا اور ہے۔ تم خود

ہی بتاؤ کہ یہ نبوت برطانی (نبوت مرزا) جو جہاد کی بجائے ترک جہاد کی تلقین کرتی ہے۔ اس نبوت ربانی کا بروز (سایہ) ہو سکتی ہے؟ اور تمہیں آنحضرت ﷺ سرِ پاجامت و برکت ﷺ کا ایک واقعہ سنائیں۔ شاید کہ تمہیں عبرت ہو۔

ہجرت نبوی

ہے ترک وطن سنت محبوب الہی
دے تو بھی نبوت کی صداقت پہ گواہی

حضور اکرم ﷺ متواتر تیرہ برس تک کفار مکہ کو خدا کی طرف بلاتے رہے۔ انہیں توحید کا پیغام دیا۔ خوش اخلاقی کا درس دیا اور روحانی و انصافی ترقی کے راز بتائے۔ لیکن ان لوگوں کا ذہن اور دماغ اس درجہ تاریک تھا کہ حقانیت کی روشنی اثر نہ کر سکی۔ کفار نے آوازہ توحید کے مقابلہ میں طعن و تشنیع کا ہنگامہ برپا کیا۔ دعاء کے جواب میں سنگباری کی اور خوش خلقی کا جواب بدکرداری سے دیا۔ بایں ہمہ حضور اکرم ﷺ خدا کا پیغام سناتے رہے۔ لیکن جب ظلم حد کمال تک پہنچ گیا۔ صبر و تحمل کے پائے ثبات کے ڈگمگانے کا اندیشہ پیدا ہوا تو حضور ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ تم لوگ مدینہ چلے جاؤ۔ تاکہ اس ظلم و ستم سے نجات پاسکو۔ اس ارشاد نبویؐ کا خیر مقدم کیا گیا۔ فرزندان توحید اپنے گھروں کو، عزیز و اقرباء کو چھوڑ کر ترک وطن کرنے لگے۔ کفار قریش نے جب یہ دیکھا کہ مکہ کی آبادی اب مدینہ کو آباد کرنے لگی تو ان کے اشتعال کا بھرا ہوا پیمانہ چھلکنے لگا۔ انہوں نے ہجرت کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنا شروع کیں۔ لیکن اس طرح بھی کامیابی نہ ہو سکی۔ اس کے بعد ہجرت پر آمادہ لوگوں پر مزید ظلم و ستم کرنا شروع کیا اور اس سلسلہ میں جس ظلم و تشدد کا اظہار کیا گیا۔ اس کا تصور بھی قابل برداشت نہیں۔ چنانچہ حضرت ہشامؓ جو کہ ایک صحابی تھے۔ جب ہجرت کرنے لگے تو کفار نے انہیں پکڑ کر قید کر دیا اور قید خانہ میں قسم قسم کی اذیتیں پہنچائیں۔ حضرت ابوسلمہؓ جب ہجرت کے لئے اونٹنی پر سوار ہو گئے تو قریش نے ان کا محاصرہ کر لیا اور کہنے لگے کہ تمہاری بیوی ہماری لڑکی ہے۔ اسے جانے نہیں دیں گے۔ اسی طرح تمہارا لڑکا بھی چونکہ ہماری بیٹی کی گود میں ہے۔ اس لئے اسے بھی ہجرت کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ ابوسلمہؓ نے انہیں بہت سمجھایا۔ لیکن ان کی معقول باتوں کا جواب بے پرواہی کے سابقہ ہنسی سے دیا گیا۔ آخر کار وہ بیوی بچے دونوں کو چھوڑ کر مدینہ پہنچ گئے۔ اس قسم کے متعدد واقعات رونما ہوئے۔ لیکن ہجرت کا

سیلاب کسی طرح سے رک نہ سکا۔ بالآخر مکہ مکرمہ میں آنحضرت ﷺ، حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سوا کوئی بھی مسلمان باقی نہ رہا۔ البتہ مسلمانوں کے خالی مکان پڑے تھے جو اپنے سابق مکینوں کے لئے چشم براہ تھے۔ آخر وہ دن بھی آپہنچا جس کے متعلق اقبال مرحوم نے کہا ہے۔

ہے ترک وطن سنت محبوب الہی

جبریل علیہ السلام نے حضور اکرم ﷺ کو بھی ہجرت کا پیغام دیا۔ اس پیغام کا باعث کیا تھا۔ اس کی بھی ضروری تفصیل سناتا ہوں۔

جب کفار مکہ نے دیکھا کہ اسلام کی روشنی مدینہ منورہ میں پہنچ چکی ہے اور اگر اس روشنی پر جبر کا پردہ نہ ڈالا گیا تو سارے جزیرہ نما عرب میں آفتاب اسلام کی شعائیں پھیل جائیں گی۔ وہ انتہائی سوچ بچار کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ اسلام کا منبع محمد ﷺ ہی کی ذات ہے۔ اس لئے آپ ہی کو ٹھکانے لگا دیا جائے۔ لیکن بنی ہاشم کی تلواریں ان کے تصور میں چمک رہی تھیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ پر ہاتھ ڈالنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ لیکن ابو جہل کا دل انتقام و عناد کی آگ سے لبریز ہو چکا تھا۔ جس کے شعلے اس کے ہر سانس میں لپک رہے تھے اور یہی گرمی اسے آنحضرت ﷺ کی مخالفت پر آمادہ کر رہی تھی۔ اس نے تمام قبیلوں کے نمائندوں کی ایک کانفرنس منعقد کی۔ جس میں بنو ہاشم کے علاوہ تمام اکابر مکہ شریک ہوئے۔ کانفرنس کی صدارت کے لئے ایک سن رسیدہ ”نجدی“ کو بلا لیا گیا۔ جو اس زمانہ میں سازش انگیزی کے فن کا ماہر تھا۔ اس جلسہ میں اس مسئلہ پر بحث ہوئی کہ محمد ﷺ اور ان کے دین سے اہل عرب کو کسی طرح محفوظ رکھا جائے۔ کسی نے کہا محمد (ﷺ) کو زنجیروں میں جکڑ دیا جائے تاکہ ان کی راہ آزادی مسدود ہو جائے۔ کسی نے کہا کہ تنگ و تاریک کوٹھری میں بند کیا جائے تاکہ کوئی شخص ان کی آواز کو ہی نہ سن سکے اور انہیں بھوکا و پیاس کی اذیتیں دے کر اس دنیا سے رخصت کر دیا جائے۔

شیخ نجدی نے تمام باتیں غور سے سنیں اور کچھ سوچ کر کہنے لگا کہ یہ کام تو ہو سکتا ہے۔ لیکن جس وقت بنو ہاشم کے انتقامی ہاتھ اٹھے تو کیا کرو گے؟ وہ قید خانہ کو توڑ کر محمد (ﷺ) کو آزاد کرالیں گے۔ اس پر ایک شخص بولا محمد (ﷺ) کو مکہ سے نکال دیا جائے۔ شیخ نجدی نے یہ مشورہ بھی پسند نہ کیا۔ آخر کار ابو جہل بولا بہتر یہی ہے کہ تمام قبیلوں سے ایک ایک بہادر منتخب کیا جائے

اور یہ لوگ محمد (ﷺ) کو نزعہ میں لے کر شہید کر دیں۔ اس طرح شہید کا خون مختلف قبیلوں میں تقسیم ہو جائے گا اور قصاص کسی پر بھی عائد نہ ہوگا اور بنو ہاشم خواہ کتنے ہی بہادر ہوں تمام قبائل کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں۔ یہ تجویز منظور کر لی گئی۔

کفار یہ منصوبے باندھ رہے تھے کہ حضور اکرم (ﷺ) پر ہجرت کا حکم نازل ہو گیا۔ دو پہر کا وقت تھا۔ لوکی شعلہ افشانیوں نے زمین کو جہنم زار بنا دیا تھا۔ لوگ گرمی سے بچنے کی خاطر تنگ و تاریک کوٹھریوں میں پناہ گزین تھے۔ شہر مکہ پر سناٹا چھایا ہوا تھا۔ اس چلچلاتی دھوپ میں حضور اکرم (ﷺ) گھر سے باہر نکلے اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے قیام گاہ پر پہنچے۔ ان سے آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ ہجرت کا وقت آ پہنچا ہے۔ صدیق اکبرؓ کے لئے یہ بات خلاف توقع نہ تھی۔ وہ پہلے سے ہی یہ حکم سننے کے منتظر بیٹھے تھے۔ صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ حضور (ﷺ) کا رفیق سفر کون ہوگا۔ حضور (ﷺ) نے فرمایا آپؓ۔ یہ سنتے ہی حضرت صدیق اکبرؓ کا پیمانہ مسرت لبریز ہو کر چھلکنے لگا اور آپؓ کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو رواں ہو گئے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) میں نے پہلے ہی سے دوا اونٹیاں خرید کر رکھی ہیں اور ان کی خوب پرورش کی گئی ہے۔ ان میں سے ایک اونٹنی آپؓ کی نذر کرتا ہوں۔ حضور (ﷺ) نے فرمایا مجھے یہ عطیہ تو منظور ہے۔ لیکن ایک شرط پر وہ یہ کہ جب تک اس کی قیمت نہ ادا کر لوں۔ حضور (ﷺ) کے اصرار پر مجبوراً حضرت صدیق اکبرؓ کو اونٹنی کی قیمت وصول کرنی پڑی۔ اتنے میں حضرت صدیق اکبرؓ کی دو صاحبزادیوں (حضرت اسماءؓ اور حضرت عائشہؓ) نے ستوا اور دوسری کھانے پینے کی چیزیں مہیا کیں اور سفر کی تیاری مکمل ہو گئی اور قرار پایا کہ جب رات کی تاریکی فضا نے مکہ پر چھا جائے گی تو مدینہ کوچل پڑیں گے۔ اسی رات کفار مکہ نے اپنی تجویز کو عملی جامہ پہنانا تجویز کیا تھا۔ انہوں نے سرشام ہی سے حضور اکرم (ﷺ) کے دولت خانہ نبوت کا شانہ کا محاصرہ کر لیا۔ ان کا خیال تھا کہ پچھلی رات کو جب آپ نماز و عبادت کے لئے باہر نکلیں گے تو قریشی تلواروں کی پیاس رسالت مآب (ﷺ) کے خون سے بجھائی جائے گی۔ وہ رات بھر تلواریں چمکاتے رہے۔ لیکن جناب محمد مصطفیٰ (ﷺ) کا خدا اپنے محبوب کو ان تمام سازشوں سے آگاہ کر چکا تھا۔ حضور (ﷺ) آدھی رات کو اٹھے اور اپنے بستر پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سلا دیا۔ اہل مکہ کی جتنی امانتیں آپ (ﷺ) کے پاس تھیں۔ وہ بھی ان کے سپرد کر دیں اور فرمایا کہ علیؓ! تم میرے بستر پر سو رہو اور صبح ہوتے ہی امانتیں حقداروں تک پہنچا دینا اور اس کے بعد میرے نقش قدم پر عازم مدینہ ہو جانا۔

حضور ﷺ جب مکان سے باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ کفار شمشیر بکف مکان کے گرد گھوم رہے ہیں۔ آپ نے ایک مشت خاک پر دم کر کے وہ خاک شاہت الوجہ کہہ کر کفار کی طرف پھینک دی۔ کرمہ قدرت دیکھئے کہ درجنوں آنکھیں باب توبہ کی طرف کھلی ہوئی کے باوجود حضور ﷺ کی تسلیما ت کو دیکھ نہ سکیں۔ آپ حضرت صدیق اکبرؓ کے مکان پر پہنچے اور انہیں ساتھ لے کر شہر سے باہر نکلے اور دونوں مسافر شہر سے چار میل کے فاصلہ پر کوہ ثور تک پہنچے۔ دونوں نے غار ثور میں قیام کیا۔

اب حضرت مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ کا حال سنئے! جب رات کا دامن تاریک چاک ہو گیا تو آپ نماز کے لئے اٹھے۔ دروازہ سے باہر ہی نکلے تھے کہ کفار نے آپ کو پکڑ لیا۔ انہیں حیرت ہوئی کہ رات کو جس سوئے ہوئے انسان کو محمد ﷺ سمجھتے رہے وہ صبح ہوتے ہی علی مرتضیٰ (کرم اللہ وجہہ) کی شکل میں نمودار ہوا۔ اس لئے ان کے غضب کی آگ اور بھی بھڑک اٹھی۔ انہوں نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ محمد ﷺ کہاں گئے؟ انہوں نے جواب دیا کہ پہرہ تو تم رات بھر دیتے رہے اور پوچھتے ہو مجھ سے۔ یہ تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ محمد ﷺ کہاں گئے؟ یہ جواب سنئے ہی چند کا فر مشتعل ہوئے اور انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے طمانچے مارے اور آپ کو پکڑ کر بٹھالیا۔ لیکن جب سورج پوری طرح چڑھ آیا تو انہیں خطرہ محسوس ہونے لگا کہ کہیں بنو ہاشم انتقام کی تلوار نیام سے نہ نکال لیں۔ اس لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو رہا کر دیا گیا۔ آپ نے تمام امانتیں حقداروں کو پہنچا دیں۔ حقیقتاً اسی کام کے لئے حضرت علیؓ کو مکہ میں چھوڑا گیا تھا۔

کفار یہاں سے مایوس ہو کر حضرت صدیق اکبرؓ کے مکان پر پہنچے۔ دروازہ پر دستک دی۔ حضرت اسماءؓ باہر نکلیں اور ابو جہل نے پوچھا لڑکی سچ بتا تیرا باپ کہاں گیا۔ لڑکی نے جواب دیا مجھے خبر نہیں۔

یہ سنتے ہی ابو جہل نے اس بیدردی سے طمانچہ مارا کہ اسماء کے کان کی بالی ٹوٹ کر گر پڑی۔ اس کے بعد کفار مکہ آمدنی کی طرح پھیل گئے۔ مگر حضور ﷺ کا کہیں پتہ نہ چلا۔ آخر اعلان کیا گیا جو شخص محمد ﷺ کو پکڑ کر لائے گا اسے سواونٹ انعام دیا جائے گا۔ اس انعامی اعلان نے بہت سے لوگوں کو متاثر کیا اور وہ آنحضرت ﷺ کی تلاش میں مارے مارے پھرنے لگے۔

اب اس مقدس قافلہ کا حال سنئے! جو غار ثور کے قریب ہے۔ غار میں سب سے پہلے

صدیق اکبر داخل ہوئے۔ آپ نے غار کو صاف کیا۔ جہاں کہیں سوراخ نظر آیا۔ اسے اپنے کپڑوں کی دھجی سے بند کیا۔ جب غار قیام گاہ بننے کے قابل ہو گیا تو حضور ﷺ کو بھی ساتھ لے گئے اور یہ آفتاب و مہتاب متواتر تین شبانہ روز اس تاریک خلوت کدہ میں مقیم رہے۔

دوسری طرف کفار مکہ کو انعام کا لالچ تڑپا رہا تھا۔ وہ سراغ رسانی کے فن سے بھی واقف تھے۔ اس لئے نقش قدم کے نشانات پر غار ثور کے دہانہ تک پہنچ گئے۔ اب انہوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ کیونکہ یہاں سے آگے قدم کے نشان نہ تھے اور ان کی متجسس نظریں غار کے چاروں کناروں سے ٹکرا ٹکرا کر واپس آتی رہیں اور حضور ﷺ کا کہیں پتہ نہ چلتا تھا۔ وہ حیرت و استعجاب کے بحرِ خار میں غوطے کھانے لگے اور حیرت کے ساتھ یہ کہنا شروع کیا۔ معلوم ہوتا ہے کوئی طلسم ہے اور محمد ﷺ آسمان پر چلے گئے ہیں اتنے میں ایک نے کہا ذرا جھانک کر غار کے اندر تو دیکھو دوسرے نے مذاق انداز میں کہا! ہوش میں آو اس اندھیرے غار میں کون جا سکتا ہے؟ تیسرا بولا وہ دیکھو غار کے منہ پر کھڑی کا جالاتا ہوا ہے۔ اگر کوئی اس میں داخل ہوتا تو جالا محفوظ رہ سکتا تھا؟ تیسرا بولا وہ دیکھو وہاں تو کبوتر اڑا اور اس کے انڈے بھی نظر آ رہے ہیں۔

اب کفار کے سامنے مایوسی و نامرادی کے سوا کچھ نہ تھا۔ وہ حیرت و یاس کی دو گونہ مصیبت کا رنج لے کر واپس لوٹے۔ جب کفار مکہ غار ثور کے دہانہ کے پاس کھڑے ہو کر یہ سب باتیں کر رہے تھے تو غار کے اس قدر قریب تھے کہ ان کے پاؤں حضور اکرم ﷺ اور آپ کے رفیق سیدنا ابو بکر صدیقؓ کو نظر آ رہے تھے۔ اس وقت سیدنا صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ حضور ﷺ، کفار آگئے۔ آپ نے جواب دیا۔ ”لا تخرن ان اللہ معنا“ یعنی خوف نہ کرو۔ ہمارے ساتھ اللہ ہے۔ صدیق اکبرؓ نے پھر دوبارہ آنحضرت ﷺ کی توجہ کفار کی طرف مبذول کرائی۔ آپ نے فرمایا تو نے ان دونوں کو کیا سمجھا ہے۔ جن کے ساتھ تیسرا خدا ہے۔

حضرت صدیق اکبرؓ حیرت افزاء طور پر نہیم، عقیل اور دور اندیش و تجربہ کار تھے۔ آپ نے ان مجبور یوں اور قیود کے باوجود ہر قسم کے انتظامات مکمل کر رکھے تھے۔ چنانچہ آپ کی ہدایت کے مطابق عامر بن نفیرہ جو آپ کا غلام تھا۔ دن بھر تو بکریوں کا ادھر ادھر چراتا رہتا اور رات ہوتے ہی ریوڑ کو غار ثور کے قریب لے آتا اور ان دونوں بزرگوں کی خدمت میں دودھ پیش کیا کرتا تھا۔ اسماء بنت ابوبکرؓ لکھانا تیار کر کے رات کے وقت نہایت احتیاط اور اذاری کے ساتھ غار ثور میں پہنچا

دیا کرتی تھیں۔ عبداللہ بن ابوبکرؓ دن بھر کفار کی سرگرمیوں کا مطالعہ کرتے اور رات کو تمام حالات حضور ﷺ کے گوش گزار کر کے چلے آتے۔ تیسرے دن عبداللہ بن ابوبکرؓ کی معرفت حضور ﷺ کو اطلاع ملی کہ کفار مکہ کے جوش کا دریا رفتہ رفتہ اتر رہا ہے۔

اب ساکنانِ ثور نے سفر کی تیاری شروع کی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے عبداللہ بن اریقظ کو پیغام بھیجا کہ اونٹنیاں لے آئے اور یہ شخص اگرچہ مسلمان نہ تھا لیکن بھروسے کے قابل تھا۔ اس لئے حضرت صدیق اکبرؓ نے اسے رازدار سفر بنا رکھا تھا۔ اب ریقظ دونوں اونٹنیاں اور اپنا اونٹ لے کر کوہِ ثور کے دامن میں پہنچ گیا۔ دونوں مسافر غار سے نکلے تو دونوں اونٹنیاں حاضر تھیں۔ ایک پر حضور ﷺ سوار ہوئے۔ اس اونٹنی کا نام غضبا تھا اور دوسری پر حضرت صدیق اکبرؓ اور آپ کے خادم عامر بن فہیرہ بیٹھ گئے۔ حضرت اسماءؓ نے قافلہ کو خدا حافظ کہا اور یہ چل پڑے۔ روانگی سے پہلے حضور ﷺ نے دور سے شہر مکہ پر نظر ڈالی اور حسرت کے ساتھ فرمایا کہ: ”اے مکہ مجھے تمام شہروں کی نسبت تجھ سے زیادہ محبت ہے۔ مگر تیرے باشندوں نے مجھے رہنے نہ دیا۔“

رات ہو چکی تھی۔ تاریکی کی وجہ سے کوئی چیز دکھائی نہ دیتی تھی۔ لیکن یہ گرم رفتار قافلہ دشتِ پیمائی کرتا ہوا بڑھتا گیا۔ دوسرے دن یعنی یکم ربیع الاول کو جب دوپہر کی دھوپ چنگاریاں برسا رہی تھی تو امِ معبد کا خیمہ نظر پڑا۔ یہ بڑھیا بہت زیادہ رحم دل تھی۔ اس نے مسافروں کے پانی پلانے کے لئے جنگل میں سبیل لگا رکھی تھی۔ قافلہ والوں نے یہاں کچھ دیر آرام کیا اور بکری کا دودھ پینے کے بعد چل پڑے۔ ابھی چند ہی قدم چلے ہوں گے کہ پیچھے سے ایک شخص گھوڑے پر تیز رفتار آتا ہوا دکھائی دیا۔ یہ سراقہ بن مالک تھا جو عرب کا بہت بڑا بہادر نوجوان تھا۔ وہ سواونٹ انعام حاصل کرنے کے لئے حضور ﷺ کو گرفتار کرنا چاہتا تھا۔ لیکن حسن اتفاق دیکھئے۔ جب وہ حضور ﷺ پر ہاتھ ڈالنے کا ارادہ کرتا تھا تو اس کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر پڑتا تھا۔ جب اسے دو تین بار اس حادثہ کا سامنا ہوا تو ہوش ٹھکانے آ گئے۔ چلا کر کہنے لگا۔ ”محمد (ﷺ) میری بات تو سن لیجئے۔“ حضور ﷺ نے اونٹنی ٹھہرائی اور فرمایا کہو سراقہ کیا کہتے ہو؟ اس نے عرض کیا میں آپ کو گرفتار کرنے آیا تھا۔ لیکن اس حرکت پر نادم و پشیمان ہوں۔

معاف کیجئے میں واپس جاتا ہوں۔ لیکن مجھے امان نامہ لکھ دیجئے۔ حضور سرورِ دو عالم ﷺ نے یہ بات مان لی اور آپ کے ارشاد پر عامر بن فہیرہ نے اونٹنی پر بیٹھے ہوئے امان

نامہ لکھ دیا۔ سراقہ یہ نامہ لے کر واپس چلا گیا اور راستہ میں جو لوگ اسے ملتے گئے۔ انہیں بھی واپس کرتا رہا۔ یہ سراقہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہو گیا۔ قافلہ عسکان سے ہوتا ہوا روج کی راہ سے قدید تک پہنچا۔ جب مقام العرج آیا تو ایک اونٹ تھک کر بیٹھ گیا اور چلنے کے قابل نہ رہا۔ اس لئے قبیلہ اسلم کے ایک رکن اوسى بن حجر سے اونٹ لیا گیا۔ اوسى نے حفاظت کے لئے ایک غلام بھی ساتھ کر دیا۔ ۸ روز کے بعد یعنی ۱۲ ربیع الاول کو جب آفتاب نصف النہار پر تھا۔ تو یہ قافلہ احترام قافلہ قباء کے قریب پہنچا۔ یہ مقام مدینہ طیبہ سے دو میل پر واقع ہے اور اسے شہر مدینہ کی آبادی سے ملحق سمجھا جاتا ہے۔ چونکہ مدینہ میں آپ کی آمد آمد کا چرچا تھا۔ اس لئے انصار و مہاجرین صبح سے لے کر دوپہر تک قبا میں بیٹھے رہتے اور جب دھوپ ناکابل برداشت ہو جاتی تو اپنے اپنے گھروں کو لوٹ آتے۔ آخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں۔ حضور اکرم ﷺ کا قافلہ آ پہنچا۔ سب سے پہلے ایک یہودی نے دور سے تین شترسواروں کو دیکھا۔ اس نے خیال کیا کہ یہ وہی قافلہ ہے۔ جس کے انتظار میں مسلمان چشم براہ تھے۔ اس نے کوٹھے پر چڑھ کر صدا دی۔ اے دوپہر کو آرام کرنے والو عربو تمہارا مطلوب اور خوش قسمتی کا باعث آ گیا ہے۔ اس آواز سے مدینہ طیبہ میں ہلچل پڑ گئی۔ مسلمان مسرت کے نعرے لگاتے ہوئے گھروں سے نکلے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے دور سے دیکھا کہ ایک ہجوم آ رہا ہے۔ آپ کے دل میں خیال گذرا کہ کہیں لوگوں کو حضور ﷺ سید الانبیاء کے پہچاننے میں دقت نہ ہو۔ اس لئے آپ نے اپنی چادر سے فرق رسالت پر سایہ کر دیا۔ تاکہ آقا اور غلام میں تمیز ہو سکے۔ جب حضور ﷺ ہجوم کے قریب پہنچے تو چھوٹی چھوٹی لڑکیاں جوش مسرت میں گیت گانے لگیں۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔

ہم پر چاند نے رخصت کی گھاٹیوں سے طلوع کیا ہے

جب تک کوئی دعاء کرنے والا ہے ہم پر شکر یہ واجب ہے

اے ہم میں مبعوث ہونے والے رسولؐ

آپ وہ حکم لے کر آئے ہیں جس کی تعمیل ہم پر ضروری ہے

حضور سید المرسلین ﷺ اور آپ کے ساتھی دوشنبہ کو قباء میں داخل ہوئے اور جمعہ تک

وہیں قیام پذیر رہے۔ اسی اثناء میں حضرت علیؓ بھی آ پہنچے۔

حضور اکرم ﷺ نے قباء میں ایک مسجد کی بنیاد بھی رکھی۔ جو اسلام کی سب سے پہلی مسجد

ہے۔ جمعہ کو آپ مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔ ہر مسلمان کی یہ خواہش تھی کہ حضور ﷺ ہمارے یہاں جلوہ فرما ہوں۔ اس لئے مختلف قسم کی کوششیں ہوتی رہیں۔ لیکن آپ نے فرمایا ہماری اونٹنی اللہ کی طرف سے مامور ہے۔ جہاں یہ ٹھہرے گی وہیں ہمارا قیام ہوگا۔ آخر کار اونٹنی ہر جگہ پھر کر حضرت ابویوب خالد بن زید انصاریؓ کے مکان کے قریب بیٹھ گئی اور آپ یہیں تشریف فرما ہوئے۔ یہ تھا اس شعر کا مختصر مفہوم۔

ہے ترک وطن سنت محبوب الہی

ناظرین کرام! اب میں پھر اپنے اصل مضمون کی طرف آپ حضرات کی توجہ مبذول کراتا ہوں۔ چنانچہ اس امر سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ”واللہ یعصمک من الناس“ قرآن کریم کی آیت کا ٹکڑا نہیں اور پھر اس امر سے بھی انکار محال ہے کہ آنحضرت ﷺ ہر میدان ہر معرکہ میں خدا کے اس وعدہ کے تحت دلیرانہ اور پیاکانہ مقابلہ کرتے رہے۔ قتل کی سازشیں ہوئیں۔ جیسا کہ اوپر کے مضمون ”ہجرت نبوی“ کے شروع میں بیان کیا گیا ہے۔ زہر دے کر مارنے کی کوشش کی گئی۔ غرض آپ کو ہر پہلو اور ہر صورت سے موت کے گھاٹ اتارنے کی سعی لاحاصل کی گئی۔ اس قدر جوش و خروش کا کوئی فائدہ نہ ہوا اور ان کی ساری محنت اکارت گئی۔ تمام تدبیریں ناکام رہیں اور ان کے سب ارادے خاک میں مل گئے۔

اعیان مرزائیت! جانتے ہو اس کا باعث کیا ہے؟ ارے کیوں نہیں سمجھتے۔ اس کا باعث صرف اور صرف یہ تھا کہ آپ (محمد ﷺ) خدا کی حفاظت میں تھے۔ خدا آپ کا نگہبان تھا اور آپ کو خدا کے وعدہ پر یقین کامل تھا۔

اب آپ ہی لوگ انصاف کی رو سے بتائیں کہ جب مرزا قادیانی سے بھی یہی بلکہ اس سے بھی قوی وعدہ تھا اور جب مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں کہ خدا کے نبی اس کے راستے میں جان دینے سے دریغ نہیں کرتے تو پھر حج نہ کرنے کا کیا باعث؟ کیا اس کا باعث یہی تو نہیں کہ آپ درحقیقت مسیح موعود نہ تھے ورنہ حدیث نبی کریم ﷺ کے مطابق مسیح موعود کو چاہئے تھا کہ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے اور یا ایسی فضا پیدا کرے کہ جس کے باعث کوئی خطرہ نہ رہے۔

دراصل سچی بات یہی ہے اور بقول مرزا قادیانی بھی حدیث مذکور تاویلات وغیرہ سے پاک ہے اور اس حدیث کے مطابق مسیح موعود کا حج کرنا ضروری ہے۔ اگر مرزا قادیانی

واقعی مسیح موعود ہوتے تو ضرور حج کرتے۔ کیونکہ آپ (مرزا قادیانی) مسیح موعود نہ تھے۔ اس لئے قدرت کا تصرف آپ کو حج کرنے سے مانع رہا۔ پس مسیحیت مرزا قابل قبول نہیں اور یہ عذر سراسر مردود ہے۔

مرزائی عذر نمبر ۳

تیسرا عذر مرزائی دوستوں کی جانب سے یہ پیش کیا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کی صحت درست نہیں تھی اور آپ ہمیشہ بیمار رہتے تھے۔ بیمار پر حج فرض نہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی نے حج نہیں کیا۔

تردید: مرزا قادیانی سے خدا کا وعدہ تھا کہ میں تجھے تمام آفات سے بچاؤں گا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں۔ ”براہین احمدیہ میں ایک یہ بھی پیشین گوئی ہے۔ ”یعصمک اللہ من عنده ولو لم یعصمک من الناس“ یعنی اے (مرزا قادیانی) خدا تجھے تمام آفات سے بچائے گا۔ اگر چہ لوگ نہیں چاہیں گے کہ تو آفات سے بچ جائے۔“

(حقیقت الوحی ص ۲۳۰، خزائن ج ۲۲ ص ۲۴۲)

پھر دوسری جگہ یوں ارشاد ہوتا ہے۔ ”ایک دفعہ باعث مرض ذیابیطس جو عرصہ بیس سال سے مجھے دامن گیر ہے۔ آنکھوں کی بصارت کی نسبت بہت اندیشہ ہوا۔ کیونکہ ایسے امراض میں نزول الماء موتیابند کا سخت خطرہ ہوتا ہے۔ تب خدا نے اپنے فضل و کرم سے مجھے اپنی اس وحی سے تسلی اور اطمینان اور سکینت بخشی اور وہ وحی یہ ہے۔ ”نزلت الرحمة علی ثلث العین وعلی الاخرین“ یعنی تین اعضاء پر رحمت نازل کی گئی۔ ایک آنکھیں اور دو اور عضو۔“

(حقیقت الوحی ص ۳۰۶، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۹)

پھر جناب مرزا یوں قلمی ہیں۔ ”مجھے دماغی کمزوری اور دوران سر کی وجہ سے بہت سی ناطاقی ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اب میری حالت بالکل تالیف و تصنیف کے قابل نہیں رہی اور ایسی کمزوری کہ گویا بدن میں روح نہیں تھی۔ اس حالت میں مجھے الہام ہوا۔ ”تردد الیک انوار الشباب“ یعنی جوانی کے نور تیری طرف واپس کئے گئے۔“ (لطف یہ کہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ اس الہام کے بعد میں نے دہلی میں بڑے دھوم دھام سے شادی کی اور کئی ایک اولاد بھی ہوئی۔ مؤلف)

(حقیقت الوحی ص ۳۰۶، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۹)

حضرات! اور مرزائی دوستو! یہ الہامات اس قدر قوی اور مستقل نظر آئے ہیں کہ تاویل کی گنجائش تک نہیں۔ ان الہامات کے باوجود مرزا قادیانی کا ایک اور الہام ان الفاظ میں ہے۔
 ”میں ہر ایک خبیث مرض سے تجھے (مرزا قادیانی) محفوظ رکھوں گا۔“

(ضمیمہ تحفہ گولڈ ویس ۵، خزائن ج ۱ ص ۴۴)

مرزائی دوستو! دیکھتے ہو کس تو اتر سے تمہارے آقا کی درستی صحت کی نسبت الہام نازل ہو رہے تھے۔ جب یہ صورت موجود ہے تو پھر اس قسم کے دلائل اور حقائق کو پس پشت ڈال کر یہ امر کب قابل تسلیم ہو سکتا ہے کہ مرزا قادیانی بیمار تھے اور بوجہ بیماری کے ادائے فریضہ حج سے قاصر نہیں بلکہ محروم رہے۔

دوستو! سوچو تو سہی کہ مرزا قادیانی کی صحت کا ذمہ خداوند کریم خود عرش بریں پر لے رہا ہے کہ میں کوئی خبیث مرض تیرے نزدیک نہ آنے دوں گا اور تجھے تمام آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رکھوں گا۔ یہاں تک کہ خدا نے بعض عضو کا نام تک بتا دیا ہے کہ اس عضو کو ہر ایک آفات سے محفوظ رکھوں گا۔ صرف دو اعضاء ایسے تھے جن کا نام اللہ میاں نے نہ بتایا۔ (بقول مرزا قادیانی) یا اگر بتایا بھی ہو تو کسی خاص مصلحت یا باعث حیاء سے مرزا قادیانی نے ظاہر نہ کیا ہو۔ واللہ اعلم!

مگر خیر لفظ (آخرین) سے ہی ناظرین سمجھ لیں گے کہ وہ اعضاء وہی ہوں گے جن کا تعلق ذیابیطس جیسے خبیث و موذی مرض سے تھا۔ بہر صورت یہ تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مرزا قادیانی کی صحت کا ذمہ خداوند تعالیٰ نے بطور ٹھیکہ کے لیا ہوا تھا۔ مگر افسوس باوجود اس کے بھی مرزا قادیانی حج نہ کر سکے اور آج مرید یا امتی یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ مرزا قادیانی بیمار تھے۔ اس لئے حج نہ کر سکے۔

مرزائی دوستو! کیا خدا نے مرزا قادیانی سے غلط وعدہ کیا تھا۔ کم از کم وہ الہام ہی بتا دو جس میں خدا تعالیٰ نے اپنے الہامات متعلقہ کو منسوخ قرار دیا ہو۔ ورنہ لوگ کہیں گے۔

بے خودی بے سبب نہیں غالب

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

جناب مرزا قادیانی درحقیقت بیمار تھے اور ان کو مندرجہ ذیل امراض بقول مرزا قادیانی

اور ان کی امت لاحق تھے۔ (۱) مرقا۔ (۲) ذیابیطس۔ (۳) اسہال۔ (۴) دوران سر۔ (۵) کثرت پیشاب۔ (۶) ہسٹریا۔ (۷) کمی خواب۔ (۸) تشنج قلب۔ (۹) بد ہضمی۔ (۱۰) درد سر۔ (۱۱) ضعف اعصاب۔ (۱۲) حافظہ اچھا نہیں۔ (۱۳) مرزا قادیانی دائم المریض تھے۔ (اخبار بدر مورخہ ۷ جون ۱۹۰۶ء ص ۵، حقیقت الوحی ص ۳۳۲، ۳۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۳۵۸، ریویو آف ریلیجز ماہ اگست ۱۹۲۳ء ص ۶، ۹، ریویو ماہ مئی ۱۹۴۷ء ص ۲۶، ریویو ماہ اپریل ۱۹۲۵ء، ج ۲۳ ص ۴۵، کتاب منظور الہی ص ۳۲۸، سیرت المہدی ج ۱ ص ۳، در نسیم دعوت ص ۷۱ حاشیہ)

چونکہ مرزا قادیانی مذکورہ امراض کے مریض تھے۔ اس لئے مرزائی حضرات کو واقعی اچھا موقع مل گیا ہے کہ ان امراض کی وجہ سے مرزا قادیانی حج نہ کر سکے۔ اس بات کا کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ جب مرزا قادیانی کی صحت کا ذمہ دار خدا تھا تو مرزا قادیانی بقول خود ان موذی اور خبیث امراض کے شکار کیوں بنے؟ اس کا جواب ہمارے ذمہ ہے۔

باادب عرض ہے کہ جب رسول کریم ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا تھا کہ مسیح موعود ضرور حج کرے گا اور مرزا قادیانی بھی اس حدیث کے مصدق ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں تاویل اور مستثنیٰ کی قطعاً گنجائش نہیں۔ بلکہ یہ خبر اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے اور مسیح کو ضرور حج کرنا ہوگا۔

ناظرین کرام! مسیح موعود کی تونی الحقیقت یہی شرط تھی۔ مگر آپ (مرزا قادیانی) چونکہ درحقیقت مسیح موعود نہ تھے اور نہ خدا نے آپ کو مسیح بنا کر بھیجا اور نہ مسیح کی بعثت کا یہ طریقہ تھا۔ نہ آپ اس حدیث کے مطابق تھے۔ اس واسطے خدا کی حکمت نے یہ تقاضا کیا کہ آپ کو بیمار کر کے مشہور نشان مسیح موعود (حج) سے روکا جائے۔ تاکہ دنیا آپ کے دھوکے کا شکار نہ ہو۔ پس ثابت ہوا کہ آپ خالص پنجابی مسیح تھے اور خدا نے اپنی خاص حکمت کے ماتحت مرزا قادیانی رئیس قادیان کو حج جیسے عظیم الشان نشان سے محروم رکھا۔

مرزائی دوستو! سنبھل کر پاؤں رکھنا میکدہ میں شیخ جی صاحب۔

یہاں پکڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

فصح احمد بہاری!



سید انیسویں لائبریری
سیکرٹری انسٹی ٹیوٹ، سہیلہ پور، لاہور

ذاتِ مبرا

سیکرٹری انجمن تائید الاسلام لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

تمہید!

انجمن اصلاح المسلمین عرصہ سے مرزائیت کے رد میں تبلیغی خدمات انجام دے رہی ہے اور عرصہ سے اشتہارات وغیرہ بھی شائع کرتی رہتی ہے۔ مسلمانوں کا بھی فرض ہے کہ مرزائیت کے رد میں امدادی حصہ لیں۔

اس رسالہ کی اشاعت کی غرض و غایت اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ ہر ایک شخص بیک نگاہ دیکھ سکے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال والہامات وغیرہ آپس میں کس قدر متضاد ہیں اور اسے قادیانی لٹریچر کی چھان بین میں اپنا قیمتی وقت ضائع نہیں کرنا پڑے۔ جس شخص کا کلام جسے وہ خدا کی طرف منسوب کر کے دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ آپس میں متضاد ہو۔ وہ قرآن حکیم کے فرمان کے مطابق صادق نہیں ٹھہر سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”افلا يتدبرون القرآن ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافاً كثيراً“

پس ہم کو اسی اصول پر مرزا قادیانی کے اقوال کو پرکھنا چاہئے اور اس بحث میں نہ پڑنا چاہئے کہ رسول کریم ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے یا کھلا ہے اور انبیاء آسکتے ہیں یا نہیں۔ کیونکہ یہ سعی لا حاصل ہوگی اور اس کا نتیجہ کچھ نہیں نکلے گا۔ جس شخص کے اقوال کا کچھ اعتبار نہ ہو۔ آج ایک بات کہی، کل عین اس کے برخلاف کیا، وہ بھی خدا کا فرستادہ ہو سکتا ہے؟ یہ ایک ایسی سیدھی بات ہے جو ہر ایک کے فہم میں آسکتی ہے اور اس کے سمجھنے کے لئے کسی منطق یا فلسفہ کی ضرورت نہیں۔

اس رسالہ میں ہم نے مرزا قادیانی کے وہ اقوال بھی تھوڑے سے جمع کر دیئے ہیں۔ جہاں انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے۔ علانیہ جھوٹ بولا ہے۔ اپنے تئیں دوسرے انبیاء سے افضل قرار دیا ہے اور دیگر خلاف شریعت باتوں کا اظہار کیا ہے۔ خدا کرے یہ مختصر رسالہ گمراہوں کے لئے موجب ہدایت ہو۔

خاکسار: محمد ادریس، سیکرٹری انجمن اصلاح المسلمین بھوجلہ پہاڑی دہلی!

مرزا قادیانی نے مسلمانوں کی توہین کی

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴، خزائن ج ۵ ص ۵۴) میں ہے۔ ”ہر ایک مسلمان نے مجھ کو

قبول کیا اور میری دعوت کی تصدیق کی ہے۔ مگر زانیہ عورتوں کی اولاد نے مجھ کو قبول نہیں کیا۔“

(انوار الاسلام ص ۳۰، خزائن ج ۹ ص ۳۱) میں ہے۔ ”جو شخص ہماری پیش گوئی آتھم کی تصدیق کر کے ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں۔“

(نجم الہدیٰ ص ۱۰، خزائن ج ۱۳ ص ۵۳) میں ہے۔ ”ہمارے دشمنوں کی عورتیں کیتوں سے بدتر ہیں۔ ہمارے دشمن جنگل کے سور ہو گئے ہیں اور ان کی عورتیں کیتوں سے بدتر ہیں۔“

سرور کائنات اور خلیفہ قادیان

(انوار خلافت ص ۳۳) میں ہے۔ ”مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد“ کے مصداق مرزا قادیانی ہیں، پس اس آیت میں جس رسول احمد نام والے کی خبر دی گئی ہے وہ آ حضرت ﷺ نہیں ہو سکتے۔ اس پیش گوئی کے مصداق مسیح موعود ہی ہو سکتے ہیں نہ کوئی اور۔ (مسلمانو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو آ حضرت ﷺ کی خبر دے رہے ہیں اور آگے اسی قرآن شریف میں لکھنا ہے کہ جب وہ آ گیا) تو کہا کافروں نے یہ صریح جادو ہے اس سے زیادہ اور تو ہیں آ حضرت ﷺ کی کیا ہو سکتی ہے۔ مسلمانو! سوچ کر جواب دو ایسے لوگوں سے پرہیز کرو۔

آ حضرت ﷺ کی توہین

(الفضل مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۳۰ء، ج ۱۷ ص ۱۰۳) میں ہے۔ ”قرآن میں بعض ایسی پیش گوئیاں ہیں۔ جن کا حقیقی مفہوم رسول اللہ ﷺ پر بھی نہیں کھلا۔ (مرزا نیو! سچ بتاؤ مرزا قادیانی پر حقیقی مفہوم کھلایا نہیں۔ اگر کھلا تو مرزا قادیانی آ حضرت ﷺ سے افضل ہو گئے)“

(ازالہ اوہام حصہ اول ص ۳۳، خزائن ج ۳ ص ۲۷) میں ہے۔ ”اگر آ حضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ موجود نہ ہونے کسی نمونہ کے منکشف نہ ہوئی اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی کیفیت کھلی اور نہ یا جوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الہی نے اطلاع دی اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت ظاہر فرمائی گئی اور صرف امثلہ قریبہ اور صورتشابیہ اور امور متاکلمہ کے طرز بیان میں جہاں غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قویٰ کے ممکن ہے۔ اجمالی طور سے سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۰) میں ہے۔ ”کیونکہ پیش گوئی کے سمجھنے میں قبل اس کے کہ پیش گوئی ظہور میں آوے۔ بعض اوقات نبیوں نے بھی غلطی کھائی ہے۔ پھر اگر صحابی نے غلطی کھائی تو

کون سے بڑے تعجب کی بات ہے۔ ہمارے رسول خدا ﷺ کی فراست اور فہم تمام امت کی مجموعی فراست اور فہم سے زیادہ ہے۔ اگر ہمارے مسلمان بھائی جلدی سے جوش میں نہ آجائیں تو میرا یہی مذہب ہے جس کو دلیل کے ساتھ پیش کر سکتا ہوں کہ تمام نبیوں کی فراست اور فہم آپ کی فراست کے برابر نہیں۔ مگر پھر بھی بعض پیشین گوئیوں کی نسبت آنحضرت ﷺ نے اقرار کیا ہے کہ میں نے ان کی اصل حقیقت سمجھنے میں غلطی کھائی۔“ (کیا کوئی قادیانی اتنی جرأت رکھتا ہے کہ وہ صحیح حدیث سے ثابت کرے جہاں آنحضرت ﷺ نے اقرار کیا ہو اور اگر نہیں دکھا سکتے تو یقیناً مسلمانو تم سمجھ لو کہ مرزا قادیانی نے آنحضرت ﷺ کی تذلیل کی ہے) اور مرزا غلام احمد قادیانی کا ذب تھے۔

(اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳) میں ہے۔ ”هو الذی ارسل رسولہ بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الذین کلہ“ مجھے بتایا گیا ہے کہ تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔

سردار دو جہاں کی توہین، مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہو گیا ہے (حقیقت الروایا ص ۴۶) میں ہے۔ ”قادیان تمام دنیا کی بستیوں کی ام (ماں) ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے کوئی نہ کاٹا جاوے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا یا نہیں۔“

اب حج کا مقام صرف قادیان ہے

(مخلص از برکات خلافت ص ۵) میں ہے۔ ”ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کے لئے مقرر کیا ہے۔“
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

(دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰) میں ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

”خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں

بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہیں کرتا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۶، ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱) میں ہے۔ ”حضرت مسیح کی تین نانیاں اور دادیاں زنا کار اور کبھی عورتیں تھیں۔ آپ کا خاندان بھی پاک اور مطہر تھا جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔“

(حاشیہ کشتی نوح ص ۶۵، خزائن ج ۱۹ ص ۷۱) میں ہے۔ ”یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰) میں ہے۔

ایک منم کہ حسب بشارت آدم
عیسیٰ کجاست تا نہد پابمخبرم

(اخبار بدر ۹ مئی) میں ہے۔ ”ایک دفعہ حضرت مسیح زمین پر آئے تھے تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی کروڑ مشرک دنیا میں ہو گئے۔ دوبارہ آ کر دنیا میں کیا بنائیں گے کہ لوگ ان کے آنے کے خواہش مند ہیں۔“

(مگر قرآن میں خدا فرماتا ہے کہ مسیح دین و دنیا میں عزت والا اور خدا کے مقرب بندوں میں سے ہے۔ اب قادیانیوں کو اختیار ہے کہ قرآن کریم کی بات مانو یا مرزا قادیانی کی؟ مگر تم تو مرزا قادیانی ہی کی بات مانو گے) تم کو قرآن مجید سے کیا غرض ہے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹) میں ہے۔ ”یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔“ ”عیسائیوں نے بہت سے معجزات آپ کے لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ آپ کے ہاتھ میں سوا کمر و فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔“

(ضمیمہ نمبر ۳۳ منسلک کتاب تریاق القلوب) میں ہے۔ ”اور چونکہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس لئے حضرت مسیح کی عادت کارنگ مجھ میں پایا جانا ضروری ہے۔“

(اعجاز احمدی ص ۳۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۹) میں ہے۔ ”خبیث ہے وہ انسان جو اپنے نفس سے کالموں اور راست بازوں پر زبان دراز کرتا ہے۔“

مرزا نیو! یہ مضمون کس پر صادق آتا ہے۔ سوچ کر جواب دینا۔
حضرت امام حسین علیہ السلام کی توہین
صد حسین است در گریبانم

(در تین ص ۱۷۱)

(دفع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳) میں ہے۔ ”اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں سے ایک ہے جو اس حسین سے بڑھ کر ہے۔“

مرزا نیو! یہ عبارتیں دونوں مرزا قادیانی کی ہیں۔ دوسری عبارت مرزا قادیانی پر کس خوبی سے چسپاں ہو رہی ہے۔ کیا اب بھی تم مرزا قادیانی کو نہ چھوڑو گے۔
مرزا قادیانی کا نبوت کا دعویٰ

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۱) میں ہے۔ ”میں نے اپنے رسول مقتداء سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ نبی اور رسول ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور سے نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہیں معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سواب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔“

(حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶) میں ہے۔ ”اس امت میں بھی میں ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰) میں ہے۔ ”جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف انہی معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰) میں ہے۔ ”اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کہ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ حدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔“

(مرزا قادیانی کا خط ایڈیٹر اخبار عام کے نام مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء) میں ہے۔ ”میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور جس حالت میں خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کر سکتا ہوں۔“

حضرت ابو بکر صدیقؓ پر فضیلت

(اشتہار معیار الاخیار، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۸) میں ہے۔ ”میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا تھا کہ کیا وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے درجہ پر ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ بعض انبیاء سے بھی بہتر ہے۔“

مرزا قادیانی کا نہ ماننے والا کافر ہے

(حقیقت الوحی ص ۱۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۸) میں ہے۔ ”جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیش گوئی موجود ہے تو وہ مؤمن کیونکر ہو سکتا ہے۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۷۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵) میں ہے۔ ”کفر دو قسم پر ہے۔ ایک یہ کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا۔ جسے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے۔ کافر ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔“

(دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۲) میں ہے۔ ”میاں شمس الدین سیکرٹری انجمن حمایت الاسلام کتنی ہی دعاء کر لیں۔ ہرگز قبول نہ ہوگی۔ اس لئے کہ وہ کافر ہیں اور کافروں کی دعائیں خدا کے ہاں مقبول نہیں۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۷۴) میں ہے۔ ”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔“

غیر احمدی، ہندو اور عیسائیوں کی طرح کافر ہیں

(ملائکۃ اللہ ص ۴۶) میں ہے۔ ”جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے۔ وہ یقیناً حضرت مسیح

موجود کو نہیں غیث اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے۔ جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو۔ مگر تم سے اچھے کافر رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔ مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو۔ (اے مسلمانو! کیا اب بھی تم احمدیوں کے جلسوں میں شریک ہوا کرو گے سوچ کر جواب دینا)“

کسی مسلمان کا جنازہ مت پڑھو

(انوار خلافت ص ۹۳) میں ہے۔ ”قرآن شریف سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسا شخص جو بظاہر اسلام لے آیا ہے۔ لیکن یقینی طور پر اس کے دل کا کفر معلوم ہو گیا ہے تو اس کا بھی جنازہ جائز نہیں۔ پھر غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ (قادیانیو آیت کون سی ہے۔ ذرا دکھانا اور اگر نہ دکھا سکو تو شرمندہ ہو جانا)

غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ مت پڑھو

(انوار خلافت ص ۹۲) میں ہے۔ ”پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ یہی نہیں پڑھنا چاہئے۔ (اے مسلمانو! تمہارے شیرخوار بچے بھی قادیانیوں کے نزدیک مسلمان نہیں)۔“

مرزا قادیانی کا افتراء مجدد الف ثانی پر

(حقیقت الہی ص ۳۹۰، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۶) میں ہے۔ مرزا قادیانی حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات میں سے ایک عبارت کا ترجمہ نقل کرتے ہیں۔ جو بکنسبہ درج ہے۔ ”اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔ لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔“

کیا کوئی قادیانی اتنی ہمت رکھتا ہے کہ اصل کتاب میں سے یہ لفظ دکھائے اور اگر نہ دکھا سکے اور قیامت تک نہیں دکھا سکتا تو کم از کم مرزا قادیانی کو جھوٹا تو مانے۔ اور ہم پبلک کے فائدے کے لئے اور قادیانیوں کے دھوکے سے بچنے کے لئے اصل کتاب میں سے عبارت پیش کرتے ہیں۔

(مکتوبات امام ربانی جلد ثانی ص ۹۹، مکتوبات ۵) میں ہے۔ ترجمہ: حق تعالیٰ سے کلام دو بدو

ہونا مخصوص بانبیاء ہے۔ یہ نعمت بعض متبعین کو بطور وراشت میسر ہوتی ہے اور اگر بکثرت ہو تو محدثیت سے موسوم ہوتی ہے۔ جیسے کہ عمر فاروقؓ۔

مرزا قادیانی کا افتراء امام بخاریؒ پر

(شہادت القرآن ص ۴۱، خزائن ج ۶ ص ۳۳۷) میں ہے۔ ”صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخر زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ: ”ہذا خلیفۃ اللہ المہدی“ اب سوچو کہ حدیث کس بابہ اور مرتبہ کی ہے۔ (کیا کوئی قادیانی اس حدیث کو صحیح بخاری میں دکھا سکتا ہے) ہم پہنچ کرتے ہیں کہ کوئی مرزائی قیامت تک مرزا قادیانی کے چہرے سے اس جھوٹ کو نہیں مٹا سکتا۔ اگر ہمت ہے تو میدان میں آئیے اور اپنے گرو کے چہرہ سے اس جھوٹ کے دہبہ کو مٹائیے۔

مرزا قادیانی کا جھوٹ

مرزا قادیانی کا تیسرا افتراء

”چونکہ عبداللہ آتھم ایک انسان کو خدا مانتا ہے اور رسول کریم ﷺ کو بد زبانی سے یاد کرتا ہے۔ اس لئے میں پیش گوئی کرتا ہوں کہ وہ پندرہ ماہ کی عرصہ میں مرجائے گا۔ اگر اس میعاد میں نہ مرے تو میں کاذب اور جھوٹا ہوں۔“ (خدا کی شان دیکھئے عبداللہ آتھم پندرہ ماہ کی میعاد میں نہ مرا)

(اعجاز احمدی ص ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۱۰۸) میں ہے۔ اب مرزا قادیانی نے ایک نئی تراشی ”میری پیش گوئی میں تھا کہ کاذب صادق کی زندگی میں مرجائے گا۔ کیا وہ میری زندگی میں نہیں مرا۔ اگر پیش گوئی سچی نہیں نکلی تو مجھے دکھاؤ کہ آتھم کہاں ہے۔“ مرزائیو! کیا مسیح موعود کے لئے جھوٹ بولنا بھی ضروری ہے؟ ہے کوئی مرزائی جو اس عبارت کو اصل پیش گوئی میں سے دکھا کر اپنے گرو کی پیشانی سے جھوٹ کے داغ کو مٹائے۔

مرزا قادیانی کا چوتھا جھوٹ

(کشتی نوح ص ۵، خزائن ج ۱۹ ص ۵) میں ہے۔ ”قرآن شریف میں بلکہ بعض صحیفوں میں یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔ بلکہ مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔ پھر حاشیہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون کا پڑنا بائبل کی کتابوں میں موجود ہے۔“ (زکریا ۱۲، ۱۳، انجیل متی ۲۴، ۲۵، مکاشفات یوحنا ص ۱۳)

جھوٹ نمبر ۱ کا جواب

یہ قرآن میں نہیں لکھا کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔ مرزا نیو! اگر ہمت ہے تو قرآن میں دکھاؤ اور گرو کے چہرہ پر سے جھوٹ کا دھبہ مٹاؤ۔

جھوٹ نمبر ۲ کتاب زکریا نبی ۱۴ آیت ۱۲

کہاں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔ اگر مرزا نیو! سچے ہو تو دکھاؤ۔

جھوٹ نمبر ۳، انجیل متی باب ۱۴ آیت ۸

کہاں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔ مسلمانو! تم قادیانیوں سے مطالبہ کرو کہ یہ حوالے دکھاؤ اور قرآن کریم پر جو اتہام لگایا ہے۔ اسے صاف کرو اور ان لوگوں سے بچو جو شخص قرآن مجید میں اتہام لگاوے۔ کیا وہ مجدد یا مسیح یا نبی ہو سکتا ہے۔ مسلمانو! خدا را ایسے لوگوں سے بچو اور لوگوں کو بچاؤ۔

مرزا قادیانی کا پانچواں جھوٹ

(اربعین نمبر ۳ ص ۹، خزائن ج ۷ ص ۳۹۴) میں ہے۔ ”مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی محمد اسماعیل علی گڑھی نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ کاذب ہے تو یہ ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا۔ کیونکہ وہ کاذب ہے۔ مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح پران کی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کان تھا۔“

نمبر ۳: مولوی غلام دستگیر کی کتاب دور نہیں۔ مدت سے چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ دیکھو کس دلیری سے لکھتا ہے۔ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے پہلے مرے گا۔

اے مسلمانو! کیا آپ مطالبہ کریں گے کہ ان دونوں مولوی صاحبان نے اپنی اپنی کتابوں میں کہاں لکھا ہے۔ دکھاؤ؟ قادیانی حضرات قیامت تک نہیں دکھا سکتے اور اگر انہوں نے دکھا دیا تو میں سو روپے انعام دینے کو تیار ہوں۔ ورنہ وہ ابھی کہہ دیں کہ مرزا قادیانی جھوٹے تھے اور انہوں نے اتہام لگایا ہے۔

مرزا قادیانی کا جھوٹ

(اعجاز احمدی ص ۲۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۲) میں ہے۔ ”اس وقت ایک لاکھ سے زیادہ میری جماعت ہے۔ اگر پیش گوئی پورا ہونے کے گواہ اکٹھے کئے جائیں تو میں خیال کرتا ہوں تو ساٹھ لاکھ

سے بھی زیادہ ہوں گے۔ مجھے قسم ہے خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ نشان جو میرے لئے ظاہر کئے گئے ہیں اور میری تائید میں ظہور میں آئے ہیں۔ اگر ان کے گواہ ایک جگہ کھڑے کئے جائیں تو دنیا میں کوئی بادشاہ ایسا نہ ہوگا کہ اس کی فوج ان گواہوں سے زیادہ ہو۔“

(تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵) میں ہے۔ ”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے اس قدر کتابیں لکھی اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں جمع کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔“ (قادیانیو! وہ رسائل اور کتابیں بھیج دو ہم ان کو ایک الماری میں رکھ دیں گے)

(الحکم مورخہ ۷ جولائی ۱۹۰۵ء) میں ہے۔ ”میرے آنے کے دو مقصد ہیں۔ مسلمانوں کے لئے یہ اصل تقویٰ اور طہارت قائم ہو اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب اور ان کا مصنوعی خدا نظر نہ آوے۔ دنیا اس کو بھول جاوے۔ خدائے واحد کی عبادت ہو۔“ (قادیانیو! کیا یہ دونوں باتیں مرزا قادیانی نے پوری کیں، کیا کسر صلیب کی) بلکہ انہوں نے اور مضبوط کر دی یعنی اتنے اشتہارات اور کتابیں انگریزی اطاعت کے بارے میں لکھے کہ پچاس الماریاں بھی ناکافی ہیں تو ان دونوں قولوں میں سے کون سا قول سچا ہے اور کون سا غلط ہے۔

(چشمہ معرفت ص ۲۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۲۳۱) میں ہے۔ ”ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس کا اعتبار نہیں رہتا۔“

مرزا قادیانی عالم الغیب تھے

”علم غیب پر مجھے اس طرح قابو حاصل ہے۔ جس طرح سوار کو گھوڑے پر ہوتا ہے۔“

(ضرورت امام ص ۱۳، خزائن ج ۱۳ ص ۲۸۳)

مسلمانو! سچ بتاؤ۔ اب مرزا قادیانی میں اور خدا تعالیٰ میں کیا۔ فرق رہا۔ تو کیوں نہ آپ نے معلوم کر لیا کہ آتھم پندرہ ماہ کے بعد مرے گا۔ آپ کو ۶ ستمبر کو تاریخی ذلت نہ اٹھانی پڑتی، جیسا کہ شاعر کہتا ہے۔

ایسی مرزا کی گت بناویں گے

سارے الہام بھول جاویں گے

خاتمہ ہوئے گا نبوت کا

پھر فرشتہ کبھی نہ آویں گے

(نقول الہامات مرزا)

سید الشہداء حضرت امیر المومنینؑ کی زندگی پر مشتمل ایک تاریخی اور علمی کتاب ہے۔

امیر المومنینؑ

سیکرٹری دارالاشاعت رحمانی مونگیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ!

”نحمد الله العلی العظیم ونصلی علی رسولہ الکریم“

یہ خاکسار دردمندان اسلام سے عرض کرتا ہے کہ اس وقت میں مذہب الہی اسلام پر ہر طرف سے یورشیں ہو رہی ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیرووں نے بظاہر دین اسلام کو مان کر بہت کچھ بیخ کنی کی اور کر رہے ہیں اور بہت سے عوام ناواقف اور بعض تعلیم یافتہ حضرات ان کے فریب میں آگئے اور بعض انہیں کلمہ گو خیال کر کے ان سے جھگڑا کرنا فضول سمجھتے ہیں۔ مگر یہ ناواقفی کا سبب ہے۔ اگر یہ حضرات مرزا قادیانی کی واقعی حالت کو معلوم کرتے تو ہرگز ایسا نہ کہتے۔ مرزا قادیانی کو دین اسلام سے یا کسی دین سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اپنے آپ کو مسلمان کہنا، اسلام کا اقرار کرنا صرف اس غرض سے ہے کہ مسلمانوں کے سوا کسی مذہب کے لوگوں نے انہیں نہیں مانا۔ وہ تو اعلانیہ ایسی باتیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مخالفین اسلام ہمارے مذہب پر اعتراض کریں۔ اس کی تشریح پہلے فیصلہ آسانی کے تینوں حصوں میں کی گئی ہے۔ دوسری شہادت آسانی سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ ایک رسالہ حقیقت رسائل اعجازیہ مرزا سے چھپا ہے۔ اس میں صاف طور سے مرزا قادیانی کی اس حالت کو دکھایا ہے۔ اس کی تہ تک پہنچنے کے لئے تو زیادہ نظر اور غور کی ضرورت ہے۔ ہمیں تو یہ تعجب ہے کہ فیصلہ آسانی حصہ اول و دوم کو مشتہر ہوئے عرصہ ہو گیا۔ اس میں کس کس طرح سے مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا دکھایا ہے اور نہایت دعویٰ سے کہا ہے کہ اس کا کوئی مرزائی جواب نہیں دے سکتا اور ”بفحوائی الحق یعلو ولا یعلیٰ“ غلبہ حقانیت کا ایسا ظہور ہوا کہ تمام دنیا کے مرزائی اب تک جواب سے عاجز ہیں۔ مگر ارشاد خداوندی ”ختم اللہ علی قلوبہم“ کی صداقت بخوبی ثابت ہو رہی ہے کہ بعض ذی علم بھی اس اعلانیہ گمراہی سے علیحدہ نہیں ہوتے۔ خیال کیا جائے کہ فیصلہ آسانی کے پہلے حصہ میں ان کی اس الہام کا جھوٹا ہونا قطعاً اور یقینی طور سے ثابت کیا گیا ہے۔ جس کے سچے ہونے پر مرزا قادیانی کو ایسا ہی ایمان تھا۔ جیسے خدا کی توحید اور حضرت سرور انبیاء علیہم السلام کی رسالت پر، اور پھر لطف یہ کہ اس کے کاذب ہونے پر جس قدر عذرات مرزا قادیانی نے اور ان کے پیروؤں نے پیش کئے تھے۔ ان سب کا نہایت معقول اور مدلل جواب دیا گیا۔

اب صداقت ثابت کرنے سے عاجز ہیں۔ مگر اس اعلانیہ جھوٹ کو چھوڑتے نہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا کہ صرف ایک الہام ہی جھوٹا نہیں ہوا۔ بلکہ اس کی وجہ سے ۲۲ خبریں مرزا قادیانی کی جھوٹی ہوئیں۔

(فیصلہ ج ۱ ص ۳۹)

اور مرزا قادیانی اپنے اقرار سے ذلیل اور رو سیاہ ہوئے۔ (فیصلہ ص ۴۴)
 مگر مہربد ہاں ہیں۔ کچھ جواب نہیں دیتے۔ آسمانی شہادت کا غل جچایا تھا اور اکثر
 رسالوں میں اس کا ذکر کیا اور ان کے مرید مولوی فخریہ کہتے پھرتے تھے کہ اب تو چاند گہن اور سورج
 گہن ہو گیا۔ اب مرزا قادیانی کی صداقت میں کیا شبہ رہا۔ جب رسالہ شہادت آسمانی لکھ کر
 مرزا قادیانی کے کذب کا معائنہ کر دیا گیا اور یہ معائنہ متعدد طریقے سے کرایا گیا۔

.....۱ پانچ طریقوں سے اس روایت کو غیر معتبر ثابت کیا۔ جس کی بنیاد پر مرزا قادیانی نے
 اپنی آسمانی شہادت ثابت کرنا چاہتی تھی۔

.....۲ اگلے بزرگوں کے ایسے چھ رسالے پیش کئے گئے۔ جن میں امام مہدی کی علامات کی
 حدیثیں لکھی ہیں۔ ان میں سے کوئی علامت مرزا قادیانی میں نہیں پائی گئی۔ بلکہ ان
 کے برعکس پایا گیا۔

.....۳ حدیث کا مطلب بالکل غلط بیان کیا۔

.....۴ حدیث میں اعلانیہ تحریف کی اور اپنی طرف سے ان میں قیدیں بڑھائیں۔

.....۵ ان کی سب باتوں کو مان کر بھی انہیں جھوٹا ثابت کیا۔ مگر مرزائیوں کی عقل و فہم پر ایسا
 پردہ پڑا ہے کہ صداقت کا آفتاب انہیں نہیں سوچتا۔ افسوس، اب راقم الحروف ان کی
 خیر خواہی دوسرے طریقے سے کرتا ہے اور مرزا قادیانی کی حالت کو مختصر طریقہ سے
 دکھانا چاہتا ہے۔

خانقاہ رحمانیہ سے بغرض ہدایت دو ورقہ مضمون بھی نکلتا تھا۔ جس کا نام صحیفہ محمدیہ تھا۔
 اس کے پانچ نمبروں کو کسی قدر پیشی و کمی کر کے اس رسالہ میں جمع کرتا ہوں۔ اس میں دراصل
 ۵ مضمون ہیں۔ پہلا یہ کہ مرزا قادیانی کے الہامات جھوٹے تھے اور ایسے معرکہ کے الہام جھوٹے
 ہوئے۔ جس سے ان کی بڑی ذلت ہوئی۔ دوسرا یہ کہ مرزا قادیانی کے کلام سے بخوبی ثابت ہوتا
 ہے کہ ان کے قلب میں انبیاء علیہم السلام کی کچھ عظمت نہ تھی اور جناب رسول اللہ ﷺ کی مدح
 سرائی صرف مسلمانوں کے فریب دینے کی غرض سے تھی۔ کیونکہ ان کی بے انتہاء کوشش کے بعد بھی
 مسلمانوں کے سوا کسی دوسرے مذہب والے نے انہیں نہیں مانا۔ اب اگر حضرت سرور انبیاء علیہم
 السلام کی اس قدر مدح سرائی اور دعویٰ پیروی کا نہ کرتے تو مسلمان بھی انہیں نہ مانتے۔ ان دونوں
 مضمون میں جھوٹے الہاموں کے علاوہ انکے فریب بھی ظاہر کئے ہیں۔ جن سے کمال حیرت ہوتی
 ہے کہ ایسا بڑا دعویٰ اور یہ حالت افسوس!

تیسرے مضمون میں چند طالین حق کے وہ خواب ہیں۔ جنہوں نے طلب حق کی غرض سے مرزا قادیانی کی حالت معلوم کرنے کے لئے استخارہ کیا اور خواب میں ان کی حالت معلوم ہوئی۔ اس کے لکھنے کی ضرورت یہ ہوئی کہ مرزائی حضرات نے اکثر کہا کہ اگر مرزا قادیانی کی صداقت معلوم کرنا چاہتے ہو تو استخارہ کرو۔ بہت لوگوں نے ایسا کیا اور انہیں صداقت معلوم ہوئی۔ مگر صحیفہ محمدیہ نمبر ۳ سے اس بیان کی اصلی حالت بخوبی معلوم ہو سکتی ہے۔ خصوصاً ان خوابوں سے جو پہلے مرزا قادیانی کو مان چکے تھے اور پھر انہیں خیال ہوا اور خواب میں ان کی حالت دیکھی۔ وہ نہایت ہی اعتبار کے لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ راہ مستقیم پر قائم رکھے۔ آمین! چوتھے مضمون میں قادیانی فرشتہ کے زبان قلم سے خلیفہ قادیان کی معزولی اور مرزا قادیانی کے دس جھوٹ بیان ہوئے ہیں۔ پانچویں مضمون میں مرزائیوں کے صدر انجمن کے مناظرہ میں نہایت فاش شکست کا ذکر ہے۔

صحیفہ محمدیہ کا پہلا مضمون!

مسح قادیانی کے جھوٹے الہامات و غلط دعوے اور نامراد دعائیں

بہی خواہان امت محمدیہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعوؤں اور غلط الہامات کے بیان میں بہت رسالے لکھے ہیں۔ جن کی فہرست بھی طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے۔ میں چند رسالوں سے انتخاب کر کے ان کے جھوٹ، فریب اور غلطیوں کی تعداد ناظرین کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ کر کے ان کی حالت معلوم کریں۔

فیصلہ آسمانی حصہ اول بمع تتمہ

اس میں مرزا قادیانی کے نہایت عظیم الشان نشان کا جھوٹ ہونا ثابت کیا ہے۔ ۱۵۹ جھوٹ، فریب اور غلطیاں ان کی دکھائی ہیں۔

فیصلہ آسمانی حصہ دوم

اس میں ۶۹ جھوٹ، فریب اور غلطیاں مرزا قادیانی کی دکھائی ہیں اور ان کے متعدد اقراؤں سے ان کا جھوٹا ہونا ثابت کیا ہے۔

فیصلہ آسمانی حصہ سوم

اس میں ۹۰ جھوٹ، فریب اور غلطیاں مرزا قادیانی کی لکھی گئی ہیں اور منکوحہ آسمانی

والی پیشین گوئی کے جھوٹے ہونے پر جو مرزا قادیانی نے باتیں بنائی ہیں۔ ان کا غلط ہونا متعدد وجوہ سے نہایت لاجواب طریقوں سے بیان کیا ہے۔

دوسری شہادت آسمانی

اس میں مرزا قادیانی کے آسمانی شہادت کا محض غلط ہونا ثابت کیا ہے۔ ۴۵ جھوٹ، فریب اور غلطیاں ان کی دکھائی ہیں۔

ہدیہ عثمانیہ

اس میں ۷ جھوٹ مرزا قادیانی کے لکھے ہیں اور خواجہ کمال کا اعلانیہ جھوٹا ہونا ثابت کیا ہے۔ ایک ہمدرد اسلام مولوی عبدالغفار خان صاحب مرحوم نے اسے خوب مشتہر کیا ہے۔ یہ چھوٹے چھوٹے رسالے ہیں۔ جن میں اس قدر تعداد جھوٹوں، فریبوں اور غلطیوں کی دکھائی گئی ہے اور ایک جو بڑی کتاب ہے۔ جس کا نام ”افادۃ الافہام“ ہے۔ یہ کتاب بڑی دو جلدوں میں ہے اور مرزا قادیانی کی مایہ نحر کتاب ”ازالۃ الاوہام“ کا نہایت شافی جواب ہے۔ اس میں کئی سو جھوٹ دکھائے ہیں۔ اس کا شمار میں نے نہیں کیا۔ ناظرین ان چھوٹے رسالوں پر قیاس کر لیں۔

بھائیو! غور کرو کہ اگر کسی کا ایک جھوٹ ثابت ہو جائے تو پھر اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں رہتا اور جس کے اس قدر جھوٹ ثابت کر دیئے جائیں۔ اسے جھوٹوں کا سردار کہنے میں آپ کو کیا تامل ہو سکتا ہے۔ مگر مجھے ان پڑھے ہوئے لوگوں کی عقل پر افسوس ہے کہ ایسے شخص کو مجدد، امام، بلکہ نبی مانتے ہیں اور قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت پیش کر کے خدا اور رسول کے کلام پر سخت الزام لگاتے ہیں اور ایسی صریح بات کو نہیں سمجھتے اور خواجہ کمال اور ان کے پیرو ایسے شخص کو مسیح موعود مانتے ہیں اور لوگوں کے سامنے اپنے مرزائی ہونے سے صریح انکار کرتے ہیں۔

اے جماعت احمدیہ تم اس پر نظر نہیں کرتے اور اپنے بھی خواہوں کو ایسا ہی مکذب اور جھوٹا کہتے ہو۔ جیسا انبیائے صادقین کے مکذب گذرے ہیں۔ افسوس ہم نے تو مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا قرآن و حدیث سے ثابت کر دیا اور اس قدر کثیر التعداد ان کے اعلانیہ جھوٹ دکھائے اور ایسے جھوٹ کہ اگر تمام مرزائی جماعت مل کر زور لگائے تو ہم کامل تحدی کے ساتھ کہتے ہیں کہ جواب نہیں دے سکتی اور ہرگز نہیں دے سکتی اور ہم اپنی حقانیت اور صداقت ثابت کرنے کے لئے

ہر طرح تیار ہیں اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ تم ہمارے سامنے ہرگز نہیں آسکتے اور اپنے مرشد کی صداقت ثابت نہیں کر سکتے۔ ”ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا“ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ دنیا میں سچے نبی کا کوئی مکذب ایسا نہیں کر سکا جو ہم نے کر کے دکھا دیا۔ صرف زبانی جھوٹا اور ساحر کہتے رہے اور اگر کسی نے اپنی حماقت سے کوئی اعتراض کیا ہے تو اس کا کافی جواب دیا گیا ہے۔ اگر کسی کو ہمارے خلاف دعویٰ ہو تو ثابت کرے۔ ہم تو علاوہ قرآن و حدیث کے مرزا کے اقراروں سے، ان کے اعلانیہ واقعات سے، زمانے کی تاریخ سے ان کا جھوٹا ہونا دکھا رہے ہیں۔ جن کی آنکھیں ہوں، وہ دیکھیں اور اپنی جانوں پر رحم کر کے اس جھوٹ اور فریب سے بچیں۔

اب میں اس اعلان میں مرزا قادیانی کے جھوٹے الہاموں اور غلط اقوال کا نمونہ دکھاتا ہوں اور ان کے دو مخالفوں کو پیش کرتا ہوں۔ جنہوں نے انتہاء درجہ کی مخالفت کی اور انجام کار ان کے مخالف ہی کا میاب رہے اور مرزا قادیانی کف افسوس ملتے ہوئے اور اپنے مخالفوں کو کامیاب دیکھتے ہوئے دنیا سے نامراد گئے۔ سب سے زیادہ مشہور اور سخت مخالف دو صاحب ہیں۔ ایک ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب اور دوسرے مولوی فاضل مولوی ثناء اللہ صاحب جن کا لقب فاتح قادیان ہے۔ یہ وہ مخالف ہیں۔ جن کی مخالفت سے مرزا قادیانی نے عاجز ہو کر آخری فیصلہ شائع کیا اور اسی فیصلہ نے ان کے کذب کا فیصلہ کر دیا اور ثابت ہو گیا کہ مرزا قادیانی اپنے مقرر کردہ معیار سے جھوٹے ثابت ہوئے اور نہایت عاجزی کی دعاء ان کے مراد کے موافق دربار الہی میں سنی نہیں گئی اور وہ نامراد رہے اور ان کا الہام ”اجیب کل دعائك“ بھی محض غلط ثابت ہوا۔ اس کی تفصیل (حدیہ عثمانیہ ص ۲۳ سے ۳۰) تک لائق دید ہے۔

پہلے مخالف ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب ہیں جو بیس برس تک مرزا قادیانی کے بڑے مخلص مرید رہے اور جان و مال سے ہر طرح مرزا قادیانی کی مدد کرتے رہے۔ آخر میں ان کی حالت کا تجربہ اور مشاہدہ کر کے بمقتضائے حق پرستی ان کے مخالف ہوئے اور سخت مخالف ہوئے اور متعدد رسالے ان کی حالت کے بیان میں لکھ کر شائع کئے۔ ان کا ذکر (ہدیہ عثمانیہ ص ۳۱) وغیرہ میں کیا گیا ہے۔ مگر یہاں مرزا قادیانی کے متعدد اقوال نقل کئے جاتے ہیں۔ جن سے ان کے جھوٹے ہونے کے علاوہ مخالف کے روبرو ان کی پریشانی اور عاجزی بھی ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ:

..... ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مئی ۱۹۰۶ء کے آخر میں تمام جماعت احمدیہ

کے لئے اعلان دیا ہے۔ وہ ملاحظہ ہو۔

”چونکہ ڈاکٹر عبدالحکیم اسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے جو پہلے اس سلسلہ میں داخل تھا۔ نہ صرف یہ کام کیا کہ ہماری تعلیم سے اور ان باتوں سے جو خدا نے ہم پر ظاہر کیں۔ منہ پھیر لیا۔ بلکہ اپنے خط میں وہ سختی اور گستاخی دکھلائی اور وہ گندے اور ناپاک الفاظ میری نسبت استعمال کئے کہ بجز ایک سخت دشمن اور سخت کینہ ور کے کسی کی زبان اور قلم سے نکل نہیں سکتے۔ (اس کے بعد لکھا ہے) مجھے اس نے دعا باز، حرام خوار، مکار، فریبی اور جھوٹ بولنے والا قرار دیا ہے۔ (پھر لکھا ہے) لیکن یہ باتیں خلاف واقعہ ہیں تو میں امید نہیں رکھتا کہ خدا ایسے شخص کو اس دنیا میں بغیر مواخذہ کے چھوڑے گا۔ جو مرید ہو کر اور مرتد ہو کر اس درجہ تک پہنچ گیا ہے۔ (آخر میں لکھا ہے) اب ان باتوں کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا اور خدا کی شہادت کا منتظر ہوں اور اس کے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں اور اس اشارہ پر ختم کرتا ہوں۔ ”انما اشکوا بئى وحزنى الى الله واعلم من الله ما لا تعلمون“ (المستہمراز غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معبود از قادیان)

اس تحریر میں مرزا قادیانی ڈاکٹر صاحب کی کمال دشمنی اور نہایت سخت کلامی بیان کر کے بہت عاجزی سے کہتے ہیں کہ میں اپنے صدمہ اور غم کی شکایت اللہ ہی سے کرتا ہوں اور یہ امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اسے دنیا میں بغیر مواخذہ نہ چھوڑے گا۔ اب اس پر غور کیا جائے کہ مرزا قادیانی اپنے سخت مخالف کے لئے کس عاجزی اور التجاء سے دربار الہی میں عرض کر رہے ہیں اور اس کے امیدوار ہیں کہ ہماری دشمنی اور ہماری تکلیف دہی کا مواخذہ ہمارے دشمن سے لیا جائے اور یہ بھی اشارہ کر رہے ہیں کہ بدلہ لیا جائے گا۔ یہ تو ان کی خواہش اور تمنا تھی۔ دوسرے قول میں اس تمنا کے پورا ہونے کا الہام بیان کرتے ہیں اور رسالہ (چشمہ معرفت ص، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۷) میں لکھتے ہیں۔

۲..... ”آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے۔ جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے۔ جس کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی ہی میں ۱۹۰۸ء تک اس کے سامنے ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر خدا نے اس کی پیشین گوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔ یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے۔ خدا اس کی مدد کرے گا۔“

۳..... حقیقت الوحی میں حمد و نعت کے بعد عنوان قائم کیا ہے۔ ”خدا سچے کا حامی

ہو۔“ (اس کے نیچے لکھتے ہیں) ”اس امر سے اکثر لوگ واقف ہوں گے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان جو تخمیناً بیس برس تک میرے مریدوں میں داخل رہے۔ چند دنوں سے مجھ سے برگشتہ ہو کر سخت مخالف ہو گئے ہیں اور اپنے رسالہ میں میرا نام کذاب، مکار، شیطان، دجال، شریر، حرام خوار رکھا ہے۔“ اس کے بعد مرزا قادیانی ڈاکٹر صاحب کی اور اپنی پیشین گوئی نقل کرتے ہیں۔

”میاں عبدالحکیم خاص صاحب اسٹنٹ سرجن پیٹالہ کی میری نسبت پیشین گوئی۔ ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہام ہوئے ہیں۔ مرزا قادیانی مسرف ہے، کذاب ہے اور عیار ہے، صادق کے سامنے شریفنا ہو جائے گا اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔ اس کے مقابل پر وہ پیشین گوئی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میاں عبدالحکیم خان صاحب اسٹنٹ سرجن پیٹالہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی کھنچی ہوئی توار تیرے آگے ہے۔“ (یہ تو اصل کتاب کی عبارت ہے۔ اب اس کا حاشیہ بھی ملاحظہ ہو۔ جس میں اس مضمون کی توضیح ہے)

”یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عبدالحکیم خان کے اس فقرے کا رد ہے کہ جو مجھے کاذب اور شریر قرار دے کر کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریفنا ہو جائے گا۔ گویا میں کاذب ہوں اور وہ صادق اور وہ مرد صالح ہے اور میں شریر اور خدا تعالیٰ اس کے رد میں فرماتا ہے۔ جو خدا کے خاص لوگ ہیں۔ وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ذلت کی موت اور ذلت کا عذاب ان کو نصیب نہیں ہوگا۔ اگر ایسا ہو تو دنیا تباہ ہو جائے۔“

اب حیدرآبادی مرزائی اور عموماً مسیحی جماعت فرمائے کہ اب سلامتی کا شہزادہ کون قرار پایا اور ذلت کی موت کسے نصیب ہوئی۔ آپ کے مسیح تو اپنے سخت دشمن کے سامنے اس کی پیشین گوئی کے مطابق ہلاک ہو گئے اور عالم برزخ پہنچے ہوئے۔ انہیں آٹھ برس ہوئے اور جس کے لئے وہ بددعا کرتے تھے۔ وہ تو اس وقت تک بخیر و خوبی بیٹھے ہوئے۔ تصانیف کر رہے ہیں اور آپ کے مرشد کے دجل و کذب کے اظہار میں کتابیں مشتمل کر رہے ہیں۔ پھر کیا اس مشاہدہ کے بعد بھی آپ کو اس میں کچھ عذر ہو سکتا ہے؟ کہ آپ کے مرزا قادیانی خدا کے خاص لوگوں میں نہیں تھے۔ خدا نے انہیں سلامتی کا شہزادہ ہرگز نہیں فرمایا۔ بلکہ مرزا قادیانی کے قول کے بموجب ان دونوں لقب کے مستحق ان کے دشمن ڈاکٹر صاحب ہیں۔ کیونکہ انہیں ذلت کی موت نہیں ہوئی اور

اگر مرزا قادیانی خدا کے خاص بندوں میں ہوتے اور پھر وہ اپنے دشمن کے سامنے اس ذلت کی موت سے مرتے تو ان کے قول کے بموجب دنیا تباہ ہو جاتی۔ مگر دنیا تو تباہ نہیں ہوئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نہ خدا کے خاص بندے تھے اور نہ سلامتی کے شہزادے، بلکہ بالیقین جھوٹے اور مفتری تھے۔ محض جھوٹی باتوں کو خدا کی طرف سے بتایا کرتے تھے۔

یہاں میں نے مرزا قادیانی کے متعدد اقوال نقل کئے۔ تاکہ معلوم ہو کہ مرزا قادیانی اپنے مخالف کے متعدد اقوال نقل کئے تاکہ معلوم ہو کہ مرزا قادیانی اپنے مخالف سے سخت پریشان تھے اور اپنی پیشین گوئی پر انہیں نہایت وثوق ہے۔ اس لئے بار بار اپنے متعدد رسالوں میں اس کا ذکر کر کے مخالف کو ڈراتے ہیں۔ مگر وہ ان کا وثوق محض خیالی تھا۔ یا افتراء کر کے مسلمانوں کو فریب دیتے تھے۔ مگر الحمد للہ خدا نے اس فریب کو دنیا پر ظاہر کر دیا۔

۴..... اب میں ایک قول ڈاکٹر صاحب کا اور مرزا قادیانی کا رسالہ اعلان الحق کے ص ۵۰۴ سے نقل کرتا ہوں وہ بھی ملاحظہ کیا جائے۔ لکھتے ہیں:

”۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء کو اللہ تعالیٰ نے مجھے الہاماً بتلایا۔ مرزا مسرف ہے، کذاب ہے اور عیار ہے، صادق کے سامنے شریرفنا ہو جائے گا۔ اس کی میعاد تین سال بتائی گئی۔“ (یہ الہام کیسا سچا ہوا)

مرزا قادیانی نے ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کو کمال بے باکی کے ساتھ اس کے مقابل مباہلہ کا اشتہار شائع کر دیا اور اس اشتہار کو اپنے ونیز بہت سے اردو اخبارات میں شائع کر دیا۔ اس میں کمال دلیری کے ساتھ یہ ظاہر کیا کہ: ”میں سلامتی کا شہزادہ ہوں۔ کوئی مجھ پر غالب نہیں آسکتا۔ بلکہ خود عبدالحکیم خان میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہو جائے گا۔ یہ کبھی نہ ہوگا کہ میں ایسی ذلت اور لعنت کی موت سے مروں کہ عبدالحکیم خاں کی پیشین گوئی کی میعاد میں ہلاک ہو جاؤں۔“

یہاں مرزا قادیانی نے اپنے لئے فیصلہ کر دیا کہ وہ ذلت اور لعنت کی موت سے مرے اور ان کی نہایت پختہ پیشین گوئی کہ یہ کبھی نہ ہوگا کہ میں ایسی ذلت اور لعنت کی موت سے مروں، نہایت صفائی سے جھوٹی ہوئی۔ کیونکہ ڈاکٹر صاحب کی پیشین گوئی کی میعاد میں ہلاک ہوئے۔ اس کی تفصیل رسالہ اعلان الحق میں اچھی طرح دیکھنا چاہئے۔

جماعت مرزائی خصوصاً مرزا محمود اور خواجہ کمال بھلا کچھ تو انصاف کر کے فرمائیں کہ ان کے مرشد اپنے مخالف کے مقابل میں کیسے ذلیل ہوئے اور کیسی لعنت کی موت سے ان کے سامنے

ہلاک ہوئے اور کیسے صریح جھوٹے اور مفتری ثابت ہوئے۔ اب تمہیں ان کے جھوٹا ماننے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ مدعی نبوت کی اگر ایک پیشین گوئی بھی جھوٹی ثابت ہو جائے تو وہ مطلقاً جھوٹا ہے اور میں نے تو اس بیان میں پانچ پیشین گوئیاں جھوٹی ثابت کر دیں۔ اب اگر مرزا قادیانی کا دجل اور کذب کچھ اور دیکھنا منظور ہے تو ملاحظہ کیجئے۔

مذکورہ پیشین گوئی تو خاص مخاطب کے مقابل میں تھی۔ اب ایک پیشین گوئی تمام مخالفوں کے مقابلے میں بھی مرزا قادیانی کی ہے۔ وہ پیش کی جاتی ہے۔

طاعون کی پیشین گوئی میں مرزا قادیانی کی کارروائی

(دفع البلاء ص ۱۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰) میں ہندو، عیسائی، مسلمان سب کو مخاطب کر کے پیشین گوئی کرتے ہیں۔ ”خدا تعالیٰ بہر حال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے۔ قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ اس قول میں صاف طور سے تمام قادیان کے محفوظ رہنے کی پیشین گوئی ہے۔“ اس کے بعد مرزا قادیانی نے اپنے مخالفوں سے شہر بنارس اور کلکتہ اور دہلی کے بچانے کو کہا ہے۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ تمام قادیان کے محفوظ رہنے کو کہتے ہیں۔ یہ پیشین گوئی تو اپریل ۱۹۰۲ء میں مشتہر کی۔ اب چونکہ یہ پیشین گوئی صاف تھی۔ اس لئے مرزا قادیانی کو خیال ہوا کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی ہوئی تو بات بنانے کا کوئی موقع نہیں رہے گا۔ اس لئے چھ مہینے کے بعد اس پیشین گوئی کو دوسرا لباس پہنا کر مختلف رنگ اس کے بدلے ہیں۔ چنانچہ (کشتی نوح ص ۲، خزائن ج ۱۹ ص ۲) میں اس طرح تحریر کرتے ہیں۔ ”اس (یعنی خدا) نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کے چار دیوار کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے۔“

اب ملاحظہ کیا جائے کہ پہلے قول میں تو پورے قادیان کی نسبت پیشین گوئی تھی۔ اب یہاں ان کے گھر کے چار دیواروں کے اندر محدود ہو گئی۔ مگر دوسری بات یہ اضافہ کی کہ جو کامل پیروی کرے گا اور سچا تقویٰ اختیار کرے گا۔ وہ بھی طاعون سے بچے گا۔ خاص وہ چار دیواری کے اندر ہو یا جہاں ہو۔ مگر اس میں کامل پیروی اور تقویٰ کی ایسی قید لگائی ہے کہ ان کے کسی مرید پر صادق ہی نہیں آ سکتی۔ اس لئے جب کوئی ان کا پیرومرے گا تو کہہ دیں گے یہ کامل پیرو نہ تھا۔ اس کے آٹھ سطر کے بعد لکھتے ہیں۔ ”اس نے مجھے مخاطب کر کے یہ بھی فرمایا کہ عموماً قادیان میں سخت

بربادی اُگلن طاعون نہیں آئے گا۔ جس سے لوگ کتوں کی طرح مریں اور مارے غم اور سرگردانی کے دیوانہ ہو جائیں۔“ (اب ذرا غور سے دیکھئے، پہلی پیشین گوئی کا کس طرح رنگ بدلا ہے) اور ایسی قیدیں لگائی ہیں کہ ان قیدوں کے ساتھ ہندوستان میں کہیں دیکھا اور سنا نہیں گیا۔ اب اگر اس طرح قادیان محفوظ رہا تو مرزا قادیانی کی کون سی کرامت ہوئی۔ اس کے بعد جو انہوں نے اپنی تمام جماعت کے لئے پیشین گوئی کی تھی۔ اس میں قیدیں لگاتے ہیں اور عموماً تمام لوگ اس جماعت کے گوہر کتنے ہی ہوں۔ مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہیں گے۔ مگر ایسے لوگ ان میں سے جو اپنے عہد پر پورے طور پر قائم نہیں یا ان کی نسبت اور کوئی وجہ مخفی ہو جو خدا کے علم میں ہو۔ ان پر طاعون وارد ہو سکتی ہے۔

ناظرین! ان شرطوں میں غور کریں۔ خصوصاً آخری جملہ میں جو لائق تماشا ہے۔ یعنی لکھتے ہیں۔ یا ان کی نسبت اور کوئی وجہ مخفی ہو جو خدا کے علم میں ہو۔ ان پر طاعون وارد ہو سکتی ہے۔ ناظرین اس فریب آمیز شرط کو دیکھیں۔ اگر ایسی شرط کے ساتھ پیشین گوئی قابل توجہ ہو سکتی ہے تو ہر ایک شخص پیشین گوئی کر سکتا ہے۔ مثلاً میں پیشین گوئی کرتا ہوں کہ اگر ہمارے رسائل حقانیہ جماعت مرزائیہ بنظر انصاف دیکھے تو بالضرور مرزا قادیانی کو کاذب اور مفتری یقین کر لے۔ مگر جس کی نسبت خدا کے علم میں یہ قرار پا گیا ہے کہ یہ ایمان نہ لائے گا اور جہنم میں جائے گا۔ وہ راہ پر نہیں آ سکتا۔ دوسری پیشین گوئی پر یہ کرتا ہوں کہ ہندوستان میں طاعون برابر آتا رہے گا۔ جب تک کہ گردہ مرزائی تابع نہ ہوگا۔ البتہ اگر کوئی وجہ مخفی اللہ کے علم میں ہو تو دفع ہو سکتا ہے۔

مگر اس دراز مدت تک تو ہندوستان میں طاعون کہیں نہیں رہا۔ یہ تو مرزا قادیانی کے دعویٰ ہی کی نحوست ہے۔ خواجہ کمال نے اس طاعون کو امام مہدی کی علامت بتایا ہے۔ مگر کہیں سے اس کا ثبوت نہیں دیا اور انہیں اس کا بھی علم نہیں کہ اس سے پہلے ہندوستان میں طاعون آیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے عہد میں پنجاب سے اس کی ابتداء ہوئی تھی اور حضرت کے صاحبزادے شیخ محمد صادق علیہ الرحمہ نے اس میں انتقال فرمایا تھا۔ اب کیا وجہ ہے کہ خواجہ صاحب انہیں مہدی نہیں کہتے اور مرزا قادیانی کو کہتے ہیں۔

مختصر یہ کہ اس کے بیان میں مرزا قادیانی نے بہت رنگ بدلے ہیں۔ سب کے بیان میں طول ہے۔ مگر حاصل یہ ہے کہ یہاں مرزا قادیانی نے تین پیشین گوئیاں کی ہیں۔ ایک یہ کہ تمام قادیان بلا شرط محفوظ رہے گا۔ دوسرے یہ کہ ان کے خاص گھر کی حفاظت ہوگی۔ اس بناء پر گھر

کے وسیع کرنے کے لئے چندہ کا اعلان (کشتی نوح ص، خزائن ج ۱۹ ص ۸۶) کے آخر میں دیا ہے۔ تیسرے ان کے خاص مریدین محفوظ رہیں گے۔ مگر الحمد للہ! یہ تینوں پیشین گوئیاں بھی غلط ہوئیں اور مرزا قادیانی کذاب، مفتری ثابت ہوئے۔ کیونکہ مارچ و اپریل ۱۹۰۴ء میں قادیان میں طاعون آیا اور ۳۸۰۰ کی آبادی میں ۳۱۳ آدمی مرے اور ان کے گھر میں ان کے نہایت خاص مرید عبدالکریم سیالکوٹی جو ان میں بالکل فنا تھے۔ وہ بھی ہلاک ہوئے۔ باقی رہی ان کی مخفی وجہ۔ وہ تو ایسی ہوشیاری سے لگائی گئی ہے کہ اگر تمام قادیان طاعون سے صاف ہو جاتا اس وقت بھی مرزا قادیانی پر کوئی الزام نہ آتا۔ اب مسیحی جماعت سرگرمیاں ہو کر بتائے کہ ان کے مرشد کی صداقت کی دلیلیں ایسی ہی پیشین گوئیاں ہیں؟ اس میں شبہ نہیں کہ مرزا قادیانی کی جس قدر صاف پیشین گوئیاں ہیں۔ وہ سب غلط ہوئیں اور جو مبہم اور گول گول مضمون میں کیے۔ یا اس قسم کی شرطیں لگائیں جیسی بیان ہوئیں۔ وہ ہرگز اس لائق نہیں کہ کوئی فہمیدہ اس طرف توجہ کرے اور انہیں صداقت کا نشان ٹھہرائے۔

ہم پھر آخر میں زور سے کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی کوئی صاف پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی۔ فاتح قادیان مرزا قادیانی کے سامنے سے اعلان دے رہے ہیں۔ مگر اس کی پڑتال کے لئے نہ مرزا قادیانی سامنے آئے اور نہ ان کا مرید کوئی سامنے آتا ہے۔

مرزا قادیانی نے اپنے تکبر کے جوش میں پیشین گوئی کر دی تھی کہ مولوی ثناء اللہ پیشین گوئیاں کے پڑتال کے لئے قادیان نہیں آئیں گے۔ مگر مولوی صاحب خاص اسی غرض کے لئے قادیان پہنچے اور مرزا قادیانی کو بلایا۔ مگر مرزا قادیانی گھر سے باہر نہ آئے۔ گھر میں بیہودہ گوئی اور غصہ سے کام لیتے رہے۔ غرضیکہ یہ پیشین گوئی بھی نہایت صاف طور سے جھوٹی ہوئی۔ الہامات مرزا میں اس کی تفصیل دیکھنا چاہئے۔

چونکہ اس کا ذکر آ گیا کہ مرزا قادیانی نے طاعون کی پیشین گوئی کو اپنے مکان کی وسعت کا ذریعہ بنایا تھا اس کے لئے چندہ کا اشتہار دیا تھا۔ اس لئے اس کی حالت کو صاف طور سے ظاہر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی کی درخواست چندہ (برائے توسیع مکان)

”چونکہ آئندہ اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے اور ہمارے گھر میں جس میں بعض حصوں میں مرد بھی مہمان رہتے ہیں اور بعض حصوں میں عورتیں

سخت تنگی واقع ہے اور آپ لوگ سن چکے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے ان لوگوں کے لئے جو اس گھر کی چار دیواری کے اندر ہوں گے۔ حفاظت خاص کا وعدہ فرمایا ہے اور وہ گھر جو غلام حیدر متونی کا تھا۔ جس میں ہمارا حصہ ہے۔ اس کی نسبت ہمارے شریک راضی ہو گئے ہیں کہ ہمارا حصہ دیں اور قیمت پر باقی حصہ بھی دے دیں۔ میری دانست میں یہ حویلی جو ہمارے مکان کا ایک جزو ہو سکتی ہے۔ دو ہزار تک تیار ہو سکتی۔ چونکہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے اور یہ گھر وحی الہی کی خوشخبری کی رو سے اس طوفان طاعون میں بطور کشتی کے ہوگا، نہ معلوم کس کس کو اس بشارت کے وعدے سے حصہ ملے گا۔ اس لئے یہ کام بہت جلدی کا ہے۔ خدا پر بھروسہ کر کے جو خالق اور رازق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے کوشش کرنی چاہئے میں نے بھی دیکھا کہ یہ ہمارا گھر بطور کشتی کے تو ہے۔ مگر آئندہ اس کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجائش ہے نہ عورت کی۔ اس لئے توسیع کی ضرورت پڑی۔ ”والسلام علی من اتبع الهدی“ الشہتر: مرزا غلام احمد قادیانی!

(کشتی نوح ص ۷۶، خزائن ج ۱۹ ص ۸۶)

مرزا قادیانی کے بڑے بھائی کی طرف سے جواب درخواست چندہ

”برخوردار مرزا غلام احمد قادیانی طال عمرہ، بعد دعاء درازی عمر کے واضح ہو کہ میں تمہارے دعویٰ ہمیشہ سنتا ہوں اور دور دراز تک تمہاری خبر پہنچی ہوئی ہے اور لوگ جو ق در جو ق آتے ہیں۔ مگر افسوس ہے میں تمہارا بڑا بھائی اور بزرگ ہوں۔ میری طرف تم نے کوئی خاص توجہ نہ کی۔ جو تمہاری نالائقی کا ثبوت ہے۔ آخر میں بھرے دل سے از خود تم کو اطلاع کرتا ہوں کہ میں تمہارے ذاتی عیوب سے قطع نظر تمہاری پیشین گوئیوں کو ایک گوز شغنیٹ ہوں۔ تم نے تو مولوی ثناء اللہ امرتسری کوئی پیشین گوئی ہزار روپیہ دینے کا دینا کہا تھا۔ جو ان کے آنے پر تم گھر سے بھی نہ نکلے۔ مگر میں تم کو فی پیشین گوئی ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔ اگر تم میری پیش کردہ پانچ پیشین گوئیاں بھی مجھے سچی کر دو تو فی پیشین گوئی ہزار روپیہ تم کو دوں گا اور اگر نہ ثابت کر سکو تو صرف تم کو مسلمان ہونے کی دعوت دیتا ہوں۔ پس ایک ہفتہ تک اس دعوت کو جواب بذریعہ اشتہار دینا۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے نبی ﷺ کو بھی حکم فرمایا ہے۔ ”وات ذا القربىٰ حقہ“ یعنی قریبوں کے حقوق ادا کرو۔ قریبوں کا حق دوسروں سے زیادہ ہے۔

بھلا یہ کیا انصاف ہے کہ کشتی نوح کے آخر صفحہ پر تو ہم کو اپنا شریک اور قرابتی بتاؤ اور یہ

ظاہر کرو کہ ہمارے شرکاء مکان دینے کو راضی ہیں۔ دو ہزار روپیہ چندہ جمع کر لیا ہے۔ حالانکہ ہمیں اس کی کوئی خبر بھی نہیں اور نہ ہم دینا چاہتے ہیں۔ ایسے جھوٹ کا بھی کوئی علاج ہے۔ خیران باتوں کے ذکر کو تو ایک دفتر چاہئے۔ جو میں الگ کسی وقت تفصیل سے بیان کروں گا۔ سر دست میں اس اشتہار کے جواب کا منتظر ہوں۔“

(رقمہ مولانا مرزا امام الدین برادر کلاں مرزا غلام احمد از قادیان، مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۳ء)

ناظرین! اس پیشین گوئی کے متعلق جھوٹا دعویٰ اور صریح فریب تو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ یہاں ان کے مکرم بھائی کی شہادت سے ان کا جھوٹ بھی ثابت ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی اپنے بھائی کی شہادت سے ان کا جھوٹ بھی ثابت ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی اپنے بھائی کی راست گفتاری سے ایسے شرمندہ ہوئے کہ ان کے جواب میں اشتہار نہ دے سکے اور اپنی پیشین گوئیوں کو بھی ثابت نہ کر سکے۔ پھر ان کے مرید جھوٹے مبلغ ان کی نبوت ثابت کریں گے۔ جسے خود پیر جی ثابت نہ کر سکے۔

بھائیو! انہیں مرزا قادیانی کے مرید مسلمانوں کو اپنے الہاموں سے ڈرانا چاہتے ہیں اور مرزا قادیانی کے دعوؤں کو ناممکن التردید بتاتے ہیں؟ کیا انہیں اس مختصر مضمون کو دیکھ کر شرم نہ آئے گی؟

اب تمام طالبین حق اور خصوصاً وہ جو غلطی سے فریب میں آ کر مرزا قادیانی کو مان گئے تھے اور اب فضل خداوندی نے انہیں اس ہلاکت سے نجات دی ہے۔ وہ اس تحریر کو مرزائیوں کے سرگروہوں پر عموماً اور بھاگلپور اور حیدرآبادی پر و فیس عبدالماجد اور محمد سعید صاحب ان پر خصوصاً پیش کر کے کہیں کہ ان باتوں کا جواب دیجئے۔ ورنہ اپنے انجام پر نظر کر کے اعلانیہ ہلاکت سے اپنے آپ کو بچائیے۔ یہ کیا غضب ہے کہ اہل حق کی طرف سے تنبیہ پر تنبیہ ہو رہی ہے۔ مگر آپ مہربد ہاں ہیں۔ ابھی مولانا محمد عبدالشکور صاحب و مولانا مرتضیٰ حسن صاحب کی طرف سے مناظرہ کا چیلنج مشتہر ہوا اور محمد سعید وغیرہ دس حیدرآبادیوں کے نام خاص کر بھیجا گیا۔ باگلپور میں جا بجا مشتہر کیا گیا۔ مگر کوئی منہ سامنے نہیں کرتا۔ مگر اس بے شرمی کو خیال کیجئے کہ میاں خلیل مرزائی کے بیان کا اشتہار دیا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کی ذات پر بحث نہ ہوگی تو پھر دعویٰ کیوں کیا تھا؟

بھائیو! ایسے جھوٹے کی صداقت ثابت کریں گے۔ جس کا کذب و فریب نہایت

روشن کر کے دکھایا گیا ہے۔ جس کا معائنہ ناظرین نے ابھی کیا ہوگا۔ پھر یہ بھی تو نہیں کہ ایک دو طریقہ سے ان کا کذب ہونا ثابت کیا گیا ہو۔ بلکہ اجمالاً اور تفصیلاً ہر طرح سے بہت رسالوں میں متعدد طریقوں سے ان کے کذب کو دکھایا گیا ہے۔ ان کی جھوٹی پیشین گوئیاں ان کی ذلت کی موت ان کے سخت مخالفوں کی کامیابی اور ان کے مقابلہ میں ان کا اقراری کذاب و مفتری ہونے کا ثبوت تو بیان ہو لیا۔ اب ان کے لامذہب اور دہریہ ہونے کا بھی اعلانیہ طور سے ملاحظہ کیجئے۔ میرے اس کلام سے بعض برادر اسلام تو متعجب ہوں گے اور بعض تو ناخوش ہو جائیں گے اور کہیں گے کلمہ گو کو خواہ مخواہ دہریہ کہتے ہیں۔ اے بزرگوار اور اے عزیزو! اس عاجز کو کوئی وجہ دشمنی یا تعصب کی نہیں ہے۔ کسی قسم کا اس میں میرا نفع نہیں ہے۔ مگر میں مرزا قادیانی کی واقعی حالت معلوم کر کے آپ سے بالیقین کہتا ہوں کہ ان کا کلمہ پڑھنا ان کی مدح سرائی ان کے نعتیہ اشعار، نبوت محمدیہ پر ان کے لیکچر سب مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور تحصیل زر کے لئے ہیں۔ اگر یہ نہ کرتے تو یہ خوشحالی انہیں میسر نہ ہوتی۔ انہیں کوئی مسلمان چندہ نہ دیتا۔ آپ ٹھنڈے دل سے ان کے اقوال ملاحظہ کیجئے۔

صحیفہ محمدیہ کا دوسرا نمبر

مسیح قادیان اور توہین انبیاء اور ان کے بعض جھوٹ و فریب کا بیان

آپ یہ بھی معلوم کر لیں کہ مرزا قادیانی کچھ ایسے بھولے اور نادان شخص نہیں ہیں کہ مسلمانوں کے سامنے اعلانیہ اپنے دہریہ ہونے کا اقرار کر لیں۔ نہایت روشن طریقے سے ان کی نہایت معرکہ کی پیشین گوئیاں جھوٹی ہوئی ہیں۔ مگر تمام عمر بیہودہ باتیں بنا کر مریدوں کو راضی رکھا ہے۔ فیصلہ آسمانی کے تینوں حصہ دیکھنا چاہئے۔ اسی طرح مذہب اسلام اور حضرت سید المرسلین کی مذمت کی ہے۔ مگر ایسے پیرایہ سے کہ ان کے مریدین اور ناواقف مسلمان نہیں سمجھتے۔ حقیقت رسائل اعجازیہ مرزائیہ دیکھئے۔ پہلے مضمون میں پیش گوئی کے جھوٹے ہونے کے علاوہ سخت مخالف کے مقابلے میں نہایت ذلیل و خوار ہونا اور پیشین گوئی میں اعلانیہ فریب کرنا ثابت ہوا۔ اس مضمون میں ان کی اندرونی حالت ارشاد خداوندی اور سیرت نبوی کے خلاف ملاحظہ کیجئے۔

انبیائے کرام کو خدائے تعالیٰ مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجتا ہے اور ان کے اقوال اور

افعال کی پیروی! کی ہدایت کرتا ہے اور ان کے ہدایات اور معجزات ان کی صداقت کی دلیل ہوتے ہیں۔ شریعت محمدیہ میں تمام انبیاء کرام کا ماننا اور ان کی عظمت کرنا اسلامی فرض ہے۔ کوئی سچا مسلمان ان کی توہین کسی طرح نہیں کر سکتا۔ اب جو شخص علانیہ جھوٹ بولے۔ فریب دے، انبیاء کی توہین کرے وہ خدا کا رسول اور مقبول بندہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ فاسق و فاجر ہونے کے علاوہ توہین انبیاء کی وجہ سے اسے مسلمان بھی نہیں کہہ سکتے۔ مسیح قادیانی نے بہت جھوٹ بولے ہیں۔ انبیاء کی سخت توہین کی ہے۔ اس کا نمونہ ملاحظہ ہو۔ نہایت صحیح حدیثوں سے ثابت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو بتا کید فرمایا ہے کہ تم میں کوئی یہ نہ کہے کہ یونس بن متی سے میں افضل ہوں۔ یعنی جناب رسول اللہ ﷺ باوجود سرور انبیاء ہونے کے ارشاد فرماتے ہیں کہ یونس علیہ السلام پر بھی مجھ کو فضیلت نہ دو۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ آپ سب انبیاء سے افضل ہیں۔ مگر خاص کسی نبی کا نام لے کر ان پر فضیلت بیان کرنا ایک قسم سے ان کی اہانت ہوتی ہے۔ اس لئے آپ نے ممانعت فرمائی۔ یہ مضمون صحیح بخاری، مسلم میں آیا ہے۔ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اگرچہ آپ سرور انبیاء ہیں اور حدیث میں یہ مضمون واقعی حالت بیان کرنے کے لئے آیا ہے۔ مگر خاص نام لے کر فضیلت بیان کرنے میں شائبہ توہین ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی خاص نبی کا نام لے کر فضیلت بیان کی جائے تو ممکن ہے کہ کوئی لفظ اس نبی کی شان کے خلاف اس کی زبان سے نکل جائے۔ اس لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے سدباب فرمادیا اور نہایت تاکید سے منع فرمایا کہ میری فضیلت کسی خاص نبی کا نام لے کر بیان نہ کرو۔ مگر مرزا غلام احمد

۱ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ”ما اتاکم الرسول فخذوه وما نہاکم عنہ فانتهوا“ یعنی خدا کا رسول جو حکم الہی تمہیں پہنچائے۔ اسے مانو اور اس پر عمل کرو اور جس بات سے منع کرے اس سے باز رہو۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہے کہ: ”لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنة“ یعنی اللہ تعالیٰ امت محمد سے فرماتا ہے کہ تمہیں رسول اللہ کے چال چلن اختیار کرنا چاہئے۔ ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ نبی جھوٹ نہیں بولتا۔ اگر نبی جھوٹ بولتا تو اس کی پیروی کا حکم نہ ہوتا۔ جھوٹ ایسی بری چیز ہے کہ انسانی عقل بھی اسے نہایت برا سمجھتی ہے اور ایک جھوٹ کے ثابت ہونے سے اس کی تمام باتیں غیر معتبر ہو جاتی ہیں اور شریعت محمدیہ نے اس گندہ صفت کو اسلام سے خارج بتایا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسلمان جھوٹ نہیں بولتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو جھوٹ بولے گویا وہ مسلمان نہیں۔

قادیانی کو چونکہ درحقیقت خدا اور رسول سے واسطہ نہیں ہے۔ اس لئے جب ان کی شان تکبری نے جوش کیا تو اس ارشاد نبوی کے صریح خلاف کہہ دیا۔

عیسیٰ کجاست تاہ نہد پابہ منبرم

اب حدیث نبوی کے حکم کو ملاحظہ کیجئے اور مرزا قادیانی کے اس غیر مہذب کلام کو دیکھئے کہ ایک نبی عظیم المرتبت پر اپنی فضیلت اس متکبرانہ طریقہ سے کرتے ہیں۔ جس سے اس محترم رسول کی نہایت توہین ہوتی ہے۔ مرزائیوں کو اپنے مرشد کی تعلیم پر فخر ہے۔ وہ اسی قسم کی تعلیم ہے جو ہمارے حضور انور کی تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ مشکوٰۃ میں یہ حدیث موجود ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک یہودی اور صحابی سے اس بات پر لڑائی ہو گئی کہ اس یہودی نے حضرت موسیٰ کو سب انبیاء پر فضیلت دی۔ اس میں ہمارے رسول کریم ﷺ بھی شامل ہو گئے۔ صحابی کو غصہ آیا اور اس کے طمانچہ مارا اور حضرت سید المرسلین کی فضیلت حضرت موسیٰ پر بیان کی۔ پھر دونوں حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور حالت بیان کی۔ حضور ﷺ نے صحابی کو روکا اور ایک فضیلت موسیٰ کی بیان کر دی۔ اس سے نہایت صاف طور سے ظاہر ہوا کہ تحقیقاً اور الزاماً کسی طرح نبی کی توہین کرنا جائز نہیں ہے۔ مگر اس کے بالکل خلاف مرزا قادیانی نے صرف اپنی فضیلت ہی بیان نہیں کی۔ بلکہ انتہاء درجہ کی توہین کی ہے اور ایسی گالیاں دی ہیں کہ کوئی نیک و صالح شخص کسی بھلے آدمی کو نہیں دیتا۔ میں ان کے چند اقوال نقل کرتا ہوں۔ ناظرین ملاحظہ کریں،

پادری آتھم سے چونکہ مرزا قادیانی کا مقابلہ رہا ہے اور اس سے سخت کلامی کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے اس کی موت کی پیشین گوئی کی اور جو مدت اس کے مرنے کی بیان کی تھی۔ اس میں وہ نہ مرا تو پادریوں نے مرزا قادیانی کو بہت فضیلت کیا۔ اس میں آتھم کے بعض مددگاروں نے حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بھی سخت کلمات کہے۔ مگر اس کے باعث مرزا قادیانی ہی ہوئے نہ آتھم کے مقابلہ میں۔ محض غلط اور جھوٹی باتوں کا اس قدر شور و غل مچاتے نہ ان کی توہین کی یہ نوبت پہنچتی۔ اب مرزا قادیانی ان کے مقابلہ میں حضرت یسوع عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ضمیمہ انجام آتھم میں لکھتے ہیں۔

..... ”یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

دیکھا جائے کہ کیسا سخت الزام دیتے ہیں اور کسی کتاب اور کسی کے قول کا حوالہ نہیں

دیتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اپنے خیال کے بموجب تحقیق شدہ امر بیان کرتے ہیں اور ایک نبی عظیم المرتبت پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ انہیں جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔ یعنی یہ نہیں کہ اتفاقاً ایک دو جھوٹ بولے ہوں۔ بلکہ جھوٹ بولنے کی انہیں عادت بیان کرتے ہیں۔ خدا جانے اپنی عمر میں کتنے جھوٹ بولے ہوں گے اور پھر اس سے خدائے تعالیٰ پر یہ الزام کہ اس نے ایسے جھوٹے کو اپنا رسول بنا کر بھیجا تھا۔ یہ وہ الزام ہے کہ جس کی وجہ سے خدا اور رسول کی تمام باتوں سے اعتبار جاتا رہتا ہے اور شریعت الہی لائق توجہ نہیں رہتی۔

حضرت مسیح علیہ السلام پر یہ بدگمانی اس مشہور قول کی بنیاد پر ہے۔ یعنی ”المرد یقیس علی نفسه“ انسان دوسرے کی حالت کو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے۔ یعنی جیسا یہ خود ہے دوسرے کو بھی ویسا ہی خیث ہے۔ مرزا قادیانی کو دعویٰ نبوت و امامت ہے اور باہتمہ جھوٹ بولنے میں نہایت مشافی ہے اور بے تأمل اعلانیہ جھوٹ کا انبار لگادیتے ہیں۔ چنانچہ ان کے میثار جھوٹ دکھائے گئے ہیں۔ یہ ان کے لامذہب ہونے کی پہلی دلیل ہے۔

دوسرا قول اسی (ضمیمہ انجام آہم ص ۱۶، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت لکھتے ہیں۔

۲..... ”عیسائیوں نے بہت سے معجزات آپ کے لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔“ بھائیو! مرزا قادیانی کے اس جملہ نے نہایت صفائی سے بتا دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ انہوں نے لکھا ہے۔ وہ ان کے نزدیک حق بات ہے۔ صرف الزام ہی نہیں جیسا کہ مرزائی حضرات کہہ رہے ہیں۔ (یہ خوب یاد رہے) یہاں یہ بات بھی لائق یاد رکھنے کے ہے کہ مرزا قادیانی کی یہ حق بات قرآن مجید کے صریح خلاف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ”واتینا عیسیٰ ابن مریم البینات“ یعنی ہم نے عیسیٰ بن مریم کو معجزات دیئے۔

پھر (ضمیمہ انجام آہم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱) میں لکھتے ہیں۔

۳..... ”ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کو روغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور بیماری کا علاج کیا ہو۔“ یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزے سے کوئی مریض کسی قسم کا اچھا نہیں ہوا۔ اگر ہوا تو تدبیر اور علاج سے ہوا۔ حق بات یہی ہے۔ یہ قول قرآن مجید کی دوسری آیت کے صریح خلاف ہے۔ پھر صفحہ مذکور میں لکھتے ہیں۔

۴..... ”آپ کے (یعنی حضرت مسیح کے) ہاتھ میں سوا مکرو فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔“ یہ بھی اسی حق بات کے ذکر میں ہے۔ یعنی پہلے کہہ چکے ہیں کہ حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اب کہتے ہیں کہ جو کچھ ہوا اور جسے معجزہ کہا گیا وہ حضرت عیسیٰ کا مکرو فریب تھا۔ (نعوذ باللہ) یہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جو تھی اور ناملائم صفات ذمیرہ بیان کئے۔ اس کے بعد مرزا قادیانی کی مہذب گالیاں ملاحظہ فرمائیے۔ لکھتے ہیں:

۵..... آپ کا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا) خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کبھی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری (کبھی) کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زنا کاری کی پلید کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔ مرزا قادیانی کی یہ گالیاں اور بدگمانیاں ایک عظیم المرتبت نبی کی نسبت لائق ملاحظہ ہیں اور ان گالیوں کے بعد آخری جملہ میں اپنی دانشمندی اور ذاتی خیال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ظاہر کر کے مخاطبین کو متنبہ کرتے ہیں کہ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان جو کسبیوں سے اس طرح میل جول رکھے وہ کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

اب حق پسند حضرات اسے بخوبی معلوم کر سکتے ہیں کہ جس طرح نمبر ۴ کے جملہ سے نہایت صاف طور سے معلوم ہوا تھا کہ مرزا قادیانی حضرت مسیح کی نسبت جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ حق بات کا اظہار کر رہے ہیں۔ اسی طرح اس آخری جملہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ جو کچھ مرزا قادیانی لکھ رہے ہیں۔ وہ ان کا ذاتی خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کسبیوں سے ناجائز میل جول رکھتے تھے اور ان کا حسب و نسب دونوں خراب و ناگفتہ بہ تھا۔ (استغفر اللہ) یہ ان کے دھریہ ہونے کی دوسری دلیل ہے۔ کوئی مسلمان ایسا خیال نہیں کر سکتا۔

اب ذرا غور کیجئے کہ یہاں مرزا قادیانی نے ایک عظیم المرتبت نبی کو چھ الزام دیئے

ہیں۔

۱..... مسیح کو جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔

۲..... حق یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔

.....۳ کسی بیمار کو شان نبوت کے فیض سے آپ نے اچھا نہیں کیا۔ بلکہ اگر کوئی اچھا ہوا تو تذبذب و علاج سے اچھا ہوا۔ ان الزاموں سے بہت بڑھ کر یہ الزام ہے۔

.....۴ حضرت مسیح مکار و فریبی تھے اور کسی قسم کی خوبی ان میں نہ تھی۔

.....۵ ان کا خاندان نہایت شرمناک تھا۔

.....۶ آپ بدچلن اور عیاش تھے۔ (استغفر اللہ)

مرزا قادیانی کا یہ کمال مناظرہ تھا کہ انبیائے کرام کی ایسی بے حرمتی کرنی جانتے تھے۔ (واہ رے جدت) اب ان کے مریدین کہتے ہیں کہ الزام ایسا کہا ہے۔ مگر ہم دریافت کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی شریعت محمدیہ کے پیرو تھے یا نہ تھے اور اگر تھے تو انہوں نے یہ کبیرہ گناہ کیا۔ کیونکہ شریعت محمدیہ میں یہ ہرگز جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ بیان ہوا اور اگر کہو کہ مرزا قادیانی جدید شریعت لائے تھے تو وہ شیطانی شریعت ہوگی۔ خدا کی طرف سے ایسی ناپاک شریعت نہیں ہو سکتی۔ ہم مرزائیوں سے دریافت کرتے ہیں کہ آپ اس بیہودگی کو الزامی جواب کہتے ہیں۔ اب اگر پادری اس کے جواب میں یہ کہیں کہ اگر یہ الزامات صحیح ہیں تو قرآن مجید جھوٹا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید تو حضرت مسیح علیہ السلام کو ان الزامات سے بری ثابت کر کے انہیں برگزیدہ خدا اور صاحب معجزات بیان کرتا ہے۔ اس لئے اس الزام کا نتیجہ بھی قرآن مجید کے نصوص قطعیہ کا انکار ہوگا اور اس طریقہ سے بھی مرزا قادیانی کا دلی راز ظاہر ہو جائے گا۔ یعنی مرزا قادیانی درحقیقت کلام خدا اور کلام رسول کو نہیں مانتے۔ بلکہ خدا اور رسول ہی کو نہیں مانتے۔ مگر ظاہر میں بہت سی باتیں بنا کر کسی وقت ایسی باتیں کرتے ہیں جس سے ان کی دلی حالت ظاہر ہوتی ہے۔ اب قابل تماشہ یہ بات ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اس قدر گالیاں دے کر (کشتی نوح ص ۱۶، جزآن ج ۱۹ ص ۱۷) میں لکھتے ہیں: ”اور مفسد و مفتری ہے۔ وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔ (اس کے بعد مرزا قادیانی کی جدید تحقیق قابل دید ہے) بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ یسوع کے چار بھائی اور بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیق بھائی اور حقیقی بہن تھیں۔ یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔“

بھائیو! یہ کیسا حضرت مریم پر افتراء اور آیت قرآنی ”لم یمسسنى بشر“ کا انکار ہے۔ ہا۔ نہمہ قرآن شریف پر ایمان کا دعویٰ ہے۔ یہ فریب نہیں تو کیا ہے؟ اس کی شرح دوسرے وقت کی جائے گی۔ اگر کسی مرزائی نے کچھ لکھا۔ اب یہ کہتا ہوں کہ شاید مرزائی شریعت میں نبی

ما سبق کو گالیاں دینا اور پھر کسی وقت اس سے انکار کرنا بھی نبوت کے لئے ایک شرط ہوگی۔ الغرض اس بیان سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت جو کچھ مرزا قادیانی نے لکھا ہے وہ انہوں نے اپنے نزدیک حق بات لکھی ہے اور اپنا ذاتی خیال ظاہر کیا ہے۔ اگرچہ اس کے ضمن میں الزام بھی ہو جائے۔ اس بیان کی پوری تائید رسالہ دافع البلاء کی عبارت سے اچھی طرح ہوتی ہے۔ کیونکہ اس رسالہ کے آخر ۱ میں جو مرزا قادیانی نے قرآن مجید سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو حصور ثابت کر کے انہیں عالی مرتبہ ٹھہرایا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی الزام لگا کر انہیں کم مرتبہ قرار دیا ہے۔ اس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ کہنا پادریوں کے الزام کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ اپنی تحقیق اور اپنا دلی خیال بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف سے مدعا ثابت کر رہے ہیں۔ پادریوں کے الزام میں تو قرآن مجید کا حوالہ بیکار ہے۔ ان کی بعینہ عبارت اور اس کا نتیجہ حاشیہ پر دیکھنا چاہئے اور اگر مان لیا جائے کہ مرزا قادیانی یہ الزامات الزام دیتے ہیں تو ان پر یہ الزام ضرور آئے گا کہ وہ نصوص قرآنیہ کے منکر ہیں۔ اس بیان کا حاصل یہ ہوا کہ مرزا قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ جیسا انہوں نے اپنے بیان سے ظاہر کیا ہے۔ اب اس خیال کے ساتھ انہیں نبی کہنا اور کہیں ان کے نام پر حضرت کا لفظ زیادہ کر دینا صرف عوام کو فریب دینے کی غرض سے ہے اور قرآن مجید کو کلام الہی کہنا بھی اسی غرض سے ہے۔

بھائیو! ذرا غور کرو۔ جس کے ہاتھ میں مکر و فریب کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ جس کے چال چلن ایسے ہوں۔ جیسے حضرت مسیح کے مرزا قادیانی نے بیان کئے ہیں۔ وہ نبی کیسے ہو سکتا ہے۔ نبی کی بڑی شان ہے۔ وہ خلق کے ہادی، گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔ اگر وہ خود اعلانیہ گناہوں میں مبتلا ہوں تو ان سے ہدایت نہیں ہو سکتی اور وہ ذات مقدس ایسے فساق کو اپنا برگزیدہ رسول ہرگز نہیں بناتا۔ ایسے بدچال و چلن بیان کر کے انہیں نبی کہنا دہریوں کو مذہب پر مضحکہ کا

۱ (دافع البلاء، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۰) کی عبارت یہ ہے۔ ”لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوئی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر فضیلت سے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔“

پورا موقع دینا ہے۔ وہ علانیہ کہیں گے کہ دیکھو ان کا خدا ایسے بد چلن لوگوں کو اپنا رسول بنا کر بھیجتا ہے۔ اس قسم کی باتیں مرزا قادیانی کی بہت ہیں۔ جو فیصلہ آسمانی وغیرہ میں بیان کی گئی ہیں۔ یہ باتیں کامل یقین دلاتی ہیں کہ دراصل مرزا قادیانی کا کوئی مذہب نہ تھا اور درپردہ دہریوں کے مؤید تھے۔ مگر مسلمانوں کو فریب دینے کے لئے بہت کچھ اس کے خلاف اپنا عقیدہ ظاہر کیا ہے اور اپنے اقوال سے انکار کر کے علمائے دین کو مضمری کہا ہے۔ چنانچہ اوپر گزرا۔ اسی طرح حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہت تعریف کی ہے اور کہیں توہین کی ہے۔

اس کے بعد مرزا قادیانی اپنی گالیاں دینے کی وجہ سے (ضمیمہ انجام آتھم ص ۸، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۲) میں بیان کرتے ہیں کہ: ”پادریوں نے ناحق ہمارے نبی ﷺ کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔“ یہ طرز بیان بھی اس کو ظاہر کرتا ہے کہ حضرت مسیح کی نسبت جو بیہودہ بیان اور شرمناک حالات بیان کئے ہیں۔ وہ حضرت مسیح کا واقعی حال ہے۔ مگر اس کا بیان و اظہار اس وجہ سے ہوا کہ پادری نے ہمارے پیغمبر برحق کو برا کہا۔ اس کا جواب اوپر دیا گیا اور دوسرا جواب یہ ہے۔ وہ تو کافر ہیں۔ حضرت سرور انبیاء علیہ السلام کو نہیں مانتے۔ اس لئے انہوں نے گالیاں دے کر اسفل السافلین میں اپنی جگہ بنائی۔ مگر ہم تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا سچا رسول مانتے ہیں۔ ہم انہیں گالیاں کیونکر دے سکتے ہیں۔ اسلام تو ہمیں یہ تعلیم کرتا ہے کہ جو انہیں برا کہے۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دینا کسی طرح جائز نہیں ہے۔ یہ صریح چالبازی ہے کہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کو گالیاں دلوائیں اور پھر دوسرے پیغمبر کے گالیاں دینے کا حیلہ نکالیں۔

اس کے سوا ایک فریب اور ملاحظہ کیجئے۔ جب انہیں خیال ہوا کہ فہمیدہ مسلمان یہ کہیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہم پیغمبر مانتے ہیں۔ ان کی تعریف قرآن مجید میں بہت آئی ہے۔ انہیں مرزا قادیانی گالی دیتے ہیں۔ یہ کیا بات ہے۔ اس کا جواب (ضمیمہ انجام آتھم ص ۹ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۳) میں اس طرح دیتے ہیں۔

”مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدائے تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا۔ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔“ یعنی ہم نے یسوع کو گالیاں دی ہیں۔ وہ پیغمبر نہیں تھے۔ ان کا ذکر قرآن شریف میں نہیں ہے۔ مگر یہاں تو وہ مثال صادق آگئی کہ دروغلو را حافظہ نباشد! کیونکہ یہاں تو لکھتے ہیں کہ یسوع

کی خبر قرآن میں نہیں ہے۔ یعنی قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے اور انہیں خدا کا رسول کہا ہے۔ یسوع کا ذکر نہیں ہے۔ مگر خود ہی اپنے رسالہ (توضیح المرام ص ۳، خزائن ج ۳ ص ۵۲) میں لکھتے ہیں۔

”دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔“ اس کا حاصل یہی ہوا کہ مسیح بن مریم اور یسوع ایک ہی شخص ہے۔ اب مرزائی جماعت بتائے کہ جب یسوع اور عیسیٰ علیہ السلام اور مسیح ایک ہی بزرگ کا نام ہے تو یہ کہنا کہ یسوع کی خبر قرآن شریف میں نہیں ہے۔ کیسا صریح جھوٹ ہے۔ کیونکہ جب یسوع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کا نام ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسیح کا ذکر ہونا بعینہ یسوع کا ذکر ہے اور حضرت یسوع کو گالیاں دینا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دینا اور ایمان کو تباہ کرنا ہے۔

ناظرین! اس کو ملاحظہ کریں کہ پہلے حضرت مسیح کو گالیاں دیں اور بہت کچھ کہا۔ اب اس الزام سے بچنے کے لئے ایک صریح جھوٹ بولتے ہیں اور مسلمانوں کو فریب دیتے ہیں۔ یہ وہ جھوٹ ہے جس کا ثبوت ان ہی کے کلام سے ہم نے دکھا دیا۔ کیا اب بھی حضرات مرزائی ہمارے بیان کی صداقت پر ایمان نہ لائیں گے اور ایک صریح جھوٹے اور انبیاء علیہم السلام کے دشمن کی پیروی نہ چھوڑیں گے۔

بھائیو! مرزا قادیانی نے صرف حضرت مسیح علیہ السلام ہی کی بے حرمتی نہیں کی۔ بلکہ اور انبیاء کی بھی کی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی نسبت ان کا قول ملاحظہ کر لیجئے۔ (معیار الہد ہب ص ۲۱، خزائن ج ۹ ص ۴۷۹) میں لکھتے ہیں۔

یسوع (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے دادا صاحب داؤد نے:

-۱ تو سارے برے کام کئے۔
-۲ ایک بے گناہ کو اپنی شہوت رانی کے لئے فریب سے قتل کرایا۔
-۳ اور دلالہ عورت بھیج کر اس کی جو رو کو منگوا یا۔
-۴ اور اس کو شراب پلائی۔
-۵ اور اس سے زنا کیا۔
-۶ اور بہت سا مال زنا کاری میں ضائع کیا۔ یہاں مرزا قادیانی حضرت داؤد علیہ السلام پر نہایت شرمناک چھ الزام قائم کرتے ہیں اور خدا سے نہیں شرماتے۔

برادران اسلام! مرزا قادیانی کی اس بے تہذیبی اور زبان درازی اور رسول برحق کی بے حرمتی کو دیکھیں اور خدا کے سچے رسول کی بے حرمتی پر نظر کریں اور خوب دل میں غور کریں کہ جس شخص کے قلم سے نہایت بیباکانہ طور سے ایسی فحش گالیاں اور اس طرح کے شرمناک الزامات ایک رسول خدا کی نسبت نکلیں۔ وہ کس خیال اور کیسے چلن کا آدمی ہو سکتا ہے اور اس کو پیش نظر رکھ کر محمدی بیگم کے واقعہ کو دیکھیں اور اس سے نتیجہ نکالیں کہ اس کی بنیاد کیا ہوئی ہوگی۔ مجھے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

بعض پکے مرزائی یعنی پورے دہریہ قرآن مجید پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ حضرت داؤد پر یہ الزامات قرآن مجید سے ثابت ہیں۔ مگر درحقیقت خدا اور رسول پر یہ الزام ہے اور اہل مذہب کو خدا اور رسول سے بدگمان کرنا ہے۔ جب نبی ایسے شنیع افعال کرے جس کو ہر کہہ ومہہ برا کہیں اور کرنے والے کو نہایت برا جانیں تو مخلوق کا ہادی کون ہوگا اور انبیاء کی صداقت پر یقین کیونکر ہو سکے گا۔ جو شخص ایسے شنیع افعال کرے جیسے اوپر مذکور ہوئے۔ پھر اسے جھوٹ بولنے میں کیا تامل ہوگا۔ اپنی عزت و آبرو بڑھانے کے لئے، غرضیکہ قرآن مجید میں ہرگز یہ مضمون نہیں ہے۔ سورہ ص میں حضرت داؤد کا ذکر دیکھو اور تفسیر کبیر میں اس کی شرح ملاحظہ کرو۔

توہین کا نمونہ کچھ اور ملاحظہ کیجئے۔ تحریر سابق سے معلوم کیا ہوگا کہ مرزا قادیانی نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت بیان کی ہے۔ مگر (ازالہ اوہام ص ۱۶، خزائن ج ۳ ص ۱۱۰) میں انہی کی نسبت لکھتے ہیں کہ: ”حضرت یحییٰ نے یہودیوں کے بزرگوں کو سانپوں کے بچے کہہ کر ان شرارتوں اور کارسازوں سے اپنا سر کٹوایا۔“ حضرت یحییٰ علیہ السلام ایک عظیم المرتبت خدا کے رسول ہیں اور ایسے عالی مرتبہ رسول ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خاص طور سے سورہ مریم کے پہلے رکوع میں نو خوبیاں بیان کی ہیں۔ جن کی تفصیل تفسیر کبیر میں اچھی طرح کی ہے۔ ان کی نسبت اول تو یہ الزام دیا کہ انہوں نے یہود سے بدزبانی کی۔ دوسرے یہ کہ آپ کی شہادت کو نہایت حقارت اور بے ادبی سے یہ کہا کہ: ”اپنا سر کٹوایا۔“ نہایت معمولی شخص جو کسی بدچلتی کی وجہ سے مارا جائے۔ اس کی نسبت یہ جملہ بولا جاتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی ایک نہایت عالی مرتبہ نبی کی نسبت وہ جملہ لکھ رہے ہیں۔ ان کے یہ الفاظ صاف شہادت دیتے ہیں کہ ان کے قلب میں انبیاء کی عظمت بالکل نہیں ہے اور اگر کسی مقام پر کوئی تعظیمی لفظ کہا ہے۔ وہ محض مسلمانوں کو فریب دینے کے لئے کہا ہے۔ اس بیان سے تین انبیاء کی توہین ثابت ہوئی۔ حضرت

عیسیٰ، حضرت داؤد، حضرت یحییٰ علیہم السلام۔ اب میں ان کا ایک الہام بیان کرتا ہوں۔ جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت سرور انبیاء علیہم السلام تک تمام انبیاء کی کمال توہین کی ہے۔ خصوصاً حضور سرور انبیاء علیہ السلام کی (حقیقت الوحی ص ۹۹، جزائن ج ۲۲ ص ۱۰۲) میں وہ اپنا الہام بیان کرتے ہیں۔ ”لو لاک لما خلقت الافلاک“، یعنی مرزا قادیانی اپنی قطعی وحی (جسے وہ مثل قرآن مجید کے یقینی کہتے ہیں) یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے خطاب کر کے فرمایا کہ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمان وزمین پیدا نہ کرتا۔ اس کا حال یہ ہوا کہ تمام جہان یعنی اولیاء، انبیاء، صلحاء عام انسان سب تیرے طفلی ہیں۔ تیری وجہ سے انبیاء، اولیاء کا وجود ہوا اور ان کو کمالات نبوت ولایت ملے۔ اگر تو نہ ہوتا تو نہ کوئی ولی ہوتا نہ نبی ہوتا۔ اب اس توہین کی انتہاء ہے کہ ایک مغل زادہ تمام انبیاء کرام اور خصوصاً سرور دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنا طفلی کہے۔ مسلمانو! کیسے غضب کی بات ہے کہ ایک چمار بھیک مانگنے والا شہنشاہ کو اپنا طفلی بتائے اور اس دعویٰ اور لن ترانی کے بعد اس کے چیلے مسلمانوں کو یہ فریب دیں کہ مرزا قادیانی کو یہ کمالات رسول اللہ ﷺ کی کمال پیروی اور ان میں فنا ہو جانے کی وجہ سے ملے ہیں۔ مسلمانو! ایسے دہریہ فریبی سے بچو۔ اللہ تعالیٰ سب کو نیک توفیق دے اور اس اعلانیہ فریب سے بچائے۔

صحیفہ محمدیہ کا تیسرا مضمون

مسیح قادیان کا عالم بر رخ میں واویلا

ناظرین! گذشتہ مضامین میں اگر غور کیا ہوگا تو بالضرور معلوم فرمایا ہوگا کہ مسیح قادیان کے کاذب ہونے کی چار دلیلیں اس میں بیان ہوئی ہیں۔

۱..... سخت دشمن کے مقابلہ کی پیشین گوئی جھوٹی ہوئی اور مرزا قادیانی نہایت ناکامی اور ذلت کی موت سے مرے اور قرآن مجید کے نص قطعی کے بموجب جھوٹی ثابت ہوئے۔ وہ نص یہ ہے۔ ”لا تحسبن اللہ مخلف وعده رسوله“ جس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ایسا گمان ہرگز نہ کر کہ خدا تعالیٰ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرتا ہے۔ جب مرزا قادیانی کی پیشین گوئی سے وعدہ خلافی ثابت ہوئی تو یقینی طور سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی اپنے دعویٰ میں جھوٹے تھے۔

۲..... بعض پیشین گوئیوں میں فریب آمیز شرطیں لگائی ہیں۔

۳..... تمام انبیاء کی سخت توہین کی۔ جو اسلام کے بالکل خلاف ہے۔

۴..... اس کے بیان میں جھوٹ بولا، صریح فریب دیا۔ ان تمام نمبروں کو اچھی طرح پھر دیکھئے جو میں کہہ رہا ہوں۔ یہ بالکل صحیح ہے اور یہ ایسی مستحکم باتیں ہیں کہ کوئی مرزائی ان کا جواب ہرگز نہیں دے سکتا۔ اگر کسی کو دعویٰ ہو تو سامنے آئے۔

اب میں ان دلائل اور براہین کے علاوہ جو لکھے جا چکے ہیں۔ ایک جدید بات پیش کرتا ہوں۔ جس سے مرزا قادیانی کی حالت کو گویا معائنہ ہو جائے گا اور قادیانیوں کو اس پر ایمان لانا ہوگا۔ کیونکہ مرزائی حضرات اپنے احباب سے پہلے بہت کہا کرتے تھے کہ مرزا قادیانی کے باب میں استخارہ کرو۔ خواب میں مرزا قادیانی کی صداقت معلوم ہو جائے گی۔ اس لئے میں بعض نیک حضرات کے چند خواب نقل کرتا ہوں۔ جس سے مسیح قادیانی کی پوری حالت معلوم ہوتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ جنہیں راستی اور طلب حق سے کچھ بھی واسطہ ہے وہ اس حالت کو معلوم کر کے مرزائی جماعت سے ضرور علیحدہ ہوں گے اور ان کو امام اور مجدد ماننے سے توبہ کریں گے۔ وہ عبرتناک خواب حسب ذیل ہیں۔ جن کو میں محض خیر خواہی کی غرض سے مشہر کرتا ہوں۔

پہلا خواب

شہر موگیہ میں ماسٹر خدا بخش ایک نہایت ذاکر اور شاعری شخص ہیں۔ معمولی کسب حلال کے بعد وہ اکثر یاد خدا میں مشغول رہتے ہیں اور ہر قسم کے جھگڑوں سے علیحدہ ہیں۔ ان سے اور موگیہ کے حکیم خلیل احمد (قادیانی) سے بڑا ربط تھا۔ ان کے قادیانی ہونے کے بعد کا واقعہ وہ اس طرح بیان کرتے ہیں۔ ایک روز کا واقعہ یہ ہے کہ ہم ان کے مطب میں گئے۔ ہم سے ان کی کچھ مذہبی گفتگو ہوئی۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات، ممات کا مسئلہ چھیڑ دیا۔ کچھ دیر تک اس پر گفتگو رہی۔ آخر میں ہمارے ان کے اس بات پر فیصلہ ٹھہرا کہ تم بھی استخارہ کرو اور ہم بھی استخارہ کریں۔ معلوم نہیں انہوں نے استخارہ کیا یا نہیں۔ لیکن ہم نے جو استخارہ کیا تو خواب میں یہ دیکھا کہ حکیم خلیل سور چرار ہے ہیں۔ پہلے اس خواب کو ہم نے ان کے بڑے بھائی حکیم سلطان سے کہا اس کے بعد حکیم خلیل سے گزارش کیا اور یہ کہا کہ ہم بلا تعصب تھا اور ایماناً گزارش کرتے ہیں۔ آپ اس کو ماننے یا نہ ماننے۔ لیکن ہم ایمان سے کہتے ہیں کہ ہم نے خواب میں یہ دیکھا ہے کہ آپ سور چرار ہے ہیں۔ اس پر حکیم خلیل نے کہا کہ ہاں ہم کو بھائی صاحب سے بھی معلوم ہوا تھا۔ یہ کہہ کر چپ ہو گئے۔ ہم نے دیکھا کہ اس وقت اب زیادہ چھڑ چھاڑ کرنا مصلحت نہیں ہے۔

ہم بھی گھر چلے آئے۔ یہ خواب کیسا سچا ہوا۔ کیونکہ برابر دیکھا جاتا ہے کہ حکیم خلیل کے پاس اکثر قادیانی جمع رہتے ہیں اور حکیم صاحب گمراہی سے ان کا خوب پیٹ بھرا کرتے ہیں۔

دوسرا خواب

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ہم عبدالعزیز کے نکاح میں الہ آباد گئے تھے۔ وہاں سے واپسی میں بانگی پور بصرورت ٹھہر گئے۔ رات کے وقت خواب میں دیکھتے ہیں کہ ایک عورت ہاتھ میں گوشت کا لٹوٹھڑا لئے کھڑی ہے۔ ہم نے پوچھا کہ یہ گوشت کس چیز کا ہے۔ اس نے کہا سور کا ہے۔ ہم نے کہا کہ کیا کرے گی۔ کہا کہ عبدالماجد (قادیانی) کے منہ پر ماریں گے۔ ہم نے کہا کیوں؟ اس نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی کہتا ہے۔ اس خواب کا تذکرہ ہم نے پورینی کے بعض لوگوں سے کر دیا تھا۔ یہ دونوں خواب تو ایک صالح شخص کے تھے۔ جس کو مرزا قادیانی کی طرف نہ رجحان تھا اور نہ کوئی تعصب اور عناد۔ اب اور بھی چند خواب ہیں وہ بھی ملاحظہ کئے جائیں۔

تیسرا خواب

یہ خواب بھی ایک ثقہ شخص کا ہے۔ یعنی جناب حاجی سید عبدالرحمن صاحب کا جنہوں نے بفضلہ تعالیٰ چارج کئے اور زمانہ دراز تک مجاورت سے مدینہ طیبہ زاد اللہ شرفہا کے مشرف رہے۔ ان کا بیان ہے کہ جس زمانہ میں مولوی نظیر احسن صاحب رسالہ مسیح کا ذب کی تالیف شروع کر چکے تھے اور ہم اس مسودہ کے اجزاء کو صاف کرتے جاتے تھے۔ انہیں دنوں ایک رات کو ہم اپنے والد ماجد کی زیارت سے مشرف ہوئے تو ان کو اپنی جانب سے نہایت برا فروختہ پایا اور وہ فرمانے لگے کہ تو نے تصویر بنانا کس سے سیکھا۔ میں نے کہا کہ ہم نے تو کبھی تصویر کسی جاندار کی بنائی نہیں ہے اور میں جانتا ہوں کہ یہ گناہ ہے۔ اس پر انہوں نے اجزائے مسیح کا ذب کو کھول کر دکھانا شروع کئے تو واقعی جہاں جہاں مرزا غلام احمد کا نام تھا وہ بالکل نصف صورت گردن تک کی بشکل سور بلا تکلف نمایاں تھی۔ اب جہاں تک ہم ورق الٹتے جاتے ہیں مرزا قادیانی کا نام بشکل سور ظاہر ہوتا جاتا ہے۔ مجھ کو سخت حیرت اور تعجب ہوا اور گھبرا کر آنکھ کھول دی اور جاگ اٹھا اور استغفار میں مشغول ہو گیا اور دوسرے روز صبح کو ہم نے یہ خواب حضرت اقدس عم فیضہم اور دوسرے احباب سے بیان کر دیا۔

چوتھا خواب

جس میں حکیم محمد حسین صاحب تحریر اور ان کا خواب ہے۔ اما بعد خدائے وحدہ لا شریک کو واحد اور ہر قلیل و کثیر کا دانا و بیٹا جان کر محض مسلمانوں کو خیر خواہی کے لئے اپنا واقعہ بیان کرتا ہوں۔ جھوٹ بولنے والے کے لئے جو مواعید ہیں۔ ان کے علاوہ خاص جھوٹے خواب بنانے والے کے لئے جو جو وعیدیں احادیث نبویہ میں وارد ہوئی ہیں وہ بھی پیش نظر ہیں۔

مجھ کو اپنے خواب پر بفضلہ تعالیٰ اس قدر وثوق ہے کہ اگر کوئی اسے غلط ثابت کر دے تو پانچ سو روپیہ دینے کے علاوہ مرزا قادیانی کی سچائی کا معتقد ہو جاؤں گا اور دوسرے لوگوں کو بھی اس مذہب میں داخل کرنے کی کوشش کروں گا۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔ ”او کما قال علیہ السلام“ اس پر بنا پر گو عذاب و ثواب قبر کا حال تو معلوم نہیں ہو سکتا۔ مگر قبر کھولنے سے نعرش کا بجنسہ صحیح و سالم رہنا۔ کفن کا بوسیدہ نہ ہونا، چہرہ پر انور و برکات کا ہونا۔ یہ تو وہ امور ہیں جن کو ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ اگر قبر کھولنے پر مرزا قادیانی ایسے نکلیں تو مستہر کیا لاکھوں آدمی مرزا قادیانی کو نبی مان کر ان کے دین میں داخل ہو جائیں گے۔ ورنہ اگر صورت دوسری ہے تو پھر مرزائیوں کو بھی توبہ کرنی چاہئے۔ ایک تاریخ مقرر کر کے مرزا محمود قادیانی، مرزا غلام احمد قادیانی کی قبر کو کھولوا کر مرزا قادیانی کے سچے جھوٹے ہونے کو دکھائیں اور اگر مرزائی ایسا نہ کریں تو سمجھنے والے سمجھ لیں کہ مرزا قادیانی کس قدر سچے ہیں اور ان کے ماننے والے ان کو کس قدر مانتے ہیں۔ میں پھر خدائے ذوالجلال کی قسم شرعی کھا کر کہتا ہوں کہ میں سچا ہوں اور جو خواب ذیل میں درج ہے واقعی اسے میں نے دیکھا ہے۔ اس میں کوئی کمی زیادتی نہیں ہے۔

جب مرزا قادیانی نے مسیح موعود، نبی اللہ، رسول اللہ وغیرہ کے دعوے کر کے خلقت کو اپنی طرف دعوت دی اور نہ ماننے والے کو بے دین، جہنمی، معذب، قابل مواخذہ وغیرہ کہا اور علمائے اسلام نے ان کا نہایت زور سے خلاف کیا میں نے مرزا قادیانی کے اقوال اور تحریری پیشین گوئیاں دیکھیں اور سخت تشویش اور تردد میں رہا کہ الہی میں بھی تیرا ایک بندہ ادنیٰ ہوں تو مجھ پر حقیقت حال منکشف فرمادے۔ تاکہ میں صحیح اعتقاد پر قائم رہوں۔ مگر مرزا قادیانی کی حیات تک میری وہی حالت رہی۔ ان کی وفات کے بعد میں نے خواب میں یہ دیکھا کہ مرزا قادیانی جب قبر میں چھپائے گئے تو نکیرین نے آن کر سوال اسلام پیش کیا۔ مرزا قادیانی نے نکیرین کو بھی فلسفیانہ

جواب دیا کہ انبیاءؑ پر سوال قبر نہیں اور میں بھی نبی موعود اور مہدی ہوں۔ اس وجہ سے ہم سے سوال قبر جائز نہیں اور مجھ کو یہ موت حقیقی نہیں ہے۔ صرف مجازاً نقل مکانی ہے جو پھر دنیا پر رشد و ہدایت کے واسطے جاؤں گا۔ اس پر تکبیرین نے بارگاہ احدیت میں عرض کیا کہ الہی تو خالق جن و بشر اور جملہ مخلوقات کا ہے۔ تیرے جس قدر بندے فرمانبردار اور نافرمان دنیا سے مر کر آتے ہیں۔ مطابق اپنے اعمال کے جواب حق یا غلط دیتے ہیں۔ مگر یہ تیرا کون سا بندہ ہے کہ بجائے جواب کے ہم سے مباحثہ کر کے اپنے کو نبی کہتا ہے۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔

فوراً ملائکہ عذاب معہ اسباب عذاب کے تشریف لائے اور حکم ہوا کہ یہ میرا بندہ نہیں ہے۔ شیطان کا بندہ ہے جو مجھ کو فلسفہ عبارت نص میں حدیث میں تحریف و اجتہاد کر کے دعویٰ نبوت کا ذبہ سے دنیا میں لوگوں کو گمراہ کر کے آیا ہے۔ اس کو بزنجیر عذاب مسلسل جکڑ کے اس کی زبان و دل و دماغ و داپنے ہاتھ کو بجزم تقریر و اجتہاد و تحریر و تحریف کے زیادہ معذب کرو۔ اس وقت مرزا قادیانی گھبرا کے دائیں بائیں دیکھنے لگے۔ تو شیطان نے آواز دی کہ اے مرزا ہم تمہارے بہت ممنون ہیں اور اپنی ذریات کی طرف سے بھی شکر یہ ادا کرتے ہیں کہ جب تک آپ دنیا میں رہے ہم بہت عافیت و چین و اطمینان سے سوتے رہے اور ہماری ذریات کو بھی آرام تھا۔ آپ ہماری طرف سے عمدہ کام گمراہی کا دیتے رہے اور جہلاء اور علماء دونوں کو پھانسا، مگر افسوس کہ یہ جگہ ہمارے اختیار سے باہر ہے۔ ہم سے یہاں مدد نہیں ہو سکتی۔ البتہ قیامت کے دن جب آپ ہمارے شامل کئے جائیں گے تو اپنی ذریات کے جلوس کے ساتھ اپنے سے اونچی جگہ پر تعظیم و توقیر کے ساتھ آپ کو رکھیں گے۔ اس کے بعد نینڈ ٹوٹ گئی اور بفضلہ تعالیٰ اب قلب کو اطمینان ہے۔ برادران اسلام کی اطلاع کے لئے اس کو مشتہر کیا گیا۔ راقم حال: رویا عاصی محمد حسین خادم الاطباء خال مقام ہیلن بازار موگیئر!

حکیم صاحب کا یہ خواب خوشخبری اس لئے ہے کہ آپ کو رجحان مرزا قادیانی کی طرف

۱۔ قرآن مجید کی متعدد آیات اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ قیامت کے دن خدائے تعالیٰ کے روبرو کفار اور نافرمان اپنی برأت کی وجہ پیش کریں گے اور ان کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے شہادت طلب ہوگی۔ اس شہادت کے بعد ان پر عذاب کا حکم ہوگا۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے سوال سے برأت کے لئے عذر پیش کیا اور فرشتے حکم الہی کے منتظر ہوئے۔ حکم آنے کے بعد انہوں نے اپنا کام کیا۔

ہو گیا تھا۔ مگر خدا کے فضل نے ان کی دستگیری کی اور اس ہلاکت سے انہیں بچا لیا اور یہ بھی امید ہے کہ جو ناواقف طالب حق ان کے دام میں گرفتار ہو گئے ہیں وہ اس خواب کو معلوم کر کے اپنی غلطی پر متنبہ ہوں گے اور باطل پرستی سے توبہ کریں گے۔ خصوصاً وہ حضرات جو اب تک کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے بارہ میں استخارہ کیا جائے۔ اس سے حالت معلوم ہو جائے گی۔ اس پر بھی خوب نظر کریں کہ یہ خواب کسی معاند کا نہیں ہے۔ اس ذی علم کا ہے جس کا رجحان ان کی طرف ہو گیا تھا۔ اب چند نام ان سچے مسلمانوں کے لکھے جاتے ہیں۔ جنہوں نے بیجا غیرت و حمیت کا خیال نہیں کیا اور عرصہ تک مرزا قادیانی کو سچا مان کر ان کے معتقد رہے اور اب حقیقت حال معلوم کر کے مذہب قادیانی سے توبہ کی اور سچے مسلمان ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قوت ایمانی کو زیادہ کرے۔

پانچواں و چھٹا خواب (جو نہایت عبرتناک ہے)

میرانا م سید عبدالغفار ہے۔ میں نے قبل اس کے قادیانی مذہب اختیار کیا تھا۔ باغوائے حکیم خلیل وغیرہ کے اور انہیں کے یہاں رہتا تھا اور ان کے مطب میں سوتا تھا۔ مگر ہمارے ہم جنس لوگ ہم کو گمراہ خیال کر کے برابر یہ کہتے تھے کہ یہ قادیانی ہو گئے ہیں۔ اس پر ہم کو بہت ندامت اور شرم معلوم ہوتی تھی۔ ہم نے خداوند کریم کی درگاہ میں التجا کیا کہ اے خداوند تعالیٰ اگر مذہب قادیانی ٹھیک اور درست ہے تو تو ایسا مجھ کو خواب دکھا اور اگر غلط ہے اور قدیم دین محمدی صحیح اور درست ہے تو ویسا خواب دکھا۔ یہی دعاء کر کے اور درود شریف پڑھتا ہوا سو گیا۔ قریب تین بجے رات کے خواب میں ایک بزرگ بشکل نورانی غضبناک عصا ہاتھ میں لئے ہوئے میری طرف آتے ہوئے نظر آئے۔ میں نے ان کو بغور دیکھا۔ دیکھتے ہی میرے قلب مضطرب و ایک قسم کی فرحت ہوئی۔ مگر ساتھ ہی اس کے خوف زدہ ہوا۔ بعد ایک منٹ کے میرے بہت قریب آ گئے۔ میں نے ان کو سلام علیک کیا۔ اس کے بعد انہوں نے جواب دیا اور فرمایا کہ تم اس مذہب قادیانی کو اختیار کئے ہو۔ یہ مذہب تم اور تمہارے گروہ کو جہنم کی راہ دکھائے گا اور یہ مذہب بالکل باطل اور خراب ہے۔ میں تم کو بغرض یہی خواہی سمجھانے آیا ہوں کہ تم اس مذہب سے تائب ہو کر مذہب اسلام حقہ میں چلے آؤ۔ اگر میرے کہنے پر عمل نہیں کرو گے تو یاد رکھو کہ یقینی جہنمی ہو گئے۔ میں تمہارے پاس نہیں آتا۔ مگر تمہاری التجا درگاہ باری میں ایسی ہوئی کہ حضور انور ﷺ نے اجازت دی کہ اس غریب کو سمجھا کر راہ برحق کی طرف متوجہ کر دو۔ اب مجھ کو زیادہ فرصت تم سے گفتگو کی نہیں ہے۔ یہ فرما کر وہ نظر سے غائب ہو گئے۔ اس کے بعد میں جاگ گیا اور صبح کی نماز پڑھ کر میں نے اپنے چند آدمیوں

سے خواب بیان کیا۔ ان سب نے تعبیر اس کی یہ کی کہ یہ خواب صاف طور سے مرزا غلام احمد قادیانی کی صداقت! بتلا رہا ہے۔ یعنی تم نے اپنی زندگی بھر میں کسی بزرگ کو خواب میں نہیں دیکھا۔ لیکن یہ ایک ایسا مذہب صادق ہے کہ اس میں آتے ہی بعد تھوڑے دنوں کے بزرگوں سے بشارت ہونے لگی۔ ہم کو ان کی رائے اور کلام فریب آمیز پسند آیا اور خواب کا کچھ خیال نہیں کیا اور اسی مذہب کا ذب پر قائم رہے۔ جس طرح میں جاتا تھا۔ اس طرف سے یہی صدا میرے کانوں تک آئی تھی کہ تو نے میرے کہنے پر عمل کیوں نہ کیا۔ اس پر بھی اپنے رنگ کا ذب میں رنگا رہا۔ اسی زمانہ تذبذب میں میرا جانا کسی ضرورت سے موضوع آصف پور گڑھرا کا ہوا۔ چونکہ میرا وہاں نانیہال ہے۔ گڑھرہ پہنچتے ہی میرا یہ خیال ہوا کہ اگر یہاں شب کے لئے کہیں جگہ تخیلہ کی ملتی تو پھر درگاہ باری میں دوبارہ ملتے ہو کہ مذہب کی صداقت کا التجا کرتا۔ خدا کی شان ایسی ہوئی کہ مجھ کو تہا ایک کمرہ میں جگہ ملی۔ بعد فارغ ہونے حواج ضروری سے عشاء کی نماز ادا کی۔ اس کے بعد دعاء مانگتا ہوا اور درود شریف پڑھتا ہوا سو گیا۔ شب کو قریب ڈھائی بجے کے میں نے دیکھا کہ چند اشخاص میری طرف چلے آ رہے ہیں۔ منجملہ ان اشخاص کے وہ بزرگ بشکل نورانی بھی ہیں اور ان کے شامل ایک شخص ہے کہ اس کے لباس پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا تھا کہ ایک ملبچھ کے لباس میں ہے۔ یعنی اس کے کپڑے ایسے میلے تھے اور جسم سے ایسی بدبو آتی تھی کہ طبیعت اس سے متنفر ہوتی تھی۔ علاوہ اس کے دست و پا زنجیر سے جکڑے ہوئے۔ دو شخص دائیں بائیں تکلیف دیتے ہوئے اور اذیت پہنچاتے ہوئے آ رہے ہیں اور بغور دیکھنے سے پیشانی پر اس مقید کے پھٹکار برستی ہوئی نظر آئی اور گلے میں طوق رنگ سرخ نظر آتا اور وہ بزرگ جو بشکل نورانی تھے مودب ہو کر میں تھر تھراتا ہوا ان کے پاس گیا اور سلام علیک کیا۔ انہوں نے اس کے جواب سے سرفراز کیا اور ساتھ ہی اس کے یہ کہا کہ یہ شخص جو مقید ہو کر تمہارے پاس آیا ہے اس کو پہچانتے ہو یا نہیں؟ میں نے جواب دیا کہ کسی

۱۔ مسلمان مرزائیوں کے اس کھلے ہوئے فریب کو دیکھیں کہ خواب میں صراحتاً وہ بزرگ مرزا قادیانی کے مذہب کو صریح جھوٹا بتا رہے ہیں۔ مگر یہ کا ذب پرست اسے اعلانیہ فریب دیتے ہیں اور اس خواب سے مرزا قادیانی کی صداقت ثابت کرتے ہیں۔ یہاں حیرت یہ ہے کہ خواب دیکھنے والا بھی جھوٹوں کی بد صحبت میں ان بزرگ کے سچے قول پر نظر کرتا اور ان کے بہکانے کے بموجب انہیں سچا خیال کرتا ہے۔ اسی طرح ان کے بہکانے سے لوگ بھکتے ہیں اور ان گمراہوں کی صحبت کا اثر اور ظلمت اسے اندھا کر دیتی ہے اور جو وہ کہتے ہیں اسے یہ مان لیتا ہے۔

قدریہ مرزا غلام احمد قادیانی کے فوٹو سے ملتا ہے۔ اس پر ان بزرگ نے فرمایا کہ ہاں یہ وہی شخص ہے جس کو تم اور تمہاری جماعت مسیح موعود اور مہدی آخر الزمان مانتی ہے۔ دیکھو جھوٹے مسیح کی ایسی ہی حالت ہوتی ہے۔ تم اور تمہاری جماعت کی یہی حالت ہوگی۔ اگر توبہ نہ کرو گے۔

ایسی حالت میں تم اور تمہاری جماعت کو لازم ہے کہ اس مذہب باطل سے تائب ہو کر مذہب حقانی کو اختیار کرے۔ میں تم کو پھر بہ نظر شفقت و ہمدردی کے سمجھانے آیا ہوں۔ میں تم سے اس وقت زیادہ خوش ہوں گا جس وقت تم کو مشرف باسلام پاؤں گا۔ اب میں جاتا ہوں۔ مجھ کو زیادہ فرصت نہیں ہے۔ پھر سلام علیک وغیرہ ہوا اور وہ بزرگ فی امان اللہ ارشاد فرماتے ہوئے تشریف لے گئے۔ اس کے بعد میں ڈرا تھا نیند جاتی رہی۔ اٹھتے ہی میں نے توبہ استغفار کی اور وہاں کے چند اپنے اقرباء سے دونوں خواب کو بیان کیا۔ ان لوگوں کی یہی رائے ٹھہری کہ کسی ایسے بزرگ کے سامنے توبہ کرنا چاہئے کہ جو مذہب حقانی کا خلیفہ ہو اور انہیں سے بیعت بھی حاصل کرنا چاہئے۔ دو تین روز اور وہاں رہ کر میں اپنے مکان موضع بہا پور آیا اور اپنے والدین اور اقرباء کو خواب کی حالت سے مطلع کیا۔ ان لوگوں کی بھی یہی صلاح ٹھہری کہ بیعت ہو جانا چاہئے اور اس مذہب کو چھوڑنا مناسب ہے۔ میں اسی تلاش میں رہا کہ جیسے بزرگ کو خواب میں دیکھا ہے۔ اگر ویسے ہی رہبر مل جائیں تو مجھ کو بیعت حاصل کر لینے میں عذر نہیں ہے۔ یہ سب امور خیال کر کے موگنیر آئے۔ یہاں میرے بدانت سوائے حضرت مولانا و مرشدنا مولوی سید محمد علی صاحب دام فیضہم کے دوسرا نظر نہیں آیا۔ اس واسطے میں ان کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ میں نے بعینہ قریب قریب ان ہی بزرگ کی سی پیشانی منور پائی اور بیعت حاصل کیا اور مذہب باطل سے تائب ہوا۔ اس واسطے برادران اسلام کو میں اپنی حالت سے آگاہ کرتا ہوں تاکہ وہ ان موزیوں کے دام فریب سے محفوظ رہیں اور جو دام میں آگئے ہیں وہ اس فریب سے نکلیں۔

بھائیو! اس خواب کو عبرت کی نگاہ سے دیکھو اور غور کرو۔ یہ خواب بھی اس شخص کا ہے جس کو مرزا قادیانی سے عداوت نہیں تھی۔ بلکہ انہیں سچا مان چکا تھا۔ مگر صداقت کی طلب تھی۔ ان کو دیکھو اور خدا سے ڈر کر کہو کہ ان خوابوں سے مرزا قادیانی کی کیسی حالت معلوم ہوتی ہے اور جو حضرات ناواقفی سے یا فریب دہی سے انہیں مان گئے ہیں۔ وہ اپنی جانوں پر رحم کر کے اس باطل مذہب سے توبہ کریں۔

ساتواں خواب (ہدایت مآب)

”بسم اللہ الرحمن الرحیم ونصلی علی رسولہ الکریم“ سرچشمہ

مکرمات، منبع فضیلت سلمہ، السلام علیکم علی من لدیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، نہایت ہی مسرت اور اتہاج کے ساتھ ان پریشان سطور کو پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔ آپ کا رسالہ ہدیہ عثمانیہ اول سے آخر تک دیکھا گیا۔ نہایت ہی جامع رسالہ ہے جو مرزا قادیانی اور ان کے مرید رشید خواجہ صاحب کے کذاب الناس ہونے پر دلیل واضح ہے اور یہ کہنا ہرگز بیجا نہ ہوگا کہ ایک منصف عاقبت اندیش اس کو دیکھ کر ہرگز ہرگز مرزا قادیانی کا معتقد نہیں رہ سکتا اور قابل فخر ہے۔ وہ بزرگ جس نے اس کی اشاعت میں خاص طریق پر حصہ لیا اور فحوائے ”لئن شکرتم لا زید نکم“ شکر گزار ہونا میری سعادت ہے۔ ”فجزاہم اللہ احسن الجزاء“ اس وقت ہمارے محترم بزرگ نے ترک مرزائیت پر کچھ عرض کرنے کی اجازت بخشی ہے۔ مگر افسوس مجبور ہوں، ترک مرزائیت ایک خاصہ ٹائم چاہتا ہے اور قریب قریب اسی مضمون کا ایک رسالہ زیر تصنیف ہے۔ جو تریاق القلوب اور ازالۃ کے فراہم ہونے پر واضح ہوگا۔ دعاء فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ توفیق نیک دے۔ آمین! ہاں اتنا عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ چند ایک خواب اور مرزا قادیانی کے متضاد اور متبائن اقوال ترک مرزائیت کا باعث ہوئے۔ ”من یهدی اللہ فلا مضل لہ“ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے۔ آمین! زمانہ مرزائیت میں جبکہ خادم بغرض تکمیل تعلیم لاہور گیا اور علاوہ ان معرکہ الاراء تجربوں کے حسب ذیل خوابات سے بھی مشرف ہوا۔ دھونڈا!

ولا تکتوما الحق

۱..... جمہور کو بلند گفتار پر چڑھتے اور اترتے دیکھتا ہوں۔ مگر آہ! ایک میں جو اپنے ارادے میں ناکام ہوں اور مفلوج کی طرح سسک رہا ہوں اور جوں جوں تقدیم کرتا ہوں۔ افتاد ہو جاتا ہوں۔

۲..... حاجی صاحب ترکی کیپ مرچنٹ جو ایک کپے حنفی ہیں۔ بحالت نماز رو بقبلہ دیکھتا ہوں اور میں بحالت نماز رویہ جنوب ہوں، فوری تردد ہوا کہ باوجود میرے احمدی ہونے کے رویہ جنوب ہوں اور حاجی صاحب رو بقبلہ۔

۳..... مقبرہ بہشتی جو مرزا قادیانی کا بنا کر رہا ہے۔ بغرض فاتحہ خوانی گیا اور دوران فاتحہ میں مرزا قادیانی کے سرہانے ایک کتبہ پایا جس پر ”فسی نار جہنم خالدین فیہا ابدًا“ تھا۔ (یعنی صاحب قبر مرزا قادیانی جہنم میں اور اس کے پیرو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔) اس اثناء میں مختلف قسم کے پرند چخند اور گدکی شکل میں تھے نظر آنے لگے۔ ترساں دلرزاں باہر ہو نکلا اور مسجد

اقصی جو مرزا قادیانی کے والد کی بنا کردہ ابھی اس کے قریب آیا نہ تھا کہ حاجی صاحب ترکی کیپ مرچنٹ کو مدفون پایا اور ان کے سرہانے ایک کتبہ سین بورڈ کی شکل پایا۔ جس پر جلی حروف سے ”رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ“ لکھا تھا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ صاحب قبر اور اس کے پیروار اور ہمہ خیالوں سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے خوش ہوئے۔) یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا کہ حاجی صاحب یہاں کیسے دفن ہیں اور وہ بھی ایسا شخص جو مرزا قادیانی کا مخالف ہو۔ وہ اور اس پر رضی اللہ عنہ اور مسیح موعود پر فی نار جہنم! خیال ہوا کہ یہ خواب ہیں۔ بیدار ہو گیا۔

۴..... سیدنا امام حسین علیہ السلام کو دیکھا۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ”ان اللہ يحب التوابین“ یعنی اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ جب میں نے اپنی کمزوریوں کا اظہار کیا۔ ”فان مع العسر يسراً ان مع العسر يسراً“ فرماتے ہیں۔ بوجہ طوالت مفصل بیان نہ کر سکا۔ رسالہ زیر تصنیف میں موقع ملنے پر واضح کروں گا۔ ”وما توفیقی الا باللہ“

اب میں ان سطور کو ختم کرتا ہوں اور ادباً باہارج الوقت ہونے کی معافی چاہتا ہوں۔ دعاء فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ کامیابی دے۔ گزارش آخر یہ ہے کہ ایک خط میرے دوست محمد جمال الدین صاحب کے یہاں لاہور سے آیا۔ جس میں ان کے ایک مرزائی دوست تحریر کرتے ہیں کہ ہدیہ عثمانیہ جو ایک حیدرآبادی مولوی صاحب نے لکھی ہے۔ اس سے سخت جھگولے پڑتے ہیں اور سخت متزلزل ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس مقدس خدمت کی جزائے خیر دے۔ میرے اپنے ناقص خیال سے یہ وہ کام ہے جو مجددین کا ہوتا ہے۔ فقط (آپ کا مخلص خادم خاکپائے سید المرسلین سید سراج الدین کفر توڑ از حیدرآباد دکن)

ناظرین! ان دو تحریروں پر غور فرمائیں۔ جن میں یہ تین خواب بیان ہوئے ہیں۔ اس میں اول یہ ملاحظہ کیجئے کہ یہ دونوں تحریریں سید آل رسول کی ہیں۔ کسی اور معمولی شخص کی نہیں دوسرے یہ کہ دونوں صاحب وہ ہیں جو مسیح قادیانی کو سچا مسیح موعود مان چکے تھے۔ کسی مخالف اور مرتد کے نہیں ہیں۔ جن میں اس کے خیال کو دخل ہو سکے۔ اس پر خوب نظر رہے۔ تیسرے اس پر نظر کیجئے کہ پہلے خواب میں وہ بزرگ نہایت صاف طور سے قادیانی گروہ کو جہنمی فرما رہے ہیں اور یقینی جہنمی کہتے ہیں۔ دوسرے خواب میں مرزا قادیانی کی کبھی بری حالت دکھائی گئی ہے کہ اللہ اس سے پناہ دے۔ اس خواب میں اس مضمون کے عنوان کو کیسا سچا ثابت کر دیا۔ چوتھے یہ بات بھی

قابل لحاظ ہے کہ ایک بزرگ جن کو حضرت سرور عالم ﷺ نے بھیجا تھا۔ ان کی زبان نے فیصلہ کر دیا کہ مرزا قادیانی اور ان کی جماعت جہنمی ہے اور سید سراج الدین کے خواب میں تو گویا مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کا نوشتہٴ تقدیر دکھایا گیا اور ان کے مخالف کا مرتبہ عالی ہونا ظاہر کر دیا۔ کیا جماعت احمدی ان باتوں پر غور نہ کرے گی؟ یہ ایسے عبرتناک خواب ہیں کہ کوئی راست باز خدا سے ڈرنے والا ان پر غور کر کے مرزائی جماعت میں شامل نہیں رہ سکتا۔

آٹھواں خواب

مضمون نگار اخبار الہدیت اپنے ایک عزیز کا واقعہ لکھتے ہیں۔ جن کا نام جیون خان ہے اور تلونڈی موسیٰ خان ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں۔ یہ صاحب چند سال تک مرزا قادیانی کی بیعت میں شامل رہے۔ مگر اتفاق سے دسمبر ۱۹۱۴ء میں ایک دن ان کے موضع میں گیا تو چار پائی پر بیٹھے نظر آئے۔ بہت لوگ ادھر ادھر بیٹھے ہوئے تھے۔ السلام علیکم کے بعد بندہ ایک چار پائی پر بیٹھ گیا۔ بات چیت ہونے لگی۔ میں نے کہا کہ کوئی اخبار قادیان سے آپ کے پاس آیا ہے۔ تو دکھاؤ حیران ہو کر چپ ہو رہے۔ میں نے کہا کیا بات ہے۔ جواب ندارد، اتنے میں ایک صاحب بولے کہ جی کیا قادیان اور کیا مرزا۔ سب چھوڑ دیئے ہیں۔ میں نے کہا الحمد للہ! پھر وہی صاحب ماجرا سنانے لگے اور مرید صاحب (یعنی جیون خان) تصدیق فرمانے لگے۔ ناظرین غور سے دیکھیں کہنے لگے کہ چند یوم گذرے یہ سب بمعہ بال بچہ اپنے گھر میں سوئے تھے کہ جیون خان کو خواب آیا کہ بہت لوگ مکہ شریف جا رہے ہیں اور میں بھی ان کے ساتھ ہولیا ہوں۔ مجملہ ان کے جناب مولانا ثناء امرتسری فاتح قادیان، و مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی بھی ہیں جس وقت خاص مکہ شریف پہنچے ہیں تو سب لوگ نماز پڑھنے لگے ہیں اور میں بھی نماز کا ارادہ کر رہا ہوں کہ اتنے میں ایک زبردست قوی ہیکل انسان نے میری گردن آدب کوچی اور لگابے تحاشا مارنے اور جانب چپ و راست کی پسلیاں بھی توڑ ڈالیں اور میں کہتا ہوں کہ مجھے کیوں مارتے ہو۔ میں تو نماز پڑھنے لگا ہوں۔ وہ اور بھی نیزے سے مارنے لگا اور کہنے لگا دیکھ وہ کون ہے۔ گویا کہ مکہ شریف کے مشرق کی طرف نگاہ کر کے دیکھ میں نے کہا مرزا قادیانی ہیں۔ کہنے لگا بس تیرا نبی وہ ہے۔ اس کا کعبہ اپنا گھر ہے تو ادھر کو منہ کر کے نماز پڑھ۔ میں نے کہا نہیں میں تو خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے پڑھوں گا۔ پھر اس نے مجھے اتنا مارا کہ میں خواب ہی میں باواز و بلند توبہ توبہ کرنے لگ گیا اور شور و غل مچا دیا کہ تمام گھر کے آدمیوں کو فکر ہو گیا کہ کیا ہوا۔ سب مجھ کو جگانے لگے

مجھے ہوش نہیں۔ بالآخر اس مرد قوی ہیکل نے مجھ سے کہا کہ توبہ کرو۔ اس کا ذب کے پیچھے نہ جانا ورنہ اتنی سزا ہے کہ تم برداشت نہ کر سکو گے۔ میں نے ان کے رو برو توبہ کی اور ادھر سے میرے گھر والوں نے حال پکار کی کہ دیکھو جیون خان کو کیا ہو گیا۔ تمام محلہ میرے گھر کے اندر آ جمع ہوا۔ میری نیند کھلی تو سب نے حال دریافت کیا۔ میں نے کہا کہ پہلے مجھے سارے آدمی دباؤ میرا جوڑ جوڑ ڈھیلا ہو گیا ہے۔ بعدہ ان کو مذکورہ واردات سنائی اور سب کے سامنے توبہ کی۔ اب پھر وہ اپنی مسجد کے امام ہیں۔ اگر کسی کو شک ہو تو براہ راست ان سے دریافت کر لیں۔ خدائے تعالیٰ سب کو ہدایت دے۔ فقط: ابوالرشید!

اب تو حرم محترم بیت اللہ میں جا کر مرزا قادیانی کے کذب کا فیصلہ ہو گیا۔ اب کیا عذر رہا۔ مرزائی حضرات جب خود فرماتے تھے کہ خواب میں مرزا قادیانی کی صداقت معلوم ہو جائے گی۔ اسی معیار پر مرزا قادیانی کو جانچا گیا۔ الحمد للہ قدرتی آٹھ شہادتوں نے مرزا قادیانی کی واقعی حالت کو اظہر من الشمس کر دیا۔ جس طرح منکوحہ آسمانی کے نکاح میں نہ آنے سے ان کے کذب پر آسمانی فیصلہ ہو گیا تھا۔ ان آٹھ خوابوں نے ان کے بدترین حال پر قدرتی شہادتیں دے دیں۔ اب جن حضرات کو عالم برزخ میں واہلا کرنا ہو اور عذاب قبر میں اس طرح رہنا ہو وہ مرزائے آنجمانی کا پیرو رہے۔ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا اور خدا نے ان کے حال کا معائنہ کرا دیا۔ اب قادیانی فرشتہ کے ذریعہ سے ان کے خلیفہ کی معزولی ملاحظہ ہو۔

صحیفہ محمدیہ کا چوتھا مضمون

معزولی خلیفہ مرزائیاں تجویز فرشتہ قادیان، خلیفہ قادیان معزولی

اخیر دسمبر کے جس طرح لکھنؤ اور علی گڑھ میں کانگرسوں اور کانفرنسوں کے جلسے ہوئے۔ اسی طرح قادیان اور لاہور میں بھی قادیانی مشین کے دونوں پارٹیوں کے جلسے ہوئے۔ جس میں مختلف قسم کے روز ویوشن پاس ہوئے جو وقتاً فوقتاً قوم کی فلاح کے لئے دونوں فریق شائع کریں گے۔ ایک اہم اور ضروری تجویز وہ ہے جو لاہور میں مولوی محمد احسن صاحب امر وہی (یہ وہی بزرگ ہیں جن کو مرزا قادیانی آنجمانی اپنا فرشتہ آسمانی کہتے تھے۔ ان پر بہت بھروسہ رکھتے تھے۔ ان کا ساختہ و پرداختہ منظور کرتے تھے۔ اس لئے ایسے عالم کے قول پر فیصلہ ہونا چاہئے۔) ایڈیٹر الہمدیٹ پرچہ ۵ ج ۱۳ ص ۳۳ کالم دو) نے بطور اشتہار شائع کی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ: ”میں نے

بیخبری میں میاں محمود احمد کو خلیفہ بنایا تھا۔ مگر اب اس کے عقائد بہت غلط ثابت ہوئے ہیں۔ اس لئے میں اس کو خلافت سے معزول کرتا ہوں۔ چنانچہ اس اشتہار کے ضروری الفاظ یہ ہیں۔“ صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب بوجہ اپنے عقائد فاسدہ پر مصر ہونے کے میرے نزدیک ہرگز اب اس بات کے اہل نہیں ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود مرزا قادیانی کی جماعت کے خلیفہ یا امیر ہوں اور اس لئے میں اس خلیفہ سے جو محض ارادی ہے سیاسی نہیں۔ صاحبزادہ صاحب کا اپنی طرف سے عزل کر کر عند اللہ وعند الناس اس ذمہ داری سے بری ہوتا ہوں۔ جو میرے سر پر تھی۔ اور بحکم ”لا طاعة للمخلوق في معصية الخالق“ اور حسب ارشاد الہی ”قال ومن ذريتى قال لا ينال عهدى الظلمين“ اپنی بریت کا اعلان کرتا ہوں اور جماعت احمدیہ کو یہ اطلاع پہنچاتا ہوں کہ صاحبزادہ صاحب کے یہ عقائد:

۱..... سب اہل قبلہ کلمہ گو کا فر اور خارج اسلام ہیں۔

۲..... حضرت مسیح موعود کامل حقیقی نبی ہیں۔ جزوی نبی یعنی محدث نہیں۔

۳..... اسمہ احمد کی پیشین گوئی جناب مرزا قادیانی کے لئے ہے اور محمد رسول

اللہ ﷺ کے واسطے نہیں اور اس کو ایمانیت سے قرار دینا ایسے عقائد اسلام میں موجب ایک خطرناک فتنہ کے ہیں۔ جس کے دور کرنے کے لئے کھڑا ہو جانا ہر ایک احمدی کا فرض اولین ہے۔ یہ اختلاف عقائد معمولی اختلاف نہیں۔ بلکہ اسلام کے پاک اصول پر حملہ ہے اور مسیح موعود کی تعلیم کو بھی ترک کر دینا ہے۔ میں یہ بھی اپنے احباب کو اطلاع دیتا ہوں کہ ان عقائد کے باطل ہونے پر حضرت مسیح موعود کے مقرر کردہ معتمدین کی بھی کثرت رائے ہے۔ یعنی اب جو بارہ ممبر حضرت کے مقرر کردہ زندہ ہیں۔ ان میں سے سات ممبر علی الاعلان ان عقائد سے بیزاری کا اظہار کر چکے ہیں اور باقی پانچ میں بھی اغلب ہے کہ ایک صاحب ان عقائد میں صاحبزادہ کے شامل نہیں۔ (اس پر اظہار مسرت کر کے راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ جب خلیفہ کو معزول اپنی بے خبری کی وجہ سے کیا تو اب امید ہوتی ہے کہ بوجہ ذیل مسیح موعود کو بھی اپنے عہدہ سے معزول کریں گے)

۱..... کیا مولوی صاحب اس پر غور نہ کریں گے کہ مسیح موعود کے جو برکات

وعلامات حدیثوں میں آئے اور مرزا قادیانی نے خود بیان کئے ہیں۔ ان کا ظہور مرزا قادیانی کے وجود سے ہوا؟ ہرگز ہرگز نہیں ہوا۔ ان حدیثوں میں غور کیجئے اور الفاظ کے معنی میں ایسی تحریف کا خیال نہ رہے۔ جس سے الفاظ سے امن اٹھ جائے اور ہر بیدین دہریہ سیرت کو قرآن و حدیث

کے الفاظ کے معنی اپنے حسبِ خواہ بنا کر دین کو برہم کرنے کا موقع ملے۔ ذرا حقیقت لمسح اور (انجام آتھم ص ۴۶۱، خزائن ج ۱۱ ص ۴۶۱، ایام صلح ص ۳۶۱، خزائن ج ۱۳ ص ۳۶۱) ملاحظہ کر لیجئے گا۔

۲..... کیا کسی پر یہ پوشیدہ ہے کہ ان کی تمام صاف پیشین گوئیاں جھوٹی ہوئیں۔ فیصلہ آسمانی، النجم الثاقب، الہامات مرزا اور اس رسالہ کے پہلے نمبر کو ملاحظہ کیجئے کہ آپ کے مسیح موعود کے سخت مخالف نے ان کی نسبت پیشین گوئی کی وہ پوری ہوئی اور آپ کے مسیح کی الہامی پیشین گوئی اس مخالف کے لئے پوری نہ ہوئی اور نہ ان کے سامنے وہ ہلاک ہوا اور نہ اس پر کوئی عذاب آیا۔ کیا یہ ان کے جھوٹے ہونے کے لئے کافی نہیں ہے؟ مولوی صاحب! کیا آپ پر اور ساری دنیا پر پوشیدہ ہے کہ منکوحہ آسمانی والی پیشین گوئی کو آپ کے مسیح نے اپنی صداقت کا کیسا عظیم الشان ثبوت قرار دیا تھا اور تمام مسلمان اور عیسائی اور ہنود کو مخاطب کر کے اس کے ظہور کا منتظر بنایا تھا اور پھر تمام عمر اس کے انتظار میں باتیں بناتے رہے اور اس کے ظہور کا قطعی وعدہ الہی بتاتے رہے اور کہتے رہے کہ سب موانعات دور ہوں گے اور وہ عورت میرے نکاح میں ضرور آئے گی۔ مگر اب مولوی صاحب اور ان کی جماعت بتائے کہ وہ حتمی وعدہ الہی کہاں گیا؟ بھائیو! آپ کو بالضرور کہنا پڑے گا کہ وہ وعدہ الہی پورا نہ ہوا اور جھوٹ کا اور وعدہ خلافی کا الزام ضرور آیا۔ مگر یہ بتائیے کہ یہ الزام آپ کے نزدیک خدائے قدوس پر ہے یا آپ کے مسیح پر؟ یعنی خدا تعالیٰ نے یہ جھوٹا وعدہ کیا تھا اور مرزا قادیانی کو فریب دیا تھا۔ یا مرزا قادیانی نے خدا پر افتراء کیا، یا شیطانی الہام کو وہ رحمانی سمجھے۔ ان تینوں صورتوں میں ان کے تمام الہامات غیر معتبر ہو گئے اور کوئی الہامی بات ان کی لائق توجہ نہ رہی۔ پھر ان کو مسیح موعود اور جزئی نبی ماننے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ اس واقعہ نے انہیں بالیقین کاذب ثابت کر دیا۔ خوب سوچ کر اس کا جواب دیجئے گا۔ مگر میں یقینی طور سے کہتا ہوں کہ آپ اس کا کچھ جواب نہیں دے سکتے۔

مرزا قادیانی کے کذب کا نمونہ

۳..... مولوی صاحب! آپ نے صحیح حدیثوں میں ملاحظہ کیا ہوگا کہ بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے راست بازی کو لازماً ایمان اور جزو اسلام قرار دیا ہے اور صاف فرمایا ہے کہ مسلمان سے اور گناہ ہو سکتے ہیں۔ مگر مسلمان جھوٹ نہیں بولتا۔ پھر کیا اس ارشاد نبوی کے بموجب مرزا قادیانی آپ کے مسیح اور ان کی جماعت مسلمان ہو سکتی ہے؟ خدا سے ڈر کر اس کا جواب دیجئے گا۔ مگر ہم یہاں بھی کہتے ہیں کہ آپ کوئی معقول جواب نہیں دے سکتے۔ تاہم آپ

کے مسیح کی اور ان کے خاص اصحاب کی دروغ گوئیوں کا نمونہ آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔
ملاحظہ کیجئے:

مرزا قادیانی نے احمد بیگ کے داماد کے مرنے کی پیشین گوئی کی تھی کہ ڈھائی برس کے اندر مر جائے گا۔ مگر وہ اس میعاد میں نہ مرا اور لوگوں نے الزام دیا کہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی۔ اس کے جواب میں مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ وہ اپنے خسر کے مرجانے سے بہت خوف زدہ ہو گیا تھا۔ لہذا سنت اللہ کے بموجب اس وعید کی میعاد میں تحلف ہو گیا۔ (انجام آہتم ص ۲۸، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸)

اس قول میں مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ ہے کہ خوف کی وجہ سے وعید کا ٹل جانا عادت الہی میں داخل ہے۔ یعنی ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ مگر مولوی صاحب اگر آپ خدا تعالیٰ کو جامع صفات کمالیہ اور تمام عیوب سے پاک جانتے ہیں تو مرزا قادیانی کے اس قول کو کبھی سچا نہیں سمجھ سکتے اور آپ کا یہ اعتقاد ہوگا کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ اور وعید ہرگز نہیں ٹلتی۔

(انجام آہتم ص ۳۱، ۳۲، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰، ۳۱) میں اس جھوٹ کی تائید میں لکھتے ہیں۔
”جس حالت میں خدا اور رسول اور پہلی کتابوں کی شہادتوں کی نظیریں موجود ہیں کہ وعید کی پیشین گوئی میں گویا ہر کوئی بھی شرط نہ ہو تب بھی بوجہ خوف تاخیر ڈال دی جاتی ہے تو پھر اس اجماعی عقیدہ سے محض میری عداوت کے لئے منہ پھیرنا اگر بدذاتی اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔“

اس قول میں مرزا قادیانی کے چار دعوے ہیں۔

..... ۱ کلام خدا یعنی قرآن شریف میں موجود ہے کہ وعید کی پیشین گوئی میں خوف کی وجہ سے تاخیر ڈال دی جاتی ہے۔

..... ۲ کلام رسول یعنی حدیث میں بھی ایسا ہی آیا ہے۔

..... ۳ انبیائے سابقین کی کتابوں میں بھی یہ مضمون ہے۔

..... ۴ اجماعی عقیدہ بھی ایسا ہی ہے۔

اب میں کہتا ہوں کہ ہر ایک ذی علم جانتا ہے اور جان سکتا ہے کہ یہ چاروں دعویٰ محض غلط ہیں۔ کلام خدا اور کلام رسول میں یہ بیان ہرگز نہیں ہے کہ وعید الہی کسی وجہ سے ٹل جاتی ہے۔ اگر کہیں ہو تو مولوی احسن صاحب دکھائیں مگر ہم کہتے ہیں کہ نہیں دکھا سکتے۔ فیصلہ آسانی حصہ ۳ میں متعدد آیات نے قطعاً ثابت کر دیا ہے کہ وعید الہی ہرگز نہیں ٹلتی اور ایسے غلط مسئلہ پر اجماع تو کیا ہوتا کسی ایک معتبر عالم کا بھی یہ قول نہیں ہے اور یقینی طور سے مرزا قادیانی کے یہ چار جھوٹ ہیں اور

چھ جھوٹ اور بھی ملاحظہ کر لیجئے۔ (انجام آقہم ص ۲۲۳، خزائن ج ۱۱ ص ۲۲۳) میں احمد بیگ کے داماد کے مرنے کی نسبت لکھتے ہیں۔ ”بلکہ اصل امر بر حال خود قائم ست و ہچکس با حیلہ خود اور ارتوتواں کرد۔ و ایں تقدیر از خدائے بزرگ تقدیر مبرم است، و عنقریب وقت آں خواهد آمد۔ پس قسم آں خدائے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ را برائے مبعوث فرمود اور ابہترین مخلوقات گردانید۔ کہ ایں حق است۔ عنقریب خواہی دید، و من ایں را برائے صدق خود یا کذب خود میحارمی گردانم و من نہ گفتم الا بعد زانکہ از رب خود خبر داده شد۔“ اس قول میں چھ جھوٹ ہیں۔

۱..... اصل امر بر حال خود قائم ست۔ محض غلط اپنے حال پر ہرگز قائم نہیں ہے۔ بلکہ جھوٹ ثابت ہوا۔

۲..... ہچکس با حیلہ خود اور ارتوتواں کرد۔ یعنی احمد بیگ کے داماد کی موت کو روک نہیں سکتا۔ محض غلط مسلمانوں نے اس کی درازی عمر کی دعاء کی۔ اللہ نے قبول کی۔ اس لئے مرزا قادیانی کا یہ جملہ غلط ہو گیا۔

۳..... خدا کی طرف سے یہ تقدیر مبرم ہے۔ اس کا جھوٹ ہونا اظہر من الشمس ہو گیا۔ اگر تقدیر مبرم ہوتی تو احمد بیگ کا داماد ضرور مرزا قادیانی کے سامنے مرتا۔ حالانکہ مرزا قادیانی پہلے مر گئے اور وہ ہنوز زندہ ہے۔

۴..... اس کا وقت عنقریب آنے والا ہے۔ محض غلط، عنقریب کیا مرزا قادیانی کی موت تک اس کا وقت نہ آیا۔ افسوس۔

۵..... خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ احمد بیگ کے داماد کا میرے سامنے مرنا حق ہے۔ عنقریب تو دیکھ لے گا۔ یہ بھی جھوٹ نکلا اور مرزا قادیانی کی قسم جھوٹی ثابت ہوئی۔

۶..... میں نے وہی کہا ہے جس کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ جب اس پیشین گوئی کا جھوٹا ہونا یقیناً ثابت ہو گیا تو معلوم ہوا کہ جو کچھ انہوں نے کہا تھا وہ شیطانی وسوسہ تھا۔ خدا کی طرف سے ہرگز نہ تھا۔

الغرض چھ جھوٹ یہ ہوئے اور چار پہلے کامل دس جھوٹ ہو گئے۔ اس کے ساتھ مرزا قادیانی کی تہذیب اور تقدس بھی ملاحظہ کیا جائے کہ حقانی، اور راست باز حضرات کو بدذات اور بے ایمان کہتے ہیں۔ کیا اس میں کچھ شک ہے کہ قرآن مجید کے نصوص قطعہ سے ثابت ہے کہ خدائے تعالیٰ کا وعدہ اور اس کی وعید ہرگز نہیں ٹلتی اور تورات میں نہایت صاف طور سے مرقوم ہے کہ اگر کسی مدعی نبوت کی پیشین گوئی پوری نہ ہو تو وہ جھوٹا ہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید

اور تورات مقدس دونوں مرزا قادیانی کے کاذب ہونے پر شہادت دیتے ہیں۔ اب بدذات اور بے ایمان کون ہوا؟

مولوی صاحب انصاف سے فرمائیں۔ اس کے سوا مرزا قادیانی کی کذب بیانی آئندہ کسی نمبر میں ملاحظہ کیجئے گا۔ آپ کے ہم مشرب مرزا قادیانی کے صحابی خواجہ کمال صاحب کی صدق بیانی کا نمونہ (ہدیہ عثمانیہ ص ۲۱) وغیرہ میں ملاحظہ کیجئے۔ اس میں ان کے کذب کا معائنہ کر دیا ہے اور اس کے دوسرے حصہ میں اور زیادہ آپ دیکھیں گے۔ اگر آپ نے خواجہ صاحب کا رسالہ (صحیفہ آصفیہ ص ۳۰، ۳۱) دیکھا ہوگا تو معلوم کیا ہوگا کہ خواجہ صاحب اپنے مرشد کے رسول ہونے کو قرآن مجید سے ثابت کرتے ہیں اور ان کے منکر کو جنہمی ٹھہراتے ہیں اور اب ناواقفوں کے روبرو اس سے انکار کر رہے ہیں۔ کیا صداقت کا مقتضا یہی ہے؟

صحیفہ محمدیہ کا پانچواں مضمون

پروفیسر عبدالماجد مرزائی کی کمال رسوائی اور فاش شکست

حضرات ناظرین نے ملاحظہ کیا کہ اس مختصر رسالہ میں مسیح قادیان کا جھوٹا ہونا کئی طریقوں سے ثابت کر دیا گیا۔ غضب ہے کہ مرزا قادیانی کے اعلانیہ جھوٹ دکھائے گئے اور ایک دو نہیں بلکہ مرزائی جھوٹوں کا انبار ہے۔ تعلیم یافتہ حضرات اس پر غور نہیں کرتے کہ دانشمندان یورپ نے قانون پاس کر دیا ہے کہ جس گواہ کا ایک جھوٹ بھی ثابت ہو جائے۔ پھر اس کا کوئی بیان قابل اعتبار نہیں اور یہ وہ امر ہے کہ کبھی منسوخ نہیں ہوتا۔ مگر مرزائی حضرات ایسے جھوٹ کے فریفتہ ہیں کہ سیکڑوں جھوٹ بولنے کے بعد بھی سچا ہی جانتے ہیں۔ مگر کسی سچے اور اہل حق کے سامنے آنے کی مجال نہیں ہے۔ یہاں سے قادیان اور حیدرآباد تک کوئی مرزائی سامنے نہیں آیا۔ عنقریب مناظرہ کا چیلنج بھی تمام مرزائیوں کو دیا گیا اور تمام مشتہر کیا گیا۔ مگر صدائے برنخاست، البتہ موضع پور بنی ضلع بھالپور میں ایک بڑے قادیانی اور مولانا عبدالشکور صاحب سے اتفاقاً مناظرہ ہو گیا۔ اس کی مختصر کیفیت درج ذیل ہے۔

یہ مناظرہ عبرت کا بہترین سبق ہے۔ اگر اب بھی کسی کو مرزا غلام احمد قادیانی کے ناحق ہونے میں شبہ ہو تو سوا ”ختم اللہ علیٰ قلوبہم“ کے کیا کہا جائے۔

برادران من! خدا کے لئے انصاف کرو۔ روز جزاء سے کچھ تو ڈرو۔ اگر فی الواقع تم نے مرزا کو برحق سمجھ کر قبول کیا تھا تو اب حق ظاہر ہو جانے کے بعد جبکہ تم نے اپنی آنکھوں سے اپنے

ایک مستند عالم کو مناظرہ میں مغلوب و مہبوت ہونا دیکھا تو لازم ہے کہ توبہ کرو اور اس دام فریب سے نکل کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ظل رحمت میں آ جاؤ۔ ورنہ قیامت کے روز پچتاؤ گے۔ ”قال اللہ تعالیٰ ویوم یعض الظالم علی یدیہ یقول یلیتنی اتخذت مع الرسول سبیلاً . یویلتنی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلاً . لقد اضلنہ عن الذکر بعد اذ جاءہ نی“ جس دن کہ ظالم اپنے ہاتھ (افسوس میں) کاٹے گا اور کہے گا کہ اے کاش میں نے رسول کی پیروی کی ہوتی۔ اے کاش میں نے فلاں شخص سے دوستی نہ کی ہوتی۔ اس نے مجھے ذکر سے بعد اس کے کہ وہ مجھ تک پہنچ چکا تھا گمراہ کر دیا۔

اگر تم کو یہ خیال ہو کہ جن باتوں کا جواب دینے سے پروفیسر عبدالماجد قادیانی جو تمہارے مانے ہوئے اور مستند پیشوا ہیں، عاجز رہے۔ شاید ان باتوں کا جواب کوئی دوسرا شخص دے سکے تو تم کو قسم ہے اس کی جس کو تم سب سے زیادہ مانتے ہو کہ اس دوسرے شخص کو ہمارے سامنے لاؤ اور صرف اس قدر ثابت کرادو کہ جو حالات تمہارے مرزا کے ہیں ان حالات کا شخص شرعاً یا عقلاً اچھا آدمی کہا جاسکتا ہے اور بزرگی اور مرتبہ نبوت تو بڑی بات ہے۔ ”ہاتوا برہانکم ان کنتم صدقین“ ان کے دلوں پر خدا نے مہر لگا دی۔

اس مناظرہ کی مفصل روئید آئندہ انشاء اللہ ہدیہ ناظرین ہوگی۔ جس میں مولوی عبدالماجد قادیانی اور جناب مولانا محمد عبدالشکور کی پر لطف تحریریں اور پھر طرفین کی بالمشافہ تقریریں جو تقریباً چار گھنٹہ مجمع عام میں بمقام پورینی ضلع بھاگلپور خود مولوی عبدالماجد قادیانی کے مکان پر ہوئیں۔ بتفصیل آپ دیکھیں گے اس وقت خلاصہ کارروائی اطلاع شائقین کے لئے شائع کی جاتی ہے۔

یہ تو غالباً آپ کو معلوم ہے کہ سال بھر سے جناب مولانا محمد عبدالشکور کوشش کر رہے تھے کہ مولوی عبدالماجد قادیانی سامنے آ کر حق و باطل کا فیصلہ کر لیں اور وہ اب تک ٹالتے رہے۔ طرح طرح کے بہانہ نکالتے رہے۔ لیکن آخر تقدیر الہی سے نہ بھاگ سکے اور مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۱۷ء کو ان پر وہ وقت آ گیا جس سے وہ بچنا چاہتے تھے۔

واقعہ یہ ہے کہ ہم مسلمانان پورینی نے اپنے یہاں ایک مذہبی جلسہ کیا اور اس کا اعلان دیا۔ مولوی عبدالماجد قادیانی ایسے موقع پر چھیڑنے سے کب باز رہ سکتے تھے۔ فوراً انہوں نے بھی اپنے یہاں ایک جلسہ کا اشتہار دے دیا اور اس میں ہمارے جلسہ اور ہمارے اعلان پر ناروا

تعریضات کیں۔ گو حق پوشی کی نیت سے انہوں نے اپنے جلسہ کا وقت ظاہر نہیں کیا۔ مگر ہم لوگوں نے بہ نیت اظہار حق مولوی صاحب موصوف کو اطلاع دی کہ نہ آپ خود ہمارے یہاں تشریف لاتے ہیں۔ نہ ہم کو بلاتے ہیں۔ لہذا اب ہم لوگ آپ کے جلسہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ بحث کے لئے تیار ہو جائیے۔ اس اطلاع کے بعد ہم لوگ ان کے جلسہ میں پہنچ گئے۔ حاضرین جلسہ کی تعداد معقول تھی اور دونوں طرف کے لوگ تھے۔ مولوی عبدالماجد قادیانی سے گفتگو ہوئی۔ شرائط مناظرہ اور تجویز حکم کی بحث میں مولوی عبدالماجد قادیانی کسی پہلو پر قائم نہیں ہوئے۔ ہر فریق کے لوگوں نے مولوی صاحب کی باطل پرستی کا اچھی طرح احساس کیا۔ بالآخر جناب مولانا عبدالشکور صاحب نے کہا کہ میں بغیر کسی شرط کے جس طرح آپ چاہیں اور جہاں فرمائیں آپ سے بحث کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔ مولوی عبدالماجد قادیانی کی پریشانی اس وقت قابل دید تھی۔ ہر طرف سے راہ فرار، مسدود پا کر بادل ناخواستہ ان کو منظور کرنا پڑا اور دوسرے دن بتاریخ ۱۰ مارچ ۱۹۱۷ء بعد مغرب انہیں کے مکان پر بحث طے پا گئی۔

اب سنئے کہ حق کے سامنے باطل کس طرح سرنگوں ہوا

وقت مقررہ پر ہم اور ہمارے علماء مولوی عبدالماجد قادیانی کے مکان پر پہنچے، مجمع معقول تھا۔ نہ صرف پورینی بلکہ بھاگلپور، چمپانگر اور برہ پورہ وغیرہ کے مسلمان بھی تھے۔ مرزائی صاحبان میں بھی شاید ہی کوئی شریک جلسہ نہ ہو۔ جناب مولوی علاء الدین صاحب وکیل جو مسلمان ہیں۔ لیکن مولوی عبدالماجد قادیانی سے بھی ان کے تعلقات ہیں۔ وہ مولوی عبدالماجد قادیانی کے شاگرد بھی ہیں۔ صدر مجلس مقرر ہوئے۔ مولوی عبدالماجد قادیانی کا سب سے پہلا اصرار یہ ہوا کہ جناب مولوی محمد عبدالشکور صاحب کو دوسرے علماء زبانی یا تحریری کسی قسم کا مشورہ نہ دیں۔ حتیٰ کہ کتابوں کی عبارات محولہ کے نکالنے میں بھی کوئی ان کی مدد نہ کرے۔ قطع عذر کے لئے ان کی یہ ضد بھی مان لی گئی اور بحث شروع ہو گئی۔

..... جناب مولانا محمد عبدالشکور صاحب نے ایک مختصر خطبہ حمد و صلوة پڑھ کر دس منٹ میں اپنی تقریر ختم کر دی۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے نبی و رسول ہونے کا بلکہ افضل الانبیاء ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بعض انبیاء پر تو صراحتہ اپنی فضیلت بیان کی ہے

۱۔ یہ اصرار نہایت روشن کرتا ہے کہ مولوی صاحب کو اظہار حق منظور نہیں ہے۔ بلکہ اپنا راز کھل جانے سے ڈرتے ہیں۔

اور بعض پر اشارہ۔ لیکن مرزا قادیان کے حالات و اوصاف پر نظر ڈالنے سے ہر ذی عقل سمجھ سکتا ہے کہ یہ حالات جس شخص کے ہوں شریعت اسلامیہ اس کو اچھا آدمی سمجھنے اور کہنے کی بھی اجازت نہیں دیتی۔ نبوت و رسالت تو بڑی چیز ہے۔ منجملہ ان حالات و اوصاف کے نمونہ کے طور پر اس وقت دو صفتیں مرزا قادیانی کی بیان کی جاتی ہیں۔

۱۔ اول یہ کہ مرزا قادیانی نے خدا کے پیغمبروں کی بے حد توہین کی ہے۔

دوم یہ کہ مرزا قادیانی جھوٹ بہت بولتے تھے۔

یہ دونوں صفتیں مرزا قادیانی کی خود انہیں کی تصانیف سے پڑھ کر سنائی گئیں اور مولوی عبدالماجد قادیانی کو دیکھنے کے لئے اور حوالہ کی تصدیق کرنے کے لئے وہ کتابیں دے دی گئیں۔

۲۔ بجواب اس کے مولوی صاحب نے کھڑے ہو کر ایک گھنٹہ دس منٹ تقریر کی جس میں بہت سی باتیں خارج از بحث شامل تھیں۔ اصل بحث کے متعلق صرف اس قدر فرمایا کہ مرزا قادیانی کی نیت تو ہین انبیاء کی نہ تھی اور ان تو یہی الفاظ کا استعمال انہوں نے الزامی طور پر کیا ہے۔ مرزا قادیانی کے جھوٹ بولنے کا جواب دیا کہ اور انبیاء کا جھوٹ بھی ثابت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ایک حدیث کا حوالہ دیا اور حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق دعویٰ کیا کہ قرآن مجید میں ہے کہ ان کی پیشین گوئی ٹل گئی۔ بڑی پر لطف بات یہ کہی کہ خدا خود اپنی بات ٹال دیتا ہے اور اپنے کلام میں جو شرطیں بروقت نہیں ذکر کرتا بعد میں بڑھا دیتا ہے۔ اس کو ہم کیا کریں۔ بھائیو! جس مذہب میں خدا پر ایسے الزام ہوں وہ سچا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

۳۔ جناب مولوی محمد عبدالشکور نے بجواب اس کے پچیس منٹ تقریر کی اور یہ دکھلایا کہ مولوی عبدالماجد قادیانی نے بجائے اس کے کہ مرزا قادیانی کی برأت کرنے سے ان کا جرم اور زیادہ سنگین کر دیا۔ کیونکہ مولوی عبدالماجد قادیانی نے مرزا قادیانی کی ایک عبارت پڑھی جس میں یہ مضمون تھا کہ مسیح علیہ السلام نے قابل نفرت اور مکروہ افعال کا ارتکاب خدا کے حکم سے کیا۔ جس سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نے خدا کی بھی توہین کی اور خدا کو قابل نفرت اور مکروہ کاموں کا حکم دینے والا کہا۔ معاذ اللہ!

تو یہی الفاظ کا الزامی نہ ہونا بھی خود مرزا قادیانی کے کلام سے ثابت کر دیا۔ توہین کی نیت نہ ہونے کا بھی ثبوت دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام کے قصہ کا تو ایسا جواب دیا کہ مولوی عبدالماجد قادیانی گھبرا گئے۔ جس وقت ان سے مطالبہ کیا گیا کہ

حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق قرآن کا حوالہ آپ نے دیا ہے۔ قرآن میں ان کی پیشین گوئی کاٹل جانا دکھا دیجئے۔ اس وقت عجب حالت تھی۔ مولوی عبدالماجد قادیانی سے قرآن کی آیت تک نہیں پڑھی گئی۔ حاضرین سے پوچھتے تھے کہ تذکرہ یونس کی آیت کسی کو یاد ہو تو بتلا دے۔ جناب مولانا محمد عبدالشکور نے یہ آیت پڑھی۔ ”وَذَا النُّونِ اِذْ نَهَبَ مَغَاضِبًا“ تو مولوی عبدالماجد قادیانی فرماتے ہیں کہ ذوالنون کے تذکرہ کی نہیں۔ حضرت یونس کے تذکرہ کی آیت میں چاہتا ہوں۔ جناب مولانا نے فرمایا کہ ذوالنون حضرت یونس علیہ السلام ہی کا لقب ہے۔ غرض قرآن مجید میں نہ دکھا سکے اور ان کی اس دلیری کا کہ قرآن کا غلط حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے کچھ باک نہ کیا۔ تمام جلسہ نے اس کا اعتراف کیا۔

۴..... اس کے بعد مولوی عبدالماجد قادیانی نے کھڑے ہو کر ایک گھنٹہ بارہ منٹ تقریر کی۔ تقریر کیا تھی۔ دفع الوقتی تھی۔ مگر بدحواسی کے ساتھ۔

۵..... اس کے بعد جناب مولانا محمد عبدالشکور صاحب نے تیس منٹ تقریر کی۔ یہ وہی تقریر تھی جس نے مولوی عبدالماجد قادیانی سے مکابہ کی طاقت بھی سلب کر لی اور انہوں نے صاف الفاظ میں بے ساختہ کہہ دیا کہ میں مناظرہ کے لئے تیار نہ تھا۔ میری تو یہ حالت ہوئی کہ: ”طفل بکلب نمیر و دولے برندش“ جناب مولوی محمد عبدالشکور نے اپنی تقریر کا اثر لوگوں پر ڈال دیا۔ میں پہلے ہی جانتا تھا کہ میری تقریر کا اثر کسی پر نہ پڑے گا۔ اب میں مناظرہ نہ کروں گا۔ قادیان سے عالم بلا کرتاریخ مقرر کر کے مناظرہ کروں گا۔ اسی گفتگو پر جلسہ درخواست ہوا۔

صاحبو! سمجھو کہ مولوی عبدالماجد قادیانی کو حق پرستی سے کچھ بھی لگاؤ ہوتا تو ضرور اس وقت وہ توبہ کر لیتے۔ مگر یہ بڑے لوگوں کا کام ہے۔ ”واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم“ (خدا جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے) خدا کی حجت پورا کرنے کے لئے دوسرے روز مولوی عبدالماجد قادیانی کو یہ پیام بھی بھیجا گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق تو کافی بحث ہو چکی ہے۔ اب حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات و ممات پر بحث کر لیجئے۔ اگرچہ اس بحث سے مرزا قادیانی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ کیونکہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات مان بھی لی جائے تو اس سے مرزا قادیانی کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا۔ نہ وہ ان کو مل سکتا ہے۔

کسے نہ آید بزیر سایہ بوم
ورہما از جہاں شود معدوم

بہت کچھ ان سے کہا گیا کہ مسئلہ تو آپ لوگوں کا مشق کیا ہوا ہے اور آپ جاہلوں کے سامنے تو بڑے بڑے دعویٰ کیا کرتے ہیں۔ آؤ اس پر بحث کر لو۔ مگر مولوی عبدالماجد قادیانی نے سامنے آنے کی جرأت نہ کی۔

علمائے اسلام نے اپنا کام پورا کر دیا اور پورینی و بھاگلپور وغیرہ کے مرزائیوں کو اچھی طرح مرزا قادیانی کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ آئندہ انہیں اختیار رہے۔

”والسلام علی من اتبع الهدی“ اس تحریر میں جو کچھ لکھا گیا وہ نہایت صحیح ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے ان باتوں کا مشاہدہ کیا ہے اور پروفیسر عبدالماجد قادیانی بھاگلپوری پر جو ”فبہت الذی“ کفر کی حالت دوران گفتگو میں طاری ہوئی تھی اس کو حاضرین جلسہ کے ہر خاص و عام نے مشاہدہ کر لیا ہے۔ کتبہ محمدن المدعو بسہول غفر اللہ لہ عثمانی حنفی ساکن پورینی وغیرہ حاضرین جلسہ جن کے نام مشتہر ہو چکے ہیں۔

مرزائی احمدی آگاہ ہو جائیں

آپ کی خیر خواہی کے لئے خانقاہ رحمانی مولگیہ سے مرزا قادیانی کی حالت کے بیان میں پچاس سے زیادہ رسائل نکل چکے اور نکل رہے ہیں۔ آپ کے بڑے ان کے جواب سے عاجز ہیں مگر آپ کو دام فریب میں رکھنے کے لئے ان رسالوں کے دیکھنے سے روکتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ وہی تباہی اعتراض ہیں۔ لائق توجہ نہیں۔ کبھی کہہ دیتے ہیں کہ محض جھوٹ بولا ہے۔ افتراء کیا ہے۔ کسی وقت محض غلط اور بیہودہ طور سے اعتراض کا جواب دیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس رسالہ میں امور ذیل لکھے گئے ہیں۔ فاتح قادیانی سلمہ اللہ المنان کے مقابلہ سے مرزا قادیانی کا عاجز اور جھوٹا ہونا ڈاکٹر عبدالکلیم کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کا ذلیل و جھوٹا ہونا، اپنے بڑے بھائی کے جواب سے عاجز رہنا اور جھوٹا ثابت ہونا، حضرت مسیح کے چار بھائی، بہن حقیقی بتانا اور انہیں یوسف نجار اور مریم کی اولاد کہنا، انبیاء کی سخت توہین تحقیقی طور سے، مرزا قادیانی کی نسبت عبرتاک خواب فرشتہ قادیان کا خلیفہ قادیان کو معزول کرنا، مرزا قادیانی کے کذب کا نمونہ۔ اب میں تمام جماعت احمدیہ سے کہتا ہوں کہ ان مضامین میں سے اگر ایک مضمون کو بھی جھوٹا اور غلط مجمع عام میں ثابت کر دو تو میں پانچ سو روپیہ سے دوں گا اور اگر ایسا نہ کر سکے تو میں اسے گمراہی سے توبہ کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

ناظم دارالاشاعت رحمانی مولگیہ!

مجلد اول
تیسویں سال
پندرہویں شمارہ
پندرہویں شمارہ
پندرہویں شمارہ

حقیقت مرآہ

مولانا سید محمد ادریس دہلوی

کیا کسی نبی کو ناجائز خوشامد کی ضرورت پڑ سکتی ہے؟

پنجابی نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی ٹوڈیت کا ثبوت

مرزا غلام احمد قادیانی ماہ جون ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا۔ آپ نے ۱۸۶۴ء میں سیالکوٹ میں بطور اہمد ملازمت اختیار کی۔ ترقی کے خیال سے ۱۸۶۸ء میں مختاری کا امتحان دیا۔ لیکن فیل ہو گئے۔ اس ناکام سے بددل ہو کر اور ملازمت چھوڑ کر اپنے وطن قادیان میں چلے آئے۔ شہرت طلبی کی تدابیر سوچنے لگے۔ اتفاق یا مرزا قادیانی کی خوش قسمتی سے یہ وقت تھا کہ عیسائیوں اور آریوں کی طرف سے اسلام پر اعتراضات اور حملے ہو رہے تھے۔ مرزا قادیانی لکھے پڑے تو تھے ہی موقع کو غنیمت سمجھ کر کرقلم ہاتھ میں لیا اور ۱۸۸۰ء میں براہین احمدیہ نامی کتاب کی تالیف و ترتیب شروع کی۔ جس کے لئے اسلام کے نام پر چندے کی اپیلیں شائع کی گئیں۔ ان اپیلوں کے جواب میں مسلمانوں نے فراخ دلی سے روپیہ دیا۔ اس کتاب کی تالیف کا سلسلہ ۱۸۸۴ء میں ختم ہوا۔ اس دوران میں مرزا قادیانی نے پروپیگنڈا کے فن میں مہارت تامہ پیدا کرنے کے علاوہ کافی شہرت بھی حاصل کر لی۔

مختلف دعاوی

آپ نے اس اثناء میں ایران کے مدعی مہدویت علی محمد بات اور مدعی نبوت اور مسیحیت بہاء اللہ کی تالیفات اور ان کے دعاوی و دلائل کا مطالعہ شروع کیا۔ جن سے مرزا قادیانی کو اپنے عزائم و مقاصد میں بڑی مدد ملی۔ چنانچہ آپ نے ۱۸۹۱ء میں مسیح اور مہدی ہونے کا اعلان کر دیا اور اس کو کافی نہ سمجھ کر ۱۹۰۱ء میں صریح الفاظ میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ عیسائیوں کا مسیح اور مسلمانوں کا مہدی اور نبی بننے کے بعد آپ نے ہندوؤں پر بھی کرم فرمائی ضروری سمجھی۔ چنانچہ ۱۹۰۴ء میں کرشن اوتار ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کے بعد اس قدر گونا گوں دعاوی کئے کہ بس وہ اپنی مثال آپ ہی ہیں۔ حکومت کی چوکھٹ پر جانے کی ضرورت

نبوت و رسالت کا عظیم الشان دعویٰ (جس کے مدعی کو محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد امت مرحومہ کے تمام اکابر و اصاغر اور اولین و آخرین کا فر سمجھتے رہے ہیں) ایسا نہ تھا کہ مسلمان اس کو تسلیم کر لیتے۔ دوسری طرف کرشن اوتار اور مسیحیت کا دعویٰ بھی ہندوؤں اور عیسائیوں کے نزدیک مضحکہ خیز تھا۔ اس لئے سب قوموں نے مرزا قادیانی کی مخالفت کی اور ان کے من گھڑت دعاوی کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ مرزا قادیانی اپنے ان دعاوی میں سچے اور مامور من اللہ ہوتے تو

تمام مخلوق سے بے نیاز ہو کر اپنا کام کئے جاتے۔ لیکن چونکہ ان دعاوی کی بنیاد نفسانیت پر قائم تھی۔ اس لئے آپ کو ایک ایسے مادی سہارے کی تلاش ہوئی جس کے بل بوتے پر آپ اپنے مشن کو جاری رکھ سکتے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے آپ نے حکومت وقت (جس کو آپ دجال کے لقب سے ملقب کر چکے تھے) کی کاسہ لیسی اور ذلیل خوشامد کا پیشہ اختیار کیا اور اس معاملہ میں اس قدر غلو کیا کہ جہاد جیسے اسلام کے قطعی مسئلہ کا (جس کو اسلامی مسائل کی روح کہنا چاہئے) انکار کر دیا اور عمر بھر میں جس قدر کتابیں، رسالے، اشتہار اور اخبار شائع کئے۔ ان کا اکثر و بیشتر حصہ یہی تعلیم دینے میں صرف کر دیا کہ گورنمنٹ کی ہر حال میں اطاعت و فریاداری جزو ایمان ہے اور جہاد حرام ہے۔ چنانچہ آپ نے (تریاق القلوب ص ۲۷، ۲۸، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵) میں لکھا ہے۔ ”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے مخالفت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ کتابیں اور رسائل اکٹھی کی جاویں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ملک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری یہ ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔“

ایک قابل غور نکتہ

ہندوستانی مسلمانوں کو مرزا قادیانی نے انگریزی اطاعت کا جو درس دیا ہے۔ اسے قطع نظر کر کے سوال یہ ہے کہ اسلامی ممالک میں انگریزی اطاعت اور مخالفت جہاد کا پروپیگنڈا کرنے کی آپ کو کیا ضرورت پیش آئی؟ کیا وہاں کے مسلمان بھی انگریزی رعایا میں داخل تھے کہ ان کو اطاعت کا سبق پڑھانا تکمیل ایمان کے لئے لازمی سمجھا گیا۔ اگر اس سوال کا جواب نفی میں ہے تو پھر اس پروپیگنڈا کا بجز اس کے اور کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ مرزا قادیانی اسلامی ممالک کے مسلمانوں کی روح جہاد کو بھی کچلنے کا تہیہ کر چکے تھے اور آپ اسلامی ممالک کو بھی برطانیہ کے زیر نگین دیکھنے کے لئے بے تاب و بے قرار تھے۔ ”انا للہ وانا الیہ راجعون“

بیعت کا واحد مقصد

اس نہایت ہی ناپاک مقصد کی تکمیل کے لئے مرزا قادیانی نے اپنے مریدوں کو تیار کیا اور عملی طور پر بتا دیا کہ مرزائی مذہب کے عالم وجود میں آنے کی غرض و غایت کیا ہے۔ چنانچہ آپ

اپنی پچاس الماری والی کتابوں میں لکھتے ہیں۔

..... ”وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے۔ وہ ایک سچی مخلص اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے اور میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے۔ جن کا ظاہری و باطن برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔“ (تحفہ قیصریہ ص ۱۲، خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۴)

۲..... ”اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریز کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اوّل درجہ پر بنا دیا ہے۔ (۱) اوّل والد محرم کے اثر نے۔ (۲) دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے۔ (۳) تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے۔“ (ضمیمہ نمبر ۳ منسلک کتاب تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۴۹۱)

کیا آج تک کسی نبی کو اس قسم کا الہام ہوا ہے؟ مرزائی صاحبان جواب دیں۔

۳..... ”اس لئے خدا تعالیٰ نے اس تشبیہ کی صورت کو مسلمانوں کے سر پر سے بہت جلد اٹھالیا اور ابر رحمت کی طرح ہمارے لئے انگریزی سلطنت کو دور سے لایا اور وہ سچی اور حرارت جو سکھوں کے عہد میں ہم نے اٹھائی تھی۔ گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ آ کر ہم سب بھول گئے اور ہم پر اور ہماری ذریت پر یہ فرض ہو گیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گزار رہیں۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۶، خزائن ج ۳ ص ۱۶۶)

مرزا قادیانی نے اپنی ذریت کے علاوہ عام مسلمانوں کے لئے بھی یہ فرض قرار دے دیا ہے کہ وہ موجودہ حکومت کے سچے خیر خواہ اور دلی جانثار ہو جائیں۔ اگر وہ اس سے انکار کریں تو خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہیں۔ چنانچہ آپ (ضمیمہ نمبر ۳ منسلک کتاب تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۴۸۸) پر لکھتے ہیں۔ ”بیس برس کی مدت سے میں اپنے دلی جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی اور عربی اور اردو اور انگریزی میں شائع کر رہا ہوں۔ جن میں بار بار یہ لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کا فرض ہے۔ جس کے انکار کرنے سے وہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے کہ اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جانثار ہو جائیں۔“

۴..... جمہور اہل اسلام کے نزدیک ”اولی الامر منکم“ سے اسلامی حکومت مراد ہے۔ لیکن مرزا قادیانی اپنے گھر کی منطق پر استدلال کرتے ہوئے اس میں انگریزوں کو شامل کر رہے ہیں۔ (ضرورت الامام ص ۲۳، خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۳) پر لکھتے ہیں۔ ”جسمانی طور پر اولی الامر سے مراد بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف

نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے۔ وہ ہم میں سے ہے۔ اسی لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔“

۵..... اور میں نے ان امدادوں میں ایک زمانہ طویل صرف کیا ہے۔ یہاں تک کہ گیارہ برس انہیں اشاعتوں میں گذر گئے اور میں نے کچھ کوتاہی نہیں کی۔ پس میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکتا ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں ان تائیدات میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کے لئے بطور ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ کے ہوں۔ جو آفتوں سے بچاؤے اور خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ خدا ایسا نہیں کہ ان کو دکھ پہنچاؤے اور توان میں ہو۔ پس اس میں میری نظیر اور مثل نہیں۔

(نورالحق حصہ اول ص ۳۳، خزائن ج ۸ ص ۲۵)

۶..... ”اور گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں کہ ہم قدیم سے اس کی خدمت کرنے والے اور اس کے ناصح اور خیر خواہوں میں سے ہیں اور ہر ایک وقت پر دلی عزم سے ہم حاضر ہوتے رہتے ہیں اور میرا باپ گورنمنٹ کے نزدیک صاحب مرتبہ اور قابل تحسین تھا اور اس سرکار میں ہماری خدمات نمایاں ہیں اور میں گمان نہیں کرتا کہ یہ گورنمنٹ ان خدمات کو بھلا دے گی۔“

(نورالحق حصہ اول ص ۲۶، خزائن ج ۸ ص ۳۶)

۷..... ”میرا باپ اور بھائی مفسدہ ۱۸۵۷ء میں گورنمنٹ کی خدمت اور گورنمنٹ کے باغیوں کا مقابلہ کر چکے ہیں اور میں بذات خود سترہ برس سے گورنمنٹ کی یہ خدمت کر رہا ہوں کہ بیسیوں کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں یہ مسئلہ شائع کر چکا ہوں کہ گورنمنٹ سے مسلمانوں کو جہاد کرنا ہرگز درست نہیں ہے اور میں گورنمنٹ کی پولیٹیکل خدمت اور حمایت کے لئے ایسی جماعت تیار کر رہا ہوں۔ جو آڑے وقت میں گورنمنٹ کے مخالفوں کے مقابلہ میں نکلے گی اور گورنمنٹ کے متعلق مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ ”وماکان اللہ ليعذبہم وانت فیہم واینما تولوا فثم وجہ اللہ“ یعنی جب تک تو گورنمنٹ کی عملداری میں ہے۔ خدا گورنمنٹ کو کچھ تکلیف نہیں پہنچائے گا اور جدھر تیرا منہ ہوگا۔ اسی طرف خدا کا منہ ہوگا اور چونکہ میرا منہ گورنمنٹ انگلشیہ کی طرف ہے اور اس کے اقبال و شوکت کے لئے دعاء میں مصروف ہے۔“

(الہامی قائل ص ۵)

۸..... (۱) ”ہر ایک سعادت مند مسلمان وک دعا کرنی چاہئے کہ اس وقت

انگریزوں کی فتح ہو۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں۔ کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پارہے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پاسکتے۔ ہرگز نہیں پاسکتے۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۰۹ حصہ دوم، خزائن ج ۳ ص ۳۷۳)

(۲) ”میرا یہ دعویٰ ہے کہ تمام دنیا میں گورنمنٹ برطانیہ کی طرح کوئی دوسری ایسی گورنمنٹ نہیں جس نے زمانہ میں ایسا امن قائم کیا ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت میں اشاعت حق کر سکتے ہیں۔ یہ خدمت ہم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں بیٹھ کر بھی ہرگز بجا نہیں لاسکتے۔“ (ازالہ اوہام ص ۲۳، خزائن ج ۳ ص ۱۳۰)

(۳) ”میں جانتا ہوں کہ ہماری یہ سلطنت جو سلطنت برطانیہ ہے۔ خدا اس کو سلامت رکھے۔ رومیوں کی نسبت قوانین معدلت بہت صاف اور اس کے احکام پیلاطوس سے زیادہ ترزیر کی اور فہم اور عدالت کی چمک رومی سلطنت کی نسبت اعلیٰ درجہ پر ہے۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل کا شکر ہے کہ اس نے ایسی سلطنت کے ظل حمایت کے نیچے مجھے رکھا۔ جس کی تحقیق کا پلہ شہاب کے پلے سے بڑھ کر ہے۔“ (کشف العطاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۳ ص ۱۹۲)

(۴) ”ہمیں سلطان روم کی نسبت سلطنت انگریزی کے ساتھ زیادہ وفاداری اور اطاعت دکھائی چاہئے۔ اس سلطنت کے ہمارے پر وہ حقوق ہیں جو سلطان کے نہیں ہو سکتے۔ ہرگز نہیں ہو سکتے۔“ (کشف العطاء ص ۱۹، خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۲)

۹..... ”جب ہم ۱۸۵۷ء کے سوا کو دیکھتے ہیں اور زمانہ کے مولویوں کے فنون پر نظر ڈالتے ہیں۔ جنہوں نے عام طور پر مہریں لگادی تھیں۔ جو انگریزوں کو قتل کر دینا چاہتے تو ہم بحرندامت میں ڈوب جاتے ہیں کہ یہ کیسے مولوی تھے اور کیسے ان کے فتور تھے۔ جن میں نہ رحم تھا نہ عقل تھی نہ اخلاق نہ انصاف۔ ان لوگوں نے چوروں اور قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کرنا شروع کیا اور اس کا نام جہاد رکھا۔“

(ازالہ اوہام ج ۲ ص ۲۹۴ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۳۹۰)

۱۰..... مرزا قادیانی اپنے والد صاحب کا واسطہ دے کر لکھتے ہیں۔ ”میرا باپ مرزا غلام مرتضیٰ اس نواح میں ایک نیک نام رئیس تھا اور گورنمنٹ کے اعلیٰ افسروں نے پرزور تحریروں کے ساتھ لکھا کہ وہ اس گورنمنٹ کا سچا مخلص اور وفادار ہے اور میرے والد صاحب کو

در بار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور ہمیشہ اعلیٰ حکام عزت کی نگاہ سے ان کو دیکھتے تھے اور اخلاق کریمانہ کی وجہ سے حکام ضلع اور قسمت کبھی کبھی ان کے مکان پر ملاقات کے لئے بھی آتے تھے۔ کیونکہ انگریزی افسروں کی نظر میں وہ ایک وفادار رئیس تھے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ ان کی اس خدمت کو کبھی نہیں بھولے گی کہ انہوں نے ۱۸۵۷ء کے ایک نازک وقت میں اپنی حیثیت سے بڑھ کر پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس سوار اپنے عزیزوں اور دوستوں سے مہیا کر کے گورنمنٹ کی امداد کے لئے دیئے تھے۔ چنانچہ ان سواروں میں سے کئی عزیزوں نے ہندوستان میں مردانہ لڑائی مفسدوں سے کر کے اپنی جانیں دیں اور میرا بھائی مرزا غلام قادر تمون کے پتن کی لڑائی میں شریک تھا اور بڑی جانفشانی سے مدد دی۔ غرض اس طرح میرے بزرگوں نے اپنے خون سے اپنے مال اپنی جان سے اپنی متواتر خدمتوں سے اپنی وفاداری کو گورنمنٹ کی نظر میں ثابت کیا۔ سو انہیں خدمات کی وجہ سے میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ ہمارے خاندان کو معمولی رعایا میں سے نہیں سمجھے گی اور اس کے اس حق کو کبھی ضائع نہیں کرے گی۔ جو بڑے فتنہ کے وقت میں ثابت ہو چکا ہے۔ (رسالہ کشف العطاء ص ۴۲ بحوالہ سیرۃ المہدی ص ۱۱۱، خزائن ج ۱۳ ص ۱۸۰)

طائفہ مرزائیہ پنجابی نبی کے نقش قدم پر

ہزرائل ہائینس پرنس آف ویلز کی خدمت میں مرزائیوں کا ایڈریس

یہ اس ایڈریس کی نقل ہے جو مرزائیوں نے ۲۷ فروری ۱۹۲۲ء کو بوساطت گورنمنٹ پنجاب پیش کیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ امت مرزائیہ بھی اپنے سرکاری نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی سنت کے مطابق حکومت برطانیہ کی فرمانبرداری میں اپنا مال و جان قربان کرنا فخر ہی نہیں بلکہ جزو ایمان سمجھتی ہے۔

جناب شہزادہ ویلز! ہم نمائندگان جماعت احمدیہ جناب کی خدمت میں جناب کے ورود ہندوستان پر تہہ دل سے خوش آمدید کہتے ہیں اور اگرچہ ہم وہ الفاظ نہیں پاتے جن میں جناب کے خاندان سے دلی وابستگی کا اظہار کا حقہ کر سکیں۔ لیکن مختصر لفظوں میں ہم جناب کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ اگر ہمارے ملک معظم کو ہماری خدمات کی ضرورت ہو تو بلا کسی عوض اور بدلہ کے خیال کے ہم لوگ اپنا مال اور اپنی جانیں ان کے احکام کی بجا آوری کے لئے دینے کے لئے تیار ہیں۔

حضور عالی! چونکہ ہماری جماعت نئی ہے اور تعداد میں بھی دوسری جماعتوں کے مقابلہ میں کم ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ جناب کو پوری طرح ہماری جماعت کا علم نہ ہو۔ اس لئے ہم مختصراً

اپنے متعلق جناب کو کچھ علم دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وسیع ملک کی حکومت کی باگ آپ کے ہاتھ میں آنے والی ہے اور بادشاہ کی حکومت کے استحکام میں جو امر بہت ہی عمدہ ہوتے ہیں۔ ان میں سے اپنی رعایا کے مختلف طبقوں کا علم بھی ہے۔ حضور عالی! ہم ایک مذہبی جماعت ہیں اور ہمیں دوسری جماعتوں سے امتیاز اپنے مذہبی عقائد کی وجہ سے ہے۔ ہم لوگ مسلمان ہیں اور ہمیں اس نام پر فخر ہے۔ لیکن باوجود اس کے ہم میں اور دوسرے مسلمانوں میں ایک عظیم الشان خندق حائل ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کی طرح جو آج سے انیس سو سال پہلے خدا کے ایک برگزیدہ کی آواز پر لبیک کہنے والے تھے۔ اس وقت کے مامور حضرت مرزا غلام احمد ساکن قادیان کے ماننے والے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے اور ہمارے دوسرے بھائی ان لوگوں کی طرح جنہوں نے حضرت مسیح کا انکار کر دیا تھا۔ اس کے منکر ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ آنے والا مسیح مسیح کے رنگ میں آنے والا تھا۔ نہ کہ خود مسیح نے آنا تھا۔

ہمارے سلسلہ کی بنیاد اکتیس سال سے پڑی ہے اور باوجود سخت سے سخت مظالم کے جو ہمیں برداشت کرنے پڑے ہیں۔ اس وقت ہندوستان کے ہی ہر ایک صوبہ میں ہماری جماعت نہیں۔ بلکہ سیلون، افغانستان، ایران، عراق، عرب، روس، ماریشس، بیچال، ایسٹ افریقہ، مصر، سیرالیون، گولڈ کوسٹ، ناٹجریا، یونائیٹڈ سٹیٹس، خود انگلستان میں ہماری جماعت موجود ہے اور ہمارا اندازہ ہے کہ دنیا میں نصف ملین کے قریب لوگ اس جماعت میں شامل ہیں اور یہی نہیں کہ مختلف ممالک کے ہندوستانی ساکنین ہی اس جماعت میں شامل ہیں۔ بلکہ خود ان ممالک کے رہنے والے اس جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ چنانچہ لنڈن کے علاقہ بیٹنی میں ہمارا مشن قائم ہے اور ایک مسجد بھی ہے اور انگلستان کے قریباً دو سو آدمی اس سلسلہ میں شامل ہو چکے ہیں اور اسی طرح یونائیٹڈ سٹیٹس کے لوگوں میں یہ سلسلہ پھیل رہا ہے اور ہم لوگ یقین رکھتے ہیں کہ ایک وقت یہ سلسلہ سب جہاں میں پھیل جائے گا۔

حضور عالی! ان مختصر حالات بتانے کے بعد ہم جناب کو بتلانا چاہتے ہیں کہ ہماری وفاداری جناب کے والد مکرم سے کسی دنیوی اصل پر نہیں ہے اور نہ کوئی دنیاوی طمع اس کا موجب ہے۔ جو خدمات گورنمنٹ کی بحیثیت جماعت ہم کرتے ہیں۔ اس کے بدلہ میں کبھی کسی بدلہ کے طالب نہیں ہوئے۔ ہماری وفاداری کا موجب ایک اسلامی حکم ہے۔ جس کے متعلق بانی سلسلہ نے ہمیں سخت تاکید کی ہے کہ کبھی اسے نظر انداز نہ ہونے دیں اور وہ حکم یہ ہے کہ جو حکومت ہمیں آزادی دے۔ اس کی ہمیں ہر حالت میں فریاداری کرنی چاہئے اور کوئی حکومت ہمارے مذہبی

فرائض میں دست اندازی کرے تو بجائے اس کے کہ ملک میں فساد ڈلوانے کے اس کے ملک سے ہمیں نکل جانا چاہئے۔ ہمارے تجربہ نے ہمیں بتلادیا ہے کہ تخت برطانیہ کے زیر سایہ ہمیں ہر قسم کی آزادی حاصل ہے۔ حتیٰ کہ اکثر اسلامی کہلانے والے ملکوں میں ہم اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کر سکتے۔ مگر تاج برطانیہ کے زیر سایہ ہم خود اس مذہب کے خلاف جو ہمارے ملک معظم کا ہے، تبلیغ کرتے ہیں اور ان کی اپنی قوم کے لوگوں میں ان کے اپنے ملک میں جا کر اسلام کی اشاعت کرتے ہیں اور کوئی ہمیں کچھ نہیں کہتا اور ہم یقین کرتے ہیں کہ اس سلسلہ کی اس قدر جلد اشاعت میں حکومت برطانیہ کے غیر جانبدار رویہ کا بھی بہت کچھ دخل ہے۔ جو حضور عالی ہماری فرمانبرداری امور مذہبی پر ہے۔ اس لئے گو ہم حکومت وقت کی پالیسی سے کسی قدر ہی خلاف کریں۔ کبھی اس کے برخلاف کھڑے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس صورت میں ہم خود اپنے عقیدہ کے رو سے مجرم ہوں گے اور ہمارا ایمان خود ہم پر حجت قائم کرے گا۔

حضور ملک معظم کی فرمانبرداری ہمارے لئے ایک مذہبی فرض ہے۔ جس میں سیاسی حقوق کے ملنے یا نہ ملنے کا کچھ دخل نہیں۔ جب تک ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہے۔ ہم اپنی ہر ایک چیز تاج برطانیہ پر نثار کرنے کے لئے تیار ہیں اور لوگوں کی دشمنی اور عداوت ہمیں اس سے باز نہیں رکھ سکتی۔ ہم نے بار بار سخت سے سخت سوشل بائیکاٹ کی تکالیف برداشت کر کے اس امر کو ثابت کر دیا ہے اور اگر ہزار ہا دفعہ پھر ایسا موقعہ پیش آئے تو پھر ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ بوقت ضرورت ہمیں اس دعویٰ کے ثابت کرنے کی اس سے زیادہ توفیق دے گا۔ جیسا کہ وہ پہلے اپنے فضل سے دیتا رہا ہے۔ ہم اس امر کو سخت ناپسند کرتے ہیں کہ اختلاف سیاسی کی بناء پر ملک کے امن کو برباد کیا جائے۔ ہمارا مذہب تو ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ اگر مذہبی ظلم بھی ہو۔ تب بھی اس ملک کا امن برباد نہ کرو۔ بلکہ اسے چھوڑ کر چلے جاؤ۔ لوگ ہمارے ان خیالات پر قوم اور ملک کا بدخواہ کہتے ہیں اور بعض گورنمنٹ کا خوشامدی سمجھتے ہیں اور بعض بیوقوف یا موقعہ کا متلاشی قرار دیتے ہیں۔ مگر اے شہزادہ مکرم! ہم لوگوں کی باتوں سے خدا کو نہیں چھوڑ سکتے۔ دنیا ہمیں کچھ کہے جبکہ ہمارے خدا نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم امن کو برباد نہ ہونے دیں اور صلح کو دنیا پر مقدم کریں اور تمام بنی نوع انسان میں محبت پیدا کر کے انہیں باہم ملائیں۔ تو ہم صلح اور محبت کا راستہ نہیں چھوڑ سکتے۔ ہم بہر حال اپنے بادشاہ کے وفادار رہیں گے اور اس کے احکام کی ہر طرح فرمانبرداری کریں گے۔

حضور عالی! آپ نے اس قدر دراز کا سفر اختیار کر کے جو ان لوگوں کے حالات

سے آگاہی حاصل کرنی چاہی ہے۔ جن پر کسی آئندہ زمانہ میں حکومت کرنا آپ کے لئے مقدر ہے۔ اس قربانی و ایثار کو ہم لوگ شکر اور امتنان کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور کوئی شخص جو ذرہ بھر بھی حق اور اس کی محبت اپنے دل میں رکھتا ہے۔ آپ کے سفر کو کسی اور نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا۔ پس ہم لوگ آپ کی اس ہمدردی اور ہمارے حالات سے دلچسپی رکھنے پر آپ کا تہہ دل سے شکر یہ ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتے ہیں کہ جس طرح آپ نے اپنے باپ کی رعایا کی طرف محبت کی نظر ڈالی ہے وہ بھی آپ کی طرف محبت کی نظر ڈالے۔

حضور عالی! ہماری جماعت نے جناب کے ورود ہندوستان کی خوشی میں جناب کے لئے ایک علمی تحفہ تیار کیا ہے۔ یعنی اس سلسلہ کی تعلیم اور اس کے قیام کی غرض اور دوسرے سلسلوں سے اس کا امتیاز اور باقی سلسلہ کے مختصر حالات اس رسالہ میں اور اس میں جناب ہی کو مخاطب کیا گیا ہے۔ سلسلہ کے موجودہ امام نے اسے لکھا ہے اور بتیس ہزار آدمیوں نے اس کی چھپوائی میں حصہ لیا ہے۔ تاکہ ان کے خلوص کے اظہار کی یہ علامت ہو اور ابھی وقت کی قلت مانع رہی ہے۔ ورنہ اس سے بہت زیادہ لوگ حصہ لیتے۔

حضور شہزادہ والا تبار ہم یہ تحفہ بوساطت گورنمنٹ پنجاب حضور میں پیش کرتے ہیں اور ادب و احترام کے ساتھ ملتی ہیں کہ کچھ وقت اس کے ملاحظہ کے لئے وقف فرمایا جاوے۔

آخر میں پھر ہم جناب کو تہ دل سے ورود ہندوستان اور پھر ورود پنجاب پر جو مرکز سلسلہ احمدیہ ہے، خوش آمدید کہتے ہیں اور آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ اپنے والد مکرم سے ہماری طرف سے عرض کر دیں کہ ہماری جماعت باوجود اپنی کمزوری ناطاقتی اور قلت تعداد کے ہر وقت جناب کے لئے اپنا مال و جان قربان کرنے کے لئے تیار ہے اور ہر حالت میں آپ اس جماعت کی وفاداری پر اعتماد کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت دے اور آپ کے قدم کو اپنی خوشنودی کی راہوں پر چلائے اور ہر ایک آفت زمانہ سے آپ کو محفوظ رکھے۔ بلکہ اپنی مدد اور نصرت کا دامن آپ کے سر پر پھیلائے۔ (قائم مقامان جماعت احمدیہ ۲۷ فروری ۱۹۲۲ء)

حق و باطل کی پہچان

انصاف کی کسوٹی پر اس چیز کو پرکھا جائے کہ غیر اللہ کی کاسہ لیس اور ذلیل خوشامد جس خانہ ساز نبوت کا فرض اولین اور جزو ایمان ہو کیا اسلام جیسے پاکیزہ دین اور خدا تعالیٰ جیسی بلند ترین ہستی کے ساتھ اس کو دور کا تعلق بھی ہو سکتا ہے۔ ”وما علینا الی البلاغ“ (ماخوذ از تائید الاسلام)